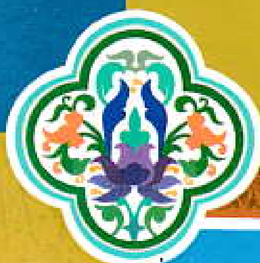




سلفِ صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے ایمان افروز واقعات

مولانا محمد نعمان صاحب

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے ایمان افروز واقعات

قرآنی لطائف و رموز، مستند احادیث، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علم و عمل، شجاعت و تقویٰ اور خوفِ الٰہی کے فکر انگیز واقعات
فہم و فراست، جود و سخا، عفو و حلم، ہمدردی و غم گساری اور علم و عمل پر ابھارنے والی حکایات و نصائح
اہلِ علم کے اقوالِ زریں، مختلف موضوعات پر عمدہ اشعار، علم و ادب کے حکیمانہ شہ پارے
مکمّل حوالہ جات سے مزیّن

مولانا محمّد نعمان صاحب



اِدارۃُ المعارف کراچی ۱۴

فہرست مضامین

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
آٹھ سالہ بچی کا حفظِ قرآن	۱۱۷
مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ رمضان میں چالیس قرآن ختم کیا کرتی تھیں....	۱۱۷
مولانا انعام رحمہ اللہ نے رمضان میں اکسٹھ قرآن ختم کئے	۱۱۸
امام ناصر الدین بستی رحمہ اللہ کا قبر میں سورہ یسین کی تلاوت	۱۱۸
مدفون شخص کا قبر میں سونے کے قرآن کریم کو تلاوت کرنا	۱۱۹
بیس سال سے مسلسل ہررات ایک قرآن ختم کرنا	۱۲۰
زہیر بن محمد رحمہ اللہ کا رمضان المبارک کے مہینے میں نوے قرآن کریم ختم کرنا..	۱۲۰
تین بڑے کافر جورات کی تاریکیوں میں چھپ کر قرآن سنتے تھے	۱۲۰
ایک خاتون کا چالیس سال تک قرآنی آیات سے گفتگو	۱۲۱
بسم کے سبب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر زہر کا اثر نہ کرنا	۱۲۷
بیٹے کے بسم اللہ پڑھنے سے عذاب میں مبتلا والد کی بخشش ہوگئی	۱۲۷
حضرت بشر بن حارث المعروف بشر حافی کا واقعہ	۱۲۸
قرآن پڑھتے وقت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی کیفیت	۱۲۹
نہ دور کی ضرورت نہ سامع کی	۱۲۹
حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے گھرانے میں کثرت سے قرآن کی تلاوت.....	۱۳۰
میں نے اللہ کے ہاں سب سے افضل عمل تلاوتِ قرآن کو پایا	۱۳۱
حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کا کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا	۱۳۱
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بوقت تلاوت آہ و بکا	۱۳۲
شب بھر میں ایک ہی آیت کی تلاوت اور گریہ وزاری	۱۳۲
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا خوشی سے اشک بار ہونا	۱۳۳
اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کی تلاوت پر فرشتوں کا نزول	۱۳۴

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان — صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان | صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان | صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
ایک بڑھیا کی دربار سلطان میں تاریخی دلیری..	۹۲۸
تنازعہ ہارون الرشید ونصرانی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اندیشہ عاقبت.........	۹۳۰
مردار کتے سے بندھے ناچار بت کو دیکھ کر صحابی کا قبول اسلام..................	۹۳۱
ایک خاتون کا اپنے شوہر کے فراق میں اشعار پڑھنا..................................	۹۳۳
محمد نام کے چار جلیل القدر محدثین کا واقعہ..	۹۳۴
علامہ زمخشری اور نسفی رحمہما اللہ کے درمیان علمی گفتگو..............................	۹۳۵
میں ہاتھی دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں............	۹۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرضِ مؤلّف

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآنِ کریم نازل فرمایا جو کہ سراپا ہدایت ہی ہدایت ہے، اور قرآنِ کریم بے شمار علوم وفنون پر مشتمل ہے، بلکہ علوم کا خزانہ اور منبع وماخذ ہے، اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ یہ علام الغیوب کا نازل کردہ ہے۔

قرآن کریم کتنے علوم پر مشتمل ہے؟ اس میں علماء کی آراء مختلف ہیں، محدثِ کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے اپنی کتاب "الفوز الكبير في أصول التفسير" میں فرمایا کہ قرآن کریم پانچ علوم پر مشتمل ہے:

۱......علم التذكير بأيام الله (گزشتہ زمانے کے واقعات کا علم)۔

۲......علم التذكير بآلاء الله (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا علم)۔

۳......علم التذكير بالموت وما بعد الموت (موت اور اس کے بعد کے احوال سے تذکیر کا علم)

۴...... علم الأحكام (احکامِ الٰہی کا علم)۔

۵...... علم الجدل (دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ کا علم)

قرآن کریم ان علوم کے ذریعہ مختلف انداز سے انسان کو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے، اور زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔

ان میں اوّل الذکر "علم التذكير بأيام الله" (یعنی گزشتہ زمانہ کے واقعات وحوادث کا علم) بھی انسان کی اصلاح وہدایت میں بے حد مؤثر ہے، اس علم میں ایک طرف انبیاء، صلحاء اور مؤمنین کے واقعات بیان کیے گئے ہیں تاکہ انسان اپنی زندگی کو بھی ان کے نقشِ قدم پر ڈھال کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے، اور کامیابی وکامرانی سعادت ونیک بختی کے لائق ہوجائے، اور دوسری طرف کفار، منافقین، فساق وفجار کی بد عملی اور نافرمانی کی وجہ سے ان کی تباہی اور عذابات کا ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ انسان اپنے

آپ کو قہرِ الٰہی سے بچا کر اخروی زندگی میں سُرخ روئی حاصل کر سکے۔

قرآن کے اسی طرز کی اتباع کرتے ہوئے علمائے امت نے اپنی تصانیف اور مواعظ میں سلف صالحین کے ایمان آفروز وروح پرور واقعات اور ان کے نیک صالح ثمرات سے یا بُرے لوگوں کی غلط کاریوں وخبائث کے حالات وواقعات اوران کے بُرے نتائج کے ذریعہ امت کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ" (سورۂ هود: ۱۲۰)

اور پیغمبروں کے قصّوں میں سے ہم یہ سارے قصّے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ" (سورۂ یوسف: ۱۱۱)

ان کے قصّوں میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بنی اسرائیل کے سبق آموز واقعات، حکایات، امثال، ماننے اور نہ ماننے والوں کے احوال بیان کرنے کی اجازت ان الفاظ میں مرحمت فرمائی:

حَدِّثُوْا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ.[1]

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے ذیل میں سیّد جمال الدین رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس ارشاد میں آپ نے بنی اسرائیل کے نصیحت آموز واقعات بیان کرنے کی رخصت دی ہے، اس لیے کہ اس میں عبرت اور عقل مندوں کے لیے نصیحت کا بڑا سامان ہے۔ البتہ بنی اسرائیل کے احکامات بیان کرنا درست نہیں اس لیے کہ وہ منسوخ ہو چکے ہیں۔[2]

(۱) صحیح بخاری: کتاب الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ج۱، ص: ۴۹۱ الناشر: قدیمی کتب خانہ (۲) مرقاۃ المفاتیح: کتاب العلم، الفصل الاول، ج۱، ص: ۴۰۷، الناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

حدیث کی کتابوں میں بنی اسرائیل کے بہت سے سبق آموز واقعات موجود ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے ان کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱......وہ اسرائیلی روایات وقصص جو شریعت کے بالکل متصادم ہوں ان کا بیان کرنا ناجائز ہے۔

۲......وہ واقعات وقصص جو شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں ان کا بیان کرنا جائز ہے۔

۳......جو نہ شریعت کے بالکل متصادم ہیں اور نہ بالکلیہ موافق ان کے بارے میں سکوت کیا جائے گا۔(۱)

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحِکَایَاتُ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ یَقْوٰی بِھَا قُلُوْبُ الْمُرِیْدِیْنَ.(۲)

حکایات اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مریدین کے دلوں کو قوی کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحِکَایَاتُ عَنِ الْعُلَمَاءِ وَمَحَاسِنُھُمْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْفِقْہِ.(۳)

علماء کرام کی حکایات و واقعات بیان کرنا اور ان کے محاسن کا بیان کرنا مجھے فقہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

محمد بن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَاَیْتُ لِلْقَلْبِ اَنْفَعَ مِنْ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ.(۴)

میں نے دل کے لیے صالحین کے ذکر سے زیادہ کوئی بات قابل نفع نہیں دیکھی۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ.(۵)

صالحین اور اولیاء اللہ کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۱)تفسیر ابن کثیر: مقدمة، ج۱ص۱۷ الناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (۲) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: الجنيد بن محمد بن الجنيد البغدادي ج۲ص۲۶۵ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر (۳)ترتيب المدارك وتقريب المسالك: مقدمة، ج۱ص۶ الناشر: مطبعة فضالة المحمدية(۴) صفة الصفوة: باب ذكر فضل الاولياء والصالحين ج۱ص۴۵ الناشر: دار المعرفة

(۵) حلية الاولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ص۲۸۵ الناشر: دار الكتاب العربي

سببِ تالیف

بفضل اللہ تعالیٰ بندہ چار سال سے جمعہ کی نماز پڑھا رہا ہے، اور الحمدللہ یہ معمول ہے کہ ہر جمعہ میں ایک نئے موضوع پر بیان ہو، اس کے لیے قرآنی آیات، احادیث، صحابۂ کرام اور سلفِ صالحین کے مستند واقعات ہوں، یہ بات کافی حد تک مشاہدے میں آئی کہ بیان کے دوران واقعات کا سامعین پر ایک گہرا اثر ہوتا ہے، اور اس میں نصیحت اور عبرت کا ایک بڑا سامان ہوتا ہے، ایک دن بیان کے بعد ایک نوجوان محمد حامد میرے پاس گھر آیا اور ساتھ ایک کاپی لایا جس میں وہ واقعات کو لکھا کرتا تھا، انھوں نے مجھ سے کہا آپ جو واقعہ سناتے ہیں اس کا ابتدائی نام، کس کا واقعہ ہے اور کتاب کا حوالہ میں بھول جاتا ہوں، اگر آپ ان تمام واقعات کو یکجا کر دیں تو یہ عوام وخواص سب کے لیے مفید ہوگا۔ نیز اردو لٹریچر میں بھی کوئی ایسی مفصّل کتاب نظر سے نہیں گزری تھی جس میں تمام واقعات مستند اور باحوالہ ہوں، جو جہاں علم میں اضافہ کا باعث ہوں وہیں ساتھ عمل کے جذبے کو بھی ابھارنے والے ہوں۔ اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بندہ کی اب تک الحمدللہ چار کتابیں چھپ چکی ہیں، چوں کہ وہ تمام علمی موضوعات پر لکھی گئی ہیں جو اہلِ علم کے لیے مفید ہیں۔

عام اردو دان طبقے کا ان سے مستفید ہونا مشکل تھا، تو محسن بھائیوں اور عزیز واقارب نے اس بات کی فرمائش کی کہ کوئی ایسی آپ کی عام فہم کتاب بھی ہو جس سے ہم استفادہ کرسکیں، یہ چند وجوہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بنیں۔

الحمدللہ اس کتاب میں ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کا نچوڑ ہے، اس میں قرآنی لطائف ورموز، مستند احادیث، صحابۂ کرام کے علم وعمل، شجاعت وتقویٰ اور خوفِ الٰہی کے فکر انگیز واقعات، سلفِ صالحین کے عبرت آموز علم وعمل پر ابھارنے والی حکایات ونصائح، اسلاف کی عبادت گزاری، تلاوتِ قرآنِ کریم، خشیتِ الٰہی، شجاعت وبہادری، فہم وفراست، جودوسخا، بدل واعطاء، عفو وحلم، حق گوئی، ہمدردی وغمگساری، خدمتِ خلق، اہلِ علم کے اقوال زرّیں، نادر ونایاب مستند معلومات، مختلف موضوعات پر عمدہ اشعار، علم وادب کے حکیمانہ شہ پارے، علم وحکمت سے لبریز سلفِ صالحین کا مزاق اور بیش بہا مستند معلومات، یہ

ایک کشکول ہے جس میں گلہائے رنگارنگ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

بندہ نے جب ابتداء میں کام شروع کیا تو ہر واقعہ وحکایت کے ساتھ مکمل عربی عبارت بھی نقل کرتا رہا تا کہ اہلِ علم حضرات اصل کی طرف مراجعت کر کے عین الیقین حاصل کر لیں، لیکن جب کمپوزنگ کے بعد مکمل کام سامنے آیا تو وہ ۱۲۰۰ صفحات میں پھیل چکا تھا، تو بعض اہلِ علم سے مشورے کے بعد طویل عربی عبارات کو حذف کر دیا اور اس کی جگہ مکمل حوالہ لکھ دیا۔

بندہ نے اہل علم اور طلباء کے ذوق کو برقرار رکھتے ہوئے احادیث، عربی عبارات، سلف صالحین کے زرّیں اقوال، اشعار، ادیبانہ جملے اور وہ عربی عبارات جن کا اپنا ایک لطف ومزہ ہے، اور ترجمہ کرتے وقت ان کی چاشنی برقرار نہیں رہتی تو ان عبارات کو بھی بعینہٖ نقل کر کے ان کا ترجمہ کر دیا، عربی عبارات پر اعراب بھی لگا دیئے تا کہ اہلِ علم حضرت اگر ان عبارات یا اقوال کو یاد کرنا چاہیں تو آسانی ہو، نیز عوام کی رعایت کرتے ہوئے تمام عبارات کا ترجمہ بھی کر دیا تا کہ یہ کاوش عوام وخواص دونوں کے لیے یکساں مفید ہو۔

اس بات کی ہر ممکنہ کوشش رہی کہ کوئی بات بغیر حوالے کے نہ آئے، اور حوالہ بھی اس طرح مکمل لکھ دیا جائے کہ اہلِ علم حضرات کے لیے مراجعت کرتے وقت کوئی دقّت نہ ہو، کتاب کا نام، باب، جلد، صفحہ، رقم الحدیث، رقم الترجمہ، ناشر کی وضاحت کر دی۔

چونکہ کتاب کا اکثر حصہ سلفِ صالحین کے واقعات پر مشتمل ہے اسی مناسبت سے اس کا نام ''سلفِ صالحین کے ایمان افروز واقعات'' رکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دست بدستہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لیے مفید اور بندے کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۲رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ۔ ۰۳۳۲۔۲۵۵۷۶۷۵

اذان کا مذاق اڑانے والا آگ میں جل گیا

اللہ تعالیٰ نے اذان کے ساتھ استہزاء کی خاص طور پر نشان دہی فرمائی ہے ''وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ'' جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو یعنی اذان دیتے ہو ''اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا'' تو یہ لوگ اسے مزاق اور کھیل بناتے ہیں، روایت میں آتا ہے کہ مدینے کے ایک نصرانی کو اذان سے بہت چڑ تھی، جس وقت مؤذّن کہتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ تو وہ بدبخت بددعا کرتا اَحْرَقَ اللّٰهُ الْكَاذِبَ اللہ جھوٹے شخص کو جلا دے جھوٹا تو وہ خود ہی تھا، اللہ نے اس کی دعا اس طرح قبول کی کہ ایک دن اس کی لونڈی نے گھر میں آگ لائی، اس کی چنگاری کسی چیز پر گر گئی، جس سے سارے مکان کو آگ لگ گئی اور وہ عیسائی وہیں جل کر راکھ ہوگیا، اللہ نے اسے گستاخی کی سزا دے دی۔ (۱)

اذان کے احترام کے سبب زبیدہ کا مقام ومرتبہ

امام خلیل بن شاہین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا کہ وہ شاندار کرسی پر بیٹھی ہے، پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام ورتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ ایک دن میں اپنی سہیلیوں اور پڑوس کی عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھی اور گپ شپ لگا رہی تھی کہ میں نے مؤذّن کی آواز سنی، جوں ہی اس نے اللہ اکبر کہا میں نے ان عورتوں کو اللہ کے نام کی تعظیم وتکریم کی خاطر چپ کرایا، یہاں تک کہ مؤذن اذان دے کر فارغ ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے اسی عمل پر مجھے وہ انعامات عطا فرمائے جو تم دیکھتے ہو:

أَن زبیدۃ رَآهَا رجل فِي الْمَنَام وَهِي جالسة على كرْسِي جليل الْوَصْف فَقلت لَهَا بِمَ نلْت هَذِه الْمنزلَة قَالَت كنت يَوْمًا أنا وجواری وصویحبات عِنْدِی فِي انْشِرَاح وطرب فَسمِعت الْمُؤَذّن حِين بَدَأَ بِالتَّكْبِيرِ فأسكتهن هَيْبَة وتعظيماً لله تَعَالَى إِلَى أَن فرغ فَأَعْطَانِي الله تَعَالَى مَا ترَاهُ. (۲)

---

(۱) السراج المنیر: سورہ مائدۃ آیت نمبر ۵۸ کے تحت، ج ۱ ص ۳۸۳ الناشر: مطبعة بولاق

(۲) الإشارات في علم العبارات: الباب الثمانون ص ۸۷۱ الناشر: دار الفكر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں باجماعت نمازِ فجر کی اہمیت

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز میں نہیں پایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار گئے، حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان کی والدہ حضرت شفاء کے پاس سے گزرے تو ان سے فرمایا، آج صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں دیکھا، تو ان کی والدہ نے فرمایا کہ وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھتے رہے، اس لیے صبح ان کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مجھے ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے:

أَن عمر بن الْخطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنه فقد سُلَيْمَان بن أبي حثْمَة فِي صَلَاة الصُّبْح وَإِن عمر غدا إِلَى السُّوق ومسكن سُلَيْمَان بَين الْمَسْجِد والسوق فَمر على الشِّفَاء أم سُلَيْمَان فَقَالَ لَهَا لم أر سُلَيْمَان فِي الصُّبْح فَقَالَت لَهُ إِنَّه بَات يُصَلِّي فغلبته عَيناهُ قَالَ عمر: لَأن أشهد صَلَاة الصُّبْح فِي جمَاعَة أحب إِلَيّ من أَن أقوم لَيْلَة.(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کے سبب آنکھوں کا علاج نہ کروانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جب بینائی کمزور ہوگئی اور آپ کو کم نظر آنے لگا، تو لوگوں نے عرض کیا آپ اپنی آنکھوں کا علاج کروائیں، لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنی پڑے گی کیوں کہ ان ایام میں حرکت سے نقصان ہوگا، چند دن تک چت لیٹنا پڑے گا، آپ نے یہ بات سن کر فرمایا یہ کام مجھ سے کبھی نہیں ہو سکے گا کیوں کہ میرے آقا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہایت غصہ اور غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا، لوگو! مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کو کیسے برداشت کروں گا:

(۱) الترغيب والترهيب: ج۱ ص۱۲۶، رقم الحديث: ۶۱۳ الناشر: دار الكتب العلمية

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَامَ بَصَرِی قِیلَ نُدَاوِكَ وَتَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامًا؟ قَالَ :لَا ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. (۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھتے وقت کیفیت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب بیت اللہ میں نماز پڑھا کرتے تھے تو حرم شریف کے کبوتر یہ خیال کر کے کہ یہ سوکھا ہوا درخت کھڑا ہے، آپ کے اوپر بیٹھ جاتے کیوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ڈر وخوف، ہیبت وعظمت کی وجہ سے سوکھے درخت کی طرح بالکل بے حس اور بے حرکت کھڑے رہتے تھے:

كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهُ عُودٌ مِنَ الْخُشُوعِ.(۲)

جسم میں تین تیر لگنے کے باوجود صحابی رسول کا نماز نہ توڑنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام نخل کی جانب غزوۂ ذات الرقاع کے لیے نکلے۔ ایک مسلمان نے کسی مشرک کی بیوی کو قتل کر دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس آرہے تھے اس عورت کا شوہر آیا جو کہ کہیں گیا ہوا تھا، جب اسے بیوی کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کا خون نہیں بہالے گا اس وقت تک وہ چین سے نہیں بیٹھے گا۔ چناں چہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ نے راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنے آپ کو پہرہ کے لیے پیش کیا اور انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم پہرہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اس وادی کی گھاٹی کے سرے پر چلے جاؤ۔ یہ حضرت عمار بن

---

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الصلاة، باب في ترك الصلاة، ج۱ ص۲۹۵ الناشر: مكتبة القدسي (۲) مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الصلاة، باب من كان يقول في الصلاة: لا تتحرك ج۲ ص۱۲۵، الناشر: مكتبة الرشد

یاسر اور حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔ چناں چہ یہ دونوں گھاٹی کے سرے پر پہنچے تو اَنصاری نے مہاجر صحابی سے کہا: ہم دونوں باری باری پہرہ دیتے ہیں، ایک پہرہ دے اور دوسرا سو جائے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کب پہرہ دوں، شروع رات میں یا آخر رات میں؟ مہاجر صحابی نے کہا: نہیں، تم شروع رات میں پہرہ دو۔ چناں چہ مہاجر صحابی لیٹ کر سو گئے اور اَنصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ چناں چہ وہ آدمی آیا (جس کی بیوی قتل ہوئی تھی)۔ جب اس نے دور سے ایک آدمی کھڑا ہوا دیکھا تو وہ یہ سمجھا کہ یہ (مسلمانوں کے) لشکر کا جاسوس ہے۔ چناں چہ اس نے ایک تیر مارا جو اِس اَنصاری کو آکر لگا، اَنصاری نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا اور نماز میں کھڑے رہے۔ اس نے دوسرا تیر مارا وہ بھی آکر ان کو لگا، انھوں نے اسے بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز میں کھڑے رہے۔ اس آدمی نے تیسرا تیر مارا وہ بھی آکر ان کو لگا، انھوں نے اسے بھی نکال کر پھینک دیا، اور پھر رکوع اور سجدہ کر کے (نماز پوری کی اور) اپنے ساتھی کو جگایا اور اس سے کہا: اُٹھو، میں تو زخمی ہو گیا ہوں۔ وہ مہاجر جلدی سے اُٹھے۔ اس آدمی نے جب (ایک کی جگہ) دو کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ ان دونوں حضرات کو اس کا پتہ چل گیا ہے۔ چناں چہ وہ تو بھاگ گیا، جب مہاجر صحابی نے اَنصاری کے جسم میں سے کئی جگہ سے خون بہتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا: سبحان اللہ! جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تو آپ نے مجھے اس وقت کیوں نہیں اُٹھایا؟ اَنصاری نے کہا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا تو میرا دل نہ چاہا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے چھوڑ دوں، لیکن جب اس نے لگاتار مجھے تیر مارے تو میں نے نماز ختم کر کے آپ کو بتا دیا۔ اور اللہ کی قسم! جس جگہ کے پہرے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا اگر اس جگہ کے پہرے کے رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں جان دے دیتا اور سورت کو بیچ میں نہ چھوڑتا۔[1]

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا ساری رات عبادت کرنا

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ ساری رات نہیں سوتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ فرشتے تو عبادت کرتے کرتے تھکتے نہیں اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں

(۱) صحیح ابن حبان: ج۳ص۳۷۵، رقم الحدیث: ۱۰۹۶ الناشر: موسسۃ الرسالۃ

اور آرام کی نیند سو جائیں:

كان أويس القرني لا ينام ليلة ويقول : ما بال الملائكة لا تفتر ونحن نفتر.(۱)

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کا تیس سال سے نماز ادا کرنے کا طریقہ

عاصم بن یوسف رحمہ اللہ نے حاتم اصم رحمہ اللہ سے پوچھا، آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں تا کہ کوئی سنت اور مستحب رہ نہ جائے، اچھی طرح وضو کر کے جائے نماز پر آکر تھوڑی دیر بیٹھ جاتا ہوں تا کہ تمام اعضاء پرسکون ہو جائیں پھر کھڑا ہوتا ہوں۔ کعبہ شریف کو اپنے سامنے، رب العالمین کو اپنے سر پر، جنت کو اپنی دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔

پھر نماز کو اپنی آخری نماز خیال کرتا ہوں، بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں، نہایت ادب کے ساتھ قرأت کرتا ہوں، نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، انتہائی ذلّت اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، انتہائی انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر التحیات پڑھتا ہوں، پوری امید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں، اور اللہ کے ڈر وخوف کو دل میں رکھتا ہوں، اور نماز قبول ہونے کی امید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہو جاتا ہوں۔

اور آئندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا عہد اپنے دل میں کرتا ہوں، اور پورے تیس سال سے اسی طرح کی نماز پڑھتا ہوں۔ عاصم بن یوسف رحمہ اللہ یہ باتیں سن کر چیخیں مار مار کر روتے اور نہایت افسوس کے ساتھ کہتے، ہائے ہم سے تو اس طرح کی ایک نماز بھی کبھی ادا نہیں ہوئی۔ (۲)

---

(۱) ربيع الأبرار ونصوص الأخبار: الباب السادس والعشرون، ج ۲ ص ۲۶۹.

(۲) روح البيان في تفسير القرآن: سورہ بقرہ آیت نمبر ۳ کی تفسیر میں، ج ۱ ص ۳۳ الناشر: دار الفكر

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا چالیس سال سے باجماعت نماز پڑھنا

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: چالیس سال سے میری باجماعت نماز فوت نہیں ہوئی۔ چالیس سال سے جب بھی اذان ہوئی سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اس سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہوتے تھے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَا فَاتَتْنِي الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً. مَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا وَسَعِيدٌ فِي الْمَسْجِدِ.(١)

ابن حرملہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ میں نے چالیس حج کیے ہیں:

سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يَقُولُ لَقَدْ حَجَجْتُ أَرْبَعِينَ حَجَّةً.(٢)

حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ کی نماز میں خشوع وخضوع

مسلم بن یسار رحمہ اللہ ایک دن نماز میں مشغول تھے کہ اچانک ایک شامی (ڈاکو) گھر میں داخل ہوا اور گھر والے گھبرا کر اس کے اردگرد جمع ہوگئے، جب گھر والے شامی کے آس پاس سے ہٹ گئے، تو مسلم بن یسار رحمہ اللہ کی اہلیہ ان سے کہنے لگیں: یہ شامی گھر میں داخل ہوا ہم لوگ گھبرا کر اس کے آس پاس جمع ہوگئے آپ کے کان پر جوں تک نہ رینگی، فرمانے لگے: مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔

میمون بن حیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے مسلم بن یسار رحمہ اللہ کو نماز میں کبھی التفات کرتے نہیں دیکھا، نہ کم نہ زیادہ بخدا! ایک مرتبہ مسجد کی دیوار منہدم ہوگئی جس سے بازار والوں میں کھلبلی مچ گئی مگر مسلم بن یسار رحمہ اللہ نماز میں اس قدر منہمک تھے کہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھتے رہے انھیں کچھ پتہ نہ چلا:

سَقَطَ حَائِطُ الْمَسْجِدِ وَمُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ قَائِمٌ يُصَلِّي فَمَا عَلِمَ بِهِ.(٣)

---

(١) حلية الأولياء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج٢ص١٦٣، الناشر: دار الكتاب العربي

(٢) حلية الاولياء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج٢ص١٦٧، الناشر: دار الكتاب العربي

(٣) حلية الأولياء: ترجمة: مسلم بن يسار، ج٢ص٢٩٠، الناشر: دار الكتاب العربي

مسلم بن یسار رحمہ اللہ جب نماز پڑھ رہے ہوتے تو یوں لگتا گویا کہ وہ پڑا ہوا ایک بے حس وحرکت کپڑا ہے۔

حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ کا قیام اللیل میں ساری رات ایک ہی آیت کو دھرانا

حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ کے مؤذن معمر کے حوالے سے منقول ہے کہ:

سلیمان تیمی رحمہ اللہ نے میرے پہلو میں عشاء کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا شروع کیے اور میں نے انھیں ''تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ'' بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ہے تمام بادشاہت۔ پڑھتے ہوئے سنا، اور جب آپ اس آیت پر پہنچے ''فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓــٴَتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا'' جب وہ دیکھیں گے اس عذاب کو قریب سے تو جنہوں نے کفر کیا ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ تو اسے بار بار دہرانے لگے، یہاں تک کہ مسجد میں سے اکثر آدمی چلے گئے اور بہت کم باقی رہ گئے، اور میں بھی انھیں چھوڑ کر چلا گیا اور جب میں فجر کی اذان کے لیے دوبارہ مسجد گیا تو میں نے دیکھا آپ اسی جگہ کھڑے ہوئے ہیں، اور جب میں نے قریب جا کر آپ کی آواز سنی تو آپ اسی آیت کو دہرا رہے تھے اور ابھی تک اس سے آگے نہیں بڑھے تھے۔ (١)

نماز اور دعا کے ذریعے سے غیبی مدد

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے، ان کی کنیت ابو معلق تھی۔ وہ تجارت کرتے تھے، اپنا سامان خریدتے، اس کے علاوہ لوگوں کا مال لے کر مختلف علاقوں میں جاتے، نہایت عبادت گزار اور پرہیزگار بھی تھے۔ ایک مرتبہ سامان تجارت لے کر کسی شہر جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک ڈاکو نے روک لیا۔ کہنے لگا:

ضَعْ مَا مَعَكَ فَإِنِّیْ قَاتِلُكَ.

(١) حلية الأولياء: ترجمة: سليمان بن طرخان، ج٣ص٢٩ الناشر: دار الكتاب العربي

جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو رکھ دو، کیوں کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

ابو معلق نے کہا: ٹھیک ہے، تم ڈاکو ہو تمہیں میرے مال ومتاع سے غرض ہے۔ مجھے قتل کر کے تمہیں کیا ملے گا! تم میرا سامان لے لو اور مجھے جانے دو۔

ڈاکو مسکرایا اور کہنے لگا کہ دیکھو جہاں تک مال کا تعلق ہے، وہ تو میرا ہے ہی، مگر میں مال کے ساتھ صاحب مال کو قتل بھی کرتا ہوں۔

ابو معلق نے اس کو بہت سمجھایا اور قائل کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ آخر ابو معلق اس سے کہنے لگے:

إِذْ أَبَيْتَ فَذَرْنِي أُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ.

ٹھیک ہے، اگر تم مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہو تو مجھے چار رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔

ڈاکو کہنے لگا: جتنی مرضی نماز پڑھو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

ابو معلق نے وضو کیا اور نفل پڑھنے لگے، ادھر ڈاکو ان کے سر پر کھڑا ہے اور منتظر ہے، کب وہ نماز ختم کریں اور وہ ان کو قتل کر دے۔ آخر سجدہ میں انھوں نے اللہ کے حضور خصوصی دعا فرمائی:

يَا وَدُوْدُ، يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، يَا فَعَّالُ لِّمَا يُرِيْدُ، أَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ، وَمُلْكِكَ الَّذِيْ لَا يُضَامُ وَبِنُوْرِكَ الَّذِيْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ، أَنْ تَكْفِيَنِيْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ، يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ.

اے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے بزرگ ترین عرش کے مالک! اے جو چاہے وہ کرنے والے! میں تیری اس عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس تک کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی، اور تیری اس سلطنت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جہاں ظلم وزیادتی نہیں ہوتی، اور تیرے اس نور کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، جس نے تیرے عرش کے اردگرد کو بھر رکھا ہے، کہ تو اس ڈاکو کے شر سے میری حفاظت فرما، اے فریاد رس! میری فریاد رسی فرما۔ اے پکار سننے والے! میری پکار سن۔ اے مظلموں کا جواب دینے والے! مجھے اس ظالم سے بچا۔

تین مرتبہ انھوں نے اس دعا کو دہرایا اور ادھر اللہ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ ایک گھڑ سوار اپنے ہاتھ میں تلوار لیے ہوا سیدھا اس ڈاکو کی طرف بڑھا اور آناً فاناً اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ پھر ابوِ معلق اس شہسوار کی طرف بڑھے اور اس سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کون ہیں؟ آج آپ کی بروقت مدد کی وجہ سے میری جان بچ گئی، ورنہ یہ ڈاکو تو مجھے قتل ہی کر دیتا۔

شہسوار نے کہا: میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں، جب تم نے پہلی مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں پر کھٹکھٹانے کی آواز سنی، جب تم نے دوسری مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی ایک زوردار آواز سنی، جب تم نے تیسری مرتبہ دعا مانگی تو کہا گیا کہ ایک پریشان حال دعا مانگ رہا ہے۔ میں نے اللہ ربّ العزت سے عرض کی کہ مجھے اس کے دشمن کے قتل پر مقرر فرما دیں۔

حضرت انس اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص وضو کرے، چار رکعت نماز پڑھے اور مذکورہ دعا پڑھے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے خواہ وہ پریشان حال ہو یا نہ ہو۔(۱)

نماز میں سُستی کے سبب قبر آگ کے شعلوں سے بھر گئی

ایک شخص کی بہن فوت ہوگئی اسکو دفن کرتے وقت ایک تھیلی جس میں رقم تھی اس قبر میں گر گئی جس کا پتہ نہ چل سکا۔ جب سارے لوگ واپس چلے گئے اسکو اپنی تھیلی یاد آئی تو اس نے قبر کھولی، دیکھا تو قبر آگ کے شعلوں سے بھری ہوئی تھی فوراً قبر کو بند کر کے روتا ہوا گھر واپس آیا، یہ ماجرا اپنی والدہ کو بتایا، دریافت کیا کہ میری بہن کا کیا گناہ تھا جو اتنے سخت عذاب میں مبتلا ہے، تو ماں نے روتے ہوئے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی۔ یہ اس کا خاتون کا حال ہے جو نماز پڑھتی تھی لیکن سستی کرتی تھی، اندازہ کیجیے اس شخص کا کیا حال ہوگا جو بالکل نماز ہی نہ پڑھتا ہو:

أنه أتى أختا له ماتت فسقط كيس منه فيه مال في قبرها فلم يشعر به أحد حتى

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: ابو معلّق الأنصاري، ج۲ص۲۸۹، رقم الترجمة: ۶۲۲۷ الناشر: دار الكتب العلمية

انصرف عن قبرها ثم ذكره فرجع إلى قبرها فنبشه بعدما انصرف الناس فوجد القبر يشعل عليها نارا فرد التراب عليها ورجع إلى أمه باكيا حزينا فقال يا أماه أخبريني عن أختي وما كانت تعمل قالت وما سؤالك عنها قال يا أمي رأيت قبرها يشتعل عليها نارا قال فبكت وقالت يا ولدى كانت أختك تتهاون بالصلاة وتؤخرها عن وقتها فهذا حال من يؤخر الصلاة عن وقتها فكيف حال. (۱)

حضرت رابعہ بصریہ کا دن ورات میں ایک ہزار نوافل پڑھنا

۱...... رابعہ بصریہ رحمہا اللہ دن رات چوبیس گھنٹے میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں، اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ خدا کی قسم! اتنی نماز پڑھنے سے میری غرض ثواب حاصل کرنا نہیں بلکہ یہ چند رکعتیں اس لیے پڑھ لیتی ہوں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام علیہ السلام کے سامنے یہ فرما کر سرخرو ہوں کہ دیکھو میری امت کی ایک ادنیٰ سی عورت کی یہ عبادت تھی: (۲)

حضرت صفوان رحمہ اللہ نے چالیس سال سے اپنی کمر زمین پر نہیں لگائی

حضرت صفوان رحمہ اللہ نے چالیس سال اپنی کمر زمین سے نہیں لگائی، بالکل سوتے نہیں تھے اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی پیشانی کا گوشت اڑ گیا تھا اور سجدہ کی جگہ پیشانی کی ہڈی ہی نظر آتی تھی:

ويقول أهل المدينة إنه نُقبت جبهته من كثرة السجود. (۳)

نماز کی حالت میں آگ لگنے کا احساس تک نہیں ہوا

ایک دفعہ حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ اپنے مکان کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے،

(۱) الكبائر للذهبي: الكبيرة الرابعة في ترك الصلاة، ج۱ ص۲۵ الناشر: دار الندوة الجديدة بيروت (۲) الكواكب الدرية في تراجم السادة الصوفية للمناوي: ج۱ ص۲۸۶، الناشر: دار الفكر

(۳) مختصر تاريخ مدينة دمشق: ترجمه: صفوان بن سُليم، ج۱۱ ص۹۶ الناشر: دار الفكر

اتفاق سے اس کمرہ کے کسی کونے میں آگ لگ گئی، آپ برابر نماز میں مشغول رہے، سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں نے عرض کیا حضرت تمام محلے والے آگ بجھانے کے لیے جمع ہو گئے لیکن آپ نے نماز نہ چھوڑی، حالاں کہ ایسے وقت تو فرض نماز کی نیت توڑنا بھی جائز ہے، آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں ضرور نیت توڑتا اللہ کی قسم! مجھے تو آگ لگنے کا بالکل علم ہی نہیں ہوا:

أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ قَائِمًا يُصَلِّي فَوَقَعَ حَرِيقٌ إِلَى جَانِبِهِ فَمَا شَعَرَ بِهِ حَتَّى طُفِئَتِ النَّارُ.(۱)

ایک باندی کا کثرت سے عبادت وریاضت اور خوفِ خدا

ایک شخص نے کہا کہ رمضان المبارک میں ہم کو ایک روٹی پکانے والی کی ضرورت ہوئی، میں باندی خرید کر لانے کے خیال سے بازار گیا تا کہ میری ضرورت پوری ہو، اتفاق سے ایک باندی بہت ہی کم قیمت میں مل گئی اور خرید لی، لیکن اس کی شکل وصورت سے وحشی پن برستا تھا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی معشوق کے فراق میں مبتلا ہے، دن تو گزر گیا، جب رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے نماز شروع کر دی اور پہلی رکعت میں پوری سورہ بقرہ (ڈھائی پارہ) ختم کی اور وہ قرآن شریف ایسے ذوق وشوق اور محبت سے پڑھتی تھی کہ ایسی قرأت میں نے اپنی زندگی میں بہت کم سنی ہے، دوسری رکعت شروع کی اور اس میں پوری سورہ آل عمران (سوا پارہ) ختم کی۔ تیسری رکعت شروع کی، اور اس میں پوری سورہ نساء (یعنی ڈھائی پارہ) ختم کی۔ میں حیران ہو کر اس کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ شاید سوا پانچ پارہ ختم کر کے دم لے گی، لیکن اس اللہ کی بندی نے اب دوبارہ نیت باندھ لی اور جب پڑھتے پڑھتے تیرہویں پارے کی سورہ ابراہیم کی اس آیت پر پہنچی:

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: مسلم بن يسار، ج۲ص۲۹۰، الناشر: دار الكتاب العربي

"وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ"

اوراس کوایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو ہوگا جس کا گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا، اور گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی، اور ہر طرف سے اس پر موت (کے اسباب) کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں، اوراس (شخص) کو اور سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

اس کے پڑھتے ہی فوراً بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑی، میرے گھر والے گھبرا کر اس کو اٹھانے کے لیے دوڑ کر گئے۔قریب پہنچ کر دیکھا کہ فوت ہوگئی اور جسم بے جان پڑا ہوا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.(۱)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا بیس سال تک معمول رہا کہ اذان سے پہلے مسجد میں حاضر ہوتے

سید التابعین حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے،فرماتے ہیں کہ چالیس سال ہو چکے ہیں مجھ سے آج تک تکبیر تحریمہ نہیں چھوٹی، نیز فرماتے ہیں کہ بیس برس کے عرصے میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں:

وقال سعيد بن المسيب: منذ أربعين سنة ما فاتتني تكبيرة الإحرام في جماعة،وقال سعيد: من عشرين سنة ما سمعت الأذان إلا في المسجد.(۲)

حضرت میاں جی نور محمد رحمہ اللہ سے تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ آپ قصبہ لوہاری جو

(۱) روض الرياحين: ص ۳۵۷، ۳۵۸، الناشر: موسسة عماد الدين قبرص

(۲) قوت القلوب في معاملة المحبوب: ج۲ ص۱۶۸ الناشر: دار الكتب العلمية

تھانہ بھون کے قریب ہے وہاں ایک مکتب میں لڑکوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے، اتباع سنت میں کمال درجہ حاصل تھا، حتیٰ کی تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (۱)

حضرت حاجی سیّد عابد حسین رحمہ اللہ سے اٹھائیس سال کے بعد تکبیر تحریمہ فوت ہوئی

حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت حاجی سید حسین صاحب قدس سرہ العزیز کا تعلق خاندان سادات سے تھا، آپ صوفی، زاہد اور متقی بزرگ تھے، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز آپ کو بہت زیادہ رنجیدہ دیکھا گیا، کبیدگی اور افسردگی کی یہ حالت تھی کہ کسی نوجوان عزیز کی مرگ ناگہانی کا شبہ ہوتا تھا، سبب دریافت کیا گیا تو بہت زیادہ اصرار کے بعد معلوم ہوا کہ اٹھائیس سال بعد آج نمازِ فجر کی تکبیر تحریمہ فوت ہوگئی۔ (۲)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے بائیس برس کے بعد تکبیر تحریمہ فوت ہوئی

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: آج جبکہ دنیا سے اٹھے ہوئے انہیں دو سال ہو گئے، اگر مخلوق جمع ہو کر پوری ہمت خرچ کرے اور یادداشت کو پوری طرح کام میں لا کر مہینوں بھی سوچے تو انشاء اللہ ایک واقعہ بھی ایسا نہ نکال سکے گی کہ جس میں آپ کی نماز کا قضا ہو جانا یا جماعت سے کاہلی وسستی یا کسی شرعی مسلم پسندیدہ امر سے ذرہ برابر بے رغبتی یا غفلت آپ کی ثابت ہوتی ہو، دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں جب آپ تشریف لائے ہیں تو غالباً عصر کی نماز میں ایک دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ نماز پڑھانے کے لیے مصلّے پر جا کھڑے ہوئے، مخلوق کے ازدہام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے ہیں تو قرأت شروع ہوگئی تھی، سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اداس اور چہرہ پر

(۱) تاریخ مشائخ چشت: ص ۲۳۲ مجلس نشریات اسلام کراچی

(۲) علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے: ج ا ص ۶۴

اضمحلال برس رہا تھا، اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی۔ (۱)

جلیل القدر تابعی امام اعمش رحمہ اللہ کی تقریباً ستر برس تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، امام اعمش رحمہ اللہ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث تھے، کوفہ میں رہا کرتے تھے۔ ۱۴۸ھ میں ۸۷ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

بچّہ تنور میں انگاروں سے کھیل رہا ہے

ایک عورت نے گھر کا تنور جلایا، جلا کر نماز پڑھنے لگی اور خیال یہ تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکاؤں گی، اس عورت کا دوڈھائی سال کا بچہ گھر میں کھیل رہا تھا، شیطان آیا اور اس بچہ کو تنور کے قریب لا کر اس نمازی عورت کے پاس آ کر کہنے لگا: دیکھ! تیرا شیر خوار بچہ تنور کے قریب چلا گیا تو نماز توڑ کر بچہ کو وہاں سے اٹھا لے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بچہ تنور میں گر کر جل جائے، اس عورت نے بالکل خیال نہیں کیا، بدستور نماز پڑھتی رہی، شیطان کو بہت غصہ آیا اور بچے کو اٹھا کر تنور میں پھینک دیا، اور آ کر اس عورت سے کہنے لگا کہ تو نماز پڑھ رہی ہے اور تیرا بچہ تنور میں گر گیا۔ جلدی جا کر اس کو تنور سے نکال لے۔ شاید ابھی تک زندہ ہو اور سسکتا ہوا مل جائے، اری کم بخت بیوقوف! نماز تو پھر بھی پڑھ سکتی ہے، اگر بچہ مر گیا تو پھر نصیب نہ ہوگا، شیطان نے اپنی طرف سے بہت کچھ کہا لیکن اس عورت پر بالکل اثر نہ ہوا وہ بدستور بے خودی اور محویت کے عالم میں نماز پڑھتی رہی، شیطان عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا، اور وہاں سے اپنا سا منہ لے کر چلا گیا، جب یہ عورت نماز سے فارغ ہوئی تو نہایت اطمینان کے ساتھ تنور کے پاس گئی، دیکھا کہ بچہ تنور میں پڑا ہوا ہے آگ بھڑک رہی ہے اور بچہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔ ایک انگارہ بچہ نے اٹھا کر منہ میں رکھ لیا تو وہ انگارہ یاقوت بن گیا۔ (۲)

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ. جو اللہ کا ہوگیا اللہ اس کا ہوگیا۔

(۱) تذکرۃ الرشید: ج ۲ ص ۱۶، ادارہ اسلامیات لاہور

(۲) الجواهر في عقوبة أهل الكبائر: ص ۱۵، ۱۶، الناشر: دار الكتاب العربي

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ

وَمَا التَّانِيْثُ لِإِسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذْكِيْرُ فَخْرٌ لِلْهِلَالِ(۱)

اگر سب عورتیں ایسی عالی ہمت ہوجائیں تو یقیناً مردوں سے فوقیت لے جائیں گی۔ نام کا عورت ہونا عیب نہیں ہے اور نام کا مرد ہونا کمال نہیں۔ سورج عربی زبان کی گرامر کے مطابق مؤنث ہے اور چاند گرامر کے مطابق مذکر ہے، پھر چاند و سورج کا فرق سب پر روشن ہے، مرد وہی ہیں جو اطاعت کے اعلیٰ درجہ کے کام کریں ورنہ عورت ان سے ہزار درجہ بہتر ہوگی۔

بے وضو نماز پڑھنے، مظلوم کی مدد نہ کرنے کا وبال

عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو جب مرنے کے بعد دفن کیا گیا تو اس کے پاس فرشتے آئے اور کہا کہ ہم تمہیں اللہ کے عذاب میں سے سو کوڑے ماریں گے۔ اس نے اپنے روزوں، نماز اور محنت و ریاضت کا ذکر کیا تو انھوں نے تخفیف کرکے دس کوڑے کر دیے، اس نے دوبارہ بات چیت کی تو معاملہ ایک کوڑے پر آ کر ٹھہر گیا، اور کہا کہ بس یہ ضروری ہے چناں چہ انھوں نے ایک کوڑا مارا تو پوری قبر آگ سے بھر گئی اور اس کو ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو اس نے پوچھا کہ مجھے یہ کوڑا کس غلطی کے بدلے مارا گیا ہے، تو انھوں نے بتایا کہ تو ایک دن سو کر اٹھا تو نے نماز پڑھی مگر تو نے وضو نہیں کیا تھا، اور ایک مرتبہ ایک مظلوم شخص نے مدد مانگی تو نے مدد نہیں کی:

فَقَالُوا إِنَّا جَالِدُوكَ جَلْدَةً وَاحِدَةً لَا بُدَّ مِنْهَا، فَجَلَدُوهُ جَلْدَةً اضْطَرَمَ قَبْرُهُ نَارًا وَغُشِيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ فِيمَ جَلَدْتُمُونِي هَذِهِ الْجَلْدَةَ؟ قَالَا إِنَّكَ نِمْتَ يَوْمًا ثُمَّ صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ، وَسَمِعْتَ رَجُلًا يَسْتَغِيثُ مَظْلُومًا فَلَمْ تُغِثْهُ.(۲)

غسل جنابت نہ کرنے والے شخص کا انجام

حضرت ابان بن عبد اللہ بجلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ:

(۱) نهاية الأرب في فنون الأدب: ج۵ص۱۳۵، الناشر: دار الكتب والوثائق قاهرة

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: عمرو بن شرحبيل، ج۴ص۱۴۴ الناشر: دار الكتاب العربي

ہمارا ایک پڑوسی وفات پا گیا، ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کے لیے جب قبر کھودی تو اس میں سے بلی کے مشابہ ایک جانور نمودار ہوا، اس کو قبر سے بھگانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ نہ بھاگا، گورکن نے کدال اس کی پیشانی پر ماری مگر پھر بھی وہ نہ بھاگا۔ مجبور ہوکر دوسری قبر کھودی گئی، اس قبر میں بھی اسی طرح جانور نکل آیا اور کسی طرح سے بھی وہ جانور وہاں سے نہ ہٹا۔ ہم مجبور ہوکر تیسری قبر کھودنے لگے، جب تیسری قبر کی لحد تیار ہوئی تو اچانک وہ جانور اس سے بھی نکل پڑا اور کسی صورت نہ بھاگا، ہم لوگ مجبور ہوگئے اور اسی میں دفن کردیا:

فَلَمَّا سوى عَلَيْهِ اللَّبن سمعنَا قعقعة عَظِيمَة فَذَهَبُوا إِلَى إمرأته فَقَالُوا يَا هَذِه مَا كَانَ عمل زَوجك وحدثوها مَا رَأَوْا فَقَالَت كَانَ لَا يغْتَسل من الْجَنَابَة. (۱)

دفن کے بعد ہم نے اس کی ہڈیوں کی آواز سنی، یہ ایسا عجیب واقعہ تھا کہ پہلے کبھی پیش نہ آیا تھا، ہم نے اس شخص کی بیوی سے واقعہ بیان کرکے دریافت کیا کہ تیرا خاوند کیا عمل کرتا تھا؟ تو اس نے بتایا کہ وہ غسلِ جنابت نہیں کرتا تھا۔

بے وضو نماز پڑھنے اور لوگوں کی خفیہ باتیں سن کر پھیلانے والی عورت کا انجام

عمر بن دینار رحمہ اللہ کا بیان ہے:

مدینہ میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہوا تو اس کی تجہیز وتکفین کرکے قبر میں دفن کردی گئی، اس کی تدفین کے بعد بھائی جب گھر آیا تو اس کو یاد آ گیا کہ ایک تھیلی قبر ہی میں بھول آیا ہے۔ چناں چہ اس نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لیا اور بہن کی قبر پر جاکر قبر کھودی اور اپنی تھیلی لے لی، پھر اس نے اپنے دوست سے کہا کہ تم ذرا ایک کنارے ہوجاؤ، میں دیکھوں کہ میری بہن کس حالت میں ہے، دوست الگ ہوگیا اور اس نے لحد پر سے اینٹ کھول کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر شعلے مار رہی ہے۔ اس نے فوراً اینٹ اپنی جگہ

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: ص۱۷۹ الناشر: دار المعرفة

پر رکھ کر قبر کو بند کر دیا اور گھر آ کر اپنی ماں سے اس کا حال پوچھا؟ ماں نے کہا وہ نماز دیر سے پڑھا کرتی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ بے وضو بھی نماز پڑھتی تھی، اور پڑوسی جب سو جاتے تو ان کے دروازوں پر جا کر کان لگاتی اور ان کی باتیں سن کر اِدھر اُدھر پھیلاتی تھی۔ (۱)

نماز اور زبان کی اہمیت

ابن شوذب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یونس بن عبید رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی میں دو باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ درست ہو جائیں تو اس کے باقی تمام معاملات درست ہو جائیں گے، نماز اور زبان:

خَصْلَتَانِ إِذَا صَلُحَتَا مِنَ الْعَبْدِ صَلُحَ مَا سِوَاهُمَا مِنْ أَمْرِهِ صَلَاتُهُ وَلِسَانُهُ. (۲)

امام ابوقلابہ رحمہ اللہ روزانہ چار سو رکعات نوافل پڑھتے تھے

امام ابوقلابہ رحمہ اللہ جن کا نام عبدالملک بن محمد رقاشی ہے، ان کی والدہ نے حالتِ حمل میں ایک خواب دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک ہد ہد پرندہ پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے کسی معبر سے خواب کی تعبیر پوچھی، تو اس نے خواب کی یہ تعبیر بتلائی کہ اگر تم اپنے خواب میں سچی ہو تو تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو بکثرت نمازیں پڑھے گا۔ پھر ان کے ہاں امام ابوقلابہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے، جب سے انھوں نے ہوش سنبھالا روزانہ چار سو رکعتیں نوافل پڑھتے تھے، امام ابوقلابہ رحمہ اللہ ساٹھ ہزار احادیث کے حافظ تھے، ان کی وفات سن ۲۷۶ھ میں ہوئی:

إن الإمام الحافظ أبا قلابة، واسمه عبد الملك بن محمد الرقاشي، رأت أمه وهي حامل به، كأنها ولدت هدهدا فقيل لها إن صدقت رؤياك، فإنك

---

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۷۹ الناشر: دار المعرفة

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: يونس بن عبيد، ج۳ص۲۰ الناشر: دار الكتاب العربي

تلدين ولدا ذكرا كثير الصلاة فولدته، فلما كبر كان يصلي كل يوم اربعمائة ركعة، وحدث من حفظه ستين ألف حديث، ومات سنة ست وسبعين ومائتين رحمه الله. (۱)

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کا قبر میں نماز پڑھنا

حضرت عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا، حضرت حمید الطّویل بھی موجود تھے، تو حضرت ثابت رحمہ اللہ نے حمید سے پوچھا کہ کیا انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بھی کوئی اپنی قبر میں نماز پڑھے گا؟ آپ نے اس بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت حمید رحمہ اللہ نے فرمایا کسی اور کے لیے تو ہم نے نہیں سنا، تو حضرت ثابت نے یوں دعا کی کہ اے اللہ! اگر تو نے انبیاء علیہم السلام کے سوا بھی کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دینا، حضرت جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اپنے ہاتھوں سے حضرت ثابت رحمہ اللہ کو ان کی قبر میں اتارا، میرے ساتھ حمید الطّویل بھی تھے، جب ہم آپ کے اوپر کچی اینٹیں برابر کر رہے تھے اس وقت ایک اینٹ قبر میں گر گئی، تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت ثابت رحمہ اللہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں:

عَطِيَّة قَالَ سَمِعت ثَابتا يَقُول لحميد الطَّوِيل هَل بلغك أَن أحدا يُصَلِّي فِي قَبره إِلَّا الْأَنْبِيَاء قَالَ لَا، قَالَ ثَابت اللَّهُمَّ إِن أَذِنت لأحد أَن يُصَلِّي فِي قَبره فَأذن لِثَابِت أَن يُصَلِّي فِي قَبره .عَن جُبَير قَالَ أَنا وَالله الَّذِي لَا إِلَه إِلَّا هُوَ أدخلت ثَابتا الْبنانِيّ لحده وَمَعِي حميد الطَّوِيل فَلَمَّا سوينا عَلَيْهِ اللَّبن سَقَطت لبنة فَإِذا أَنا بِهِ يُصَلِّي فِي قَبره. (۲)

---

(۱) حياة الحيوان: الهدهد، ج۲ص۵۱۸، الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۸۸ الناشر: دار المعرفة

نماز کی اہمیّت کے متعلق قرآنی نُقطہ نظر

حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیت ہے:

هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (آل عمران: ۳۹)

وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں قرآنی آیت ہے:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس: ۸۷)

نماز قائم کریں اور مؤمنوں کو بشارت دیجئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیت ہے:

وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ (مریم:۵۵)

وہ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے دعا مانگی:

وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ (مریم:۳۱) (اور مجھے نماز کا حکم دیا گیا ہے)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے لئے دعا مانگی:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ (ابراھیم: ۴۰)

اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا پابند بنا دیجئے۔

نبی علیہ السلام کو حکم دیا گیا:

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ:۱۳۲) (آپ اہلِ خانہ کو نماز کا حکم دیجئے)

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم فرمایا:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (البقرۃ:۸۳) (تم نماز قائم کرو)

مصیبت کے وقت میں نماز سے مدد مانگنے کا طریقہ سکھایا گیا۔ فرمایا:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ (البقرۃ: ۴۵)

مدد مانگو صبر کرنے اور نماز کے پڑھنے سے

فلاحِ دارین کو نماز کے خشوع سے وابستہ کر دیا گیا۔ فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ (المومنون: ۲)

وہ مومن فلاح پا گئے جو نماز خشوع سے ادا کرتے ہیں۔

جہنم میں جانے کی بڑی وجہ نماز میں سستی کرنا ہے۔ فرشتے جب جہنمی سے پوچھیں گے مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ (تمہیں جہنم میں کیوں ڈالا گیا؟) تو جہنمی جواب میں کہیں گے

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ (المدثر: ۴۳) (ہم نماز ادا نہیں کرتے تھے)

نماز میں سستی کرنے والوں کو ویل نامی جہنم کے گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ فرمایا:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ (الماعون: ۵)

پس بربادی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

دورانِ نماز بے ہودہ بکنے پر خنزیر بن گیا

۸۲۷ھ میں حلب سے عجیب وغریب خبر پہنچی کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے نماز کے دوران بے ہودہ بکواس شروع کر دی، امام صاحب نے نیت نہ توڑی بلکہ نماز پوری کر کے جب سلام پھیرا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس بے ہودہ بکنے والے کی صورت خنزیر کی سی ہوگئی ہے اور جنگل کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے، لوگوں نے یہ دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور ہر طرف اطلاع بھیجی:

وفي سنة اثنتين وثمانين ورد كتاب من حلب يتضمن أن إمامًا قام يصلي وأن شخصًا عبث به في صلاته، فلم يقطع الإمام الصلاة حتى فرغ، وحين سلم انقلب وجه العابث وجه خنزير، وهرب إلى غابة هناك، فعجب الناس من هذا الأمر. (۱)

شب بیداری تقرب الٰہی کا ذریعہ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں بندے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، لہٰذا اگر تم اس گھڑی میں اللہ کا ذکر کرنے والے لوگوں میں سے بن سکو تو ایسا ضرور کرو۔

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: المتوكل على الله ص۳۵۲، الناشر: نزار مصطفى الباز

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ العَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ. (۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کا کون سا حصہ قبولیت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کا آخری حصہ پس جتنی چاہو نمازیں پڑھو، کیوں کہ یہ نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کے قریب آ کر تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں، مگر شرک اور ظلم کو معاف نہیں فرماتے:

قُلْتُ أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ. (۲)

شبِ بیداری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو اس عظیم عبادت کے لیے رات کو جگایا کرتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: سبحان اللہ! اس رات کس قدر فتنے اترے اور اس رات کس قدر خزانے نازل ہوئے! کون ہے جو حجرے والیوں کو جگائے؟ کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو لباس پہننے والی ہیں لیکن آخرت میں برہنہ بدن ہوں گی:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الآخِرَةِ. (۳)

---

(۱) سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ج۵ ص۵۶۹ رقم الحدیث: ۳۵۷۹ الناشر: مصطفی البابی حلبی (۲) المستدرک علی الصحیحین: کتاب الطهارة، ج۱ ص۲۶۸، رقم الحدیث: ۵۸۴، الناشر: دار الکتب العلمیة

(۳) سنن الترمذی: أبواب الفتن، باب ما جاء ستکون فتن لقطع اللیل المظلم، ج۴ ص۵۷، رقم الحدیث، ۲۱۹۶ الناشر: دار الغرب الإسلامی

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نماز تہجد اور اس کے لیے عزیز واقارب کو جگانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اگر نماز تہجد کی یہ عظیم فضیلت نہ ہوتی تو آپ رحمہ اللہ اپنی صاحب زادی اور چچا زاد بھائی کو ایسے وقت میں کبھی نہ اُٹھاتے جس وقت کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے سکون کا ذریعہ بنایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے سکون وآرام کے بجائے فضیلت وسعادت کے حصول کو پسند کیا، اور اس حدیث میں حجرے والیوں سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ (۱)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری کو اشعار میں بیان کرنا

وَفِينَـا رَسُولُ اللّٰـهِ يَتْـلُو كِتَـابَـهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الصُّبْحِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى، فَقُلُوبُنَا بِـهِ مُـوقِـنَـاتٌ أَنَّ مَـا قَـالَ وَاقِـعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ (۲)

اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو خدا کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، جب رات کا اندھیرا ختم ہو کر صبح کی روشنی نمودار ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت کے بعد ہمیں ہدایت کی روشنی دکھائی، ہمارے دل ان کی تمام باتوں کو درست تسلیم کرتے ہیں اور ان پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب اس حال میں بسر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں، جب کہ مشرکین پر ان کے بستر بھاری رہتے ہیں۔

شب بیداری دخولِ جنت کا سبب

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کا باہر کا حصہ اس کے اندر سے اور اندر کا حصہ اس

---

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج۳ص ۱۱ (۲) تفسیر ابن کثیر: سورۃ السجدۃ، آیت نمبر ۱۶ کے تحت، ج۶ص ۳۲۴، الناشر: دار الکتب العلمیۃ

کے باہر سے نظر آتا ہے۔ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ بالا خانہ کس کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بالا خانہ اس کے لیے تیار کر رکھا ہے جو (دوسروں کو) کھانا کھلاتا ہے اور گفتگو نرم انداز میں کرتا ہے اور مسلسل پابندگی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، اور رات کو قیام کرتا ہے جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ، وَتَابَعَ الصَّلَاةَ، وَقَامَ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کام کے بارے میں دریافت کیا کہ جب اس پر عمل کیا جائے تو جنت میں داخلہ نصیب ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو قیام کرو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنْبِئْنِي عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. (۲)

تہجد کے چھوٹ جانے پر نفس کو ایک سال تک سزا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی، انہیں بڑا افسوس ہوا، اپنی اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے، ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے:

(۱) المعجم الكبير للطبراني، ج۳ ص۳۰۱، رقم الحديث: ۳۴۶۶، الناشر: مكتبة ابن تيمية قاهرة (۲) مسند أحمد، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج۱۳، ص۳۱۴، رقم الحديث: ۷۹۳۲، الناشر: مؤسسة الرسالة

قَالَ مُحَمَّدُ الْمُنْكَدِرِ إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ نَامَ لَيْلَةً لَمْ يَقُمْ يَتَهَجَّدُ فِيهَا فَقَامَ سَنَةً لَمْ يَنَمْ فِيهَا عُقُوبَةً لِلَّذِي صَنَعَ. (۱)

محمد ابن منکدر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات غلبہ نیند کی وجہ سے تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے، تو اپنے نفس کو سزا دینے کی غرض سے انہوں نے پورے ایک سال تک رات کو نیند ترک کردی (چناں چہ ساری رات صبح تک عبادت میں مشغول رہتے)۔

موجودہ دور میں ایسے صاحبِ دل اور صاحبِ درد لوگ کہاں ملتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مناجات

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مناجات کو ابوالحسن علی بن احمد الفارسی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں۔ ذیل میں چند مناجات نقل کی جاتی ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے:

إِلٰهِيْ إِنْ كُنْتُ غَيْرَ مُسْتَأْهِلٍ لِمَا أَرْجُوْ مِنْ رَحْمَتِكَ فَأَنْتَ أَهْلٌ أَنْ تَجُوْدَ عَلَى الْمُذْنِبِيْنَ بِفَضْلِكَ وَرَأفَتِكَ، إِلٰهِيْ أَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَنْتَ أَوْلٰى بِهٖ مِنَ الْمَأْمُوْرِيْنَ وَأَمَرْتَ بِصِلَةِ السُّوَّالِ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمَسْئُوْلِيْنَ، إِلٰهِيْ سَتَرْتَ عَلَيَّ ذُنُوْبًا فِي الدُّنْيَا وَأَنَا إِلٰى سَتْرِهَا أَحْوَجُ فِي الْعُقْبٰى، هَبْ لِيْ تَوْبَةً نَصُوْحًا تُذِيْقُنِيْ مِنْ حَلَاوَتِهَا وَتُوْصِلُ إِلٰى قَلْبِيْ بَرْدَ رَأفَتِهَا حَتّٰى أَكُوْنَ فِي الدُّنْيَا غَرِيْبًا، وَلَكَ حَبِيْبًا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَنْزَلَ حَاجَتَهٗ بِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ أَوْطَلَبَهَا إِلَيْهِ أَوْ وَثِقَ فِيْهَا بِغَيْرِكَ فَإِنِّيْ لَا أُنْزِلُهَا إِلَّا بِكَ وَلَا أَطْلُبُهَا إِلَّا إِلَيْكَ فَاقْضِ يَا رَبِّ حَاجَتِيْ فَأَنْتَ مُنْتَهَى الْحَوَائِجِ وَاجْعَلْنِيْ فِيْ رَحْمَتِكَ مَعَ الْأَبْرَارِ وَأَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِيْ عُكُوْفِيْ عَلَى الدُّنْيَا بِالْعَشِيِّ وَالْأَبْكَارِ.

خدایا! اگر میں تیری رحمت کا، جس کا میں امیدوار ہوں، مستحق نہیں ہوں تو آپ تو اس لائق

(۱) مرقاۃ المفاتیح: کتاب الطہارۃ، باب ما یوجب الوضوء، ج ۱ ص ۳۷۲ دار الفکر

ہیں کہ گناہ گاروں پر اپنے فضل وکرم کی سخاوت کریں۔ الٰہی! آپ نے ہمیں دوسروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا، جب کہ آپ کی ذات احسان کی زیادہ مستحق ہے، آپ نے ہمیں لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کا حکم دیا، حالاں کہ آپ کی ذات بہترین حاجت روا ہے، الٰہی! آپ نے اس دنیا میں میرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے۔ میں آخرت میں اس پردہ پوشی کا زیادہ محتاج ہوں، الٰہی! مجھے خالص اور سچی توبہ نصیب فرما اور اس کی حلاوت بھی چکھا دے اور میرے دل میں اس کی ٹھنڈک پہنچا دے، یہاں تک کہ میں دنیا میں اجنبی اور تیرا محبوب ہو جاؤں، اے اللہ! جو اپنی حاجتوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے یا ان سے مانگتا ہے یا ان پر بھروسہ رکھتا ہے (تو کیا کرے) میں تو آپ ہی کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کروں گا اور آپ ہی سے مانگوں گا، پس اے میرے رب! میری حاجتوں کو پورا فرما، آپ ہی حاجتوں کی آخری منزل ہیں اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ اپنی رحمت میں جگہ عطا فرما، اور مجھے دوزخ سے نجات دے اور صبح وشام دنیا کے کاموں میں مگن رہنے پر میری مغفرت فرما۔ (۱)

حضرت شیخ ہالیجوی رحمہ اللہ اور تہجد کا اہتمام

نمازِ تہجد پابندی سے ادا فرماتے۔ تہجد کے سلسلے میں فرماتے تھے کہ جب سے میں نے تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا تو ابتداءً چند سال تک غلبہ نوم کی وجہ سے آنکھیں بند ہو جاتی تھیں لیکن پختہ ارادہ کی وجہ سے روزانہ اٹھتا اور نیم خواب، نیم بیداری کی حالت میں نمازِ تہجد ادا کرتا۔ کبھی رکوع وسجود کی بھی خبر نہ ہوتی مگر الحمدللہ اٹھنا پابندی سے ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد نیند کا غلبہ جاتا رہا، لیکن جب سے نمازِ تہجد شروع کی اب تک قضا نہیں ہوئی اور حدیث مبارکہ ہے:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.

سب سے محبوب عمل اللہ کے نزدیک دائمی عمل ہے اگرچہ کم ہو۔ (۲)

---

(۱) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج۲ص۵۱۵، الناشر: میر محمد کتب خانہ

(۲) تذکرۃ شیخ ہالیجوی رحمہ اللہ: ص ۱۳۲

علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ اور تہجد کا اہتمام

استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

میں نے افریقہ کے ایک طویل سفر میں دیکھا کہ تہجد سے فارغ ہو کر بیٹھے ہیں، زار و قطار رو رہے ہیں اور فرماتے جا رہے ہیں کہ ہم نے اللہ کے لیے کیا کیا؟ ہم نے اللہ کے لیے کیا کیا؟ نماز کے اہتمام کا یہ حال تھا کہ زمبیا ائیر پورٹ سے جب شہر کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں کے حضرات نے عرض کیا کہ عصر کی نماز شہر میں پہنچ کر پڑھیں گے، مگر ائیر پورٹ شہر سے کافی دور تھا۔ جب راستہ میں دیکھا کہ سورج کے متغیر ہونے کا خطرہ ہے تو سختی سے موٹریں رکوا دیں اور تیمّم فرمایا اور ایک طرف گھاس پر باجماعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ اب اطمینان ہو گیا۔ سفر و حضر میں تہجد کی نماز آپ کا مستقل معمول تھا۔ پہلی دو رکعت خفیف ہوتیں، دوسری دو میں یٰسین تلاوت فرماتے۔ باقی رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتے۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خوفِ خدا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں اپنے گھر والوں کے لیے ایک مینڈھا ہوتا وہ ایک عرصہ تک مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کرتے، حتیٰ کہ جب میں خوب فربہ ہو جاتا تو گھر والوں کے کچھ مہمان آتے اور پھر میرا کچھ حصہ بھون لیا جاتا اور کچھ حصے کا سالن بنا کر کھا لیا جاتا پھر مجھے وہ کھاتے اور نکال دیتے اور میں بشر نہ ہوتا:

قَالَ قَالَ عُمَرُ لَيْتَنِي كُنْتُ كَبْشَ أَهْلِي، يُسَمِّنُونِي مَا بَدَا لَهُمْ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ أَسْمَنَ مَا أَكُونُ زَارَهُمْ بَعْضُ مَنْ يُحِبُّونَ، فَجَعَلُوا بَعْضِي شِوَاءً، وَبَعْضِي قَدِيدًا، ثُمَّ أَكَلُونِي فَأَخْرَجُونِي عُذْرَةً، وَلَمْ أَكُ بَشَرًا. (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر میری ران پر تھا، یہ آپ کے مرض الموت کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو، میں نے عرض کیا: آپ کا سر میری ران پر ہے مجھے اس سے

(۱) ماہنامہ بینات: خصوصی نمبر، ص ۴۵۹، ۴۶۰

(۲) حلية الأولياء، ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۵۲ الناشر: دار الكتاب العربي

کوئی تکلیف نہیں آپ پریشان نہ ہوں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں تم زمین پر رکھ دو۔ چناں چہ میں نے آپ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے (آہ وزاری کے ساتھ) کہا: ہلاکت وتباہی ہے میری اور میری ماں کی! اگر پروردگار نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔ (۱)

سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور خوفِ خدا

خوف خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے، جو دل خدا کی ہیبت وجلال سے لرزاں نہیں اس سے کسی نیکی کی اُمید نہیں ہوسکتی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر خوفِ خداوندی سے آبدیدہ رہتے، موت، قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا، سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہوجاتے اور بے اختیار آنسو نکل آتے، مقبروں سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی تر ہوجاتی، لوگ کہتے کہ دوزخ وجنت کے تذکروں سے تو آپ پر اس قدر رقّت طاری نہیں ہوتی، آخر مقبروں میں کیا خاص بات ہے کہ انھیں دیکھ کر آپ بے قرار ہوجاتے ہیں؟ فرماتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہوگیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر اس میں دشواری پیش آئی تو تمام مرحلے دشوار ہوں گے:

إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ. (۲)

قبر آخرت کی منزلوں میں سے اول ہے، پس اگر اس سے نجات پاگیا تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہیں پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ.

میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ خوف ناک نہیں دیکھا۔

---

(۱) حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: عمر بن الخطاب، ج۱ ص۵۳، الناشر: دار الکتاب العربی

(۲) سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی ذکر الموت، ج۴ ص۵۵۳ رقم الحدیث: ۲۳۰۸، الناشر: مصطفی البابی حلبی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور خوفِ خدا

ایک مرتبہ دن بھر روزہ کی حالت میں تھے، شام کے وقت کھانا سامنے آیا تو بے اختیار مسلمانوں کا گزشتہ فقر وفاقہ یاد آ گیا، فرمایا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھے، وہ شہید ہوئے تو کفن میں صرف ایک چادر تھی، جس سے سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے، اور پاؤں چھپائے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا، اسی طرح حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالاں کہ وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن اب دنیا ہمارے لیے کشادہ ہوگئی ہے، اور ہمیں اس قدر دنیاوی نعمتیں مرحمت کی گئی ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید ہماری نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں ہوگیا، اس کے بعد اس قدر رقّت طاری ہوئی کہ رونے لگ گئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا:

قَالَ أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا بِطَعَامِهٖ، فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، وَقُتِلَ حَمْزَةُ خَيْرٌ مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي. (۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خشیتِ باری تعالیٰ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے خوف وخشیت اور فکر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے، اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر زاروقطار روتے تھے۔

علامہ طبرانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جمعہ کو دمشق کی جامع مسجد میں خطبہ دینے کے لیے تشریف لائے اور فرمایا:

إِنَّمَا الْمَالُ مَالُنَا، وَالْفَيْءُ فَيْئُنَا، فَمَنْ شَاءَ أَعْطَيْنَاهُ وَمَنْ شِئْنَا مَنَعْنَاهُ.

---

(۱) صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب الكفن من جميع المال، ج۲ص۷۷ رقم الحديث: ۱۲۷۴

الناشر: دار طوق النجاة

جو کچھ مال ہے وہ سب ہمارا ہے اور جو کچھ مال غنیمت ہے وہ بھی صرف ہمارا ہے، ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جس سے چاہیں گے روک لیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی، کسی نے اس کا جواب نہ دیا، اور بات آئی گئی ہوگئی، دوسرا جمعہ آیا اور آپ خطبہ کے لیے تشریف لائے تو آپ نے پھر یہی بات دہرائی، پھر کسی نے جواب نہ دیا اور خاموشی طاری رہی، تیسرا جمعہ آیا اور آپ نے پھر یہی فرمایا تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ہرگز نہیں! مال ہمارا ہے اور غنیمت کا مال بھی ہمارا ہے جو ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا ہم تلواروں کے ذریعے اللہ تک اس کا فیصلہ لے جائیں گے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور اس آدمی کو بلایا اور اندر لے گئے، لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب دروازے کھول دیے جائیں، اور لوگوں کو اندر آنے دیا جائے، لوگ اندر گئے تو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ هَـذَا الـرَّجُـلَ أَحْيَـانِـي أَحْيَـاهُ الـلّٰـهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ سَيَـكُـونُ أَئِـمَّـةٌ مِنْ بَعْدِي يَقُولُونَ وَلَا يُرَدُّ عَلَيْهِمْ، يَتَقَاحَمُونَ فِي النَّارِ وَإِنِّـي تَـكَـلَّـمْـتُ أَوَّلَ جُـمُـعَـةٍ فَـلَـمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ، فَخَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مِنْهُمْ، ثُمَّ تَكَلَّمْتُ فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي إِنِّي مِنَ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَكَلَّمْتُ فِي الْجُمُعَةِ الثَّالِثَةِ فَقَامَ هَذَا الرَّجُلُ فَرَدَّ عَلَيَّ فَأَحْيَانِي أَحْيَاهُ اللّٰهُ.(۱)

اللہ اس شخص کو زندگی عطا فرمائے اس نے مجھے زندہ کردیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کچھ حکمران ایسے آئیں گے جو (غلط) بات کہیں گے اور ان پر نکیر نہیں ہوگی اور ایسے حکمران جہنم میں جائیں گے۔ تو میں نے یہ بات پہلے جمعہ کو کہی اور کسی نے جواب نہ دیا تو میں ڈرا کہیں میں بھی ان حکمرانوں میں سے نہ ہو جاؤں، پھر دوسرا جمعہ آیا تو مجھے اور فکر ہوئی، یہاں تک کہ تیسرا جمعہ آیا اور اس

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۹ ص۳۹۳ رقم الحدیث: ۹۲۵ الناشر: مکتبة ابن تیمیة قاهرة

شخص نے میری بات کی نکیر کی اور مجھے ٹوکا تو مجھے امید ہوئی کہ میں ان حکمرانوں میں سے نہیں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبادت وریاضت

آپ بڑے عبادت گزار وشب بیدار تھے، اوقات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں صرف ہوتا، حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رات بھر نماز پڑھتے تھے، صبح کے وقت مجھ سے پوچھتے کہ صبح کی سفیدی نمودار ہوگئی؟ اگر ہاں کہتا تو پھر طلوع سحر تک استغفار میں مشغول ہو جاتے، اور اگر نہیں کہتا تو بدستور نماز میں مشغول رہتے۔

تلاوت قرآن سے بڑا شغف تھا، ایک رات میں پورا قرآن ختم کر دیتے، حج کا کسی سال ناغہ نہیں ہوا حتی کہ فتنہ کے زمانہ میں بھی جب کہ مکّہ بالکل غیر مامون حالت میں تھا انھوں نے حج نہ چھوڑا، چناں چہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حجاج کی جنگ کے زمانہ میں جب انھوں نے حج کا قصد کیا تو لوگوں نے روکا کہ یہ حج کا موقع نہیں، فرمایا کہ اگر کسی نے روک دیا تو اسی طرح رُک جاؤں گا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے روکا تھا صلح حدیبیہ کے وقت، اور اگر نہ روکا تو سعی وطواف پورا کروں گا، چناں چہ صرف اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیّہ کے موقع پر عمرہ کی نیت کی تھی، انھوں نے اس موقع پر عمرہ کی نیت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ سے مشابہت ہو جائے۔ (۱)

آپ یوں بھی تمام مسائل کے بڑے واقف کار تھے اور آپ نے بکثرت حج کیے، اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں آپ مناسکِ حج کے سب سے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔

معمولی سے معمولی عبادت بھی نہ چھوٹتی تھی، چناں چہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے:

فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ. (۲)

(۱) صحیح البخاري: كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، ج۵ص۱۲۷ رقم الحديث: ۴۱۸۳
الناشر: دار طوق النجاة

(۲) سنن أبي داود: كتاب الطهارة، باب السواك، ج۱ص۱۲ رقم الحديث: ۴۸ الناشر: المكتبة العصرية

مسجد جاتے وقت نہایت آہستہ آہستہ چلتے کہ جتنے قدم زیادہ پڑیں گے اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا۔

ابو مالک رحمہ اللہ کا خوفِ خدا سے رات بھر رونا

حضرت مالک بن ضیغم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت حکم بن نوح نے میرے والد ابو مالک کے بارے میں کہا کہ ایک رات آپ کے والد اوّل سے آخر تک روتے ہی رہے، جس میں نہ کوئی سجدہ کیا نہ رکوع کیا، جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا کہ اے ابو مالک! پوری رات میں آپ نے نہ نماز پڑھی نہ دعا کی، تو وہ رونے لگے اور کہا کہ اگر مخلوقات یہ جان لیں کہ کل وہ کس چیز کا سامنا کرنے والے ہیں تو کسی عیش کی چیز میں ان کو لذت نہ ملے، خدا کی قسم! میں نے جب رات کو، اس کی ہولنا کی اور اس کی تاریکی کی شدت دیکھی تو قیامت اور اس کی شدت و ہولنا کی یاد آ گئی، جہاں ہر نفس اپنے آپ میں مشغول ہوگا، نہ کوئی باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آئے گا، یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گئے اور مسلسل کانپتے رہے، پھر جب کچھ سکون ہوا تو ان کو اُٹھا کر لے گئے۔ (۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور خوفِ آخرت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خوف بھی بے مثال تھا، آپ کے شاگرد رشید امام یزید بن الکمیت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ علی بن الحسین المؤذن رحمہ اللہ نے عشا کی نماز میں سورہ ''زلزال'' پڑھی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی پیچھے تھے، جب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ آپ کسی بات میں متفکر ہیں اور سانس پھول رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ مجھے یہاں سے چلنا چاہیے تاکہ آپ کو میری وجہ سے پریشانی نہ ہو، کہتے ہیں کہ میں وہاں سے قندیل کو یوں ہی چھوڑ کر چلا آیا اور قندیل میں تھوڑا سا تیل تھا۔ جب میں صبح صادق کے بعد مسجد میں آیا تو دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وہیں کھڑے ہوئے اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر کہہ رہے ہیں:

---

(۱) الرقة والبكاء لابن أبي الدنيا: ص ۲۰۳، الناشر: دار ابن حزم

وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مَن يَّجْزِيْ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرٍ خَيْرًا، وَيَا مَنْ يَّجْزِيْ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرٍّ شَرًّا، أَجِرِ النُّعْمَانَ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ، وَأَدْخِلْهُ فِيْ سِعَةِ رَحْمَتِكَ.(۱)

اے وہ ذات جو ہر خیر کا بدلہ خیر سے اور ہر شر کا بدلہ شر سے دیتی ہے، نعمان (یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام ہے) کو دوزخ کی آگ سے بچالے اور اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے۔

یزید بن الکمیت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے فجر کی اذان دی اور اندر داخل ہوا تو امام صاحب نے پوچھا کہ کیا قندیل بجھانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبح کی اذان ہوچکی ہے۔ فرمایا کہ میری جو کیفیت تم نے دیکھی ہے اس کو لوگوں سے چھپائے رکھنا، کہتے ہیں کہ پھر آپ نے سنتِ فجر دو رکعتیں پڑھیں اور اسی عشاء کے وضو سے ہمارے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ اور خوفِ آخرت

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی اور جب بھی وہ اپنے دل میں قساوت پاتے تو اس قبر میں داخل ہوتے اور لیٹ جاتے اور جب تک اللہ چاہتے اس میں رہتے۔ پھر وہ بات جو قیامت میں کفار اللہ سے کہیں گے وہ کہتے کہ ''رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ '' (اے میرے رب! مجھ کو پھر بھیج دیجیے، تاکہ میں کچھ بھلا کام کروں، اس میں جو میں نے چھوڑا ہے)۔

اور یہ بار بار کہتے جاتے، پھر اپنے نفس کو جواب دیتے کہ اے ربیع! میں نے تجھے واپس کیا ہے۔ لہٰذا اب نیک عمل کرنا:

وكان الربيع بن خيثم قد حفر في داره قبرا فكان إذا وجد في قلبه قساوة دخل فيه فاضطجع ومكث ما شاء الله ثم يقول رب أرجعون لعلي أعمل صالحا فيما تركت يرددها ثم يرد على نفسه يا ربيع قد رجعتك فاعمل.(۲)

(۱) وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبوحنيفة، ج۵ ص ۴۱۲ الناشر: دار صادر بيروت

(۲) إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الاوّل من المرابطة: المشارطة، ج:۴، ص:۴۸٦ الناشر: دار المعرفة

ایک نوجوان کا خوفِ الٰہی سے ترکِ گناہ اور موت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان بڑا عبادت گزار تھا، جو زیادہ تر مسجد میں رہا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو بہت پسند کرتے تھے، اس نوجوان کا بوڑھا باپ تھا جس سے ملنے وہ عشاء کے بعد جایا کرتا تھا، اور اس راستے پر ایک حسین و جمیل عورت کا گھر تھا، اس نے اس نوجوان کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہوگئی اور اس کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے راستے میں بن سنور کر کھڑی ہوتی تھی۔

ایک رات وہ نوجوان اس عورت کے پاس سے گزرا تو وہ عورت اس کو بہکانے لگی حتی کہ وہ اس کے فریب میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پیچھے اس کے گھر کی طرف چلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے دروازے پر پہنچ گیا، اور جب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو اس نوجوان کو اللہ یاد آ گیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ"

بلاشبہ جو لوگ تقویٰ رکھتے ہیں جب ان کو شیطان وسوسہ سے چھوتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پس وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو کر گر پڑا اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور وہ دونوں اس کو اُٹھا کر اس نوجوان کے باپ کے گھر تک لے گئے، اور اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ بے ہوش ہے تو لوگوں کو تعاون کے لیے بلایا اور لوگوں نے اس کو اُٹھا کر گھر کے اندر پہنچایا۔

جب رات کا حصہ گزر گیا تو اس کو ہوش آیا، باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا تو کہا کہ خیر ہے، باپ نے معاملہ پوچھا، اس نے قصہ سنایا، باپ نے دوبارہ وہ آیت اس سے سنی، وہ نوجوان اس کو پڑھ کر پھر بے ہوش ہوگیا، جب اس کو ہلایا گیا تو مر چکا تھا، الغرض غسل و کفن دے کر رات ہی میں اس کو دفن کر دیا گیا، اور صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو تعزیت کے لیے تشریف لائے اور اس کے والد سے فرمایا کہ ہمیں کیوں نہیں جنازے کی اطلاع کی؟ اس نے کہا کہ رات کا وقت تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو اس کی قبر پر جائیں۔

پس آپ اور آپ کے ساتھی قبر پر آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کو خطاب کر کے کہا کہ اے فلاں! قرآن میں ہے:

"وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ"

اور جو رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کھائے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر سے اس نے جواب دیا کہ ہاں! مجھے اللہ نے دونوں جنتیں عطا کر دی ہیں۔ (۱)

مالِ حرام کی سواری سے اجتناب

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ وہ دہلی سے اپنے وطن کاندھلہ آنا چاہتے تھے۔ چناں چہ ایک بیل (گاڑی) کرایہ پر لی اور چل پڑے، راستہ میں اس شخص سے گفتگو فرمانے لگے، گفتگو کے درمیان گاڑی والے نے بتایا کہ یہ گاڑی ایک رنڈی (فاحشہ عورت) کی ہے، میں کرایہ پر اس کو چلاتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت پیشاب کے بہانہ گاڑی سے اُتر گئے، پیشاب کیا اور گاڑی والے سے کہا کہ بیٹھ کر ٹانگیں شل ہوگئی ہیں، ذرا چلنا چاہتا ہوں تم گاڑی لے کر چلو، میں پیدل چلتا ہوں۔ کافی دور جانے کے بعد گاڑی والے نے عرض کیا کہ حضرت اب بیٹھ جائیے، حضرت نے پھر ٹال دیا، آخر کار وہ گاڑی والا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ رنڈی کی گاڑی پر بیٹھنا نہیں چاہتے ہیں۔ حضرت نے اس کو کاندھلہ لا کر اس کی مزدوری دے دی، مگر پورا راستہ پیدل ہی تشریف لائے۔ (۲)

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا جہنّم کے خوف سے رونا

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنی بیوی کے گود میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے۔ اچانک رو پڑے یہ دیکھ کر ان کی بیوی بھی رونے لگی، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو، بیوی نے کہا کہ آپ کا رونا دیکھ کر میں بھی رو

(۱) مختصر تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر: ترجمة: عمرو بن جز النحولانی، ج۱۹ ص۱۹۱، الناشر: دارالفکر (۲) ارواح ثلاثہ: ۲۱۴

پڑی، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ آیت یاد آ گئی ''وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا گزر جہنم کی طرف سے نہ ہو۔ اب میں نہیں جانتا کہ میں جہنم سے نجات پاؤں گا یا نہیں اس لیے میں رو رہا ہوں۔[1]

موت کے وقت اہل اللہ کا قابلِ رشک حال

ایک بزرگ حضرت مولانا یعقوب صاحب مجددی رحمہ اللہ گزرے ہیں، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ان کی مجلس میں جا کر بیٹھا کرتے تھے، اور ان کے ملفوظات بھی جمع فرمائے ہیں، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال کا وقت آیا تو جمعہ کا دن تھا، صبح کے وقت اٹھ کر جلدی سے انھوں نے غسل کیا، اور عمدہ کپڑے پہنے، بڑے ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے، اور چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی، لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کا کوئی سفر ہے کیا؟ بہت جلد تیار ہو گئے ہیں، کہاں کہ ہاں سفر ہے، لوگ سمجھے کہ کہیں قریب کا سفر ہوگا لیکن حضرت گئے ہی نہیں، نماز جمعہ کا وقت قریب آنے لگا تو خادموں سے کہا کہ تکیہ لاؤ، تکیہ لایا گیا، پھر حضرت لیٹ گئے اور کلمہ پڑھا اور روح قبض ہو گئی، تب لوگوں کو سمجھ میں آیا کہ یہ پوری تیاری دراصل آخرت کے سفر کے لیے تھی، دیکھئے اللہ سے ملاقات کی کیسی خوشی تھی ان کو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ کو موت کے وقت کس قدر خوشی و فرحت ہوتی ہے کہ وہ اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں اور وہ بزبان حال یوں کہتے ہیں کہ:

خرم آں روز کہ زیں منزل ویراں بردم

میں اس دن بڑا خوش ہوں گا جب اس ویران منزل سے کوچ کروں گا۔

آخرت پر کیسا یقین تھا؟

مؤمن کو اللہ سے ملاقات کا ایسا پکا یقین ہوتا ہے کہ وہ آخرت کے مناظر کا دنیا ہی میں

(۱) تفسیر ابن کثیر: سورۂ مریم آیت نمبر ۷۱ کے تحت، ج ۵ ص ۲۵۲ الناشر: دار الطیبۃ للنشر والتوزیع

مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک صحابی حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں مشرکین کو قریب ہوتا دیکھا تو فرمایا کہ اس جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے، حضرت عمیر نے کہا کہ "بخ بخ" یعنی واہ واہ، آپ نے پوچھا کہ تم نے واہ واہ کیوں کہا؟ تو عرض کرنے لگے کہ میں بھی ان لوگوں میں داخل ہونے کی امید وآرزو رکھتا ہوں جو اس میں جانے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم بھی ان لوگوں میں ہو، پھر وہ اپنی تھیلی سے کھجوریں نکال کر کھانے لگے، پھر کہا:

لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. (۱)

اگر میں ان کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہوں تو یہ بڑی لمبی زندگی ہے یہ کہہ کر بقیہ کھجوریں پھینک دیں اور جانثاری کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مطلب یہ کہ آخرت کا ایسا یقین تھا کہ کھجوروں کے کھانے تک کا وقت بھی ان کو اس دنیا میں زیادہ اور طویل لگ رہا تھا اور اس کے مقابلے میں ان کو جنت بالکل سامنے نظر آ رہی تھی، گویا کہ وہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہے ہوں۔

سلیمان بن عبدالملک کا گریہ

ابوزکریا التیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبدالملک مسجد حرام میں تھے، ان کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر تراش کر کچھ لکھا گیا تھا، پس انھوں نے اسے پڑھنے والے کو طلب کیا تو حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کو لایا گیا، انھوں نے اس کو پڑھا، جس پر لکھا تھا:

ابن آدم إنك لو رأيت قرب ما بقي من أجلك لزهدت في طول أملك ولرغبت في الزيادة من عملك ولقصرت من حرصك وحيلك وإنما يلقاك غدا ندمك لو قد زلت بك قدمك وأسلمك أهلك وحشمك وفارقك الوالد

(۱) صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ج۳ ص۱۵۰۹، رقم الحديث: ۱۹۰۱، الناشر: دار حياء التراث العربي

والقريب ورفضك الولد والنسيب فلا أنت إلى دنياك عائد ولا في حسناتك زائد فاعمل ليوم القيامة قبل الحسرة والندامة.[١]

اے ابن آدم! اگر تجھے تیری بقیہ عمر کا قریب ہونا معلوم ہو جائے تو تو لمبی آرزؤں میں کمی کر دے، اور اپنے عمل میں زیادتی کی جانب راغب ہو جائے اور اپنی حرص وہوس کو مختصر کر دے، اور تجھے بڑی شرمندگی لاحق ہوگی اگر تیرے قدم پھسل جائیں، اور تجھ سے تیرا باپ اور رشتہ دار جدا ہو جائیں اور بیٹا اور احباب تجھے چھوڑ کر چلے جائیں۔ پس پھر تو نہ تو دنیا میں واپس آ سکے گا اور نہ اپنے اعمال میں کوئی زیادتی کر سکے گا۔ لہٰذا قیامت کے دن کے لیے حسرت وشرمندگی سے پہلے ہی تیاری کر لے۔

یہ سن کر خلیفہ سلیمان بن عبدالملک پر شدت کا گریہ طاری ہو گیا اور وہ روتے رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پچیس دینار کے عوض بڑھیا سے مظلومیت خریدنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام سے مدینے لوٹے تو ایک رات اپنی رعایا کا حال واحوال جاننے کے لیے تنہا گشت پر نکلے، ان کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمے میں بیٹھی تھی، آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے، بڑھیا نے آپ سے پوچھا: ارے میاں! عمر کا کیا ہوا؟ آپ نے جواب دیا: وہ شام سے بخیر وعافیت واپس لوٹ آیا ہے، بڑھیا نے کہا: میری طرف سے تو اللہ پاک اسے کوئی بہتر بدلہ نہ دیں، آپ نے فرمایا: وہ کیوں؟ بڑھیا نے کہا: وہ جب سے امیر المؤمنین بنا ہے اس کی طرف سے ہمیں کوئی درہم ملا ہے نہ کوئی دینار، آپ نے فرمایا: آپ یہاں اس ویرانے میں ہیں، بیچارے عمر کو آپ کے حال کی کیا خبر؟ کہنے لگی: واہ سبحان اللہ، کیا عجیب بات کہی تو نے بخدا میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ کوئی آدمی لوگوں کی گردنوں پر حاکم مقرر ہو جائے اور پھر اسے مشرق ومغرب میں رہنے والوں کی خبر نہ ہو، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

---

(١) إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الاوّل من المرابطة: المشارطة، ج۴ ص۴۵۵ الناشر: دار المعرفة

وَاعُمَرَاهُ! كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْكَ يَا عُمَرُ!

ہائے عمر! ہر آدمی تجھ سے زیادہ سمجھدار ہے۔

پھر آپ نے اس سے فرمایا! ارے اللہ کی بندی! عمر کی طرف سے جو ظلم تجھ پر ہوا وہ مجھے کتنے کے بدلے فروخت کرے گی؟ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، کیوں کہ جہنم کے سبب مجھے عمر پر بڑا ترس آنے لگا ہے، بڑھیا بولی: اللہ آپ کا بھلا کرے، برائے مہربانی مجھ سے مذاق نہ کیجیے، بھلا ظلم بھی کسی نے خریدا؟ آپ نے فرمایا: میں مذاق نہیں کر رہا آپ اس سے اس کا دُکھ اور اس کی مظلومیت خریدنے پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے پچیس دینار کے بدلے اس سے اس کا دکھڑا خرید لیا، ابھی آپ بڑھیا سے باتیں ہی کر رہے ہیں تھے کہ اچانک حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما آپ کے قریب آئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ!

امیر المؤمنین! آپ کو ہمارا سلام ہو۔

امیر المؤمنین کا لفظ سن کر بڑھیا کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ سر پر دے مارا:

وَاسَوْأَتَاهُ! شَتَمْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي وَجْهِهِ!

ہائے میری کم بختی! میں امیر المؤمنین کو منہ پر گالی دے بیٹھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے، کوئی بات نہیں پھر آپ نے لکھنے کے لیے دائیں بائیں کاغذ کا ٹکڑا تلاش کیا، مگر کوئی ٹکڑا آپ کو نہ ملا، مجبوراً آپ نے اپنی پیوند شدہ قمیص کا ٹکڑا پھاڑا اور اس پر درج ذیل چند سطریں تحریر فرمائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا مَا اشْتَرٰى عُمَرُ مِنْ فُلَانَةٍ ظُلَامَتَهَا مُنْذُ وَلِيَ إِلٰى يَوْمِ كَذَا وَكَذَا بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَمَا تَدَّعِيْ عِنْدَ وُقُوْفِهِ فِي الْمَحْشَرِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَعُمَرُ مِنْهُ بَرِيْءٌ، شَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

یہ اس بات کی تحریری دستاویز ہے کہ جب سے عمر حاکم بنا ہے اس دن سے لے کر فلاں تاریخ تک بڑھیا کے ساتھ جس قدر ناانصافی ہوئی وہ عمر نے پچیس دینار کے بدلے خرید لی ہے، اب بڑھیا میدانِ محشر میں اللہ کے سامنے عمر کے خلاف کوئی دعویٰ نہیں کرے گی، عمر اس سے بَری ہو چکا ہے، علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس سودے کے گواہ ہیں۔

کپڑے کے ٹکڑے پر لکھی یہ دستاویز آپ نے اپنے بیٹے کے حوالے کر دی اور اس سے فرمایا:

إِذْ أَنَا مِتُّ فَاجْعَلْهُ فِيْ كَفَنِيْ أَلْقٰى بِهٖ رَبِّيْ.

جب میں مر جاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا، اس کے ساتھ ہی میں اپنے پروردگار سے ملوں گا۔ (۱)

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا اشعار کی صورت میں گریہ وزاری کرنا

امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شب میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک نوجوان کو دیکھا وہ بیت اللہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے کہہ رہا تھا:

يَا مَنْ يُّجِيْبُ دُعَا الظُّلْمِ الْمُضْطَرِّ فِيْ يَـا كَـاشِفَ الـضُّـرِّ وَالْبَلْوٰى مَعَ السَّقَمِ
قَدْ نَامَ وَفْدُكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَبِهُوْا وَأَنْـتَ يَـا حَـيُّ يَـا قَيُّـوْمُ لَـمْ تَـنَـمِ
أَدْعُوْكَ رَبِّـيْ حَـزِيْـنًـا هَـائِمًا قَلِقًا فَـارْحَمْ بُـكَـائِيْ بِحَقِّ الْبَيْتِ وَالْحَـرَمِ
إِنْ كَـانَ جُـوْدُكَ لَا يَـرْجُوْهُ ذُوْ سَفَهٍ فَـمَـنْ يَـجُـوْدُ عَـلَى الْـعَـاصِيْنَ بِـالْكَرَمِ؟

۱......اے رات کے اندھیروں میں بے چینوں کی پکار سننے والے! اور مریضِ قلب وجاں سے آزمائش اور مصیبت دور کرنے والے۔

۲......تیرے بندے بیت اللہ کے گرد سو کر بیدار ہو چکے، جب کہ آپ اپنی ذات میں زندہ اور اپنی ذات سے قائم ہیں، اور آپ بالکل نہیں سوتے۔

(۱) حياة الحيوان: ترجمة: خلافة عمر الفاروق، ج ۱ ص ۷۹ الناشر: دار الكتب العلمية

۳......اے میرے پروردگار! میں غمزدہ، حیرت زدہ اور بے قرار ہوکر پکار رہا ہوں آپ کو بیت اللہ اور حرمِ مکہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے رونے پر ذرا ترس کھائیں۔

۴......اگر بگڑے اخلاق والے لوگوں کو آپ کے کرم واحسان کی امید نہ ہو تو کون ہے جو ان نافرمانوں پر اپنے کرم کی سخاوت کرے گا؟

پھر وہ خوب بلبلانے لگا، تھوڑی دیر بعد اس نے پھر درج ذیل اشعار پڑھے:

أَلَا أَيُّهَا الْمَقْصُوْدُ فِيْ كُلِّ حَاجَةٍ　　شَكَوْتُ إِلَيْكَ الضُّرَّ فَارْحَمْ شِكَايَتِيْ
أَلَا يَا رَجَائِيْ أَنْتَ تَكْشِفُ كُرْبَتِيْ　　فَهَبْ لِيْ ذُنُوْبِيْ كُلَّهَا وَاقْضِ حَاجَتِيْ
أَتَيْتُ بِأَعْمَالٍ قِبَاحٍ رَدِيْئَةٍ　　وَمَا فِي الْوَرَىٰ عَبْدٌ جَنَىٰ كَجِنَايَتِيْ
أَتُحْرِقُنِيْ بِالنَّارِ يَا غَايَةَ الْمُنَىٰ　　فَأَيْنَ رَجَائِيْ ثُمَّ أَيْنَ مَخَافَتِيْ؟

۱......اے وہ ذات کہ ہر حاجت میں وہی مطلوب ومقصود ہے، میں اپنی تکلیف کا شکوہ آپ سے کرتا ہوں، میری التجاء پہ رحم فرمائیے۔

۲......اے میری امید پوری کرنیوالے میرے کرب کو آپ ہی دور فرما سکتے ہیں، لہٰذا میرے تمام گناہ معاف فرما کر میری حاجت روائی فرمائیں۔

۳...... میں آپ کی بارگاہ میں انتہائی قبیح اور گھٹیا اعمال لے کر آیا ہوں، اس جہاں میں کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے میرے جیسا جرم کیا ہو۔

۴......اے میری آرزؤں کو پورا کرنے والے! کیا آپ مجھے آگ سے جلائیں گے؟

ایسی صورت میں کہاں رہے گی میری امید اور کہاں رہے گا میرا خوف؟

پھر وہ زمین پر بے ہوش ہوکر گر گئے، میں ذرا اس کے قریب ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ تھے، میں نے ان کا سر اُٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور میں بھی رو پڑا، میرے آنسوؤں کا قطرہ ان کے رخسار پر گرا انھوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: جناب! آپ کا غلام اصمعی ہوں، آپ تو خاندانِ نبوت اور معدن رسالت سے ہیں پھر آپ اس قدر آہ وزاری کیوں

کرر ہے ہیں؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاندانِ نبوت کے متعلق یہ آیت نازل نہیں فرمائی:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا" (الأحزاب:۳۳)

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً وباطناً) پاک وصاف رکھے۔

انہوں نے فرمایا:

هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ یَا أَصْمَعِيُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ لِمَنْ أَطَاعَه وَلَوْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا، وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاهُ وَلَوْ كَانَ حُرًّا قُرْشِیًّا، أَلَیْسَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَقُوْلُ:

"فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾" (المومنون: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

اے اصمعی! دور رہو، دور رہو، بے شک اللہ نے جنت اس شخص کے لیے پیدا فرمائی ہے جو اس کی فرماں برداری کرے، اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور جہنم اس کے لیے پیدا فرمائی ہے جو اس کی نافرمانی کرے اگر چہ وہ آزاد قریشی ہو، کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا: پھر جب (روزِ قیامت) صور پھونکا جائے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا، سو جس شخص کا (ایمانی) پلّہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی نجات یافتہ) ہوں گے، اور جس کا پلّہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ (۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور کثرت سے عبادت وریاضت

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ علومِ سلوک (وتصوف) اور کلام تصوف اور ان اشارات ودقائق کے عالم تھے، آپ بڑے عبادت گزار، شب بیدار، تہجد گزار، انتہائی لمبی نمازیں پڑھنے والے ذاکر وشاغل، رب کے آگے آہ وزاری کرنے والے،

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: الباب السادس والعشرون ص ۱۴۱ الناشر: عالم الكتب بيروت

رب سے محبت اور اس کے حضور توبہ وانابت کرنے والے، اس کے آگے عجز و نیاز احتیاط و افتقار کرنے والے، اور نہایت عبادت کرنے کے بعد بھی اس کے آگے عاجز وانکساری کرنے والے تھے، میں نے کسی کو آپ جیسی عبادت کرتے نہیں دیکھا، اپنی قید کے زمانہ میں آپ فکر وتدبّر کے ساتھ قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ چناں چہ اس کی برکت سے آپ پر خیر کثیر کے دروازے کھلے اور آپ کو ذوق صحیح کا عظیم حصہ نصیب ہوا، اور اس سبب سے آپ اہلِ معارف کے علوم پر کلام کرنے پر اور ان کے دقائق وغوامض میں داخل ہونے پر بھرپور قدرت رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف ان تذکروں سے بھری پڑیں ہیں۔ (۱)

نزولِ قرآن پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت

قرآن کی عظمت وجلالت اور اس کی بڑائی وبزرگی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حدیث میں آتا ہے:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. (۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے اللہ کے رسول کو دیکھا کہ سخت سردی کے دنوں میں آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو وحی کے ختم ہونے کے بعد آپ کی پیشانی پر سے پسینہ بہنے لگتا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ پر وحی نازل ہوتی تو اس کی وجہ سے آپ کو بوجھ معلوم ہوتا اور تکلیف معلوم ہوتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَغَشِيَتْهُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى فَخِذِي، فَمَا

(۱) ذيل طبقات الحنابلة: شمس الدين أبو عبدالله بن قيم الجوزية، ج۵ ص۱۷۳ الناشر: مكتبة العبيكان

(۲) صحيح البخاري: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۱ ص۳ الناشر: قديمي كتب خانه

وَجَدْتُ ثِقْلَ شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [1]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا کہ آپ کو (نزولِ وحی کے وقت) سکینہ نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران مبارک میری ران پر پڑ گئی تو میں نے محسوس کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہے۔

غور کیجیے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کا کلام کس قدر عظیم وثقیل چیز ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وجہ سے سخت سردی میں پسینے میں شرابور ہو جاتے ہیں اور آپ کا بدن مبارک اس کے وزن سے وزنی ہو جاتا حتی کہ صحابہ بھی آپ کے وزن کو محسوس فرماتے، چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور خراٹے جیسی کچھ آواز سنائی دیتی تھی۔

یہ ہے اللہ کا کلام، اس کی عظمت و بڑائی کو دیکھو، اس کی شان وجلالت کا اندازہ کرو، اس کی بزرگی و بلندی کا احساس کرو۔

قرآن کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

قرآن مجید کا اثر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر ہوتا تھا کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی تھی۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم قرآن پڑھو میں اس کو سنوں گا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں کیا پڑھوں جب کہ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ نہیں تم مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، چناں چہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور سناتے رہے، بہت دیر کے بعد انھوں نے سر اٹھا کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ ڈالی تو دیکھتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ

---

(۱) سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في الرخصة في العقود من العذر، ج۳ص ۱۱ الناشر: المكتبة العصرية بيروت

عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قرآن کا اثر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے نکلے تھے، راستہ میں حضرت نُعیم سے ملاقات ہوئی حضرت نعیم کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں آج محمد کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں، انھوں نے کہا کہ آپ اِدھر کیا جاتے ہیں، پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لو کہ تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی دونوں محمد پر ایمان لا چکے ہیں، عمر یہ سن کر بہن کے گھر کا رخ کرتے ہیں اور بہن اور بہنوئی کو خوب مارا، آپ کی بہن فاطمہ نے کہا عمر! اگر تیری رگوں میں خطاب کا خون ہے تو میری رگوں میں بھی خطاب کا خون ہے، جو کچھ کرنا ہے سو کرلو میں محمد کے دین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، جب آپ نے بہن کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا کہ مجھے دیکھاؤ تم کیا پڑھ رہی تھی، بہن نے کہا تم ناپاک ہو پہلے غسل کرو، غسل کے بعد بہن نے عمر کے ہاتھ میں قرآن کے اَوراق رکھ دیئے جن میں سورۂ حدید کی ابتدائی آیات لکھی ہوئیں تھیں، حضرت عمر نے جونہی ان کو پڑھا، دل کی کایا پلٹ گئی، کہنے لگے کہ مجھے بھی محمد کی خدمت میں لے چلو کہ ایمان قبول کروں، وہ عمر جو محمد کا سر قلم کرنے نکلے تھے، قرآن کی تاثیر سے اپنا سر محمد کے قدموں میں ڈال آئے۔ یہ قرآن کی سحر آفرینی اور اعجاز نمائی نہیں تو اور کیا ہے؟۔(۲)

قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

---

(۱) صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراءۃ القران، ج۲ ص۱۹۷ رقم الحدیث: ۵۰۵۵ الناشر: دار طوق النجاۃ

(۲) أسد الغابة في معرفة الصحابة: عمر بن الخطاب، إسلامه، ج۳ ص ۶۴۳ الناشر: دار الفكر

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبہ میں...... ”اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ“ ...... پڑھ رہے تھے۔ جب...... ”عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ“...... پر پہنچے تو رونے کے غلبہ کی وجہ سے ان کی آواز بند ہوگئی۔

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں پڑھیں:

”اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ“

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

تو ان کا سانس پھول گیا اور وہ بیمار ہو گئے اور بیس دن تک ایسے بیمار رہے کہ لوگ ان کی عیادت کرتے رہے:

أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يقرأ في خطبته يوم الجمعة ”إِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ“ حتى بلغ ”عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ“ ثم يقطع السورة عن الحسن قال قرأ عمر بن الخطاب ”إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ“ فَرَبا منها ربوة عِيد منها عشرين يوماً.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آگے نہ پڑھ سکے

حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جس میں سورہ یوسف شروع کر دی پڑھتے پڑھتے جب:

”وَ ابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ“

پر پہنچے تو اتنا روئے کہ آگے نہ پڑھ سکے اور رکوع کر دیا:

عن عبيد بن عمير قال صلى بنا عمر الخطاب صلاة الفجر فافتتح سورة يوسف فقرأها حتى إذا بلغ ”وَ ابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ“ بكى حتى انقطع فركع.(۲)

(۱)حياة الصحابة: ج۳،ص۴۲۳، الناشر: مؤسسة الرسالة (۲) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱۲ ص۵۸۹ رقم الحديث: ۳۵۸۳۳، الناشر: مؤسسة الرسالة

آخری صف تک رونے کی آواز

حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے۔ میں آخری صف میں تھا، جب پڑھتے پڑھتے:

"اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ"

پر پہنچے تو میں نے آخری صف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بلک بلک کر رونے کی آواز سنی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ نَشِيجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوفِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَهُوَ يَقْرَأُ "اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ".(۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، عثمان بن عبدالرحمن تیمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ آج رات میں مقام ابراہیم پر غالب رہوں گا۔ چناں چہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم پر پہنچا، میں وہاں کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے میری کمر پر ہاتھ رکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے سورہ فاتحہ شروع کی پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر دیا پھر رکوع سجدہ کیا:

عن عثمان بن عبد الرحمن التيمي، قال قال أبي لأغلبن الليلة على المقام، قال فلما صلينا العتمة تخلصت إلى المقام، حتى قمت فيه، قال :فبينا أنا قائم إذا رجل وضع يده بين كتفي، فإذا هو عثمان بن عفان، قال :فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد.(۲)

(۱) مصنف ابن أبي شيبة: ج۱ ص۳۱۲، رقم الحديث:۳۵۶۵، الناشر: مكتبة الرشد

(۲) معرفة الصحابة:ترجمة: عثمان بن عفان،ج۱ ص ۷۱، الناشر دار الوطن للنشر- الرياض

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں مکمل قرآن پاک پڑھا کرتے تھے:

وروی عاصم الأحول، عن ابن سیرین أن تمیما الداری کان یقرأ القرآن فی رکعة. (۱)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایک رات میں مکمل قرآن کریم پورا فرما لیا کرتے تھے۔ (۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور قرآن کی عظمت

جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کے استاد کو پانچ سو دراہم بھجوائے، ایک روایت میں ہے کہ ہزار درہم عطا فرمائے، اس رقم کو دیکھ کر استاذ صاحب کہنے لگے، میں نے کیا ایسا کام انجام دیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو بلایا اور معذرت کی پھر فرمایا میرے لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیں، واللہ اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن کریم کی عظمت کے پیش نظر وہ سب آپ کی نذر کر دیتا:

ولما ختم حماد ولده سورة الفاتحة أعطى المعلم خمس مائة درهم وفی روایة ألف درهم فقال ما صنعت حتی أرسل إلی هذا فأحضره واعتذر إلیه وقال لا تستحقر ما علمت ولدی والله لو کان معنا أکثر من ذلك لدفعناه إلیك تعظیما للقرآن. (۳)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دس خصائل

عمران الموصلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو باری تعالیٰ نے

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: تمیم الداری أبو رقیة، ج۲ ص ۴۴۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) فضائل قرآن: حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ ص ۴۴

(۳) الخیرات الحسان: الفصل السابع عشر، ص: ۵۶ الناشر: دار الکتب العلمیة

ایسے دس خصائل حمیدہ سے نوازا تھا کہ ان میں سے اگر ایک صفت بھی کسی میں موجود ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس اور قبیلے کی سیادت کر سکتا ہے، اور وہ دس صفات یہ ہیں:

پیرہیز گاری، صداقت، سخاوت، فقہی مہارت، عام لوگوں سے نرمی و محبت، پُرخلوص ہمدردی، نفع پہنچانے میں سبقت، طویل خاموشی (فضول گوئی سے اجتناب) گفتگو میں راست بازی اور مظلوم کی معاونت چاہے دشمن ہو یا دوست:

الورع، والصدق، والسخاء، والفقه، ومداراة الناس، والمروة الصادقة، والإقبال علی ما ينفع، وطول الصمت، والإصابة بالقول، ومعونة اللّهفان عدوا كان أو وليا.(۱)

سلفِ صالحین کا کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا

۱......حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) رمضان المبارک میں دو راتوں میں قرآن پاک ختم کر لیتے تھے:

عن إبراهيم، قال كان الأسود يختم القرآن في رمضان في كل ليلتين.(۲)

۲......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) نے کعبۃ اللہ میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا۔ آپ کا معمول ہر دو راتوں میں ایک قرآن پاک ختم کرنے کا تھا:

وعن هلال بن يساف، دخل سعيد بن جبير الكعبة فقرأ القرآن في ركعة، وقيل إنه كان يختم في كل ليلتين.(۳)

۳......حضرت مجاہد رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) رمضان میں مغرب وعشاء کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کر لیتے تھے:

أنّ مجاهداً رحمه الله كان يختم القرآن في رمضان فيما بين المغرب والعشاء.(۴)

---

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: ص۱۸۶ (۲) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ترجمة: الأسود بن يزيد النخعي، ج۲ص ۱۰۲ الناشر: دار الكتاب العربي۔ بيروت (۳) معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار: ج۱ ص۳۸ الناشر: دار الكتب العلمية (۴) الأذكار للنووي: كتاب تلاوة القرآن، ج ۱ ص۱۰۲ الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر

۴......حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ) ہر روز ظہر وعصر کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے۔[۱]

۵......حضرت منصور بن زاذان رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹ھ) ہر روز ظہر وعصر کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے، کبھی مغرب وعشاء کے درمیان ختم کر لیتے تھے، رمضان المبارک میں مغرب وعشاء کے درمیان دو قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کو مؤخر کر کے رات کے آخری حصے میں پڑھا کرتے تھے:

عن منصور بن زاذان من عباد التابعين رحمه الله أنه كان يختم القرآن ما بين الظهر والعصر، ويختمه أيضاً فيما بين المغرب والعشاء، ويختمه فيما بين المغرب والعشاء في رمضان ختمتين وشيئا، وكان يؤخر العشاء في رمضان إلى أن يمضي ربع الليل.[۲]

۶......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، آپ اکثر ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم تلاوت کرتے تھے، (رمضان المبارک میں آپ ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں ایک رات میں) جس جگہ آپ کا انتقال ہوا وہاں آپ نے زندگی میں سات ہزار مرتبہ قرآنِ کریم تلاوت کیا:

صلى أبو حنيفة فيما حفظ عليه صلاة الفجر بوضوء العشاء أربعين سنة، فكان عامة الليل يقرأ جميع القرآن في ركعة واحدة، وحفظ عليه أنه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف.[۳]

۷......حضرت عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگیں، آپ نے فرمایا رو نہیں میں نے اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے:

(۱) إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة: ص ۲۱

(۲) الأذكار للنووي: كتاب تلاوة القرآن، ج۱ ص ۱۰۲ الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر

(۳) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي أبوحنيفة، ج ۲۹ ص ۳۴۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

عبد اللّٰہ بن إدریس بن یزید قال: لبنته حین بکت عند حضور موته لا تبکی فقد ختمت القرآن فی هذا البیت أربعة آلاف ختمة.[۱]

دو رکعتوں میں دو مرتبہ قرآن کریم تلاوت کرنا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۲ھ) کے متعلق سید صباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔ (آپ نے) آخر عمر میں کلام پاک حفظ کیا تھا، ہر روز دو بار کلام پاک ختم کرتے تھے، ایک بار حضرت قاضی حمید الدین اور مولانا بدرالدین غزنوی رحمہما اللہ کے ساتھ جامع مسجد دہلی میں معتکف ہوئے تو دن اور رات میں دو بار کلام پاک ختم کرتے، ایک رات تہیّہ فرمایا کہ پوری رات میں صرف دو رکعت نماز ادا کریں، چناں چہ نماز عشاء کے بعد حضرت قاضی حمید الدین امام ہوئے اور خود حضرت خواجہ قطب الدین اور مولانا بدرالدین غزنوی مقتدی بن کر پیچھے کھڑے ہوئے، حضرت خواجہ حمید الدین نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار پارے پڑھے، دوسری رکعت میں دوسرا قرآن ختم کیا، آخر میں دعا کی کہ الٰہی تیری عبادت نہیں ہوسکتی، لیکن تو اپنی رحمت سے ہم کو بخش دے۔[۲]

شمس الدین بن احمد بن عثمان ترکستانی (متوفی ۷۸۸ھ) فجر کی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک پانچ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے:

وسأله الشیخ عبد اللّٰہ البسطامی فقال له إن الناس یذکرون عنك القول فی سرعة التلاوة فما القدر الذی نذکر عنك أنك قرأته فی الیوم الواحد؟ فقال اضبط أنی قرأت من الصبح إلی العصر خمس ختمات.[۳]

محبّ الدین محمد بن ابوبکر ہندی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۹ھ) ہر روز ایک عمرہ کرتے تھے اور ایک قرآن ختم کرتے تھے۔[۴]

---

(۱) المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: مقدمة، باب النهی الروایة عن الضعفاء، ج۱ ص۸۹، الناشر: دار إحیاء التراث العربی- بیروت (۲) بزم صوفیہ: ص۱۰۱ (۳) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، سنة ثمان وثمانین وسبعمائة، ج۸ ص۵۲۱ الناشر: دار ابن کثیر، دمشق بیروت

(۴) شذرات الذهب فی أخبار من الذهب: ج۶ ص۳۱۰

شمس الدین محمد بن احمد خلیل مصری رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۶ھ) ہر روز چار عمرے ادا کرتے تھے اور ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ (۱)

علامہ شعروای رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدی ابو العباس حریثی رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لائے، مغرب کی نماز کے بعد قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور عشاء کی نماز تک پانچ مرتبہ قرآن پاک ختم کیا:

قال الشعراوی ووقع له کرامات کثیرة، منها أنه جلس عندی بعد المغرب فی رمضان، فقرأ قبل أذان العشاء خمس ختمات. (۲)

اس امت میں وہ چار حضرات جنہوں نے ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھا

اس امت میں چار ایسے حضرات بھی گزرے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے جن میں دو صحابہ میں سے تھے اور دو تابعین میں سے، صحابہ میں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما، اور تابعین میں امام اعظم ابوحنیفہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ:

خارجة بن مصعب یقول ختم القرآن فی رکعة أربعة من الأئمة، عثمان بن عفان، وتمیم الداری، وسعید بن جبیر، وأبو حنیفة. (۳)

کان تمیم الداری یقرأ القرآن فی رکعة. (۴)

سعید بن جبیر قرأ القرآن فی رکعة واحدة فی الکعبة. (۵)

(۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ج۶ ص۱۲۳ (۲) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: سنة ثلاثین وتسعمائة، ج۱۰ ص۲۴۳، الناشر: دار ابن کثیر، دمشق بیروت (۳) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی ج۱۳ ص۳۵۵، الناشر: دار الکتب العلمیة/ أخبار أبی حنیفة وأصحابه ج۱ ص۵۶ عالم الکتب/ تهذیب الکمال فی أسماء الرجال ج۲۹ ص۴۳۶ مؤسسة الرسالة (۴) الطبقات الکبری: ج۱ ص۲۴۷، مکتبة الصدیق (۵) المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ج۷ ص۷، الناشر: دار الکتب العلمیة

وقال مسعر بن كدام رأيت أبا حنيفة قرأ القرآن في ركعة.[۱]

حضرت ابوبکر بن عیّاش رحمہ اللہ نے چوبیس ہزار مرتبہ قرآن کریم کی تلاوت کی

حضرت ابوبکر بن عیّاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) کے صاحبزادے ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ والد صاحب نے فرمایا: تمہارے باپ نے کبھی بے حیائی نہیں کی، اور تیس سال تک ہر روز ایک قرآن پاک ختم کیا ہے، فرمایا بیٹا اس کمرے میں خدا کی نافرمانی نہ کرنا، میں نے اس میں بارہ ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے، جب آپکی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگیں، فرمایا رو نہیں، کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ خدا مجھے عذاب دے گا حالاں کہ میں نے اس گوشے میں چوبیس ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے:

وأما أبو بكر بن عياش فهو الإمام المجمع على فضله ورويناعن ابنه إبراهيم قال قال لي أبي إن أباك لم يأت فاحشة قط وإنه يختم القرآن منذ ثلاثين سنة كل يوم مرة وروينا عنه أنه قال لابنه يا بني إياك أن تعصى الله في هذه الغرفة فإني ختمت فيها اثني عشر ألف ختمة وروينا عنه أنه قال لبنته عند موته وقد بكت يا بنية لا تبكي أتخافين أن يعذبني الله تعالى وقد ختمت في هذه الزاوية أربعة وعشرين ألف ختمة.[۲]

حضرت امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) آپ سفر وحضر میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے، اور روزانہ رات کو ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے:

يحي بن اكثم قال: صحبت وكيعا في السفر والحضر وكان يصوم الدهر ويختم القرآن كل ليلة.[۳]

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص۲۴ الناشر: إحياء المعارف النعمانية

(۲) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، مقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء، ج۱ ص ۷۹، الناشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت (۳) صفة الصفوة، ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج۲ ص۹۹ الناشر: دار الحديث قاهرة

حضرت سلیم بن عتر رحمہ اللہ جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتحِ مصر میں شریک تھے، ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے:

كان سليم بن عتر يختم القرآن كل ليلة ثلاث مرات.(۱)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ متوفی ۲۰۴ھ رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں، اور ایک رات میں:

كان الشافعي يختم القرآن في رمضان ستين ختمة.(۲)

چھ ماہ تک مسلسل روزانہ ایک قرآن کریم تلاوت کرنا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی بارہا سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمہ اللہ کا جب دودھ چھڑایا گیا تو پاؤ سپارہ حفظ ہو چکا تھا، اور سات سال کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا، اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے فارسی کا معتد بہ حصہ بوستان، سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد یہ ارشاد فرما دیا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ پڑھ لیا کرو باقی تمام دن چھٹی، میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد مکان کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا اور چھ سات گھنٹے میں قرآن شریف پورا کر کے دوپہر روٹی کھاتا تھا اور شام کو اپنی خوشی سے فارسی پڑھا کرتا تھا، چھ ماہ تک مسلسل یہی معمول رہا۔(۳)

حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ تہجد اور وتر کی رکعتوں میں پورا قرآن پڑھتے تھے

محدثِ کبیر حضرت بقی بن مخلد اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔(۴)

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سليم بن عتر بن سلمة بن مالك، ج۲۲ص۲۷۴، الناشر: دار الفكر
(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن ادريس بن العباس بن عثمان، ج۵۱ص۳۹۲، الناشر: دار الفكر (۳) حکایاتِ صحابہ: ص۱۷۱ (۴) فضائل نماز: ص۷۴

حضرت ابوعلی حسن بن احمد الصوفی المعروف ابن الکاتب الصوفی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۶ھ) دن ورات میں آٹھ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے، چار دن میں اور چار رات میں:

وختم بعضهم في اليوم والليلة ثماني ختمات أربعاً في الليل، وأربعاً في النهار. وممّن ختم أربعاً في الليل وأربعاً في النهار، السيد الجليل ابن الكاتب الصوفي رضي الله عنه.(۱)

حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۵ھ) کی عادت ایک قرآن دن میں اور دو قرآن شب میں ختم کرنے کی تھی۔ (۲)

امام بخاری رحمہ اللہ کا رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ تلاوت کرنا

جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو امام بخاری رحمہ اللہ ایک مرتبہ قرآن تو عام تراویح کی جماعت میں ہر رکعت میں بیس بیس آیات پڑھ کر ختم کیا کرتے تھے، پھر خود تنہا آخر شب میں نصف یا ثلثِ قرآن پڑھتے، اس طرح ہر تیسرے دن ایک قرآن ختم فرماتے تھے، پھر دن بھر بھی تلاوت کرتے رہتے تھے اور روزانہ افطار کے وقت قرآن کریم ختم فرماتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر ختم پر دعا قبول ہوتی ہے:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ يجْتَمع إِلَيْهِ أَصْحَابه فيصلي بهم وَيقْرَأ فِي كل رَكْعَة عشْرين آيَة وَكَذَلِكَ إِلَى أَن يخْتم الْقُرْآن وَكَانَ يقْرَأ فِي السحر مَا بَين النّصْف إِلَى الثُّلُث من الْقُرْآن فيختم عِنْد السحر فِي كل ثَلَاث لَيَال وَكَانَ يخْتم بِالنَّهَارِ فِي كل يَوْم ختمة وَيكون ختمه عِنْد الْإِفْطَار كل لَيْلَة وَيَقُول عِنْد كل ختمة دَعْوَة مستجابة.(۳)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا عصر سے مغرب تک پورا قرآن پڑھنا

مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحئی صاحب بھی شریک تھے، مولوی عبدالحئی

(۱) الأذكار للنووي: ج۱ ص ۱۰۱ الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت
(۲) تاریخ مشائخ چشت از حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ص ۱۵۵
(۳) هدى الساري مقدمة فتح الباري: ج۱ ص ۶۶۶ الناشر: دار الكتب العلمية

صاحب نے وعظ فرمایا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتا ہے اور جو کام کئی روز میں نہیں ہوسکتا وہ چند گھنٹوں میں کر لیتے ہیں۔ چناں چہ بعض لوگ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں اور یہ مضمون اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خود مولانا کو بھی یہ کرامت حاصل ہے اور مولوی اسماعیل صاحب کے متعلق تو صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے، اس بناء پر لوگ مولوی اسماعیل صاحب کو لپٹ گئے اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرا دیجیے۔ چناں چہ حکومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے اور مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیا۔ (۱)

صرف تین دن میں حفظ قرآن کریم

ابو المنذر ہشام بن محمد سائب کلبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے زمانے میں علم اَنساب میں اعلم الناس تھے اور تاریخ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، علم اَنساب اور تاریخ میں ان کی کئی تصانیف کا ذکر مؤرخین نے کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا یاد کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا اور بھولا بھی ایسا کہ کبھی کوئی اسی طرح بھولا نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن مجید یاد نہ کرنے پر ملامت کیا کرتے تھے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلامِ باری تعالیٰ حفظ نہ کرلوں اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ چناں چہ میں نے پورے تین دن میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کرلیا۔ بھول جانے کا قصہ یہ ہے کہ میں نے آئینہ میں دیکھا کہ داڑھی لمبی ہوگئی ہے تو میں نے اس کو چھوٹی کرنا چاہا ایک مشت سے زیادہ کو قطع کرنے کے لیے داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے کے اوپر قینچی چلادی، چناں چہ داڑھی صاف ہوکر مکمل ہاتھ میں آگئی:

قال: حفظت ما لم يحفظه أحد ونسيت ما لم ينسه أحد، كان لي عم يعاتبني

(۱) حکایات اولیاء: ص ۵۵ دارالاشاعت کراچی

على حفظ القرآن، فدخلت بيتاً وحلفت أن لا أخرج منه حتى أحفظ القرآن، فحفظته في ثلاثة أيام، ونظرت يوماً في المرآة فقبضت على لحيتي لآخذ ما دون القبضة فأخذت ما فوق القبضة.(۱)

ایک ماہ میں حفظِ قرآن

شیخ عزیز الدین محمد بن شرف الدین بن جماعۃ الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۹ھ) تمیں (۳۰) علوم کے ماہر تھے، ان میں بعض ایسے علوم تھے جن کا نام بھی اس زمانے کے علماء و فضلاء نے نہیں سنا تھا، حدیث شریف کبھی بلا وضو نہیں بیان فرماتے تھے، الغرض کمالات اور خوبیوں کے جامع تھے۔

حفظ القرآن في شهر واحد.(۲)

قرآن مجید کو ایک ماہ میں حفظ کرلیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے دس سال کی عمر میں مؤطا مالک کو حفظ کیا

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور دس سال کی عمر میں مؤطا امام مالک کو حفظ کیا:

وعن اسماعيل بن يحيى قال سمعت الشافعي يقول: حفظت القرآن وأنا ابن سبع سنين وحفظت الموطا وانا ابن عشر سنين.(۳)

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ ایک قرآن دن میں اور ایک رات میں پڑھا کرتے تھے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۷ھ) رات کو کم سوتے بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے، کلام پاک ایک بار دن میں اور ایک بار

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: هشام ابن الكلبي، ج۶ ص۸۲، الناشر: دار صادر بيروت

(۲) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة تسع عشر وثمانمائة، ج۹ ص ۲۰۵ الناشر: دار ابن كثير (۳) صفة الصفوة: ترجمة: محمد بن ادريس، ج۱ ص۴۳۴ الناشر: دار الحديث القاهرة

رات میں ختم کرتے۔ (۱)

مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ تین شب میں مکمل قرآن سنایا کرتے تھے

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ ہر رمضان المبارک میں اپنی والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ کو قرآن شریف سنانے کے لیے کاندھلہ تشریف لے آتے، اور ہمیشہ تین شب میں پورا قرآن سنا کر واپس تشریف لے جاتے، جس سال ذیقعدہ میں آپ کا وصال ہوا اس رمضان میں ایک ہی شب میں پورا قرآن سنایا اور اگلے ہی دن واپس تشریف لے گئے۔ (۲)

آٹھ سالہ بچی کا حفظِ قرآن

کارکوری میں جامعہ فاروقیہ کی ایک طالبہ ام عمارہ نے جس کی عمر صرف آٹھ سال تھی قرآن مجید کو حفظ سنا دینے کا مظاہرہ کیا اور امتحان میں کامیاب رہی۔

سامعین میں کئی صاحبِ ثروت اصحاب تھے ان لوگوں نے اس بچی کو پچاس پچاس روپے انعام دیا اور مدرسہ کی جانب سے بھی اتنی ہی رقم انعام میں دی گئی۔ (۳)

مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ رمضان میں چالیس قران ختم کیا کرتی تھیں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا (الیاس صاحب رحمہ اللہ) کی والدہ محترمہ بی صفیہ بڑی جید حافظہ تھیں، انہوں نے قرآن مجید شادی کے بعد مولانا یحییٰ صاحب کی شیر خوارگی کے زمانے میں حفظ کیا تھا، اور ایسا اچھا یاد تھا کہ معمولی حافظ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا تھا، معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور دس پارے مزید پڑھ لیا کرتی تھیں، اس طرح ہر رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ (۴)

(۱) بزم صوفیہ: ص ۶۵ (۲) تاریخ مشائخ کاندھلہ: ص ۴۴ (۳) قومی آواز لکھنؤ، ۵ جون ۱۹۷۱ء
(۴) حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت: ص ۵۱ مکتبہ عاصم لاہور

مولانا انعام رحمہ اللہ نے رمضان میں اکسٹھ قرآن ختم کیے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک رمضان میں میں نے اپنے دوستوں کو اکسٹھ (٦١) قرآن ختم کرنے کے لیے لکھا، میرے دوستوں نے کوشش کی، مولوی انعام نے قرآن سنائے، ایک نے اور بعض لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ختم کیے، میری دادی جان کا روزانہ اپنے وظائف کے ساتھ رمضان المبارک میں چالیس پارے ختم کرنے کا معمول تھا۔ (١)

امام ناصر الدین بستی رحمہ اللہ کا قبر میں سورہ یسین کی تلاوت

ایک مرتبہ امام ناصر الدین بستی رحمہ اللہ بیمار ہوئے اور اس بیماری میں آپ کو مرض سکتہ ہو گیا، اعزا و اقرباء نے آپ کو مردہ تصور کر کے دفن کر دیا، رات کے وقت آپ کو ہوش آیا خود کو مدفون دیکھا، سخت متحیر ہوئے اس حیرت و پریشانی و اضطراب میں آپ کو یاد آیا کہ کوئی شخص حالت پریشانی میں چالیس مرتبہ سورہ یسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اضطراب و پریشانی کو دور کرتا ہے اور وہ تنگی اس کی فراخی سے بدل جاتی ہے، یہ سوچ کر سورہ یسین پڑھنی شروع کی، آپ انتالیس مرتبہ پڑھ چکے تھے کہ اثر کشادگی ظاہر ہوا، اور وہ یہ تھا کہ ایک کفن چور کفن چرانے کی نیت سے آپ کی قبر کھود رہا تھا، امام نے اپنی فراست سے معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے، پس اس خیال سے کہ مبادا یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص زندہ مدفون ہے اور یہ اپنے ارادہ سے باز رہے، چالیسویں مرتبہ آپ نے بہت دھیمی آواز سے پڑھنا شروع کیا کہ دوسرا شخص نہ سن سکے، القصہ جب آپ نے چالیسویں مرتبہ پورا کیا یہ کفن چور بھی اپنا کام پورا کر چکا تھا۔ آپ اٹھ کر قبر سے باہر آئے کفن چور نے جب یہ امر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ہیبت سے اس کا دل پھٹ گیا اور وہ اسی جگہ خوف کھا کر گر پڑا اور مر گیا۔ امام کو اس کی ہلاکت کا بہت تاسف ہوا اور اپنے دل سے کہا کہ تو نے اس قدر جلدی کی اس کو اپنا کام کر لینے دیا ہوتا او پھر باہر نکلتا، الغرض پشیمان ہوتے ہوئے باہر

(١) صحبتے با اولیاء: ص ١٩٦، ایچ ایم سعید

آئے اور خیال کیا کہ اگر میں فوراً شہر چلا جاؤں گا لوگوں کو اس محال کے وقوع سے سخت پریشانی وحیرت وہیبت ہوگی خوف کھائیں گے، پس آپ رات کو ہی شہر میں گئے اور ہر محلّہ کے دروازے کے آگے پکارتے کہ میں امام ناصرالدین بستی ہوں تم لوگوں نے مجھے سکتہ کی حالت میں دیکھ کر غلطی سے مردہ تصور کیا اور دفن کر دیا، میں زندہ ہوں۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ) یہ بیان فرما کر فرمانے لگے کہ یہ تفسیر انہوں نے اس واقعہ کے بعد لکھی تھی۔ (۱)

مدفون شخص کا قبر میں سونے کے قرآن کریم کو تلاوت کرنا

علامہ یافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک متقی، پارسا شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک عابد زاہد شخص کے لیے قبر کھودی تو قبر میں اتر کر اسے درست کرنے لگا اس دوران ساتھ والی قبر کی ایک اینٹ نیچے گر گئی، میں نے جھانکا تو ایک شخص بالکل نیا کڑک دار لباس پہنے بیٹھا ہوا تھا اس کی گود میں قرآن کریم تھا جو سونے کا تھا، اس کے حروف بھی سارے سونے کے تھے وہ اسے پڑھ رہا تھا، اس نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ اللہ تجھ پر رحم کرے، میں نے کہا نہیں، کہا، اللہ تیری حفاظت فرمائے اس اینٹ کو اس کی جگہ رکھ دو، تو میں نے اینٹ اُٹھا کر اس کی جگہ رکھ دی:

حَكَاهُ اليافعي فِي روض الرياحين عَن بعض الصَّالِحين قَالَ حفرت قبرا لرجل من الْعباد وألحدته فَبينا أَنا أسوى اللَّحْد إِذْ سَقَطت لبنة من لحد قبر يَلِيهِ فَنَظَرت فَإِذا بشيخ جَالس فِي الْقَبْر عَلَيْهِ ثِيَاب بيض تقَعْقع وَفِي حجره مصحف من ذهب مَكْتُوب بِالذَّهَب وَهُوَ يقْرَأ فِيهِ فَرفع رَأسه إِلَيّ وَقَالَ لي أَقَامَت الْقِيَامَة رَحِمك الله قلت لَا فَقَالَ رد اللبنة إِلَى موضعهَا عافاك الله فرددتها. (۲)

(۱) فوائد الفواد مترجم: ص ۱۳۹

(۲) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص ۲۰۴ الناشر: دار المعرفة

بیس سال سے مسلسل ہر رات ایک قرآن ختم کرنا

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے بیس سال تک، ہر رات ایک قرآن ختم کیا، اور چالیس سال تک کبھی وقتِ زوال میں مسجد سے باہر نہ تھے، انھیں بھی جماعت کے لیے پریشان نہ دیکھا گیا (کہ وہ ہر نماز میں وقت سے پہلے ہی مسجد میں ہوتے تھے)

زہیر بن محمد رحمہ اللہ کا رمضان المبارک کے مہینے میں نوّے قرآن کریم ختم کرنا

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے زہیر بن محمد بن قمیر کے ترجمہ میں ان کے بیٹے محمد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمارے والد رمضان کے مہینہ میں ہر روز ختم قرآن کے وقت ہمیں تین دفعہ جمع کیا کرتے تھے، وہ رمضان میں ۹۰ قرآن ختم کیا کرتے تھے:

كان أبي يجمعنا في وقت ختمة القرآن في وقت شهر رمضان، في كل يوم وليلة ثلاث مرات تسعين ختمة في شهر رمضان. [1]

تین بڑے کافر جورات کی تاریکیوں میں چھپ کر قرآن سنتے تھے

ایک مرتبہ ابوجہل اور ابوسفیان اور اَخنس بن شُریق رات کو اپنے اپنے گھروں سے اس لیے نکلے کہ چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنیں، ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ نکلا، ایک کی دوسرے کو خبر نہ تھی اور علیحدہ علیحدہ گوشوں میں چھپ کر قرآن سننے لگے، تو اس میں ایسے محو ہوئے کہ ساری رات گزر گئی، جب صبح ہوگئی تو سب واپس ہوئے، اتفاقاً راستے میں مل گئے، اور ہر ایک نے دوسرے کا قصہ سنا تو سب آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے یہ بری حرکت کی اور کسی نے یہ بھی کہا کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے، کیوں کہ اگر عرب کی عوام کو اس کی خبر ہوگئی تو وہ سب مسلمان ہو جائیں گے۔

یہ کہہ سن کر اپنے اپنے گھر چلے گئے، اگلی رات آئی تو پھر ان میں سے ہر ایک کے دل میں یہی ٹیس اٹھی کہ قرآن سنیں، اور پھر اسی طرح چھپ چھپ کر ہر ایک نے قرآن سنا،

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: زهير بن محمد بن قمير، ج۸ ص۴۸۷ الناشر: دار الكتب العلمية

یہاں تک کہ رات گزر گئی، اور صبح ہوتے ہی یہ لوگ واپس ہوئے تو پھر آپس میں ایک دوسرے کوملامت کرنے لگے، اوراس کے ترک پر سب نے اتفاق کیا، مگر تیسری رات آئی تو پھر قرآن کی لذّت وحلاوت نے انھیں چلنے اور سننے پر مجبور کردیا پھر پہنچے اور رات بھر قرآن سن کرلوٹنے لگے تو پھر راستہ میں اجتماع ہوگیا، تو اب سب نے کہا کہ آؤ آپس میں معاہدہ کرلیں کہ آئندہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے چناں چہ اس معاہدہ کی تکمیل کی گئی، اور سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، صبح کو اخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور پہلے ابوسفیان کے پاس پہنچا کہ بتلاؤ اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے دبے دبے لفظوں میں قرآن کی حقانیت کا اعتراف کیا، تو اخنس نے کہا کہ بخدا میری بھی یہی رائے ہے، اس کے بعد وہ ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے بھی یہی سوال کیا کہ تم نے محمد کے کلام کو کیسا پایا؟

ابوجہل نے کہا کہ صاف بات یہ ہے کہ ہمارے خاندان اور بنوعبدمناف کے خاندان میں ہمیشہ سے چشمک چلی آتی ہے، قوم کی سیادت وقیادت میں وہ جس چیز پر آگے بڑھنا چاہتے ہیں ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں، انھوں نے سخاوت وبخشش کے ذریعہ قوم پر اپنا اثر جمانا چاہا تو ہم نے ان سے بڑھ کر یہ کام کر دکھایا، انھوں نے لوگوں کی ذمہ داریاں اپنے سر لے لیں تو ہم اس میدان میں بھی ان سے پیچھے نہیں رہے، یہاں تک کہ پورا عرب جانتا ہے کہ ہم دونوں خاندان برابر حیثیت کے مالک ہیں۔

ان حالات میں ان کے خاندان سے یہ آواز اٹھی کہ ہمارے میں ایک نبی پیدا ہوا جس پر آسمان سے وحی آتی ہے، اب ظاہر ہے کہ اس کا مقابلہ ہم کیسے کریں، اس لیے ہم نے تو یہ طے کرلیا ہے کہ ہم زور اور طاقت سے ان کا مقابلہ کریں گے، اور ہرگز ان پر ایمان نہ لائیں گے۔ یہ ہے قرآن کا وہ کھلا ہوا معجزہ جس کا دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے۔ (۱)

ایک خاتون کا چالیس سال تک قرآنی آیات سے گفتگو

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، سفر کے

(۱) الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ج۱ ص۱۹۲، ۱۹۳، الناشر: دار الکتب العلمیۃ

دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اُون کی قمیص پہنی ہوئی تھی اور اُون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی، میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب میں کہا:

"سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"

میں نے پوچھا: اللہ تم پر رحم کرے یہاں کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگی:

"وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ"

جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لیے میں نے پوچھا: کہاں جانا چاہتی ہو؟

کہنے لگی:

"سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا"

پاک وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔

میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے اور بیت المقدس جانا چاہتی ہے، میں نے پوچھا: کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

کہنے لگی:

"ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا"

پوری تین راتیں۔

میں نے کہا: تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نظر نہیں آ رہا کھاتی کیا ہو؟۔

جواب دیا:

"وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ"

وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

میں نے پوچھا: وضو کس چیز سے کرتی ہو؟۔

کہنے لگی:

"فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا"

پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

میں نے کہا: میرے پاس کچھ کھانا ہے اگر چاہو تو آپ کو دے دوں؟

جواب میں اس نے کہا:

"اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ"

رات تک روزوں کو پورا کرو۔

میں نے کہا: یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

بولی:

"وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ"

اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ قدر دان اور جاننے والا ہے۔

میں نے کہا: سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔

کہنے لگی:

"وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"

اگر تمہیں ثواب کا علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

میں نے کہا: تم میری طرح کیوں بات نہیں کرتیں۔

جواب ملا:

"مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ"

انسان جو بات بھی بولتا ہے اس کے لیے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا: تم کون سے قبیلے سے ہو؟

کہنے لگی:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ"

جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔

میں نے کہا: معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی۔

بولی:

"لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ"

آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔
میں نے کہا: اگر چاہو تو میری اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے قافلے سے جا ملو؟
کہنے لگی:

"وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ"

تم جو بھلائی بھی کرو اللہ اسے جانتا ہے۔
میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی کو بٹھا لیا مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی:

" قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ"

مؤمنوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔
میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا: سوار ہو جاؤ، لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اچانک اونٹنی بدک گئی اور اس جدوجہد میں اس کے کپڑے پھٹ گئے۔ اس پر وہ بولی:

"وَ مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ"

تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے۔
میں نے کہا: ذرا ٹھہرو میں اونٹنی کو باندھ دوں، پھر سوار ہونا۔
وہ بولی:

"فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ"

ہم نے اس مسئلے کا حل سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا۔
میں نے اونٹنی کو باندھا اور اس سے کہا: اب سوار ہو جاؤ، وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی:

"سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾"

پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا اور ہم اس کو قابو کرنے والے نہیں تھے اور بلاشبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا اور ساتھ ہی

زورزور سے چیخ کر اونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا یہ دیکھ کر وہ بولی:

"وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ"

اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز پست رکھو۔

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کیے، اس پر اس نے کہا:

' فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ '

قرآن میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو وہ پڑھو۔

میں نے کہا: تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے۔

بولی:

"وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ"

صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا:

تمہارا کوئی شوہر ہے؟

بولی:

"لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ"

ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

میں خاموش ہو گیا اور جب تک قافلہ نہیں ملا میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، قافلہ سامنے آ گیا تو میں نے اس سے کہا: یہ قافلہ سامنے آ گیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟

کہنے لگی:

"اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا"

مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: قافلے میں ان کا

کام کیا ہے؟

بولی:

"وَعَلٰمٰتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ"

علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں، چنانچہ میں اسے لے کر خیمے کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: یہ خیمے آگئے ہیں اب بتاؤ تمہارا (بیٹا) کون ہے؟

کہنے لگی:

"وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا، وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا"، "يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ"

یہ سن کر میں نے آواز دی: یا ابراہیم! یا موسیٰ! یا یحییٰ!۔

تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے، میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا:

"فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ"

اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو، پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے۔

یہ سن کر ان میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا:

"كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ"

خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو، بہ سبب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کیے ہیں۔

اب مجھ سے نہ رہا گیا میں نے لڑکوں سے کہا: تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ۔

لڑکوں نے بتایا کہ مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لَمْ تَتَكَلَّمْ اِلَّا بِالْقُرْآنِ.

ہماری والدہ کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا اور یہ پابندی اس نے اپنے اوپر اس لیے لگائی ہے کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔

میں نے کہا: ''وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ''(۱)

بسم اللہ کے سبب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر زہر کا اثر نہ کرنا

ایک مجوسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں اسلام کی دعوت دیتے ہو اس مذہب کی حقانیت پر ہمیں کوئی نشانی بتاؤ تاکہ ہم وہ دیکھ کر مسلمان ہو جائیں۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر منگوائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس کو کھایا تو اللہ کے فضل و کرم سے زہر کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو یہ دیکھ کر وہ مجوسی پکار اٹھا کہ یہ دین برحق ہے:

طلب بعضهم آية من خالد بن الوليد فقال إنك تدعي الإسلام فأرنا آية لنسلم، فقال ائتوني بالسم القاتل فأتي بطاس من السم، فأخذها بيده وقال بسم الله الرحمن الرحيم، وأكل الكل وقام سالماً بإذن الله تعالى، فقال المجوس هذا دين حق.(۲)

بیٹے کے بسم اللہ پڑھنے سے عذاب میں مبتلا والد کی بخشش ہو گئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس قبر والے کو سزا دے رہے ہیں، جب وہ واپس لوٹے تو کیا دیکھا کہ رحمت کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس نور کے طباق ہیں، تو انہیں بڑا تعجب ہوا کہ کچھ دیر پہلے عذاب ہو رہا تھا اور اب یہ رحمت کا معاملہ، تو آخر انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: ص۶۳، ۶۴، الناشر: قديمي كتاب خانه/ أبجد العلوم للصديق القنوجي، ج۱ ص۳۴۶، ۳۴۷، الناشر: دار ابن حزم ۱۴۲۳ھ

(۲) تفسير كبير: في مباحث بسم الله، الباب الحادي عشر، ج۱ ص۱۵۵، مكتبة علوم اسلامية لاهور

طرف وحی بھیجی کہ اے عیسی ! یہ شخص گناہ گار تھا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا، اس کی اہلیہ حاملہ تھی ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تو انکی اہلیہ نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ بڑا ہوا تو اسکو تعلیم کیلئے بھیجا، اب جب اس بچے نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو اللہ تعالی فرماتے ہیں مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں اس کے والد کو زمین کے نیچے سزا دوں جب کہ اس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے، تو بیٹے کے تسمیہ پڑھنے سے باپ کی بخشش ہوگئی:

مر عيسى بن مريم على قبر فرأى ملائكة العذاب يعذبون ميتاً، فلما انصرف من حاجته مر على القبر فرأى ملائكة الرحمة معهم أطباق من نور، فتعجب من ذلك، فصلى ودعا الله تعالى فأوحى الله تعالى إليه يا عيسى، كان هذا العبد عاصياً ومذ مات كان محبوساً في عذابي، وكان قد ترك امرأة حبلى فولدت ولداً وربته حتى كبر، فسلمته إلى الكتاب فلقنه المعلم بسم الله الرحمن الرحيم، فاستحييت من عبدي أن أعذبه بناري في بطن الأرض وولده يذكر اسمي على وجه الأرض.(۱)

حضرت بشر بن حارث المعروف بشر حافی کا واقعہ

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ آپ کی توبہ کا سبب یہ واقعہ بنا کہ:

آپ ایک مرتبہ راستے سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ زمین پر ایک کاغذ پڑا ہے جو بے احتیاطی میں روندا جا رہا ہے جبکہ اس میں ذات باری تعالی کا اسم گرامی موجود ہے، تو انہوں نے اس کو اٹھایا اور ایک درہم کی عمدہ خوشبو خریدی، کاغذ سے گرد وغبار ہٹا کر اس پر خوشبو لگائی پھر اس کو اونچی جگہ پر نہایت احترام کے ساتھ رکھا۔ پس رات جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے اے بشر جس طرح تو نے میرے نام کو احترام کر کے

(۱) تفسیر کبیر: فی مباحث بسم الله، الباب الحادی عشر، ج۱ ص ۱۵۵، مکتبة علوم اسلامية لاهور

خوشبو لگائی ہم بھی تیرا نام دنیا و آخرت میں اسی طرح خوشبودار بنائیں گے، چنانچہ آج بھی اولیاء اللہ کا نام آتا ہے تو حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کا نام ان میں نمایاں ہوتا ہے۔

وكان كبير الشأن وكان سبب توبته أنه أصاب في الطريق كاغذة مكتوبا عليها اسم الله وطئتها الأقدام فأخذها واشترى بدرهم كان معه غالية فطيب بها الكاغذة وجعلها في شق حائط فرأى فيما يرى النائم كأن قائلا قال له يا بشر طيبت اسمي لأطيبن اسمك في الدنيا والآخرة. (۱)

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

رأى بشر الحافي كاغداً مكتوباً فيه بسم الله الرحمن الرحيم فرفعه وطيبه بالمسك وبلعه فرأى في النوم قائلاً يقول يا بشر طيبت اسمنا فنحن نطيب اسمك في الدنيا والآخرة. (۲)

قرآن پڑھتے وقت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی کیفیت

عمر بن حجادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی باندی سے پوچھا کہ تم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خاص بات کون سی دیکھی، اس نے کہا کہ میں انھیں دیکھا کرتی تھی کہ وہ جیسے ہی قرآن کو کھولتے ان کے ہونٹ ابھی بند ہی ہوتے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا ہے۔ (۳)

نہ دور کی ضرورت نہ سامع کی

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ کے حالات میں مولانا عاشق الٰہی صاحب قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ آپ

---

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: بشر بن الحارث بن عبد الرحمن ج۱۰ ص۱۸۱ الناشر دار الفكر

(۲) تفسير كبير: في مباحث بسم الله، الباب الحادي عشر، ج۱ ص۱۵۵، مكتبة علوم اسلامية لاهور

(۳) شعب الايمان للبيهقي، ج۱ ص۳۶۸

نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا تھا، اور اس کے بعد چھ مہینے تک مسلسل اپنے والد کی طرف سے مامور رہے کہ جب تک پورا قرآن حفظ نہ پڑھ لو گے روٹی نہ ملے گی ہاں ختم کے بعد تمام دن چھٹی، مولانا فرمایا کرتے تھے کہ میں شوق سے فارسی پڑھا کرتا تھا، حفظِ قرآن کے زمانے میں بھی آپ نے والدہ سے پوشیدہ فارسی پڑھی اور قصص از خود دیکھ لیے تھے اور اس کے باوجود حفظِ قرآن کے سبق پر اثر نہیں آنے دیا۔

ایک مرتبہ میری درخواست پر رمضان میں قرآن شریف سنانے کے لیے میرٹھ تشریف لائے، تو میں نے دیکھا دن بھر میں چلتے پھرتے پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے اور افطار کا وقت ہوتا تو ان کی زبان پر "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہوتی تھی، ریل سے اترے تو عشاء کا وقت ہوگیا تھا، ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت تھی اس لیے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلّے پر آ گئے اور تین گھنٹہ میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھے کہ نہ کہیں لکنت تھی نہ تشابہ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور باطمینان پڑھ رہے ہیں تیسرے دن ختم فرما کر روانہ ہوگئے کہ نہ دور کی ضرورت تھی نہ سامع کی۔ (۱)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے گھرانے میں کثرت سے قرآن کی تلاوت

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ کے والد ماجد کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ انھیں قرآن کریم اتنا پختہ یاد تھا کہ پورے قرآن میں ایک بھی غلطی نہیں آتی تھی، خود حضرت شیخ بھی حافظ تھے، اور کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے خصوصاً رمضان المبارک میں بیالیس سال سے زیادہ تک روزانہ ایک قرآن شریف ختم کرنے کا آپ کا معمول رہا۔

اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہمارے گھر کی مستورات میں میری بچیاں اللہ ان کو مزید قوت و ہمت عطا فرمائے، کھانے پینے کے مشاغل اور بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ کہ ماشاء اللہ ایک ایک کے کئی

(۱) تذکرۃ الخلیل: ص ۴۰۲، مشہور آفسٹ پریس کراچی

کئی بچے ہیں، ماہ مبارک کی راتوں کا اکثر حصہ مختلف حافظوں سے سننے میں گزارتی ہیں اور دن میں ۱۴، ۱۵ پارے روزانہ پڑھنا تو اقل درجہ ہے اس پر تنافس اور مقابلہ ہوتا ہے کہ کس کے پارے زیادہ ہوئے، میری دادی صاحبہ نور اللہ مرقدھا حافظہ تھیں اس لیے ایک منزل روزانہ کا توان کا مستقل معمول تھا اور ماہ مبارک میں ۴۰ پارے یعنی ایک قرآن پورا کر کے دس پارے مزید روزانہ پڑھنا تو ہمیشہ کا معمول تھا، اور اس کے علاوہ بیسیوں تسبیحیں مختلف کئی کئی سو کی دائمی مشغلہ تھا جن کی تعداد ۱۷ہزار کے قریب ہوتی ہے۔ (۱)

میں نے اللہ کے ہاں سب سے افضل عمل تلاوت قرآن کو پایا

سَحنون بن سعدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم کو خواب میں دیکھا تو انھوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے رب کے پاس اس چیز کو پالیا جسے میں پسند کرتا تھا، انھوں نے پوچھا کہ کس عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا؟ فرمایا کہ تلاوت قرآن پاک، سحنون نے ان سے پوچھا کہ مسائل کو کیسا پایا؟ انھوں نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے کہا کہ (تلاوت کے مقابلے) کچھ نہیں۔ سحنون کہتے ہیں کہ انھوں نے پھر ابن وہب رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں:

وقال سحنون رأيته في النوم، فقلت ما فعل الله بك؟ قال وجدت عنده ما احببت، قلت فأى عمل وجدت؟ قال تلاوة القرآن. قلت فالمسائل؟ فأشار يلشيها. وسألته عن ابن وهب، فقال في عليين. (۲)

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کا کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ ایک دن اور ایک رات میں پورا قرآن مجید پڑھتے تھے اور دائمی روزہ رکھتے تھے۔

---

(۱) اکابر کا رمضان: ص ۸۲

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الرحمن بن القاسم، ج۹ ص ۱۲۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے جامع مسجد میں کوئی ستون ایسا نہیں چھوڑا جس کے پاس بیٹھ کر قرآن ختم نہ کیا ہو اور رویا نہ ہوں:

مَا تَرَكْتُ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ سَارِيَةً إِلَّا وَقَدْ خَتَمْتُ الْقُرْآنَ عِنْدَهَا وَبَكَيْتُ عِنْدَهَا.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بوقت تلاوت آہ وبکا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا معمول تھا کہ میں صبح اُٹھ کر اوّل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر حاضری دیتا اور انھیں جا کر سلام کرتا، ایک دن علی الصبح میں نے حاضری دی تو وہ کھڑی نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں:

"فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ"

سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔

وہ اس آیت کو بار بار دہراتی جاتی تھیں اور دعا اور گریہ بھی کر رہی تھیں، میں انتظار میں کھڑا رہا اور کھڑے کھڑے اُکتا گیا اس لیے اپنے کسی کام سے بازار روانہ ہو گیا، لوٹ کر آیا تو وہ اسی حال میں کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں۔

كنت اذا غدوت أبدأ ببيت عائشة أسلم عليها فغدوت يوماً فاذا هي قائمة تسبح وتقرأ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ وتدعو وتبكي وترددها فقمت حتى مللت القيام فذهبت الى السوق لحاجتي ثم رجعت فاذا هي قائمة كما هي، تصلي وتبكي.(۲)

شب بھر میں ایک ہی آیت کی تلاوت اور گریہ وزاری

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: ثابت البناني، ج۲ص ۳۲۱ الناشر: دار الكتاب العربي (۲) صفة الصفوة: ترجمة: عائشة بنت ابي بكر الصديق رضي الله عنه، ج۱ص ۳۱۹ الناشر: دار الحديث قاهرة

انسان تھے، ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کر کے سورۂ جاثیہ پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے:

"اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"

یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنھوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے، برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے:

تميم الداري، صلى ليلة حتى أصبح، أو كاد، يقرأ آية يرددها، ويبكي: " اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ"(۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا خوشی سے اَشک بار ہونا

سید القراء حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ فن قراءت کے تسلیم شدہ امام تھے اس لیے بڑے بڑے صحابہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سمیت کئی اکابر صحابہ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں، آپ کی جلالتِ شان اور عظمت و رفعت کے لیے یہی کافی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ قَالَ وَسَمَّانِي؟ قَالَ نَعَمْ فَبَكَى.(۲)

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بولے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لے کر

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: تميم بن أوس بن خارجة، ج۱۱ ص۷۶ الناشر: دار الفكر

(۲) صحيح بخاري: كتاب المناقب، باب مناقب أبي بن كعب، ج۱ ص۵۳۷ الناشر: قديمي كتب خانه

فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں، حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پوچھا کیا رب العلمین کے ہاں میرا تذکرہ ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں یہ سن کر ان کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کو اس واقعہ سے خوشی ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا خوشی کیوں نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ خود فرمار ہے ہیں:

"قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا"

آپ فرمادیجیے کہ لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔

اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کی تلاوت پر فرشتوں کا نزول

معروف انصاری صحابی حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ جن کے متعلق لسانِ نبوت نے شہادت دی:

نِعْمَ الرَّجَلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ.

اسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں۔

آپ نماز تہجد میں سورۂ بقرہ تلاوت کررہے تھے، گھوڑا جو کہ پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانک بدکنے لگا، یہ خاموش ہوگئے تو وہ بھی سکون میں آ گیا، انھوں نے دوبارہ تلاوت شروع کردی تو وہ پھر بدکنے لگا اور ان کے خاموش ہوجانے پر پھر ٹھہر گیا۔ آخر تلاوت روک دی ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی سورہا تھا یہ ڈر گئے کہ گھوڑا اسے تکلیف نہ پہنچائے، جب بچے کو وہاں سے ہٹایا تو آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو سائبان کی طرح کوئی چیز نظر آئی جس میں چراغوں کی طرح روشنی ہے، جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابن حضیر! تم تلاوت جاری رکھتے، ابن حضیر! تم تلاوت جاری رکھتے، انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ ڈر پیدا ہوگیا کہ کہیں گھوڑا بچے کو روند نہ ڈالے، وہ گھوڑے کے قریب تھا، اس اندیشہ سے (تلاوت

روک کر) بچے کی طرف متوجہ ہوگیا، نگاہ اُٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا تو سائبان کی طرح کوئی چیز نظر آئی جس میں چراغوں کی سی روشنی تھی اس لیے میں گھبرا کر گھر سے باہر نکل گیا کہ اسے دیکھ نہ سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟، قَالَ لاَ، قَالَ تِلْكَ المَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ.(۱)

تمھیں معلوم ہے کہ یہ کیا تھا؟ اسید نے فرمایا نہیں، آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر اتر آئے تھے اگر تم تلاوت جاری رکھتے تو صبح لوگ بھی ان فرشتوں کا نظارہ کرتے اور وہ ان کی نگاہوں سے مخفی نہ رہتے۔

اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زبان حال سے اپنے مالک کی شکایت کرنا

حضرت یعلی بن مُرہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا: یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آکر سلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔(۲)

(۱) صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ عند قراءۃ القرآن ج۲ص۷۵۰
الناشر: قدیمی کتب خانہ

(۲) مسند أحمد: ج۲۹، ص ۱۲۷، رقم الحدیث: ۱۷۵۶۵ الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ

قرآن کریم اور وجوہ اعجاز

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے، اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی اقوال ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم واسلوب کی صورت میں عجیب وغریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب ونظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع، کلمات کے فواصل اور عبارت کا اوقاف جو نظام ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

۲...... دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔

۳...... تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کردے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان وجوہ کے ساتھ جن پر نصوص وارد ہیں قرآن کریم میں لے کر آئے، حالاں کہ آپ اُمّی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

۴...... چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

"اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا"

جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہار دیں۔

اور فرمایا:

"وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ"

اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ہمارے اس کہنے پر۔

۵...... پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے، مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کرسکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایسا نہ کر سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا:

"وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا" یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

۶...... چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب کے فصحاء، شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتجاج ومتفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

۷...... ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف ودہشت پیدا ہوجاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت ورعب طاری ہو جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر رعب ودہشت طاری ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورہ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

"اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾"

کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں۔ یا انھوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے۔ کیا ان لوگون کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید

میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

۸......آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کے لیے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اس کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن کریم پرانا نہیں ہوتا۔

۹......نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

۱۰......دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے اصول عطا فرمائے ہیں۔(۱)

مشہور ادیب ابن مقفع کا قرآنی بلاغت کے سامنے اپنے عجز کا اظہار

ابن مقفع اپنے وقت کا ایک بڑا بلند پایہ ادیب گزرا ہے، اس نے دعویٰ کیا کہ قرآن بے شک فصاحت و بلاغت کی انتہاء پر ہے، لیکن میں اسی طرز کا کلام لکھ سکتا ہوں، اس نے اپنی کافی عمر اسی خیال خام میں ضائع کی اور اپنے خیال میں کچھ اس طرح لکھا بھی۔ایک روز اسے ایک مکتب کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک لڑکا سورہ ہود کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:

"وَ قِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"

(۱) الخصائص الکبریٰ: ج۱ ص۱۹۴، ۱۹۵، الناشر: المکتبة الحقانیة

اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا دور ہو قوم ظالم۔

ابن مقفع سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہو گیا اور گھر آ کر سب اپنے لکھے ہوئے کو مٹا دیا اور قسم کھا کر کہا کہ اس کلام کا کوئی معارضہ نہیں کر سکتا اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں:

رام أن يعارض القرآن نظلم كلامًا وجعله مفصلا وسماه سورًا فاجتاز يوما بصبي يقرؤها في مكتب فرجع ومحاما عمل، وقال: أشهد أن هذا لا يعارض أبدًا وما هو من كلام البشر.[1]

علامہ سلیمان الجمل رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هذه الآية ابلغ آية في القرآن لاحتوائها على احد وعشرين نوعا من نواع البديع والحال ان كلماتها تسعة عشر.[2]

یہ آیت کریمہ قرآن پاک کی انتہائی بلیغ آیت ہے کیوں کہ یہ فن بدیع کی (۲۱) اقسام پر مشتمل ہے۔ جبکہ اس آیت کے کل کلمات صرف (۱۹) ہیں۔

قرآن کریم کی ایک آیت میں سات اسرار و رموز

"يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"

اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤں ٹخنوں تک اور تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں

(۱) روح المعانی، سورہ ھود آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں، ج ۱۲ ص ۶۴، ۳۔ الناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) حاشية الجمل على الجلالين: ج۳ ص ۴۳۹، الناشر: قديمى كتب خانه

یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تا کہ تم احسان مانو۔(۱)

شیخ الاسلام ابو بکر بن علی محمد الحدّ ادیمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) اس آیت کو نقل کر کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت مبارکہ کے اسرار وحکم میں سے یہ چیز ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں سات فصلیں ہیں اور ہر فصل دو چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱......اس میں دو طہارتوں کا ذکر ہے (طہارۃ صغریٰ) وضوء اور (طہارۃ کبریٰ) غسل۔

۲......دو پاک کرنے والی چیزوں کا تذکرہ ہے، پانی اور مٹی۔

۳......دو حکم مذکور ہیں، دھونے اور مسح کرنے کا۔

۴...... دو طہارت کو واجب کرنے والی چیزوں کا تذکرہ ہے، حدث یعنی بے وضو ہونا اور جنابت یعنی بے غسل ہونا۔

۵......دو مباح کرنے والی چیزوں کا ذکر ہے، مرض اور سفر۔

۶......دو الفاظ کنایہ کا ذکر ہے، بول و براز سے فراغت اور صحبت۔

۷......دو کرامتیں مذکور ہیں۔ گناہوں کی تطہیرات اور نعمت کا اتمام، اور اتمام نعمت بندہ کا شہادت کی موت مرنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے وہ شہادت کی موت مرتا ہے:

ومن أسرارها أنها تشمل على سبعة فصول كلها مثنى طهارتان الوضوء والغسل ومطهران الماء والصعيد وحكمان الغسل والمسح وموجبان الحدث والجنابة ومبيحان المرض والسفر وكنايتان الغائط والملامسة وكرامتان تطهير الذنوب وإتمام النعمة وإتمامها موته شهيدا، قال عليه الصلاة والسلام من داوم علي الوضوء مات شهيدا.(۲)

(۱) ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (۲) الجوهرة النيرة، ج ۱/ص ۳، الناشر: المطبعة الخيرية

قرآن کریم کی ایک آیت میں بلاغت کے گیارہ عمدہ نکات

" حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ"

یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔(۱)

شیخ احمد الصاوی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اشتمل هذا القول على أحد عشر نوعًا من البلاغة، أولها النداء بيا، ثانيها لفظ أى، ثالثها التنبيه، رابعها التسمية بقولها النمل، خامسها الامر بقولها ادخلوا، سادسها التنصيص بقولها مساكنكم، سابعها التحذير بقولها لا يحطمنكم، ثامنها التخصيص بقولها سليمان، تاسعها التعميم بقولها وجنوده، عاشرها الاشارة بقولها وهم، حادى عشر العذر بقولها لا يشعرون.(۲)

چیونٹی کا یہ کلام یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ الخ بلاغت کی گیارہ قسموں پر مشتمل ہے۔

۱......حرف "یا" سے نداء۔

۲...... لفظ "ای" کا استعمال۔

۳...... "ھاء" تنبیہ کا ذکر کرنا۔

۴...... چیونٹی کا باقاعدہ نام لے کر یعنی "یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ" کہہ کر خطاب کرنا۔

۵......چیونٹی کا "اُدْخُلُوْا" کہہ کر حکم دینا۔

۶...... چیونٹی کا "مَسٰكِنَكُمْ" کہہ کر باقاعدہ داخل ہونے کی جگہ کی صراحت کرنا۔

۷...... چیونٹی کا دوسری چیونٹیوں کو "لَا یَحْطِمَنَّكُمْ" کہہ کر ڈرانا۔

۸......چیونٹی کا پہلے "سُلَیْمٰنُ" کہہ کر تخصیص کرنا۔

(۱) ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (۲) حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين: ج۴ ص۲۵۴، ۲۵۵، الناشر: دار احياء التراث العربى

۹......پھر ''وَجُنُوْدُہٗ'' کہہ کر تعمیم کرنا۔

۱۰......چیونٹی کا ''ھُمْ'' سے اشارہ کرنا۔

۱۱......چیونٹی کا حضرت سلیمان اور ان کے لشکر کی طرف سے ''لَا یَشْعُرُوْنَ'' کہہ کر عذر پیش کرنا۔

ایک آیت میں دو امر دو نہی دو خبر اور دو بشارتیں

''وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ وَ جَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ''

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کو تو ڈال دے اس کو دریا میں اور نہ خطرہ کر اور غمگین نہ ہو۔ ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ احمد الصاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وقد اشتملت هذه الآية على أمرين وهما ارضعيه والقيه، ونهيين وهما لا تخافي ولا تحزني، و خبرين و بشارتين وهما اِنَّا رَادُّوهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فهما خبران تضمنا بشارتين.(۱)

اس آیت مبارکہ میں دو امر ہیں۔۱...... اَرْضِعِیْہِ ۲......اَلْقِیْہِ۔ دو نہی ہیں ۱...... لَا تَخَافِیْ ۲...... لَا تَحْزَنِیْ۔ دو خبریں ہیں۔۱...... اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ ۲......وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

دو بشارتیں ہیں یہ بشارتیں انہی دو خبروں کے ضمن میں ہیں۔

تین عقلمند باندیوں کا اپنے انتخاب پر قرآنی آیات سے استدلال

ہارون الرشید کو ایک مرتبہ ایک لونڈی کی ضرورت پیش آئی، اس نے اعلان کیا تو اس

(۱) حاشية العلامة الصاوی علی تفسير الجلالين ج۴ص۲۷۹، الناشر: دار احياء التراث العربی

کی خدمت میں تین لونڈیاں حاضر ہوئیں، بادشاہ نے دیکھا تو کہا کہ ایک درکار ہے اور تم تین ہو، اچھا میں تم تینوں میں ایک کا انتخاب کرتا ہوں، تینوں لونڈیاں سامنے ایک صف میں کھڑی تھیں، بادشاہ جب انتخاب کے لیے اٹھا تو پہلی بولی:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ"

اور سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے۔ پہلی نے یہ آیت پڑھی یعنی آیت سے استیناد کر کے یہ اشارہ کیا کہ میں سب سے پہلے ہوں لہٰذا میرا انتخاب کیجیے۔

دوسری جو دونوں کے وسط میں کھڑی تھی بولی:

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ"

اور اسی طرح بنایا ہے ہم نے تم کو درمیانی امت تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

تیسری جو سب سے آخر میں کھڑی تھی اس نے حسب ذیل آیت پڑھی:

"وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى"

اور آخر بہتر ہے آپ کے لیے پہلے سے۔ ہارون الرشید تینوں پر بہت خوش ہوئے اور تینوں کو خرید لیا۔(۱)

حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کا واک آوٹ کے ثبوت پر قرآن سے استدلال

ایک بار حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ نے قومی اسمبلی سے واک آوٹ کیا، تو حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے ہنستے ہوئے طنزیہ انداز میں پوچھا، مفتی صاحب، واک آوٹ کا اسلام میں کوئی ثبوت ہے؟ مفتی صاحب نے برجستہ کہا۔ ہاں، اس کا ثبوت قرآن میں موجود ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"

یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔

(۱) کتاب الاذکیاء لابن الجوزی: ص ۲۲۴

مولانا ہزاروی رحمہ اللہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد واک آؤٹ کے موقع پر انہوں نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔(۱)

طفیلی کا ولیمہ میں حاضری کے لیے قرآنی آیت سے استیناد

بنان نامی طفیلی نے ولیمہ کی دعوت میں جانا چاہا مگر روک دیا گیا اور اس کو ہٹا کر دروازہ بند کر دیا گیا، تو طفیلی ایک سیڑھی کرایہ پر لے کر آیا اور اس کو شادی والے مکان کی دیوار سے کھڑی کر کے اوپر چڑھ گیا اور گھر کی عورتوں اور لڑکیوں کو جھانکنے لگا، گھر والے نے کہا ارے تو کون ہے تجھے خدا کا خوف نہیں تو ہماری عورتوں اور بیٹیوں کو جھانک رہا ہے، طفیلی نے کہا اے شیخ (اور یہ آیت پڑھی)

"قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ"

تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں اور تو یہ بھی خوب جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

صاحب خانہ ہنس پڑا اور بولا نیچے اتر اور کھانا کھالے:

وجاء بنان إلَى وليمة فأغلق الباب دونه فاكترى سلمًا ووضعه عَلَى حائط الرجل وتسور فأشرف عَلَى عيال الرجل وبناته فَقَالَ لَهُ الرجل يا هٰذَا أما تخاف الله؟ رأيت أهلي وبناتي فَقَالَ يا شيخ "قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ" قَالَ فضحك الرجل وَقَالَ لَهُ انزل فَكُل.(۲)

عُتبہ غلام اور خوف خدا

مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عتبہ غلام کو ایک دن سخت سردی میں کھڑے دیکھا اور اس کو پسینہ آ رہا تھا، میں نے پوچھا کہ کیوں یہاں کھڑے ہو؟ تو کہا کہ اے سردار! اس جگہ میں نے اپنے رب کی معصیت کی تھی۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

(۱) سوانح قائد ملت: ص ۳۰۳

(۲) التطفيل وحكايات الطفيلين: ص۱۱۷، حکایت نمبر ۱۲۹، الناشر: دار ابن حزم

أَتَفْرَحُ بِالذُّنُوبِ وَ بِالْمَعَاصِيْ   وَتَنْسٰى يَوْمَ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ
وَتَأْتِيْ الذَّنْبَ عَمَدًا لَا تُبَالِيْ   وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ عَلَيْكَ حَاصِيْ

تو گناہ و معاصی پر خوش ہوتا ہے اور اس دن کو بھول جاتا ہے جس دن کہ پیشانیوں کو پکڑا جائے گا، اور تو جانتے بوجھتے گناہ کرتا ہے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ تیرے اوپر رب العالمین نگران ہے۔(۱)

حضرت ابوبکر کا ایک مشکوک لقمے کو قئے کرنے کے لیے سخت تکلیف برداشت کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر لاتا تھا، ایک رات وہ آپ کے پاس کچھ کھانا لایا، آپ نے اس میں ایک لقمہ لیا۔ غلام نے کہا: کیا بات ہے آپ ہر رات سوال کرتے تھے آج آپ نے سوال نہیں کیا؟ (کہ یہ کھانا کہاں سے لائے؟) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھوک نے مجھے نڈھال کر رکھا تھا۔ تم بتاؤ کہاں سے لائے ہو؟ غلام نے عرض کیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں کسی کے لیے تعویذ اور جھاڑ پھونک کیا تھا انھوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا آج جب میں ان کے پاس سے گزرا تو ان کے ہاں شادی کا کھانا تیار تھا لہٰذا اس میں سے انھوں نے مجھے بھی دے دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور کھایا ہوا قے کرنے لگے لیکن وہ نکل نہ رہا تھا:

فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هٰذِهِ لَا تَخْرُجُ إِلَّا بِالْمَاءِ فَدَعَا بِطَسْتٍ مِنْ مَاءٍ فَجَعَلَ يَشْرَبُ وَيَتَقَيَّأُ حَتّٰى رَمٰى بِهَا فَقِيلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ كُلُّ هٰذَا مِنْ أَجْلِ هٰذِهِ اللُّقْمَةِ قَالَ لَوْ لَمْ تَخْرُجْ إِلَّا مَعَ نَفْسِي لَأَخْرَجْتُهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلٰى بِهِ فَخَشِيتُ أَنْ يَنْبُتَ شَيْءٌ مِنْ جَسَدِي مِنْ هٰذِهِ اللُّقْمَةِ.(۲)

(۱) الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: ص۹۶، الناشر: دار الكتب العلمية
(۲) حلية الأولياء: ترجمة: ابوبكر صديق، ج۱ ص۳۱، الناشر: دار الكتاب العربي

کسی نے کہا یہ پانی سے نکلے گا، آپ نے پانی کا برتن منگوایا اور پانی پی پی کر قے کرنے کی کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ اس ایک لقمے کو باہر پھینک دیا۔ پھر آپ کو کسی نے کہا: اللہ آپ رحم فرمائے یہ (تکلیف) اس لقمے کی نحوست سے پہنچی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان لے کر نکلتا تب بھی میں اس کو نکالتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ہر جسم جس نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کے لیے زیادہ مستحق ہے۔

اس سے مجھے خوف ہوا کہیں میرے جسم کی معمولی پرورش بھی اس لقمے سے نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کی اجازت کے بغیر شہد استعمال نہ کرنا

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کے لیے علاج میں شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت شہد بیت المال میں موجود تھا، (انھوں نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ) مسجد جا کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے علاج کے لیے شہد کی ضرورت ہے، اور شہد بیت المال میں موجود ہے، اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس میں سے لے لوں، ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے، چناں چہ لوگوں نے خوشی سے آپ کو اجازت دے دی:

عن البراء بن معرور أن عمر خرج يوما حتى أتى المنبر وقد كان اشتكى شكوى فنعت له العسل وفي بيت المال عكة فقال إن أذنتم لي فيها أخذتها وإلا فإنها علي حرام فأذنوا له فيها.(۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اتنے میں

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبدالعزى، ج۴۴ ص ۳۰۱ رقم الترجمة: ۵۲۰۶ الناشر: دارالفكر

ایک نوجوان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

دربار نبوی میں موجود صحابہ کرام نے جب نوجوان کی گفتگو سنی تو سخت ناراض ہوئے، غصے سے ان کی رگوں میں خون تیز ہو گیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور خود نوجوان کو اپنے قریب کیا اور اس سے فرمایا: بتاؤ! تم کیا چاہتے ہو؟

نوجوان کہتا ہے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوان! جس کام کی اجازت تو مانگ رہا ہے کیا تو چاہے گا کہ تیری ماں کے ساتھ یہی کام کیا جائے؟

نوجوان: قربان ہو جاؤں، اے اللہ کے رسول ہرگز نہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو پسند کرے گا کہ تیری بیٹی کے ساتھ یہ کام ہو؟

نوجوان: نہیں اللہ کے رسول، اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں چاہتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو اپنی بہن کے ساتھ اس کام سے راضی ہے؟ اسی طرح آپ نے پھوپھی اور خالہ کا بھی نام لیا۔ نوجوان ہر ایک کے جواب میں کہتا رہا: قربان جاؤں، ہرگز نہیں!

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کو سمجھایا کہ بالکل اسی طرح کوئی بھی آدمی اسے گوارا نہیں کرے گا، کیوں کہ جب کسی بھی عورت سے زنا کا ارتکاب کیا جائے گا تو وہ کسی کی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی یا خالہ ہی ہوگی۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے لیے تین دعائیں فرمائیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.

الٰہی! اس کی مغفرت فرما دے، اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔

راوی کا بیان ہے:

فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ.

اس کے بعد یہ نوجوان کسی برائی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہ تھا۔(۱)

انسان تقویٰ کی حیثیت کو کب پاسکتا ہے

لَا يُصِيبُ رَجُلٌ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يُحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَرَامِ حَاجِزًا مِنَ الْحَلَالِ وَحَتَّى يَدَعَ الْإِثْمَ وَمَا تَشَابَهَ مِنْهُ.(۲)

کوئی آدمی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک اس میں دو باتیں نہ ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اور حرام چیز کے درمیان حلال امور کی دیوار کھڑی کر دے (یعنی حلال مال کے ذریعے حرام مال کو روک دے) اور دوسری بات یہ کہ وہ چھوٹے گناہوں کو بھی چھوڑ دے اور جس چیز میں گناہ کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دے۔

أَبُو مُوسَى إِسْرَائِيلُ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الذَّنْبَ فَمَا يَزَالُ بِهِ كَئِيبًا.(۳)

ابوموسیٰ اسرائیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے وہ اس گناہ کی وجہ سے ہمیشہ مغموم اور پریشان رہتا ہے۔

میں ایسی چیز کا کھانا پسند نہیں کرتی جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو

ابوالعباس بن مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شکاری ساحل پر مچھلیاں پکڑ رہا ہے اور اس کی ایک جانب اس کی بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ مچھلیاں پکڑ کر اپنے تھیلے میں ڈالتا تو وہ لڑکی مچھلیوں کو پانی میں پھینک دیتی۔ جب اس شخص نے کافی دیر کے بعد دیکھا کہ کتنی مچھلیاں پکڑی جا چکی ہیں تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ اس

(۱) مسند أحمد: حديث أبي أمامة الباهلي، ج۳۶، ص۵۴۵، رقم الحديث: ۲۲۲۱۱ الناشر: مؤسسة الرسالة (۲،۳) حلية الأولياء: ترجمة سفيان بن عيينة، ج ۷ ص۲۸۸ الناشر: دار الكتاب العربي

نے کہا پیاری بیٹی! مچھلیاں کہاں گئیں؟ اس نے کہا:

فقالت یا أبت سمعتك تروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه قال لا تقع سمكة فی شبكة إلا غفلت عن ذكر الله فلم أحب أن آكل شیئا غفل عن ذكر الله فبكی الرجل ورمی بالصنارة. (۱)

والد صاحب میں نے آپ سے ہی سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مچھلی جال میں نہیں پھنستی مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میں ایسی چیز کو کھاؤں جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو۔ پس وہ شخص رو پڑا اور اس نے جال پھینک دیا۔

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کے پاس گھر میں بیٹھا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں نے امام احمد سے کسی مسئلے کے بارے میں ملنا ہے، میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی، چناں چہ وہ اندر آئی اور پردے میں میرے والد کے پاس بیٹھ گئی:

فسلمتُ علیه وقالت له: یا أبا عبد الله! انا امرأة أغزل باللیل فی السراج فربما طفیٔ السراج فأغزل فی القمر، فعلی أن أُبین غزل القمر من غزل السراج؟ فقال لها أحمد: إن كان عندكِ بینهما فرق فعلیك ان تبینی ذلك. (۲)

اس عورت نے میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) کی خدمت میں سلام پیش کیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! (یہ امام احمد کی کنیت ہے) میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اون کاتی ہوں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے اور میں چاند کی

(۱) حیاۃ الحیوان: السمك، ج۲ ص ۴۱، الناشر: دار الكتب العلمیة

(۲) طبقات الحنابلة: ترجمة: اخت بشر بن الحارث، ج۱ ص ۴۲۸ الناشر: دار المعرفة بیروت

روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائیں کہ) کیا مجھ پر یہ بات لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چاند اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟

امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تو یہ سمجھتی ہے کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا تجھ پر لازم ہے۔

عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی، اس عورت کے اس ایمان آفروز سوال اور شدید تقویٰ پر مبنی اس استفتاء سے میرے والد صاحب بڑے متاثر ہوئے۔ چناں چہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) نے فرمایا:

فقال لي يا بني ما سمعت قط إنسانا يسأل عَنْ مثل هذا اتبع هذه المرأة فانظر أين تدخل قَالَ فاتبعتها فإذا هي قد دخلت إلى بيت بشر بن الحارث وإذا هي أخته قَالَ فرجعت فقلت له فقال محال أن تكون مثل هذه إلا أخت بشر.(۱)

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا شدید احتیاط وتقویٰ پر مبنی سوال کرتے ہوئے نہیں سنا۔ عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر امام احمد رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے تاکہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے۔

چناں چہ میں اس مقصد کے لیے اس عورت کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کے گھر میں داخل ہوئی، اور مجھے پتہ چلا کہ یہ عورت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن ہے، میں نے واپس آ کر اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کو یہ بات بتائی، تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیزگار ہو۔

---

(۱) طبقات الحنابلة: ج۱ ص۴۲۸ الناشر: دار المعرفة بيروت

امام احمد رحمہ اللہ کا بیٹے کے تنور میں پکی ہوئی روٹی کا استعمال نہ کرنا

امام احمد رحمہ اللہ کی باندی حسن کہتی ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ جن دنوں مرض وفات کی تکلیف میں بستر علالت پر تھے، ان دنوں میں نے ان کے لیے روٹی پکا کر ان کی خدمت میں پیش کی، امام احمد رحمہ اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ روٹی تم نے کہاں پکائی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ (آپ کے بیٹے) عبداللہ کے گھر آگ جل رہی تھی میں نے بھی وہیں جا کر روٹی پکالی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس روٹی کو میرے سامنے سے اُٹھالو، اور آپ نے وہ روٹی تناول نہ فرمائی (کیوں کہ عبداللہ خلیفہ کی طرف سے وظائف وغیرہ لیتے رہتے تھے اس بنا پر امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے گھر کی پکی ہوئی روٹی تناول نہ فرمائی)۔

امام احمد رحمہ اللہ اس لیے عبداللہ کے گھر کی ہر چیز سے اپنے آپ کو بچاتے تھے کہ ان کی شدید احتیاط اور شدید تقویٰ کے پیش نظر عبداللہ کے گھر کی چیزوں کا حلال ہونا مشتبہ تھا، اشتباہ کی وجہ یہ تھی کہ وہ سرکاری خزانے سے تنخواہ یا وظائف حسبِ ضرورت قبول کرلیا کرتے تھے:

وقالت حسن خبزت يوما لمولاى وهو وجع في مرضه الذى توفي فيه فقال أين خبزتيه قلت في بيت عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ارفعيه ولم يأكل منه.(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عَفیف اور پاکیزہ کردار شخصیت

خَارجہ بن مُصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی، تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت کے لیے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریبا چار ماہ تک مکّہ معظّمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت میری لونڈی کو خدمت واخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو

(۱) طبقات الحنابلة: ج۱ ص۴۳۰ الناشر: دار المعرفة بیروت

اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ ان کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی میں نے امام ابوحنیفہ جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے۔(۱)

صدقے کے مال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتناب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دودھ پیا اور اس کا مزہ کچھ عجیب معلوم ہوا، آپ نے دودھ لانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کیسا اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں جنگل میں گیا تھا، وہاں صدقے کے اونٹ چر رہے تھے، یہ دودھ انہی اونٹوں کا ہے، آپ نے یہ سن کر فوراً قے کر دیا، کیوں کہ یہ دودھ صدقے کے اونٹوں کا آپ کے لیے حلال نہ تھا۔(۲)

چرواہا اور خوفِ خدا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ

(۱) اخبار أبی حنیفة وأصحابه: ص۵۰ الناشر: عالم الکتب بیروت ۔عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان: ص۲۴۲ (۲) موطا مالك: کتاب الزکاة، باب ماجاء فی أخذ الصدقات والتشدید فیها، ج۱ ص۲۷۷، رقم الحدیث: ۷۰۴، الناشر: مؤسسة الرسالة

طیّبہ کے نواح میں نکلے، آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے، (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا، اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ بھئی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ، اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بھی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے کہا "وَاللّٰهِ اِنِّیْ اُبَادِرُ اَيَّامِیْ هٰذِهِ الْخَالِيَةِ" بخدا میں ان ایام خالیہ سے حصہ وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ" کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کیے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے زہد و تقویٰ کا امتحان لینے کے لیے اس سے فرمایا ایسا کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو، ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دینگے اور گوشت بھی دینگے، گوشت سے تم روزہ افطار کرنا، اس چرواہے نے عرض کیا ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟ اس چرواہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا فَأَيْنَ اللّٰهُ ؟ اللہ کہاں جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤنگا؟) حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چرواہے کی بات سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بار بار چرواہے کی بات کرتے رہے کہ دیکھو چرواہا کہہ رہا ہے فَأَيْنَ اللّٰهُ ؟ اللہ کہاں جائے گا؟ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو آپ نے اس چرواہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چرواہے کو خرید لیا پھر چرواہے کو آزاد کر کے ساری بکریاں اسے ہبہ کر دیں۔ (۱)

---

(۱) أسد الغابة فی معرفة الصحابة: ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، رقم الترجمة: ۳۰۸۲، ج ۳ ص ۳۳۶، الناشر: دار الكتب العلمية

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اعلانیہ کفار کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چھٹے مسلمان ہیں، ان سے پہلے کوئی مسلمان مکہ میں اعلانیہ تلاوت قرآن کی جرأت نہیں کرسکتا تھا، لیکن وہ اسلام لائے تو ایک روز تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمع ہوکر کہا کہ اب تک قریش نے قرآن مجید کو کسی کی زبان سے علانیہ نہیں سنا، اس کی جرأت کون کرسکتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو تمہاری نسبت خوف ہے کہ ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا قبیلہ ہوتا کہ کفار حملہ کریں تو اس کی طرف سے مدافعت کرسکے، بولے مجھے جانے دو خدا میری حفاظت کرے گا، اُٹھے اور عین دوپہر کے وقت جب کفار بیت اللہ میں موجود تھے مقام ابراہیم کے پاس پہنچ کر بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی، جب کفار نے سنا تو کہا کہ ابن ام عبید کیا کہتا ہے، غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں۔ دفعتاً تمام کفار ٹوٹ پڑے اور بے تحاشہ آپ کو تکلیف پہنچائی، جب آپ پلٹے تو چہرے پر زخموں کے نشانات دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو اسی کا توڈر تھا، بولے خدا کے دشمن آج سے زیادہ مجھے کبھی کمزور نظر نہیں آئے، اگر کہو تو کل بھی اسی طرح ان کو اعلانیہ قرآن سنا کر آؤں۔ (۱)

شدید قحط کے زمانے میں ایک خاتون کی پاک دامنی

بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص کسی گناہ کو نہ چھوڑتا تھا، ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں اس کے خاندان والے قحط کا شکار ہوگئے، انہوں نے ایک لڑکی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے کچھ مانگ کر لائے، اس نے کہا جب تک تو میرے ساتھ بے آبرو نہ ہو میں کچھ نہ دوں گا۔ لڑکی سن کر واپس چلی گئی، جب قحط مزید شدید ہوا تو وہ دوبارہ اس کے پاس آئی، اس نے پھر وہی بات کی، لیکن لڑکی نے انکار کیا اور واپس چلی گئی، جب قحط بہت زیادہ پھیل گیا تو ان

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة، عبداللہ بن مسعود، ج۳ص ۳۸۱ الناشر: دار الكتب العلمية

لوگوں نے دوبارہ اسے اس آدمی کے پاس بھیجا۔ اس نے پھر اسی بات کا اظہار کیا، اس مرتبہ لڑکی نے بھی رضامندی ظاہر کردی، لیکن جب اس آدمی نے اس سے خلوت اختیار کی تو وہ لڑکی کانپنے لگی، اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگی میں اللہ رب العالمین سے ڈر رہی ہوں، کیوں کہ میں نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا، اس آدمی نے کہا تو اللہ سے ڈر رہی ہے جبکہ تو نے یہ گناہ کبھی نہیں کیا (اور میرے دل میں اس قدر ڈر نہیں) حالاں کہ میں یہ گناہ کرتا ہوں، میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں دوبارہ میں کوئی گناہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کے سبب وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں اہل جنت میں سے لکھ دیا گیا ہے۔ (۱)

پاکدامنی کی خاطر اپنی ساری انگلیاں جلاڈالیں

وَہب بن مُنَبِّہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار آدمی تھا جو اپنی عبادت گاہ میں ہمہ وقت عبادت کیا کرتا تھا، چناں چہ ایک شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور اسے بہت سی رقم دے کر اس بات پر آمادہ کیا یہ اس عابد کو اپنے جال میں پھنسائے، لہٰذا یہ عورت ایک بارش کی رات میں اس عابد کے پاس گئی اور اسے آواز دی، اس نے باہر جھانکا تو بولی مجھے اپنے پاس ٹھکانہ دے، عابد اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور نماز میں مشغول ہوگیا، وہ پھر بولی اے اللہ کے بندہ مجھے اپنے پاس ٹھکانہ دے دے، کیا تو رات کی تاریکی اور بارش کو نہیں دیکھ رہا؟ وہ اصرار کرتی رہی، یہاں تک کہ عابد نے اسے اپنے پاس ٹھہرالیا، یہ اس کے پاس لیٹ گئی، اسے اپنے مَحاسن و ناز و اندام دکھانے لگی اور اسے بدکاری کی دعوت دینے لگی، اس عابد کا نفس بھی اس کی طرف مائل ہونے لگا تو اس عابد نے اپنے نفس سے کہا:

فقال لا واللہ حتی أنظر کیف صبرك علی النار فتقدم إلی المصباح فوضع إصبعا من أصابعه حتی احترقت ثم عاد إلی صلاته فدعته نفسه إلیها فعاود المصباح فوضع إصبعه الأخری حتی احترقت فلم یزل تدعوه نفسه وهو یعود إلی المصباح حتی احترقت أصابعه جمیعا وهي تنظر فصعقت وماتت.

(۱) روضة المحبین ونزهة المشتاقین: ج۱ ص۴۵۳، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت

خدا کی قسم جب تک میں آگ پر تیرا صبر نہ دیکھ لوں کبھی یہ کام نہیں کرونگا، لہٰذا وہ عابد چراغ کے پاس گیا اور اپنی انگلی اس پر رکھی تو وہ جل گئی، وہ دوبارہ نماز میں مصروف ہوگیا، دل میں پھر خواہش پیدا ہوئی یہ دوبارہ چراغ کے پاس گیا، اور دوسری انگلی بھی جلا دی، حتیٰ کہ مسلسل جب بھی دل میں وسوسہ آتا یہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں وہ عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ اس نے چیخ ماری اور مرگئی۔(۱)

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی تلبیہ پڑھتے وقت کیفیت

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید العابدین علی بن الحسین رحمہ اللہ نے حج کے ارادہ سے احرام باندھا اور سواری پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ فق ہوگیا، سانس پھولنے لگی اور بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور لبیک نہیں کہی جاسکی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں لبیک نہیں کہتے؟ تو کہا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ''لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ'' نہ کہہ دیا جائے، پھر جب لبیک کہا تو بے ہوش ہوگئے اور سواری سے گر پڑے، اور حج پورا ہونے تک یہ بات برابر پیش آتی رہی۔(۲)

ایک نوجوان نے محض پاک دامنی کی خاطر محل سے چھلانگ لگادی

بنی اسرائیل میں ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا، اس جیسا حسین ان میں کوئی نہ تھا، وہ ٹوکریاں فروخت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ دو ٹوکریاں اٹھائے چکر لگا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بڑے سردار کے گھر سے ایک عورت باہر آئی اور اس کو دیکھ کر جلدی سے واپس چلی گئی، اور سردار کی بیٹی سے کہا میں نے دروازے پر ایک ٹوکری فروش ایسا نوجوان دیکھا ہے کہ اس سے حسین نوجوان میں نے کبھی نہیں دیکھا، سردار کی بیٹی نے کہا اسے اندر بلاؤ وہ گئی اور اسے اندر بلا لیا اور دروازہ بند کروا دیا، پھر اس بادشاہ کی بیٹی نے چہرہ اور سینہ

---

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج۱ ص۲۶۱، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ترجمة علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب، ج۴۱ ص۳۷۸، الناشر: دار الفكر

کھول کر اس کا استقبال کیا۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تجھے محفوظ رکھے، پردہ کر لے، وہ بولی ہم نے تجھے اس کام کے لیے نہیں بلوایا بلکہ کسی اور کام کے لیے بلوایا ہے، اور اس کو ورغلانے لگی، اس نوجوان نے کہا اللہ سے ڈر، وہ بولی اگر تو نے میری چاہت پوری نہ کی تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو میرے پاس آیا اور زبردستی میری عزت لوٹنا چاہتا ہے۔ اس نوجوان نے وضو کا پانی منگوانے کا کہا تو اس لڑکی نے باندی سے کہا اس کے لیے وضو کا پانی محل کے اوپر رکھنا کہ یہ بھاگ نہ سکے، جب یہ محل کے اوپر پہنچا تو کہا:

اللّٰهم إني دعيت إلى معصيتك وإني أختار أن ألقي نفسي من هذا الجوسق ولا أركب معصيتك.

اے اللہ! مجھے ایک معصیت کی دعوت دی گئی ہے، اور میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس محل سے چھلانگ لگالوں گا لیکن گناہ نہ کروں گا، اس نے بسم اللہ پڑھ کر چھلانگ لگادی، اللہ کی رحمت کو جوش آیا اللہ نے ایک فرشتہ اتارا، اس فرشتے نے اسے نرمی سے پکڑ کر زمین پر اتار دیا، جب وہ صحیح سلامت زمین پر پہنچ گیا تو دعا کی:

اللّٰهم إن شئت رزقتني رزقا يغنيني عن بيع هذه المكاتل فأرسل الله عليه رجلا من جراد من ذهب فأخذ منه حتى ملأ ثوبه فلما صار في ثوبه قال اللّٰهم إن كان هذا رزقا رزقتنيه من الدنيا فبارك لي فيه وإن كان ينقصني مما لي عندك في الآخرة فلا حاجة لي فيه فنودي إن هذا الذي أعطيناك جزء من خمسة وعشرين جزءا لصبرك على إلقائك نفسك فقال اللّٰهم فلا حاجة لي فيما ينقصني مما لي عندك في الآخرة فرجع الجراد.

اے اللہ! مجھے ایسی روزی عطا کر دے جو مجھے ٹوکریوں کے کاروبار سے بے نیاز کر دے، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور سونے کی ٹڈیوں کا ایک لشکر بھیجا، اس نے انہیں پکڑا اور اپنا کپڑا بھر لیا، اور کہا اے اللہ! اگر تو نے یہ رزق مجھے دنیا میں سے عطاء کیا ہے تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ آخرت میں سے کم ہوا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں،

آواز آئی یہ تیرے خود کو زمین پر پھینکنے کے اجر کا پندرہواں حصہ ہے، اس نے کہا اے اللہ! مجھے اپنے آخرت کے اجر سے کم ہونے والے رزق کی کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا تمام ٹڈیاں واپس چلی گئیں۔ (۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا تقویٰ

امام احمد رحمہ اللہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت پیش آئی، تو ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا، جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے، چناں چہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنا دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے روٹی کھانے سے انکار کر دیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا، اور ایسے مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگر چہ عام لوگوں کے لیے جائز ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبہ محدث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے۔ حالاں کہ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور صالح انسان تھے، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں سونے کے بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہر حال امام احمد رحمہ اللہ نے جب روٹی میں شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دیدو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا، چناں چہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی روٹی کھانے سے انکار کر دیا، گھر والے پریشان ہو گئے، انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے مشورہ کیے بغیر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔

---

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج ۱ ص ۴۵۴ الناشر دار الكتب العلمية، بيروت

امام احمد رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ''فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهِ''، یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (کہ مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی):

كَانَ فُقَرَاءُ بَغْدَادَ يَسْأَلُونَ الْإِمَامَ أَحْمَدَ، وَمِنْ غَرِيبِهِ مَا وَقَعَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِ الْإِمَامِ احْتَاجُوا إِلَى الْخَمِيرَةِ فِي حَالِ الْعَجْنِ مَرَّةً، فَطَلَبُوا مِنْ بَيْتِ وَلَدِهِ، وَكَانَ قَدْ تَوَلَّى الْقَضَاءَ، وَمِنْ صَلَاحِهِ وَتَقْوَاهُ يَرْقُدُ عِنْدَ بَابِهِ فِي اللَّيْلِ قَائِلًا لَعَلَّهُ احْتَاجَ إِلَيَّ، وَلَمَّا خَبَزُوا انْكَشَفَ لِلْإِمَامِ أَنَّ فِيهِ شُبْهَةً، فَسَأَلَهُمْ، فَحَكَوْا لَهُ بِالْقَضِيَّةِ، فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِهِ، وَتَبِعُوهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ نُعْطِيهِ لِلْفُقَرَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِنْ بِشَرْطِ إِجْلَاءِ عَيْبِهِ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ الْفُقَرَاءُ، فَرَمَوْهُ فِي الْبَحْرِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ، فَلَمَّا اطَّلَعَ عَلَى فِعْلِهِمُ امْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهِ.(۱)

حضرت مبارک رحمہ اللہ کے تقویٰ سے متاثر ہو کر بیٹی کا نکاح

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے والد غلام تھے، اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے، ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا میٹھا انار لائیے، مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے، مالک نے چکھا تو کھٹا تھا، اس کی تیوری پر بل آئے، کہا میں میٹھا انار مانگ رہا ہوں، تم کھٹا لائے ہو، مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا، مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا، غصہ ہوئے، کہنے لگے، میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو، مبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار لے کر آئے، اتفاقاً وہ بھی کھٹا تھا، مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا، پوچھا، تمھیں ابھی تک میٹھے کھٹے کی تمیز اور پہچان نہیں:

فقال لأنني ما أكلت منه شيئاً حتى أعرفه، فقال ولم لم تأكل قال لأنك ما أذنت لي، فكشف عن ذلك فوجد قوله حقاً، فعظم في عينه وزوّجه ابنته، ويقال إن

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ج۴ ص۱۳۱۶، الناشر: دار الفكر، بيروت

عبد الله رزقه من تلك الابنة، فنمت عليه بركة أبيه.(۱)

مبارک نے جواب میں فرمایا: میٹھے کھٹے کی پہچان کھا کر ہی ہوسکتی ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا۔ مالک نے پوچھا کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لیے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے، یہ بات مالک کے دل میں گھر کرگئی اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات! تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا، مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانت داری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کرایا، اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پیدا ہوئے، حضرت عبداللہ بن مبارک کو اللہ جل شانہ نے علمائے اسلام میں جو مقام عطا فرمایا وہ محتاج تعارف نہیں۔

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا تقویٰ

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب بیان کرتے تھے کہ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کے پاس گیا، جب تک ٹھہرنا تھا ٹھہرا۔ جب میں واپس ہونے لگا تو میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کرتے ہوئے حضرت سے کہا کہ حضرت ذراسی ایک بات پر آپ سے ایک منٹ کا مشورہ بھی کرنا ہے، وہ کہتے تھے کہ حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لیے بیٹھ چکے تھے۔ جب میری یہ بات حضرت نے سنی تو فوراً چٹائی پر سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور باہر آگئے، پھر فرمایا کہ کہو کیا مشورہ کرنا ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت ذراسی بات تو تھی، وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھ لیتے، اٹھ کر باہر تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی؟ تو فرمایا کہ یہ دری مدرسہ نے ہمیں سبق پڑھانے کے لیے دی ہے، دوستوں سے مشورہ کے لیے نہیں دی۔(۲)

---

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: عبد الله بن مبارك، ج۳ ص۳۲ الناشر: دار صادر بيروت (۲) ملفوظات فقیہ الامت: قسط:۸ ص ۶۵

عمر نہیں تو عمر کا خدا جانتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حکم دیا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، اس کے بعد ایک رات مدینہ میں گشت کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ ایک عورت کو سنا کہ وہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ صبح ہونے والی ہے، کیا تو دودھ میں پانی نہیں ملاتی؟

لڑکی نے ماں کو جواب دیا کہ میں کیسے دودھ میں پانی ملاؤں جب کہ امیر المؤمنین نے منع کر دیا ہے، ماں کہنے لگی کہ لوگ تو ملاتے ہیں تو بھی ملا دے، عمر کو کیا پتہ چلے گا؟

لڑکی نے کہا کہ:

إِنْ كَانَ عُمَرُ لَا يَعْلَمُ فَإِلٰهُ عُمَرَ يَعْلَمُ مَا كُنْتُ أَفْعَلَهُ وَقَدْ نَهٰى عَنْهُ.

اگر عمر نہیں جانتے تو (کیا ہوا) عمر کا خدا تو جانتا ہے۔ لہٰذا میں یہ کام نہیں کروں گی جب کہ عمر نے اس سے منع کر دیا ہے۔ (۱)

حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ کا بے مثال تقویٰ

آخری حج میں کراچی سفر میں دو جہازوں میں مقابلہ ہوگیا۔ ایک جہاز نے پچپن روپیہ کرایا کر دیا، اس جہاز کے مسافروں کو ایک عورت انجکشن لگا رہی تھی، مولانا نے غصہ میں فرمایا کہ:

فریضہ ادا کرنے جا رہے ہیں اور حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں، میں غیر محرم عورت کے ہاتھ سے انجکشن نہیں لگوا سکتا۔

لوگوں نے کہا کہ اگر عجلت نہ کی گئی اور اس سے انجکشن لگوا کر اس جہاز پر بیٹھ نہ گئے تو پچپن کا ٹکٹ ۱۸۲ روپے کا ہو جائے گا۔ فرمایا، چاہے جتنے کا ہو جائے۔

مولانا نے انکار کر دیا اور جماعت ساری ٹھہر گئی۔ فون پر فون کیا گیا اور ڈاکٹر جھنجھلاتا ہوا آیا اور کہا کہ وہ پیر صاحب کہاں ہیں جو لیڈی ڈاکٹر سے انجکشن نہیں لگواتے؟ مولانا نے اس ڈاکٹر سے انجکشن لگوایا اور رُفقاء نے بھی اور ٹکٹ بھی پچپن ہی کا ملا۔ مولانا نے فرمایا کہ:

---

(۱) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة احدى ومائة، ج ۲ ص۶، الناشر: دار ابن كثير

آج تک غیر محرم نے میرے جسم کو مس نہیں کیا، صرف ایک مرتبہ ایک عورت بیمار تھی، میں گیا تو نزع کی سی کیفیت تھی، اس نے جلدی میں میرے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہے، میں نے ہاتھ کھینچ لیا، صرف میرے پوروں سے اس کا ہاتھ لگ گیا۔ (۱)

امام احمد رحمہ اللہ کا بادشاہ کے مال سے اجتناب

جب امام احمد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو اُن کے کفن کے لیے ابن طاہر نے کپڑا بھیجا لیکن وہ کفن کا کپڑا واپس بھیج دیا گیا، اور امام احمد رحمہ اللہ کے چچا نے کپڑا لانے والے ایلچی سے کہا کہ جا کر ابن طاہر سے کہنا کہ احمد رحمہ اللہ نے زندگی میں میرے غلام سے راحت حاصل کرنے کے لیے کبھی پنکھا نہیں جھلوایا محض اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں نے وہ غلام بادشاہ کی طرف سے بطور وظیفہ ملنے والی رقم سے نہ خریدا ہو۔ (جب زندگی میں ان کی یہ کیفیت تھی) تو ان کی موت کے بعد ہم کس طرح انھیں آپ کے مال سے خریدے ہوئے کپڑے کا کفن دے سکتے ہیں:

ولما توفي أحمد وجه ابن طاهر الأكفان فردت عليه وقال عم أحمد للرسول قل له أحمد لم يدع غلامي يروحه يعني خشية أن أكون اشتريته من مال السلطان فكيف نكفنه بمالك. (۲)

گناہوں کی وجہ سے دنیاوی نقصانات

۱......علم سے محرومی۔ ۲......روزی کم ہو جانا۔ ۳......خدا کی یاد سے وحشت ہو جانا۔ ۴......آدمیوں سے وحشت ہو جانا۔ ۵......اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔ ۶......دل میں صفائی نہ رہنا۔ ۷......دل میں اور بعض دفعہ پورے بدن میں کمزوری ہو جانا۔ ۸......اطاعت سے محروم رہنا۔ ۹......عمر گھٹ جانا۔ ۱۰......توبہ کی توفیق نہ ہونا۔ ۱۱......کچھ دنوں میں گناہوں کی برائی کا دل سے جاتے رہنا۔ ۱۲......اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک

---

(۱) حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت: ص ۲۶۸

(۲) طبقات الحنابلة: مقدمة، ج ۱ ص ۱۳ الناشر: دار المعرفة

ذلیل ہوجانا۔ ۱۳...... دوسری مخلوق کو اس سے نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا۔ ۱۴...... عقل میں فتور ہوجانا۔ ۱۵...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا۔ ۱۶...... فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا۔ ۱۷...... پیداوار میں کمی ہونا۔ ۱۸...... شرم وحیا کا جاتا رہنا۔ ۱۹...... اللہ جل شانہ کی بڑائی کا دل سے نکل جانا۔ ۲۰...... نعمتوں کا چھن جانا۔ ۲۱...... بلاؤں کا ہجوم ہوجانا۔ ۲۲...... اس پر شیطان کا مقرر ہوجانا۔ ۲۳...... دل کا پریشان رہنا۔ ۲۴...... مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا۔ ۲۵...... خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مرجانا۔ (۱)

گناہوں کے مرض سے شفایابی کے لیے ایک جامع مرکب دواء

عطاء سُلَمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی ایک گلی میں دیکھا کہ علیان ایک طبیب کے پاس کھڑے ہیں اور بلند آواز سے ہنس رہے ہیں حالاں کہ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ ہنستے نہیں ہیں:

فَقُلْتُ لَه، مَا أَضْحَكَ؟ قَالَ: هٰذَا السَّقِيْمُ الْعَلِيْلُ الَّذِيْ يُدَاوِيْ غَيْرَہٗ وَهُوَ مِسْقَامٌ.

میں نے انھیں کہا کہ اے علیان! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے اس طبیب کی وجہ سے ہنسی آئی جو دوسروں کو دوا دے رہا ہے حالاں کہ وہ خود سخت بیمار ہے۔

قُلْتُ: فَهَلْ تَعْرِفُ لَه دَوَاءً يُنْجِيْهِ مِمَّا هُوَ فِيْهِ؟ قَالَ: شَرْبَةٌ مَنْ شَرِبَهَا رَجُوْتُ بَرْأَهٗ.

میں نے کہا۔ اے علیان! آپ کوئی دوا جانتے ہیں جس سے اس مریض طبیب کو شفاء حاصل ہوجائے اور بیماری سے نجات مل جائے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں میں ایک خاص شربت جانتا ہوں جو آدمی اس شربت کو ایک دفعہ پی لے گا اللہ تعالیٰ اسے شفاء نصیب فرمائیں گے۔

فَقُلْتُ: صفْها، قال: خُذْ وَرقَ الفقرِ، وعِرْقَ الصَّبْرِ، وَإهليلجَ التَّوَاضُعِ، وَبَليلجَ

(۱) بہشتی زیور حصہ اول: ص ۴۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

المعرفةِ وغاريقون الفكرة فدُقّهَا دَقًّا ناعِمًا بِهَاونِ النَّدمِ، واجعله فی طَنْجِيْرِ التُّقٰی، وَصُبَّ عَلَيْهِ مَاءَ الْحَيَاءِ، وَأَوْقِدْ تحتحا حطبَ المحبةِ حتّٰی تَرمی الزبدَ، ثُمَّ أَفْرِغْهَا فِیْ جَامِ الرضَا، وَرَوِّحهَا بِمِروحَة الحمد، واجعَلْهَا فِیْ قَدحِ الْفِكْرَةِ، وَذُقْهَا بِمِلْعَقَةِ الْاِسْتِغْفَارِ، فَلَنْ تَعُوْدَ إِلَى الْمَعْصِيَةِ أَبَدًا.

میں نے کہا اے علیان! آپ اس دوائی یعنی شربت کے نسخے کی تفصیل بتادیں (تاکہ وہ تیار کیا جاسکے) تو انھوں نے فرمایا کہ اس دوائی کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں کہ درختِ فقر واحتیاط الی اللہ کے چند پتے، درختِ صبر کی جڑ، تواضع کی ہریڑ، معرفت اللہ کے درخت کا پھل، فکرِ آخرت کے درخت کی گوند۔

یہ سب اجزاء گناہوں پر ندامت کے ہاون دستہ میں اچھی طرح کوٹ کر باریک پیس لیں، پھر یہ چیزیں تقویٰ کی کڑاہی میں ڈال دیں اور انھیں حیاء کے پانی سے اچھی طرح بھگودیں، پھر اس کڑاہی کے نیچے محبت ربانیہ کی لکڑیوں کی آگ جلائیں اور اتنا جوش دیں کہ جھاگ اوپر آجائے۔

پھر یہ مرکب معجون رضاء اللہ کے برتن میں ڈال دیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا پنکھا اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے خوب چلائیں، پھر فکرآخرت کے پیالہ میں اسے تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں اور وقتاً فوقتاً استغفار کے چمچ سے اسے چکھتے اور کھاتے رہیں، اس دوا کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی بھی گناہوں کے قریب نہیں جائیں گے۔ (۱)

نیک اعمال کرنے کی وجہ سے دنیاوی فوائد

۱......روزی بڑھنا۔ ۲......طرح طرح کی برکت ہونا۔ ۳......تکلیف اور پریشانی دور ہوجانا۔ ۴......مرادوں کے پورا ہونے میں آسانی ہونا۔ ۵......لطف کی زندگی ہونا۔ ۶......بارش ہونا۔ ۷......ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ ۸......اللہ تعالیٰ جل شانہ کا مہربان ومددگار

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة علي بن سهل بن بكر الصدائي، رقم الترجمة: ۴۹۲۸ ج ۴۱، ۵۲۴ الناشر: دار الفكر

ہونا۔ ۹......فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو۔ ۱۰...... سچی عزت و آبرو ملنا۔ ۱۱......مرتبے بلند ہونا۔ ۱۲......سب کے دلوں میں اس کی محبت کا ہو جانا۔ ۱۳......قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا۔ ۱۴...... مال کا نقصان ہوتو اس کا اچھا بدلہ ملنا۔ ۱۵......دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔ ۱۶...... مال بڑھنا۔ ۱۷......دلی راحت و تسلی رہنا۔ ۱۸......آئندہ نسل میں نفع پہنچنا۔ ۱۹......زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا۔ ۲۰......مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا۔ ۲۱......عمر بڑھنا۔ ۲۲...... افلاس و فاقہ سے بچے رہنا۔ ۲۳......تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ ۲۴......اللہ تعالیٰ جل شانہ کا غصہ جاتا رہنا۔(۱)

صنعت باری تعالیٰ سے متعلق عمدہ اشعار کہنے پر ابونواس رحمہ اللہ کی مغفرت

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابونواس رحمہ اللہ کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

ابونواس رحمہ اللہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشعار کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی جو میں نے نرگس پھول کے بارے میں کہے تھے، وہ اشعار یہ ہیں:

وَقَدْ رَآهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لَهُ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِأَبْيَاتٍ قُلْتُهَا فِي النَّرْجِسِ:

تَـأَمَّـلْ فِـي نَبَـاتِ الْأَرْضِ وَانْظُرْ إِلَـى آثَـارِ مَـا فَـعَـلَ الْمَلِيكُ
عُيُـونٌ مِـنْ لُـجَيْـنٍ فَـاخِـرَاتٌ بِـأَحْـدَاقٍ هِـيَ الذَّهَـبُ السَّبِيكُ
عَـلَـى قَـصَـبِ الزَّبَـرْجَـدِ شَاهِـدَاتٌ بِـأَنَّ الـلّٰـهَ لَيْـسَ لَـهُ شَرِيكُ(۲)

زمین کی نباتات میں غور کرو اور اللہ تعالیٰ کے آثارِ صنعت کو دیکھو کہ آنکھوں سے نظر آنے والی چاندی (جیسے پانی) کے چشمے اور زمرد کی شاخوں پر پگھلا ہوا سونا، یہ سب چیزیں اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے۔

---

(۱) بہشتی زیور حصہ اول: ص ۴۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (۲) البداية والنهاية: سنة خمس وتسعين ومائة، ج۱۴ ص۸۴، الناشر: دارهجر للطباعة والنشر

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا خوفِ خدا کے سبب جگر کا ختم ہو جانا

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کوفہ میں بیمار ہو گئے، انھوں نے ایک حکیم سے اپنا پیشاب ٹیسٹ کروایا، طبیب نے پیشاب دیکھنے کے بعد کہا کہ یہ پیشاب کس کا ہے؟ لے جانے والے نے طبیب سے کہا کہ اس سوال کے بجائے تم پیشاب کو چیک کرو، اس نے کہا کہ یہ ایسے شخص کا پیشاب ہے کہ خوفِ الٰہی اور غم کی وجہ سے اس کا جگر اور بطن خاکستر ہو چکا ہے:

مَرِضَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ بِالْكُوفَةِ فَبُعِثَ بِمَائِهِ إِلَى مُتَطَبِّبٍ بِالْكُوفَةِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ وَيْلَكَ بَوْلُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ مَا تَسْأَلُ؟ انْظُرْ مَا تَرَى فِيهِ قَالَ أَرَى بَوْلَ رَجُلٍ قَدْ أَحْرَقَ الْخَوْفُ كَبِدَهُ وَالْحَزَنُ جَوْفَهُ.(۱)

علی بن حمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پیشاب کے ٹیسٹ کے سلسلہ میں ایک ایرانی طبیب کے پاس گیا۔ اس نے پیشاب دیکھ کر کہا کہ یہ کسی صحیح انسان کا پیشاب نہیں ہے، میں نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ افضل الناس شخص کا پیشاب ہے۔ طبیب نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر براہ راست اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں، میں نے اس کی یہ بات سفیان سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا بہتر ہے، چناں چہ اس طبیب نے سفیان کے گھر آ کر انھیں چیک کیا، ان کے پیٹ، پیشانی پر ہاتھ پھیرا، اس کے بعد وہ چلا گیا، میں نے اس سے سوال کیا کہ انھیں کون سا مرض لاحق ہے؟ طبیب نے کہا کہ غم کی وجہ سے ان کا جگر جل چکا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بھائی نے خط کے ذریعے انھیں اپنی بصارت زائل ہونے کی شکایت کی، حضرت ثوری رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا کہ اے برادرم! موت کو یاد کرتے رہو اس کے بعد تمہارا شکوہ ختم ہو جائے گا۔

يَا أَخِي فَهِمْتُ كِتَابَكَ تَذْكُرُ فِيهِ شِكَايَتَكَ رَبَّكَ اُذْكُرِ الْمَوْتَ يَهُنْ عَلَيْكَ ذِهَابُ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان الثوري، ج۷ص ۱۴ الناشر: دار الكتاب العربي

بَصَرِكَ وَالسَّلَامُ.(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈ رہا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہیں، اور مقصد صرف یہ ہے کہ جو بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے نیچے گرے، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پڑ جائے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اطاعت رسول

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے حجر اَسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سن لے، اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا اِستلام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا استلام نہ کرتا۔ (استلام یہ ہے کہ حجر اسود کو آدمی چومے یا اسے ہاتھ یا لکڑی لگا کر اسے چومے) پھر حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ہمیں رَمل سے کیا لینا؟ (رمل طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں) ہم نے تو رَمل مشرکوں کو (اپنی قوت) دکھانے کے لیے کیا تھا۔ اب اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا (لہٰذا بظاہر ضرورت نہیں)۔ پھر فرمایا: رمل ایک ایسا کام ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اس لیے ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے:

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان الثورى، ج۷ص ۲۲ الناشر: دار الكتاب العربى

(۲)صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب قرب النبى وتبركهم به، ج۴ ص۱۸۱۲ رقم الحديث: ۲۳۲۴ الناشر: دار احياء التراث العربى

عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ. (۱)

حبِّ رسول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے میرے نفس کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں تمہارے نفس سے زیادہ تم کو محبوب نہ ہو جاؤں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اب آپ مجھے میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہاں! اب (ایمان مکمل ہوا) اے عمر":

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللّٰهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الآنَ يَا عُمَرُ. (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عظمتِ رسول

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد نبوی میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے دو شخصوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان دو کو میرے پاس لے آؤ، وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو

---

(۱) صحيح بخاري: كتاب الحج، باب الرمل في الحج والعمرة، ج۲ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۱۶۰۵، الناشر: دار طوق النجاة (۲)صحيح البخاري: كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبيصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۸ ص۱۲۹ رقم الحديث:۶۶۳۲ الناشر: دار طوق النجاة

لے کر آپ کے پاس آیا، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ یا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر تم یہاں کے ہوتے تو میں تمہاری پٹائی کرتا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو؟

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالاَ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم.(١)

جو نبوی فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

ایک منافق اور یہودی کے درمیان ایک زمین کے مسئلہ میں اختلاف و جھگڑا ہو گیا، یہودی کا کہنا تھا کہ یہ زمین میری ہے اور منافق کا دعویٰ تھا کہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ تم مسلمان ہو تو چلو تمہارے نبی کے پاس ہی فیصلہ کرا لیتے ہیں، اب دونوں یہ مسئلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے مابین اس زمین کے متعلق فیصلہ طلب کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی گفتگو سننے اور دونوں کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کیا کہ یہ زمین یہودی کی ہے، اس مسلمان کی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ منافق کو پسند نہیں آیا۔ وہ یہودی سے کہنے لگا کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ہم حضرت عمر کے پاس اس کا دوبارہ فیصلہ کرائیں گے، اس پر بھی یہودی تیار ہو گیا۔ منافق دراصل یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوں کہ کافروں، یہودیوں کے متعلق سخت ہیں، وہ اس یہودی کو برداشت نہیں کریں گے اور معاملہ سنتے ہی میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔

چناں چہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے مسئلے کی تفصیل سنائی اور فیصلہ چاہا، اور یہودی نے یہ بھی بتلایا کہ حضرت! اس کا فیصلہ آپ کے نبی صلی اللہ

(١) صحيح البخاري: كتاب الصلوة، باب رفع الصوت في المساجد، ج ١ ص ١٠١، رقم الحديث: ٤٧٠ الناشر: دار طوق النجاة

علیہ وسلم میرے حق میں کر چکے ہیں، مگر پھر بھی یہ مسلمان (منافق) ماننے کو تیار نہیں، اور اس نے دوبارہ آپ سے فیصلہ کرانے کے لیے مجھے یہاں آپ کے پاس لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے؟

جواب دیا گیا کہ ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فقال عمرُ مكانَكما حتى أخرُجَ إليكما فدخل فاشتمل على سيفه ثم خرج فضربَ به عُنقَ المنافق حتى بَرَد ثم قال هكذا أقضي لم لم يرضَ بقضاء الله وقضاء رسوله. (۱)

تم لوگ یہیں بیٹھے رہو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور تلوار لاکر اس منافق کی گردن اڑادی، اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے حق میں عمر کا فیصلہ یہی ہے۔ اس کے بعد منافقوں نے شور مچایا کہ عمر نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، حضور کی خدمت میں شکایت لے کر آئے، اسی واقعہ کے متعلق اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"

پس آپ کے رب کی قسم ہے کہ وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو حَکم نہ مانیں اور آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور بلا چوں و چرا قبول نہ کرلیں۔

معلوم ہوا کہ دین کی بعض باتوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا منافقوں کی علامت ہے، اور کامل مؤمن وہ ہے جو ہر بات میں رسول کی اطاعت کرے۔

ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز روزہ ودیگر عبادات میں تو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں لیکن جب مسئلہ مال ودولت کا اور اپنے ذاتی یا خاندانی مفادات کا آتا ہے تو

(۱) تفسیر أبو السعود، سورة النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۱۹۴ الناشر: دار احياء التراث العربي

وہاں نہ اللہ یاد آتا ہے، نہ رسول کی پرواہ ہوتی ہے، نہ لوگوں سے کوئی شرم وحیاء ہوتی ہے، بلکہ سب سے بالاتر ہوکر وہ اپنے مفاد کے لیے کوشش کرتے ہیں، چاہے اللہ راضی ہو یا نہ ہو، اللہ کا رسول خوش ہو یا ناخوش ہو۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سنت

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے اس محبت وارادت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اپنے ہر قول وفعل یہاں تک کہ حرکات وسکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے، ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے متبسم ہوئے، لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرکے ہنستے دیکھا تھا۔ ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عصر کے وقت سب کے سامنے وضو کرکے دکھایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ ایک بار مسجد کے دوسرے دراوزہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وضو کیے نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ پھر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا۔ حج کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کررہے تھے، طواف میں انھوں نے رُکن یَمانی کا بھی بوسہ لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا تو انھوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا اِستلام کرنا چاہا، حضرت عثمان نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انھوں نے کہا، ہاں! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا؟ کہا نہیں! فرمایا پھر کیا رسول اللہ کی اقتداء مناسب نہیں؟ انھوں نے جواب دیا بے شک۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں میدان عرفات میں حضرت ابن عمر

(۱) مسند أحمد، ج ۱ ص ۴۷۴، رقم الحدیث: ۴۱۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، جب وہ قیام گاہ سے چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چلا، وہ امام حج کی جگہ پر پہنچے اور اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کی پھر انہوں نے جبلِ رحمت پر وقوف فرمایا، میں اور میرے ساتھی بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ (غروب کے بعد) جب امام عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوا تو ہم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ وہاں سے چل پڑے، جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مازمین مقام سے پہلے ایک تنگ جگہ پہنچے تو انھوں نے اپنی سواری بٹھائی تو ہم نے بھی اپنی سواریاں بٹھادیں، ہمارا خیال تھا کہ یہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نے جو سواری کو تھامے ہوئے تھے اس نے کہا نہیں یہ نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ انھیں یاد آ گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جگہ پہنچے تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے رکے تھے اس لیے یہ بھی یہاں قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں:

وَعَن ابْن سِيرِين قَالَ كنت مَعَ ابْن عمر رضى الله عنه بِعَرَفَات فَلَمَّا كَانَ حِين رَاح رحت مَعَه حَتَّى أَتَى الإِمَام فصلى مَعَه الأولى وَالْعصر ثمَّ وقف وَأَنا وَأَصْحَاب لى حَتَّى أَفَاضَ الامام فأفضنا مَعَه حَتَّى انْتهى إِلَى الْمضيق دون المأزمين فَأَنَاخَ وأنخنا وَنحن نحسب أَنه يُرِيد أَن يُصَلِّي فَقَالَ غُلَامه الَّذِي يمسك رَاحِلَته إِنَّه لَيْسَ يُرِيد الصَّلَاة وَلكنه ذكر أَن النَّبِي صلى الله عليه وسلم لما انْتهى إِلَى هَذَا الْمَكَان قضى حَاجته فَهُوَ يحب أَن يقْضِي حَاجته.(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے تو اس کے نیچے دوپہر کو آرام فرماتے اور اس کی وجہ یہ بتاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کے نیچے دوپہر کو آرام فرمایا تھا:

وَعَن ابْن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنه كَانَ يَأْتِي شَجَرَة بَين مَكَّة وَالْمَدِينَة فيقيل تحتهَا ويخبر أَن رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يفعل ذَلِك.(۲)

(۱) الترغيب والترهيب: ج۱ ص ۴۳ رقم الحديث: ۷۲ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) الترغيب والترهيب: ج۱ ص ۴۳ رقم الحديث: ۷۵ الناشر: دار الكتب العلمية

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، چلتے چلتے جب وہ ایک جگہ کے پاس سے گزرے تو راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو لیے، ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ راستہ کیوں چھوڑ دیا؟ انھوں نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں ایسے ہی کرتے دیکھا تھا اس لیے میں نے بھی ایسے ہی کیا:

وَعَن مُجَاهِد قَالَ كُنَّا مَعَ ابْن عمر رَحِمَه الله فِي سفر فَمر بمَكَان فحاد عَنهُ فَسئلَ لم فعلت ذَلِك قَالَ رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عليه وسلم فعل هَذَا ففعلت.(۱)

حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ کے راستہ میں (سیدھا نہیں چلتے تھے بلکہ کبھی راستہ کے دائیں طرف) سواری کو موڑ لیا کرتے تھے (کبھی بائیں طرف) اور فرمایا کرتے تھے میں ایسا اس لیے کرتا ہوں تاکہ میری سواری کا پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پاؤں والی جگہ پر نہ پڑ جائے:

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ يَأْخُذُ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ يَثْنِيهَا وَيَقُولُ لَعَلَّ خُفًّا يَقَعُ عَلَى خُفٍّ يَعْنِي خُفَّ رَاحِلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۲)

چار شہادتوں کے باوجود ایک انصاری خاتون کی محبت رسول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن اہلِ مدینہ کو شکست ہوگئی تو لوگوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ہیں۔ (یہ خبر سن کر سب نہایت غمگین ہوگئے) اور مدینہ کے اَطراف سے رونے والی عورتوں کی آوازیں آنے لگیں۔ چناں چہ ایک انصاری عورت پردے میں مدینہ سے نکلی (اور میدان جنگ کی طرف

(۱) الترغیب والترھیب: ج۱ ص ۴۳ رقم الحدیث: ۷۴ الناشر: دار الکتب العلمیة

(۲) حلیة الاولیاء: ترجمة: عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ج۱ ص ۳۱۰ الناشر: دار الکتاب العربی

چل پڑی)۔ ان کے والد، بیٹے، خاوند اور بھائی چاروں اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ یہ ان کے پاس سے گزریں۔ راوی کہتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے پہلے کس کے پاس سے گزریں:

فَلَمَّا مَرَّتْ عَلَى آخِرِهِمْ قَالَتْ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا أَبُوكِ، أَخُوكِ، زَوْجُكِ، ابْنُكِ، تَقُولُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ يَقُولُونَ أَمَامَكِ حَتَّى دُفِعَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَخَذَتْ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ، ثُمَّ قَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا أُبَالِي إِذْ سَلِمْتَ مَنْ عَطِبَ.(۱)

جب بھی ان میں سے کسی ایک کے پاس سے گزرتیں تو پوچھتیں: یہ کون ہے؟ لوگ بتاتے کہ یہ تمہارے والد ہیں، بھائی ہیں، خاوند ہیں، بیٹے ہیں۔ وہ جواب میں یہی کہتیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ لوگ کہتے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے ایک کونے کو پکڑ کر کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب آپ صحیح سالم ہیں تو مجھے اپنے مر جانے والوں کی کوئی پروا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور اطاعتِ رسول

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے، حضرت عبداللہ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: بیٹھ جاؤ۔ یہ وہیں مسجد سے باہر اسی جگہ بیٹھ گئے اور خطبہ ختم ہونے تک وہیں بیٹھے رہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پتہ چلا تو آپ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اِطاعت کا شوق تمہیں اور زیادہ نصیب فرمائے:

(۱) المعجم الأوسط للطبراني، ج۷ص۲۸۰، رقم الحديث: ۷۴۹۹، الناشر: دار الحرمين قاهرة

عبد اللّٰه بن رواحة أتى النبى صلى الله عليه وسلم ذات يوم وهو يخطب فسمعه وهو يقول اجلسوا فجلس مكانه خارجا من المسجد حتى فرغ النبى صلى الله عليه وسلم من خطبته فبلغ ذلك النبى صلى الله عليه وسلم فقال له زادك الله حرصا لا على طواعية الله وطواعية رسوله.(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اطاعتِ رسول

حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے دروازے پر پہنچ چکے تھے، یہ سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اے عبداللہ! اندر آجاؤ:

لما استوى رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر يوم الجمعة قال اجلسوا فسمع ذلك ابن مسعود فجلس عند باب المسجد فرآه النبى فقال تعال يا عبد الله بن مسعود.(۲)

صحابی رسول کا محبوب کی ناگواری کو محسوس کر کے قُبّے کو گرادینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک اونچا قُبہ دیکھا تو پوچھا یہ کس کا ہے؟ آپ کے صحابہ نے عرض کیا فلاں انصاری کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش ہو گئے اور آپ نے دل میں یہ بات رکھی۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضرِ خدمت ہوئے اور لوگوں کی موجودگی میں انھوں نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِعراض فرمایا (اور سلام کا جواب بھی نہ دیا)۔ چند بار ایسے ہی ہوا (کہ وہ سلام کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن رواحة بن ثعلبة، ج۲۸ص۸۷، الناشر: دار الفكر

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۳۳، ص۱۲۸، الناشر: دار الفكر

اِعراض فرما لیتے) آخر وہ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اس لیے اِعراض فرمارہے ہیں۔انہوں نے صحابہ سے اس کی وجہ پوچھی اور یوں کہا: اللہ کی قسم! میں آج اللہ کے رسول کے چہرے پر کچھ ناگواری کے آثار پارہا ہوں، خیر تو ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تھے تو تمہارا قُبہ دیکھا تھا:

فرجع الرجل إلى قبته فهدمها حتى سواها بالأرض، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فلم يرها، قال ما فعلت القبة؟ قالوا شكا إلينا صاحبها إعراضك عنه، فأخبرناه، فهدمها، فقال أما إن كل بناء وبال على صاحبه إلا ما لا، إلا ما لا يعني ما لا بد منه. (۱)

یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور قُبہ کو گرا کر بالکل زمین کے اس طرح برابر کر دیا کہ نام ونشان بھی نہ رہا۔(پھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض بھی نہ کیا) ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جگہ گزر ہوا تو آپ کو وہاں وہ قُبہ نظر نہ آیا۔آپ نے پوچھا: اس قُبہ کا کیا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا قبہ والے انصاری نے آپ کے اِعراض کا ہم سے ذکر کیا تھا، ہم نے اسے بتا دیا تھا، انہوں نے آ کر اسے بالکل گرا دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے، مگر وہ تعمیر جو سخت ضروری اور مجبوری کی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا کمالِ اتباع

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حج کیا اور حج کے بعد واپسی میں ہم لوگ ساتھ تھے، آپ اونٹ پر سوار ہوئے اور چلتے رہے اور ہم بھی ساتھ چلتے رہے، درمیان راستے میں ایک جگہ اونٹ والے سے کہا کہ اونٹ کو بٹھا دو اس نے اونٹ کو بٹھا دیا، آپ اترے اور ذرا دور چلے گئے، پھر ایک جگہ اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی پیشاب کرنے بیٹھتا ہے، اس کے بعد واپس آئے اور فرمایا کہ چلو، حضرت

(۱) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب ما جاء في البناء، ج۴ص۳۶۰، رقم الحديث: ۵۲۳۷، الناشر: دار الكتاب العربي

ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ہم تو یہ سوچ رہے تھے کہ آپ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی ہے فراغت کے بعد وضو کریں گے، آپ نے فرمایا مجھے قضائے حاجت کی ضرورت نہیں تھی بلکہ بات یہ ہے کہ میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی راستے پر سے گزر رہا تھا، تو آپ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ اپنی ضرورت پوری فرمائی تھی جہاں میں جا کر بیٹھا تھا، مجھے اس وقت پیشاب تو نہیں آیا، مگر میں نے سوچا کہ آپ کی اس میں بھی اتباع کروں، لہٰذا مشابہت نبوی کے لیے صرف وہاں جا کر بیٹھ کر آ گیا۔

یہ ہے محبت کا کرشمہ اور اس کو عشق کہتے ہیں کہ اتباع و مشابہت نبوی کامل طور پر ہو، اور ہر ہر چیز میں ہو۔ (۱)

صحابی کا حکمِ رسول سن کر فوراً اطاعتِ رسول

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: خُریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس میں دو باتیں نہ ہوں۔ ایک تو اس کے سر کے بال بہت بڑے ہیں، دوسرے وہ لنگی ٹخنوں کے نیچے باندھتا ہے۔ حضرت خُریم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا تو فوراً قینچی لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی:

نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَجَعَلَ يَأْخُذُ شَفْرَةً فَيَقْطَعُ بِهَا شَعَرَهُ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. (۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان

---

(۱) مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة: ص۵۷ الناشر: الجامعة الاسلامية المدينة المنورة

(۲) مسند أحمد: ج۲۹، ص۱۵۹، رقم الحديث: ۱۷۶۲۲، الناشر، مؤسسة الرسالة

کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت میں یہ حال ہوگیا کہ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئے اور رنگ بدلا ہوا تھا اور جسم نحیف وکمزور ہوگیا تھا اور چہرہ پر غم اور حزن کے آثار نمایاں تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثوبان! تمہارا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

مَا بِي ضُرٌّ وَلَا وَجَعٌ، غَيْرَ أَنِّي إِذَا لَمْ أَرَكَ اشْتَقْتُ إِلَيْكَ وَاسْتَوْحَشْتُ وَحْشَةً شَدِيدَةً حَتَّى أَلْقَاكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ الْآخِرَةَ وَأَخَافُ أَلَّا أَرَاكَ هُنَاكَ، لِأَنِّي عَرَفْتُ أَنَّكَ تُرْفَعُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَأَنِّي إِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِي مَنْزِلَةٍ هِيَ أَدْنَى مِنْ مَنْزِلَتِكَ، وَإِنْ لَمْ أَدْخُلْ فَذَلِكَ حِينَ لَا أَرَاكَ أَبَدًا.

نہ مجھے کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ جسم کے کسی حصے میں مجھے تکلیف ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو بے قرار ہو جاتا ہوں اور شدید گھبراہٹ محسوس کرتا ہوں اور جب تک آپ کو نہ دیکھ لوں اور آپ سے نہ مل لوں قرار نہیں آتا۔ جب میں نے آخرت کا معاملہ سوچا تو اندیشہ ہوا کہ میں وہاں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں داخل بھی ہوا تو آپ کے درجہ سے کم درجہ پر ہوں گا، اور اگر جنت ہی میں داخل نہ ہوسکا تو پھر کبھی بھی آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا، یہ سوچ کر مجھ کو غم ہوگیا اور یہ حال ہوگیا ہے۔ (۱)

امام اعمش رحمہ اللہ نے رقعہ ٹکڑے کر کے بکری کو کھلا لیا

ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے امام اعمش رحمہ اللہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھ کر میری طرف ارسال کرے۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے وہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر ہشام نے پیغام لکھا تھا قاصد سے لیا اور بکری کے منہ میں ڈال دیا۔ پس بکری نے وہ کاغذ کا ٹکڑا کھالیا۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے قاصد کو کہا کہ تم خلیفہ سے کہہ دینا جو کچھ میں نے تمہارے سامنے کیا ہے یہی اس

(۱) تفسیر قرطبی: سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹ کے تحت، ج۵ ص ۲۷۲ الناشر: دار الکتب المصریۃ

کا جواب ہے۔ پس قاصد واپس گیا لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد پھر لوٹ آیا اور کہنے لگا کہ خلیفہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر تو میرے پاس جواب لے کر نہ آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ قاصد نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ امام اعمش رحمہ اللہ سے میری سفارش کریں، بھائیوں نے امام اعمش رحمہ اللہ کو جواب لکھنے پر راضی کر لیا، امام اعمش رحمہ اللہ نے خط کا جواب یوں لکھا:

أما بعد يا أمير المؤمنين، فلو كانت لعثمان رضي الله عنه مناقب أهل الأرض ما نفعتك، ولو كانت لعلي رضي الله عنه مساوئ أهل الأرض ما ضرتك، فعليك بخويصة نفسك، والسلام.(۱)

امابعد! اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں دنیا بھر کی خوبیاں ہوں تو اس سے تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچے گا، اور اگر بالفرض حضرت علی رضی اللہ عنہ میں دنیا بھر کی برائیاں ہوں تو تیرے لیے کوئی ضرر نہیں ہے۔ پس تیرے لیے ضروری ہے کہ تو اپنے نفس میں غور کر اور اپنے اعمال کو درست کر جس کی بابت تجھ سے سوال ہوگا۔

امام مالک رحمہ اللہ اور عظمتِ رسول

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے زمانے کا بادشاہ ابوجعفر المنصور نے مسجد نبوی میں کسی سلسلہ میں بحث کی اور اس کی آواز بلند ہوگئی، تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

يا أمير المؤمنين لا ترفع صوتك في هذا المسجد إن الله تعالى أدب قوماً فقال لا ترفعوا أصواتكم في هذا المسجد إن الله تعالى أدب قومًا فقال لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي صلى الله عليه وسلم الآية ومدح قومًا فقال إن الذين يغضون أصواتهم الآية وذم قوماً فقال إن الذين يناودنك الآية وإن حرمته ميتًا كحرمته حيًا.(۲)

(۱) وفيات الأعيان: الأعمش، ج۲ص۴۰۳ الناشر: دار صادر بيروت

(۲) ترتيب المدارك، وتقريب المسالك:في أخبار مالك مع الملوك ج۲ ص۱۰۱

اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں، اللہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو یہ ادب سکھایا کہ ''لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ'' (اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو) اور ایک جماعت کی تعریف اس طرح کی ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' (جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آواز کو پست کر لیتے ہیں) اور پھر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفات کے بعد بھی اسی طرح ہے جیسے زندگی میں ہوتی ہے۔

بے جان منبر کا فراق نبوی میں زاروقطار رونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک منبر لکڑی کا تھا، جو ویسا ہی معمولی سا بنا ہوا تھا، کوئی مستقل منبر نہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، کچھ لوگوں کو توجہ ہوئی تو انہوں نے مسجد کے اندر مستقل ایک منبر تعمیر کر کے وہاں نصب کر دیا اور لکڑی کا عارضی منبر جو وہاں پر موجود تھا، اس کو وہاں سے ہٹا دیا، اس کے بعد حسبِ معمول اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں خطبہ ارشاد فرمانے تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہوئے، تو دیکھا کہ کسی کے بِلک بِلک کر رونے کی آواز آرہی ہے، سب پریشان کہ یہ کون رو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف تشریف لے گئے اور جا کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے، کیوں رو رہا ہے؟ (منبر زبانِ حال سے یہ جواب دینے لگا کہ یا رسول اللہ! اب تک آپ کی قربت مجھے نصیب تھی، نئے منبر کے بننے کے بعد مجھے ایک کونے میں ڈال دیا گیا، میں آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سینہ سے لگایا، اور اس کو تسلی دی تو وہ خاموش ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ اَلْتَزِمْهُ مَا زَالَ هٰكَذَا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ حُزْنًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدُفِنَ. (۱)

---

(۱) صحیح ابن خزیمة: کتاب الجمعة، باب ذکر العلة اللتی حنّ الجذع عند قیام النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ علی المنبر إلخ، ج۳ ص۱۴۰، رقم الحدیث: ۱۷۷۶ الناشر: المکتب الاسلامی

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر میں اس کو اپنے سینے سے نہ لگا تا تو یہ میری جدائی کے صدمے میں قیامت تک روتا رہتا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اس کو دفن کردو۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر نمونہ

حضرات صحابہ کرام کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق کا عجیب حال تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب آپ بھی انتقال فرما جائیں گے اور ہم بھی مر جائیں گے، تو آپ علیین میں ہوں گے، جہاں سے ہم نہ آپ کو دیکھ سکیں گے اور نہ آپ کے ساتھ جمع ہو سکیں گے پھر انھوں نے اس پر بڑے ہی حزن اور غم کا اظہار کیا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾"

ان ہی حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انھوں نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَعْمِنِي حَتّٰى لَا أَرَى شَيْئًا بَعْدَهُ، فَعَمِيَ مَكَانَهُ.

اے اللہ! مجھ کو اندھا کردے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی چیز کو نہ دیکھ سکوں ان کی یہ دعا فوراً قبول ہوئی اور اسی وقت وہ نابینا ہو گئے۔

اللہ اکبر! کیا عشق تھا، محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ آپ کے بعد اپنی آنکھوں سے کسی کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے، گویا یہ آنکھیں صرف اس لیے تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں جب آپ کا وصال ہو گیا گویا اب ان آنکھوں کی ضرورت ہی نہیں، وہ آنکھیں کس کام کی جن سے محبوب کا دیدار نہ ہو۔ (۱)

(۱) تفسیر قرطبی: سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹ کے تحت، ج۵ ص ۲۷۱ الناشر: دار الکتب المصریۃ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا، آپ نے انہیں یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں، انہوں نے کپڑا بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے، جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے (پورے دن کی آمدنی صدقہ کردی) جو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) درہم تھی نہ صرف یہ بلکہ اپنے شریک سے بھی علیحدگی اختیار فرمالی:

وارسل لشريكه متاعا فيه ثوب معيب يبيعه ويبين ما فيه من العيب فباعه ولم يبين نسيانا وجهل المشتري فلما علم أبو حنيفة تصدق بثمن المتاع كله وكان ثلاثين ألف درهم وفاصل شريكه.(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے حضرت ابوطلحہ کے جسم پر ستّر سے زائد زخموں کا لگنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُحد کا ذکر فرماتے تو یہ ارشاد فرماتے کہ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے حساب میں ہے۔ پھر (تفصیل سے) بیان فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ سے لوٹنے والوں میں سے سب سے پہلے واپس لوٹنے والا میں تھا، تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے بڑے زور وشور سے جنگ کر رہا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کرے یہ حضرت طلحہ ہوں، اس لیے کہ جو ثواب مجھ سے چھوٹنا تھا وہ تو چھوٹ گیا، اب مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ یہ ثواب میری قوم کے کسی آدمی کو ملے (اور حضرت طلحہ میری قوم کے آدمی تھے)۔ اور میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اور تھا جسے میں پہچان نہیں رہا تھا

---

(۱) الخيرات الحسان: الفصل الثامن عشر، ص ۵۹ الناشر دار الكتب العلمية بيروت

اور میں بہ نسبت اس آدمی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز چل رہا تھا، تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت شہید ہو چکا ہے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہے اور خود کی دو کڑیاں آپ کے رُخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا: اپنے ساتھی طلحہ کی خبر لو جو کہ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی حالت میں دیکھ کر) ہم لوگ آپ کے اس فرمان کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ (ہم بہت پریشان ہو گئے تھے) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے کڑیاں نکالنے کے لیے آگے بڑھا تو حضرت ابوعبیدہ نے مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا کہ (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو۔ میں نے (یہ موقع) اُن کے لیے چھوڑ دیا۔ انھوں نے ہاتھ سے کڑیاں نکالنا پسند نہ کیا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو گی بلکہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی نکالی، کڑی کے ساتھ ان کا سامنے کا ایک دانت بھی نکل کر گر گیا۔ جو انہوں نے کیا اسی طرح کرنے کے لیے میں آگے بڑھا، انہوں نے پھر مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا: (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو، اور انہوں نے پہلی مرتبہ کی طرح دانتوں سے پکڑ کر کڑی کو نکالا، اس دفعہ کڑی کے ساتھ اُن کا دوسرا دانت نکل کر گر گیا۔ دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود حضرت ابوعبیدہ لوگوں میں بڑے خوب صورت نظر آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضرت طلحہ کے پاس آئے، وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے، اور اُن کے جسم پر نیزے، تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم تھے، اور اُن کی انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ ہم نے اُن کی دیکھ بھال کی۔ (۱)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حدیث رسول کا احترام

مطلب بن حنطب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور آپ بوجہ مرض کے

(۱) مسند أبي داود طيالسي: أحاديث أبي بكر، ج ۱ ص ۸ الناشر: دار هجر مصر

لیٹے ہوئے تھے۔ مطلب بن حنظب رحمہ اللہ نے ان سے کسی حدیث کے متعلق دریافت کیا، فرمایا: مجھے بٹھاؤ چناں چہ مریدوں نے انھیں بٹھایا آپ فرمانے لگے: میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں اور میں لیٹا ہوا ہوں:

إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُحَدِّثَ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا مُضْطَجِعٌ. (۱)

خلیفہ ہارون رشید اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو معاویہ ضریر رحمہ اللہ (نابینا عالم) کہتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہارون رشید کے سامنے لیا جاتا تو وہ کہا کرتا تھا "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِيْ"، میں نے ایک مرتبہ اس کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور پھر قتل ہو جاؤں، یہ سن کر ہارون رشید بے اختیار رو پڑا اور اس کی چیخ نکل گئی۔

ایک روز میں نے اس کو یہ حدیث سنائی کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحث ہوئی، ہارون رشید کے پاس اتفاق سے ایک معزز قریشی بھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے یہ سن کر کہا کہ ان دونوں پیغمبروں میں ملاقات کہاں ہوگئی تھی، ہارون رشید کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کی سزا تلوار ہے بددین (معاذ اللہ منہ) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ کرتا ہے۔ میں نے یہ کہہ کر امیر المؤمنین اس سے نادانستگی میں ایسا ہوگیا، ہارون کے غصہ کو بمشکل ٹھنڈا کیا۔ (۲)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور اتباعِ سنت

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ، مولانا قاسم رحمہ اللہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے تھے کہ تھانہ بھون کے فساد میں شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج۲ص ۱۶۹ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) تاريخ الخلفاء: ترجمة: هارون الرشيد، ص ۲۱۱ الناشر: دار الكتاب العربي

والے یہی لوگ تھے۔ تھانہ کی بستی کی دُکانوں کے چھپراتیوں نے تحصیل کے دروازے پر چھپر جمع کیے اور ان پر آگ لگادی۔ یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے، ابھی آگ بجھنے نہ پائی تھی کہ ان نڈر مولویوں نے جلتی آگ میں گھس کر خزانہ لوٹ لیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ نے اسی قصبہ میں مولانا محمد قاسم، مولانا گنگوہی کو الوداع کہا اور حجاز جانے کے لیے روانہ ہوگئے۔ ان ایام میں علامہ قاسم نانوتوی احباب کے اصرار پر تین دن تک روپوش رہے۔

تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے لوگوں نے پھر روپوشی کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ تین دن سے زائد روپوش رہنا سنت کے خلاف ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین ہی دن تک روپوش رہے۔ (۱)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ساری عمر سبز رنگ کا جوتا استعمال نہ کرنا

ہندوستان میں بعض حضرات کیمخت (سبز رنگ) کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے۔ اور اب بھی پہنتے ہیں، لیکن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا اور اگر کوئی تحفتاً لا دیتا تو اس کے پہننے سے اجتناب و گریز کرتے اور آگے کسی کو ہدیہ دے دیتے، اور سبز رنگ کا جوتا پہننے سے محض اس لیے گریز کرتے کہ سرور کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضراء کا رنگ سبز ہے۔ پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے اور کیوں کر استعمال کیے جا سکتے ہیں؟ چناں چہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ:

تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے، نہ پہنا۔ اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دے دیا۔ (۲)

(۱) سوانح قاسمی: ج ۲ ص ۱۷۲، ۱۷۳، الجمعیت پریس دہلی (۲) الشہاب الثاقب: ص ۵۴

اندازہ کیجیے اس نظر بصیرت اور فریفتگی کا کہ گنبد خضراء کے ظاہری رنگ کے ساتھ کس قدر عقیدت والفت ہے، جس کے اندر عظیم المرتبت مکین آرام فرما ہیں، جن کی نظر، جن کی مثال اور جن کا ثانی خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں نہ آج تک وجود میں آیا اور نہ تا قیامت آسکتا ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے شاید اسی کی ترجمانی کی ہے کہ:

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں (۱)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مدینۃ الرسول میں برہنہ پاؤں چلنا

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے پابرہنہ چلتے رہے۔ آپ کے دل اور ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا پہن کر چلیں۔ حالاں کہ وہاں سخت نوکیلے سنگریزے اور چبھنے والے پتھروں کی بھرمار ہے۔ چناں چہ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ جناب مولانا حکیم منصور علی خان صاحب حیدری آبادی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں جو اس سفر حج میں حجۃ الاسلام کے رفیق سفر تھے کہ:

مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخر شب تاریک میں اسی طرح چل کر پابرہنہ پہنچ گئے۔

اور نیز حکیم موصوف کے حوالہ ہی سے ارقام فرماتے ہیں کہ:

جب منزل بہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا، جہاں روضہ پاک صاحب لولاک نظر آتا تھا، فوراً جناب مولانا (محمد قاسم صاحب) مرحوم نے اپنے نعلین اتار کر بغل میں دبالیں اور پابرہنہ چلنا شروع کیا۔ (۲)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور اتباعِ سنت

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ چوں کہ بہت متبع سنت تھے، ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۱۳۶ الناشر: رشیدیہ لاہور
(۲) سوانح قاسمی: ج ۳ ص ۶۰، ۶۱ الجمعیت پریس دہلی

سے بایاں پاؤں نکالنا اور جوتا سیدھے پاؤں میں پہننا سنت ہے، دیکھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں، لوگوں نے اس کا اندازہ کیا۔ جب مولانا مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے کے اوپر رکھا۔ جب سیدھا پاؤں نکالا تو جوتے میں داخل کر کے جوتا پہن لیا، اس کے بعد بائیں پاؤں میں جوتا پہنا۔ سبحان اللہ! کس طرح دونوں سنتوں کو جمع فرمایا۔ (۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کا ناشتہ

دار العلوم دیوبند میں بخاری شریف کے ختم کے موقع پر ایک مرتبہ حضرت مدنی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی خاک پاک سرمہ میں ملا کر آنکھوں میں لگایا کرتے تھے، اور مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کو ہاون دستہ میں کٹوا کر رکھ لیا کرتے تھے جس کو ناشتہ میں تناول فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ حضرات ہیں جن کو بریلوی کافر کہتے ہیں۔ (۲)

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کو حرمین اور اس کے متعلقات سے محبت

انسان کو جس کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے تمام متعلقات سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے دل میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت از حد راسخ تھی، اس لیے حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر رکھتے اور ان کو کبھی کبھی پھانکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

لوگ زم زم کے ٹینوں اور گٹھلیوں کو یونہی پھینک دیتے ہیں، یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔

ایک مرتبہ کھجور کی گٹھلی پسی ہوئی حضرت نے مولانا عاشق الٰہی کو دی اور فرمایا کہ اس کو

---

(۱) حکایات اولیاء: ص ۲۱۵ دار الاشاعت کراچی

(۲) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات و کرامات کی روشنی میں: ص ۱۹۰

پھانک لو، اور ایک دفعہ مدینۃ الرسول کی مٹی عطا فرمائی کہ اس کو کھالو، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مٹی کھانا تو حرام ہے۔ آپ نے فرمایا، میاں وہ مٹی اور ہوگی۔

اگر کوئی مدینہ منورہ یا مکّہ معظّمہ سے آپ کے لیے کوئی تبرک یا تحفہ لاتا تو آپ اس کو اس قدر خوشی سے قبول کرتے کہ ہدیہ دینے والے کا جی خوش ہو جاتا اور آپ فوراً ہی تمام حاضرین میں اس کو تقسیم فرما دیتے۔ اور اگر کوئی شخص کوئی چیز مانگ لیتا تو فوراً ہی عطا فرما دیتے اور خوش ہوتے، ایک دفعہ ایک شخص نے تسبیح مانگی، آپ کے پاس بیش قیمت خوبصورت تسبیح تھی، ان کے حوالے کی اور فرمایا: پڑھتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ ویسے ہی رکھی ہوئی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کا جی چاہتا تھا کہ ہر شخص حرمین شریفین سے اور وہاں سے آئی ہوئی چیزوں سے اسی طرح محبت و پیار رکھے جس طرح خود ان کو تھا۔ ایک مرتبہ مولانا محمد اسماعیل کو موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا عنایت فرما کر کہا کہ اس کو نگل جاؤ۔ اور ایک بار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار ایثار کیا اور کہا کہ اس کو کھالو۔ (۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا طویل سجدہ

عَلِيُّ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ رَأَيْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ سَاجِدًا حَوْلَ الْبَيْتِ فَطُفْتُ سَبْعَةَ أَسَابِيعَ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. (۲)

علی بن فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد حرام میں کعبہ شریف کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ میں نے سات طواف کیے مگر سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سجدہ سے سر نہیں اُٹھایا۔

حصول حلاوتِ ایمان کے تین نسخے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۱۸۳، مکتبہ رشیدیہ لاہور

(۲) تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: أم عاصم، رقم الترجمۃ: ج ۷۰ ص ۲۵۳ الناشر: دار الفکر

ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.(۱)

یہ تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔

۱......اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو۔

۲......کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے کرے۔

۳......کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ نارِ جہنم میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا ثمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبین کو اپنے محبوب کی معیت کی خوشخبری دی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا.(۲)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لیے زیادہ کوئی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۱) صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، ج۱ ص۱۲ رقم الحديث: ۱۶ الناشر: دار طوق النجاة (۲) صحيح البخاری: كتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل، ج۸ ص۳۹ رقم الحديث: ۶۱۶۷ الناشر: دار طوق النجاة

فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمیں بھی یہ معیت حاصل ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جی ہاں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ ارشاد سن کر ہم انتہائی خوش ہوئے۔

حضرت مدنی اور مولانا الیاس رحمہما اللہ کے اخلاص وللّٰہیت کی ایک مثال

ایک مرتبہ کھتولی ضلع مظفر نگر میں تبلیغی جلسہ تھا۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی ہمرکابی میں وہاں پہنچے۔ اسٹیشن پر معلوم ہوا کہ داعی حضرات ہاتھی وغیرہ لے کر آئے ہیں، جلوس کی شکل میں لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ کہہ کر یہ تبلیغی اصول کے خلاف ہے، جلوس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ایک معمولی سواری پر بیٹھ کر قیام گاہ پر پہنچے۔

نظام کے مطابق جلسہ شروع ہوا تو یہ معلوم ہوا کہ کانگریس کا بھی جلسہ ہو رہا ہے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ جلسہ اس کی مخالفت میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے فوراً اپنی تقریر بند کر دی اور فرمایا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سب لوگ چل کر ان کی تقریر سنیں جہاں کانگریس کا جلسہ ہو رہا تھا۔

جب اس جگہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا کہ تبلیغی جلسہ ہو رہا ہے اور مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ تقریر فرما رہے ہیں تو اپنی تقریر ختم کر دی اور لوگوں کو تبلیغی جلسہ میں شرکت کی ہدایت فرما کر دیوبند روانہ ہو گئے۔

جلسہ نہ یہاں ہوا، نہ وہاں۔ دونوں بزرگ چل بسے مگر آنے والی نسلوں کے لیے اپنے خلوص اور للّٰہیت کی ایک مثال قائم کر گئے۔ (۱)

جب تک جسم میں جان ہے حضرت مدنی رحمہ اللہ پر آنچ نہ آنے دوں گا

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

(۱) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۰۴

رحمہ اللہ ریل میں تشریف لا رہے تھے۔ مشرقی پنجاب کے ایک اسٹیشن پر جب ٹرین پہنچی تو ایک مخالف مجمع نے، جس کا اختلاف سیاسی نوعیت کا تھا، حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر سنگ باری شروع کردی، مولانا نے شیخ کو آڑ میں لے کر خود کو بلا تامل مجمع کے سامنے پیش کردیا، اور اب مولانا پر بلا تامل پتھر برسنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک پتھر نازک موقع پر آ کر لگا۔ فرماتے تھے کہ میں یہ تہیہ کر چکا تھا کہ جب تک حفظ الرحمٰن کے بدن میں جان موجود ہے، حضرت شیخ پر آنچ نہ آنے دوں گا۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، اے فاطمہ! اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی نہیں دیکھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے زیادہ محبت ہو۔ اللہ کی قسم! آپ کے والد کے بعد آپ سے زیادہ مجھے کسی سے محبت نہیں ہے:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ، وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْكِ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ صلى الله عليه وسلم أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ. (۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم باری تعالیٰ کا احترام

حضرت مُہاجر بن قُنفُذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ آپ پیشاب فرما رہے تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا، حتی کہ آپ نے پیشاب سے فارغ ہو کر وضو کرلیا،

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۹۴۴ (۲) المستدرك على الصحيحين: ذكر مناقب فاطمة، ج۳ص۱۶۸، رقم الحديث: ۴۷۳۶، الناشر: دار الكتب العلمية

پھر آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بغیر طہارت و پاکیزگی کے لوں، (اس لیے میں نے اس وقت تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا تھا):

عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى طَهَارَةٍ.(۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا احترام

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے ایک خادم خاص کا نام محمد تھا، بادشاہ اسے ہمیشہ اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک روز سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے اس کو تاج الدین کہہ کر آواز دی، خادم نے اس وقت تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور تین روز تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس مصاحب کو طلب کیا اور اسکی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا، خادم نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ مجھے محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے، لیکن اس دن آپ نے خلاف معمول تاج الدین کہہ کر پکارا میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے اس وجہ سے میں تین روز تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا، اور یہ سارا وقت انتہائی پریشانی اور بے چینی کے عالم میں بسر کیا، بادشاہ نے قسم کھا کر کہا، میں ہرگز ہرگز تم سے بد گمان نہیں ہوں، لیکن میں نے جس وقت تم کو تاج الدین کے نام سے پکارا تھا اس وقت میں باوضو نہ تھا، مجھے یہ نہ مناسب معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔(۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سات وصیتیں

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) سنن أبي داود: كتاب الطهارة، باب أَيَرُدُّ السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ، ج۱ ص ۵، رقم الحديث: ۱۷، الناشر: المكتبة العصرية (۲) تاریخ فرشتہ: ج۱ ص۲۷۶

نے سات چیزوں کی وصیت فرمائی جن کو میں نے کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی چھوڑوں گا۔

۱...... مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کی وصیت فرمائی۔

۲...... دنیا کے لحاظ سے اپنے سے کم کو دیکھا کروں، جو دنیا میں اپنے سے بڑھ کر ہیں انھیں نہ دیکھا کروں۔

۳...... صلہ رحمی کیا کروں خواہ قتل ہی کر دیا جاؤں۔

۴...... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ بکثرت پڑھا کروں کہ یہ بھلائی کے خزانوں میں سے ہے۔

۵...... میں کسی سے سوال نہ کیا کروں۔

۶...... اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کروں۔

۷...... میں کلمہ حق کہوں اگرچہ کسی کو کڑوا ہی کیوں نہ لگے:

بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ لَمْ أَتْرُكْهُنَّ وَلَا أَتْرُكُهُنَّ أَوْصَانِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَأَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنِّي، وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي، وَأَنْ أَصِلَ رَحِمِي، وَإِنْ أَدْبَرَتْ وَقَطَعَتْ، وَأَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَإِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ الْبِرِّ وَأَنْ لَا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَأَنْ لَا أَخَافَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَإِنْ كَانَ مُرًّا. (۱)

وہ پانچ انبیاء جن کی پیدائش سے قبل بشارت دی گئی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق علیہ السلام، دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں، چناں چہ فرمایا:

"فَبَشَّرْنٰهَا بِإِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ إِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝"

(۱) تنبیه الغافلین: باب فضائل الفقراء: ص۲۲۹ الناشر: دار ابن کثیر

ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔

تیسرے: حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں، چناں چہ ارشاد فرمایا:

"اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى"

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کی۔

چوتھے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، چناں چہ فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ"

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔

پانچویں: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تشریف آوری کی بشارت سورۂ صف میں اس طرح دی گئی ہے:

"وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ"

اور اس رسول کی بشارت سناتا ہے میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت پیدائش سے پہلے دی گئی۔ (۱)

تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اوصاف حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تورات میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکّہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا۔ نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی

(۱) تاریخ مدینة دمشق: باب ما جاء في الكتب من لغة وصفة وما بشرت، ج۳ص۳۹۳، ۳۹۴،

الناشر: دار الفكر

کبریائی بیان کرے گی، اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی، اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں، ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی:

عن ابن عباس أنه سأل كعب الأحبار كيف تجد نعت النبي صلى الله عليه وسلم في التوراة فقال كعب نجده محمد بن عبد الله يولد بمكة ويهاجر إلى طابة ويكون ملكه بالشام وليس بفحاش ولا صخاب في الأسواق ولا يكافئ بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر أمته الحمادون الذين يحمدون الله في كل سراء يكبرون الله على كل نجد يوضئون أطرافهم ويأتزرون في أوساطهم يصفون في صلاتهم كما يصفون في قتالهم دويهم في مساجدهم كدوي النحل يسمع مناديهم في جو السماء. (۱)

انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور وغل کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفو ودرگزر سے کام لیں گے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ مُحَمَّدًا لَمَكْتُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُو أَوْ يَغْفِرُ. (۲)

---

(۱) تاریخ مدینة دمشق: باب ما جاء من أن الشام یکون ملك أهل الإسلام، ج۱ ص۱۸٦، الناشر: دار الفكر (۲) المستدرك على الصحيحين: ج۲ ص٦۷۱، رقم الحديث: ۴۲۲۴، الناشر: دار الكتب العلمية

راہب کی پیشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔ اس نے کہا: کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟ زید نے جواب دیا: سچے دین کی۔

راہب نے کہا: لوٹ جاؤ، کیوں کہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو جس کے لیے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو:

أن زيد بن عمرو، وورقة بن نوفل، خرجا يلتمسان الدين حتى انتهيا إلى راهب بالموصل فقال لزيد بن عمرو من أين أقبلت يا صاحب البعير؟ قال من بيت إبراهيم قال وما تلتمس؟ قال ألتمس الدين قال ارجع فإنه يوشك أن يظهر الذى تطلب فى أرضك۔ (۱)

کتب سماویہ کی عالمہ فاطمہ کا حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور نبوت دیکھ کر پہچان لینا

حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو نکاح کے لیے لے کر روانہ ہوئے، تو ان کا گزر اہل تبالہ یمن کی ایک کاہن خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی مشہور عالمہ تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت مر الخثیمہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو حضرت عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی، اس کی اس پیشکش پر حضرت عبداللہ نے کہا:

---

(۱) مسند أبی داود الطيالسی: ج۱ ص۱۸۹، رقم الحديث: ۲۳۱، الناشر: دار هجر مصر

وَأَمَّا الْحَرَامُ فَالْحِمَامُ دُونَهُ   وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَأَسْتَبِينَهُ
فَكَيْفَ بِالْأَمْرِ الَّذِي تَبْغِينَهُ   يَحْمِي الْكَرِيمُ عِرْضَهُ وَدِينَهُ (۱)

فعل حرام سے تو مر جانا بہتر ہے اور فعل حلال، تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کرسکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیوں کہ اہل تو قیر وآبرو اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوگئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب کے ساتھ آپ کا نکاح کردیا، اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ جب آپ واپس جانے لگے تو راستے میں دوبارہ اسی خاتون سے ملاقات ہوئی تو اس عورت نے آپ سے پوچھا: میرے پاس سے جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟ جناب عبداللہ نے جواب دیا: میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہوگیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں چوں کہ میں نے تمہاری پیشانی میں نور نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرمادیا۔

اس کے بعد فاطمہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

إِنِّي رَأَيْتُ مُخِيلَةً نَشَأَتْ   فَتَلَأْلَأَتْ بِحَنَاتِمِ الْقَطْرِ
فَلَمَّا آتَهَا نُورًا يُضِئُ بِهِ   مَا حَوْلَهُ كَإِضَاءَةِ الْفَجْرِ
وَرَأَيْتُ سُقْيَاهَا حَيَا بَلَدٍ   وَقَعَتْ بِهِ وَعِمَارَةَ الْقَفْرِ
وَرَأَيْتُهُ شَرَفًا أَبُوءُ بِهِ   مَا كُلُّ قَادِحِ زَنْدِهِ يُورِي
لِلَّهِ مَا زُهْرِيَّةٌ سَلَبَتْ   مِنْكَ الَّذِي اسْتَلَبَتْ وَمَا تَدْرِي (۲)

(۱) الخصائص الکبریٰ: ج۱ ص ۶۹، ۷۰ الناشر: مکتبۃ الحقانیۃ

(۲) الخصائص الکبریٰ: ج۱ ص۶۹، ۷۰، الناشر: مکتبۃ الحقانیۃ

میں نے ایک برسنے والے اَبر کی بجلی دیکھی جس کی تابنا کی نے جہان بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔ ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد وپیش کے سارے علاقے کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہوسکی جس طرح کہ ہر شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کرسکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں۔ ایک نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالاں کہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔

اس کے بعد فاطمہ نے یہ اشعار بھی پڑھے:

بَـنِـي هَـاشِـمٍ قَـدْ غَـادَرَتْ مِـنْ أَخِيـكُـمُ أَمِينَـةُ إِذْ لِلْبَاهِ تَعْتَرِكَانِ
كَمَا غَادَرَ الْمِصْبَاحُ عِنْدَ خُمُودِهِ فَتَـائِـلَ قَـدْ مِيثَـتْ لَـهُ بِدِهَـانِ
فَـمَـا كُلُّ مَا يَحْوِي الْفَتَى مِنْ تِلَادِهِ لِعَـزْمٍ وَلَا مَـا فَاتَـهُ لِتَـوَانِ
سَيَـكْـفِيـكَـهُ إِمَّـا يَدٌ مُقْفَعَلَّةٌ وَإِمَّـا يَـدٌ مَبْسُـوطَـةٌ بِبَنَـانِ
وَلَما قَضَت مِنْـهُ أَمِينَةُ مَا قَضَتْ نبـا بَصَرِيْ عَنْهُ وَكَلَّ لِسَانِي(۱)

اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہاری بھائی کو ایسا چھوڑا جب کہ وہ اپنی خواہش کی سیرانی کر رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بتی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیوں کہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔ حضرت آمنہ نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر چکیں تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوئی۔

(۱) الخصائص الکبریٰ: ج ۱ ص ۶۹، ۷۰، الناشر: مکتبۃ الحقانیۃ

ورقہ بن نوفل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے احوال کو اشعار میں بیان کرنا

يَا لِلرِّجَالِ لِصَرْفِ الدَّهْرِ وَالْقَدَرِ ... وَمَا لِشَيْءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ مِنْ غِيَرِ
حَتّٰى خَدِيجَةَ تَدْعُونِي لِأُخْبِرُهَا ... وَمَا لَنَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ
فَكَانَ مَا سَأَلَتْ عَنْهُ لِأُخْبِرَهَا ... أَمْرًا رَآهُ سَيَأْتِي النَّاسَ عَنْ خَبَرِ
فَخَبَّرَتْنِي بِأَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهٖ ... فِيمَا مَضَى مِنْ قَدِيمِ النَّاسِ وَالْعَصْرِ
بِأَنَّ أَحْمَدَ يَأْتِيهِ فَيُخْبِرُهُ ... جِبْرِيلُ أَنَّكَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْبَشَرِ
فَقُلْتُ إِنَّ الَّذِي تَرْجِينَ يُنْجِزُهُ ... لَكِ الْإِلٰهُ فَرَجِّي الْخَيْرَ وَانْتَظِرِي
وَأَرْسِلِيهِ إِلَيْنَا كَيْ نُسَايِلَهُ ... عَنْ أَمْرِهِ مَا يَرَى فِي النَّوْمِ وَالسَّهَرِ
فَقَالَ خَيْرٌ أَتَانَا مَنْطِقًا عَجَبًا ... يَقِفُ مِنْهُ أَعَالِي الْجِلْدِ وَالشَّعْرِ
إِنِّي رَأَيْتُ أَمِينَ اللّٰهِ وَاجَهَنِي ... فِي صُورَةٍ أُكْمِلَتْ فِي أَهْيَبِ الصُّوَرِ
ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَكَانَ الْخَوْفُ يُذْعِرُنِي ... مِمَّا يُسَلِّمُ مَنْ حَوْلِي مِنَ الشَّجَرِ
فَقُلْتُ ظَنِّي وَمَا أَدْرِي سَيَصْدُقُنِي ... أَنْ سَوْفَ تُبْعَثُ يَتْلُو مُنْزَلَ السُّوَرِ
وَسَوْفَ أُولِيكَ إِنْ أَعْلَنْتَ دَعْوَتَهُمْ ... مِنِّي الْجِهَادَ بِلَا مَنٍّ وَلَا كَدَرِ (۱)

لوگوں کا حوادثِ زمانہ کا اور قضاء وقدر کا عجیب اور حیرت افزاں حال ہے حالاں کہ کسی بھی شے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔ حتی کہ خدیجہ مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو بتادوں، دراصل انھیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ نے اس بات کی خبر دی کہ احمد کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یعنی ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (مخلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ سے

(۱) دلائل النبوۃ لأبي نعیم: الفصل الرابع عشر، ج ۱ ص ۲۱۶ الناشر: دار النفائس بیروت

کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا تا کہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ آپ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی۔ جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کامل تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور اردگرد کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف و ہراس کھاتا رہا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔

پھول کے پتوں پر کلمہ توحید اور شیخین کا اسم گرامی

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں بلادِ ہند گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا، اور ان پتیوں پر سفید حروف میں ''لَا إلٰه إلّا اللّٰه محمد رسول الله وأبوبكر الصديق عمر الفاروق'' لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالاں کہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے بھی نہیں تھے:

أبو الحسن علي بن عبد الله الهاشمي الرقي بالرملة قال دخلت في بلاد الهند

إلى بعض قراها فرأيت شجر ورد أسود ينفتح عن وردة كبيرة طيبة الرائحة سوداء عليها مكتوب كما تدور بخط أبيض لا إله إلا الله محمد رسول الله أبوبكر الصديق عمر الفاروق فشككت في ذلك وقلت إنه عمل معمول فعمدت إلى جنبذة لم تفتح ففتحتها فكان فيها وردة سوداء فيها مكتوب بخط أبيض كما رأيت في سائر الورد وفي البلد منه شيء عظيم وأهل تلك القرية يعبدون الحجارة لا يعرفون الله عز وجل.(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد پر مسلمانوں کی خوشی اور بچیوں کا اشعار پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر ہجرت کے موقع پر قباء سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے، تو تمام مسلمانانِ مدینہ میں سے ہر ایک کی تمنا یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مہمان بنیں وہ آگے بڑھتے اور ناقہ کی مہار پکڑ لیتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اونٹنی مامور من اللہ ہے، یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت وشادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دَف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ(۲)

ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو بچیوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں یہ اشعار پڑھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا   مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا   مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

---

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: الحسن بن احمد بن الحسين، ج۱۳، ص۱۰۹، رقم الترجمة: ۱۲۸۰ الناشر: دار الفكر (۲) السيرة الحلبية: باب الهجرة الى المدينة، ج۲ص۷۴، الناشر: دار الكتب العلمية

أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ (۱)

چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے ہم پر تو افگن ہوا ہے پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور (کا تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔

لُعابِ دَہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی کبھی ختم نہ ہوا

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے قباء شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا، اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے، اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ختم ہوا۔ (۲)

ایک شریر اونٹ کا بارگاہ نبوت میں اپنے سر کو جھکا لینا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہو گیا، اور اس نے مالک پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے اسے روک دیا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہو گئے، تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے، جب اونٹ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور سجدہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کو نکیل ڈال دو۔ (۳)

---

(۱) حوالہ مذکورہ، ج ۲ ص ۷۵ (۲) الخصائص الکبری: ج ۲ ص ۶۸ الناشر: المکتبة الحقانية

(۳) حوالہ مذکورہ، ج ۲ ص ۱۹۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ خصوصیتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔

۱......مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔

۲......میری نصرت رُعب کے ساتھ کی گئی۔

۳......میرے لیے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا۔

۴......میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا۔

۵......مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔

۶......اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً، وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّونَ.

آپ کے اِنبساط قلب کے لیے درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکونِ قلب کے لیے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آ گئی، اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا، تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم إِلَی بَعْضِ شِعَابِ مَکَّةَ، وَقَدْ دَخَلَهُ مِنَ الْغَمِّ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ تَکْذِیبِ قَوْمِهِ إِیَّاهُ، فَقَالَ رَبِّ أَرِنِی مَا أَطْمَئِنُّ إِلَیْهِ وَیُذْهِبُ

عَنِّي هَذَا الْغَمَّ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ ادْعُ أَيَّ أَغْصَانِ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شِئْتَ، فَدَعَا غُصْنًا فَانْتَزَعَ مِنْ مَكَانِهِ ثُمَّ خَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى مَكَانِكَ، فَرَجَعَ الْغُصْنُ فَخَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى اسْتَوَى كَمَا كَانَ، فَحَمِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَابَتْ نَفْسُهُ، وَرَجَعَ.(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے چشموں کا جاری ہونا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کے لیے آؤ، برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے چناں چہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔(۲)

ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ''وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' (اور آپ اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ) نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک برتن دودھ بھی رکھو، پھر اقرباء یعنی اولاد عبدالمطلب کو بلالو، تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے، جن کی تعداد انتیس، چالیس یا اکتالیس تھی، ان لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

---

(۱) صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ج۱ ص ۳۷۱ رقم الحدیث: ۵۲۳ الناشر: دار احیاء التراث العربی (۲) دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۶ ص۱۴، الناشر: دار الکتب العلمیۃ (۳) صحیح بخاری: کتاب الأشربۃ، باب شرب البرکۃ والماء المبارک، ج۷ ص۱۱۴، الناشر: دار طوق النجاۃ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: بسم اللہ کر کے شروع کیجیے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے ایک پیالہ دودھ سب کو پلایا، سب نے سیر ہو کر پیا حالاں کہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کے لیے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام پیش کی۔(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار

حضرت خزیم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا، اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح عرض کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے تو انہوں نے فرمایا:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي ... مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ ... أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقُ
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ ... أَلْجَمَ نَسْرًا وَاهْلَهُ الْغَرَقُ
تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ ... إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ
حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ ... خِنْدَفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ ... الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ
فَنَحْنُ فِي الضِّيَاءِ وَفِي النُّورِ ... وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ(۲)

یارسول اللہ! آپ اپنے آباؤاجداد کی اصلاب وارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم علیہ السلام جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔ پھر آپ شہروں میں اس شان کے ساتھ

(۱) دلائل النبوة للبيهقي: أبواب غزوة تبوك، ج:۵، ص۲۶۸ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) المعجم الكبير للطبراني، ج۴ص۲۱۳، رقم الحديث: ۴۱۶۷، الناشر: مكتبة ابن تيمية

آئے کہ اس وقت آپ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون۔ بلکہ آپ بہ صورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جب کہ کوہِ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ صُلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جب کہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ حضرت خلیل علیہ السلام کے صلب میں پوشیدہ ہو کر نارِ نمرود میں اترے، جب آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انھیں کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ کو اس اشرف نے جو آپ کے فضل پر غور رہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب فندف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قبائل ہیں۔ اور آپ کی شان یہ ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہوگیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور وہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا

حضرت ابو لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بڑے نیک، ہنس مکھ اور خوبصورت شخص تھے۔ ایک مرتبہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر کے لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں انگلی ماری۔ انھوں نے کہا: آپ کے مارنے سے مجھے درد ہوگیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اقْتَصَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا، وَلَمْ يَكُنْ عَلَيَّ قَمِيصٌ، قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَمِيصَهُ فَاحْتَضَنَهُ، ثُمَّ جَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ، فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَدْتُ هٰذَا۔ (۱)

بدلہ لے لو۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میرے جسم پر کوئی قمیص نہیں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اوپر اٹھالی۔ یہ (بدلہ لینے کے

(۱) السنن الکبریٰ للبیهقی: ج۸ص۸۷، رقم الحدیث: ۱۶۰۲۱ الناشر: دار الکتب العلمیة

بجائے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چمٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کے بوسے لینے شروع کر دیے اور پھر یوں کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرا مقصد تو یہی تھا (بدلہ لینے کا تذکرہ تو میں نے ویسے ہی کیا تھا مقصد آپ کا بوسہ لینا تھا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کے دردمندانہ اشعار

لَهْفَ نَفْسِي وَبِتُّ كَالْمَسْلُوبِ أَرِقَ اللَّيْلَ فِعْلَةَ الْمَحْرُوبِ

میرا دل غمگین ہے اور میں نے رات اس آدمی کی طرح گزاری جس کا سب کچھ چھن گیا ہو، اور میں نے انتظار میں اس آدمی کی طرح ساری رات جاگ کر گزاری جو لٹ گیا ہو اور اس کے پاس کچھ نہ بچا ہو۔

مِنْ هُمُومٍ وَحَسْرَةٍ أَرْدَفَتْنِي لَيْتَ أَنِّي سُقِيتُهَا بِشَعُوبِ

اور یہ سب کچھ ان غموں اور پریشانیوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے میری نیند اُڑا رکھی ہے۔ کاش کہ مجھے موت کا جام اس وقت پلا دیا جاتا۔

حِينَ قَالُوا إِنَّ الرَّسُولَ قَدْ امْسَى وَافَقَتْهُ مَنِيَّةُ الْمَكْتُوبِ

جب کہ لوگوں نے کہا: مقدر میں لکھی ہوئی موت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آ گئی ہے۔

حِينَ جِئْنَا لِبَيْتِ آلِ مُحَمَّدٍ فَأَشَابَ الْقَذَالَ مِنِّي مَشِيبِي

جب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس گئے تو ہماری گردن کے بال غم کی وجہ سے سفید ہو گئے۔

حِينَ رَأَيْنَا بُيُوتَهُ مُوحِشَاتٍ لَيْسَ فِيهِنَّ بَعْدُ عَيْشُ غَرِيبِ

جب ہم نے آپ کے گھروں کو دیکھا کہ اب وہ وحشت ناک ہو گئے ہیں اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ان میں کوئی نہیں رہا۔

فَعَلَانِی لِذَاكَ حَزْنٌ طَوِیلٌ   خَالَطَ الْقَلْبَ فَهُوَ كَالْمَرْغُوبِ

تو اس سے مجھ پر بہت بڑا غم طاری ہو گیا جو بہت دیر تک رہے گا اور جو میرے دل میں ایسا پیوست ہوا کہ وہ دل رُعب زدہ ہو گیا۔

اور یہ اشعار بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

أَلَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا   وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِیَا

غور سے سنو! اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ سہولت کا معاملہ کرنے والے تھے، آپ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور سخت معاملہ کرنے والے نہ تھے۔

وَكَانَ بِنَا بَرًّا رَحِیمًا نَبِیَّنَا   لِیَبْكِ عَلَیْكَ الْیَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِیَا

آپ ہمارے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرنے والے اور نہایت مہربان اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور ہر رونے والے کو آج آپ پر رو لینا چاہیے۔

لَعَمْرِیَ مَا أَبْكِی النَّبِیَّ لِمَوْتِهِ   وَلَكِنْ لِهَرْجٍ كَانَ بَعْدَكَ آتِیَا

میری زندگی کی قسم! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی وجہ سے نہیں رو رہی ہوں، بلکہ آپ کے بعد آنے والے فتنوں اور اختلافات کی وجہ سے رو رہی ہوں۔

كَأَنَّ عَلَى قَلْبِی لِفَقْدِ مُحَمَّدٍ   وَمِنْ حُبِّهِ مِنْ بَعْدِ ذَاكَ الْمَكَاوِیَا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے اور ان کی محبت کی وجہ سے میرے دل پر گرم لوہے سے داغ لگے ہوئے ہیں۔

أَفَاطِمُ صَلَّى اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ   عَلَى جَدَثٍ أَمْسَى بِیَثْرِبَ ثَاوِیَا

اے فاطمہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ اللہ تعالیٰ اس قبر پر رحمت بھیجے جو یثرب میں آپ کا ٹھکانہ بنی ہے۔

أَرَى حَسَنًا أَیْتَمْتَهُ وَتَرَكْتَهُ   یَبْكِی وَیَدْعُو جَدَّهُ الْیَوْمَ نَائِیَا

میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ نے اسے یتیم کر دیا، اور اسے اس حال میں چھوڑ دیا کہ وہ رو رو کر دور چلے جانے والے اپنے نانا کو پکار رہا ہے۔

فِدًى لِرَسُولِ اللّٰهِ أُمِّی وَخَالَتِی   وَعَمِّی وَنَفْسِی قَصْرَةً وَعِیَالِیَا

میری ماں، خالہ، چچا اور میری جان اور میری آل اولاد سب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہیں۔

صَبَرْتَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقًا وَمِتَّ صَلِيبَ الدِّينِ أَبْلَجَ صَافِيَا

آپ نے صبر فرمایا اور انتہائی صداقت کے ساتھ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، اور آپ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ دین میں مضبوط اور آپ کی ملت واضح اور آپ کا دین بالکل صاف ستھرا ہے۔

فَلَوْ أَنَّ رَبَّ الْعَرْشِ أَبْقَاكَ بَيْنَنَا سَعِدْنَا وَلَكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيَا

اگر عرش کا مالک آپ کو ہم میں باقی رکھتا تو ہم بڑے خوش قسمت ہوتے، لیکن (آپ کے انتقال کرنے میں) اللہ کا فیصلہ پورا ہو کر رہا۔

عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً وَأُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِيَا(۱)

اللہ کی طرف سے آپ پر سلام اور تحیہ ہو اور آپ کو خوشی خوشی جنات عدن میں داخل کیا جائے۔

صحابہ کرام کے درمیان افضلیت کے اعتبار سے ترتیب

علماء اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت میں سب سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد، پھر باقی اہل بیعت الرضوان، پھر باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم:

أجمع أهل السنة أن أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي، ثم سائر العشرة، ثم باقي أهل بدر، ثم باقي أهل أحد، ثم باقي أهل البيعة، ثم باقي أهل الصحابة.(۲)

(۱) المعجم الكبير للطبراني: ج۲۴، ص۳۲۰، رقم الحديث: ۸۰۵، الناشر: مكتبة ابن تيمية

(۲) تاريخ الخلفاء: ترجمة: أبوبكر الصديق، ص ۳۹، الناشر: نزار مصطفى الباز

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا، اور وہ اس طرح کہ آپ بغرضِ تجارت شام گئے، وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

۱......تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: تہامہ کے شہر مکّہ کا۔

۲......بحیرہ نے سوال کیا: تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قبیلہ قریش سے۔

۳......بحیرہ نے پھر سوال کیا: آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تجارت۔

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے، اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ تعبیر وخواب کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا، آپ یہ جواب سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے، پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت اور استجابت وشہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (۱)

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰه ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة، ج۳۵، ص۲۹ الناشر: دار الفکر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شجاعت

شجاعت کے لغوی معنی ہیں ''بہادری'' اور علم اخلاق کی اصطلاح میں قوت غضبی کے عقل واعتدال کے ساتھ استعمال کرنے کا نام شجاعت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ''الشفاء'' میں شجاعت کی تعریف یوں کی ہے:

اَلشُّجَاعَةُ فَضِيلَةُ قُوَّةِ الْغَضَبِ وَانْقِيَادِهَا لِلْعَقْلِ. (۱)

یعنی قوت غضبی کی زیادت اور اس کے تابع عقل ہونے کو شجاعت کہتے ہیں۔

شجاعت کا شمار اخلاق فاضلہ میں ہوتا ہے اور یہی صفت عزم واستقلال اور حق گوئی وبے باکی کی بنیاد ہے، یہ صفت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بدرجہ کمال پائی جاتی تھی۔ دیکھنے میں آپ کمزور معلوم ہوتے تھے، لیکن اپنی قوت ایمان کی بدولت انتہائی طاقتور تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ راہِ حق میں وہ بڑے بڑے خطرے کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان کی بازی لگا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینے کے دوران لوگوں سے پوچھا: بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟

لوگوں نے کہا: آپ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں اپنے برابر کے مدمقابل سے لڑتا ہوں یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: آپ ہی بتائیے۔

فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اشجع الناس تھے، غزوہ بدر میں ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا پھر باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کو ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر کمر بستہ رہنا چاہیے، خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص ابھی اس کام کے لیے تیار نہ ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شمشیر بکف

(۱) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: الباب الثاني، اما الشجاعة والنجدة ج۱ ص۱۴ الناشر: دار الفكر

آ گے بڑھ آئے اور ننگی تلوار لیے پہرہ دیتے رہے، اگر کوئی مشرک اس طرف کا رخ کرتا تو فوراً وہ اس پر جھپٹ پڑتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغہ میں لے لیا حالت یہ تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھکے دے رہے تھے، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تنہے تنہا آگے بڑھے، مشرکین کو مار مار کر پیچھے دھکیلتے اور کہتے جاتے، تم پر افسوس ہے تم اس شخص کو مار رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے نرغہ سے نکال لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ان پر رقت طاری ہوگئی اور وہ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی۔ (۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں پیش پیش

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔ یکا یک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہوکر پوچھا:

آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں روزے سے ہوں۔

پھر فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی جنازہ میں شرکت کی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ! میں نے۔

پھر ارشاد ہوا: آج تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ! میں نے۔

پھر پوچھا: آج تم میں سے کس نے کسی مریض کی عیادت کی ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ! میں نے۔

(۱) مسند البزار، ومما روی ربیعة بن ناجذ عن علی بن ابی الطالب، ج۳ص۱۴ رقم الحدیث: ۷۶۱ الناشر: مکتبة العلوم والحکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن میں اتنی نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا، فَقَالَ مَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا، فَقَالَ مَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا، قَالَ مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِي رَجُلٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں پیش پیش رہتے تھے اور حصول ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر کبار صحابہ کا اسلام لانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جاہلیت کے دوست تھے، ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے، آپ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا: اے ابوالقاسم! (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) کیا بات ہے؟ آپ اپنی قوم کی مجلسوں میں نظر نہیں آتے ہیں اور لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ اُن کے آباء واَجداد وغیرہ کے عیوب بیان کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور تم کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات پوری فرمائی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً مسلمان ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اس قدر خوشی کے ساتھ واپس ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان جن کو ''اَخشبین'' کہتے ہیں، آپ سے زیادہ خوش نہ تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں

---

(۱) صحیح ابن حبان: باب ذکر ایجاب اللہ عز وجل الجنة للصائم یوما واحدا إذا جمع مع صومه إلخ، ج۳ص۳۰۴ رقم الحدیث: ۲۱۳۱ الناشر: المکتب الاسلامی

سے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے، یہ حضرات بھی مسلمان ہو گئے۔ دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور حضرت اَرقم بن ابوالارقم رضی اللہ عنہم کو لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب حضرات بھی مشرّف با اسلام ہوئے۔ (۱)

حضرت وَحشی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وَحشی بن حرب کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے آدمی بھیجا۔ حضرت وحشی نے جواب میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ مجھے کیسے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں حالاں کہ آپ خود یہ کہتے ہیں کہ قاتل اور مشرک اور زانی دوزخ میں جائیں گے، اور قیامت کے دن اُن پر عذاب دُگنا ہوگا، اور ہمیشہ ذلیل ہو کر جہنم میں پڑے رہیں گے، اور میں نے یہ سب کام کیے ہیں تو کیا میرے لیے آپ کے خیال میں ان برے کاموں کی سزا سے بچنے کی کوئی گنجائش ہے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فوراً یہ آیت نازل فرمائی:

"اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک، سو اُن کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں، اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

اس آیت کو سن کر حضرت وحشی نے کہا: توبہ اور ایمان اور عمل صالح کی شرط بہت

(۱) حیاۃ الصحابۃ: الباب الأول، الدعوۃ للأفراد والأشخاص، ج۱ ص۴۸، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ

کڑی ہے شاید میں اسے پورا نہ کرسکوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ"

بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک ٹھہرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے۔

اس پر حضرت وحشی نے کہا: مغفرت تو اللہ کے چاہنے پر موقوف ہوگئی، پتہ نہیں اللہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔ کیا اس کے علاوہ کچھ اور گنجائش ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝"

اے میرے بندو جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر! آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے، بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ، وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان۔

اس پر حضرت وحشی نے فرمایا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اور مسلمان ہوگئے۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے بھی وہی گناہ کیے ہیں جو حضرت وحشی نے کیے تھے، تو یہ آیت ہمارے لیے بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بدولت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں، میں ان کو اِسلام کی دعوت دیا کرتا تھا، ایک دن میں نے ان کو دعوت دی انہوں نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑی ناگوار باتیں سنائیں، میں روتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اِسلام کی دعوت دیا کرتا تھا وہ اِنکار کردیا کرتی تھیں، آج میں نے اُن کو دعوت دی تو انہوں نے مجھے آپ کے بارے

(۱) حياة الصحابة: الباب الأول، الدعوة للأفراد والأشخاص ج ۱ ص ۷۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

میں بڑی ناگوار باتیں کہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دے۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوشی خوشی گھر کو چلا، وہاں پہنچ کر میں نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا: ابو ہریرہ! ذرا ٹھہرو۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی (یعنی میری والدہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے غسل کر رہی تھیں)۔ میری والدہ نے کُرتہ پہن لیا اور جلدی میں دوپٹہ نہ اوڑھ سکیں اور دروازہ کھول کر کہا: اے ابو ہریرہ! أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آ کر آپ کو بتایا، آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور دعائے خیر فرمائی۔ (۱)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور یوم الحساب کا خوف

حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک پرندہ درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو (پرندے کو مخاطب کر کے) کہنے لگے: اے پرندے! تمہیں خوش خبری ہو۔ (تم کس قدر مزے میں ہو) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح ہوتا۔ تم درختوں پر بیٹھتے ہو، پھل کھاتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، اور (قیامت کے دن) نہ تمہارا حساب ہوگا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں راستہ کے کنارے کا ایک درخت ہوتا۔ میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتا پھر وہ مجھے چباتا اور جلدی سے نگل لیتا اور پھر مجھے مینگنی بنا کر نکال دیتا اور میں انسان نہ ہوتا۔

عَنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ رَأَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ طَيْرًا وَاقِعًا عَلَى شَجَرَةٍ فَقَالَ: طُوبَى لَكَ يَا طَيْرُ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مِثْلَكَ تَقَعُ عَلَى الشَّجَرَةِ، وَتَأْكُلُ مِنَ الثَّمَرِ، ثُمَّ تَطِيرُ وَلَيْسَ عَلَيْكَ حِسَابٌ وَلَا عَذَابٌ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً إِلَى

(۱) المعجم الكبير للطبراني: ج١١ ص١٩٧، رقم الحديث: ١١٤٨٠، الناشر: مكتبة ابن تيمية

جَانِبِ الطَّرِيقِ مَرَّ عَلَىَّ جَمَلٌ، فَأَخَذَنِي فَأَدْخَلَنِي فَاهُ فَلَاكَنِي، ثُمَّ ازْدَرَدَنِي، ثُمَّ أَخْرَجَنِي بَعْرًا وَلَمْ أَكُنْ بَشَرًا. (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے مثال شخصیت و بہادری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ہر ایک نے ہجرت چھپ کر کی۔ صرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایسے ہیں جنھوں نے علی الاعلان ہجرت کی۔ چناں چہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنی کمان کندھے پر ڈالی اور کچھ تیر ترکش سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیے اور بیت اللہ کے پاس آئے، وہاں صحن میں قریش کے کچھ سردار بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر مشرکین کی ایک ایک ٹولی کے پاس آئے اور فرمایا، یہ تمام چہرے بدشکل ہو جائیں گے۔

من أراد أن تثكله أمه أو يوتم ولده أو يرمل زوجه فليلقني وراء هذا الوادي قال علي فما تبعه أحد. (۲)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، وہ مجھ سے اس وادی کی پرلی جانب آ کر ملے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے چل پڑے، ایک بھی آپ کے پیچھے نہ جا سکا۔

ابو جوالق نے کہا ان شاء اللہ درہم چوری ہو گئے

ایک صاحب کہتے ہیں: ابو جوالق (اپنے دور کا مشہور اَحمق ہے) ایک دن گھر سے نکلا، راستے میں ایک دوست سے اس کی ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: ابو جوالق! کہاں؟ اس نے کہا: گدھا خریدنے جا رہا ہوں، دوست نے کہا: ان شاء اللہ کہو (اگر اللہ نے چاہا تو) ابو جوالق نے کہا: بھلا یہ بھی ان شاء اللہ کہنے کا موقع ہے، دراہم میری جیب میں ہیں، گدھا

(۱) مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الزهد، كلام أبي بكر الصديق، ج۷ص۹۱ الناشر: مكتبة الرشد

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ص۵۲ الناشر: دار الفكر

بازار میں ہے اور میں بازار ہی جارہا ہوں۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ راستے میں ان کے دراہم چوری ہوگئے، چناں چہ وہ واپس لوٹ رہے تھے، دوبارہ دوست سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: گدھا خرید لیا؟ ابو جوالق نے جواب دیا: ان شاء اللہ درہم چوری ہوگئے ہیں:

وخرج رجل إلى السوق يشتري حماراً، فلقيه صديق له فسأله، فقال :إلى السوق لأشتري حماراً، فقال قل إن شاء الله، فقال ليس ها هنا موضع إن شاء الله، الدراهم في كمي، والحمار في السوق، فبينما هو يطلب الحمار سرقت منه الدراهم فرجع خائباً، فلقيه صديقه، فقال له :ما صنعت؟ فقال سرقت الدراهم إن شاء الله.(۱)

بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی رائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی سے مشورہ لیا (کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ (ہمارے) چچا کے بیٹے، خاندان کے لوگ اور بھائی ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں (اور انہیں چھوڑ دیں) تو ہم ان سے جو فدیہ لیں گے وہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہماری قوت کا ذریعہ بنے گا اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے، تو پھر یہ ہمارے دست وبازو بن جائیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن الخطّاب! تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے وہ میری رائے نہیں ہے، بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ فلاں آدمی جو میرا قریبی رشتہ دار ہے وہ میرے حوالہ کردیں میں اس کی گردن اڑادوں اور عقیل کو حضرت علی کے حوالہ کردیں وہ عقیل کی گردن اڑادیں اور فلاں آدمی جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں یعنی حضرت عباس، وہ حضرت حمزہ کے حوالہ کردیں، حضرت حمزہ ان کی

(۱) اخبار الحمقی والمغفلین: الباب الرابع والعشرون، ص ۱۶۱ الناشر: دار الفکر

گردن اڑا دیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکوں کے بارے میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ قریش کے سردار اور امام اور قائد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند فرمایا اور میری رائے آپ کو پسند نہ آئی اور ان قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ اگلے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی خدمت میں گیا تو وہ دونوں رو رہے تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے بتائیں کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر (رونے کی وجہ معلوم ہونے پر) مجھے بھی رونا آ گیا تو میں بھی رونے لگ جاؤں گا اور اگر رونا نہ آیا تو آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے میں بھی بہ تکلّف رونے کی صورت بنا لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے ان قیدیوں سے جو فدیہ لیا ہے اس کی وجہ سے اللہ کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب آ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"

نبی کی شان کے لائق نہیں ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خون ریزی نہ کر لیں۔ تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر کی

(۱) مسند احمد: ج ۱ ص ۳۳۴، رقم الحدیث: ۲۰۸، الناشر: موسسة الرسالة

اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا، اے میرے چھوٹے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو مجھے اپنا بھائی فرمایا، یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہو:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لِي، وَقَالَ لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ ، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا.[۱]

ایمان اُمید اور خوف کی درمیانی حالت کا نام ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے تو مجھے اپنے اعمال کی وجہ سے ڈر ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا، اور اگر کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے اللہ کے فضل سے اُمید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا۔ (ایمان اسی خوف و امید کے درمیان کی حالت کا نام ہے):

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ لَوْ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ دَاخِلُونَ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا، لَخِفْتُ أَنْ أَكُونَ هُوَ، وَلَوْ نَادَى مُنَادٍ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ دَاخِلُونَ النَّارَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا، لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ هُوَ.[۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرنا

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں یا راکھ۔ یعنی

(۱) سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب الدعاء، ج۲ص۸۰، رقم الحديث: ۱۴۹۸ الناشر: دار الكتاب العربي (۲) حلية الأولياء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۱ص۵۳ الناشر: دار الكتاب العربي

ہلاکت کا سال یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہوگئے تھے) تو ہر طرف سے عرب کھچ کر مدینہ منورہ آگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام، اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ان لوگوں میں حضرت یزید بن اُختِ نَمِر، حضرت مِسور بن مَخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ شام کو یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع کے شروع سے لے کر راتج قلعہ، بنو حارثہ، بنو عبدالاَشہل، بَقیع اور بنو قُریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے، اور ان میں سے کچھ بنو سلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں ان کی گنتی کرو۔ چناں چہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا: وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ہیں ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو۔ ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہوگئے، تو حضرت عمر کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمر کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرمادیا۔ جب خوب بارش ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمّہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں میں سے جو ان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف واپس بھیج دیں، اور انھیں زادِ راہ اور دیہات تک جانے کے لیے سواریاں بھی دیں، اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمر بھی انھیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے۔ ان قحط زدہ لوگوں میں بھی

موتیں بہت ہوئی تھیں۔ میرے خیال میں ان میں سے دوتہائی لوگ مر گئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے۔ حضرت عمر کی بہت ساری دیگیں تھیں۔ پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے، پھر صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے۔ حضرت عمر کے کہنے پر بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی۔ پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطور سالن کے ڈال دیا جاتا (چوں کہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لیے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہو جاتا تھا۔ قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمر نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں، بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اَیامِ قَحط میں روزانہ بیس اونٹ ذبح کرنا

حضرت فراس دیلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے جو اونٹ بھیجے تھے ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ بیس اونٹ ذبح کر کے اپنے دسترخوان پر لوگوں کو کھلاتے تھے:

عن فراس الديلي قال كان عمر بن الخطاب ينحر كل يوم على مائدته عشرين جزورا من جزر بعث بها عمرو بن العاص من مصر. (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حَسنین کے لیے یمن سے جوڑے منگوانا

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے جوڑے آئے جو انہوں نے لوگوں کو پہنا دیے۔ شام کو لوگ وہ جوڑے پہن

---

(۱) الطبقات الكبرى، عمر بن الخطاب، ذكر استخلاف عمر، ج۳ص۲۴۱، الناشر: دار الكتب العلمية (۲) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج۱۲ ص۶۱۲ رقم الحديث: ۳۵۸۹۶، الناشر: موسسة الرسالة

کر آئے، اس وقت حضرت عمر قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس آ کر ان کو سلام کرتے اور ان کو دعائیں دیتے۔ اتنے میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی جوڑا نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر آپ غمگین اور پریشان ہوگئے اور آپ کی پیشانی پر بَل پڑ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! تم لوگوں کو جوڑے پہنا کر مجھے خوشی نہیں ہوئی۔ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو تو پہنا نہیں سکا) لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اپنی رعایا کو جوڑے پہنا کر اچھا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ یہ دو لڑکے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آ رہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی جوڑا نہیں ہے۔ یہ جوڑے ان دونوں سے بڑے ہیں اور یہ دونوں ان جوڑوں سے چھوٹے ہیں۔ (اس وجہ سے ان کو جوڑے نہیں دیئے)

ثم كتب إلى اليمن أن ابعث بحلتين لحسن وحسين وعجل، فبعث إليه بحلتين فكساهما.(۱)

پھر انھوں نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے جلدی سے دو جوڑے بھیجو۔ چناں چہ انھوں نے دو جوڑے بھیجے تو حضرت عمر نے ان دونوں حضرات کو پہنا دیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان (کھجور کے ایک درخت کے بارے میں) جھگڑا ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آؤ ہم آپس کے فیصلے کے لیے کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں۔ چناں چہ ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث بنالیا۔ یہ دونوں حضرات

(۱) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج۱۳ ص۶۵۹، رقم الحديث: ۳۷۶۷۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کردیں۔ اور امیر المؤمنین ہو کر میں خود آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ فیصلہ کروانے والے خود ثالث کے گھر آیا کرتے ہیں۔ جب دونوں حضرات حضرت زید کے پاس اندر داخل ہوئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر کے سرہانے بٹھانا چاہا اور یوں کہا: اے امیر المؤمنین! یہاں تشریف رکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ پہلا ظلم ہے جو آپ نے اپنے فیصلہ میں کیا ہے، میں تو اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھوں گا۔ حضرت اُبی نے اپنا دعویٰ پیش کیا جس کا حضرت عمر نے انکار کیا۔ حضرت زید نے حضرت اُبی سے کہا: قاعدہ کے مطابق انکار کرنے پر مُدَّعیٰ علیہ کو قسم کھانی پڑتی ہے، لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ امیر المؤمنین کو قسم کھانے کی زحمت نہ دیں، اور میں امیر المؤمنین کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ درخواست نہیں کرسکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس رعایت کو قبول نہ کیا بلکہ) قسم کھائی اور قسم کھا کر کہا: حضرت زید رضی اللہ عنہ صحیح قاضی تب بن سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک عمر اور ایک عام مسلمان برابر ہو۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک باندی نے حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر کہا: میرے آقا نے پہلے مجھ پر تہمت لگائی، پھر مجھے آگ پر بٹھادیا جس سے میری شرمگاہ جل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے آقا نے تم کو وہ برا کام کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس باندی نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے کسی برائی کا اس کے سامنے اقرار کیا تھا؟ اس باندی نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ۔ (چناں چہ وہ آدمی آگیا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو دیکھا تو فرمایا: کیا تم انسانوں کو وہ عذاب دیتے ہو جو اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے اس پر شبہ ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے اسے وہ کام

(۱) تاریخ مدینة دمشق، ترجمة: زید بن اسلم بن عبد اللہ، ج۱۹ ص۳۱۹، الناشر: دار الفکر

کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: کیا اس باندی نے تمہارے سامنے اس جرم کا اعتراف کیا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ مالک سے اس کے غلام کو اور والد سے اس کے بیٹے کو بدلہ نہیں دلوایا جائے گا تو میں تجھ سے اس باندی کو بدلہ دلواتا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو سو کوڑے مارے اور اس باندی سے فرمایا: تو جا، تو اللہ کے لیے آزاد ہے، تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے آگ میں جلایا گیا یا جس کی شکل آگ سے جلا کر بگاڑی گئی وہ آزاد ہے۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ ہے۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ سے خوشبو نہ تُلوانا

حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے مُشک اور عَنبر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے جو تولنا اچھی طرح جانتی ہو اور وہ مجھے یہ خوشبو تول دے تاکہ میں اِسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں، ان کی اہلیہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نُفیل نے کہا میں تولنے میں بڑی ماہر ہوں لائیے میں تول دیتی ہوں:

قَالَ لَا، قَالَتْ لِمَ؟ قَالَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْخُذِيهِ فَتَجْعَلِينَهُ هٰكَذَا أَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صُدْغَيْهِ وَتَمْسَحِينَ بِهِ عُنُقَكِ فَأُصِيبُ فَضْلًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں تم سے نہیں تلوانا، انھوں نے کہا کیوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تو اُسے اپنے ہاتھوں سے ترازو میں رکھے گی (یوں کچھ نہ کچھ خوشبو تیرے ہاتھ کو لگ جائے گی اور کنپٹی اور گردن کی طرف اشارہ کرتے

(۱) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱۵ ص۷۷، رقم الحديث: ۵۴۱۷۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

ہوئے فرمایا) اور یوں تو اپنی کنپٹی اور گردن پر اپنے ہاتھ پھیرے گی اس طرح تجھے مسلمانوں سے کچھ زیادہ خوشبو مل جائے گی۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کو اونٹوں کی زائد رقم بیت المال میں جمع کروانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے اور ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ آیا، جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انھیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بازار تشریف لے آئے، اور انہیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے تو انھوں نے پوچھا یہ اونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہیں، تو فرمانے لگے اے عبداللہ! واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اونٹ کہاں سے لائے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ اونٹ خریدے تھے پھر بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے بھیجتا تھا (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔

فَقَالَ ارْعَوْا إِبِلَ ابنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، اسْقُوا إِبِلَ ابْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ اغْدُ عَلَى رَأْسِ مَالِكَ وَاجْعَلْ بَاقِيَهُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے، امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ، اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ (میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی اس لیے) اے عبداللہ! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو لے لو، اور

(۱) الزھد لأحمد بن حنبل: ج ۱ ص ۹۸ رقم الحدیث: ۶۲۳ الناشر: دارالکتب العلمیة

باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی غلطی کا اعتراف کرنا

حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، میرے علم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جس نے چار سو سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مہر چار سو درہم یا اس سے کم تھا، اگر مہر زیادہ کرنا کوئی تقویٰ اور عزت کی بات ہوتی تو تم لوگ ان مبارک حضرات سے مہر میں آگے نہیں جاسکتے تھے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر ایک قریشی عورت ان کے سامنے آئی اور اس نے کہا، کیا آپ نے لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ مہر رکھنے سے منع کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، اس عورت نے کہا، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو قرآن میں یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا:

"وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا"

اور تم نے دیا ہو ان میں ایک کو بہت سا مال تو اس میں سے کچھ بھی مت لو۔

یعنی اس آیت میں مہر میں بہت زیادہ مال دینے کو اللہ نے ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ زیادہ مہر دینا بھی جائز ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فقال أيها الناس إني كنت نهيتكم أن تزيدوا في صدقاتهن على أربعمائة، فمن شاء أن يعطي من ماله ما أحب أو ما طابت نفسه فليفعل. (۲)

اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں، تمام لوگ عمر سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہو۔ پھر واپس آ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، اے لوگو! میں نے تمہیں چار سو سے زیادہ مہر دینے سے منع کیا تھا لیکن اب تمہیں اجازت ہے کہ جتنا چاہو یا جتنا تمہارا دل کہے، تم اتنا

---

(۱) السنن الكبرىٰ للبيهقي: كتاب إحياء الموات، باب ما جاء في الحمى: ج۶ ص۲۳۴ رقم الحديث: ۱۱۸۱۱ الناشر: دارالكتب العلمية (۲) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱۶ ص۵۳۸، رقم الحديث: ۴۵۷۹۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

مہر دے سکتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیام دریائے نیل کے نام

مصر میں زمانہ جاہلیت سے یہ دستور چلا آرہا تھا کہ جب بھی دریائے نیل ٹھہر جاتا تو ایک حسین اور خوب صورت لڑکی کو قتل کر کے دریا کے حوالہ کردیا جاتا تو دریائے نیل پھر حسب معمول چل پڑتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مصر فتح ہوا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے گورنر مقرر ہوئے تو اس وقت بھی حسب معمول دریائے نیل کی روانی ختم ہوگئی اور وہ ٹھہر گیا۔

اس موقعہ پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے اس دستور کا ذکر کر کے اس کے مطابق عمل کی اجازت چاہی، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے، ہم ایسا نہیں کریں گے، البتہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میں مشورہ کروں گا۔ چناں چہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین کو خط لکھا اور اس واقعہ کی پوری تفصیل بیان کر کے مشورہ چاہا، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں دریائے نیل کے نام ایک خط روانہ کیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ خط دریائے نیل میں ڈال دیں، اس خط کا مضمون یہ تھا:

من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى نيل مصر أما بعد فإن كنت تجري من قبلك فلا تجر وإن كان الله الواحد القهار هو الذي يجريك فنسأل الله ان يجريك.(۱)

یہ اللہ کے بندے عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام۔ امابعد! اگر تو (اے دریائے نیل) اپنے طرف سے جاری ہوتا تھا تو مت جاری ہو، اور اگر اللہ واحد قہار نے تجھ کو جاری کیا تو ہم اسی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھ کو جاری کردے۔

(۱) البداية والنهاية، فصل في البحار والأنهار، ج ۱ ص ۲۹ الناشر: دار احياء التراث العربي

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا، ڈالنا ہی تھا کہ دریائے نیل خوب تیزی کے ساتھ رواں ہوگیا، ایک ہی رات میں دریائے نیل کا پانی سولہ (۱۶) گز بلند ہوگیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کے سبب اس وقت سے لے کر آج تک چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے، دریائے نیل کی روانی میں کمی نہیں آئی۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھ عمدہ نصائح

۱...... جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رُعب کم ہوجاتا ہے۔

۲...... جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

۳...... جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہوجاتی ہیں۔

۴...... جس کی لغزشیں زیادہ ہوجاتی ہیں اس کی حیا کم ہوجاتی ہے۔

۵...... جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے۔

۶...... جس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔ (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں بارہ پیوند

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں لوگوں میں بیان کر رہے تھے اور انہوں نے ایک لنگی باندھ رکھی تھی جس میں بارہ پیوند تھے:

عن الحسن قال خطب عمر بن الخطاب رضی الله عنه الناس وهو خليفة وعليه إزار فيه إثنا عشر رقعة.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنے زمانہ خلافت میں کہ انہوں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند

(۱) البداية والنهاية: فصل في البحار والأنهار، ج۱ ص۲۹ الناشر: دار احياء التراث العربى

(۲) روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: باب ذكر على لزوم الصمت وحفظ اللسان: ص۴۱ الناشر: دار الكتب العلمية

لگا رکھے تھے:

عن أنس رضي الله عنه قال رأيت عمر رضي الله عنه وهو يومئذٍ أمير المؤمنين وقد رقّع بين كتفيه برقاع ثلاث لبّد بعضها على بعض.[۱]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری کمر پر چڑھ کر اس پَرنالے کو اپنی جگہ لگائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر گرتا تھا، ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر نے نئے کپڑے پہنے۔ اس دن حضرت عباس کے لئے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے، جب حضرت عمر پرنالے کے پاس پہنچے تو اتفاقاً اس پرنالے سے خون بہنے لگا اور آپ کے کپڑوں پر لگ گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے۔ اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار دیئے اور دوسرے پہنے، پھر مسجد میں آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عباس حضرت عمر کے پاس آئے اور انھوں نے کہا:

فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِي وَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِي حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.[۲]

اللہ کی قسم! یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ لگایا تھا۔ حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ وہاں ہی لگائیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چناں چہ حضرت عباس نے ایسا ہی کیا۔

---

(۱) حياة الصحابة: ج۲ص۵۲۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) مسند أحمد: ج۳ص۳۰۹، رقم الحديث: ۱۷۹۰، الناشر: مؤسسة الرسالة

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک معزور صحابی کے لیے خادم مقرر کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے، ایک شخص کو دیکھا، بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پاس جا کر کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا جنگ موتہ میں میرا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رِقّت ہوئی اس کے برابر بیٹھ گئے اور رو کر کہنے لگے کہ افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا؟ سر کون دھوتا ہوگا؟ کپڑے کون پہناتا ہوگا؟ پھر ایک نوکر مقرر کر دیا اور اس کے لیے تمام ضروری چیزیں خود مہیا کر دیں۔ (۱)

مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تنبیہ کرنا

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا کسی نے مجھے کنکری ماری جس سے میری آنکھ کھل گئی، تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا، جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تم دونوں کون ہو؟ انھوں نے کہا، ہم طائف کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم دونوں اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو دردناک سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالاَ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم. (۲)

---

(۱) الفاروق: ص ۳۴۱

(۲) صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت فی المسجد، ج ۱ ص ۱۰۷ رقم الحدیث: ۴۷۰ الناشر: دار طوق النجاۃ

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کا ادب واحترام

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے اپنے زمانہ خلافت میں یہ دستور تھا کہ جب یہ حضرات سواری پر سوار ہو کر کہیں جارہے ہوتے اور راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو جاتی تو یہ حضرات ان کے اکرام میں سواری سے نیچے اتر جاتے اور سواری کی لگام پکڑ کر حضرت عباس کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور انہیں ان کے گھر یا ان کی بیٹھک تک پہنچا کر پھر ان سے جدا ہوتے:

وقال ابن شهاب كان أبو بكر وعمر في ولايتهما لا يلقى العباس منهما واحد وهو راكب إلا نزل عن دابته وقادها ومشى مع العباس حتى يبلغه منزله أو مجلسه فيفارقه.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ اقوال زریں

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھیں۔

انہوں نے فرمایا:

۱...... جو تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی اور کوئی بھی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔

۲...... اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو۔ ہاں اگر وہ بات ہی ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔

۳...... مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب، ج۲٦، ص۳۷۴ الناشر: دار الفكر

ہوتو اس سے برے مطلب کا گمان مت کرو۔

۴...... جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔

۵...... جو اپنے راز کو چھپائے اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

۶...... سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو۔ ان کے سایہ خیر میں زندگی گزارو کیوں کہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لیے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔

۷...... ہمیشہ سچ بولو، چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔

۸...... بے فائدہ اور بیکار کاموں میں نہ لگو۔

۹...... جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو، کیوں کہ جو پیش آچکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

۱۰...... اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔

۱۱...... جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔

۱۲...... بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم اس سے بدکاری سیکھ لو گے۔

۱۳...... اپنے دشمن سے الگ رہو۔

۱۴...... اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو لیکن اگر وہ امانت دار رہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں، اور امانت دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

۱۵...... قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔

۱۶...... جب اللہ کی فرماں برداری کا کام کرو تو عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔

۱۷...... جب اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ کی پناہ چاہو۔

۱۸...... اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"

بس ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے جاری چشموں سے تیس ہزار کے لشکر کا سیراب ہونا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غزوہ کے لیے رواں دواں تھا۔ اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا، چنانچہ قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہو گئے۔

راوی حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کے لیے روانہ فرمایا، وہ تلاش کرتے ہوئے مقامِ تبوک اور

حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انھوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ اس عورت کو لے کر آ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی، اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! پانی پیو، اور اپنے اپنے برتن بعد

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: عثمان بن محمد بن الحسن، ج۱۷ ص۱۶۰، رقم الترجمة: ۴۵۷

الناشر: دار الكتب العلمية

کے لیے بھی بھرلو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کردو۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدح میں عمدہ اشعار

وَقَامَ مَنْ بَعْدَهُ الْفَارُوْقُ تَمَّتْ فِيْ   عِشْرِيْنَ بَعْدَ ثَلَاثٍ غَيَّبُوْا عُمَرَا
وَهُوَ الَّذِيْ اِتَّخَذَ الدِّيْوَانَ وَافْتَرَضَ   الْعَطَاءَ قِيْلَ وَبَيْتُ الْمَالِ وَالدِّرَرَا
سَنَّ التَّرَاوِيْحَ وَالتَّارِيْخَ اِفْتَتَحَ الْفُتُوْ   حَجْمًا، وَزَادَ الْحَدَّ مَنْ سَكَرَا
وَهُوَ الْمُسَمّٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَمْ   يُدْعَىٰ بِهٖ قَبْلَهٗ شَخْصٌ مِّنَ الْاُمَرَاءِ (۲)

ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے ان کی خلافت ۲۳ھ تک رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے رجسٹر تیار کروائے اور عطیات کو مقرر کیا اور بیت المال کو قائم کیا، آپ ہی نے تراویح کی سنت اور تاریخ ہجری کا نفاذ کیا اور تمام فتوحات کو سر کیا، اور نشہ کرنے والوں پر حد (سزا) کا اضافہ کیا، آپ ہی سب سے پہلے امیر المؤمنین کے لقب سے نوازے گئے ان سے پہلے کوئی حاکم اس لقب کے ساتھ نہیں پکارا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا اشعار میں غم کا اظہار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رات کے وقت کسی کو ان اشعار کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے سنا اور مجھے یقین ہے کہ وہ خبر دینے والا انسان نہیں تھا بلکہ جن تھا:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ اَمِيْرٍ وَبَارَكَتْ   يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ
فَمَنْ يَمْشِ اَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ   لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْاَمْسِ يُسْبَقِ
قَضَيْتَ اُمُوْرًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا   بَوَائِقَ فِي اَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ (۳)

---

(۱) الخصائص الکبری: باب ما وقع فی غزوة تبوك من المعجزات، ج۱ ص۴۵۶، ۴۵۷

(۲) تاریخ الخلفاء: قصیدة للمؤلف فیها أسماء الخلفاء ووفیاتهم، ص۳۶۲

(۳) الطبقات الکبری: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج۳ ص۲۸۶، الناشر: دار الکتب العلمیة

اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ اپنی قدرت سے اس کھال میں برکت عطا فرمائے جس کو ٹکڑے کر دیا گیا (اے امیر المؤمنین!) آپ جو کارنامے سرانجام دے گئے ہیں، ان تک پہنچنے کے لیے کوئی تھوڑی محنت کرے یا زیادہ وہ کبھی بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ پیچھے رہ جائے گا۔ بہت بڑے کام تو آپ پورے کر گئے لیکن ان کے بعد ایسی مصیبتیں چھوڑ گئے جو ایسی کلیوں میں ہیں جو ابھی پھوٹی نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وعدے کا پاس اور ایران کے مشہور سپہ سالار کا قبول اسلام

ایران کا مشہور سپہ سالار ہرمزان قیدی بنا کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا ہے، آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیوں کہ اس نے اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا تھا۔ جب اس کے قتل کی تیاری ہوگئی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا:

میں پیاس سے نڈھال ہوں، کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے پینے کے لیے پانی دیا جائے۔ حکم ہوا کہ اسے پانی پلایا جائے، ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: یہ پانی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اسے پینے تک آپ لوگ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟

فرمایا: جب تک تم پانی نہیں پیو گے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس نے جلدی سے پانی کو نیچے گرا کر ضائع کر دیا اور کہا: امیر المؤمنین! دیکھئے آپ نے وعدہ کیا ہے اب اس کو پورا کیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں قتل کرنے سے فی الحال رُک جاتے ہیں، میں تمہارے معاملے میں غور و فکر کروں گا، پھر جلاد کو حکم دیا کہ تلوار ہٹا لو۔ اب اس نے بلند آواز میں پکارا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام لے آئے ہو، اچھا کیا۔ مگر یہ تو بتاؤ جب میں نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تھی اس وقت تم نے قبول کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا: مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس وقت اسلام قبول کروں گا تو میرے بارے میں کہا جائے گا کہ موت سے گھبرا کر اسلام لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عُقُوْلُ فَارِسٍ تَزِنُ الْجِبَالَ.

اہل فارس کی عقلیں پہاڑوں جیسی ہیں۔

مراد یہ کہ یہ بڑے عقل مند ودانا ہیں، ان کی عقلیں عظیم الشان ہیں۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعے کے سبب ہر نومولود بچے کے لیے وظیفہ مقرر کرنا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آیا اور انھوں نے عیدگاہ میں قیام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کیا تم اس بات کے لیے تیار ہو کہ ہم دونوں اس قافلہ کا چوروں سے پہرہ دیں؟ (انھوں نے کہا: ٹھیک ہے) چناں چہ یہ دونوں حضرات رات بھر قافلہ کا پہرہ بھی دیتے رہے اور باری باری نماز بھی پڑھتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو انھوں نے جا کر اس کی ماں سے کہا: اللہ سے ڈر اور اپنے بچے کا خیال کر۔

اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ واپس آ گئے۔ پھر بچے کے رونے کی آواز سنی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر دوبارہ اس کی ماں کو وہی بات کہی اور اپنی جگہ واپس آ گئے۔ جب آخر رات ہوئی تو پھر انھوں نے اس بچے کے رونے کی آواز سنی تو جا کر اس کی

(۱) تاریخ الطبری: سنة سبع عشرة، ذكر فتح رامهر مز وتستر، ج۴ص۸۴ الناشر: دار احياء التراث العربي

ماں سے کہا: تیرا بھلا ہو! میرا خیال ہے کہ تو بچے کے حق میں بُری ماں ہے۔ کیا بات ہے کہ تیرا بیٹا آج ساری رات آرام نہ کر سکا؟ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! آج رات تو (بار بار آکر) تم نے مجھے تنگ کر دیا۔ میں بہلا پھُسلا کر اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں لیکن یہ مانتا نہیں۔

حضرت عمر نے پوچھا:

تم اس کا دودھ کیوں چھڑانا چاہتی ہو؟

اس عورت نے کہا:

کیوں کہ حضرت عمر صرف اس بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جو دودھ چھوڑ چکا ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

اس بچے کی عمر رضی اللہ عنہ کیا ہے؟

اس عورت نے کہا:

اتنے مہینے کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا بھلا ہو! اس کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کر۔ (پھر آپ وہاں سے واپس آئے) اور فجر کی نماز پڑھائی اور نماز میں بہت روئے۔ زیادہ رونے کی وجہ سے ان کا قرآن لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا:

قال یا بؤس لعمر کم قتل من أولا د المسلمین ثم أمر منادیا فنادی لا تعجلوا صبیانکم عن الفطام فإنا نفرض لکل مولود فی الإسلام وکتب بذلك فی الآفاق إنا نفرض لکل مولود فی الإسلام.[1]

عمر کے لیے ہلاکت ہو! اس نے مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے۔ (کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اصول یہ بنایا کہ دودھ چھڑانے کے بعد بچے کو وظیفہ ملے گا اس وجہ سے نہ معلوم کتنے بچوں کا دودھ قبل از وقت چھڑایا گیا ہوگا اور بچوں کو تکلیف ہوئی ہوگی) پھر

(۱) تاریخ مدینة دمشق، ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴، ص۳۵۵، الناشر: دار الفکر

اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ خبردار! تم اپنے بچوں کا جلدی دودھ نہ چھڑاؤ، کیوں کہ ہم ہر دودھ پیتے مسلمان بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے۔ اور تمام علاقوں میں بھی (اپنے گورنروں کو) یہ لکھوا کر بھیجا کہ ہم ہر دودھ پیتے مسلمان بچے کا بھی وظیفہ مقرر کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں سخاوت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت رمضان المبارک میں کثرت سے ہوتی تھی، جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے، اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن سنایا کرتے تھے۔ غرض جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے تو آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ خیر کے کاموں میں سخاوت کرتے تھے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ.[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ رمضان المبارک میں سخاوت کثرت سے کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت ابوالفرات رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا لہٰذا تم مجھ سے بدلہ لے

---

(۱) صحیح البخاری: كتاب الصوم، باب اجود ما كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يكون فی رمضان، ج۳ ص ۲۶ رقم الحديث: ۱۹۰۲ الناشر: دار طوق النجاة

لو۔ چناں چہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے! اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا:

كان لعثمان عبد فقال له إني كنت عركت أذنك فاقتص مني فأخذ بأذنه، ثم قال عثمان اشدد، يا حبذا قصاص في الدنيا لا قصاص في الآخرة.(۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پینتیس ہزار درہم کا کنواں خرید کر صدقہ کرنا

حضرت بشیر اسلمی فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنوغفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام رُومہ تھا، وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مَشک ایک مُدّ (تقریباً ۱۴ چھٹانک) میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا: تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمھیں اس کے بدلہ میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے اس لیے میں نہیں دے سکتا۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہکو پہنچی، تو انہوں نے وہ کنواں پینتیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا، تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دیا ہے:

لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ اسْتَنْكَرُوا الْمَاءَ، وَكَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا رُومَةٌ، وَكَانَ يَبِيعُ مِنْهَا الْقِرْبَةَ بِمُدٍّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِعْنِيهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لِي، وَلَا لِعِيَالِي غَيْرُهَا، لَا أَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسَةٍ

(۱) الرياض النضرة في مناقب العشرة، في مناقب عثمان بن عفان، ج۳ص۴۵، الناشر: دار الكتب العلمية

وَثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَجْعَلُ لِي مِثْلَ الَّذِي جَعَلْتَهُ له عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ قَدِ اشْتَرَيْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِينَ. (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے مثال سخاوت

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں فاقہ تھا، کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں تھی، آپ نے اس موقعہ پر ایک رات کسی کے باغ کو پانی سینچ کر ڈالنے کی مزدوری کی، اور اس کام پر صبح کو باغ والے نے کچھ ''جو'' دیے، آپ اس کو لے کر آئے اور گھر میں اس ''جو'' کے تین حصے بنا کر ایک حصہ چکی میں پسوایا اور اس سے خزیرہ نام کا ایک کھانا پکایا تھا، اور کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور دستک دی کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، آپ نے اور گھر کے افراد نے وہ سارا کھانا مسکین کو دے دیا، پھر باقی آٹے میں سے کچھ نکال کر پکایا اور کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، آپ نے یہ کھانا بھی اللہ کے نام پر اس یتیم کو دے دیا، اور آٹے کے آخری بچے ہوئے حصہ کو لے کر اس کو پکایا، اور کھانے بیٹھے تو ایک قیدی آیا اور سوال کیا، آپ نے یہ بھی اللہ کے نام پر دے دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۝٨''

وہ اللہ کی محبت میں مسکین ویتیم وقیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فقراء کے بغیر کھانا نہ کھانا

حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی پر کچھ لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ناراض ہوئے اور ان سے کہا کہ کیا تم ان بڑے میاں پر ترس نہیں کھاتی ہو کہ یہ کمزور ہوتے جا رہے ہیں (انہیں کچھ کھلایا پلایا

(۱) المعجم الكبير للطبراني، ج۲ص ۴۱، رقم الحديث: ۱۲۲۶، الناشر: مكتبة ابن تيمية قاهرة

(۲) اسباب النزول للواحدی ص: ۴۷۰ الناشر: دار الكتب العلمية

کرو) انہوں نے کہا میں ان کا کیا کروں؟ جب بھی ہم ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں تو وہ اور لوگوں کو بلا لیتے ہیں جو سارا کھانا کھا جاتے ہیں (یوں دوسروں کو کھلا دیتے ہیں خود کھاتے نہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد سے نکلتے تو کچھ غریب لوگ ان کے راستے میں بیٹھ جاتے تھے (جن کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ساتھ گھر لے آتے اور ان کو اپنے کھانے میں شریک کر لیتے) ان کی بیوی نے ان غریبوں کے پاس مستقل کھانا پہلے سے بھیج دیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ تم یہ کھانا کھا لو اور چلے جاؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے راستہ میں نہ بیٹھو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے گھر آ گئے (انہیں راستے میں کوئی غریب بیٹھا ہوا نہ ملا) تو فرمایا فلاں اور فلاں کے پاس آدمی بھیجو (تاکہ وہ کھانے کے لیے آ جائیں آدمی ان کو بلانے گئے، لیکن ان میں سے کوئی نہ آیا کیوں کہ) ان کی بیوی نے ان غریبوں کو کھانے کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا تھا کہ اگر تمہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بلائیں تو مت آنا۔ (جب کوئی نہ آیا) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں آج رات کھانا نہ کھاؤں چناں چہ اس رات کھانا نہ کھایا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک شب میں فقراء پر دس ہزار دراہم تقسیم کرنا

حضرت ایوب بن وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک پڑوسی نے یہ قصہ سنایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، اور ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار (کل دس ہزار درہم) اور ایک جھالر والی چادر آئی، پھر وہ بازار گئے اور اپنی سواری کے لیے ایک درہم کا چارہ ادھار خریدا۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے (اس لیے میں بڑا حیران ہوا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے اور یہ

(۱) حلیۃ الاولیاء، ترجمۃ: عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۸ الناشر: دار الکتاب العربی

ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے ہے (اس لیے) میں ان کی باندی کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تم سچ سچ بتانا، کیا حضرت ابوعبدالرحمٰن (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار اور ایک چادر نہیں آئی ہے؟ اس نے کہا ہاں آئی ہے، میں نے کہا میں نے انھیں دیکھا ہے کہ وہ ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے تھے۔ (تو یہ کیا بات ہے؟ اتنے مال کے ہوتے ہوئے وہ ادھار کیوں خرید رہے تھے؟) اس باندی نے کہا رات سونے سے پہلے ہی انہوں نے وہ دس ہزار درہم تقسیم کردیے تھے، اور پھر وہ چادر اپنی کمر پر ڈال کر باہر چلے گئے تھے اور وہ بھی کسی کو دے دی، پھر گھر واپس آ گئے:

فَقُلْتُ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ مَا تَصْنَعُونَ بِالدُّنْيَا، وَابْنُ عُمَرَ أَتَتْهُ الْبَارِحَةَ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَضَحٍ، فَأَصْبَحَ الْيَوْمَ يَطْلُبُ لِرَاحِلَتِهِ عَلَفًا بِدِرْهَمٍ نَسِيئَةً. (۱)

چناں چہ میں نے (بازار میں جا کر) اعلان کیا اے تاجروں کی جماعت! تم اتنی دنیا کما کر کیا کرو گے؟ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح دوسروں پر سارا مال خرچ کردو) کل رات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دس ہزار کھرے درہم آئے تھے وہ (انہوں نے ایک ہی شب میں سارے خرچ کردیے اس لیے) آج اپنی سواری کے لیے وہ ایک درہم کا ادھار چارہ خرید رہے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے افطاری کا کھانا مسکین کو دینا

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا، تو انھوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو اس نے کہا افطار کس چیز سے کریں گے، فرمایا دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھیجوا دیا لونڈی کو بلا کر کہا یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے:

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، ج۱ ص۲۹۷ الناشر: دار الكتاب العربي

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا، وَهِيَ صَائِمَةٌ، وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ، فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا أَعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ، قَالَتْ فَفَعَلْتُ، قَالَتْ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدَى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَنَهَا، فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هَذَا، هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم کی سخاوت کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم بھیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردی یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کردی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انھوں نے عرض کیا کہ کیٰ آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں ایک درہم کا گوشت ہمارے لیے نہیں خریدا جاسکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے یاددلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔

یہ حیرت انگیز قسم کی سخاوت ہے کہ اپنی تو فکر نہیں اور ساری دنیا پر لٹادیا اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم، کیا ٹھکانہ ہے اس سخاوت کا!

أن عائشة بعثت إليها بمال في غرارتين، قالت أراه ثمانين ومائة ألف فدعوت بطبق وهي يومئذ صائمة فجلست فقسمته فأمست وما عندها منه درهم فقالت يا جارية هلمي فطري، فجاءتها بزيت وخبز، فقالت لها أم ذرة أما استطعت أن تشتري لنا لحما بدرهم نفطر عليه؟ قالت لا تعنفيني لو كنت ذكرتيني لفعلت.(۲)

---

(۱) موطا مالك: كتاب الصدقة، باب الترغيب في الصدقة، ج۲ص۹۹۷ الناشر: دار احياء التراث العربي

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها، ج۱ص۲۶ الناشر: دار الكتب العلمية

تین لاکھ درہم لینے سے انکار کرنا

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا ذمہ دار ونگران مقرر کیا اور انھیں تین لاکھ اس خدمت کے عوض دینے چاہے، تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار بطورِ معاوضہ کے دینے چاہے، لیکن انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے تو اللہ کے لیے کام کیا تھا:

عن عمرو بن دينار قال إستعمل عثمانُ عبدَ الله بن الأرقم صلى اللهُ عليه وسلم على بيت المال، فأعطاه عُمالة ثلاث مائة ألف، فأبى أن يقبلها فذكر نحوه أى نحو حديث مالك، قال بلغني أنّ عثمان أجاز عبد الله بن الأرقم بثلاثين ألفاً فأبى أن يقبلها، وقال إنما علمت لله.(۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور انفاق فی سبیل اللہ

ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹ پر صرف گیہوں آٹا اور دوسری اشیائے خورد ونوش تھیں۔ اس عظیم الشان قافلہ کا تمام مدینہ میں شور ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے، (مراد یہ تھی کہ معمولی تاخیر سے داخل ہوں گے، ورنہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو ام المؤمنین کے پاس حاضر ہو کر عرض کی، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ پورا قافلہ مع اسباب وسامان بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہِ خدا میں وقف ہے:

حتّٰى قدمت لَهٗ سبعمائة راحلة تحمل البر، وتحمل الدقيق والطعام، قَالَ: فلما دخلت المدينة سَمِعَ أهل المدينة، رجة فقالت عَائِشَة ما هَذِهِ الرجة؟ فقيل لها

(۱) حياة الصحابة: الباب الرابع، ج۲ص۵۲۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

عیر قدمت لعبد الرَّحْمَن بْن عوف، سبعمائة بعیر تحمل البر والدقیق، والطعام، فقالت عَائِشَة سَمِعْتُ رَسُول الله صلی اللّٰهُ علیه وسلم يَقُولُ یدخل عَبْد الرَّحْمَن بْن عوف الجنة حبوًا، فلما بلغ ذَلِكَ عَبْد الرَّحْمَن، قَالَ یا أمه إن أشهدك أنها بأحمالها، وأحلاسها، وأقتابها فِي سبيل الله عَزَّ وَجَلَّ.(۱)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی دولت ذاتی راحت وآسائش کے لیے نہ تھی بلکہ جو جس قدر زیادہ دولت مند تھا اسی قدر اس کا دست کرم زیادہ کشادہ تھا، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی سے شروع ہو چکا تھا، اور وقتاً فوقتاً قومی ومذہبی ضروریات کے لیے اپنی دولت کو دریا کی طرح بہایا۔ سورۂ برات نازل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی گئی تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال یعنی چار ہزار درہم پیش کیے، پھر دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار وقف کیے، اسی طرح جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ دیئے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بے نظیر ایثار

ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے سخت فاقہ درپیش ہے۔ آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے معلوم کیا کہ کوئی چیز تم لوگوں کے پاس ہے؟ لیکن کسی جگہ بھی کوئی کھانے کی چیز نہیں ملی۔ آپ نے اعلان کیا کہ کوئی ہے جو ہمارے مہمان کی آج رات مہمان نوازی کرے؟ تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا میں ان کی مہمان نوازی کروں گا۔ پھر ان کو اپنے گھر لے گئے، اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ مہمان رسول کی خاطر داری میں کوئی کسر نہ چھوڑنا، ان کی بیوی نے کہا کہ آج ہمارے گھر سوائے بچوں کے کھانے کے کوئی چیز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو، اور ہم بھی آج اللہ کے نبی کے مہمان کی خاطر بھوکے رہ جائیں

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة، ترجمة: عبد الرحمن بن عوف، ج۳ص۴۷۵، رقم الترجمة: ۳۳۷۰ الناشر: دار الکتب العلمية

گے اور جو کھانا ہے اس کو لے آؤ، اور جب ہم کھانے بیٹھیں تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دو، تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی ان کے ساتھ طعام میں شریک ہیں۔ چناں چہ ان کی اہلیہ نے ایسا ہی کیا، اس طرح مہمان کو سارا کھانا کھلا دیا اور خود وہ اور ان کے بیوی بچے سب بھوکے رہ گئے۔ جب صبح ہوئی اور یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ نے فرمایا کہ فلاں مرد وفلاں عورت سے اللہ نے تعجب کیا اور ان کی مدح میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

"وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

وہ ترجیح دیتے ہیں ان کو اپنے نفسوں پر اگر چہ ہو ان کو سخت حاجت۔ (۱)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا چار لاکھ دراہم فقراء کے درمیان تقسیم کرنا

حضرت سعدیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو میں نے ان کی طبیعت پر گرانی محسوس کی۔ میں نے ان سے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ کیا ہماری طرف سے آپ کو کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر اس ناگوار بات کو دور کر کے آپ کو راضی کریں گے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم تو مسلمان مرد کی بہت اچھی بیوی ہو۔ میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ اس کا کیا کروں؟ میں نے کہا کہ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ آپ اپنی قوم کو بلا لیں اور یہ ان میں تقسیم کر دیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لڑکے! میری قوم کو میرے پاس لے آؤ۔ (چناں چہ ان کی قوم والے آگئے تو سارا مال ان میں تقسیم کر دیا) میں نے خزانچی سے پوچھا: انہوں نے کتنا مال تقسیم کیا؟ خزانچی نے کہا: چار لاکھ درہم:

عَن جدته سعدی قَالَت دخلت يَوْمًا علی طَلْحَة تَعْنِي ابْن عبيد الله فَرَأَيْت مِنْهُ

(۱) الدر المنثور فی التفسیر المأثور: سورۃ الحشر آیت نمبر ۹ کے تحت، ج۸ ص۱۰۶ الناشر: دار الکتب العلمیة

ثقلا فقلت له ما لك لعلّه رابك منا شيء فنعتبك قال لا ولنعم حليلة المرء المسلم أنت ولكن اجتمع عندي مال ولا أدري كيف أصنع به قالت وما يغمك منه ادع قومك فاقسمه بينهم فقال يا غلام عليّ بقومي فسألت الخازن كم قسم قال أربعمائة ألف.(۱)

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا مساکین کی امداد اپنے ہاتھ سے کرنا

حضرت عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جا چکی تھی، انہوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک ایسی رسی باندھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔ گھر والے ان سے کہتے آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے:

عن حارثة بن النعمان، وكان قد ذهب بصره فاتخذ خيطا في مصلاه إلى باب حجرته، فكان إذا جاء المسكين أخذ من مكتله شيئا، ثم أخذ بطرف الخيط حتى يناوله، وكان أهله يقولون له نحن نكفيك، فيقول: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مناولة المسكين تقي مصارع السّوء.(۲)

صدقہ دینے کے سبب سیاہ سانپ کے شر سے محفوظ ہونا

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص لوگوں کو تنگ کیا کرتا تھا، لوگوں نے حضرت صالح سے اس کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ اس کے لیے بددعا کریں، صالح علیہ

---

(۱) الترغيب والترهيب: ج۲ص ۲۸، رقم الحديث: ۱۳۲۷، الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) الاصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: حارثة بن النعمان، ج ۱ ص۷۰۸ رقم الترجمة: ۱۵۳۷ الناشر: دارالكتب العلمية

السلام نے فرمایا جاؤ تم اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے، وہ آدمی روزانہ لکڑی چننے جاتا تھا۔ چناں چہ وہ اس دن لکڑی چننے کے لیے نکلا، اس دن اس کے ساتھ دو روٹیاں تھیں، اس نے ایک روٹی کھالی اور دوسری صدقہ کردی، چناں چہ وہ گیا اور لکڑی چن کر شام کو صحیح وسالم واپس لوٹ آیا، اسے کوئی نقصان نہ پہنچا، لوگ صالح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ آدمی تو لکڑی چن کر صحیح وسالم واپس آ گیا ہے اسے تو کچھ بھی نہیں ہوا، حضرت صالح علیہ السلام کو تعجب ہوا، انہوں نے اس آدمی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے آج کون سے عمل کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں آج لکڑی چننے نکلا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں، میں نے ایک کو صدقہ کر دیا اور دوسری کو کھالیا، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ صَالِحٌ حُلَّ حَطَبَكَ فَحَلَّ حَطَبَهُ، فَإِذَا فِيهِ أَسْوَدٌ مِثْلُ الْجِذْعِ، عَاضًّا عَلَى جِذْلٍ مِنَ الْحَطَبِ قَالَ فَقَالَ بِهَا دُفِعَ عَنْهُ يَعْنِي بِالصَّدَقَةِ.(۱)

کہ اس لکڑی کے گھٹ کو کھولو، لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں اس میں ایک سیاہ سانپ تنے کی مانند پڑا ہوا تھا اور اپنے دانتوں کو لکڑی کے ایک موٹے تنے پر گاڑے ہوا تھا۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اسی عمل (یعنی صدقہ) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے نجات دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انوکھا ایثار

''وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ '' کے شان نزول میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک صحابی کو کسی نے بکری کی سری پائے ہدیہ میں بھیجی، ان صحابی نے کہا کہ فلاں بھائی صاحب اولاد ہیں، وہ مجھ سے زیادہ اس کے محتاج ہیں لہٰذا ان کو دے دو۔ اس طرح وہ سری پائے ان کے گھر بھیج دی گئی، وہ دوسرے صحابی کہنے لگے کہ میرے سے فلاں صاحب زیادہ محتاج ہیں، لہٰذا ان کو دے دو۔ وہ سری

(۱) الزهد لأحمد بن حنبل: بقية الزهد عيسىٰ عليه السلام ص۸۰ الناشر: دار الكتب العلمية

پائے وہاں سے ایک تیسرے صحابی کے پاس پہنچی، اس طرح ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے گھر ہوتی ہوتی سات گھروں کا چکر لگا کر اور بعض روایات میں ہے کہ نو گھروں کا چکر لگا کر وہ سری پائے پھر پہلے صحابی کے پاس ہی آ گئی۔ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی، یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انوکھا ایثار کہ اس حالت میں بھی ہر ایک کو دوسرے کی فکر لاحق ہے۔(۱)

نزع کی حالت میں حضرات صحابہ کرام کا ایثار

حضرت ابوجَہم بن حُذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی تھی، زمانہ جاہلیت کو بھی پایا اور زمانہ اسلام کو بھی، یہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے نکلا اور ساتھ میں ایک پانی مشکیزہ لے لیا تاکہ اگر وہ مل جائیں اور پانی کی ضرورت پڑے تو پریشانی نہ ہو، کہتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک جگہ پالیا، وہ نزع کی حالت میں زخمی پڑے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں پانی پلاؤں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں ان کے قریب ایک اور شخص زخمی حالت میں پڑے ہوا تھا، انہوں نے آہ کی اور پانی کی تمنا کی، میرے چچازاد بھائی نے کہا کہ پہلے ان کو پانی پلاؤ، دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہشام بن العاص تھے، میں ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ کیا پانی پلاؤں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں ایک اور شخص کے کراہنے کی آواز آئی تو ہشام کہنے لگے کہ اس کو پہلے پلا دو، حضرت ابوجَہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا، لہٰذا میں ہشام کے پاس آیا، دیکھا تو ان کا بھی انتقال ہو گیا، یہ دیکھ کر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا کہ ان کو پانی پلا دوں، مگر جب ان کے پاس پہنچا تو ان کا بھی وصال ہو چکا تھا:

قال أبو جهم بن حذيفة انطلقت يوم اليرموك أطلب ابن عمي ومعي شنة ماء

(۱) الدر المنثور في التفسير المأثور، سورہ حشر آیت نمبر ۹ کے تحت، ج۸ ص۱۰۷ الناشر: دار الفكر

وإناء، فقلت إن كان به رمق سقيته من الماء، ومسحت به وجهه، قال فإذا أنا به ينشع، فقلت له أسقيك؟ فأشار أن نعم، فإذا رجل يقول آه، فأشار ابن عمي أن انطلق به إليه، فإذا هو هشام بن العاص أخو عمرو بن العاص، فأتيته فقلت أسقيك؟ فسمع آخر يقول آه، فأشار هشام أن انطلق به إليه، فجئته فإذا هو قد مات، ثم رجعت إلى هشام فإذا هو قد مات، ثم أتيت ابن عمي فإذا هو قد مات.(۱)

ایک یتیم بچے کا حاتم طائی کے لیے دس بکریوں کو ذبح کرنا

ایک شخص نے حاتم طائی سے پوچھا: اے حاتم! کیا سخاوت میں کوئی تجھ سے آگے بڑھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں قبیلہ طئی کا ایک یتیم بچہ مجھ سے زیادہ سخی نکلا، جس کا قصہ یوں ہے کہ دورانِ سفر میں رات گزاری کے لیے اس کے گھر گیا، اس کے پاس دس بکریاں تھیں، اس نے ایک ذبح کی، اس کا گوشت تیار کیا اور کھانے کے لیے مجھے پیش کر دیا، اس نے کھانے کے لیے جو چیزیں مجھے دیں ان میں مغز بھی تھا، میں نے اسے کھایا تو مجھے پسند آیا، میں نے کہا: واہ سبحان اللہ! کیا خوب ذائقہ ہے، یتیم بچہ فوراً باہر نکل گیا، اور ایک ایک کر کے تمام بکریاں میری لاعلمی میں اس نے ذبح کر ڈالیں اور سب سے مغز مجھے پیش کیے، جب میں کوچ کرنے لگا تو کیا دیکھتا کہ گھر کے ارد گرد ہر طرف خون ہی خون بکھرا پڑا ہے، بس نے اس سے کہا: آپ نے تمام بکریاں کیوں ذبح کیں؟ اس نے کہا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَسْتَطِيْبُ شَيْئًا أَمْلِكُه فَأَبْخَلُ عَلَيْكَ بِهِ، إِنَّ ذٰلِكَ لَسُبَّةٌ عَلَى الْعَرَبِ قَبِيْحَةٌ.

واہ سبحان اللہ! آپ کو میری کوئی چیز اچھی لگے اور میں اس پر بخل کروں، یہ عربوں کے لیے بدترین گالی ہے۔

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق لا بن عساکر: ترجمة: عبيد بن حذيفه بن غانم بن عامر بن عبد الله، ج ۱۶ ص ۲۴، الناشر: دار الفكر

حاتم سے پوچھا گیا: بدلے میں آپ نے اسے کیا دیا؟ انھوں نے کہا: تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں، ان سے کہا گیا: تو پھر آپ اس سے بڑے سخی ہوئے، انھوں نے جواب دیا:

بَلْ هُوَ اَكْرَمُ لِاَنَّه جَادَ بِكُلِّ مَا يَمْلِكُه وَاِنَّمَا جُدتُّ بِقَلِيْلٍ مِنْ كَثِيْرٍ.

نہیں وہ مجھ سے زیادہ سخی ہے کیوں کہ اس نے اپنا سب کچھ لٹا کر سخاوت کی ہے، جب کہ میں نے تو اپنے بہت سے مال میں سے تھوڑا سا خرچ کر کے سخاوت کی ہے۔ (۱)

وقت کے تین بڑے سخیوں کی حیرت انگیز سخاوت

تین آدمیوں نے آپس میں شرط لگائی، ایک نے کہا: ہمارے زمانے میں سب سے بڑے سخی قَیس بن سَعد بن عَلقمہ ہیں۔ دوسرے نے کہا: ہمارے زمانے کے سب سے بڑے سخی عبداللہ بن جعفر ہیں۔ تیسرے نے کہا: ہمارے زمانے کے سب سے بڑے سخی عَرابہ اَوسی ہیں۔

ان کا باہمی یہ اختلاف زور پکڑ گیا، کسی نے ان سے کہا: تمہیں چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے سخی کے پاس جائے اور اس سے کچھ مانگے، ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا سخاوت کرتا ہے اس کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ کون بڑا سخی ہے، چناں چہ ایک آدمی جنھوں نے عبداللہ بن جعفر کے سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان کے پاس آیا، یہ اس وقت اپنی سواری پر سفر پر جانے کے لیے سامانِ سفر رکھ رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول کے چچا زاد بھائی! میں بھٹکا ہوا مسافر ہوں، مجھے کچھ دیجیے تا کہ میں منزل تک پہنچ سکوں، اس وقت عبداللہ سواری پر پاؤں رکھ چکے تھے، انہوں نے پاؤں رکاب سے کھینچا اور کہا: یہ سواری ساز وسامان سمیت لے لیجیے، آدمی نے سواری لے لی، اس پر ریشم کی بہت سی چادریں اور دو ہزار دینار تھے۔

---

(۱) المستجاد من فعلات الأجواد: حكاية، ص ۵۸، ۵۹ الناشر: دار احياء التراث العربي

جن صاحب نے قیس بن سعد کے بڑے سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ ان کے پاس گئے، قیس گھر میں سوئے ہوئے تھے، آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا، گھر سے ان کی لونڈی باہر نکلی اور کہا: وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی آمد کا مقصد بتائیے! انہوں نے کہا: میں بچھڑا ہوا مسافر ہوں، میں ان کے در پر اس لیے آیا ہوں تاکہ وہ میری مدد کریں اور میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں لونڈی نے کہا: آپ کی حاجت کو پورا کرنا ان کو بیدار کرنے سے میرے لیے زیادہ آسان ہے، پھر وہ اندر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد جب وہ لوٹی تو اس کے پاس تین سو دینار کی ایک تھیلی تھی، اس نے وہ تھیلی ان کو پکڑائی اور کہا: اونٹوں کے باڑے میں جاؤ، ان میں سے اپنے لیے ایک سواری پسند کرلو، اس پر سوار ہوکر اپنی راہ لے لو۔ آدمی نے مال اور سواری لی اور چل پڑا، جب قیس نیند سے بیدار ہوئے تو لونڈی نے ان کو مسافر کی آمد اور اسے دینار اور سواری دینے سے آگاہ کیا، قیس نے اس کے فیصلے سے خوش ہوکر اسے آزاد کردیا۔

جن صاحب نے عرابہ کے زیادہ سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ جب عرابہ کے پاس پہنچے تو عرابہ اس وقت نابینا ہوچکے تھے اور دو غلاموں کے کندھوں پر سہارا لے کر گھر سے مسجد جارہے تھے، اس نے کہا: اے عرابہ! میں بچھڑا ہوا مسافر ہوں، تیری نوازش کا طلب گار ہوں، انہوں نے کہا: ہائے کمبختی بخدا: حالات نے عرابہ کے گھر ایک درہم بھی نہیں چھوڑا، لیکن بھتیجے! تم یہ دونوں غلام لے لو، اس نے کہا: میں آپ کے دونوں کندھوں کو کاٹنا نہیں چاہتا، عرابہ نے کہا: بخدا یہ آپ کو لینے پڑیں گے اگر آپ نہیں لیتے تو میری طرف سے یہ آزاد ہیں۔ اور فوراً اپنے ہاتھ ان کے کندھوں سے کھینچ لیے، بعدازیں وہ کبھی اس دیوار سے ٹکراتے اور کبھی اس دیوار سے تھپڑ کھاتے، یوں ہی گرتے پڑتے جب گھر لوٹے تو ان کے چہرے میں زخم کے کئی گہرے نشانات پڑ چکے تھے۔ جب تینوں جمع ہوئے تو فیصلہ یہ ہوا کہ سب سے بڑے سخی عرابہ اَوسی ہیں۔ (۱)

مہمان نوازی کی قیمت

قَیس بن سعد جو اپنے زمانے کے مشہور سخی ہیں سے پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے

(۱) قصص العرب: أسخی الناس، ج۱ ص ۲۶۵، ۲۶۶ الناشر: دار الکتب العلمیة

شاہِ رُوم کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پانچ اَنوکھے سوالات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شاہ روم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب خط لکھا جس میں درج ذیل سوالات پوچھے؟

۱......سب سے افضل کلام کون سا ہے اور اس کے بعد دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچواں افضل ترین کلام کون سا؟

۲......شاہ روم نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین بندہ کون ہے اور معزز ترین بندی کون ہے؟

۳......شاہ روم نے اپنے خط میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ چار نفوس کون سے ہیں جنھوں نے اپنی ماؤں کے پیٹ میں اپنے پاؤں نہیں پھیلائے؟

۴......شاہ روم نے خط کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جو صاحب قبر کو لیے ہوئے چلتی پھرتی ہے؟

۵......شاہ روم نے خط کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے المجرۃ اور القوس اور اس جگہ کے متعلق دریافت کیا جہاں سورج صرف ایک مرتبہ طلوع ہوا ہے نہ کبھی اس سے پہلے طلوع ہوا ہے اور نہ کبھی اس کے بعد (اس جگہ) طلوع ہوگا؟

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (شاہ روم) کا خط پڑھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ سوالات بھیجے کہ آپ ان کے جوابات لکھیں اور میری طرف روانہ کریں۔ پس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جوابی خط لکھا کہ:

۱......بے شک سب سے افضل کلام ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کلمہ اخلاص ہے، اس کلمہ کے بغیر کوئی نیک عمل مقبول نہیں ہوگا۔ اس کے بعد افضل ترین کلام ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔ اس کے بعد افضل ترین کلام ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ''

کلمہ شکر ہے۔اس کے بعد افضل ترین کلام ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' ہے اور پانچواں افضل ترین کلام ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔

۲......اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے افضل ترین بندہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھران کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے معزز ترین بندی حضرت مریم رضی اللہ عنہا ہیں جنھوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔پس اللہ تعالیٰ نے ان کے شکم میں اپنے حکم سے روح پھونک دی۔

۳......وہ چار نفوس جنھوں نے اپنی ماں کے بطن میں پاؤں نہیں پھیلائے یہ ہیں حضرت آدم علیہ السلام ،حضرت حوا،حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور وہ مینڈھا جسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو زمین پر گرتے ہی اژدھا بن گیا تھا۔

۴......رہی وہ قبر (جو صاحب قبر کو لیے ہوئے چلتی پھرتی ہے) پس وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور وہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے شکم میں لیے سمندر میں گھومتی پھرتی تھی۔

۵......المجر ۃ سے مراد آسمان کا دروازہ ہے اور القوس قوم نوح کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لیے امان کی نشانی کو کہتے ہیں، وہ جگہ جہاں سورج ایک مرتبہ طلوع ہوا ہے نہ پہلے کبھی طلوع ہوا اور نہ دوبارہ طلوع ہوگا۔پس وہ جگہ بحر قلزم کا وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو عبور کرنے کے لیے خشک کر دیا تھا۔

پس جب یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے یہ خط شاہ روم کی طرف بھیج دیا۔شاہ روم تمام سوالات کے صحیح جوابات پا کر حیرت میں پڑ گیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی علم فہمی کو سراہنے لگا۔ (۱)

(۱) حیاة الحیوان: النون، فائدة، ج۲ص ۵۰۸،۵۰۹ الناشر: دار الکتب العلمیة

تین چیزیں تین میں پوشیدہ ہیں

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں پوشیدہ رکھا ہے۔ لہٰذا تم کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو، ممکن ہے کہ اسی میں رضائے باری تعالیٰ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ وغضب معاصی (گناہوں) میں پوشیدہ ہے، سو کسی معصیت کو چھوٹا مت سمجھو، ہوسکتا ہے اسی میں آتشِ غیض غضب مستور ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے، پس کسی انسان کو حقیر وذلیل مت سمجھو، کیا معلوم ہے کہ وہی خدا کا ولی ہو:

قال جعفر الصادق: إن الله تعالى خبأ ثلاثا في ثلاث رضاه في طاعته فلا تحقروا منها شيئا فلعل رضاه فيه وغضبه في معاصيه فلا تحقروا منها شيئا فلعل غضبه فيه وخبأ ولايته في عباده فلا تحقروا منهم أحدا فلعله ولي الله تعالى.[1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تجارت میں چار اوصاف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایسی چار صفات سے متصف ہوئے کہ معاملات سے ان کا جوڑ ملتا ہے اور ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے جس طرح کہ علماء کی جماعت میں آپ سب سے برتر اور فائق تھے، وہ چار صفتیں یہ ہیں:

۱......آپ کا نفس غنی تھا لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا، حالانکہ لالچ کا اثر اکثر نفوس پر غالب آجاتا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر محتاجی کی ذلت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲......نہایت درجہ امانت دار تھے اور آپ کے نفس سے جس شے کا بھی تعلق ہوتا تھا اسی میں شدید تھے۔

۳......آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے، نفس کی دناءت سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔

---

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب التوبة، الركن الثالث ج۴ ص۴۹، الناشر: دار المعرفة

۴......آپ بڑے دیندار تھے، شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا، اس کی وجہ سے تاجروں کے طبقہ میں انوکھے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے، گویا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کی ایک مثال پیش کرر ہے ہیں اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالح کا عمل تھا، مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقہ پر عامل رہتے تھے، جس طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔ (۱)

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جامع مسجد میں درس دے رہے تھے، تلامذہ، عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا جمع غفیر جمع تھا، اتفاقاً چھت سے ایک سانپ گرا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی گود میں آیا، بہت سے لوگ گھبرا کر بھاگ گئے، مگر امام صاحب رحمہ اللہ حدیث کے ادب میں اسی اطمینان سے بیٹھے رہے۔ (۲)

مال کی محبت نے جان لے لی

تھانہ بھون ہی کا ایک قصہ ہے کہ ایک میاں جس کے پاس دوسو (۲۰۰) روپے جمع ہوگئے تھے، جن کو ایک لوٹے میں رکھ کر زمین کے اندر گاڑ رکھا تھا، مگر محبت مال کی یہ حالت تھی کہ روز گِنا کرتا تھا۔ کسی دن لڑکوں نے بھانپ لیا وہ موقع کے منتظر رہے آخر ایک دن ملا جی کہیں دعوت میں گئے ہوئے تھے پیچھے لڑکوں نے وہ روپیہ نکال لیا اور خوب عمدہ عمدہ کھانے پکوائے اور ملا جی پر اتنا رحم کیا کہ ان کی بھی دعوت کر دی، ملا جی خالی الذہن تھے خوشی خوشی دعوت کو چلے گئے انہیں ایسے عمدہ کھانے کب ملے وہ بڑے خوش ہوئے کھاتے

---

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۲۹۴ (۲) سیرۃ النعمان: ص ۶۴

جاتے اور پوچھتے جاتے کہ بھائی آج کیا تقریب تھی جو ایسے کھانے پکوائے گئے، لڑکوں نے کہا: حضور یہ تو آپ ہی کی جوتیوں کا طفیل ہے، تھوڑی دیر کے بعد ملا جی نے پھر کہا۔ آج کیا بات ہے؟ کون مہمان آگیا ہے جس کے لیے یہ اہتمام ہوا ہے پھر بھی لڑکوں نے وہی جواب دیا کہ سب حضور ہی کے طفیل ہے، اس پر ایک لڑکے کو ہنسی آگئی تو ملا جی کھٹک گئے کہ شاید میرے روپوں پر ان کا ہاتھ پڑ گیا ہے جب ہی یہ بار بار اس کو میرا طفیل بتاتے ہیں۔

بس اب تو کھانا پینا بھول گئے، اندھے باؤلوں کی طرح سیدھے حجرے میں آئے اور کھودا تو روپیہ ندارد بس فوراً ہی جان نکل گئی، لوگوں نے سنا تو دوڑ پڑے یہ کیا قصہ ہے معلوم ہوا کہ روپے گم ہونے پر اتنا صدمہ ہوا، یہ قصہ بستی میں مشہور ہوا تو اس وقت تھانہ بھون میں ایک عالم سعد الدین صاحب تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ روپیہ منحوس ہے جس نے ایک مسلمان کی جان لے لی اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے بلکہ جنازہ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔

چناں چہ اہل محلّہ نے اس کی تعمیل کی اور کسی نے ان روپوں کو ہاتھ نہ لگایا بلکہ ان کو ایک تھیلی میں رکھ کر قبر میں میاں جی کے ساتھ دفن کر دیا، کفن چوروں کو خبر لگی، انہوں نے کہا کہ مولوی کی تو عقل جاتی رہی خواہ مخواہ اتنا روپیہ زمین میں گاڑ دیا۔ چلو اس کو نکالنا چاہیئے چناں چہ رات میں ایک شخص نے قبر کھودی تو دیکھا کہ سب روپے کفن سے باہر سینے کے اوپر ترتیب وار رکھے ہوئے ہیں اور خوب چمک رہے ہیں یہ خوش ہوا کہ اب تو اور آسانی ہوئی اوپر ہی سے سب سمیٹ لوں گا بس انگلی ہی روپوں پر لگی تھی کہ چیخ مارتا ہوا بھاگا وہ روپے عالم بَرزخ کی آگ سے دہک رہے تھے جن سے میت کو عذاب دیا جا رہا تھا، پھر اس کفن چور کی یہ حالت ہوئی کہ ہر وقت ایک آبخورہ ہاتھ میں لیے پھرتا تھا جس میں وہ انگلی ہر وقت ڈوبی رہتی تھی اس طرح کچھ تسکین رہتی اور جہاں پانی بدلنے کے لیے آب خورہ سے انگلی نکالتا تو فوراً چیخیں مارنے لگتا کہ ہائے میں جلا، ہائے میں مرا۔

ہر کام میں نظم وضَبط کا اہتمام

ارشاد فرمایا کہ دنیاوی کاموں میں بدنظمی اور بے سلیقہ پن کہ کہیں کی چیز کہیں ڈال دی، کھانے پینے میں تناسب کا خیال نہ رکھا، یہ جیسے دنیاوی امور میں نقصان دہ ہیں ایسے ہیں باطنی امور کے لیے بھی مضر ہے۔

ایک بزرگ کی ایک حکایت ہے کہ جب کوئی شخص ان سے مرید ہونے کے لیے آتا تو فوراً ملنے کے بجائے اتنی تاخیر کرتے تھے کہ وقت آجائے اور حکم یہ تھا کہ نئے مہمان کے پاس جب کھانا لے جائیں تو شیخ کو دکھلا کر لے جائیں اور جب واپسی لائیں تو دکھائیں، وہ بچے ہوئے کھانے سے یہ اندازہ لگاتے تھے کہ اس شخص کے مزاج میں انتظام اور انضباط ہے یا نہیں۔ مثلاً جتنی روٹی خرچ ہوئی اس کے مناسب سالن خرچ ہوا تو صحیح المزاج ہونے کی علامت ہے اور کمی بیشی ہوتی تو بدنظمی کی علامت۔

جس شخص میں یہ بدنظمی اور بے سلیقہ ہونے کا مشاہدہ ہوتا اس سے عذر کردیتے کہ ہمارے یہاں تمھیں نفع نہیں ہوگا تمھارے مزاج میں بدنظمی ہے کسی دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرو۔ (۱)

مَشاہیرِ اُمت میں تین قسم کے افراد گزرے ہیں

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مشاہیر امت میں تین قسم کے افراد گزرے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ حقائق شرعیہ میں ان کا ذہن طول وعرض میں چلتا ہے جیسے امام رازی رحمہ اللہ کہ ہر مسئلے میں پھیلتے زیادہ ہیں اور ترتیب وتفصیل وتہذیب مواد میں زیادہ مستعد ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جن کا ذہن علو کی طرف زیادہ چلتا ہے جیسے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کہ حقائق میں اس قدر بلند پرواز ہیں کہ اصحاب ذوق کو بھی ان کے مدرک تک پہنچنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا ذہن عمق کی طرف زیادہ دوڑتا ہے، جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہ ہر مسئلہ کی تہہ اور اصلیت کا

---

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۴۰، ۴۱ دار الاشاعت کراچی

سراغ لگا لیتے ہیں اور ایسی اصل قائم فرما دیتے ہیں کہ سینکڑوں تفریعات اس سے ممکن ہوجاتی ہیں۔ (۱)

تین کتابوں کے مثل کوئی کتاب نہیں

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تین کتابیں بہت عمدہ ہیں۔ ایک کلام اللہ۔ ایک بخاری شریف۔ ایک مثنوی شریف کہ ان کا کسی سے احاطہ نہیں ہوسکا، بخاری شریف کے تراجم کی دلالت کہیں خفی، کہیں جلی، سچ یہ ہے کہ اس کا کسی سے احاطہ نہیں ہوا۔ ایسے ہی قرآن شریف کا اور مثنوی شریف کا بھی۔ (۲)

ثالث کا دو جھگڑنے والوں کے درمیان انوکھا فیصلہ

دو آدمی ایک بکری کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، ہر ایک نے اس کا ایک ایک کان پکڑ رکھا تھا، اس دوران ایک شخص آ گیا، دونوں نے اس سے کہا جو فیصلہ تم کردو گے وہ ہمیں منظور ہوگا، اس نے کہا اگر تم میرے فیصلہ پر راضی ہو تو ہر ایک یہ حلف کرے کہ اگر وہ میرا فیصلہ نہ مانے گا تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، تو دونوں نے ایسا حلف کرلیا پھر اُس نے کہا اب اس کے کان چھوڑ دو تو دونوں نے چھوڑ دیے اب اس نے اس کا کان پکڑا اور لے کر چلتا بنا (کہ اس کا فیصلہ یہی تھا) دونوں دیکھتے رہ گئے اس سے بات کرنے پر قادر بھی نہ رہے (کہ اگر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں تو بکری کے ساتھ بیوی بھی جائے گی):

اخْتصم رجلَانِ فِي شَاة و كل وَاحِد مِنْهُمَا قد أخذ بِأُذُنِهَا فجَاء رجل فَقَالَا قد رَضِينَا بحكمك يرجع فِيمَا أحكم بِهِ فَحَلفا فَقَالَ خلياها فخلياها فَأخذ بأذنها وساقها فَجعلَا ينْظرَانِ إِلَيْهِ وَلَا يقدران على كَلَامه. (۳)

امام ابوعنیفہ رحمہ اللہ کی خداداد ذہانت کے واقعات

۱۔۔۔۔۔۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

(۱) حکایات اولیاء: ص ۱۹۰ دارالاشاعت کراچی (۲) حکایات اولیاء: ص ۱۹۱ دارالاشاعت کراچی

(۳) كتاب الأذكياء: ص ۷۰ الناشر: مكتبة الغزالي

مکہ کے راستہ میں میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا جب کہ لوگوں نے ایک جوان تیار اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور چاہتے تھے کہ سرکہ کے ساتھ کھائیں مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سرکہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تھی، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر (چمڑے کا) دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس موقع پر سرکہ الٹ دیا، سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرلی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں، تو فرمانے لگے کہ تمھیں اللہ کا شکر کرنا چاہیے اس نے تو تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القا کردیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں)۔ (۱)

۲......امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہوکر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا (یعنی یہ کہلوایا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (چور اس کا سب مال واسباب لے گئے) صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کررہے ہیں۔ مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا، اس نے آکر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلّہ کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہلِ محلّہ میں سے جو صاحب جاہ اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے گیا، ان سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال واسباب اللہ اس کو واپس کردے سب نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پاس تمام بدچلن اور تمام متہم (ڈاکو چور وغیرہ) لوگوں کو جمع کرلو، اور ان کو کسی گھر میں سے ایک ایک شخص کو باہر کرتے جاؤ اور اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ ''نہیں'' کہتا رہے اور اگر چور ہو تو چپ ہوجائے، جب یہ چپ کرجائے تو تم

---

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت أبوحنيفة تيمبي، باب ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة ج۱۳ ص۳۶۲ الناشر: دارالكتب العلمية

اس کو پکڑلو، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مال مسروقہ واپس دلوادیا۔ (۱)

۳......ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ موقع یاد نہیں آتا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی سوال نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں، اچھا ایسا کرو کہ جاؤ اور آج تمام رات نفلیں پڑھتے رہو صبح تک ان شاء اللہ تمھیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزرا تھا کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کردیا) پھر اس نے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع دی، آپ نے فرمایا:

قد علمت أن الشيطان لا يدعك تصلي حتى يذكرك، فهلا أتممت ليلتك شكراً لله عز وجل.

کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دے گا اور تجھے یاد دلا دے گا، کیوں نہ تونے اللہ عزوجل کے شکرانہ کے لیے بقیہ رات نفل پڑھنے میں گزاری۔ (۲)

انسان کے تین دوست

علم، دولت اور عزت تینوں دوست تھے، ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آگیا علم نے کہا مجھے درسگاہوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے، دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جاسکتا ہے، عزت خاموش رہی، علم اور دولت نے عزت سے اُس کی خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہنے لگی کہ جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں تو دوبارہ نہیں ملتی۔

مسجد کے پندرہ آداب

امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) نے مسجد کے پندرہ آداب نقل کیے ہیں:

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المتحسنة، ص ۴۰ الناشر: عالم الكتب بيروت

(۲) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة الإمام أبو حنيفة، ج۵ص ۴۱۱ الناشر: دار صادر

۱......اوّل یہ کہ مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے، اور کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ مسجد کے حاضرین نفلی نماز یا تلاوت و تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ ان کو سلام کرنا درست نہیں۔

۲......دوسرے یہ کہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے، یہ بھی جب ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو، مثلاً عین آفتاب کے طلوع یا غروب یا استواء نصف النہار کا وقت نہ ہو۔

۳......تیسرے یہ کہ مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔

۴......چوتھے یہ کہ وہاں تیر اور تلوار نہ نکالے۔

۵......پانچویں یہ کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔

۶......چھٹے یہ کہ مسجد میں آواز بلند نہ کرے۔

۷......ساتویں یہ کہ وہاں دنیا کی باتیں نہ کرے۔

۸......آٹھویں یہ کہ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

۹......نویں یہ کہ جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی پیدا نہ کرے۔

۱۰......دسویں یہ کہ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔

۱۱......گیارہویں یہ کہ اپنے بدن کے کسی حصہ سے نہ کھیلے۔

۱۲......بارہویں یہ کہ اپنی انگلیاں نہ چٹخارے۔

۱۳......تیرہویں یہ کہ مسجد میں تھوکنے، ناف صاف کرنے سے پرہیز کرے۔

۱۴......چودھویں یہ کہ مسجد کو نجاست سے پاک وصاف رکھے، اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔

۱۵......پندرہویں یہ کہ وہاں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لیے اس نے مسجد کا حق

ادا کیا اور مسجد اس کے لیے حرز وامان کی جگہ بن گئی:

وَقَدْ جَمَعَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ فِي ذَٰلِكَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً، فَقَالَ مِنْ حُرْمَةِ الْمَسْجِدِ أَنْ يُسَلِّمَ وَقْتَ الدُّخُولِ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ جُلُوسًا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، وَأَنْ يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ، وَأَلَّا يَشْتَرِيَ فِيهِ وَلَا يَبِيعَ، وَلَا يَسُلَّ فِيهِ سَهْمًا وَلَا سَيْفًا، وَلَا يَطْلُبَ فِيهِ ضَالَّةً، ولا يرفع فيه صوتا بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَلَا يَتَكَلَّمَ فِيهِ بِأَحَادِيثِ الدُّنْيَا، وَلَا يُنَازِعَ فِي الْمَكَانِ، وَلَا يُضَيِّقَ عَلَى أَحَدٍ فِي الصَّفِّ، وَلَا يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ مُصَلٍّ، وَلَا يَبْصُقَ، وَلَا يَتَنَخَّمَ، وَلَا يَتَمَخَّطَ فِيهِ، وَلَا يُفَرْقِعَ أَصَابِعَهُ، وَلَا يَعْبَثَ بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ، وَأَنْ يُنَزَّهَ عَنِ النَّجَاسَاتِ وَالصِّبْيَانِ وَالْمَجَانِينِ، وَأَنْ يُكْثِرَ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَا يَغْفُلَ عَنْهُ فَإِذَا فَعَلَ هَٰذِهِ الْخِصَالَ فَقَدْ أَدَّى حَقَّ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ الْمَسْجِدُ حِرْزًا لَهُ وَحِصْنًا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پانچ باتوں کی وصیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی، فرمایا:

۱...... اے انس! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی۔

۲...... جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی۔

۳...... گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔

۴...... چاشت کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے تھے، ان کا یہی طریقہ تھا۔

۵...... اے انس! چھوٹوں پر رحم کر، بڑوں کی عزت و توقیر کرو تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہوگا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ خِصَالٍ قَالَ يَا أَنَسُ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ يُزَدْ فِي عُمْرِكَ، وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ لَقِيَكَ مِنْ أُمَّتِي تَكْثُرْ حَسَنَاتُكَ،

---

(۱) تفسیر قرطبی: سورۃ النور آیت نمبر ۳۶، ۳۷ کے تحت، ج ۱۲ ص ۲۷۸ الناشر: دارالکتب المصریۃ

وَإِذَا دَخَلْتَ يعنی بيتك فسلم على أهلك يَكْثُرُ خَيْرُ بَيْتِكَ، وَصَلِّ صَلَاةَ الضُّحَى فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ قَبْلَكَ يَا أَنَسُ ارْحَمِ الصَّغِيرَ وَوَقِّرِ الْكَبِيرَ تَكُنْ مِنْ رُفَقَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک جامع نصیحت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت طویل نہ ہو، حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:

سلام ہو تم پر۔ اما بعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے، تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے، اور خود اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔ اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کر دے گا:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ، وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ، فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.(۲)

کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا ایک عجیب وغریب مقولہ اور نصیحت ہے کہ اگر تم کسی

(۱) تفسیر ابن کثیر: سورۃ النور آیت نمبر ۶۱ کے تحت، ج۶ ص۸۰ الناشر: دار الکتب العلمیة

(۲) سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب منه، ج۴ ص۱۸۸ رقم الحدیث: ۲۴۱۴ الناشر: دار الغرب الاسلامی

شخص کو دیکھو کہ وہ اعلیٰ درجے کی کرامتوں کا مظاہرہ کرکے ہوا میں اڑ رہا ہے، تب بھی اس کے دھوکے میں نہ آؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ احکام شریعت اور حفظ حدود کے معاملے میں اس کا کیا حال ہے:

إذا رأيت الرجل قد أعطي من الكرامات حتى يرتفع في الهواء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الأمر والنهي وحفظ الحدود والوقوف عند الشريعة.(۱)

غمزدہ والد کے اپنے بیٹے کے حق میں اشعار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ، اسی وقت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو اس سے پوچھئے کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں، خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا، جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے، کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں۔ والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ إیْه (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں)۔

اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمھارے کانوں نے بھی نہیں سنا، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)۔

(۱) البداية والنهاية: سنة ثلاث وستين ومائتين، ج۱۱ ص۴۲،۴۳ الناشر: دار إحياء التراث العربي

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ، اس وقت اس نے یہ اشعار سنائے:

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَّمُنْتُكَ يَافِعًا
تَعِلُّ بِمَا اَجْنِيْ عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی، تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔

إِذَا لَيْلَةٌ ضَافَتْكَ بِالسُّقْمِ لَمْ أَبِتْ
لِسُقْمِكَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

جب کسی رات میں تمھیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمھاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری۔

كَأَنِّيْ أَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِيْ
طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِيْ فَعَيْنِيْ تَهْمُلُ

گویا کہ تمھاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمھیں نہیں، جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔

تَخَافُ الرَّدٰى نَفْسِيْ عَلَيْكَ وَإِنَّهَا
لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُّؤَجَّلُ

میرا دل تمھاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالاں کہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِيْ
إِلَيْهَا مَدٰى مَا كُنْتُ فِيْكَ أُؤَمِّلُ

پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا۔

جَعَلْتَ جَزَائِيْ غِلْظَةً وَّفَظَاظَةً
كَأَنَّكَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

توتم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنادیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان وانعام کررہے ہو۔

فَلَيْتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِي
فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُصَاقِبُ يَفْعَلُ

کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا کہ ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔

فَأَوْلَيْتَنِي حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَكُنْ
عَلَيَّ بِمَالٍ دُوْنَ مَالِكَ تَبْخَلُ

توکم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب تیرے باپ کا ہے۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وحکمت سے لبریز مزاح کے نمونے

۱...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مزاح کے علمی نمونے بھی اس طرح قائم کر کے دکھلا دیے جس طرح اور عبادات وعادات کے نمونے دکھلائے اور ایسے نمونے جن میں ظرافت وخوش طبعی انتہائی، مگر واقعات کے مطابق اصول شرعیہ کے اندر اور حدود کے دائرہ میں معتدل جس سے آدمی ہنسے بھی اور علم بھی حاصل کرے۔

مذاق کی تفریح بھی ہو اور حکمت سے مالا مال بھی ہو، خوش طبعی اور سنجیدگی کی آمیزش کے حکیمانہ مرقعے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ

جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔

بڑھیا بے چاری بہت حیران ہوئی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا واقعی بڑھیاں جنت

---

(۱) تفسیر قرطبی: سورۃ الاسراء آیت نمبر ۲۵ کے تحت، ج۰۱ ص۲۴۶ الناشر: دار الکتب المصریۃ

میں نہ جائیں گی؟ فرمایا: ہاں بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں اور وہ متعجبانہ حیرانی میں فکرمند ہو رہی ہے، آخر جب اس کی حیرانی پریشانی کی حدود میں آنے لگی تو فرمایا: کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا:

"اِنَّآ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ۙ﴿۳۵﴾ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا"

ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔

یعنی جنت میں داخل ہوتے وقت وہ بڑھیاں نہیں رہیں گی بلکہ انھیں نوجوان اور باکرہ بنادیا جائے گا (یہ اس تفسیر پر ہے کہ اس سے حوریں مراد نہ لی جائیں)۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزٌ، فَبَکَتْ عَجُوزٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لَیْسَتْ یَوْمَئِذٍ عَجُوزٌ إِنَّهَا یَوْمَئِذٍ شَابَّةٌ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ "اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً"(۱)

۲......حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ رمضان میں سحری کھانے کی آخری حد یہ ہے کہ:

"وَكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَـكُمُ الۡخَـيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَـيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ"

کھاؤ پیو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے صبح ہونے تک ممتاز نہ ہو جائے۔

تو انہوں نے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور اس وقت تک کھاتے پیتے رہتے تھے جب تک کہ یہ دونوں دھاگے کھلے طور پر ایک دوسرے سے الگ نہ نظر آنے لگتے اس میں کافی چاندنا ہو جاتا، مگر انکا رخوردنوش بند نہ ہوتا اور وہ بزعم خود قرآن پر عمل کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح کے لہجہ میں فرمایا:

إِنَّ وِسَادَتَکَ لَعَرِیْضٌ

تیرا تکیہ بڑا ہی لمبا چوڑا ہے (کہ اس کے نیچے سیاہ ڈورا اور سفید ڈورا یعنی لیل ونہار دونوں

---

(۱) البعث والنشور للبیهقی: باب ما جاء فی صفة حور العین والولدان: ص۲۱۷ الناشر: مرکز الخدمات والأبحاث الإسلامیة

آ گئے)۔

اشارہ تھا کہ سیاہ وسفید دھاگے سے سوت کا دھاگہ امرادنہیں بلکہ رات کا سیاہ خط اور صبح صادق کا سفید خط مراد ہے۔ جملہ مزاحی ہے مگر بھرپور ہے علم وحکمت سے۔ جو واقعہ کے مطابق ہے اور تعلیم وارشاد سے لبریز:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ، أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ، إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ، وَبَيَاضُ النَّهَارِ.(۱)

۳......ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے سواری کے لیے اونٹ دے دیجیے۔ فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کراؤں گا۔

اس نے حیرانی کے لہجہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! بھلا اونٹنی کا بچہ میرا بوجھ کیسے سنبھالے گا؟ بس یارسول اللہ آپ مجھے اونٹ ہی عنایت فرمادیں، یہ بچہ کا قصد چھوڑ دیں، جب زیادہ حیران ہونے لگا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سمجھایا کہ خدا کے بندے اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے، تب وہ خوش ہوکر مطمئن ہوا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ.(۲)

۴......ایک انصاری عورت خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جلدی سے اپنے خاوند کے پاس جاؤ اس کی آنکھوں میں

(۱) صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب بیان أن الدوخل فی الصوم یحصل بطلوع الفجر إلخ، ج۲ص۷۶۶ رقم الحدیث: ۱۰۹۰ الناشر: دار احیاء التراث العربی (۲) شرح السنة للبغوی: کتاب البر والصلة، باب المزاح، رقم الحدیث: ۳۶۰۵ الناشر: المکتب الاسلامی دمشق

سفیدی ہے، وہ ایک دم گھبرائی ہوئی خاوند کے پاس پہنچی اس نے کہا تجھے کس مصیبت نے گھیرا جو گھبرائی ہوئی دوڑتی آرہی ہے؟ اس نے کہا مجھے ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تمھاری آنکھوں میں سفیدی ہے، اس نے کہا ٹھیک ہے مگر سیاہی بھی تو ہے، تب اسے اندازہ ہوا کہ یہ مزاح تھا اور ہنس کر خوش ہوئی اور فخر محسوس کیا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایسے بے تکلف ہوئے کہ میرے ساتھ مذاق فرمایا۔ مگر سبحان اللہ! مذاق کیا تھا حقیقت سے لبریز تھا، جس میں ایک بات بھی خلاف واقعہ نہ تھی نفس میں نشاط آوری مزید برآں تھی:

وجاء ت امرأة فقالت یا رسول الله ان زوجي مریض وهو یدعوك فقال لعل زوجك الذی في عینه بیاض فرجعت وفتحت عین زوجها فقال مالك فقالت اخبرني رسول الله صلی الله علیه وسلم ان في عینك بیاضا فقال وهل أحد إلا وفي عینه بیاض.[1]

شیخین رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان علمی مزاح

ایک مرتبہ صدیق اکبر، فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے اس طرح چلے جارہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیچ میں تھے اور دونوں حضرات دونوں طرف۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مزاحاً فرمایا:

عَلِيٌّ بَيْنَنَا كَالنُّوْنِ فِيْ لَنَا.

علی ہم دونوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے لنا کے درمیان نون (کہ ایک طرف لام اور ایک طرف الف اور بیچ میں نون)

اس کلمہ کے الفاظ کی نشست سے اشارہ تھا اتحاد باہمی کی طرف کہ جیسے ''لَــنَــا'' میں تینوں حضرت باہم جڑے ہوئے ہیں ایسے ہی ہم بھی باہم جڑ کر ایک ہیں، اور معناً اشارہ تھا اس طرف کہ جب ہم باہم متحد ہیں تو سب کچھ ہمارے ہی لیے ہے کیوں کہ ''لَــنَــا'' کے معنی

(۱) تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفیس: ذکر مزاحه، ج۱ ص۲۱۱ الناشر: دار صادر بیروت

ہیں (ہمارے لیے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا جو مزاح وخوش طبعی کی جان ہے کہ

لَوْلَا کُنْتُ بَیْنَکُمَا لَکُنْتُمَا لَا

اگر میں تمھارے درمیان نہ ہوتا تو تم لا ہو جاتے (یعنی منفی ہو جاتے)

اور کچھ بھی نہ رہتے کیوں کہ ''لَنَا'' کا نون نکل جانے کے لیے ''لاَ'' رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں ''نہیں'' یعنی تم میرے بغیر کچھ نہیں۔ کتنا پاکیزہ مذاق تھا جو علم وحکمت، مناسبات نقلی ومعنوی اور صنائع کلام سے لبریز ہے۔

اولیاء کے قرب وجوار میں دفن ہونے کے متعلق حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے استفسار

کسی عامی نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حضرت یہ جو بزرگوں کے قریب دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں اس سے کیا فائدہ، جب کہ نہ کسی کی برائی کسی پر پڑے گی نہ کسی کی نیکی کسی کے کام آوے گی۔ یہ سائل ایک مرتبہ بھرے مجمع میں حضرت کو پنکھا جھل رہا تھا اور پنکھا بہت بڑا تھا، حضرت نے فرمایا کہ بھائی تم اس مجمع میں پنکھا کس کو جھل رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو، فرمایا کہ ہوا اوروں کو بھی لگ رہی ہے؟ کہا کہ جی ہاں، فرمایا کہ یہ جواب ہے تمھارے سوال کا، حق تعالیٰ کی طرف سے جب رحمت ومغفرت کی ہوائیں چلتی ہیں تو مقصود تو وہی بزرگ ہوتے ہیں مگر حسبِ قرب وبعد پہنچتی ہیں سب آس پاس کو بھی۔ (۱)

امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک دقیق مسئلے کا حل

حَرملہ بن یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میری بیوی کے پاس ایک کھجور تھی میں نے اس کو یہ کہہ دیا کہ اگر تو نے یہ کھجور

(۱) حکایات اولیاء: ص ۲۷۱ دارالاشاعت کراچی

کھالی تو تجھ پر طلاق اور اس کو پھینک دیا تب بھی طلاق، اب کیا کرنا چاہیے، امام شافعی رحمہ اللہ جواب دیا کہ آدھی کھالے اور آدھی پھینک دے:

حَدثنَا حَرْمَلَة بن يحيى قَالَ سَمِعت الشَّافِعِي وَقد سَأَلَهُ رجل فَقَالَ حَلَفت بِالطَّلَاق أَن أكلت هَذِه الثَّمَرَة أَو رميت بهَا قَالَ تَأْكُل نصفهَا وَتَرْمِي نصفهَا.[1]

ہشام بن کلبی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز حافظہ اور نسیان

ہشام بن کلبی رحمہ اللہ کے بارے میں محمد بن ابی السری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ہشام بن کلبی نے کہا کہ میں نے حفظ بھی ایسا کیا کہ کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا اور مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی جو کسی سے نہ ہوئی ہوگی، میرے چچا ایسے تھے کہ مجھ پر حفظ قرآن سے خفا ہوتے تھے تو میں ایک مرتبہ گھر میں داخل ہوا اور قسم کھالی کہ جب تک پورا قرآن حفظ نہ کرلوں گا گھر سے نہ نکلوں گا، تو میں نے قرآن کو تین دن میں حفظ کرلیا (نسیان کا یہ واقعہ پیش آیا کہ) ایک دن میں نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی (چوں کہ داڑھی زیادہ بڑھ گئی تھی) میں نے اس کو مٹھی میں پکڑا تا کہ باہر بڑھے ہوئے بالوں کو مٹھی کے نیچے سے کاٹ دوں لیکن مٹھی سے اوپر کا حصہ کاٹ دیا، اور ساری داڑھی ہاتھ میں آ گئی:

حدثني محمد بن أبي السري بغدادي قال قال لي هشام بن الكلبي :حفظت ما لم يحفظه أحد، ونسيت ما لم ينسه أحد، كان لي عم يعاتبني على حفظ القرآن فدخلت بيتا وحلفت أن لا أخرج منه حتى أحفظ القرآن، فحفظته في ثلاثة أيام ونظرت يوما في المرآة، فقبضت على لحيتي لآخذ ما دون القبضة، فأخذت ما فوق القبضة.[2]

---

(۱) کتاب الاذکیاء: ص۷۹ الناشر: مكتبة الغزالی

(۲) تاریخ بغداد، ترجمة، هشام بن محمد بن السائب بن بشر، ج۱۴ ص۴۵ رقم الترجمة، ۷۳۸۶ الناشر: دار الکتب العلمية

حضرت حکیم الامت کی کتب بینی

ارشاد فرمایا کہ مجھے زیادہ کتب بینی کا ذوق نہیں ہوا کیوں کہ نفس علم کو مقصود نہیں سمجھا، عمل کے لیے جتنے علم کی ضرورت ہے اس میں اپنے بزرگوں پر مکمل اعتماد واعتقاد تھا، جو کچھ قرآن سنت کی تعبیر میں انھوں نے فرمایا تھا اس پر دل مطمئن تھا۔

ایک صاحب نے حضرت رحمہ اللہ کی تصانیف جو ایک ہزار کے قریب ہیں ان کا ذکر کر کے عرض کیا کہ آپ رحمہ اللہ نے اتنی تصنیفات فرمائی ہیں تو ہزاروں کتابیں دیکھی ہوں گی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں چند کتابیں دیکھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ۔

ان کتابوں نے مجھے دوسری سب کتابوں سے بے نیاز بنا دیا، شاید ایسے ہی حضرات کے متعلق کسی نے کہا ہے:

وَأَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِيْ بِأَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ.

تو ہی وہ واضح کتاب ہے جس کے حروف سے مخفی مضامین ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (۱)

جن کو جسم کے کسی عضو سے باہر نکالا جائے

عُقبہ اَزدی کو ایک لڑکی کے پاس لے جایا گیا (یہ مشہور عامل گزرا ہے) جس پر اس رات میں جن کا اثر ظاہر ہوا جس میں اس کے متعلقین نے ارادہ کیا تھا کہ اس کے شوہر کو اس کے پاس بھیج دیں، جب عقبہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ پڑی ہوئی ہے تو اس کے متعلقین سے کہا کہ آپ (سب علیحدہ ہو جائیں اور) مجھے تنہائی کا موقع دیں تو وہ ہٹ گئے، انہوں نے اس سے کہا کہ جو دل کی بات ہو وہ مجھ سے بالکل سچ سچ بیان کر دے اور تیری مشکل کو حل کر دینا میرے ذمہ ہوگا، اس نے کہا کہ جب میں اپنے متعلقین کے یہاں تھی تو میرا ایک شخص سے غلط تعلق تھا اور اب ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ شوہر کو میرے پاس بھیجیں اور

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۹۵، ۹۶ دار الاشاعت کراچی

حقیقت یہ ہے کہ میں کنواری نہیں ہوں، اب مجھے رسوائی کا سخت خوف ہے تو کیا تمھارے پاس کوئی حیلہ ہے جو رسوائی سے بچالے، عقبہ نے کہا ہاں پھر اس کے متعلقین (شوہر وغیرہ) سے ملے اور کہا:

أن الجني أجابني إلى الخروج منها فاختاروا من أى عضو واعلموا أن العضو الذى يخرج منه الجني لا بد أن يهلك ويفسد فإن خرج من عينها عميت وإن خرج من أذنها صمت وإن خرج من يدها شلت وإن خرج من رجلها زمنت وإن خرج من فرجها ذهبت بكارتها فقال أهلها أنا لم نجد شيئا أهون من ذهاب عذرتها. (۱)

کہ جن نے نکل جانے کو مان لیا ہے۔ اب تم پسند کرلو کہ اس کے بدن کے کس عضو سے اس کو نکلوانا چاہتے ہو، اور یہ سمجھ لو کہ جس عضو سے اس جن کو باہر نکالا جائے گا وہ لازمی طور پر بے کار ہو جائے گا۔ اگر آنکھوں سے نکلا تو یہ اندھی ہو جائے گی اور اگر کان سے نکلا تو بہری ہو جائے گی اور اگر منہ سے نکلا تو گونگی ہو جائے گی اور ہاتھ سے نکلا تو ہاتھ شل ہو جائے گا اور اگر پاؤں سے نکلا تو لنگڑی ہو جائے گی اور اگر فرج سے نکلا بکارت زائل ہو جائے گی۔ اس کے متعلقین نے کہا اس سے زیادہ آسان بات کوئی نہیں کہ اس کی بکارت زائل ہو جائے گی (کیوں کہ یہ تو ویسے بھی ضائع ہونی ہے شادی کے بعد) تو آپ اس جن کو فرج سے ہی نکال دیجیے، تو عقبہ نے (کچھ جھاڑ پھونک کا دکھاوا کر کے) اس کو یقین دلا دیا کہ اس نے ایسا کر دیا، پھر عورت شوہر کے پاس چلی گئی۔

پیدائش کے وقت مٹھی کے بند اور موت کے وقت کھلا رہنے کی وجہ

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو مٹھیاں بند ہوتی ہیں اور جب مرتا ہے تو مٹھیاں کھلی ہوتی ہیں، اس دانا نے دو شعر پڑھے:

مَقْبُوْضٌ كَفُّ الْمَرْءِ عِنْدَ وِلَادَةٍ   دَلِيْلٌ عَلَى الْحِرْصِ الْمُرَكَّبِ فِي الْحَيِّ

(۱) ثمرات الأوراق في المحاضرات: الإفراط في ذكاء العرب، ج ۱ ص ۱۵۲

وَمَبْسُوْطٌ كَفُّ الْمَرْءِ عِنْدَ وَفَاتِهِ يَقُوْلُ انْظُرُوْا إِنِّيْ خَرَجْتُ بِلَا شَيْءٍ

پیدائش کے وقت انسان کی مٹھی کا بند ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ زندگی حرص وحوص پر مبنی ہے۔اور مرنے کے وقت مٹھیوں کا کھلا ہونا اعلان ہے اس بات کا لوگو! دیکھ لو میں نے دنیا سے خالی ہاتھ جارہا ہوں۔ (۱)

تین انمول باتیں

منقول ہے کہ اُس زمانے میں جب کوئی شخص سفر پر نکلتا تھا تو تھیلی ساتھ ہوتی تھی اس میں دینار یا دراہم ہوتے تھے،اسی طرح ایک شخص کو دوران سفر قتل کردیا گیا تو اس کی تھیلی تلاش کی گئی،ان کا خیال تھا کہ اس میں سونا یا چاندی کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا، چناں چہ اس میں ایک خط نکلا جس میں تین باتیں لکھی ہوئی تھیں:

إِذَا كَانَ الْقَدَرُ حَقًّا فَالْحِرْصُ بَاطِلٌ، وَإِذَا كَانَ الْغَدْرُ فِي النَّاسِ طِبَاعًا فَالثِّقَةُ بِكُلِّ أَحَدٍ عَجْزٌ، وَإِذَا كَانَ الْمَوْتُ لِكُلِّ أَحَدٍ رَاصِدًا فَالطُّمَأْنِينَةُ إِلَى الدُّنْيَا حُمْقٌ.(۲)

جب تقدیر برحق ہے تو حرص بے کار ہے، جب غداری لوگوں کی فطرت ہے تو کسی پر بھروسہ کرنا کمزور ہے، جب موت ہر ایک کے انتظار میں ہے تو دنیا میں مطمئن ہونا حماقت ہے۔

سب سے عقل مند لوگ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ انتہائی عقل مند وسمجھ دار تھے۔اچھے اعمال کرتے رہے، پاکیزہ مال کھاتے رہے، بچے ہوئے کو آگے چلتا کرتے رہے۔نہ دنیا والوں کی دنیا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔نہ دنیوی عزت کی طمع کی، نہ اس کی ذلت سے گھبرائے، صاف ستھرے کو لے لیا، کدورت بھرے کو ترک کردیا، اللہ کی قسم!

---

(۱) روض الأخيار المنتخب من ربيع الابرار: السابعة والثلاثون، ج ۱ ص ۳۶۳

(۲) الزهد لابن أبي الدنيا: ص ۱۶۵، رقم: ۳۵۷، الناشر: دار ابن كثير

انھوں نے کوئی نیک عمل کر کے اسے بڑا سمجھا اور نہ کسی برائی کو ہلکا جانا:

إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم كَانُوا أَكْيَاسًا، عَمِلُوا صَالِحًا، وَأَكَلُوا طَيِّبًا، وَقَدَّمُوا فَضْلًا، لَمْ يُنَافِسُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَلَمْ يُنَافِسُوهُمْ فِي عِزِّهَا، وَلَمْ يُجْزَعُوا لِذُلِّهَا، أَخَذُوا صَفْوَهَا، وَتَرَكُوا كَدَرَهَا، وَاللّٰهِ مَا تَعَاظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ حَسَنَةٌ عَمِلُوهَا، وَلَا تَصْغُرُ فِي أَنْفُسِهِمْ سَيِّئَةٌ.(۱)

بدبختی اور نیک بختی کی پانچ پانچ علامات

فُضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ پانچ چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ ۱......دل کی سختی ۲......آنکھوں کا جمود ۳......قلتِ حیاء ۴......دنیا کی رغبت ۵......امیدوں کا لمبا ہونا، اور پانچ چیزیں نیک بختی کی علامت ہیں۔ ۱......دل کا یقین، ۲......دین میں پرہیزگاری، ۳......دنیا سے بے رغبتی ۴......حیاء ۵......علم:

خَمْسَةٌ مِنْ عَلَامَةِ الشَّقَاءِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ، وَجُمُودُ الْعَيْنِ، وَقِلَّةُ الْحَيَاءِ، وَالرَّغْبَةُ فِي الدُّنْيَا، وَطُولُ الْأَمَلِ وَخَمْسَةٌ مِنَ السَّعَادَةِ الْيَقِينُ فِي الْقَلْبِ، وَالْوَرَعُ فِي الدِّينِ، وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا، وَالْحَيَاءُ، وَالْعِلْمُ.(۲)

ہمیشہ خوش رہنے کا اصول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں جمع ہوں گی وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔

۱......خاموشی جو پہلی عبادت ہے۔ ۲......اللہ کے سامنے عاجزی۔ ۳......دنیا سے بے رغبتی۔ ۴......تھوڑی چیز پر قناعت:

قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعٌ لَا تَجْتَمِعُ فِي أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا تَعَجَّبَ: الصَّمْتُ وَهُوَ أَوَّلُ الْعِبَادَةِ، وَالتَّوَاضُعُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا، وَقِلَّةُ الشَّيْءِ.(۳)

---

(۱) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۱۱۵، الناشر: دار ابن كثير (۲) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۱۰۲، الناشر: دار ابن كثير (۳) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۸۹، الناشر: دار ابن كثير

چار وہ عمدہ تفاسیر جو دیگر تفاسیر سے فی الجملہ مستغنی کر دیتی ہیں

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: چوں کہ عمر عزیز کم ہے، آفاتِ زمانہ زیادہ، اور ہمارے دور میں ہمتیں پست اور عزائم کمزور ہو گئے ہیں، اس لیے میں اپنے طالب علم بھائیوں کو چار ایسی تفاسیر کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان پر قناعت کرنا چاہے تو وہ ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔

۱...... **تفسیر ابن کثیر:** جس کے بارے میں ہمارے استاذ (امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ) فرماتے تھے کہ اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کر سکتی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۲...... **تفسیر کبیر:** جس کے بارے میں ہمارے استاذ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کے مشکلات میں مجھے کوئی مشکل ایسی نہیں ملی جس سے امام رازی رحمہ اللہ نے تعرض نہ کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات مشکلات کا حل ایسا پیش نہیں کر سکے جس پر دل مطمئن ہو جائے، اور اس کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ فِيْهِ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا التَّفْسِيْر تو یہ خواہ مخواہ اس کی جلالتِ قدر کو کم کر کے دکھانا ہے، اور شاید یہ کسی ایسے شخص کا قول ہے جس پر روایات کا غلبہ تھا اور قرآن کریم کے لطائف وعلوم کی طرف توجہ نہ تھی۔

۳...... **روح المعانی:** جو میرے نزدیک قرآن کریم کی ایسی تفسیر ہے جیسے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری، مگر یہ کہ فتح الباری ایک کلامِ مخلوق کی شرح ہے، اس لیے اس نے شرح بخاری کا جو قرضہ امت پر تھا اسے چکا دیا ہے، اور اللہ کا کلام اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی بشر اس کا حق ادا کر سکے۔

۴...... **تفسیر ابو السعود:** جس میں نظم قرآنی کو بہترین عبارت میں بیان کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے، اور وہ بسا اوقات زمخشری کی کشاف سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ (۱)

---

(۱) يتيمة البيان في شي من علوم القرآن: ص۴۳، ۴۴، الناشر: مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي

انبیاء اور اولیاء کے کشف سے متعلق حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے سوال

حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کے پاس مظفر نگر تشریف لے جارہے تھے، ساتھ میں لوگوں کا مجمع تھا، جیل کو جب تھوڑا سا ہی فاصلہ رہ گیا تو کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت اولیاء اللہ کی پیشین گوئی بسا اوقات اپنے وقت سے ٹل جاتی ہیں اور انبیاء اللہ کی پیشین گوئی اپنے وقت سے نہیں ٹل سکتی تو کیا اولیاء اللہ کو غلط کشف ہوتا ہے، فرمایا کہ یہ سامنے کون سی عمارت ہے؟ سائل نے عرض کیا جیل ہے، فرمایا کہ اس میں کوئی شک ہے یا یہ بات یقینی ہے؟ عرض کیا کہ نہیں بلا شک جیل ہی ہے۔ پھر فرمایا کہ آپ کے اندازہ میں اس جیل کو یہاں سے کتنا فاصلہ ہوگا؟ عرض کیا کہ تقریباً سو قدم، فرمایا کہ سو کے پچانوے یا ایک سو پانچ بھی ہوسکتے ہیں؟ عرض کیا بے شک ہوسکتے ہیں کیوں کہ تخمینہ ہی تو ہے، فرمایا کہ یہی حال ہے کشفِ اولیاء کا کہ وہ شے بالکل حق ہوتی ہے جو دیکھتے ہیں، مگر چوں کہ دور سے دیکھتے ہیں اس لیے اس کی توقیت یعنی زمان ومکان معین کرنے میں ان کا تخمینہ ہوتا ہے جس میں غلطی بھی ممکن ہے۔ اس کے بعد جیل کے دروازہ پر پہنچ گئے اور وہ تقریباً دو قدم پر تھا تو فرمایا کہ یہ کیا عمارت ہے؟ سائل نے عرض کیا کہ یہ جیل ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کتنی دور ہے؟ عرض کیا کہ صرف دو قدم، فرمایا کہ دو کے تین یا ایک تو نہیں ہوسکتے؟ عرض کیا کہ اب تو دو قدم یقینی ہے، فرمایا کہ یہ حال ہے کشفِ انبیاء کا، وہ دیکھتے بھی حق ہیں اور انھیں اس شے کے سر پر لیجا کر کھڑا کردیا جاتا ہے اور نہایت قریب سے دیکھتے ہیں اس لیے اُن سے تخمین وتعین مکان وزمان میں بھی غلطی نہیں ہوسکتی۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کا طلبِ حدیث کے دوران پتے کھانا

محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں طلب حدیث کے لیے آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا اور خرچہ ختم ہوگیا تو میں نے گھاس اور پتے کھانا شروع کیے اور کسی کو خبر نہ ہونے دی، تیسرے دن ایک اجنبی شخص میرے پاس آیا اور

---

(۱) حکایات اولیاء: ص ۱۷۳ دارالاشاعت کراچی

اشرفیوں کی ایک تھیلی تھمادی:

وقال محمد بن أبي حاتم سمعت البخاري يقول: خرجت إلى آدم بن أبي إياس، فتخلفت عني نفقتي، حتى جعلت أتناول الحشيش، ولا أخبر بذلك أحدا فلما كان اليوم الثالث أتاني آت لم أعرفه، فناولني صرة دنانير، وقال أنفق على نفسك.(۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کا حصولِ علم کی خاطر کپڑے تک فروخت کر لینا

عمر بن حفص اشقر کا بیان ہے کہ ہم چند ہم سبق بصرہ میں احادیث لکھتے تھے، ہمارے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ بھی تھے، ایک مرتبہ بخاری کئی دن تک نہیں آئے، تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ امام بخاری کو کپڑے بھی فروخت کرنے پڑے، ہم نے چندہ کیا اور کپڑے کا انتظام کیا:

سمعت عمر بن حفص الأشقر قال : كنا مع البخاري بالبصرة نكتب، ففقدناه أياما، ثم وجدناه في بيت وهو عريان، وقد نفد ما عنده، فجمعنا له الدراهم، وكسوناه.(۲)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمہ اللہ کا پاؤں پھیلا کر نہ سونا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ پاؤں پھیلا کر نہ سوتے تھے کسی خادم نے کہا حضرت! آپ پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی اپنے بادشاہ کے سامنے پاؤں بھی پھیلاتا ہے۔(۳)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا پانچ سو روپے ماہانہ تنخواہ کو ٹھکرا دینا

مولوی امیر الدین صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

---

(۱) سير أعلام النبلاء، ج۱۲ ص۴۴۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) سير أعلام النبلاء، ج۱۲ ص۴۴۸، الناشر: مؤسسة الرسالة

(۳) امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق :ص ۱۳۹

ایک مرتبہ بھوپال سے علامہ قاسم نانا توی رحمہ اللہ کی طلبی آئی اور پانچ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ میں نے کہا، اے قاسم! تو چلا کیوں نہیں جاتا تو فرمایا کہ وہ مجھے صاحب کمال سمجھ کر بلاتے ہیں اور اسی بنا پر وہ پانچ سو روپے دیتے ہیں مگر میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا پھر کس بنا پر جاؤں؟ میں نے بہت اصرار کیا مگر نہیں مانے۔ (۱)

چار کبار حضرات کی چار دعائیں اور ان کی قبولیت

ایک مرتبہ عُروہ بن زُبیر، عبداللہ بن زبیر، مُصعب بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک حجرے میں جمع تھے۔ کسی نے تجویز کی کہ ہم لوگ اپنی اپنی آرزوئیں پیش کریں۔ سب نے اسے پسند کیا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری آرزو یہ ہے کہ مجھے خلافت ملے۔ عروہ رحمہ اللہ کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے۔ مصعب رحمہ اللہ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ عراق کی ایک خوبصورت عورت اور قریش کی دو عورتیں عائشہ بنت طلحہ، سکینہ بنت حسین میرے عقد میں آجائیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا: میری تمنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بھرپور مغفرت فرمائے۔

چناں چہ خدا نے ان تینوں کی دعا قبول فرمائی اور ہر ایک کی تمنا پوری ہوئی۔ امید ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت بھی کر دی ہوگی۔ (۲)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور خَصم کو مُسکت جوابات

ا...... مولانا عبدالحیٔ صاحب کی تقریر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا اور اُن منافع کا بھی ذکر آ گیا جو آپ کی ذات سے اسلام کو پہنچے، اس پر سبحان علی خان نے بآواز بلند حدیث پڑھی: إِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ. (۳)

اس پر مولانا اسماعیل صاحب اٹھے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب سے فرمایا کہ ذرا تقریر کو

(۱) ارواح ثلاثہ: ص ۲۱۲ (۲) حلية الأولياء: ترجمة: عروة بن الزبير، ج۲ ص ۱۷۶ الناشر: دار الكتاب العربي (۳) صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب ان الله يؤيد الذين بالرجل الفاجر: ج۴ ص ۷۲ رقم الحديث: ۳۰۶۲ الناشر: دار طوق النجاة

روک دیجیے اس کا جواب میرے ذمہ ہے اور سبحان علی خان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سبحان علی خان تم اس کو تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عمر کی ذات سے دین کو مدد پہنچی؟ اس نے اقرار کیا کہ ہاں۔

آپ نے پھر یہی سوال کیا۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ جب سب کے سامنے کئی بار اس سے اقرار کرالیا تب فرمایا کہ یہ بحث تو پھر ہوگی کہ حضرت عمر فاجر تھے یا نہ تھے لیکن اس وقت آپ نے اتنا تسلیم کرلیا کہ حضرت عمر کی ذات سے دین کو مدد پہنچی، اب اتنا ذرا اور بتادو کہ اصول تشیع کے مطابق دین کو نفع پہنچا یا اصولِ سنت کے مطابق؟ اس کے جواب میں سبحان علی خان بالکل خاموش ہوگیا۔ جب وہ جواب نہ دے سکا تو خود مولانا نے فرمایا کہ یہ تو آپ کہہ نہیں سکتے کہ اصولِ تشیع کے مطابق دین کو نفع پہنچا، اس لیے ضرور یہی کہا جاوے گا کہ اصولِ اہل سنت کے مطابق نفع پہنچا پس ثابت ہوا کہ دین حق مذہب اہل سنت ہے۔ (۱)

۲...... ایک موقع پر سبحان علی خان نے مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ صاحب کی تقریر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے یہاں یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ نہ لیں گے بلکہ ان کے زمانہ میں یا اسلام ہوگا یا قتل، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزیہ لیتے تھے تو ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منسوخ کرسکتے ہیں۔ اس کے جواب میں بھی مولانا اسماعیل صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان کا جزیہ نہ لینا خود اسی حدیث کی بناء پر ہوگا، پس یہ تعمیل حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کہ نسخ حکم نبوی۔ اس کے جواب میں بھی سبحان علی خان خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہ بن آیا۔ (۲)

۳...... اثناء وعظ میں ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تھا سبحان علی خان پھر بولا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں

---

(۱) حکایات اولیاء: ص ۵۹ دار الاشاعت کراچی (۲) حکایات اولیاء: ص ٦٠ دار الاشاعت کراچی

زبان مدح اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نیز اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں زبان تنقیص کھولی تو مولانا شہید پھر کھڑے ہوگئے اور مولانا عبدالحیٔ صاحب کو روک کر سبحان علی خان سے استفسار کیا کہ بتاؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں امیر معاویہ پر تبرا ہوتا تھا؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دربار ہجو گوئی سے پاک تھا۔ پھر پوچھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تبرا ہوتا تھا؟ کہا کہ بے شک ہوتا تھا۔ اس پر مولانا شہید نے فرمایا کہ اہل سنت الحمدللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اور روافض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور پھر خود ہی اپنے امام کے حق میں زبانِ تنقیص بھی کھولتے ہیں اور ہم اپنے امام کے مقلد ہیں کہ ان کو اور اُن کے سوا سب صحابہ کو اپنا مقتداء جانتے ہیں۔ (۱)

چُغل خور کو قتل کر کے اس کی کھال میں بھوسہ بھر دیا گیا

بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک دربان تھا جسے وہ ہمہ وقت اپنے قریب رکھتا۔ دربان بادشاہ سے کہا کرتا تھا: اے بادشاہ سلامت! نیکوکار کے ساتھ اچھائی سے پیش آئیں اور برے کو چھوڑ دیں چوں کہ اس کی برائی نے آپ کو اس کے ساتھ اچھائی کرنے سے روک دیا ہے۔ چناں چہ ایک آدمی کو اس پر حسد ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے اس قدر قریب کیوں ہوگیا، اس نے بادشاہ کے سامنے دربان کی چغلی کی اور کہا: بادشاہ سلامت! اس دربان نے لوگوں میں یہ بات پھیلا دی ہے کہ آپ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا مجھے اس کی حرکت کا کیسے علم ہوسکتا ہے؟ جواب دیا: وہ اس طرح کہ جب وہ آپ کے پاس آئے آپ اسے قریب بلائیں تاکہ آپ اس سے کوئی بات کرسکیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا ہوگا۔

چناں چہ چغل خور آدمی نے دربان کی دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار حد سے

(۱) حکایات اولیاء: ص ۷۷ دارالاشاعت کراچی

زیادہ بڑھادی۔ صبح کو جب دربان بادشاہ کے پاس گیا اور بادشاہ نے اسے بات کرنے کے لیے اپنے قریب بلایا تو دربان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ اس کے منہ کی بدبو بادشاہ کو نہ پہنچے۔ بادشاہ نے کہا: دور ہو جا پھر فوراً قلم دوات منگوائی۔ خط لکھ کر مہر زدہ کیا اور دربان کو تھماتے ہوئے کہا اس خط کو فلاں آدمی کے پاس لے جاؤ اور اس پر اس کا ایک لاکھ انعام بھی مقرر کیا۔ دربان جونہی بادشاہ کے پاس سے نکلا۔ چغل خور نے گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ جواب دیا یہ خط مجھے بادشاہ سلامت نے دیا ہے۔ چغل خور نے خط مانگا دربان نے اسے دے دیا اور وہ خط لے کر خود مکتوب الیہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ مکتوب الیہ نے خط پڑھ کر جلاد لوگوں کو بلایا۔ اس چغل خور نے کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو یہ غلط حکم ہے جس کا وبال مجھ پر پڑ گیا، تم اپنے امیر کی بات نہ مانو بلکہ بادشاہ کے پاس جاؤ۔ چناں چہ وہ لوگ بولے کہ بادشاہ کے پاس جانا ہمیں زیب نہیں دیتا۔ خط میں لکھا تھا کہ جو شخص یہ خط تمہارے پاس لائے اسے ذبح کر دو اور اس کی کھال اتار کر بھوسہ بھر دو اور میرے پاس لے آؤ۔ چناں چہ انہوں نے چغل خور کو ذبح کیا اور کھال اتار کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے جب یہ مضحکہ خیز واقعہ دیکھا تو اس پر تعجب کی انتہا نہ رہی۔ بادشاہ نے اپنے دربان سے کہا: ادھر آؤ اور مجھے سچ سچ واقعہ سناؤ کہ جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ کہنے لگا اے بادشاہ سلامت! اس چغل خور نے میری دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار بڑھادی جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں سمجھا کہیں آپ کو لہسن کی بدبو محسوس نہ ہونے لگے تب میں نے اپنے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ کہا: اپنے عہدے پر واپس لوٹ جاؤ اور اپنے کام میں مصروف رہو پھر بادشاہ نے دربان کو مال عظیم سے نوازا۔ (۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے تفقّہ پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی شہادت

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ آج کل اگر کوئی یہ قسم کھائے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: بكر بن عبدالله المزني، ج۲ ص۲۲۹، ۲۳۰ الناشر: دار الكتاب العربي

کہ آج میں کسی فقیہ کو ضرور دیکھوں گا وہ اس وقت تک اپنی قسم سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی زیارت نہ کرے۔

مطلب یہ تھا کہ ہمارے اس خطہ میں صرف حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فقیہ کہلانے کے مستحق ہیں اور کوئی نہیں۔ یہ واقعہ نقل فرما کر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کی جو بات امتیاز کی ہے وہ یہ کہ ان میں کوئی تصنع اور تکلف نہ تھا۔ (۱)

قوم کی اصلاح سے متعلق علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کا زریں قول

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ نے جب دہلی میں نظارۃ المعارف قائم فرمایا تو تھانہ بھون آئے تھے، انھوں نے فرمایا کہ میں علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ سے ملا تو مسلمانوں کی عام بے راہ روی اور پریشانی اور مبتلائے آفات ہونے کا تذکرہ ہوا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں قوم کی اصلاح کی تدبیر کیا ہے، علامہ شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ قوم کی اصلاح صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کا قوم پر مکمل اثر ہو اور یہ اثر بغیر تقدس کے نہیں ہوسکتا اور تقدس بغیر تقوی اور کثرت عبادت و ذکر اللہ کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ (۲)

حضرت خُبیب رضی اللہ عنہ کا بوقت شہادت دردانگیز اشعار پڑھنا

جب مشرکین نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

لَقَدْ جَمَّعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِي وَأَلَّبُوا ... قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مُجَمَّعِ

وَقَدْ جَمَّعُوا أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ ... وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِيلٍ مُمَنَّعِ

إِلَى اللّٰهِ أَشْكُو كُرْبَتِي بَعْدَ غُرْبَتِي ... وَمَا جَمَّعَ الْأَحْزَابُ لِي حَوْلَ مَصْرَعِي

فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِي عَلَى مَا يُرَادُ بِي ... فَقَدْ بَضَعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي

وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُونَهُ ... وَقَدْ ذَرَفَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

---

(۱) مجالس حکیم الامت: ص۸۰ دارالاشاعت کراچی (۲) مجالس حکیم الامت: ص۷۵ دارالاشاعت کراچی

وَمَا بِی حَذَارُ الْمَوْتِ اَنِّی مَیِّتٌ وَلٰکِنْ حَذَارِی جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعٖ
وَذٰلِکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ
فَلَسْتُ اُبَالِی حِینَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِی [۱]

میرے گرد وپیش گروہ جمع ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبائل اور تمام مجمعوں کو بھی جمع کرلیا ہے، یہی کیا بلکہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی جمع کرلیا ہے، جب کہ میں جزع وفزع کے قریب ہوگیا ہوں۔ اللہ ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں غربت کے بعد مصیبت کا اور لوگوں کے مجھے بچھاڑنے کا۔ پس عرش والے ہی نے مجھے اس پر صبر کی توفیق دی جو وہ میرے ساتھ سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میری اب جینے کی طمع یاس کی نذر ہوچکی ہے۔ انھوں نے میری موت کا علاج کفر کا پیالہ تجویز کیا ہے۔ میری آنکھیں بہہ رہی ہیں بغیر کسی جزع وفزع کے۔ مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں، ڈر ہے تو اس بات کا کہ جہنم کی آگ جھلسا دینے والی ہے۔ یہ سب خدا کے لیے ہے اگر وہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے جوڑوں میں برکت ڈال دے۔ پس مجھے کوئی پرواہ نہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل ہوؤں کہ کس کروٹ اللہ کے لیے موت کے حوالے ہوتا ہوں۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کی من جانب اللہ حفاظت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ افراد پر مشتمل مرثد بن ابی مرثد کی امارت میں ایک دستہ بھیجا تھا ان میں عاصم بن ثابت اور خالد بن بُکیر بھی تھے۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو قبیلہ ہذیل نے ان کو اپنی امان کی پیشکش کی، حضرت مرثد اور عاصم رضی اللہ عنہما نے تو کہا ہم کبھی بھی کسی مشرک کی پناہ یا وعدہ پر یقین نہیں کریں گے۔ آخر انہوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو ہم سلافہ بنت سعد کے ہاتھوں فروخت کردیں، اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کو پالے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ کیوں کہ جنگ احد کے موقع پر عاصم کے

(۱) حلیة الاولیاء: ترجمة: خبیب بن عدی، ج ۱ ص ۱۱۳، ۱۱۴ الناشر: دار الکتاب العربی

ہاتھوں اس کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔

چناں چہ جب قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے ان کے سر کو کاٹنا چاہا تو شہد کی مکھیوں نے ان کے سر کو ڈھانک لیا، مشرکین نے کہا چلو شام کو جب یہ مکھیاں ان سے جھٹ جائیں گی ہم ان کا سر کاٹ لیں گے لیکن پھر زوردار بارش ہوئی اور بارش کا پانی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کو بہالے گیا۔

درحقیقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ نہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے کیوں کہ مشرک ناپاک ہیں۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اللہ سے کیے ہوئے عہد کا پاس رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بعد الوفات ان کی حفاظت فرمائی۔ (۱)

سعید بن مسیّب کا ولی عہد کے رشتے کو ٹھکرا کر ایک طالب علم سے بیٹی کا نکاح کروانا

ابن ابی وَداعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس پابندی سے جا کر بیٹھتا تھا، اور آپ سے قرآن وسنت کا علم سیکھتا تھا، ایک مرتبہ چند دن غیر حاضری کے بعد جانے کا اتفاق ہوا، سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے پوچھا: اتنے دن تک کہاں غائب رہے؟ میں نے کہا: میری بیوی کا انتقال ہوگیا تھا اس لیے حاضر نہ ہوسکا، فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی! میں بھی تجہیز وتکفین میں شریک ہوتا۔ چناں چہ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اٹھنے لگا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے دوسری بیوی کا کوئی انتظام کیا؟ میں نے جواب دیا: میں غریب نادار اور دو چار پیسے کی حیثیت کا آدمی ہوں، میرے ساتھ کون شادی کرے گا؟ فرمایا میں کرواؤں گا، تم تیار رہو، میں نے کہا بہت خوب۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اسی وقت حمد وصلوٰۃ اور مختصر سا خطبہ نکاح پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے معمولی مہر کے عوض کر دیا۔ میں وہاں سے اٹھا تو فرطِ مُسرت میں میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں گھر پہنچ کر رخصتی کے

---

(۱) حلية الأولياء، ترجمة: عاصم بن ثابت، ج۱ ص۱۱۰، الناشر: دار الكتاب العربي

لیے قرض کی فکر میں پڑ گیا۔

شام کے وقت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پہلے دو رکعت خود پڑھیں اور دو رکعت بیٹی سے پڑھوائیں، اس کے بعد بیٹی کو لے کر خود ہی میرے گھر تشریف لائے۔ میں مغرب کے بعد روزہ افطار کرنے کے لیے جارہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعید! میں نے سعید نام کے جتنے حضرات بھی مدینہ میں موجود تھے سوچے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کون سعید ہیں؟ جب کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا، چوں کہ وہ اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی آتے جاتے نہیں تھے۔ اسی تذبذب میں اٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو سامنے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کھڑے تھے۔ انھیں دیکھ کر میں نے کہا: آپ نے کیوں زحمت گوارا کی؟ مجھے بلا لیا ہوتا، فرمایا: نہیں مجھے تمہارے پاس آنا چاہیے تھا، میں نے عرض کیا فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: تم تنہا آدمی تھے اور تمہاری بیوی موجود تھی، میں نے خیال کیا کہ تنہا تم کیوں رات بسر کرو، اس لیے تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں، وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، انہوں نے اس کو دروازے کے اندر کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا، میری بیوی شرم سے گر پڑیں، میں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں میں اعلان کیا کہ آج سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیا ہے اور اسے میرے گھر پہنچا گئے ہیں، میری والدہ نے تین دن تک دستور کے مطابق اس کو خوب سنوارا، جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ نہایت حسین و جمیل، کتاب اللہ کی حافظہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمہ اور حقوق شوہر سے باخوبی واقف عورت تھی۔

ابن ابی وداعہ فرماتے ہیں: اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس نہ گیا اور نہ ہی وہ میرے پاس تشریف لائے۔ بالآخر میں نے ہی ان کے پاس جانے کی جسارت کی، جب ان کے پاس گیا تو وہ اپنے شاگردوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کے جواب سے مجھے ممنون فرمایا اور اس سے

لیے قرض کی فکر میں پڑ گیا۔

شام کے وقت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پہلے دو رکعت خود پڑھیں اور دو رکعت بیٹی سے پڑھوائیں، اس کے بعد بیٹی کو لے کر خود ہی میرے گھر تشریف لائے۔ میں مغرب کے بعد روزہ افطار کرنے کے لیے جا رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعید! میں نے سعید نام کے جتنے حضرات بھی مدینہ میں موجود تھے سوچے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کون سعید ہیں؟ جب کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا، چوں کہ وہ اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی آتے جاتے نہیں تھے۔ اسی تذبذب میں اٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو سامنے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کھڑے تھے۔ انھیں دیکھ کر میں نے کہا: آپ نے کیوں زحمت گوارا کی؟ مجھے بلا لیا ہوتا، فرمایا: نہیں مجھے تمہارے پاس آنا چاہیے تھا، میں نے عرض کیا فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: تم تنہا آدمی تھے اور تمہاری بیوی موجود تھی، میں نے خیال کیا کہ تنہا تم کیوں رات بسر کرو، اس لیے تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں، وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، انہوں نے اس کو دروازے کے اندر کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا، میری بیوی شرم سے گر پڑیں، میں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں میں اعلان کیا کہ آج سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیا ہے اور اسے میرے گھر پہنچا گئے ہیں، میری والدہ نے تین دن تک دستور کے مطابق اس کو خوب سنوارا، جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ نہایت حسین وجمیل، کتاب اللہ کی حافظہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمہ اور حقوق شوہر سے باخوبی واقف عورت تھی۔

ابن ابی وداعہ فرماتے ہیں: اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس نہ گیا اور نہ ہی وہ میرے پاس تشریف لائے۔ بالآخر میں نے ہی ان کے پاس جانے کی جسارت کی، جب ان کے پاس گیا تو وہ اپنے شاگردوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کے جواب سے مجھے ممنون فرمایا اور اس سے

زیادہ مجھ سے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ اہل مجلس منتشر ہو گئے اور جب میرے علاوہ ان کے پاس کوئی نہ رہا، فرمایا: اہلیہ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اے ابو محمد! خیریت ہے، بایں حال کہ دوست خوش ہوں اور دشمن رنجیدہ۔ فرمایا: اگر تمیں کسی قسم کی تکلیف کا شبہ ہو تو یہ عصاء ساتھ لیتے جاؤ۔ (یعنی اگر میری بیٹی تمہاری فرماں برداری میں کوئی کمی کرے تو اس لکڑی سے خبر لینا) اس کے بعد میں اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا اور دوسرے دن سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے بیس ہزار درہم میری طرف بھجوا دیئے۔

عبداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن میسّب رحمہ اللہ کی بیٹی کو عبدالملک اپنی بہو بنانا چاہتا تھا، اس نے اپنے بیٹے ولی عہد ولید بن عبدالملک کے ساتھ اس کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کر دیا۔ عبدالملک نے ان پر بہت دباؤ ڈالا اور مختلف قسم کی سختیاں کیں مگر سعید بن میسّب رحمہ اللہ برابر انکار پر قائم رہے۔ حتیٰ کہ عبدالملک نے ناامید ہو کر انھیں سو کوڑے لگوائے، سخت سردی کے دن ان پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا بہایا اور اہانت کی غرض سے اون کا بنا ہوا جبہ انھیں پہنوایا۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فَصاحت

آپ نے خالص عربی زبان، فصیح شریں بیان قبائل میں پرورش پائی، چناں چہ آپ قبیلہ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے، قریش میں پرورش پائی اور قبیلہ بنو سعد میں آپ کو دودھ پلایا گیا۔ لہٰذا آپ فطری طور پر تمام عرب سے زیادہ فصیح عربی زبان کے مالک تھے، اس پر آپ نے ایک مرتبہ دعویٰ بھی کیا چناں چہ نہ تو کسی نے تردید کی نہ ہی اعتراض کیا اور جھٹلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت لسانی الہامی اور وہبی تھی، کیوں کہ آپ اس کے لیے نہ اہتمام و تکلف کرتے نہ ہی اس کو پسند فرماتے۔ بلکہ الفاظ و معانی از خود آپ کے مطیع و فرما بردار ہو جاتے تھے، اس طرح کہ آپ کے بیان میں غیر موزوں الفاظ کا شائبہ تک نہ تھا اور نہ ہی طرز کلام میں کوئی تذلزل ہوتا۔ آپ سے کسی قبیلہ کی زبان مستتر نہ تھی (یعنی آپ سب

(۱) حلية الأولياء، ترجمة: سعيد بن المسيب، ج۲ ص۱۶۷، الناشر: دار الكتاب العربي

زیادہ مجھ سے کوئی بات نہ کی حتی کہ اہل مجلس منتشر ہو گئے اور جب میرے علاوہ ان کے پاس کوئی نہ رہا، فرمایا: اہلیہ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اے ابو محمد! خیریت ہے، بایں حال کہ دوست خوش ہوں اور دشمن رنجیدہ۔ فرمایا: اگر تمہیں کسی قسم کی تکلیف کا شبہ ہو تو یہ عصاء ساتھ لیتے جاؤ۔ (یعنی اگر میری بیٹی تمہاری فرماں برداری میں کوئی کمی کرے تو اس لکڑی سے خبر لینا) اس کے بعد میں اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا اور دوسرے دن سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے بیس ہزار درہم میری طرف بھجوا دیے۔

عبداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن میسّب رحمہ اللہ کی بیٹی کو عبدالملک اپنی بہو بنانا چاہتا تھا، اس نے اپنے بیٹے ولی عہد ولید بن عبدالملک کے ساتھ اس کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کر دیا۔ عبدالملک نے ان پر بہت دباؤ ڈالا اور مختلف قسم کی سختیاں کیں مگر سعید بن میسّب رحمہ اللہ برابر انکار پر قائم رہے۔ حتی کہ عبدالملک نے ناامید ہو کر انھیں سو کوڑے لگوائے، سخت سردی کے دن ان پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا بہایا اور اہانت کی غرض سے اون کا بنا ہوا جبہ انھیں پہنوایا۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فَصاحت

آپ نے خالص عربی زبان، فصیح شریں بیان قبائل میں پرورش پائی، چناں چہ آپ قبیلہ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے، قریش میں پرورش پائی اور قبیلہ بنو سعد میں آپ کو دودھ پلایا گیا۔ لہٰذا آپ فطری طور پر تمام عرب سے زیادہ فصیح عربی زبان کے مالک تھے، اس پر آپ نے ایک مرتبہ دعویٰ بھی کیا چناں چہ نہ تو کسی نے تردید کی نہ ہی اعتراض کیا اور جھٹلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت لسانی الہامی اور وہبی تھی، کیوں کہ آپ اس کے لیے نہ اہتمام وتکلف کرتے نہ ہی اس کو پسند فرماتے۔ بلکہ الفاظ ومعانی ازخود آپ کے مطیع وفرماں بردار ہو جاتے تھے، اس طرح کہ آپ کے بیان میں غیر موزوں الفاظ کا شائبہ تک نہ تھا اور نہ ہی طرز کلام میں کوئی تذلزل ہوتا۔ آپ سے کسی قبیلہ کی زبان مستتر نہ تھی (یعنی آپ سب

(۱) حلیة الأولیاء، ترجمة: سعید بن المسیب، ج۲ص۱۶۷، الناشر: دار الکتاب العربی

زبانوں سے واقف تھے) اور نہ ہی کوئی فکر آپ کے ذہن سے پوشیدہ رہی۔ آپ کا کلام درحقیقت بقول امام جاحظ رحمہ اللہ کہ:

ایسا کلام تھا جس کے حروف کی تعداد کم اور معانی کی مقدار زیادہ تھی، جو بناوٹ سے بالا اور تکلف سے منزہ ہوتا، اس میں تفصیل کی جگہ تفصیل اور اجمال کی جگہ اجمال تھا، غریب ووحشی کلام سے خالی نیز بازاری اور عامیانہ الفاظ سے دور تھا، سرمایہ حکمت سے لبریز نیز اغلاط سے محفوظ تھا جسے غیبی تائید وتوفیق حاصل تھی، الغرض لوگوں نے آپ کے کلام سے زیادہ مفید، سچا، مناسب وموزوں، خوش اسلوب وخوش معنی پراثر ودل نشیں، آسان وزود فہم اور اپنے مقصود ومطلب کو کھول کر وضاحت سے بیان کرنے والا کوئی کلام نہیں سنا۔ (۱)

زبان وادب پر احادیث کی اثر اندازی

۱...... مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهٖ. وہ اپنے ناک سے دم توڑ کر مر گیا۔ یعنی طبعی موت مر گیا۔

۲...... أَلْآنَ حَمِيَ الْوَطِيسُ. اب بھٹی کا تاؤ تیز ہوا ہے۔ یعنی جنگ زوردار ہوئی۔

۳...... هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ. اوپری صلح، وہ صلح جس میں بظاہر امن ہو لیکن عداوت ونفرت باقی رہے۔

۴...... يَا خَيْلَ اللّٰهِ إِرْكَبِيْ. اے خدائی شہسوار! سوار ہو جاؤ۔

۵...... لَا يَنْتَطِحُ فِيْهَا عَنْزَانِ. دو بکریاں باہم ٹکریں نہیں ماریں گی۔ یعنی کوئی جھگڑا یا اختلاف نہیں ہوگا۔

آپ کا عورتوں کی سواری چلانے والے سے یہ فرمانا:

رُوَيْدَكَ رِفْقًا بِالْقَوَارِيْرِ. ذرا آہستہ ان نازک آبگینوں کو نرمی سے لے چلو۔

جنگ بدر کے دن آپ کا یہ فرمانا:

هٰذَا يَوْمٌ لَهٗ مَا بَعْدَهٗ. یہ ایسا دن ہے جس پر مستقبل کا انحصار ہے۔ (۲)

---

(۱) البيان والتبيين: مقطعات وخطب قصيرة، ج۲ ص۱۳ الناشر: مكتبة الهلال

(۲) احادیث کے اندر موجود یہ امثلہ علامہ مصطفیٰ صادق بن عبدالرزاق الرافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۶ھ) کی کتاب ''تاریخ آداب العرب'' ج۲ ص۲۱٦ سے ماخوذ ہیں

عربی ادب میں استعمال ہونے والے چودہ حکیمانہ مقولے

۱......مَصَارِعُ الرِّجَالِ تَحْتَ بُرُوْقِ الطَّمَعِ. لالچ کے پھندوں میں پڑنے والے نقصان اٹھاتے ہیں۔

۲......كَلْمُ اللِّسَانِ أَنْكٰى مِنْ كَلْمِ السِّنَانِ. زبان کا زخم نیزے کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

۳......رُبَّ عَجَلَةٍ تَهَبُ رَيْثًا. کبھی جلد بازی کی وجہ سے تاخیر برداشت کرنا پڑتی ہے۔

۴......اَلْعِتَابُ قَبْلَ الْعِقَابِ. سزا سے پہلے زجر وتنبیہ ضروری ہے۔

۵......التَّوْبَةُ تَغْسِلُ الْحَوْبَةَ. توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

۶......مَنْ سَلَكَ الْجَدَدَ أَمِنَ الْعِثَارَ. جو سیدھے راستے پر چلتا ہے وہ پھسلنے سے محفوظ رہتا ہے۔

۷...... أَوَّلُ الْحَزْمِ الْمَشْوَرَةُ. احتیاط کی ابتدا مشورہ ہے۔

۸......رُبَّ قَوْلٍ أَشَدَّ مِنْ صَوْلٍ. بسا اوقات بات حملہ سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۹......أَنْجَزَ حُرٌّ مَا وَعَدَ. شریف آدمی اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

۱۰......أُتْرُكِ الشَّرَّ يَتْرُكْكَ. تم برائی چھوڑ دو برائی تمہیں خود بخود چھوڑ دے گی۔

۱۱......مَنْ ضَاقَ صَدْرُهُ اِتَّسَعَ لِسَانُهُ. جس کا سینہ تنگ ہو جائے تو وہ زبان دراز ہو جاتا ہے۔

۱۲...... يَدُكَ مِنْكَ وَإِنْ كَانَتْ شَلَّاءَ. تیرا ہاتھ تیرا اپنا ہی ہے چاہے وہ شل ہو۔

۱۳......رُبَّ مَلُوْمٍ لَا ذَنْبَ لَهُ. بسا اوقات بے گناہ ہی کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔

۱۴......مِنْ مَأْمَنِهِ يُؤْتَى الْحَذِرُ. محتاط شخص جہاں سے بے فکر ہوتا ہے وہیں سے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

عربی ادب کی بارہ ضرب الامثال

۱......إِنْ تَسْلَمِ الْجِلَّةُ فَالنِّيْبُ هَدَرٌ. جب بڑے اونٹ بچ جائیں تو بوڑھی اونٹنیاں

رائیگاں ہیں یعنی جب قیمت اور فائدہ مند چیز بچ جائے تو بے کار کا غم نہیں کرنا چاہیے۔

۲...... إِنْ كُنْتَ رِيْحًا فَقَدْ لَا قَيْتَ إِعْصَارًا. اگر تو ہوا تھا تو بگولے سے مل گیا۔ یہ اس وقت پیش کی جاتی ہے جب ایک شخص کو اپنے سے بڑھ چڑھ کر کوئی شخص مل جائے (جیسے اردو میں کہتے ہیں سیر کو سوا سیر مل گیا)۔

۳...... إِنَّكَ لَا تَجْنِيْ مِنَ الشَّوْكِ الْعِنَبَ. تو کانٹوں سے انگور کا پھل نہیں چکھے گا یعنی برے اخلاق والوں میں خوش اخلاق شخص نہیں ملے گا۔

۴...... ذَكَّرَنِيْ فُوْكِ حِمَارَيْ أَهْلِيْ. تو نے مجھے میرے گھریلو دو گدھے یاد دلا دیئے۔ اصل میں واقعہ اس طرح ہے کہ ایک آدمی کے دو گدھے گم ہوگئے، وہ ان کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا، راستہ میں ایک عورت دیکھی جو اسے اچھی لگی جس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ یہ سمجھا شاید کوئی خوب صورت عورت ہے، اس کے پیچھے چلنے لگا اور اس کی وجہ سے وہ اپنے گدھوں کو بھول گیا، تھوڑی دیر بعد جب اس عورت نے نقاب اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ یہ تو بدشکل ہے تب اس نے یہ بات کہی۔

۵...... تَجَشَّأَ لُقْمَانُ مِنْ غَيْرِ شِبَعٍ. لقمان نے خالی پیٹ بناوٹی ڈکار لی۔ اس شخص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

۶...... رَمَتْنِيْ بِدَائِهَا وَانْسَلَّتْ. وہ اپنی بیماری میرے اوپر پھینک کر بھاگ نکلی، یہ مثالی اس کے لیے پیش کی جاتی ہے جو اپنا عیب دوسرے پر تھوپنے کی کوشش کرے۔

۷...... رُبَّ كَلِمَةٍ تَقُوْلُ لِصَاحِبِهَا دَعْنِيْ. بعض باتیں اپنے کہنے والے سے کہتی ہیں ہمیں چھوڑ دے۔ یہ مثل فضول باتوں سے روکنے کے لیے پیش کی جاتی ہے تا کہ وہ بکواس سے باز رہیں۔

۸...... يُسِرُّ حَسْوًا فِيْ إِرْتِغَاءٍ. جھاگ نکالنے کے بہانے چھپکے سے دودھ کا گھونٹ بھر لے۔ یہ مثل اس شخص کے لیے پیش کی جاتی ہے جو بظاہر تمہاری بھلائی میں لگا ہوا

ہو لیکن اندر خانہ اپنا نفع مقصود ہو۔ اس کا واقعہ اصل میں یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ یہ ظاہر کرنے لگا کہ اس کی جھاگ نکال رہا ہے اور اس دوران کچھ دودھ بھی پیتا رہا۔

۹...... أَوْسَعْتُهُمْ سَبًّا وَأَوْدَوْا بِالْإِبِلِ. میں نے ان کو خوب گالی گلوچ بھی دی لیکن وہ اونٹ لے بھاگے۔ اس کا واقعہ اصل میں یوں ہے کہ ایک آدمی کے اونٹوں پر لٹیروں نے ڈاکہ ڈالا اور ان کو لے چلے جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو یہ مالک ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر ان کو گالی دینے لگا، جب واپس قبیلہ میں آیا تو لوگوں نے اونٹوں کے متعلق دریافت کیا اس وقت اس نے یہ بات کہی۔

۱۰...... أَحَشَفًا وَسُوْءَ كِيْلَةٍ. کھجوریں بھی گھٹیا اور ناپ میں بھی کمی۔ اس شخص کے لیے بولی جاتی ہے جو دو گندی عادتوں کو اختیار کرے (جیسے اردو میں کہتے ہیں ایک کریلا دوسرے نیم چڑھا)۔

۱۱...... قَدْ يَقْدُمُ الْعَيْرُ مِنْ ذُعْرٍ عَلَى الْأَسَدِ. کبھی گدھا بھی گھبرا کر شیر پر حملہ کر دیتا ہے۔ یہ مثل اس شخص کے لیے بولی جاتی ہے جو خوف و گھبراہٹ کی وجہ سے خلاف توقع اور خلاف طبع بہادری کا مظاہرہ کر دے۔

۱۲...... قَبْلَ الرَّمْيِ يُرَاشُ السَّهْمُ. تیر اندازی سے قبل ہی تیر کو درست کیا جاتا ہے یعنی کسی کام کے پیش آنے سے پہلے ہی اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

یہ تمام امثال اور حکیمانہ اقوال علامہ ابو ہلال حسن بن عبداللہ العسکری (متوفی ۳۹۵ھ) کی شہرہ آفاق کتاب "جمهرة الأمثال" سے ماخوذ ہیں۔

عربی ادب سے پندرہ عمدہ اشعار کا انتخاب

إِذَا كُنْتَ فِيْ كُلِّ الذُّنُوْبِ مُعَاتِباً   صَدِيْقَكَ لَمْ تَلْقَ الَّذِيْ لَا تُعَاتِبُه

اگر تم تمام امور میں اپنے دوست پر عتاب کرتے رہوگے تو تمہیں کوئی بھی ایسا دوست نہ

ملے گا جس پر تمہیں عتاب نہ کرنا پڑے۔

فَعِشْ وَاحِداً أَوْ صِلْ أَخَاكَ فَإِنَّهُ مُفَارِقُ ذَنْبٍ مَرَّةً وَمُجَانِبُه

تم یا تو اکیلے زندگی گزار دو یا اپنے بھائی سے میل ملاپ رکھو، کیوں کہ اگر وہ ایک مرتبہ غلطی کرے گا تو دوسری دفعہ میں غلطی سے اجتناب کرتے ہوئے ٹھیک کام بھی کرے گا۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَشْرَبْ مِرَارًا عَلَى الْقَذٰى ظَمِئْتَ وَأَيُّ النَّاسِ تَصْفُوْ مَشَارِبُه

اگر تم یہی تمنا رکھو کہ ہمیشہ صاف ہی پانی پیو اور کبھی گدلا پانی نہ پیو تو تم پیاسے رہ جاؤ گے، اور کون ہے جسے ہمیشہ صاف پانی ہی پینے کو ملے۔

عَدُوُّكَ مِنْ صَدِيْقِكَ مُسْتَفَادُ فَلَا تَسْتَكْثِرَنَّ مِنَ الصِّحَابِ

تمہارا دشمن تمہارے دوستوں میں سے ہی بنتا ہے لہٰذا تم اپنے دوستوں کا حلقہ وسیع نہ کرو۔

فَإِنَّ الدَّاءَ أَكْثَرَ مَا تَرَاهُ يَكُوْنُ مِنَ الطَّعَامِ أَوِ الشَّرَابِ

بیشتر بیماریاں جنھیں تم دیکھتے ہو وہ کھانے پینے کی ہی بگڑی ہوئی شکلیں ہوتی ہیں۔

فَمَا اللُّجَجُ الْمِلَاحُ بِمُرْوِيَاتٍ وَتَلْقَى الرِّيَّ فِي النُّطَفِ الْعِذَابِ

نمکین پانی کے سمندر بھی آدمی کی پیاس نہیں بجھا سکتے اور تھوڑا سا میٹھا پانی سیرابی کا باعث بن جاتا ہے۔

وَالنَّاسُ كَالنَّبْتِ فَمِنْهُ رَائِقٌ غَضٌّ نَضِيْرٌ عُوْدُهُ مُرُّ الْجَنِيّ

لوگوں کی مثال پودوں کی سی ہے کہ بعض تو بڑے بھرے اور تروتازہ نظر آتے ہیں لیکن ان کا پھل کڑوا ہوتا ہے۔

وَمِنْهُ مَا تَقْتَحِمُ الْعَيْنُ فَإِنْ ذُقْتَ جَنَاهُ انْسَاغَ عَذْباً فِي اللَّهَا[1]

بعض وہ ہوتے ہیں جو حقیر نظر آتے ہیں لیکن اگر تو ان کا پھل چکھے تو وہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔

وَالنَّاسُ أَلْفٌ مِنْهُمْ كَوَاحِدٍ وَوَاحِدٌ كَالْأَلْفِ إِنْ أَمْرٌ عَنَا

لوگوں میں بعض ایک ہزار ایک کے برابر ہوتے ہیں بعض وہ ہوتے ہیں کہ وقت آنے پر وہ اکیلے ہی ایک ہزار کے برابر ہوتے ہیں۔

(۱) نهاية الارب في فنون الأدب: الباب التاسع، ج۶، ص۱۳۳، الناشر: دار الكتب والوثائق القومية

لِلْفَتٰی مِن مَّالِہٖ مَا قُدِّمَتْ یَدَاہُ قَبْلَ مَوْتِہٖ لَا مَا اَقْتَنٰی

آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے مرنے سے پہلے آگے بھیج دیا ہو نہ کہ وہ جو جمع کرتا رہا (اور پھر یہیں چھوڑ گیا)۔

إِنَّمَا الْمَرْءُ حَدِیْثٌ بَعْدَہُ فَکُنْ حَدِیْثًا حَسَنًا لِمَنْ وَعٰی

مرنے کے بعد آدمی ایک کہانی بن جاتا ہے لہٰذا تو ان لوگوں کے لیے جو قصوں کو محفوظ کرتے ہیں، اچھی کہانی بن۔

وَاللَّوْمُ لِلْحُرِّ مُقِیْمٌ رَادِعٌ وَالْعَبْدُ لَا تَرْدَعُہُ إِلَّا الْعَصَا

سمجھدار آدمی کے لیے تھوڑی سی ملامت بھی کافی ہے اور غلام کے لیے تو ڈنڈا ہی کام دیتا ہے

وَآفَۃُ الْعَقْلِ الْھَوٰی فَمَنْ عَلَا عَلٰی ھَوَاہُ عَقْلُہُ فَقَدْ نَجَا

اور عقل کو مارنے والی چیز خواہش ہے پس جس کی عقل اس کی خواہش پر غالب آگئی وہ نجات پا گیا۔

کَمْ مِنْ أَخٍ مَسْخُوْطَۃٍ أَخْلَاقُہُ أَصْفَیْتُہُ الْوُدَّ لِخُلْقٍ مُرْتَضٰی

کتنے ہی دوست ہیں جن کے اخلاق درست نہیں اور میں اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہوں۔

إِذَا بَلَوْتَ السَّیْفَ مَحْمُوْدًا فَلَا تُذَمِّمُہُ یَوْمًا أَنْ تَرَاہُ قَدْ نَبَا(۱)

جب تو نے ایک مرتبہ تلوار کو آزما کر اچھا پالیا تو پھر اگر کبھی اس کا نشانہ خطا ہو جائے تو اسے ملامت نہ کر۔

مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کا مطالعہ کتب کے لیے ایک ہدایت

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے جب کسی کتاب کے مطالعہ کا ارادہ کرو تو پہلے اس کے نام کو دیکھو، اگر نام ہی اصل مضمون کتاب کے مناسب نہ ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ پھر تمہید کو دیکھو اگر وہ مضمون کتاب کے مناسب نہیں ہے تو چھوڑ دو، اس

(۱) جواهر الأدب في أدبيات وإنشاء لغة العرب، ج۲ص۴۱۷، ۴۱۸، الناشر: مؤسسة المعارف

کے مطالعہ میں وقت ضائع نہ کرو جب نام اور تمہید متناسب دیکھو تب آگے بڑھو۔ (۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے چوبیس عمدہ اقوال زریں

۱...... اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالنا مال دار کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے:

أَنْ تُدْخِلَ يَدَكَ فِي فَمِ التِّنِّينِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَرْفَعَهَا إِلَى ذِي نِعْمَةٍ.

۲......عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھ سے سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: اے مبارک طلب شہرت سے اجتناب کرو کیوں کہ میں جس کی خدمت میں بھی حاضر ہوا ہوں اس نے مجھے فقط یہی وصیت کی ہے:

إِيَّاكَ وَالشُّهْرَةَ فَمَا أَتَيْتُ أَحَدًا إِلَّا وَقَدْ نَهَانِي عَنِ الشُّهْرَةِ.

۳......ابلیس کو عاصی سے زیادہ بدعتی انسان پسند ہے، کیوں کہ عاصی کو توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے لیکن بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی:

اَلْبِدْعَةُ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ الْمَعْصِيَةُ يُتَابُ مِنْهَا وَالْبِدْعَةُ لَا يُتَابُ مِنْهَا.

۴...... بدعتی شخص کی بات کو کان لگا کر سننے والا انسان اللہ کے ذمہ سے نکل جاتا ہے (یعنی توجہ سے اس کی بات سنتا ہے تاکہ اس پر عمل کرے):

مَنْ أَصْغَى سَمْعَهُ إِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ عِصْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى.

۵......انسان کی وفات کے بعد اس کے بارے میں عام لوگوں کے قول کے بجائے اہل علم کے قول پر نظر کرو:

إِذَا ذُكِرَ الرَّجُلُ الَّذِي مَاتَ فَلَا تَنْظُرْ إِلَى قَوْلِ الْعَامَّةِ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى قَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ.

۶...... جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے بابت خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے تصویب رائے

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۱۳۸، دارالاشاعت کراچی

اور پاک دامنی سے نوازتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا أَفْرَغَ عَلَيْهِ السَّدَادَ وَكَنَّفَهُ بِالْعِصْمَةِ.

۷......اے یوسف! اگر تمہیں مشرق یا مغرب میں کسی صاحب سنت کے بارے میں معلوم ہو تو اسے سلام بھیجو کیوں کہ اہل سنت والجماعت کا حلقہ بہت محدود ہوتا جا رہا ہے:

يَا يُوسُفُ إِذَا بَلَغَكَ عَنْ رَجُلٍ بِالْمَشْرِقِ صَاحِبِ سُنَّةٍ فَابْعَثْ إِلَيْهِ بِالسَّلَامِ وَإِذَا بَلَغَكَ عَنْ آخَرَ بِالْمَغْرِبِ صَاحِبِ سُنَّةٍ فَابْعَثْ إِلَيْهِ بِالسَّلَامِ فَقَدْ قَلَّ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

۸......عابد جاہل اور عالم فاجر کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیوں کہ دونوں بڑا فتنہ ہیں:

تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْعَابِدِ الْجَاهِلِ وَالْعَالِمِ الْفَاجِرِ فَإِنَّ فِتْنَتَهُمَا فِتْنَةٌ.

۹...... اگر آپ اپنے علم کی اشاعت کرتے رہو تو آپ کو بہت بڑا اجر ملتا رہے گا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا قسم بخدا اگر مجھے کسی مخلص طالب علم کا علم ہو جائے تو میں حدیث کی تعلیم کے لیے اس کے گھر جانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا:

وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ بِالَّذِي يَطْلُبُ هٰذَا الْعِلْمَ يُرِيدُ بِهِ مَا عِنْدَ اللّٰهِ لَكُنْتُ أَنَا الَّذِي آتِيهِ فِي مَنْزِلِهِ.

۱۰...... ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگوں کے قلوب حب دنیا سے لبریز ہوں گے جس کی وجہ سے خوف خدا ان میں داخل نہیں ہوگا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَمْتَلِئُ قُلُوبُهُمْ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا فَلَا تَدْخُلُهُ الْخَشْيَةُ.

۱۱...... ظالم کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی گناہ ہے:

النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ الظَّالِمِ خَطِيئَةٌ.

۱۲......آنکھوں کی بصارت دنیا تک محدود ہوتی ہے، البتہ قلب کی بصارت کا تعلق آخرت سے ہے اور آنکھوں کے بجائے قلب کی بصارت انسان کے لیے نفع بخش ہے:

بَصُرُ الْعَيْنَيْنِ مِنَ الدُّنْيَا وَبَصُرُ الْقَلْبِ مِنَ الْآخِرَةِ وَإِذَا أَبْصَرَ بِالْقَلْبِ انْتَفَعَ.

۱۳...... میں ایک شخص سے ملاقات کے اثر کی وجہ سے ایک ماہ تک ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہوں:

إِنِّي لَأَلْقَى الْأَخَ مِنَ الْإِخْوَانِ اللِّقَاءَةَ فَأَكُونَ بِهَا غَافِلًا شَهْرًا.

۱۴...... دنیا شہد لگی ہوئی چپاتی کی مانند ہے کہ مکھی اس پر گزرنے سے اس کے پر ٹوٹ جاتے ہیں لیکن خشک روٹی پر گزرنے سے اس کے پر صحیح سالم رہتے ہیں:

إِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ رَغِيفٍ عَلَيْهِ عَسَلٌ مَرَّ بِهِ ذُبَابٌ فَقَطَعَ جَنَاحَيْهِ وَإِذَا مَرَّ بِرَغِيفٍ يَابِسٍ مَرَّ بِهِ سَلِيمًا.

۱۵...... ایک شخص نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی خیریت دریافت کی۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے مختصر جواب دیتے ہوئے فرمایا اللہ ہم سب کے ساتھ عافیت کا معاملہ فرمائیے:

كَيْفَ أَنْتَ؟ وَكَيْفَ حَالُكَ؟ فَقَالَ سُفْيَانُ عَافَانَا اللّٰهُ وَإِيَّاكَ.

۱۶...... ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بہ تکلف بے وقوف بننے والا انسان ہی نجات پائے گا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا مَنْ تَحَامَقَ.

۱۷...... جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبری آئی تو انھوں نے خوشخبری لانے والے سے سوال کیا کہ تم نے حضرت یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے کہا کہ دین اسلام پر، اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اب نعمت مکمل ہوگئی۔

لَمَّا جَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى يَعْقُوبَ عليه السلام قَالَ لَهُ عَلَى أَيِّ دِينٍ تَرَكْتَ يُوسُفَ؟ قَالَ :عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ الْآنَ تَمَّتِ النِّعْمَةُ.

۱۸...... دنیا کا مل جانا انسان کے لیے فریب اور نہ ملنا امتحان ہے:

مَا بُسِطَتِ الدُّنْيَا عَلَى أَحَدٍ إِلَّا اغْتِرَارًا وَمَا زُوِيَتْ عَنْهُ إِلَّا اخْتِبَارًا.

۱۹...... اے لوگو شکم سیری سے احتراز کرو کیوں کہ وہ قساوت قلب کا ذریعہ ہے، وقار کے ذریعے کینہ کو ختم کرو، کثرت ضحک سے اجتناب کرو کیوں کہ یہ قلب کے لیے موذی ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْبِطْنَةَ فَإِنَّهَا تُقَسِّي الْقَلْبَ وَاكْظِمُوا الْغِلَّ بِالْوَقَارِ وَلَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ فَتَمُجَّهُ الْقُلُوبُ.

۲۰...... دنیا اور اس کے سامان سے محبت کرنے والے انسان کے قلب سے خوف آخرت سلب کرلیا جاتا ہے:

مَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا وَسُرَّ بِهَا نُزِعَ خَوْفُ الْآخِرَةِ مِنْ قَلْبِهِ.

۲۱...... انسان علم کی طرف زیادہ محتاج ہے بہ نسبت روٹی اور گوشت کے:

الرَّجُلُ إِلَى الْعِلْمِ أَحْوَجُ مِنْهُ إِلَى الْخُبْزِ وَاللَّحْمِ.

۲۲...... جلد سردار بننے والے انسان کا علمی نقصان بہت زیادہ ہوجاتا ہے:

إِذَا تَرَأَّسَ الرَّجُلُ سَرِيعًا أَضَرَّ بِكَثِيرٍ مِنَ الْعِلْمِ.

۲۳...... سکوت عالم کے لیے زینت اور جاہل کے لیے پردہ پوشی کا سبب ہے:

الصَّمْتُ زَيْنُ الْعَالِمِ وَسَتْرُ الْجَاهِلِ.

۲۴...... سکوت عقل کے لیے بمنزلہ نیند اور تکلم اس کے لیے بمنزلہ بیداری ہے اور بیداری نیند کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے:

الصَّمْتُ مَنَامُ الْعَقْلِ وَالْمَنْطِقُ يَقْظَتُهُ وَلَا مَنَامَ إِلَّا بِيَقْظَةٍ وَلَا يَقْظَةَ إِلَّا بِمَنَامٍ.(۱)

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کا حجاج کو گالیاں دینے والے شخص کو زریں نصیحت

حضرت سہیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ حجاج کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس سے کہا اے اللہ کے بندے! رُک جا اس لیے کہ دنیا میں

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان الثوری، ج۷ص۷۹ تا ۸۷ الناشر: دار الكتاب العربي

تو نے جو صغیرہ گناہ کیا ہوگا تو تجھے آخرت میں حجاج کے دنیا میں کیے ہوئے کبیرہ گناہ سے بھی بڑا لگے گا، اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ حاکم عادل ہے اگر حجاج سے اس کے ظلم کا بدلہ لے گا تو حجاج پر جس نے ظلم کیا ہوگا اس کا بدلہ بھی اس کو دلوائے گا، لہٰذا اپنے آپ کو کسی کو گالیاں دینے میں مشغول مت کرو:

سَمِعَ ابْنُ سِيرِينَ رَجُلًا يَسُبُّ الْحَجَّاجَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَهْ أَيُّهَا الرَّجُلُ فَإِنَّكَ لَوْ قَدْ وَافَيْتَ الْآخِرَةَ كَانَ أَصْغَرُ ذَنْبٍ عَمِلْتَهُ قَطُّ أَعْظَمَ عَلَيْكَ مِنْ أَعْظَمِ ذَنْبٍ عَمَلَهُ الْحَجَّاجُ وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى حَكَمٌ عَدْلٌ إِنْ أَخَذَ مِنَ الْحَجَّاجِ لِمَنْ ظَلَمَهُ فَسَوْفَ يَأْخُذُ لِلْحَجَّاجِ مِمَّنْ ظَلَمَهُ فَلَا تَشْغِلَنَّ نَفْسَكَ بِسَبِّ أَحَدٍ.(۱)

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا امراء کے سامنے حاجت پیش کرنے سے احتراز

نصر بن ابی زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے مبارک بن سعید نے کہا کہ میری مالی پریشانی کی وجہ سے تم سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس جاؤ ان سے کہو کہ میری مالی پریشانی سے متعلق موصل کے والی کے نام ایک خط لکھ دو۔ چناں چہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا اور مبارک کے قول سے ان کو مطلع کیا، میری بات سن کر سفیان ثوری رحمہ اللہ گھر تشریف لے گئے اور گھر سے کچھ کپڑوں کے ٹکڑے لا کر فرمایا اگر ان کپڑوں سے مبارک کی ضرورت پوری ہو جائے تو خط لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

ایک پرندے کی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ساتھ عقیدت

ابوالنعمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں ابومنصور کی عیادت کے لیے گیا۔ انھوں نے مجھ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ایک شب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ہمارے ہاں آرام فرمایا، انھوں نے ایک بلبل کو پنجرے میں محبوس دیکھ کر فرمایا اے کاش اسے آزاد کر دیا جاتا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ بلبل میرے لڑکے کی ہے ان شاء اللہ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: ابن سيرين، ج۲ص۲۷۰ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الاولياء: ترجمة: سفيان الثوري، ج۷ ص ۴۹ الناشر: دار الكتاب العربي

وہ آپ کو ہبہ کردے گا بلکہ میں اسے اس کے عوض ایک دینار دوں گا۔ اس کے بعد سفیان ثوری رحمہ اللہ نے پنجرہ کھول کر اسے آزاد کردیا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ پرندہ دن بھر سیر ہوکر روزانہ شب ہمارے گھر کے ایک گوشہ میں گزارتا حتیٰ کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد وہ پرندہ ان کے جنازہ میں شریک ہوا اور مزید برآں سفیان ثوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کی قبر پر آتا رہا حتیٰ کہ ایک روز وہ قبر کے پاس مردہ پایا گیا لوگوں نے اسے وہیں دفن کردیا۔ (۱)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تحمل مزاجی اور بردباری

ایک مرتبہ ایک قصاب کی درخواست پر میں جونپور گیا انھیں کے مکان پر مہمان ہوا وہاں میرے پاس ایک خط پہنچا جس میں چار چیزیں میرے متعلق لکھی تھی۔

اوّل یہ کہ...... تم جاہل ہو۔

دوسرے یہ کہ...... تم جلاھے ہو۔

تیسرے یہ کہ...... تم کافر ہو۔

چوتھے یہ کہ...... وعظ کرنے بیٹھو تو پگڑی سنبھال کر بیٹھنا۔

میں نے کسی سے اس خط کا تذکرہ نہ کیا اگلے روز جب وعظ کا وقت آیا تو منبر پر بیٹھ کر میں نے لوگوں سے کہا صاحبو! وعظ سے پہلے مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے خط ملا ہے اس میں چار چیزیں ہیں پہلے جزو کے متعلق تو مجھے اس لیے کچھ کہنا نہیں ہے کہ یہ صاحب جاہل لکھتے ہیں اور میں خود اپنے اجہل ہونے کا معترف ہوں۔ اسی طرح دوسرے جزء کے متعلق بھی کچھ کہنا نہیں ہے کیوں کہ اوّل تو جلاہا ہونا کوئی عیب نہیں اور اگر کسی درجہ میں ہو بھی تو وہ غیر اختیاری امر ہے جیسے کوئی اندھا یا کانا ہو تو مآل اس کا بھی یہی ہے کہ یہ کوئی قابل بحث بات نہیں، دوسرے یہ کہ میں یہاں کوئی شادی کرنے تو نہیں آیا کہ میں نسب کی تحقیق کراؤں، تیسرے یہ کہ اگر کسی کا بلاوجہ میرے نسب ہی کی تحقیق کرنا ہو تو میں اپنی زبان سے کیا کہوں میرے وطن کا پتہ اور وہاں کے عمائد کے نام دریافت کرکے ان

(۱) حلیۃ الاولیاء، ترجمۃ: سفیان الثوری، ج۷، ص ۵۸ الناشر: دار الکتاب العربی

سے تحقیق کرلیں کہ میں جولاہا ہوں یا کون؟

اسی طرح تیسرے جزء کے متعلق بھی مجھے مشورہ کرنا نہیں ہے کیوں کہ پچھلی حالت کے متعلق مجھے بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں کافر تھا یا مسلمان میں اس وقت سب کے سامنے کلمہ پڑھتا ہوں ''أشهد أن لا إله إلا الله محمد رسول الله'' اب تو مسلمان ہوگیا اور جب تک ایمان کے خلاف کوئی بات مجھ سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک مسلمان ہی کہا جائے گا۔ البتہ چوتھے جزء کے متعلق مجھے آپ حضرات سے مشورہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ وعظ میں میرا معمول ہمیشہ سے یہ ہے کہ بالقصد اختلافی مسائل بیان نہیں کرتا بلکہ حتی الامکان ان سے بچتا ہوں، لیکن اگر دوران تقریر میں کہیں آ جاتے ہیں تو پھر رکتا بھی نہیں البتہ عنوان نرم اور ایسے الفاظ کا اہتمام کرتا ہوں کہ دل آزار نہ ہوں، اب اگر وعظ کہوں گا اسی آزادی کے ساتھ کہوں گا اس کا نتیجہ پھر جو کچھ بھی ہو اس لیے مشورہ طلب یہ امر ہے وعظ گوئی کوئی میرا پیشہ تو ہے نہیں اور مجھے شوق بھی نہیں لوگوں کی درخواست پر کہہ دیتا ہوں، اب اگر آپ حضرات درخواست کریں اور مشورہ دیں تو میں کہوں ورنہ میں چھوڑ دوں۔

پھر فرمایا کہ آپ مشورہ میں مدد کے لیے میں خود اپنی رائے بھی ظاہر کیے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ وعظ تو ہونے دیا جائے اور غالبًا وہ صاحب بھی اس مجمع میں ہوں گے جن کا یہ خط ہے، تو وہ جس جگہ کوئی ناگوار بات محسوس کریں تو اسی وقت مجھے روک دیں میں اسی وقت وعظ بند کردوں گا بلکہ یا اگر اس میں ان کو کچھ حجاب مانع ہو تو میں آج بعد ظہر شہر چلا جاؤں گا میرے جانے کے بعد میرے وعظ کی خوب تردید کردیں، یہ کہہ کر میں خاموش ہوگیا اور لوگوں سے کہا کہ اپنی رائے بیان کریں چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ آپ ضرور وعظ کہیں اور آزادی سے کہیں۔ (۱)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی نظر میں بیان القرآن میں اہم چیز

مجلس میں کسی صاحب نے بیان القرآن میں ربط آیات کے اہتمام کی بہت تعریف

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴ دار الاشاعت کراچی

(۲) مجالس حکیم الامت: ص ۲۰۲ دار الاشاعت کراچی

کی اور کہا کہ یہ عجیب چیز ہے، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن میرے نزدیک کوئی زیادہ اہم چیز نہیں البتہ اس تفسیر میں ایک چیز ایسی ہے جس کو میں نے بڑی مشقت اور محنت سے جمع کیا ہے وہ اب تک کسی دوسری تفسیر میں میری نظر سے نہیں گزری، وہ یہ کہ مضامین قرآنیہ کی سرخیاں آیات کے شروع میں لگا دی ہیں کہ اہلِ علم اگر قرآن کے حاشیہ پر عنوانات ہی لکھ لیں تو پوری تفسیر کا کام ان سے لے سکتے ہیں۔ (۱)

ایک نیک صالح عادل حکمران حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

۱...... حضرت جَسر القصاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں بکریوں کا دودھ نکالتا تھا۔ میں ایک چرواہے کے پاس سے گزرا اس کی بکریوں میں تقریباً تیس بھیڑیے تھے، میں انھیں کتے سمجھتا رہا، کیوں کہ میں نے اس سے پہلے کبھی بھیڑیے نہ دیکھے تھے، میں نے کہا او چرواہے! تم اتنے زیادہ کتوں سے کیا کرو گے؟ اس نے کہا ارے اللہ کے بندے! یہ کتے نہیں ہیں یہ تو بھیڑیے ہیں، میں نے سبحان اللہ! بھیڑیے بکریوں میں ہو کر انھیں نقصان نہیں پہنچاتے؟ چرواہے نے کہا: جب سر درست ہو تو جسم میں کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اور یہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت کا واقعہ ہے۔

۲...... جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ لوگوں کے گورنر بنے تو چرواہوں نے کہا یہ کون نیک شخص لوگوں کا سردار بنا ہے؟ کسی نے ان سے کہا تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ انھوں نے کہا جب سے یہ عادل حکمران رعایا کا ذمے دار بنا ہے تو بھیڑیے ہماری بکریوں سے رُک گئے ہیں۔

۳...... ہم عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں بمقام کرماں میں بکریاں چرایا کرتے تھے، تو بھیڑیے اور بکریاں اکٹھے چرا کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک رات ایک بھیڑیا ایک بکری پر حملہ آور ہوا تو میں نے کہا۔ ہمارا گمان ہے کہ وہ نیک مرد فوت ہو چکا ہے، حماد

---

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۲۰۲ دارالاشاعت کراچی

نے فرمایا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ انھوں نے حساب لگایا تو انھوں نے اسی رات کے مطابق انھیں فوت پایا جس رات بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا تھا۔

۴...... یونس بن ابی شبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ بننے سے پہلے طواف کرتے دیکھا، ان کا ازار بند ان کے پیٹ کے موٹاپے میں غائب تھا، پھر میں نے انھیں خلیفہ بننے کے بعد دیکھا اگر میں ان کی پسلیاں انھیں چھوئے بغیر گننا چاہتا تو گن سکتا تھا یعنی ایام خلافت میں وہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے۔

۵...... مسلمہ بن عبدالملک فرماتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس ان کی بیماری میں عیادت کرنے آیا، کیا دیکھتا ہوں ان پر ایک میلی قمیص ہے، میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا فاطمہ! امیر المؤمنین کی قمیص دھو ڈالو (فاطمہ مسلمہ بن عبدالملک کی بہن اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ ہیں)، انہوں نے کہا ہم ان شاء اللہ دھوئیں گے، پھر دوبارہ جب میں آیا تو قمیص اپنی حالت پر تھی، میں نے کہا فاطمہ! کیا میں نے آپ کو امیر المؤمنین کی قمیص دھونے کا حکم نہیں دیا تھا؟ لوگ ان کی عیادت کو آتے ہیں اور یہ قمیص کچھ میلی سی ہے، تو وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کی صرف یہی ایک قمیص ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی اور کرتا نہیں ہے۔

۶...... عُقبہ بن نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ کے پاس آیا اور پسِ پردہ میں نے ان سے کہا آپ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں سے کچھ نہیں بتاتیں؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ جب سے خلیفہ بنے اس وقت سے وفات تک کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

۷...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو جب خلافت ملی تو ان کے گھر سے باآواز بلند رونے کی آواز سنی گئی، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو گھر والوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی باندیوں کو اختیار دیا کہ مجھ پر ایک بارِ عظیم پڑا ہے جس نے مجھے تم سے غافل کر دیا ہے سو جو کوئی آزاد ہونا چاہے تو میں اسے آزاد کرتا ہوں، اور جو

چاہے کہ میں اسے اس شرط پر روکے رکھوں کہ اسے میری طرف سے کچھ نہیں ملے گا (مراد مباشرت ہے) تو اس میں اسے روک لوں گا تو وہ باندیاں یہ بات سن کر رو پڑیں۔

۷...... ابن ابی زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دروازے پر تھے کہ ہم نے ان کے گھر سے رونے کی آواز سنی، ہم نے اس بارے میں دریافت کیا تو گھر والوں نے ہمیں بتایا کہ امیر المؤمنین نے اپنی اہلیہ کو اس بات کا اختیار دیا کہ ان کی گردن میں ایک عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ عورتوں سے غافل ہو گئے، چاہے اپنے گھر میں رہے یا اپنے والد کے گھر چلی جائیں تو وہ رو پڑیں۔ (۱)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ چیزوں پر مداومت

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا پانچ چیزوں پر دوام تھا۔

۱......لزومِ جماعت۔

۲......اتباعِ سنت۔

۳......مساجد کو آباد کرنا۔

۴......تلاوتِ قرآن کریم۔

۵...... جہاد۔

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ خَمْسٌ: كَانَ عَلَيْهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعُونَ بِإِحْسَانٍ لُزُومُ الْجَمَاعَةِ، وَاتِّبَاعُ السُّنَّةِ، وَعِمَارَةُ الْمَسْجِدِ، وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. (۲)

کھانے میں چار باتیں جمع ہو جائیں تو وہ نہایت بابرکت ہو جاتا ہے

حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کھانے میں چار چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ

(۱) حلية الأولياء، ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ص۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء، ترجمة: أبو عمرو الأوزاعي، ج۶ص۱۴۲، الناشر: دار الكتاب العربي

نہایت بابرکت اور قابل کفایت ہوتا ہے۔

۱......حلال آمدنی سے تیار کیا گیا ہو۔

۲......اللہ کا ذکر کرتے ہوئے تیار کیا گیا ہو۔

۳......کھانے والے زیادہ ہوں۔

۴......کھانے کے بعد دعا پڑھی گئی ہو:

إِذَا جَمَعَ الطَّعَامُ أَرْبَعًا كَمُلَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، إِذَا كَانَ أَصْلُهُ حَلَالًا، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَكَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِي، وَحُمِدَ اللّٰهُ حِينَ يُفْرَغُ مِنْهُ فَقَدْ كَمُلَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ.(۱)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ اور نزاکتِ طبع

حضرت مرزا صاحب کے حجرہ سے باہر تشریف لانے کا جب وقت ہوتا تو پہلے سے شاہ غلام علی فرش کو صاف کر دیا کرتے تھے، ایک دن مرزا صاحب جو حجرہ سے باہر تشریف لائے تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: "غلام علی تجھ کو اب تک تمیز نہ آئی دیکھ تو سہی وہ فرش پر تنکا پڑا ہوا ہے جلدی اٹھا۔"(۲)

مرزا صاحب کی نزاکت طبع کا یہ حال تھا کہ ایک شخص زیادہ کھانے والا تھا اُس کو لوگ اکول کہتے تھے، مرزا صاحب کی خدمت میں جب حاضر ہوتا تو اس کی صورت دیکھ کر زیادہ کھانے کے تصور سے سر میں درد ہو جاتا اور کافی دیر تک سر تھامے بیٹھے رہتے۔ فرش کے نیچے کوئی سنگریزہ ہوتا اور بچھونا اُبھرا رہتا اُس پر اگر نظر پڑ جاتی تو بے چین اور متاذّی ہو جاتے تھے۔(۳)

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اور اصلاح کا عجیب طریقہ

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اپنے وعظ میں ایک شخص کو دیکھا جس کا پائجامہ ٹخنوں سے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: شهر بن حوشب، ج۶،ص ۶۱ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حکایات اولیاء:ص ۲۵ دارالاشاعت کراچی (۳) حکایات اولیاء:ص ۲۷ دارالاشاعت کراچی

نیچے تھا، آپ نے بعد وعظ اس سے کہا ذرا ٹھہر جائیں، مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے خلوت میں بٹھا کر یوں فرمایا کہ بھائی میرے اندر ایک عیب ہے کہ میرا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ڈھلک جاتا ہے، اور حدیث میں یہ وعیدیں آئی ہیں اور آپ اپنا پائجامہ دکھلانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ غور سے دیکھنا، کیا واقعی میرا خیال صحیح ہے یا محض وہم ہے۔ اس شخص نے شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا کہ حضرت آپ کے اندر تو یہ عیب کیوں ہوتا، البتہ میرے اندر ہے مگر اس طریق سے آج تک کسی نے مجھے سمجھایا نہیں تھا۔ اب میں تائب ہوتا ہوں ان شاء اللہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔

ہمارے اکابر کا ہمیشہ سے یہی معمول رہا ہے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے نہایت احترام سے اس کو نصیحت کرتے تھے تشدد نہیں کرتے۔ (۱)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ پیکر حلم وصبر

جناب خان صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ وعظ فرما رہے تھے، اثناء وعظ میں ایک شخص اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب ہم نے سنا ہے کہ تم حرامی ہو، آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میاں تم نے غلط سنا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ بڈھانہ، پھلت اور خود دلی میں ہنوز موجود ہیں اور یہ فرما کر پھر وعظ شروع کر دیا۔ (۲)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا آخری لمحات میں علمی مذاکرہ کرنا

ابراہیم بن جرّاح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مرض وفات میں ان کی عیادت کے لیے پہنچا تو دیکھا کہ ان پر غشی طاری ہے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوں، مجھے دیکھتے ہی انہوں نے سوال کیا: ابراہیم! بتائیے حاجی کے لیے افضل طریقہ کون سا ہے؟ وہ پیدل رَمی کرے یا سوار ہو کر؟

---

(۱) حکایات اولیاء: ص ۴۷ دارالاشاعت کراچی (۲) حکایات اولیاء: ص ۴۸ دارالاشاعت کراچی

میں نے عرض کیا: پیدا کرنا افضل ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ درست نہیں!

پھر میں نے کہا سوار ہوکر رَمی کرنا افضل ہوگا؟

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا یہ بھی درست نہیں۔

پھر خود ہی فرمایا: جس رَمی کے بعد کوئی اور رَمی کرنی ہو اس کا پیدل کرنا افضل ہے اور جس کے بعد کوئی اور رَمی نہ ہو، اسے سوار ہوکر کرنا افضل ہے۔

ابراہیم بن جرّاح رحمہ اللہ فرماتے کہتے ہیں کہ مجھے مسئلہ معلوم ہونے سے زیادہ اس بات پر تعجب ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ایسی بیماری کی حالت میں بھی علمی مذاکرات کے کتنے شوقین ہیں؟ اس کے بعد میں ان کے پاس سے اٹھا اور ابھی دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ گھر سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی، معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں۔ (۱)

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا تاریخی عدل وانصاف

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے عدل و انصاف کے بہت سے واقعات مشہور ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک شخص سلطان محمود رحمہ اللہ کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا، جب محمود اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا:

میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کروں۔

---

(۱) البحر الرائق: کتاب الحج، باب الإحرام، الإغتسال ودخول الحمام للمحرم، ج۲ص۳۷۶ الناشر: دار الکتاب الإسلامی/ معارف السنن شرح سنن الترمذی: أبواب الحج، باب ما جاء فی رمی الجمار راکبا، ج۶ ص ۲۳۹ الناشر: مجلس الدعوة والتحقیق الإسلامی

محمود فوراً اٹھا اور اسے اکیلے میں لے جا کر اس کا حال پوچھا، اس شخص نے کہا آپ کے بھانجے نے ایک عرصے سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ وہ ہر رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے اور اندر داخل ہو کر مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے۔ میں نے ہر امیر کو اپنا حال سنایا لیکن کسی کو میری حالت پر رحم نہ آیا اور کسی کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے یہ بات بیان کرتا۔ جب میں ان امراء سے مایوس ہوگیا تو میں نے آپ کے دربار میں آنا شروع کر دیا اور اس موقع کے انتظار میں رہا کہ آپ سے اپنا حال بیان کرسکوں۔ اتفاق سے اب آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں نے آپ سے اپنی داستان بیان کر دی ہے، خداوند تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے، اس لیے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے، اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب۔ ورنہ میں اس معاملے کو خدا کے سپرد کروں گا اور اس کے منصفانہ فیصلے کا انتظار کروں گا۔ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور وہ یہ سب کچھ سن کر رونے لگا اور اس شخص سے یوں مخاطب ہوئے۔ اے مظلوم! تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا۔

اس شخص نے جواب میں کہا: بادشاہ سلامت میں ایک مدت سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہوسکوں، لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے یہاں تک پہنچا ہوں اور کس طرح ان چوکیداروں کی نظر سے بچ کر آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی ایسی قسمت کہاں ہے کہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سلطانی دربار میں چلے آئیں اور بادشاہ سے بالمشافہ اپنی روداد غم بیان کریں۔

سلطان محمود رحمہ اللہ نے جواب دیا: تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو، لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا اور اس بات کا خیال رکھو کہ جب وہ سفاک تمہارے گھر میں آ کر تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے تو تم فوراً اسی وقت مجھے اطلاع دینا پھر میں اس وقت

تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس سفاک کو اس کی بدکرداری کی سزا دوں گا۔

اس شخص نے یہ سن کر کہا: اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لیے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک ٹوک کے آپ سے مل سکوں۔ اس پر محمود نے اسی وقت دربانوں کو بلایا اور ان سے اس شخص کو متعارف کروا کر دربانوں کو حکم دیا: جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے، اس سے کسی قسم کی بازپرس نہ کی جائے۔

ان دربانوں کی رخصت کے بعد سلطان محمود رحمہ اللہ۔ نے اس شخص سے چپکے سے کہا:

اگر چہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں یہاں آنے سے روکنے کی جرأت نہ کریں گے لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوکیدار میری عدیم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روکنا چاہیں اور میرے پاس نہ آنے دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ آہستہ سے مجھے آواز دینا۔ میں یہ آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔

اس گفتگو کے بعد محمود نے اس شخص کو رخصت کر دیا اور خود اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

وہ شخص اپنے گھر واپس آ گیا، دو راتیں تو آرام سے گزریں اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا کہ اسے محمود سے ملاقات کی ضرورت پیش آتی۔ تیسری رات کو اس شخص کا رقیب یعنی سلطان محمود کا بھانجا حسب دستور اس کے گھر آیا اور اسے مار کر گھر سے نکال دیا اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ شخص اسی وقت دوڑتا ہوا بادشاہی محل کی طرف آیا اور اس نے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے۔ دربانوں نے جواب دیا کہ بادشاہ اس وقت دیوان خانے کے بجائے اپنے حرم سرا میں ہے، اس لیے اس تک اطلاع پہنچانا ممکن نہیں ہے۔ وہ شخص مایوس ہو کر اس جگہ پر پہنچا جس کے بارے میں سلطان محمود نے اس کو بتا رکھا تھا، یہاں اس نے آہستہ سے کہا۔

بادشاہ سلامت! اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں؟

سلطان محمود نے جواب دیا: ٹھہرو میں آتا ہوں۔

تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا، وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی سے ہم آغوش ہو کر سویا ہوا ہے اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے، محمود نے اسی وقت شمع کو بجھا دیا اور اپنا خنجر نکال کر اس ظالم کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اس مظلوم شخص سے کہ جس کے گھر میں محمود آیا ہوا تھا، محمود نے کہا:

اے بندہ خدا ایک گھونٹ پانی اگر تجھے مل سکے تو فوراً لے آ نا کہ میں اپنی پیاس بجھاؤں۔ اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لا کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا، محمود نے پانی پیا، اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا۔

اے شخص اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر، میں جاتا ہوں۔

اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا:

اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا ہے تو مجھے یہ بتا کہ شمع گل کرنے اور اس سفاک کا سرتن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی وجہ کیا ہے اور تو نے کس طرح اس قصے کو ختم کیا۔

سلطان نے جواب دیا:

اے شخص میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی ہے اور اس ظالم کا سر میں اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں، شمع کو میں نے اس لیے بجھایا تھا کہ کہیں اس کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نظر نہ آ جائے اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف سے باز نہ رہ سکوں۔ پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب سے تم نے مجھ سے اپنی روداد غم بیان کی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ ہوگا تب تک میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔

قارئین کرام! اس قصے سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر چہ تاریخ میں بادشاہوں کے عدل وانصاف کے بہت سے قصے لکھے ہیں لیکن ایسا قصہ کسی بادشاہ کے متعلق نہیں ملتا۔ (۱)

(۱) تاریخ فرشتہ: ج ۱ ص ۱۴۵ تا ۱۴۸۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز

جس نے علم میں بخل کیا وہ تین چیزوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہوجاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے، جس نے علم میں بخل کیا وہ تین چیزوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہوجاتا ہے یا اسے موت آجاتی ہے اور اس کا علم ختم ہوجاتا ہے یا اس پر نسیان کی تلوار چل جاتی ہے یا ایسی صحبت اختیار کرتا ہے جو اس کے علم کو لے ڈوبتی ہے:

سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ مَنْ بَخِلَ بِالْعِلْمِ ابْتُلِيَ بِثَلَاثٍ إِمَّا مَوْتٌ فَيَذْهَبُ عِلْمُهُ وَإِمَّا يَنْسَى وَإِمَّا يُصْحَبُ فَيَذْهَبُ عِلْمُهُ.(۱)

سفیان بن عُیینہ رحمہ اللہ کے تیرہ اقوال زریں

۱......عقل میں اضافہ کے ساتھ انسان کے رزق میں کمی کردی جاتی ہے:

مَنْ زِيدَ فِي عَقْلِهِ نُقِصَ مِنْ رِزْقِهِ.

۲......شہوت کی وجہ سے معاصی میں مبتلا ہونے والے کو توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے، لیکن تکبر کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی:

مَنْ كَانَتْ مَعْصِيَتُهُ فِي الشَّهْوَةِ فَارْجُ لَهُ التَّوْبَةَ وَإِذَا كَانَتْ مَعْصِيَتُهُ فِي كِبْرٍ فَاخْشَ عَلَى صَاحِبِهِ اللَّعْنَةَ.

۳......ایک مرتبہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے دنیا میں زہد کی تعریف کے بارے میں سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا دنیا میں نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر کا نام زہد ہے:

مَنْ إِذَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَشَكَرَهَا وَابْتُلِيَ بِبَلِيَّةٍ فَصَبَرَ فَذَلِكَ الزُّهْدُ.

۴......علم کی ابتداء سماعت سے ہوتی ہے اس کے بعد خاموشی پھر حفظ پھر عمل پھر اشاعت کا درجہ ہے:

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج۸ص۱۶۵ الناشر: دار الكتاب العربي

أَوَّلُ الْعِلْمِ الِاسْتِمَاعُ، ثُمَّ الْإِنْصَاتُ، ثُمَّ الْحِفْظُ، ثُمَّ الْعَمَلُ، ثُمَّ النَّشْرُ.

۵......مسائل کے عدم علم کے وقت ''لَا أَدْرِیْ'' نہ کہنے والا شخص ہلاک ہو جاتا ہے:

إِذَا تَرَكَ الْعَالِمُ لَا أَدْرِي أُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ.

۶......غیبت قرض سے بھی شدید ہے کیوں کہ اوّل کی ادائیگی ممکن ہے اور ثانی کی ادائیگی غیر ممکن ہے:

اَلْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الدَّيْنِ الدَّيْنُ يُقْضَى وَالْغِيبَةُ لَا تُقْضَى.

۷...... بہت سے باصلاحیت اور تہذیب یافتہ لوگ رزق سے محروم ہیں، اور بہت سے ناقص عقل لوگ صاحب ثروت ہیں:

كَمْ مِنْ قَوِيٍّ قَوِيٍّ فِي تَقَلُّبِهِ مُهَذَّبِ الرَّأْيِ عَنْهُ الرِّزْقُ مُنْحَرِفُ

وَكَمْ ضَعِيفٍ ضَعِيفِ الْعَقْلِ مُخْتَلِطٍ كَأَنَّهُ مِنْ خَلِيجِ الْبَحْرِ يَغْتَرِفُ

۸...... اگر تین چیزیں انسان کو پست نہ کرتیں تو کوئی چیز بھی اسے عاجز نہیں کر سکتی تھی وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱......فقر۔ ۲......مرض۔ ۳......موت۔

لَوْلَا أَنَّ اللّٰهَ طَأْطَأَ مِنِ ابْنِ آدَمَ بِثَلَاثٍ مَا أَطَاقَهُ شَيْءٌ اَلْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَالْمَوْتُ.

۹...... علم اگر تجھے نفع نہ دے تو نقصان ضرور دے گا:

اَلْعِلْمُ إِنْ لَمْ يَنْفَعْكَ ضَرَّكَ.

۱۰...... بعض فقہاء کے قول کے مطابق علماء کی تین اقسام ہیں۔

۱......عالم بامر اللہ۔ ۲......عالم باللہ۔ ۳......عالم باللہ وبامر اللہ۔

عالم بامر اللہ: سنت کے علم کے باوجود خوف خدا سے عاری ہو، عالم باللہ: خوف خدا رکھنے والا لیکن علم سنت سے عاری ہو، عالم باللہ وبامر اللہ: جو مذکورہ دونوں چیزیں (سنت کا علم اور خوف خدا) کا حامل ہو، اس کو ملکوت السموات میں عالم عظیم سے پکارا جاتا ہے:

قَالَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ كَانَ يُقَالُ الْعُلَمَاءُ ثَلَاثَةٌ عَالِمٌ بِاللّٰهِ وَعَالِمٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ وَعَالِمٌ بِاللّٰهِ

وَبِأَمْرِ اللّٰهِ فَأَمَّا الْعَالِمُ بِأَمْرِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِي يَعْلَمُ السُّنَّةَ وَلَا يَخَافُ اللّٰهَ وَأَمَّا الْعَالِمُ بِاللّٰهِ فَهُوَ الَّذِي يَخَافُ اللّٰهَ وَلَا يَعْلَمُ السُّنَّةَ وَأَمَّا الْعَالِمُ بِاللّٰهِ وَبِأَمْرِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِي يَعْلَمُ السُّنَّةَ وَيَخَافُ اللّٰهَ فَذَاكَ يُدْعَى عَظِيمًا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ.

۱۱......سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے لوگوں سے سوال کیا کہ علم کا سب سے زیادہ محتاج کون ہے؟ حاضرین نے کچھ دیر سکوت کے بعد ابن عیینہ رحمہ اللہ ہی سے مذکورہ سوال کے جواب کی درخواست کی، تو انہوں نے فرمایا سب سے زیادہ علم کے محتاج علماء ہیں کیوں کہ جہل ان کے لیے سب سے بڑا عیب ہے اس لیے کہ تمام مسائل کے حل کے لیے عوام الناس کی نظریں ان ہی پر مرکوز ہوتی ہیں۔

۱۲......لوگوں کی زبانوں سے تعریف نہ سننے والے کی لوگ تعریف کرتے ہیں۔

۱۳......صالحین کے تذکرہ کے وقت رحمت الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے:

عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ.(۱)

چوبیس سال کے عرصے میں نے ان کو کوئی گناہ کرتے نہیں دیکھا

خارجہ بن مُصعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کے ساتھ چوبیس سال تک زندگی بسر کی اور میں نہیں جانتا کہ فرشتوں نے ان کا کوئی گناہ لکھا ہو:

عَنْ خَارِجَةَ بْنَ مُصْعَبٍ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ عَوْنٍ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ سَنَةً فَمَا أَعْلَمُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَتَبَتْ عَلَيْهِ خَطِيئَةً.(۲)

ایک انسانی جان کی حفاظت کے لیے بچھو کا کچھوے پر سفر کر کے آنا

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ ایک دن کپڑے دھونے کیلئے دریائے نیل کے کنارے تشریف لے گئے۔ یکایک انہیں ایک موٹا تازہ بچھو دکھائی دیا جو ساحل کی طرف

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ص۲۷۱ تا ۳۰۳ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: يحيىٰ بن أبي كثير، ج۳ص۳۷، الناشر: دار الكتاب العربي

جا رہا تھا، جب وہ کنارے پر پہنچا تو پانی میں سے ایک کچھوا نکلا اور سطح پر تیرنے لگا، بچھو نے جب اسے دیکھا تو کود کر اس کی پشت پر سوار ہو گیا، کچھوا اسے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف لے چلا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں تہبند باندھ کر دریا میں اتر گیا اور ان دونوں کو دیکھتا رہا، یہاں تک کہ وہ دریا کے اس پار پہنچ گئے، یہاں پہنچ کر بچھو کچھوے کی پیٹھ سے اترا اور خشکی پر آ گیا، میں بھی دریا سے نکل کر اس کے پیچھے ہولیا، حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ:

فرأيت شابًا نائمًا تحت شجرة، ورأيت أفعي يقصده فلما قربت الأفعي من ذلك الشاب وصل العقرب إلى الأفعي فوثب العقرب على الأفعي فلدغه، والأفعي أيضًا لدغ العقرب، فماتا معًا، وسلم ذلك الإنسان منهما.(۱)

ایک گھنے درخت کی چھاؤں میں ایک نوخیز لڑکا گہری نیند سو رہا ہے، میں نے دل میں کہا کہ بچھو دوسری جانب سے اس نوجوان کو کاٹنے آیا ہے، ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک زہریلا سانپ دکھائی دیا جو اس سوئے ہوئے لڑکے کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن ابھی وہ لڑکے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ بچھو آگے بڑھا اور سانپ کے سر سے چمٹ گیا، یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں سانپ کو مارا اور خود مر گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو ان سے بچایا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سخاوت

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور بھلائی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، آپ محتاجوں کی شادی کرواتے اور انہیں خرچ کے لیے مال عطا فرماتے، اور ہر ایک کے پاس اس کے شایان شان تحفہ بھیجا کرتے، ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد

(۱) تفسیر کبیر: الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱ ص ۲۵۱ الناشر: مکتبة علوم اسلامیة لاهور

کو پراگندہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہیں بیٹھے رہنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں، جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے قریب بلایا اور فرمایا، اس جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا لے لو، اس نے جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم موجود تھے:

قال غير واحد أنه كان أكرم الناس مجالسة وأكثرهم إكراما ومواساة لأصحابه ولمن جلس إليه، ومن ثمة كان يزوج من احتاج وينفق عليه ويرسل إلى كل منهم قدر منزله ورأى على بعض جلسائه ثيابا رثة فأمره أن يجلس حتى يتفرق الناس ثم قال له خذ ما تحت المصلى فتجمل به فإذا هو ألف درهم.(۱)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تشریف آوری پر خلقِ خدا کا ہجوم

اَشعث بن شعبہ مَصیصی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید ایک دفعہ رقّہ (فرات کے کنارے ایک مشہور شہر) آیا، اس کے بعد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی وہاں تشریف آوری ہوئی۔ رقّہ کے لوگ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، اور خلق خدا کا ایک ہجوم ہو گیا لوگوں کے جوتوں کی آواز فضا میں گونجنے لگی اور ان کے تسمے ٹوٹ گئے، اور فضا گرد آلود ہو گئی، اس شور و شغب کو سن کر ایک خاتون نے محل کے دریچے سے جھانکا۔ یہ خاتون بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن الحکم کی والدہ تھی، اس نے لوگوں کا یہ اُمڈتا ہجوم دیکھ کر پوچھا: یہ ماجرا کیا ہے؟

اسے بتایا گیا کہ خراسان کے ایک عالم رقّہ تشریف لائے ہیں جن کا اسم گرامی ''عبداللہ بن مبارک'' ہے۔ وہ خاتون بے ساختہ بولی:

هَذَا وَاللّٰهِ الْمَلِكُ لَا مَلِكُ هَارُوْنُ الَّذِيْ لَا يَجْمَعُ النَّاسَ إِلَّا بِسَوْطٍ وَأَعْوَانٍ.

اللہ کی قسم! یہی شخص حقیقی بادشاہت کا مالک ہے نہ کہ ہارون رشید، جو کہ لوگوں کو کوڑوں اور

(۱) الخيرات الحسان: الفصل السابع عشر، ص٥٦ الناشر: دار الكتب العلمية

سپاہیوں کی مدد سے اکٹھا کرتا ہے۔(۱)

قرآنی آیات میں تحریف کر کے گورنر کی تعریف کرنے پر دنیاوی سزا

عصر حاضر کا واقعہ ہے جس کے راوی مصر کے معروف محقق عالم شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ ہیں، کہتے ہیں کہ مصر کے گورنر نے نابینا ادیب طٰہٰ حسین کو ایوارڈ سے نوازا اور اس کی عزت وتکریم کی تو جمعہ کی نماز میں ایک خطیب نے اس گورنر کی مدح سرائی شروع کی۔

اس نے اپنے خطبہ کے اندر یہ الفاظ کہے:

جَاءَهُ الْأَعْمٰى طَهَ حُسَيْن فَمَا عَبَسَ بِوَجْهِهِ وَمَا تَوَلّٰى.

یعنی امیر کی خدمت میں نابینا طٰہٰ حسین آیا لیکن امیر نہ تو ترش رو ہوا اور نہ ہی منہ موڑا۔

نماز جمعہ کے بعد فوراً شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کے والد محترم شیخ محمد شاکر رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ اپنی نماز دہرائیں، ان کی نماز نہیں ہوئی اور اب یہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ کیوں کہ خطیب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس مجرم خطیب کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ اس دنیا میں بھی اس کا برا حشر کیا اور آخرت میں جو کچھ سزا تیار کر رکھی ہے وہ تو ہے ہی۔ اللہ کی قسم! میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ خطیب جو چند سال پہلے عزت وشان کا مالک، اپنے تئیں بڑے پن کا اظہار کرنے والا اور بڑے بڑے لوگوں کو بھی خاطر میں نہ لانے والا تھا، اب وہ انتہائی ذلت ورسوائی کے ساتھ ایک حقیر نوکر بن کر قاہرہ کی ایک مسجد کے دروازے پر نمازیوں کے جوتوں کی حفاظت کر رہا تھا۔ ذلت ورسوائی اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ مجھے خود شرم آ رہی تھی کہ کہیں وہ مجھے دیکھ نہ لے، کیوں کہ میں اس کو جانتا تھا اور وہ بھی مجھ سے واقف تھا۔ یہ

---

(۱) المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج۹، ص۶۰، رقم الترجمة: ۹۷۸ الناشر: دار الكتب العلمية

منظر عجیب درس عبرت وموعظت تھا۔

عطاء بن ابی رَباح رحمہ اللہ کا خلیفہ وقت کو نصیحت اور استغناء

دور اموی کا نامور خلیفہ عبد الملک بن مَروان حج کی غرض سے مکہ مکرمہ میں ہے۔ اپنے گھر میں پلنگ پر بڑے وقار سے بیٹھا ہے، اس کے اردگرد اشراف مکہ ہیں، اچانک سامنے کے دروازے سے مشہور تابعی بزرگ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ داخل ہوتے ہیں۔ جیسے ہی خلیفہ کی نظر ان پر پڑی کھڑا ہوگیا۔ سلام عرض کیا اور نہایت احترام سے پلنگ پر اپنے سامنے بیٹھایا اور کہنے لگا:

يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، مَا حَاجَتُكَ؟

اے ابومحمد! اگر کوئی حاجت ہو تو پیش کریں۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہنے لگے: حرمین شریفین میں لوگوں کے ساتھ ظلم وزیادتی سے بچیں، ان کے بارے میں اللہ کا خوف کریں، مہاجرین وانصار کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کریں کہ آپ انہی کی بدولت اس مرتبہ ومقام پر پہنچے ہیں۔ جو لوگ سرحدوں پر جہاد میں مصروف ہیں ان کے حقوق کا خیال کریں، اصل میں یہی لوگ اسلام کا قلعہ ہیں۔ مسلمانوں کے معاملات اور مسائل میں پوری دلچسپی اور توجہ دیں کہ ان تمام کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔

آپ کے دروازے پر آنے والے حاجت مند آپ کی توجہ کے محتاج ہیں، ان سے غفلت نہ برتیں اور ہاں ان کے لیے اپنے دروازے کبھی بند نہ کریں۔ عبد الملک بن مروان کہنے لگا: جو آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد عطاء اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیے۔

اب عبد الملک نے ان کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگا:

إِنَّمَا سَأَلْتَنَا حَوَائِجَ غَيْرِكَ وَقَدْ قَضَيْنَاهَا، فَحَاجَتُكَ؟

آپ نے دوسروں کی ضروریات پیش کی ہیں، جنہیں ہم پورا کریں گے۔ مگر آپ نے اپنی

ضرورت تو بتائی ہی نہیں؟

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے اس سے اپنا بازو چھڑایا اور کہنے لگا:

مَالِيَ إِلَى مَخْلُوْقٍ حَاجَةٌ.

مخلوق میں سے مجھے کسی شخص سے کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔

یہ کہہ کر چل دیے۔

عبدالملک نے یہ سن کر کہا:

هَذَا وَأَبِيْكَ السُّوْدُدُ.

اللہ کی قسم یہی تو سرداری ہے۔ (۱)

امام ابن سماک رحمہ اللہ کا خلیفہ ہارون الرشید کو حکیمانہ طور پر نصیحت کرنا

ابن سماک رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے، انہوں نے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کو دیکھا کہ وہ سخت پیاس کی حالت میں پینے کے لیے پانی ہاتھ میں اُٹھائے ہوئے ہے اور پانی کا گلاس منہ سے لگانے ہی والا ہے۔ ابن سماک رحمہ اللہ نے آواز دی: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر پانی پینے سے رک جائیں؟

جب ہارون رشید نے پانی کا پیالہ زمین پر رکھ دیا تو ابن سماک نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُكَ بِاللّٰهِ تَعَالَى، لَوْ أَنَّكَ مُنِعْتَ هَذِهِ الشُّرْبَةَ مِنَ الْمَاءِ فَبِكَمْ كُنْتَ تَشْتَرِيْهَا؟

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو پانی کے اس گھونٹ سے روک دیا جائے تو آپ کتنی قیمت دے کر اسے خرید لیں گے؟

ہارون رشید نے جواب دیا: اپنی سلطنت کی آدھی دولت سے خرید لوں گا۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ص۸۴، رقم الترجمة: ۲۹ الناشر: مؤسسة الرسالة

ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و مسرت کے ساتھ رکھے! پانی پی لیجیے۔

جب ہارون رشید نے پانی نوش کر لیا تو ابن سماک نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُكَ بِاللّٰهِ تَعَالَى، لَوْ أَنَّكَ مُنِعْتَ خُرُوْجَهَا مِنْ جَوْفِكَ بَعْدَ هٰذَا، فَبِكَمْ كُنْتَ تَشْتَرِيْهَا؟

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پیٹ سے یہ پانی نہ نکلے (پیشاب نہ ہو) تو کتنی قیمت کے عوض اس کو نکالنے کا علاج کرائیں گے؟

ہارون رشید نے کہا: اپنی پوری سلطنت کی دولت اس کے علاج میں لگا دوں گا۔

ابن سماک رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ مُلْكًا تَرْبُوْ عَلَيْهِ شُرْبَةُ مَاءٍ لَخَلِيْقٌ أَنْ لَا يُنَافَسَ فِيْهِ.

اے امیر المؤمنین! ایسی بادشاہی جو ایک گھونٹ پانی سے کم تر قیمت رکھتی ہے، بہتر یہی ہے کہ ایسی سلطنت کی طلب میں جان توڑ کوشش نہ کی جائے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن سماک رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَمَا تَصْنَعُ بِشَيْءٍ؟ شُرْبَةُ مَاءٍ خَيْرٌ مِنْهُ.

اے امیر المؤمنین! پھر اس سلطنت کو آپ کیا کریں گے کہ پانی کا ایک گھونٹ اس سے زیادہ قیمتی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید ابن سماک کی بات سننے کے بعد اس قدر زار و قطار رونے لگا کہ اس کی داڑھی کے بال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

ابن سماک رحمہ اللہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ہارون رشید سے کہا:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ أَحَدًا فَوْقَكَ، فَلَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ أَطْوَعَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكَ.

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے (آپ کے عہد میں) آپ سے زیادہ مرتبہ کسی اور کو عطا نہیں کیا، اس لیے کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار نہیں ہونا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو، اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع وفرمان بردار ہونا چاہیے، اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے مالک ہیں، آپ سے بڑا کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں، اس لیے آپ پر واجب ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمان بردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔ (۱)

خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور شیخ عز الدین بن سلام رحمہ اللہ کا فتویٰ

علامہ عزیزی رحمہ اللہ نے "السراج المنیر شرح جامع الصغیر" میں حدیث "اَلْعُجْمَاءُ جُبَارٌ" کے تحت ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عز الدین بن سلام رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک شخص خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ فلاں جگہ جاؤ اور زمین کھودو اس میں خزانہ ہے وہ تم لے لو اور اس میں سے پانچواں حصہ (جو حسب قاعدہ شرعیہ گھڑے ہوئے خزانہ کی زکوٰۃ ہے) بھی تمہارے ذمہ نہیں۔

صبح ہوئی تو یہ شخص اس مقام پر پہنچا، زمین کھودی تو حسبِ ارشاد خزانہ نکلا، اب اس شخص نے اس زمانہ کے علماء سے استفسار کیا کہ شرعی قاعدہ کے موافق مجھے اس میں سے پانچواں حصہ صدقہ کرنا چاہیے، لیکن خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ حصہ بھی معاف کر دیا ہے اب میں کیا کروں؟

عموماً علماء نے فتویٰ دیا کہ تم اس قاعدے سے مستثنیٰ کر دیئے گئے ہو تمہارے ذمہ خمس نہیں، لیکن شیخ عز الدین بن سلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں، اس کے ذمہ واجب ہے کہ

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: ھارون الرشید بن محمد المھدی، ج۷۳، ص۲۹۱، رقم الترجمۃ: ۱۰۰۱۳ الناشر: دار الفکر

پانچواں حصہ نکالے کیونکہ خواب میں جو ارشاد فرمایا گیا ہے زیادہ سے زیادہ اس کا درجہ اس حدیث کے برابر ہوگا جو اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی گئی ہو، لیکن یہاں اس سے زیادہ اصح روایت اس کی معارض ہے کیونکہ صحیحین (بخاری ومسلم) کی حدیث میں ہے'' فِی الرِّکَازِ اَلْخُمُسُ'' اور یہ حدیث یقیناً اس خواب کی حدیث سے اصح ہے اور جب صحیح واصح میں تعارض ہو تو عمل اصح پر کیا جائے گا۔(۱)

حضرت مُجدّد الفِ ثانی رحمہ اللہ اور سیاہی کا ادب

فرمایا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لیے لگا لیا جاتا تھا، فوراً گھبرا کر باہر آ گئے اور اس کے دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو بھی علم کے ساتھ ایک تلبیس ونسبت ہے، بے ادبی معلوم ہوئی اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں۔(۲)

زندگی مکّہ کی اور موت مدینہ کی

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زندی تو مکہ مکرمہ کی بہتر (یعنی ایک کے ایک لاکھ بنتے ہیں) اور موت مدینہ میں بہتر ہے کہ محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا اور شفاعت کی قوی امید ہونا اس کا لازمی اثر ہے اور احادیث مختلفہ کو جمع کرنے کی بھی بہتر صورت یہی ہے۔(۳)

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کا چار چیزوں میں شرح صدر

فرمایا کہ الحمد للہ مجھے چار چیزوں میں شرح صدر ہے۔ مشاجرات صحابہ، روح، مسئلہ تقدیر، مسئلہ وحدۃ الوجود۔(۴)

---

(۱) السراج المنیر شرح جامع الصغیر: ج۳ص ۳۴۶، ۳۴۷ الناشر: مکتبۃ الایمان
(۲) مجالس حکیم الامت: ص ۲۶۳ دارالاشاعت کراچی (۳) مجالس حکیم الامت: ص ۲۲۲
(۴) مجالس حکیم الامت: ص ۲۳۴

چالیس سال سے ہر نماز کے بعد استاذ کے لیے دعا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑی عقیدت اور محبت تھی اور وہ ان کا ہمیشہ بڑا احترام کرتے تھے، امام شافعی رحمہ اللہ سوار ہوتے تو یہ ان کے پیچھے پیچھے پیدل ان سے سوالات کرتے جاتے تھے، ان کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے چالیس برس سے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے دعا نہ کی ہو:

سمعت احمد بن حنبل يقولُ ما صليت صلاة منذ اربعين سنة الّا وأنا أدعو فيها للشافعي.[1]

آٹھ ہزار عیوب کو چھپانے والی چیز

علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

بعض علماء سے سوال ہوا کہ آپ نے انسان میں کتنے عیب پائے ہیں؟ فرمایا شمار سے بڑھ کر، آٹھ ہزار عیب تو میں شمار کر چکا ہوں البتہ ایک خصلت میں نے ایسی پائی ہے کہ انسان اگر اسے استعمال میں لائے تو وہ تمام عیوب کو چھپا لیتی ہے، وہ ہے زبان کی حفاظت:

وسئل بعضهم كم وجدت في ابن آدم من العيوب فقال هي أكثر من أن تحصى والذى أحصيت ثمانية آلاف عيب ووجدت خصلة إن استعملها سترت العيوب كلها وهي حفظ اللسان.[2]

امام قدوری رحمہ اللہ اور مختصر القدوری کا مختصر تعارف

پانچویں صدی کے شروع میں بغداد کے اندر علماء احناف میں سے ایک بزرگ

(۱) الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ص۷٦، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الكبائر: الكبيرة الثلاثون: الكذب في غالب أقواله، ج ۱/ص۱۲۷، الناشر: دار الندوة الجديدة، بيروت

گزرے ہیں جن کا نام احمد ہے، جو عرف میں امام قدوری کے نام سے معروف ہیں، آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، تاریخ بغداد کے مصنف ابوبکر احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے شاگرد ہیں۔

علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ بڑے فقیہ اور صدوق تھے، اور فقہ میں اپنی زکاوت و ذہانت اور حفظ و اتقان کی وجہ سے قابل ستائش لوگوں میں سے تھے، عراق میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کی ریاست علمی آپ پر ختم تھی، اور احناف میں آپ کی بڑی قدر و منزلت اور بلند مرتبہ تھا، آپ کی تحریر بہت عمدہ تھی، زبان کے جری تھے، تلاوت قرآن دائمی معمول تھا:

كان فقيها صدوقا، وممن أنجب في الفقه لذكائه وحفظه، وانتهت إليه بالعراق رئاسة أصحاب أبي حنيفة رحمهم الله وعظم عندهم قدره وارتفع جاهه، وكان حسن العبارة في النظر، جري اللسان، مديما لتلاوة القرآن.[1]

آپ نے مسائل فقہیہ میں مختصر القدوری کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں تقریباً بارہ ہزار مسائل کو بیسیوں کتابوں سے منتخب کر کے درج فرمایا ہے، یہ کتاب آپ کا عظیم شاہکار ہے، جسے قدرت نے بڑی عظمت عطا کی ہے۔

علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ مختصر القدوری ان کتابوں میں سے ہے جنہیں علماء نے متبرک جانا ہے، حتیٰ کہ مشکلات کے وقت اور طاعون کے دنوں میں ان کتابوں کے پڑھنے کو آزمایا ہے (یعنی ان کے پڑھنے سے مشکلات دور ہوگئیں):

وأعلم أن هذا المختصر مما تبرك به العلماء حتى قراءته أوقات الشدائد وأيام الطاعون.[2]

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) اس کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) الأنساب للإمام السمعاني: باب القاف والدال، القدوري، رقم الترجمة: ۳۱۶۹، ج۱۰ ص ۳۵۲، الناشر: دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد (۲) مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ج۲، ص۲۵۴

میں نے ایک بڑے استاذ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام قدوری رحمہ اللہ جب اپنی مختصر کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو آپ حج کے لیے تشریف لے گئے اور مختصر ساتھ لیتے گئے، جب آپ طواف کر چکے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اگر مجھ سے اس میں کہیں غلطی یا بھول چوک ہوگئی ہو تو مجھے اس پر مطلع فرما، اس کے بعد آپ نے کتاب کو اول سے آخر تک ایک ایک ورق کھول کر دیکھا تو صرف پانچ یا چھ جگہ سے مضمون مٹا ہوا تھا، اس کو آپ کی کرامات میں شمار کیا گیا ہے:

سمعت من أستاذه الكبير يقول إن القدوري لما فرغ من تصنيف مختصره المنسوب إليه حج، وأخذ المختصر معه، ولما فرغ من طوافه سأل الله سبحانه أن يوقفه على خطأ فيه وسهو منه عن قلم ثم إنه فتح المختصر وتصفحه ورقة ورقة إلى آخره فوجد فيه خمسة مواضع أو ستة مواضع ممحوة، وهذا يعد من كرامته.[1]

امام ابوزُرعہ رحمہ اللہ کا مرض الموت میں سند کے ساتھ مکمّل حدیث پڑھنا

حضرت امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فَروخ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) علم حدیث کے مشہور راوی ہیں اور اس فن میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ہمسر سمجھے جاتے ہیں، حضرت امام مسلم، حضرت امام ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ کے استاذ ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں صحیح احادیث کی تعداد سات لاکھ سے اوپر ہے اور اس نوجوان (یعنی ابوزرعہ) نے چھ لاکھ حدیثیں حفظ کر لی ہیں۔ اما ابوزرعہ رحمہ اللہ خود کہا کرتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں اس طرح یاد ہیں کہ جس طرح کسی شخص کو قل ھو اللہ یاد ہوتی ہے۔ تاریخ میں آپ کی وفات کا عجیب واقعہ منقول ہے، امام ابوجعفر تُستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابوحاتم، محمد بن مسلم، منذر بن شاذان رحمہم اللہ اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی۔ ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

(۱) البناية: كتاب الحج، المزدلفه كلها موقف إلا بطن محسر، ج۴/ص۲۳۸، الناشر: دار الكتب العلمية

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.(۱)

اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔

مگر امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے شرما رہے تھے، اور ان کو تلقین کی ہمت نہ ہو رہی تھی، آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہیے، چناں چہ محمد بن مسلم نے ابتدا کی "حدثنا الضحاك بن مخلد عن عبد الحميد بن جعفر عن صالح" اور اتنا کہہ کر رک گئے، پھر امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے سند پڑھی "حدثنا بندار، حدثنا أبو عاصم عن عبد الحميد بن جعفر عن صالح" اتنا کہہ کر رک گئے اور باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی، اس پر امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اسی جان کنی کے عالم میں اپنی سند کے ساتھ روایت پڑھنا شروع کیا:

حدثنا بندار، حدثنا أبو عاصم، حدثنا عبد الحميد بن جعفر عن صالح بن أبي عريب عن كثير بن مرة الحضرمي عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان آخر كلامه لا اله الا الله.

اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ طائر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گئی، پوری حدیث یوں ہے "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا اله الا الله نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

سبحان اللہ کیا خوش نصیب تھے اور حدیث شریف سے ان سعید روحوں کو کیسا گہرا تعلق تھا کہ دم واپسی تک علم و عمل کا ساتھ رہا۔(۲)

دو سوکنوں کا ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا حیرت انگیز واقعہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب میں بغداد میں رہنے والے

(۱) صحیح مسلم كتاب الجنائز، باب تلقين الموتى، ج:۲، ص: ۶۳۱، رقم الحديث: ۹۱۶

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: عبيد الله بن عبد الكريم ن يزيد أبوذرعة الرازي، رقم الترجمة: ۵۴۲۹: ج ۱۰ ص ۳۳۴، الناشر: دار الكتب العلمية۔ / طبقات الشافعية الكبرىٰ: ج ا ص ۵۲، ۵۳، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

ایک تاجر کی دو بیویوں کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے ایک دوسرے کے حقوق کا ایسا خیال رکھا کہ موجودہ دور میں اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے، علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

بغداد میں ایک کپڑے کا مال دار تاجر رہتا تھا، ایک دن وہ اپنی دکان میں بیٹھا تھا کہ ایک کمسن عورت آئی اور خریدنے کے لیے کوئی چیز مانگی، اس دوران کہ وہ دکاندار سے باتیں کر رہی تھی اچانک اس نے اپنا چہرہ کھول دیا، دکاندار اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا، کہنے لگا بخدا جو کچھ میں نے دیکھا ہے میں اس پر حیران ہوں، وہ عورت کہنے لگی کہ میں کوئی چیز خریدنے نہیں آئی، میں تو بہت دنوں سے بازار آ جا رہی ہوں تا کہ کوئی بھلا آدمی دل کو لگے کہ میں اس سے شادی کرلوں، تم میرے دل کو لگے ہو، میرے پاس بہت سا مال ہے تو کیا تم مجھ سے شادی کرنا پسند کرو گے؟ دکاندار نے اس سے کہا کہ میری چچازاد بہن سے شادی ہوئی ہے اور میں نے اس سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔ میرا اس سے ایک لڑکا بھی ہے تو وہ عورت بولی کہ میں اس پر راضی ہوں کہ تم ہفتہ میں صرف دو مرتبہ میرے پاس آجایا کرو، دکاندار اس پر راضی ہو گیا اور اس سے نکاح کرلیا، اس کے ساتھ گھر گیا، پھر وہ واپس اپنے گھر آیا اور اپنی اہلیہ سے کہنے لگا کہ میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ رات میں اس کے یہاں رہوں یہ کہہ کر وہ چلا گیا، اور رات اس عورت کے یہاں گزاری، پھر یہ معمول ہو گیا کہ وہ ہر روز ظہر کی نماز کے بعد اس عورت کے پاس جانے لگا حتیٰ کہ آٹھ ماہ گزر گئے، اس دکاندار کی پہلی بیوی کو اپنے میاں کے حالات کچھ کچھ عجیب عجیب سے لگنے لگے، اس نے اپنی باندی سے کہا کہ جب یہ گھر سے نکلیں تو دیکھنا کہ کہاں جاتے ہیں، چناں چہ وہ دکاندار جب گھر سے نکلا تو باندی بھی پیچھے ہولی وہ اپنی دکان پر آ گیا (باندی کہیں چھپی رہی) جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ دکان سے اٹھ کر جانے لگا۔ باندی بھی پیچھے چل پڑی، دکاندار کو باندی کے پیچھے آنے کا بالکل پتہ نہ تھا، وہ اسی بے خبری میں اس عورت کے گھر چلا گیا، باندی پڑوسیوں کے پاس آئی اور ان سے اس گھر کے بارے میں پوچھ گچھ کی، پڑوسیوں نے بتلایا کہ یہ ایک کمسن عورت کا گھر ہے اور اس نے کپڑے کے ایک تاجر سے شادی کر رکھی ہے، باندی یہ معلومات حاصل کر کے اپنی مالکہ کے پاس آئی اور

سارا معاملہ اسے بتلایا، مالکہ نے اسے کہا خبردار اس قصے کے متعلق کسی کو کچھ پتہ نہیں چلنا چاہیے اور اس نے اپنے شوہر سے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ (یونہی ہنسی خوشی دن گزرتے رہے) سال پورا ہوا تو وہ تاجر مر گیا، اور اس نے آٹھ ہزار اشرفیاں ترکہ میں چھوڑیں، تاجر کی اس بیوی نے جو اس کی چچازاد بہن تھی ترکہ کو تقسیم کیا، چناں چہ سات ہزار اشرفیاں بچے کے لیے الگ کردیں اور باقی ایک ہزار اشرفیوں کے دو حصے کیے۔ آدھی اشرفیاں ایک تھیلے میں رکھ کر باندی سے کہا کہ یہ تھیلا اس عورت کے پاس لیجا (جو اس تاجر کی دوسری بیوی ہے) اور اسے بتلا کہ تاجر کی وفات ہوگئی ہے اور اس نے ترکہ میں آٹھ ہزار اشرفیاں چھوڑیں ہیں جن میں سے سات ہزار تو اس کے لڑکے کو مل گئے جو اس کا حق بنتا ہے، ایک ہزار اشرفیاں جو باقی بچی تھیں وہ میں نے اپنے اور تمہارے درمیان تقسیم کرلی ہیں، یہ تمہارا حق ہے یہ لے لو۔ باندی وہ اشرفیاں لے کر اس عورت کے پاس گئی، اسے تاجر کا سارا قصہ سنایا اور بتلایا کہ تاجر کی وفات ہوگئی ہے اور اس کی اہلیہ نے یہ اشرفیاں بھیجی ہیں، وہ عورت رونے لگی، پھر اس نے اپنا صندوق کھول کر ایک پرچہ نکالا اور باندی سے کہا کہ یہ اپنی مالکن کے پاس لیجا اسے میرا اسلام کہہ اور یہ بتلا کہ اس تاجر نے مجھے طلاق دے دی تھی، یہ اس کا لکھا ہوا کاغذ ہے اور یہ مال اس کی اہلیہ کو واپس لوٹا دے کیوں کہ میں اس تاجر کے ترکہ کی کسی چیز کی بھی حق دار نہیں ہوں۔ (۱)

امام اعظم رحمہ اللہ کا پانچ لاکھ احادیث میں سے پانچ حدیثوں کا انتخاب

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادے حماد رحمہ اللہ کو بہت سی وصیتیں کی تھیں جن میں سے ایک وصیت یہ تھی۔ (اے میرے پیارے بیٹے) پانچ حدیثوں پر عمل کرنا جنہیں میں نے پانچ لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے۔ پہلی حدیث یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ دوسری حدیث یہ ہے کی آپ نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو

(۱) صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من العابدات البغداديات المجهولات الأسماء، عابدتان بغداديتان، ج۱ ص ۵۸۱ الناشر: دار الحديث القاهرة

چیز (دنیا یا آخرت میں) اس کے لیے فائدہ مند نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ چوتھی حدیث یہ ہے کہ آپ نے فرمایا بلا شبہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے سو جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا، جیسا کہ چرواہا اپنا ریوڑ (کسی کھیت کی) باڑھ کے قریب چرائے گا تو عنقریب ایسا ہوگا کہ کھیت میں بھی اس کا ریوڑ چرنے لگے گا۔ خبردار ہر بادشاہ نے باڑھ لگا دی ہے اور اپنی رعایا کے لیے حد بندی کر دی ہے، بلا شبہ اللہ کی حد بندی کی ہوئی چیزیں وہ ہیں جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ خبردار انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہو جائے گا اور جب وہ ٹکڑا بگڑ جائے گا تو سارا جسم بگڑ جائیگا، خبردار وہ ٹکڑا دل ہے۔ پانچویں حدیث یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں:

أَنْ تَعْمَلَ بِخَمْسَةِ أَحَادِيْث جَمَعْتُهَا مِنْ خَمْسِ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيْثٍ، إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ، صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ، فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ، الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ

لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (۱)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور مجلس وعظ

اہلِ شہر نے وعظ کی درخواست کی حضرت نے منظور فرمالی، شب کو مجلس وعظ کھچا کچھ بھری ہوئی تھی، شہر کے اُمراء، رؤساء، علماء، عمائد شہر، طلباء غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ بھر گئے تھے اور لوگوں کا ایک میلا سا لگ گیا، حضرت مولانا نے تقریر فرمائی، بس اُس دن شاید بچے اور عورتیں گھروں میں رہ گئی ہوں گی، ورنہ کل شہر مجلس وعظ میں آ گیا تھا اور اس آیت کا وعظ فرمایا: ''اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝'' اور اس آیت کے تحت میں فلسفہ کے اُن تمام مسائل کا جن پر منطقیوں کو ناز تھا رد فرما دیا اور اسی آیت سے جزو لا یتجزیٰ کا اثبات، قیامت کا ثبوت، حدوثِ عالم وغیرہ امورِ مہمہ ثابت فرمائے اور ایک غیر معمولی جلال اور خوشی کی شان سے بیان فرمایا۔ (۲)

پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں۔

۱...... جو شخص عہد شکنی کرتا ہے اللہ اس پر اس کے دشمن کو مسلط اور غالب کر دیتا ہے۔

۲...... جو قوم اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرے قوانین پر فیصلے کرتے ہیں ان پر فقر و فاقہ عام ہو جاتا ہے۔

۳...... جس قوم میں بے حیائی اور زنا عام ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ طاعون (اور دوسری وبائی امراض) مسلط کر دیتا ہے۔

۴...... اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۵...... جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک دیتا ہے۔

---

(۱) مجموعہ وصایا امام اعظم از مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ: ص ۶۳، ۶۴، مکتبہ امدادیہ باب العمرۃ

(۲) حکایات اولیاء: ص ۱۸۷ دار الاشاعت کراچی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ بِخَمْسٍ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ قَالَ مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَیْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوا بِغَیْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰہُ إِلَّا فَشَا فِیهِمُ الْفَقْرُ، وَلَا ظَهَرَتْ فِیهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِیهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا طَفَّفُوا الْمِكْیَالَ إِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَأُخِذُوا بِالسِّنِینَ، وَلَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ.(۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور فقہی بصیرت

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مولوی محمد یحیٰ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ سے فرمایا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو، مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وہ مسئلہ شامی میں تو ہے نہیں، فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لاؤ شامی اٹھالاؤ۔ شامی لائی گئی، حضرت اس وقت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے، شامی کے دو ثلث اوراق دائیں جانب کر کے اور ایک ثلث بائیں جانب کر کے انداز سے کتاب ایک دم کھولی اور فرمایا کہ بائیں طرف کے صفحہ پر نیچے کی جانب دیکھو، دیکھا تو وہ مسئلہ اسی حصہ میں موجود تھا، سب کو حیرت ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔(۲)

ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت میں پانچ اہم حکمتیں

اوّل...... یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور عظمت ظاہر کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا، ہر انسان پر طبعی طور پر یہ گراں ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے بعد دوسرے نکاح میں جائے، اس لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لیے یہ رعایت خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی گئی کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کا دوسروں سے نکاح کرنا حرام ہوا۔

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۱ ص۴۵ رقم الحدیث: ۱۰۹۹۲ الناشر: مکتبة ابن تیمیة

(۲) حکایات اولیاء: ص۲۰۶ دارالاشاعت کراچی

دوم...... یہ کہ تا کہ فتنہ انسداد ہو جائے کیوں کہ بالفرض اگر آپ کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح کی اجازت ہو جاتی تو ہر شخص کو آپ کی جانشینی کے دعوے کی گنجائش مل جاتی اور اندیشہ تھا کہ وہ شخص اس ذریعہ سے لوگوں کو اپنی خلافت کی طرف بلاتا ہے۔

سوم...... یہ کہ باہم تنافس اور تحاسد کا دروازہ کھل جاتا، ہر شخص یہ چاہتا کہ میں زوجہ رسول سے نکاح کروں تا کہ مجھے لوگوں میں خاص عزت اور امتیاز حاصل ہو، اس امر کے انسداد کے لیے شریعت نے آپ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کو قطعی حرام قرار دیا۔

چہارم...... یہ کہ اگر ازواج مطہرات کے لیے شریعت میں آپ کے بعد کسی سے نکاح جائز ہوتا تو ازواج مطہرات کا وہ عالی مرتبہ جو زوجیت رسول کی بنا پر حاصل تھا وہ ختم ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے نکاح کرنا بلندی سے پستی میں جا گرنے کے مترادف ہے۔

پنجم...... یہ کہ دوسروں کے نکاح میں جانے کے بعد ان کی روایات لوگوں کی نظر میں مشکوک ہو جاتیں، ممکن ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے کہ یہ عورت اپنے شوہر کے خیال سے ان امور کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر رہی ہے، اس صورت میں امت ان علوم سے محروم ہو جاتی جو ازواج مطہرات کے ذریعہ سے پہنچے ہیں۔ (۱)

تین میں سے ایک کام، شراب، بدکاری یا بچے کا قتل

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب سے پرہیز کرو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، سنو! اگلے لوگوں میں ایک ولی اللہ تھا، جو بڑا عبادت گزار تھا اور تارک دنیا تھا، بستی سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتا تھا، ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی، اس نے اپنی لونڈی کو بھیج کر اسے اپنے ہاں ایک شہادت کے بہانے بلوایا، یہ چلے گئے تو لونڈی اپنے گھر میں انھیں لے گئی، جس دروازے کے اندر یہ پہنچ جاتے پیچھے سے لونڈی اسے بند کرتی جاتی، آخر کمرے میں جب

(۱) معارف القرآن از مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ: ج ۶ ص ۳۲۴، مکتبہ المعارف

گئے تو دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت عورت بیٹھی ہے، اس کے پاس ایک بچہ ہے اور ایک جام شراب لبالب بھرا رکھا ہے، اس عورت نے اس سے کہا سنئے جناب! میں نے آپ کو درحقیقت کسی گواہ کے لیے نہیں بلوایا، فی الواقع اس لیے بلوایا ہے کہ یا تو آپ میرے ساتھ بدکاری کریں یا اس بچے کو قتل کردیں یا شراب کو پی لیں، درویش نے سوچ کر تینوں کاموں میں ہلکا کام شراب کا پینا جان کر جام کو منہ سے لگالیا، سارا پی گیا، کہنے لگا اور لاؤ اور لاؤ خوب پیا جب نشے میں مدہوش ہوگیا تو اس عورت کے ساتھ زنا بھی کر بیٹھا اور اس لڑکے کو بھی قتل کردیا۔ پس اے لوگو تم شراب سے بچو، سمجھ لو کہ شراب اور ایمان جمع نہیں ہوتے ایک کا آنا دوسرے کا جانا ہے۔ (۱)

الفاظ اور ناموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک رافضی نے اپنے دو خچروں میں سے ایک کا نام ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا (روافض کی ایسی ذلیل حرکتیں بہت معروف ہیں) ایک روز ایک خچر نے لات مار کر اس رافضی شخص کا پیٹ پھاڑ دیا، امام اعظم رحمہ اللہ کو خبر ہوئی تو فوراً فرمایا کہ یہ وہ خچر ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا اس نام کا یہی اثر ہونا چاہیے تھا، تحقیق کی گئی تو اس کی تصدیق ہوگئی۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ناموں اور الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، ایک لڑکے کا نام والدین نے کلیم اللہ رکھا وہ اکثر بیمار رہتا تھا میں نے اس کا نام بدل کر سلیم اللہ رکھ دیا اس وقت سے تندرست رہنے لگا کیوں کہ کلیم اللہ کے معنی مجروح اور زخمی کے ہیں۔ (۲)

کرامت مؤثر فی القرب نہیں

ارشاد فرمایا کہ محققین کے نزدیک کرامت کا درجہ ذکر لسانی سے بھی کم ہے کیوں کہ ذکر لسانی سے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا ہے اور کرامت سے قرب میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔ (۳)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ج۲ ص۱۴ (۲) مجالس حکیم الامت: ص۱۳۹ دارالاشاعت کراچی

(۳) مجالس حکیم الامت: ص۲۲۵

خاتون کا اپنے شوہر کے فراق میں اشعار کہنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم

ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی:

تَطَاوَلَ هَذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُهُ ۔۔۔ وَأَرَّقَنِي أَنْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ

فَوَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ أَنِّي أُرَاقِبُهُ ۔۔۔ لَحُرِّكَ مِنْ هَذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهُ[1]

یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چل رہے ہیں، مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ میں لیٹوں اور کھیلوں۔ واللہ! اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو البتہ اس چارپائی کی جوانب ہلتیں، لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا، مجھے خوف اور شرم منع کرتی ہے اور میرا خاوند ایسا بزرگ ہے کہ اس سواری پر سوار ہونے کا کوئی قصد نہ کرے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے کیا ہوگیا، اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے، اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو نے برے کام کا تو ارادہ نہیں کرلیا، اس نے کہا کہ معاذ اللہ! آپ نے فرمایا: تو اپنے دل پر قابو رکھ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں، چناں چہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کردیا۔ اس کے بعد اپنی صاحب زادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آپڑی ہے تم اسے حل کردو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک سخت ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کرلیا اور شرما کے چپ ہوگئیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ۔ آپ نے حکم دیا کہ چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں کسی لشکر کو نہ روکا جائے۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ص۱۱۲ الناشر: نزار مصطفی الباز

ابراہیم بن اَدہم رحمہ اللہ نے کہا سر کو مارو

ایک روز آپ کے پاس سے ایلچی گزرا جو انگور کی بیل کو دیکھ رہا تھا، اس نے کہا مجھے یہ انگور دے دیجیے، آپ نے فرمایا مجھے اس کے مالک نے اس کی اجازت نہیں دی، تو اس نے کوڑا گھمایا اور آپ کے سر پر مارنے لگا۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنا سر جھکا دیا اور کہنے لگے سر کو مارو، اس نے خدا کی بہت نافرمانی کی ہے، راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص آپ کو چھوڑ کر چلا گیا:

مر به يومًا بريد وهو ينظر كرمًا فقال ناولني من هذا العنب، فقال ما أذن لي صاحبه، فقلب السوط وجعل يقنع رأسه، فطأطأ إبراهيم رأسه وقال: اضرب رأساً طال ما قد عصى الله، قال فانخذل ومضى.[1]

حضرت شقیق بلخی اور ابراہیم بن ادہم رحمہما اللہ کے درمیان سوال وجواب

شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس حالت میں ہیں، میں نے کہا جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں کھاتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں صبر کرتا ہوں، آپ نے فرمایا ہمارے ہاں بلخ کے کتے بھی یہی کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں ایثار کرتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں شکر کرتا ہوں:

وقال شقيق البلخي قال لي إبراهيم أخبرني عما أنت عليه، فقلت إذا رزقت أكلت وإذا منعت صبرت، قال هكذا تعمل كلاب بلخ عندنا. قلت له فكيف تعمل أنت قال إذا رزقت آثرت وإذا منعت شكرت.[2]

(۱) وفيات الأعيان، ترجمة: إبراهيم بن أدهم، ج۱ ص۳۲ الناشر: دار صادر (۲) أيضًا

قدرت اور رحمت کا نظارہ

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سمندر میں تھے کہ ہوا چل پڑی اور کشتیاں ڈوبنے لگیں اور لوگ رونے لگے، تو ان میں سے ایک شخص کو بتایا گیا کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہیں آپ ان سے دُعا کی درخواست کریں یہ مستجاب الدعوات ہیں، اور وہ شخص کشتی کی ایک جانب میں اپنا سر لپیٹے کھڑا تھا، اس نے آپ کے نزدیک آ کر کہا، اے ابواسحاق کیا آپ لوگوں کی کیفیت نہیں دیکھتے؟ آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا، اے اللہ! تو نے ہمیں اپنے قدرت کا نظارہ کرادیا ہے، اب ہمیں اپنی رحمت کا نظارہ بھی دکھا، پس کشتیاں پرسکون ہوگئیں:

وكان إبراهيم في البحر وهبت ريح واضطربت السفن وبكى الناس فقيل لبعضهم هذا إبراهيم بن أدهم لو سألته أن يدعو الله، وكان قائما في ناحية من السفينة ملفوف رأسه، فدنا إليه وقال يا أبا إسحاق، ماترى ما فيه الناس فرفع رأسه وقال اللهم قد أريتنا قدرتك فأرنا رحمتك، فهدأت السفن.(۱)

مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کے جوتے چوری نہ ہونے کی وجہ

بڑے میاں (مولوی محمد اسحاق صاحب اور چھوٹے میاں مولوی محمد یعقوب) صاحب جب مکہ حرم میں داخل ہوتے تو دروازے پر جوتے چھوڑ جاتے مگر باوجود اس کے کہ وہاں جوتے کا محفوظ رہنا نہایت مشکل ہے اور سینہ کے سامنے سے اور سر کے سامنے سے خاص حرم کے اندر سے جوتا اٹھ جاتا ہے، اُن کا جوتہ کبھی چوری نہیں کیا گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر لوگ متعجب ہوتے اور ان حضرات سے پوچھتے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات کا جوتا چوری نہیں ہوتا، وہ فرماتے کہ جب ہم جوتہ اتارتے ہیں تو چور کے لیے اس کو حلال کر جاتے ہیں، اور چور کی قسمت میں حلال مال نہیں اس لیے وہ انھیں نہیں لے سکتا۔(۲)

---

(۱) وفيات الأعيان: ترجمة: إبراهيم بن أدهم، ج۱ ص۳۲ الناشر: دار صادر

(۲) حکایات اولیاء: ص۸۱ دارالاشاعت کراچی

حصولِ علم کے لیے ادب مشائخ ضروری ہے

فرمایا کہ علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے بلکہ بزرگانِ سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرما دیتے ہیں، بزرگانِ سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ (۱)

جنازہ وہ پڑھائے جس میں تین باتیں ہوں

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۲ھ) نے اپنے وصال سے پہلے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے جو ہمیشہ عفیف رہا ہو (کبھی زنا نہ کیا ہو) عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں، اور ہمیشہ نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ سے شریک رہا ہو۔ نماز جنازہ کے وقت جب اس وصیت کا اعلان کیا گیا تو سلطان شمس الدین التمش رحمہ اللہ نے بھی اس کو سنا اور تھوڑی دیر خاموش رہا کہ کسی بزرگ کو یہ سعادت حاصل ہو، لیکن جب کسی نے امامت کے لیے سبقت نہیں کی تو وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ میری خواہش تو یہی تھی کہ میرے حال سے کسی کو واقفیت نہ ہو، لیکن خواجہ کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں، پھر جنازہ کی نماز پڑھائی اور ایک طرف تو اپنے کاندھے پر جنازہ اٹھایا اور بقیہ تین طرف اولیاء اللہ اپنے اپنے کاندھوں پر قطب صاحب رحمہ اللہ کے جسد مبارک کو مدفن تک لے گئے۔ (۲)

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور حدیث سننے کا شوق

امام المحدثین حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) جو علم حدیث اور فن جرح و تعدیل کے امام ہیں، دس لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے تھے جس حدیث کے بارے میں یحییٰ کہہ دیں

---

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۸۸ دارالاشاعت کراچی

(۲) ہندوستان کی بزم رفتہ کی سچی کہانیاں: ج ۱ ص ۵۳، ۵۴، مجلس نشریات اسلام کراچی

کہ میں اسے نہیں جانتا تو سمجھ لو کہ وہ حدیث ہی نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ شمائل ترمذی میں ایک حدیث کی سند کے ذیل میں ان کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن فضل رحمہ اللہ نے یہ قصہ سنایا کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ میرے پاس حدیث کی سماعت کے لیے آنا شروع ہوئے، تو آتے ہی انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، میں نے وہ حدیث سنانی شروع کی تو فرمانے لگے کاش آپ اپنی کتاب میں سے دیکھ کر سناتے تو زیادہ قابل اطمینان ہوتی، میں کتاب لینے کے لیے اندر جانے لگا تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے پہلے مجھے زبانی ہی لکھاتے جائیے موت وحیات کا کچھ پتہ نہیں، معلوم نہیں میں آپ سے پھر مل سکوں یا نہ مل سکوں، حضرت محمد بن فضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں وہ حدیث پہلے زبانی سنائی پھر کتاب لا کر دوبارہ دیکھ کر سنائی:

وَقَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ سَأَلَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَوَّلَ مَا جَلَسَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَقَالَ لَوْ كَانَ مِنْ كِتَابِكَ، فَقُمْتُ لِأُخْرِجَ كِتَابِي فَقَبَضَ عَلَى ثَوْبِي ثُمَّ قَالَ أَمْلِهِ عَلَيَّ؛ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَلْقَاكَ، قَالَ فَأَمْلَيْتُهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخْرَجْتُ كِتَابِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ.(۱)

موسیٰ نام کے دو شخص ایک کی پرورش کرنے والا فرعون اور دوسرے کی جبرائیل علیہ السلام

بنی اسرائیل میں موسیٰ نام کے دو شخص گزرے ہیں:

۱..... موسیٰ بن عمران: ان کی پرورش دشمن خدا فرعون کے گھر ہوئی، مگر یہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر بنے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی حاصل ہوا اور ان کی بدولت بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم وستم سے نجات ملی۔

---

(۱) الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية: باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ۱ ص ۶۹ رقم الحديث: ۶۵، الناشر المكتبة التجارية

۲...... موسیٰ بن ظفر: بقول شیخ احمد الصاوی رحمہ اللہ یہ شخص ولد الزنا تھا، جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں نے قوم کے خوف سے اسے کسی پہاڑ پر ڈال دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق یہ اس زمانے میں پیدا ہوا تھا جن دنوں فرعون نے بچوں کے قتل کر دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ اس کی والدہ کو جب یہ اندیشہ ہوا کہ فرعونی سپاہی اسے قتل کر دیں گے تو وہ اسے جنگل کے ایک غار میں رکھ کر اوپر سے غار کا دہانہ بند کر آئی، اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو اس کی حفاظت اور غذا دینے پر مامور فرمایا، وہ اپنی ایک انگلی پر شہد اور ایک پر مکھن اور ایک پر دودھ لاتے اور اس کو چٹا دیتے۔ یہاں تک کہ یہ اسی غار میں پل کر جوان ہو گیا، لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ خود کفر میں مبتلا ہوا اور بنی اسرائیلیوں کو اپنے بنائے ہوئے بچھڑے کی عبادت میں لگا کر ان کو بھی گمراہ کیا۔ اسی کو کسی شاعر نے اپنے شعر میں اس طرح بیان کیا ہے:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَخْلُقْ سَعِيْدًا مِّنَ الْأَزَلِ
فَقَدْ خَابَ مَنْ رَبّٰى وَخَابَ الْمُؤَمِّلُ
فَمُوْسٰى الَّذِيْ رَبَّاهُ جِبْرِيْلُ كَافِرُ
وَمُوْسٰى الَّذِيْ رَبَّاهُ فِرْعَوْنُ مُرْسَلُ(۱)

جب کوئی شخص اصل پیدائش میں نیک بخت نہ ہو تو اس کے پرورش کرنے والوں کی عقلیں بھی حیران رہ جاتی ہیں اور اس سے جو امید باندھی گئی تھی وہ بیکار چلی جاتی ہے۔ دیکھو جس موسیٰ کو جبرائیل نے پالا تھا وہ تو کافر ہو گیا اور جس موسیٰ کو فرعون لعین نے پالا تھا وہ خدا کا رسول بن گیا:

لطيفة السعادة والشقاوة بيد الله فموسى بن عمران رباه فرعون فكان مؤمنا، وموسى السامري رباه جبريل وكان كافرا، فلم تنفع تربية الأمين لموسى السامري، ولم تضر تربية اللعين لموسى الكليم عليه السلام.

(۱) صفوة التفاسير: سورہ اعراف آیت نمبر ۱۴۹ کے تحت، ج۱ ص ۴۳۸ الناشر: دار الصابونی القاهرة

جس بچے پر ملک الموت کو ترس آیا وہی وقت کا ظالم شخص بنا

حضرت وہب بن مُنَبِّہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت ایک بہت بڑے ظالم و جابر کی روح قبض کر کے لے گئے کہ دنیا میں اس سے بڑا ظالم کوئی نہ تھا، وہ جا رہے تھے فرشتوں نے ان سے پوچھا۔ لِمَنْ كُنْتَ أَشَدُّ رَحْمَةً مِّمَّنْ قَبَضْتَ رُوْحَهُ؟ تم نے ہمیشہ جانیں قبض کیں، تمہیں کبھی کسی پر رحم بھی آیا؟ انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ ترس مجھے ایک عورت پر آیا جو تنہا جنگل میں تھی، جیسے ہی اس کا بچہ پیدا ہوا تھا مجھے حکم ہوا کہ اس عورت کی جان قبض کرلوں، مجھے اس عورت کی اور اس کے بچے کی تنہائی پر بڑا ترس آیا کہ اس بچے کا اس جنگل میں جہاں کوئی دوسرا نہیں ہے کیا بنے گا؟ فرشتوں نے کہا کہ جس ظالم شخص کی روح تم لے جا رہے ہو یہ وہی بچہ ہے۔ ملک الموت یہ سن کر حیرت میں پڑھ گیا اور فرمایا، سُبْحَانَ اللّٰهِ لِمَا يَشَاءُ مولیٰ تو پاک ہے، مہربان ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (۱)

ابو مسلم خَولانی رحمہ اللہ پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا

اَسود بن قَیس عَنسی نے جب یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو طلب کیا، وہ آئے تو ان سے پوچھا کیا تم میری رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ تو انھوں نے فرمایا میں نے سنا نہیں، کیا کہتے ہو، اس نے پوچھا کیا محمد اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں کئی مرتبہ اس نے اسی طرح سے پوچھا آپ نے یہی جواب دیا، اسود عنسی نے آگ دہکانے کا حکم دیا، آگ دہکائی گئی تو اس میں آپ کو ڈال دیا گیا، آگ نے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، اسود سے کہا گیا ان کو یہاں سے نکال دو ورنہ تمہارے متبعین بھی بدظن ہو جائیں گے، اس نے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو کوچ کا حکم دیا، ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے اور حضرت ابو بکر

---

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب الثالث في سكرات الموت وشدته، ج۴ص ۶۲۲، الناشر: مكتبة رشيديه كوئٹه/ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: أحمد بن محمد بن احمد الدينوري، (ان کے حالات کے ذیل میں یہ واقعہ ہے) ج ۱ ص ۱۴۳ الناشر: مكتبة العبيكان الرياض

رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے اپنی سواری مسجد کے سامنے بٹھائی اور ایک ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور پوچھا کہاں سے تعلق ہے؟ فرمایا یمن سے، فرمایا شاید تم وہی ہو جنہیں آگ میں ڈالا گیا تھا؟ کہنے لگے وہ تو عبداللہ بن ثوب ہیں، فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کیا تم وہی ہو؟ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے کہا جی ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گلے سے لگا لیا اور رو پڑے اور اپنے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے، حضرت ابوبکر اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے مرنے سے پہلے امت محمدیہ میں ایسے شخص کو دکھلایا جس کے ساتھ اللہ نے وہی معاملہ کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔

میں کہتا ہوں (علامہ نووی رحمہ اللہ) یہ بہت بڑی کرامت اور قیمتی حالات عجیبہ میں سے ہے، آپ کا یہ فرمانا میں نے سنا نہیں اس کے دو مطلب ہیں، پہلا یہ کہ مجھے یہ بات قبول نہیں، دوسرا یہ کہ اس کلمہ باطل اور فحش کے سننے سے اللہ نے آپ کے کانوں کو بند کر دیا، بعض ائمہ نے پہلے ہی مطلب کو لکھا ہے لیکن دوسرا مطلب میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی کرامات

۱......ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ دریائے دجلہ کے کنارے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر اس کی نعمتوں اور بخششوں کا ذکر کیا، پھر آپ نے اپنی سواری کو آگے بڑھایا وہ دریا میں چلنے لگی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے اتر گئے یہاں تک کہ سب نے دریا کو پار کر لیا۔

۲......ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سرزمین روم میں تھے، امیر نے ایک لشکر بھیجا اور واپسی کا وقت بھی متعین کر دیا، لیکن لشکر کے آنے میں دیر ہوئی، ابو مسلم رحمہ اللہ کو ان کی تاخیر سے فکر ہوئی وہ اسی فکر میں ایک روز دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے، ایک کوا سامنے درخت پر آ کر

(۱) بستان العارفین: ج ۱ ص ۷۱، الناشر: دار الریان للتراث

بیٹھا اور کہنے لگا، اے ابومسلم تم لشکر کی فکر میں منہمک ہو؟ انھوں نے کہا بیشک، اس نے کہا فکر نہ کیجیے وہ کامیاب ہو گئے ہیں اور فلاں روز فلاں وقت پہنچیں گے، ابومسلم رحمہ اللہ نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں مسلمانوں کا دل خوش کرنے والا ہوں، جیسے اس کوے نے بتایا تھا لشکر اسی وقت واپس ہوا اور انہیں فتح بھی ہوئی تھی۔

۳...... ایک روز ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سرزمین روم میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے، وہ کہنے لگے اے ابومسلم گوشت کھانے کو دل چاہ رہا ہے اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجیے کہ ہمیں گوشت ملے، ابومسلم رحمہ اللہ نے فرمایا اے اللہ تو نے ان کی بات سن لی اور آپ ان کے سوال پر قادر ہیں، فوراً ہی انھوں نے لشکر کی آواز سنی اور سامنے سے ایک ہرن دوڑتا ہوا آیا جس کا انھوں نے شکار کر لیا۔

۴...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کے لیے نکلے جب نماز کی جگہ پر پہنچے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سے کہا آپ دیکھتے ہیں لوگوں پر کیا مصیبت آئی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجیے، ابومسلم رحمہ اللہ نے کہا میں کروں گا مگر مجھ پر ہلاکت شرط ہے، آپ دعا کرنے لیے کھڑے ہوئے، سر پر رومی ٹوپی تھی وہ آپ نے اتاری اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ ہم آپ سے بارش مانگتے ہیں اور میں آپ کے سامنے اپنے گناہ لے کر حاضر ہوا ہوں، آپ مجھ کو خالی ہاتھ واپس نہ کیجیے، واپس نہ ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی، ابومسلم خولانی رحمہ اللہ نے دعا کی اے اللہ! معاویہ نے مجھے ریاء وشہرت کی جگہ کھڑا کر دیا ہے اگر میرے لیے آپ کے ہاں بھلائی ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لیجئے، یہ جمعرات کا دن تھا اگلی جمعرات کو ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ (۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے تعویزی کلمات

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے کسی نے کسی خاص کام کے لیے تعویز مانگا، حضرت نے

(۱) بستان العارفین: ج ۱ ص ۷۱ الناشر: دار الریان للتراث

فرمایا کہ مجھے اس کا تعویذ نہیں آتا، اس شخص نے اصرار کیا کہ کچھ لکھ دیجیے، حضرت نے یہ کلمات لکھ دیے:

یا اللہ میں جانتا نہیں یہ مانتا نہیں، آپ کے قبضہ میں سب کچھ ہے، اس کی مراد پوری فرما دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت پوری فرما دی۔ (۱)

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کا مُکالمہ اور اِحیاءِ سنّت کی صحیح تفسیر

فرمایا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ نے بعض حنفیوں کے غلو کو دیکھ کر خود جہراً آمین اور رفع یدین شروع کر دیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ جہراً آمین اور رفعِ یدین بلاشبہ سنت سے ثابت ہے اور بہت سے ائمہ مجتہدین کا اس پر عمل ہے، اگر اس پر کوئی عمل کرے تو فی نفسہٖ کوئی مضائقہ نہیں لیکن جہاں سب لوگ حنفی ہیں وہاں اس عمل سے لوگوں کو خوہ مخواہ تشویش ہوتی ہے جس سے بچنا بہتر ہے۔ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اس جگہ یہ سنت مردہ ہو رہی ہے اس لیے میں اس کو زندہ کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میاں اسماعیل ہم تو سمجھتے تھے کہ تم بڑے فاضل عالم ہو گئے ہو، کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ سنت کا مردہ ہونا وہاں صادق آتا ہے جہاں سنت کے خلاف کسی بدعت نے جگہ لے لی ہو، اور جہاں ایک سنت کے مقابلہ میں دوسری سنت ہو اور ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہو کوئی اس سنت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتا ہے کوئی اس کے مقابل دوسری سنت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتا ہے وہاں دونوں طرف سنت ہی سنت ہے کوئی بدعت نہیں، اس لیے سنت مردہ نہیں تو پھر احیاء سنت کا اس موقع پر اطلاق کیسے صحیح ہوگا۔

کیوں کہ جس طرح سنت سے جہراً آمین اور رفعِ یدین ثابت ہے اسی طرح اخفاء

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۴۷، ۴۸ دارالاشاعت کراچی

آمین اور ترک رفعِ یدین بھی سنت ہی سے ثابت ہیں، دونوں میں راجح ومرجوح کا فرق ائمہ مجتہدین کا کام ہے، ان میں سے کچھ ائمہ نے جہر اور رفع کو ترجیح دے دی، کچھ ائمہ نے ترک جہر اور رفع کو راجح قرار دیا، دونوں طرف میں کوئی بھی بدعت نہیں جس سے سنت مردہ ہو۔ (۱)

حضرت عمّار رضی اللہ عنہ کی تین عمدہ باتیں

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتیں ہیں جن کو کسی نے جمع کرلیا اس نے ایمان کو جمع کرلیا۔ ا......اپنے نفس سے انصاف کرنا۔ ۲......سب کو سلام کرنا۔ ۳......کمی کے وقت خرچ کرنا، میں کہتا ہوں (امام نووی رحمہ اللہ) کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کلمات میں دنیا وآخرت کی نیکی کو جمع کردیا ہے، اور انہی پر اسلام کا مدار ہے، کیوں کہ جس شخص نے اپنے نفس سے انصاف کیا یعنی اللہ کے حق اور بندوں کے حق کو ادا کیا، اور خود نفس کو بھی نصیحت کی اور برائیوں سے باز رہا، تو وہ بندگی کے کمال کو پہنچ گیا:

قال عمار فی هذه الكلمات ثلاث من جمعهن فقد جمع الإيمان، الانصاف من نفسك، وبذل السلام للعالم، والانفاق فی الاقتار.

قلت قد جمع رضی الله عنه فی هذه الكلمات خيرات الآخرة والدنيا وعلى هذه مدار الاسلام لأن من أنصف من نفسه فيما الله تعالى وللخلق عليه ولنفسه من نصيحتها أو صيانتها فقد بلغ الغاية فی الطاعة.(۲)

سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو، مطلب اس کا یہ ہے کہ علم کی پختگی اور اس کی تحصیل میں فکر کرو جب کہ تمہارا سن جوانی کا ہو، وقت کی

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۶۸، ۶۹ دار الاشاعت کراچی

(۲) بستان العارفین: ج ۱ ص ۳۹ الناشر: دار الريان للتراث

سهل بن عبد الله رحمه الله يقول حرام على قلب أن يشم رائحة اليقين وفيه سكون إلى غير الله تعالى وحرام على قلب أن يدخله النور وفيه شيء مما يكره الله تعالى.(۱)

۴......امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے زہد اختیار کرو، کیوں کہ زاہد پر زہد، دوشیزہ پر زیورات سے زیادہ خوب صورت لگتا ہے۔

۵......رَبیع کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: اے ربیع! لایعنی باتوں سے بچو کیوں کہ جب تم کوئی بات کروگے تو وہ تمہاری مالک بن جائیگی، اور تم اس کے مالک نہ رہوگے۔

۶......امام مُزَنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا فرمارہے تھے ہر ایک آدمی کے دوست اور دشمن ہوتے ہیں، جب ایسا ضروری ہے تو آدمی کو اہل طاعت کے ساتھ ہوجانا چاہیے:

وقال الشافعي: عليك بالزهد فالزهد على الزاهد أحسن من الحلي على الناهد. وقال الربيع رحمه الله قال لي الشافعي: يا ربيع فيما لا يعنيك فإنك إذا تكلمت بالكلمة ملكتك ولم تملكها. وقال المزني سمعت الشافعي يقول: ليس لأحد إلا له محب ومبغض فإذا لا بد من ذلك فليكن المرء مع أهل طاعة الله عز وجل.(۲)

امام ابن عون رحمہ اللہ کی تین پسندیدہ باتیں

ابن عَون رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں اپنے اور اپنے دوستوں کے لیے تین باتوں کو پسند کرتا ہوں:

۱......قرآن کریم، کہ اس میں آدمی غور وفکر اور تدبر کرے تو عنقریب ایسے علوم پر آگاہ ہوگا جس کا اسے پہلے سے علم نہیں ہے۔

---

(۱) (۲) بستان العارفين: ج۱ ص ۴۲ الناشر: دار الريان للتراث

۲...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں، جن کی تلاش آدمی مستقل جاری رکھے، اور ان کے متعلق علماء سے پوچھ گچھ کرتا رہے۔

۳......اور لوگوں سے اچھی باتوں کے علاوہ میل جول نہ رکھے:

سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ يَقُولُ ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِي وَلِإِخْوَانِي هَذَا الْقُرْآنُ يَتَدَبَّرُهُ الرَّجُلُ وَيَتَفَكَّرُ فِيهِ فَيُوشِكُ أَنْ يَقَعَ عَلَى عِلْمٍ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ وَهَذِهِ السُّنَّةُ يَطْلُبُهَا وَيَسْأَلُ عَنْهَا، وَيَذَرُ النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.(۱)

نیکی کے اِتمام کے لیے تین اُمور

نیکی کے اتمام کے لیے تین امور ضروری ہیں۔

یعنی ہر نیکی تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔ ۱......اس کو کم سمجھنا۔ ۲......اس کی انجام دہی میں عجلت سے کام لینا۔ ۳......اس کو پوشیدہ رکھنا:

لَا يَتِمُّ الْمَعْرُوفُ إِلَّا بِثَلَاثَةِ أُمُورٍ: تَصْغِيرُهُ وَتَعْجِيلُهُ وَسَتْرُهُ.(۲)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی ستّر سال تک ایک دعا کی قبولیت

حسن بن عمران بن عیینہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے اپنے آخری حج میں مزدلفہ کے مقام پر ان سے کہا اس مقام پر ستر (۷۰) مرتبہ آچکا ہوں، اور ہر مرتبہ یہی دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اس مقام پر یہ میرا آخری آنا نہ کرنا، اب میں اللہ سے اپنی اس دعاء کی کثرت پر شرم رکھتا ہوں، چناں چہ آپ حج سے واپس تشریف لائے اور اسی سال وفات پائی:

وروينا عن الحسن بن عمران بن عيينة أن سفيان بن عيينة رحمه الله قال له بالمزدلفة في آخر حجة حجها قد وافيت هذا الموضع سبعين.(۳)

(۱) جامع بيان العلم وفضله: باب معرفة أصول العلم، ج۱ ص۷۶۶ الناشر: دار ابن الجوزي

(۲) إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكاة، الفصل الثاني، ج۱ ص۲۱۸ الناشر: دار المعرفة بيروت

(۳) بستان العارفين: ج۱ ص ۴۲ الناشر: دار الريان للتراث

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا چور کے پاؤں کو بوسہ دینا

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک شخص کو سولی پر لٹکایا ہوا ہے، دریافت کیا کہ اس نے کیا جرم کیا تھا لوگوں نے بتلایا یہ ڈاکو ہے، اوّل چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا گیا مگر پھر بھی یہ چوری سے باز نہ آیا تو بایاں پاؤں کاٹا گیا، پھر بھی باز نہ آیا تو سولی کی نوبت آئی۔ حضرت جنید رحمہ اللہ آگے بڑھے اور اس کے پاؤں کو آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا، لوگوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے، فرمایا کہ میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ نہیں دیا بلکہ اس کے وصفِ استقلال واستقامت کو بوسہ دیا ہے جو اس کے نفس میں تھا، اگرچہ اس بے وقوف نے اس کو شر و معصیت میں استعمال کیا اور اس کے بے جا طور پر سزا پائی مگر ہم یہ سوچتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی خیر وطاعت کے معاملات میں ایسی ہی استقامت نصیب ہو جائے۔ (۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور ہم عصر علماء کی قدر دانی

ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ گنگوہ تشریف لائے، مغرب کی جماعت کھڑی تھی اور غالباً مولانا گنگوہی رحمہ اللہ امامت کے لیے مصلی پر پہنچ گئے تھے، مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ کو دیکھ کر مولانا پیچھے تشریف لے آئے اور ان کو امام بنایا، مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ چوں کہ سفر سے آرہے تھے پاؤں پر کچھ گرد تھی، مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے رومال لے کر آپ کے پاؤں جھاڑنا شروع کیے اور آپ تسبیح پڑھتے رہے ذرا جنبش نہ کھائی۔ (۲)

گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ دس عُیوب سے خالی نہیں

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ ہو اس میں دس بڑے بڑے عیوب بہرحال ہوتے ہیں۔

اوّل عیب یہ ہے کہ اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا جو اس پر قادر ہے۔

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۸۳ دار الاشاعت کراچی (۲) حکایات اولیاء: ص ۲۲۷ دار الاشاعت کراچی

دوم یہ کہ اس نے ابلیس کو خوش کیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔

سوم یہ کہ جنت سے دور ہوا۔

چہارم یہ کہ دوزخ کے قریب ہو گیا۔

پنجم یہ کہ اس نے اپنے محبوب نفس پر ظلم کیا۔

ششم یہ کہ اس نے اپنے نفس کو پلید کر دیا حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک پیدا کیا تھا۔

ہفتم یہ کہ اس نے اپنے ہم نشینوں کو اذیت پہنچائی جو کہ حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں۔

ہشتم یہ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں غمگین و پریشان کیا۔

نہم یہ کہ اس نے رات اور دن کو اپنے اس عمل بد کا گواہ بنایا۔

دہم یہ کہ اس نے تمام مخلوقات سے خیانت کی۔ اس لیے کہ گناہ کے بعد اب اس کی گواہی ان کے لیے قبول نہیں ہوگی، اپنے ساتھی کے حق کو ضائع کیا اور بارش بھی اس کی معصیت کی وجہ سے نہیں برسے گی:

أَوَّلُهَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَمِلَ سَيِّئَةً فَقَدْ أَسْخَطَ خَالِقَهُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ، وَالثَّانِي أَنَّهُ فَرَّحَ مَنْ هُوَ أَبْغَضُ إِلَيْهِ وَهُوَ إِبْلِيسُ، عَدُوُّ اللَّهِ وَعَدُوُّهُ، وَالثَّالِثُ تُبَاعِدُهُ مِنْ أَحْسَنِ الْمَوَاضِعِ وَهُوَ الْجَنَّةُ، وَالرَّابِعُ: تُقَرِّبُهُ إِلَى شَرِّ الْمَوَاضِعِ وَهُوَ جَهَنَّمُ، وَالْخَامِسُ أَنَّهُ جَفَا مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِ وَهِيَ نَفْسُهُ، وَالسَّادِسُ نَجَّسَ نَفْسَهُ وَقَدْ خَلَقَهَا اللَّهُ تَعَالَى طَاهِرَةً، وَالسَّابِعُ آذَى أَصْحَابَهُ الَّذِينَ لَا يُؤْذُونَهُ وَهُمُ الْحَفَظَةُ، وَالثَّامِنُ أَحْزَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِهِ، وَالتَّاسِعُ أَشْهَدَ عَلَى نَفْسِهِ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَآذَاهُمْ بِذَلِكَ وَأَحْزَنَهُمْ، وَالْعَاشِرُ أَنَّهُ خَانَ جَمِيعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْآدَمِيِّينَ وَغَيْرِهِمْ، فَأَمَّا خِيَانَةُ الْآدَمِيِّينَ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَهَادَةٌ، فَإِنَّهُ لَا يَقْبَلُ شَهَادَتَهُ لِأَجْلِ ذَنْبِهِ، فَيُبْطِلُ حَقَّ صَاحِبِهِ لِأَجْلِ ذَنْبِهِ، وَأَمَّا الْخِيَانَةُ لِجَمِيعِ الْخَلَائِقِ، فَإِنَّهُ يَقِلُّ الْمَطَرُ إِذَا أَذْنَبَ.[1]

(۱) تنبيه الغافلين : باب ما جاء في الذنوب، ص ۳۷۲، الناشر : دار ابن كثير، دمشق

چار گناہ گار چار مختلف قسم کے عذاب میں گرفتار

عبدالملک بن مروان کہتے ہیں ایک نوجوان میرے پاس روتا ہوا آیا، نہایت غمگین کی حالت میں آ کر کہنے لگا اس نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرے لیے کوئی توبہ کی صورت ہے، میں نے کہا تو نے کیا گناہ کیا ہے، کہنے لگا میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، عبدالملک نے کہا تو توبہ کر لے اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں سے درگزر کرے گا اور تیرے گناہ معاف فرما دے گا، پھر اس نے تفصیل بتائی میں نے خواب میں دیکھا ایک قبر کھولی ہے، میں نے اس میں دیکھا میت کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا تھا، میں ڈر کے مارے نکلنے لگا تو ایک کہنے والے نے کہا تو پوچھتا نہیں کہ اس کا چہرہ کیوں قبلہ سے پھرا ہوا ہے، میں نے کہا بتادو، تو کہا یہ نماز کو بہت ہلکا سمجھتا تھا اسی سزا میں گرفتار ہے۔ پھر میں نے دوسری قبر اکھاڑی کیا دیکھا کہ ایک میت خنزیر کی شکل میں زنجیروں سے جکڑا ہوئی ہے اور جہنم کا طوق اس کی گردن میں ہے، پھر میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تو مجھے کہنے والے نے کہا تو پوچھتا نہیں یہ کیوں عذاب میں گرفتار ہے میں نے کہا بتا کس وجہ سے ہے، کہنے لگا یہ شرابی تھا اور بغیر توبہ کے مر گیا۔ تیسری جگہ میں نے قبر کھودی تو مردے کو آگ کے کیلوں سے زمین سے بندھا ہوا پایا اور زبان اس کی گدی کی طرف نکلی ہوئی تھی، پھر ڈر کے بھاگنے لگا تو آواز دی گئی کہ اس کا حال تو پوچھ لو یہ کیوں عذاب میں مبتلا ہے، میں نے کہا بتاؤ، کہا گیا یہ چغل خور تھا اور پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ پھر کہتا اے امیر المؤمنین میں نے چوتھی قبر کھودی تو مردے کو دیکھا اس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں پھر میں ڈر کے مارے بھاگنے لگا تو مجھے کہا گیا اس کا حال تو نہیں پوچھتا یہ کیوں عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے پوچھا تو کہا گیا یہ نماز نہیں پڑھتا تھا، میں نے پانچویں قبر کھودی اور صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کی قبر فراخ ہے حد نگاہ تک اور مردہ آرام کر رہا ہے، بہترین کپڑے اور لباس ہے نور ہی نور چمک رہا ہے، میں ہیبت ناک ہو کر نکلنے لگا تو مجھے حسب سابق کہا گیا کہ تو پوچھتا نہیں کہ اس کو اتنا عزت اور اکرام کیوں ملا۔ میں نے کہا بتاؤ کہنے لگے یہ ایک فرمانبردار نوجوان تھا ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا، یہ قصہ

سن کر عبدالملک نے کہا یہ عبرت ہے گنہگاروں کے لیے اور خوشخبری ہے نیک لوگوں کے لیے لہٰذا ضروری ہے ہر اس شخص پر جوان گناہوں میں مبتلا ہے توبہ کرے اور جلدی اطاعت گزار بن جائے۔ (۱)

شُبہات سمجھنا آسان اور جواب سمجھنا مشکل کیوں

ارشاد فرمایا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ شبہات کو تو عوام بھی اکثر سمجھ لیتے ہیں، مگر جواب کا سمجھنا انہیں مشکل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شبہات کا منشاء جہل ہے جہل کی بات عوام کی سمجھ میں جلد اُتر جاتی ہے اور جواب کا منشاء علم ہوتا ہے وہ ہر شخص کے بس میں نہیں آتا۔ (۲)

کامل عالم کی تین علامات

علماء سے یہ بات منقول ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنی میں عالم کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے جب تک کہ اسمیں تین صفات نہ پائی جائیں۔

۱......علم میں اپنے سے کم تر کو حقیر نہ سمجھے۔ ۲......اپنے سے برتر سے حسد نہ رکھے۔ ۳...... اور اپنے علم پر کوئی قیمت نہ لے:

لَا يَكُونُ الرَّجُلُ عَالِمًا حَتّٰى يَكُونَ فِيهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ لَا يَحْقِرُ مَنْ دُونَهُ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَحْسُدُ مَنْ فَوْقَهُ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَأْخُذُ عَلَى عِلْمِهِ ثَمَنًا. (۳)

رشوت کی تعریف

فرمایا کہ رشوت کی جامع تعریف جو تمام اقسام رشوت پر حاوی ہے یہ ہے کہ کسی غیر متقوم چیز کا عوض لینا۔ (۴)

---

(۱) الکبائر: الکبیرة التاسعة عشر: شرب الخمر، ج۱ ص۸۷ الناشر دار الندوة الجدیدة۔

(۲) مجالس حکیم الامت: ص۸۹ دارالاشاعت کراچی (۳) جامع بیان العلم وفضله: باب فی آداب العالم والمتعلم ج۱ ص۵۲۳، الناشر: دار ابن الجوزی (۴) مجالس حکیم الامت: ص۹۸ دارالاشاعت کراچی

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی نظر میں انتخاب شیخ کا معیار

فرمایا کہ تصوف وسلوک کے لیے کسی شیخ مربی کی ضرورت تو بدیہی ہے مگر اس کے انتخاب کے طریقہ اور معیار سے لوگ واقف نہیں جس کی وجہ سے راہ غلط ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ انتخاب کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ:

۱......وہ شخص احکام شرعیہ سے واقف ہو اگرچہ متبحر عالم نہ ہو۔

۲......فن سلوک کو جانتا ہو اگرچہ صاحب کشف وکرامات اور صاحب احوال نہ ہو۔

۳......کسی شیخ کامل کی خدمت میں معتدبہ مدت تک رہا ہو۔

۴......اس کی مجلس میں بیٹھنے کا یہ اثر عام ہو کہ دنیا سے محبت میں کمی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو اور گناہوں سے خوف اور اطاعت میں رغبت پیدا ہو جائے۔

اگر شیخ کامل ہونے کے باوجود اس کی صحبت میں رہنے سے کوئی نفع محسوس نہ کرے تو سمجھنا چاہیے کہ مجھے ان سے مناسبت نہیں اس لیے ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے مگر اس کی شان میں کبھی بے ادبی نہ کرے جیسے ایک طبیب یا ڈاکٹر کا علاج موافق نہ آئے تو دوسرے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے مگر کوئی سمجھ دار آدمی پہلے طبیب یا ڈاکٹر کی توہین نہیں کرتا۔ (۱)

بخیل شخص کے متعلق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی رائے

لَمْ أَرَ أَشْقٰى بِمَالِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ لِأَنَّهٗ فِي الدُّنْيَا يُهْتَمُّ بِجَمْعِهٖ وَفِي الْآخِرَةِ يُحَاسَبُ عَلٰى مَنْعِهٖ، غَيْرَ آمِنٍ فِي الدُّنْيَا مِنْ هَمِّهٖ، وَلَا نَاجٍ فِي الْآخِرَةِ مِنْ إِثْمِهٖ، عَيْشُهٗ فِي الدُّنْيَا عَيْشُ الْفُقَرَاءِ وَحِسَابُهٗ فِي الْآخِرَةِ حِسَابُ الْأَغْنِيَاءِ. (۲)

مال داروں میں بخیل سے زیادہ بدقسمت میں نے کوئی نہیں دیکھا، کیوں کہ دنیا میں اسے مال جمع کرنے کا طعنہ ملتا ہے اور آخرت میں اس سے مال دبانے پر حساب ہوگا، دنیا میں نہ

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۳۰۰ دار الاشاعت کراچی

(۲) نهاية الأرب في فنون الأدب: ج۳ص۲۹۶ الناشر: دار الكتب والوثائق

غم سے سلامت رہا اور نہ آخرت میں گناہ سے چھٹکارہ پایا، اس کی دنیا کی زندگی فقیروں جیسی اور آخرت کا حساب مال داروں جیسا ہوگا۔

ایک بخیل شخص کا اولاد کی نیند کے وقت ان کی کروٹیں تبدیل کرنا

ایک شخص نے کہا کہ ایک رات میں نے کوفہ کے مال داروں میں سے ایک کے ہاں گزاری، اس کے بچے سوئے ہوئے تھے، میں نے رات اس کو دیکھا کہ وہ بچوں کے پہلو بدل رہا ہے، صبح میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا اس نے کہا:

هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَانُ يَأْكُلُوْنَ وَيَنَامُوْنَ عَلَى الْيَسَارِ، فَيَمْرِيْهِمُ الطَّعَامُ وَيُصْبِحُوْنَ جِيَاعًا، فَأَنَا أُقَلِّبُهُمْ مِنَ الْيَسَارِ إِلَى الْيَمِيْنِ لِئَلَّا يَنْهَضِمَ مَا أَكَلُوْهُ سَرِيْعًا.(۱)

یہ بچے کھاتے ہی بائیں کروٹ پر لیٹ جاتے ہیں، ان کا کھانا جلد ہضم ہو جاتا ہے اور صبح بھوکے اٹھتے ہیں، میں بائیں سے دائیں ان کی کروٹیں بدلتا رہتا ہوں تاکہ ان کا کھانا جلد ہضم نہ ہو۔

ایک بخیل شخص کا بیوی کو کھانے میں شریک نہ کرنا

ایک بخیل نے کھانے کی ہانڈی پکائی، اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگا اور کہنے لگا:

مَا أَطْيَبَ هٰذَا الطَّعَامَ لَوْلَا كَثْرَةُ الزِّحَامِ.(۲)

کھانا کس قدر لذیذ ہے، کاش! یہاں بھیڑ نہ ہوتی۔

بیوی نے کہا: کون سی بھیڑ ہے یہاں تو صرف میں اور تو ہیں، بخیل خاوند نے جواب دیا، میں چاہتا تھا کہ یہاں صرف میں اور ہانڈی ہوتے۔

ایک بخیل شخص کا اولاد کو ہڈی دیتے وقت اس کے حق کے متعلق سوال کرنا

ایک بخیل نے اپنی اولاد سے کہا: میرے واسطے گوشت خرید لاؤ۔ وہ خرید لائے، بخیل

(۱) نهاية الأرب في فنون الأدب: ج۳ص۳۰۵ الناشر: دار الكتب والوثائق (۲) حوالہ مذکورہ ج۳ص۳۲۳

نے اسے پکانے کا حکم دیا۔ جب گوشت پک کر تیار ہوگیا تو بخیل تنہا خود سارا گوشت کھا گیا، سوائے ایک ہڈی کے اس نے کچھ نہ چھوڑا، اس کے بچے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے، اس نے بچوں سے کہا: یہ ہڈی میں تم میں سے اس کو دوں گا جو اس کے کھانے کا حق ادا کرے گا۔

بڑا لڑکا بولا: ابا جان! آپ مجھے دے دیں، میں اسے چوس چوس کر اس کا گودا تک نکال لوں گا، اس میں چیونٹی کے لیے سایہ لینے کی جگہ تک نہیں چھوڑوں گا۔

باپ نے کہا: تو اس کا اہل نہیں۔

منجھلا بیٹا بولا: ابا جان! میں اسے آہستہ آہستہ چباؤں گا اور زبان سے اس قدر چاٹوں گا کہ کوئی پہچان نہیں سکے گا کہ یہ ہڈی سال پرانی ہے یا دو سال پرانی۔

باپ نے کہا: تو بھی اس کا حق دار نہیں۔

چھوٹا بیٹا بولا: ابا جان! میں اسے چوسوں گا پھر اس کے باریک ٹکڑے کر کے ان سب کو پھانک لوں گا۔

باپ نے کہا:

أَنْتَ صَاحِبُهَا وَهِيَ لَكَ، زَادَكَ اللّٰهُ مَعْرِفَةً وَحَزْمًا.[1]

تو ہی اس کا حق دار ہے، میں نے یہ تجھے دی، اللہ تیری معرفت اور دور اندیشی میں ترقی عطا فرمائے۔

بوجھل مہمان کو نکالنے کے لیے میزبانوں کا آپس میں جھگڑنا

ایک آدمی مہمان بن کر کسی کے گھر آیا، اس کی مہمان نوازی کی مدت لمبی ہوگئی، اہل خانہ اس کے طویل قیام کو ناپسند کرنے لگے، شوہر نے بیوی سے کہا: کیا ترکیب ہوسکتی ہے کہ ہم اس کو اس کی مدت اقامت سے باخبر کر دیں، بیوی نے کہا: ہم کل آپس میں دکھلاوے کا جھگڑا کریں گے اور فیصلہ اس مہمان سے کرائیں گے تاکہ اسے بتائیں کہ کب وہ یہاں سے

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: الباب الثلاث والثلاثون، ج ۱ ص ۱۸۵ الناشر: عالم الكتب

کوچ کر جائے، جب کل آئی تو دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا، بیوی نے مہمان سے کہا:

أَسْتَحْلِفُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُبَارِكُ لَكَ فِيْ سَفَرِكَ غَدًا، أَيُّنَا أَظْلَمُ؟

میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتی ہوں جو آپ کے کل کے سفر میں برکت عطا کرے گا، ہم میں سے ظالم کون (اور مظلوم کون) ہے؟

مہمان نے جواب دیا:

وَاللّٰهِ الَّذِيْ يُبَارِكُ لِيْ فِيْ إِقَامَتِيْ عِنْدَكُمَا شَهْرًا مَا أَعْلَمُ أَيُّكُمَا أَظْلَمُ!

اس ذات کی قسم جس نے تمہارے ہاں میرے ایک ماہ ٹھہرنے میں برکت عطا فرمائی ہے میں نہیں جانتا تم میں سے ظالم کون (اور مظلوم کون) ہے۔ (۱)

اَشعب کے لالچ کی انتہاء

کسی نے اشعب سے پوچھا: آپ کی لالچ کہاں تک پہنچی ہے؟ اس نے جواب دیا: جب میں اپنے پڑوسی کے گھر دھواں اٹھتا ہوا دیکھتا ہوں تو اپنی روٹی کے ٹکڑے کر لیتا ہوں، اور جب کسی جنازہ میں دو آدمیوں کو سرگوشیاں کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو اندازہ لگا لیتا ہوں کہ یقیناً میت نے میرے لیے اپنے مال میں کچھ وصیت کی ہوگی، اور جب کوئی دلہن بیاہی جاتی ہے تو اس اُمید پر میں اپنا گھر سجا لیتا ہوں کہ بھول کر وہ لوگ دلہن کو میرے گھر لے آئیں گے:

قيل لأشعب ما بلغ من طمعك؟ قال أرى دخان جاري فأثرد وقال لآخر :لم تقل هذا إلا وفي قلبك خبر وقال ما رأيت رجلين يتساران في جنازة إلا قدرت أن الميت أوصى لي بشيء من ماله.وما زفت بالمدينة عروس إلا كنست بيتي رجاء أن يغلط بها إليّ. (۲)

---

(۱) التطفيل وحكايات الطفيليين: باب في التغليظ على من أتى طعاما لم يدع إليه، ص ٦٩

(۲) ربيع الأبرار ونصوص الأخيار: الباب الخامس والأربعون، ج۳ص ۲۷۳

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوصالح غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک نابینا بڑھیا کا جو مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں رہتی تھی رات کو پانی بھر دیا کرتے تھے، اور دوسرے تمام کام بھی کر دیا کرتے تھے، اور اس کی پوری پوری خبرگیری کرتے تھے، ایک روز جب آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے تو اس کے روز مرہ کے تمام کام نپٹے ہوئے پائے، آپ کو بڑی حیرت ہوئی، آپ اس کی تلاش میں لگ گئے آخر یہ کون ہے، ایک دن دیکھ لیا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ آپ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین تھے، آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''أنت هو لعمری'' میری جان کی قسم آپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟

أن عمر بن الخطاب كان يتعهد عجوزًا كبيرة عمياء في بعض حواشي المدينة من الليل، فيسقي لها ويقوم بأمرها، فكان إذا جاءها وجد غيره قد سبقه إليها فأصلح ما أرادت، فجاءها غير مرة كيلا يسبق إليها، فرصده عمر، فإذا هو بأبي بكر الذي يأتيها، وهو يومئذ خليفة، فقال عمر أنت هو لعمري.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کو زچگی میں لے جانا

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں بسا اوقات رات کو چوکیداری کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گزر ہوا، دیکھا کہ ایک خیمہ ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا، اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے، سلام کرکے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ایک

(۱) تاريخ الخلفاء: ترجمة: ابوبكر الصديق، ج۱ ص۶۵، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز

مسافر ہوں، جنگل کا رہنے والا ہوں، امیر المؤمنین کے سامنے کچھ اپنی ضروریات پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں، دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے؟ ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتادو کچھ تکلیف کی آواز ہے ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے، دردزہ ہورہا ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں، آپ وہاں سے اٹھے اور مکان تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لیے آئی ہے، انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو دردزہ ہورہا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں، اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل، گڑ، وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو، وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پیچھے پیچھے ہو لیے، وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے ابالے، گھی ڈالا اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی، اندر سے حضرت ام کلثوم نے آواز دے کر عرض کیا، امیر المؤمنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دے دیجیے، امیر المؤمنین کا لفظ سن کر وہ صاحب بڑے گھبرائے، آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں، وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں، حضرت ام کلثوم نے اس کو کھلایا۔ اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ، رات بھر تمہاری جاگنے میں گزر گئی، اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان سے فرمادیا کہ کل آنا تمہارے لیے انتظام کردیا جائے گا:

وعن أنس بن مالك بينما أمير المؤمنين عمر يعسّ ذات ليلة إذ مر بأعرابي جالس بفناء خيمة فجلس إليه يحدثه ويسأله ويقول له ما أقدمك هذه البلاد فبينما هو كذلك إذ سمع أنينًا من الخيمة فقال من هذا الذى أسمع أنينه فقال

أمر ليس من شأنك، امرأة تمخض، فرجع عمر إلى منزله وقال يا أم كلثوم شدى عليك ثيابك واتبعيني، قال ثم انطلق حتى انتهى إلى الرجل فقال له هل لك أن تأذن لهذه المرأة أن تدخل عليها فتؤنسها، فأذن لها فدخلت فلم يلبث أن قالت يا أمير المؤمنين بشر صاحبك بغلام، فلما سمع قولها أمير المؤمنين وثب من حينه فجلس بين يديه وجعل يعتذر إليه فقال لا عليك إذا أصبحت فأتنا فلما أصبح أتاه ففرض لابنه في الذرية وأعطاه.[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سب سے معمر صحابی ہیں، ایک قول کے مطابق ڈھائی سو اور دوسرے قول کے مطابق تین سو پچاس برس آپ کی عمر ہوئی ہے، آپ کی زندگی میں سادگی بہت غالب تھی جو ہر زمانے میں یکساں قائم رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں آپ مدائن کے گورنر بنائے گئے، امارت کے اس زمانے میں جب کہ شان و شوکت اور خدم وحشم کے تمام لوازم ان کے لیے مہیا ہو سکتے تھے اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا، تاریخ میں آپ کا ایک محیر العقول واقعہ ملتا ہے جس سے آپ کی سادگی اور خدمت گزاری کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ ایک مرتبہ شام کا ایک تاجر کچھ سامان لے کر مدائن آیا تو حضرت سلمان ایک عام آدمی کی طرح سڑکوں پر پھر رہے تھے شام کا وہ تاجر انہیں مزدور سمجھا اور ان سے کہا کہ یہ گٹھڑی اٹھالو۔ حضرت سلمان نے کسی تأمل اور توقف کے بغیر گٹھڑی اٹھالی، کچھ دیر بعد مدائن کے باشندوں نے انہیں بوجھ اٹھائے دیکھا تو اس شامی تاجر سے کہا کہ یہ امیرِ مدائن ہیں اس پر وہ تاجر بہت حیران بھی ہوا اور شرمندہ بھی، اور حضرت سلمان سے معذرت کے ساتھ درخواست کی کہ وہ بوجھ اتار دیں، لیکن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ایک نیکی کی نیت کر لی ہے اب جب

(۱) الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثاني: في مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، الفصل التاسع: في ذكر نبذة من فضائله، ج۲ ص ۳۹۰، الناشر: دار الكتب العلمية

تک وہ پوری نہ ہو یہ سامان نہیں اتاروں گا، چناں چہ وہ سامان منزل تک پہنچا کر ہی دم لیا۔ سن ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کی وفات ہوئی:

حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ كَانَ سَلْمَانُ أَمِيرًا عَلَى الْمَدَائِنِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ مَعَهُ حِمْلُ تِينٍ وَعَلَى سَلْمَانَ أَنْدَرْوَرْدُ وَعَبَاءَةٌ .فَقَالَ لِسَلْمَانَ تَعَالَ احْمِلْ وَهُوَ لا يَعْرِفُ سَلْمَانَ فَحَمَلَ سَلْمَانُ فَرَآهُ النَّاسُ فَعَرَفُوهُ فَقَالُوا هَذَا الأَمِيرُ قَالَ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ لَهُ سلمان لا حتى أَبْلُغَ مَنْزِلَكَ.(۱)

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ اور خدمتِ خلق

ایک مرتبہ مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لیے جارہا تھا بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے مشکل سے چلتا تھا۔ مولوی مظفر حسین صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے وہ بوجھ لے لیا اور جہاں وہ جانا چاہتا تھا پہنچادیا۔

اس بڈھے نے اُن سے پوچھا کہ اجی تم کہاں رہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ بھائی میں کاندھلہ میں رہتا ہوں، اس نے کہاں وہاں مولوی مظفر حسین بڑے ولی ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں۔ غرض بہت تعریفیں کیں، مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ اور تو اس میں کوئی بات نہیں ہے ہاں نماز تو پڑھ لیتا ہے، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کو ایسا مت کہو، مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ٹھیک کہتا ہوں۔ وہ بڈھا ان کے سر ہو گیا، اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو مولوی مظفر حسین کو جانتا تھا، اس نے اس بڈھے سے کہا بھلے مانس، مولوی مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا اُن سے لپٹ کر رونے لگا، مولوی صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔(۲)

---

(۱) الطبقات الكبرى: ترجمة: سلمان الفارسي، ج۴ص۶۶ الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(۲) حکایات اولیاء: ص ۱۴۲ دارالاشاعت کراچی

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اور خدمتِ خلق

ایک واقعہ بھی سنایا کہ:

میں دیوبند میں ایک دن فجر کی نماز کے لیے جارہا تھا سامنے ایک بہت ہی ضعیف بڑی بی کو دیکھا جو پانی کا گھڑا کنویں سے بھر کرلا رہی تھیں مگر اٹھانا دوبھر ہو رہا تھا۔ بمشکل چند قدم چل کر زمین پر بیٹھ جاتی تھیں، مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ پاس جا کر کہا، لاؤ ماں یہ گھڑا تمہارے گھر پہنچادو، یہ کہہ کر میں نے گھڑا اٹھالیا، وہ جولاہوں کے محلے میں رہتی تھی اور اسی برادری سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب میں گھڑا بی بی کے گھر میں رکھ کر باہر نکلا تو وہ نہایت لجاجت اور الحاح کے ساتھ دعائیں دینے لگیں جو مجھے کافی آگے تک سنائی دیتی رہیں۔

اگلے دن پھر اسی وقت اسی حالت میں ملیں، میں نے گھڑا اٹھا کر ان کے گھر پہنچادیا۔ واپسی پر دور تک پھر ان کی دعائیں سنتا رہتا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ یہ سودا تو بڑا سستا ہے کہ چندمنٹ کی محنت پر اتنی دعائیں ملتی ہیں، میں نے روز کا یہی معمول بنالیا۔ بڑی بی بھی اس کی عادی ہوگئیں، اب میں کنویں پر ہی پہنچنے کی کوشش کرتا تھا تا کہ انھیں ڈول بھی کھینچنا نہ پڑے، بحمدللہ یہ معمول عرصہ دراز تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ بڑی بی نے ہی آنا چھوڑ دیا۔ شاید ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

پھر فرمایا کہ یہ واقعہ بھی آج پہلی بار تم ہی کو بتارہا ہوں تا کہ کچھ سبق حاصل کرو۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا مشہور کیمونسٹ لیڈر کے پاؤں دبانا

ڈاکٹر اشرف صاحب اپنے زمانہ کے مشہور کیمونسٹ لیڈر جو عملاً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے وابستہ تھے، خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں اور شیخ الاسلام سے دیوبند میں اپنی ملاقات، گفتگو، مہمان نوازی اور حاصل ہونے والی سہولتوں اور اپنے آرام وراحت کی تفصیل کہتے ہوئے ایک واقعہ بتاتے ہیں، یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف مشہور کیمونسٹ، الحاد کے شکار اور مذہب بیزار شخص تھے وہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں۔ دیوبند کے قیام کی غالباً چوتھی

(۱) حیات مفتی اعظم: ص ۵۲

شام تھی، میں اپنے بستر پر دراز تھا، رات کے دس بج چکے تھے، گھومنے کی وجہ سے کچھ تھکن زیادہ تھی، چناں چہ لیمپ گل کیا اور سونے لگا، دروازہ کھلا رہتا تھا، مجھے غنودگی سی تھی کہ میں نے ایک ہاتھ اپنے ٹخنے پر محسوس کیا پھر دونوں ہاتھوں سے کسی نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے، میں چوکنا ہوگیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا بہ نفس نفیس اس گنہگار کے پاؤں دبانے میں مصروف ہیں، میری بدحواسی، حیرانی اور شرمندگی کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں، میں نے پاؤں جلد جلد سکیڑے اور بڑے ادب اور لجاجت سے حضرت کو روکا، مولانا نے اس پر حسرت سے فرمایا کہ آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں، کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ آپ جیسے مہمان کی خدمت کرسکوں، مجھ پر اس ارشاد کے بعد جو گزری میرے لیے اس کا بیان کرنا مشکل ہے، واقعہ یہ ہے کہ میں بارہ برس بعد آج پہلی بار اس واقعہ کا انکشاف کر رہا ہوں اور اگر حضرت زندہ ہوتے تو اس راز کو فاش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ان کی فراخ دلی اور ان کے اخلاق کا یہ ادنی نمونہ تھا۔[1]

شیخین سے بغض کی وجہ سے دونوں آنکھیں باہر نکل گئیں

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں حضرت ابوالحسن مطلبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا، اس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں، ہم نے اس سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگا:

رَأَيْتُ البارحة رَسُول الله وعلى بَين يَدَيْهِ وَمَعَهُ أَبُو بكر وَعمر فَقَالَا يَا رَسُول الله هَذَا الَّذِي يؤذينا ويسبنا فَقَالَ لي رَسُول الله من أمرك بِهَذَا يَا أَبَا قيس فَقلت لَهُ على وأشرت عَلَيْهِ فَأقبل عَليّ بِوَجْهِهِ وَيَده وَقد ضم أَصَابِعه وَبسط

(۱) روزنامہ الجمعیت دہلی شیخ الاسلام نمبر: ص ۵۳

السبابَة وَالْوُسْطَى وَقصد بهَا إِلَى عَيْنِي فَقلت إِن كنت كذبت ففقأ الله عَيْنَيْك وادخل أصبعيه فِي عَيْنِي فانتبهت من نومي وَأَنا على هَذِه الْحَال فَكَانَ يبكى يخبر النَّاس وأعلن بِالتَّوْبَةِ.(۱)

آج رات کوخواب میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم موجود ہیں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے، مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو قیس! تجھے یہ کام کرنے کو کس نے کہا تھا؟ تو میں نے جواب دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، اور میں نے حضرت علی کی طرف اشارہ کیا، بس یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف غصے سے لپکے اور دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے۔ بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہوگیا اور یہ حالت ہوگئی، جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔

شیخین سے بُغض کی وجہ سے چہرہ سیاہ ہوگیا

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ حضرت امام محمد بن علی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ ہم مکہ میں کعبہ شریف کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا، اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور آدھا چہرہ سفید، کہنے لگا:

يَا أَيهَا النَّاس اعتبروا بِي فَإِنِّي كنت أتناول الشَّيْخَيْنِ وأشتمهما فَبَيْنَمَا أَنا ذَات لَيْلَة نَائِم إِذْ أَتَانِي آتٍ فَرفع يَده فلطم وَجْهي وَقَالَ لي يَا عَدو الله يَا فَاسق أَلَسْت تسب أَبَا بكر وَعمر فَأَصْبَحت وَأَنا على هَذِه الْحَالة.(۲)

(۱) کتاب الروح: المسألة التاسع عشرة، ص ۱۹۱ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) کتاب الروح: المسألة التاسع عشرة، ص ۱۹۰ الناشر: دار الكتب العلمية

اے لوگو! میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو، میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیا کرتا تھا، ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! اے فاسق! کیا تو ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ پس جب میں بیدار ہوا تو یہ میری حالت ہوگئی، جو آپ لوگ مشاہدہ کر رہے ہیں۔

شیخین کی لاشیں نکالنے والے چالیس آدمی زمین میں دھنس گئے

حضرت شمس الدین الملطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے حاکم مدینہ کو جو کہ ایک نیم مسلمان حاکم تھا، بہت سی دولت کا لالچ دے کر یہ بات منوائی کہ ہمیں روضہ نبوی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لاشیں نکالنے کی اجازت دی جائے۔ وہ لالچ میں آ کر یہ بات مان گیا تو انہوں نے چالیس آدمی اوزاروں کے ساتھ بھیج دیئے۔ شیخ شمس الدین جو اس وقت روضہ نبوی کے خادم تھے ان کو حاکم مدینہ نے بلا کر کہا کہ رات کو چالیس آدمی روضہ نبوی میں داخل ہوں گے وہ جو کچھ کریں ان کو مت روکنا۔ شیخ نے اس ظالم حاکم کی ہیبت کی وجہ سے دبی زبان سے کہا جیسے حکم دیں، حاضر ہوں، پھر آ کر مسجد نبوی میں روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا، وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو یکا یک چالیس آدمیوں کی جماعت اوزاروں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہوئی، پس جب وہ روضہ کے قریب گئے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور وہ سارے کے سارے اوزاروں سمیت زمین میں غرق ہو گئے۔ صبح کو اس بے دین حاکم نے خادم روضہ نبوی کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو اتنے آدمی مسجد نبوی میں آئے تھے، وہ کہاں گئے؟ خادم نے کہا، حضور! وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے، اس حاکم نے آ کر اس جگہ کو دیکھا جہاں زمین پھٹنے کا نشان تھا، بعض روایات میں ہے کہ اس جگہ کو کھودا بھی گیا لیکن ان کا نشان نہ ملا۔ علامہ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو کوڑھ کے مرض نے آ گھیرا، جس سے اس کا گوشت بدن سے گرتا تھا حتیٰ کہ وہ بہت بری حالت میں مر گیا۔ (۱)

---

(۱) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: خاتمة فيما نقل من عمل نور الدين الشهيد لخندق حول الحجرة الشريفة مملوء بالرصاص، وذكر السبب في ذلك، وما ناسبه: ج۲ص ۱۸۹، ۱۹۰

بغض شیخین کی وجہ سے کُدال کا گلے میں طوق بن جانا

علامہ ابومحمد عبداللہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت بیت اللہ حج کے لیے روانہ ہوئی، ان میں ایک آدمی تھا جونوافل بہت پڑھتا تھا، وہ راستے میں فوت ہوگیا اس کے دفن کے انتظام لیے ان کے پاس کوئی کدال وغیرہ نہیں تھی۔ جس سے اس کی قبر کھود کر دفن کیا جاسکے۔ انہوں نے اس جنگل میں تلاش کرنا شروع کیا، ایک بڑھیا عورت کی جھونپڑی دیکھی، اس کے پاس گئے، دیکھا اس کی جھونپڑی میں لوہے کا ایک بڑا سا کدال پڑا ہے۔ انہوں نے اس سے طلب کیا، اس نے کہا کہ تم حلفیہ عہد کرو کہ ہم اسے ضرور واپس کریں گے، انہوں نے واپس کرنے کا حلف اُٹھایا اور اس سے کدال لے کر آ گئے، پس اس کدال سے قبر کھودی اور اس کو دفن کر دیا، جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ کدال غلطی سے قبر میں رہ گئی ہے اور اس بڑھیا کا عہد بھی یاد آیا۔ کدال نکالنے کے لیے اس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اس مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور ہاتھ بھی اس میں بند ہیں۔ وہ حیران رہ گئے، انہوں نے اسے ویسے ہی بند کر دیا۔ بڑھیا نے ”لا إلـه إلا اللّـه محمد رسـول اللّـه“ پڑھا اور کہا کہ یہ کدال میرے پاس تھی، مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو محفوظ رکھنا، یہ ایسے شخص کی قبر میں طوق بنے گی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔[1]

شیخین کی گستاخی کرنے والے پر شہد کی مکھیوں کا حملہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم خراسان سے آرہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا۔ پس ہم نے اس کو منع کیا لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ پس ایک دن صبح ناشتہ کے بعد وہ شخص قضاء حاجت کے لیے نکلا لیکن واپس نہیں آیا، ہم نے اس کی طرف ایک قاصد بھیجا، کچھ دیر بعد قاصد آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے ساتھی کی حالت تو دیکھو؟ پس ہم اس کی طرف

---

(۱) سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين: ص ۱۵۱

گئے تو دیکھا کہ وہ ایک سوراخ پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہوا ہے اور اسے شہد کی مکھیوں کا ایک پورا چھتہ چمٹا ہوا ہے اور شہد کی مکھیوں نے کاٹ کاٹ کر اس کے جسم کا ہر عضو جدا کر دیا ہے۔ پس ہم نے اس کے بدن کی ہڈیاں جمع کیں لیکن مکھیوں نے ہمیں اذیت نہیں پہنچائی بلکہ وہ اسی شخص کے اعضاء کے ساتھ چمٹی رہیں:

عن أنس بن مالك، وهو ممن روى له الجماعة أنه قال خرجنا مرة من خراسان ومعنا رجل يشتم أو ينال من أبى بكر وعمر عنهما فنهيناه فأبى، فحضر غداؤنا ذات يوم ثم مضى إلى حاجته فأبطأ علينا فبعثنا فى طلبه فرجع إلينا الرسول وقال أدركوا صاحبكم، فذهبنا إليه فإذا هو قد قعد على حجر يقضى حاجته فخرج عليه عنق من الدبر، فنثرت مفاصله مفصلا مفصلا قال فجمعنا عظامه، وإنها لتقع علينا فما تؤذينا.(۱)

شیخین کو برا بھلا کہنے والے پر سُرخ بھڑوں کا مسلط ہونا

مُختار تَیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ سفر کے لیے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا۔ پس ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آیا، ایک دن وہ قضاء حاجت کے لیے باہر نکلا تو اس کو سرخ بھڑیں جو نہایت کثیر مقدار میں تھیں لپٹ گئیں۔ پس اس نے مدد کے لیے چیخ و پکار کی، ہم اس کی مدد کو گئے لیکن بھڑوں نے اس کو نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم کو نوچ نوچ کر اسے ہلاک کر دیا:

عن أبى المختار التيمى، قال حدثنى رجل قال خرجنا فى سفر ومعنا رجل يشتم أبا بكر وعمر رضى الله عنهما فنهيناه فلم ينته، فخرج يوما لبعض حاجاته فاجتمع عليه الزنابير فاستغاث فأغثناه فحملت علينا فتركناه فما أقلعت عنه حتى قطعته قطعا.(۲)

(۱) حياة الحيوان: الدبر، ج۱ ص۴۵۶، الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) حياة الحيوان: الزنبور، ج۲ ص۱۴، الناشر: دار الكتب العلمية

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا گستاخ صحابہ کو مجلس سے نکال دینا

محمد بن حاطب حضرت زین العابدین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

میرے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا باتیں کیں، جب وہ کہہ چکے تو حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا:

کیا تم مجھے بتلاؤ گے کہ اس آیت کے مصداق تم تھے "الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸" تو انھوں نے کہا: نہیں۔

پھر ان سے پوچھا: کیا اس آیت کے مصداق تم ہو "وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" انھوں نے کہا: نہیں۔

پھر کہا: تم لوگوں نے خود ہی انکار کر دیا ہے کہ تم ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک سے ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے نہیں ہو، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

"وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰"

پھر فرمایا میری مجلس سے اٹھو اور نکل جاؤ! اللہ تم کو سمجھائے۔ (۱)

شیخین کی گستاخی کرنے والا خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گیا

علامہ کمال الدین ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں:

جب حلب میں ابن المنیر کا انتقال ہوا تو حلب کے چند نوجوان ایک دن بغرض تفریح

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: زين العابدين علي بن الحسين، ج۳ص۱۳۷ الناشر: دار الكتاب العربي

نکلے آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ سنا گیا ہے کہ جو شخص حضرات صحابہ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہمکو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں مسخ کر کے خنزیر بنا دیتا ہے، اور بے شک ابن المنیر اس فعل قبیح کا مرتکب تھا آؤ دیکھیں کہ کیا یہ سچی بات ہے؟ تمام نے متفق الرائے ہوکر قبر کھودی تو سچ مچ ابن المنیر خنزیر کی شکل میں قبلہ کی طرف سے منحرف پڑا ہوا تھا، ان لوگوں نے عبرت کے لیے اس کی لاش باہر نکالی پھر اس کو جلایا اور قبر میں ڈال کر مٹی سے ڈھک دیا:

لما مات ابن منير خرجنا جماعة من الأحداث تنفرج بمشهد الحف فقال بعضنا لبعض قد سمعنا أنه لا يموت من كان يسب أبا بكر وعمر رضى الله عنهم إلا ويمسخه الله في قبره خنزيرا، ولا نشك أن ابن منير كان يسبّهما، وأجمع رأينا على أن نمضى الى قبره تلك الليلة وننبشه لنشاهده، قال لى فمضينا جميعا ونبشنا قبره فوجدنا صورته صورة خنزير ووجهه منحرف عن القبلة الى جهة الشمال وكان معنا ضوء فأخرجناه على شفير قبره ليشاهده الناس، ثم بدا لنا فأحرقناه ووضعناه فى القبر وأعدنا التراب عليه.(۱)

صحابہ کی گستاخی کرنے والے کا انجام

علی بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے قائد یعنی رہبر سے کہو ذرا اس شخص کو دیکھے کہ اس کا چہرہ اور بدن کیسا ہے؟ اس نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہے کہ اس کا چہرہ سیاہ حبشی کی طرح ہے اور باقی بدن سفید ہے، وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ یہ شخص حضرت علی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتا تھا، میں نے منع کیا لیکن یہ نہ مانا۔ میں نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ سیاہ کر دیگا، اس کے چہرے پر ایک زخم ہوا اس کی وجہ سے پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔(۲)

(۱) بغية الطلب فى تاريخ حلب، ترجمة: أحمد بن منير بن أحمد بن مفلح، ج۳ص ۱۱۶۴ الناشر: دار الفكر (۲) طبقات ابن سعد، ج۵ص۱۰۳، الناشر: دار الكتب العلمية

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے رافضی کا خنزیر بن جانا

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں علامہ عبدالغفار قوصی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا، اس کی بیوی اور بیٹا اس کو منع کیا کرتے تھے، لیکن وہ اپنی اس شرارت سے باز نہ آتا تھا، بلکہ انہیں بھی اس پر مجبور کرتا تھا۔ خدا کے غضب سے اس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی، اس کے لڑکے نے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اس کو اپنی دکان میں باندھ رکھا تھا۔ وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا، ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے، کئی دنوں کے بعد وہ مرگیا۔ اس کے بیٹے نے اس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا۔ علامہ شیخ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے اس کا ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا، اس نے اپنے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا، اس نے کہا کہ والد مجھے بھی اس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا بھی تھا، لیکن میں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ (۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والا بندر کی صورت میں مسخ ہوگیا

شیخ صالح عمر رَعینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قریب ٹھہرا ہوا تھا، عاشورہ کے دن قُبّۂ عباس کے پاس پہنچا جس میں شیعہ امامیہ جمع تھے، میں دروازہ کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں کوئی نشانی چاہیے، ان میں سے بوڑھا آدمی باہر نکلا اور کہا کہ بیٹھ جاؤ ہم نشانی دیں گے، میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ وہ سب فارغ ہوگئے تو وہی شخص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لے گیا، ایک جگہ بند کردیا اور میرے اوپر دو غلاموں کو مسلط کردیا انہوں نے مجھے باندھ کر خوب مارا پھر بڈھے نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ لو چناں چہ میری زبان کاٹ کر مجھے چھوڑ دیا اور کہا جاؤ جس کی محبت میں علامت (نشانی) مانگنے آئے تھے اس سے کہو کہ میری زبان

---

(۱) المنن الکبری للشعرانی، ص ۲۲۳، ۲۲۴

درست کردو۔

میرا یہ حال تھا کہ درد کی شدت سے سخت بے چین تھا روتا ہوا حجرہ شریف کے پاس حاضر ہوا دل میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ میری حالت پر نظر فرمائیے، اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے سچے دوست ہیں تو دعا فرمایئے کہ میری زبان درست ہو جائے اتنا کہتے ہی مجھے نیند آ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری زبان درست ہو چکی ہے، مارے خوشی کے آنکھ کھل گئی تو زبان کو بالکل درست پایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میرے دل میں اور زیادہ ہوگئی۔

دوسرے سال پھر اسی مقام پر پہنچا اور محبت ابوبکر میں دینار کا سوال کیا، یہ سن کر ایک نوجوان آیا اور کہا کہ ٹھہرو ہم فارغ ہولیں۔ چناں چہ پھر ہم کو اسی مکان پر لے گیا اور کھانا کھلایا جب کھانا کھا چکے تو وہ نوجوان مجھے لے کر ایک حجرہ کے دروازے پر پہنچا اور اس کو کھول کر کہنے لگا آؤ اور رونے لگا، میں نے مکان کے اندر کا جائزہ لیا تاکہ نوجوان کے رونے کا سبب معلوم کروں دیکھا کہ حجرہ کے ایک گوشہ میں بندر باندھا ہوا ہے، میں نے بندر کا حال دریافت کیا تو وہ اور زیادہ رونے لگا، میں نے اس کو خاموش رہنے کو کہا اور حال پوچھا تو اس نے حالات کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ لے کر بیان کرنا شروع کیا کہ یہ بندر میرا باپ ہے اور ائمہ شیعہ میں سے ہے، سال گزشتہ اس نے ایک نوجوان کی زبان فلاں جرم میں کٹوائی تھی اور وہی قصہ سنایا جو میرے اوپر گزر چکا تھا، وہ نوجوان زبان کٹوا کر چلا گیا، معلوم نہیں اس کا کیا ہوا، مگر باپ کا یہ حال ہوا کہ ایک رات اچانک اٹھ کر چیخنے لگا سب کی آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ اس کی صورت مسخ ہو کر بندر کی ہو چکی ہے، ہم سب بہت ڈرے اور اسے گھر میں مقید کر دیا اور مرنے کی خبر مشہور کر دی۔

میں نے کہا کہ جس نوجوان کی زبان کاٹی گئی تھی اس کو دیکھ کر پہچان سکتے ہو، اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں ہی وہ آدمی ہوں اور سارا قصہ سنا دیا، وہ میرے اوپر گر پڑا، میرے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کپڑے اور دینار دیئے اور زبان درست ہونے

کا حال پوچھا، میں نے بلا کم وکاست مفصل حال سنا دیا اور واپس آ گیا۔ (۱)

شیخین کی گستاخی کرنے والوں پر کتے کا مسلط ہونا

حضرت مَخلد بن خُنَیس رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کی طرف جانے والے میرے راستے میں ایک کتا تھا جو لوگوں کو کاٹتا تھا، میں نے ایک دن نماز کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو راستے میں وہی کتا کھڑا تھا، میں خوف کی وجہ سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کتے نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے ابوعبداللہ! (یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی کنیت ہے) آپ گزر جائیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اس شخص پر مسلط کیا ہے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو:

مَخْلَدُ بْنُ خُنَيْسٍ، قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، يَقُولُ كَانَ عَلَى طَرِيقِي إِلَى الْمَسْجِدِ كَلْبٌ يَعْقِرُ النَّاسَ فَأَرَدْتُ يَوْمًا الصَّلَاةَ وَالْكَلْبُ عَلَى الطَّرِيقِ فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ جُزْ فَإِنَّمَا سَلَّطَنِي اللهُ عَلَى مَنْ يَشْتِمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ. (۲)

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے رافضی کا بندر بن جانا

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا بھی تھا، وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہم ہر چند اسے منع کرتے تھے لیکن وہ باز نہ آتا تھا، جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ اتر کر سو رہے تھے، جب روانگی کا وقت آیا تو ہم سب نے اُٹھ کر وضو کیا اور اس کوفی کو جگایا۔ وہ اُٹھ کر کہنے لگا افسوس کہ میں تم سے جدا ہو کر اسی منزل پر رہ جاؤں گا کیوں کہ ابھی میں نے خواب

---

(۱) الزواجر عن إقتراف إلكبائر: الكبيرة الرابعة والخامسة والستون بعد الأربع مائة، بغض الانصار وشتم واحد من الصحابة، ج۲ص۳۸۲ الناشر: دار الفكر

(۲) حلية الاولياء: ترجمة: سفيان الثورى، ج۷ ص ۴۷ الناشر: دار الكتاب العربى

میں دیکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے فاسق! تو اس منزل پر مسخ ہو جائے گا، اسی اثنا میں اس نے پاؤں اکٹھے کر لیے۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے مسخ ہونا شروع ہوا اور اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے، پھر گھٹنوں تک، پھر کمر تک، پھر منہ تک حالت مسخ پہنچ گئی حتی کہ وہ بالکل ہی بندر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ ہم نے اسے پکڑ کر اونٹ پر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے، غروبِ آفتاب کے وقت ہمارا گزر ایک جنگل سے ہوا، وہاں دیکھا کہ چند بندر جمع ہیں، اس نے جب ان بندروں کو دیکھا تو اپنی رسیاں توڑ کر ان میں جاملا۔ اسی طرح کا واقعہ علامہ تلمسانی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے، لیکن اس واقعہ میں بندر کے بجائے خنزیر کا ذکر ہے۔ (۱)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے گلے میں سانپ کا چمٹ جانا

امام ابن الدنیا رحمہ اللہ ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک میت کے نہلانے کے لیے بلایا گیا۔ پس جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا اُٹھایا تو ناگہاں اس کے گلے میں ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا، حاضرین نے ذکر کیا کہ یہ شخص صحابہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا:

وَاخرج عَن ابى إِسْحَاق قَالَ دعيت إِلَى ميت لأغسله فَلَمَّا كشفت الثَّوْب عَن وَجهه فَإِذا أَنا بحية قد تطوقت على حلقه فَذكرُوا أَنه كَانَ يسب الصَّحَابَة رضى الله عنهم. (۲)

پانچ بڑے گناہ اور ان کا دنیاوی وبال

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ.

جب کسی قوم میں خیانت کی بیماری پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال

---

(۱) سعادة الدارين فى الصلاة على سيد الكونين: ص ۱۵۲

(۲) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۷۳ الناشر: دار المعرفة بيروت

دیتا ہے۔

وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ.

جب کسی قوم میں زنا کا مرض پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان میں موت اور ہلاکت زیادہ کر دیتا ہے۔

وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ.

جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ان پر رزق کی تنگی کا وبال اترتا ہے۔

وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ.

جو لوگ ناجائز فیصلے کرتے ہیں ان میں خونریزی اور ناحق قتل وقتال عام ہو جاتا ہے۔

وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.(۱)

جو قوم عہد شکنی کرتی ہے ان پر اللہ تعالیٰ دشمنوں کو مسلط کر دیتے ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے مطابق جس قسم کا مرض جس قوم میں بھی پایا جائے اس طرح کا وبال بھی ان پر آئے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی شکل میں

علامہ بارزی رحمہ اللہ منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں ہے، اس کی وجہ پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت بھیجا کرتا تھا۔ (نعوذ باللہ) اور جمعہ کے دن بھی ایک ہزار مرتبہ (نعوذ باللہ) کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس مردود کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ کی طرف تھوک دیا، جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

وَذكر الْبَارِزِيّ عَنِ الْمَنْصُور أنه رأى رجلا بِالشَّام وَجهه وَجه خِنْزِير فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّه كَانَ يلعن عليا كل يَوْم ألف مرّة وَفِي الْجُمُعَة ألف مرّة وَأَوْلَاده مَعَه

(۱) موطأ مالك: كتاب الجهاد، باب ما جاء في الغلول، ج۲ص۴۶۰، رقم الحديث:۲۶ الناشر: دار احياء التراث العربي

فَرَأَيْت النَّبِي صلى الله عليه وسلم وَذكر مناما طَويلا من جملَته أَن الْحسن شكاه إِلَيْهِ فلعنه ثمَّ بَصق فِي وَجهه فَصَارَ مَوضِعْ بصاقه خنزيرا وَصَارَ آيَة للنَّاس.(۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے شخص کا چہرہ سیاہ ہو گیا

قریش کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا، وہ اس کو ڈھانپ کر رکھتا تھا، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا، اس نے کہا، میں نے اللہ کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے جو بھی مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا میں اس کو اس بارے میں ضرور بتلاؤں گا، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہایت برا بھلا کہتا تھا، ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے خواب میں آیا، اس نے مجھے کہا، تو ہی وہ ہے جو مجھے برا بھلا کہتا ہے، پس اس نے میرے چہرے کی ایک جانب ضرب لگائی، صبح کو جب میں بیدار ہوا تو میرا چہرہ ایک طرف سے سیاہ ہو چکا تھا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے:

عَن شيخ من قُرَيْش قَالَ رَأَيْت رجلا بِالشَّام قد أسود نصف وَجهه وَهُوَ يغطيه فَسَأَلته عَن ذَلِك فَقَالَ قد جعلت لله على أَن لَا يسألني أحد عَن ذَلِك إِلَّا أخْبرته بِهِ كنت شَدِيد الوقيعة فِي عَليّ بن أبي طَالب رضى الله عنه فَبينا أَنا ذَات لَيْلَة نَائِم إِذْ أَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ لي أَنْت صَاحب الوقيعة فِي فَضرب شقّ وَجْهي فَأَصْبَحت وشق وَجْهي أسود كَمَا ترى.(۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کی حیرت انگیز موت

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کسی نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم یہ پانچوں صحابی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی آ گیا

(۱) الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: ج۲ص۵۷۳ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) كتاب الروح: المسألة التاسعة عشرة، ص۱۸۹ الناشر: دار الكتب العلمية

جس کا نام راشد الکندی تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آدمی ہمیں برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت سختی سے ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا حضرت! میں انہیں تو کچھ نہیں کہتا، بلکہ میں تو معاویہ کو کم وبیش کہا کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہو تیرے لیے، کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوہے کا ڈنڈا اُٹھا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ اسے زور سے مارو، انہوں نے اسے مارا تو میری نیند اُڑ گئی، جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ رات کو وہ کسی اچانک موت سے مر گیا ہے۔ (۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ستانے پر خلیفہ مَنصور عبّاسی کا انجام

شیخ صَفَوی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ اس پر حق کو قائم نہ کرنے کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہیں، جب منصور حج کے لیے گیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ مکہ میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت بھیجی اور ان سے کہا کہ تم جہاں بھی سفیان رحمہ اللہ کو پاؤ پکڑ کر سولی دے دو، چناں چہ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو سولی دینے کے لیے لکڑی کھڑی کر دی، اس وقت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد حرام میں بایں حالت تشریف فرما تھے کہ آپ کا سر حضرت فُضَیل بن عیاض رحمہ اللہ کی گود میں تھا اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی گود میں، آپ کے بارے میں کسی بھی اندیشے کے پیش نظر آپ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے دشمنوں کو اپنے اوپر قابو پانے کا موقع دے کر خوش نہ کیجیے، یہاں سے اٹھ کر کہیں چھپ جائیے، چناں چہ آپ اٹھے اور ملتزم کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور فرمایا کعبہ کے رب کی قسم منصور مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حالاں کہ منصور جبل حَجون (مکہ مکرمہ کی ایک

(۱) البداية والنهاية: ترجمة: معاوية وذكر شيء من أيامه وما ورد في مناقبه، ج۸ ص۴۹ الناشر: دار إحياء التراث العربي

پہاڑی) کے پاس پہنچ چکا تھا، جب وہ جبل حجون پہنچا تو اس کی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مر گیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد حرام سے باہر تشریف لائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی:

وقال محمد بن سهل بن عسكر، عن عبد الرزاق بعث أبو جعفر الخشابين حين خرج إلى مكة، إن رأيتم سفيان فاصلبوه قال فجاء النجارون ونصبوا الخشب، ونودي سفيان وإذا رأسه في حجر الفضيل بن عياض ورجلاه في حجر ابن عيينة قال فقالوا له يا أبا عبد الله، اتق الله ولا تشمت بنا الأعداء قال فتقدم إلى الأستار فأخذها ثم قال برئت منه إن دخلها أبو جعفر قال فمات قبل أن يدخل مكة، فأخبر بذلك سفيان فلم يقل شيء.(۱)

شہداء اُحد کے جسم چالیس سال بعد تک صحیح سلامت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا اس کے ایک معمولی دھاگے میں بھی تبدیلی نہیں آئی تھی اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ کھدائی پانی کی نکاسی کی غرض سے سن ۴۰ ھ میں ہوئی تھی۔ (۲)

حضرت مُجدّد الفِ ثانی رحمہ اللہ کے والد کی گستاخی کرنے والی عورت کا انجام

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ نے اپنے مکاتیب میں لکھا کہ ایک مرتبہ (حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے والد) شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کی شان میں کسی عورت نے گستاخی کی، انہوں نے صبر و سکوت فرمایا۔ اتنے میں دیکھا کہ غیرتِ الٰہی جوش انتقام میں ہے، شیخ نے فوراً ایک شخص

(۱) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: سفيان بن زياد العصفري، ج۱۱ ص ۱۶۷ الناشر: مؤسسة الرسالة بيروت (۲) الطبقات الكبرىٰ: ج۳ ص ۴۲۴ الناشر: دار الكتب العلمية

سے جو اس وقت موجود تھا کہا کہ اس عورت کو ایک تھپڑ مارو، اس کو تردد ہوا ادھر وہ عورت گر کر مرگئی۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والوں کا انجام

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ایک مرتبہ بہاولپور سے حضرت کے یہاں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب تشریف لائے، وہ حضرت سے عرض کررہے ہیں کہ حضرت امرتسر کے ایک صاحب مجھے اپنا بیتا واقعہ سنا رہے تھے کہ ہم نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ جو گستاخیاں کی ہیں ان کی سزا دنیا ہی میں مل گئی کہ جس طرح ہم نے حضرت کے ساتھ ننگا ناچ ناچا تھا ہماری بہو بیٹیوں کو ہمارے سامنے بالکل برہنہ کر کے سر بازار نچایا گیا۔ ہائے افسوس اگر اللہ تعالیٰ مجھے پر دے دیتا تو اڑ کر جاتا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ سے معافی طلب کرتا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والے شخص کے چہرے پر آبلے پڑ گئے

آج بھی ایک بستی میں ایک صاحب حیات ہیں، یہ صاحب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو ایسی سڑی سڑی گالیاں دیا کرتے تھے کہ دل لرزنے لگتا تھا، قدرت نے ان سے انتقام لیا کہ اب سے ایک سال پیشتر ان کے چہرے پر آبلے ایسے پڑے کہ تمام منہ سوج گیا اور بالکل توے کی مانند سیاہ ہوگیا، آج بھی یہ صاحب باوجود طبیب ہونے کے اپنے سیاہ چہرے کو عبرت کا منظر بنائے ہوئے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو گالیاں دینے کی سزا ملی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (۲)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والے شخص کو نہ کفن ملا نہ قبر ملی

مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی تحریر فرماتے ہیں (اس) واقعہ کے راوی جالندھر

---

(۱) الاعتدال فی مراتب الرجال: ص ۲۰ (۲) انفاس قدسیہ: ص ۱۸۷

کے ایک نوجوان مولوی محمد اکرام صاحب قریشی ہیں جو حمید نظامی مرحوم کے جگری دوست، مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن میں ان کے دست و بازو، اسلامیہ کالج کے فارغ اور لیگ کے آغاز سے آج تک اس کے حامی چلے آتے ہیں، وہ حضرت مدنی رحمہ اللہ اور ان کے مدرسہ فکر کے کبھی ہم خیال نہیں رہے بلکہ ان نوجوانوں میں سے تھے جنہیں جالندھر میں لیگ کا ہراول دستہ کہا جاتا تھا اس واقعہ کے راوی یہی محمد اکرام قریشی ہیں جن کو لاہور کے احباب ڈاکٹر بھی کہتے ہیں اور آجکل بیڈن روڈ لاہور میں رہ رہے ہیں، ان کی روایت کے مطابق اس واقعہ کے کئی راوی اب تک بقید حیات ہیں (ان کا بیان ہے کہ) ابھی پاکستان نہیں بنا تھا اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات کا زمانہ تھا، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پنجاب یا سرحد کے سفر سے واپس جارہے تھے، جالندھر کے اسٹیشن پر یہی نوجوان مسٹر شمس الحق کی ہمراہی میں اپنے رہنماؤں کے استقبال کے لیے گئے ہوئے تھے۔ رہنما کسی وجہ سے نہ پہنچ سکے، شمس الحق کی نظریں مولانا مدنی رحمہ اللہ پر پڑ گئیں وہ اپنے ساتھ کے نوجوانوں کو لے کر ان کے ڈبے پر چڑھ دوڑا، نعرے لگائے سب و شتم کیا حتی کہ داڑھی کو پکڑ کر کھینچا، ایک بیان کے مطابق رخسار پر طمانچہ مارا، مولانا صبر کی تصویر تھے آہ تک نہ کی۔ اس کارنامہ کے بعد شمس الحق یا اس کے کسی ساتھی نے یہ واقعہ مولانا عظامی رحمہ اللہ سے بیان کیا جو جالندھر لیگ کے نائب صدر تھے، انہوں نے سنتے ہی کانپ کر پوچھا کیا یہ صحیح ہے؟ جب تصدیق کی گئی تو ان پر رعشہ سا طاری ہوگیا۔ اکرام قریشی کہتے ہیں کہ وہ کانپ رہے تھے اور انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اگر یہ سچ ہے تو جس نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا ہے اس کی لاش نہیں ملے گی، اس کو زمین جگہ نہیں دے گی، عظامی کانپ رہے تھے ان کا چہرہ اشکبار تھا اور آنکھیں پرنم تھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ شمس الحق کون تھا؟ یہ وہی نوجوان ہے جو لائل پور میں قتل و خون کا شکار ہوگیا جس کی نعش کا پتہ نہ چلا، نہ کفن ملا نہ قبر، اس واقعہ کو تقریباً گیارہ بارہ سال ہو چکے ہیں، روایتوں پر روایتیں آتی رہیں، خود لیگ کے زعماء مہر بلب رہے، کسی نے کہا بھٹہ میں زندہ جلا دیا گیا، کسی نے کہا لاش کے ٹکڑے کر دیئے گئے،

جتنے منہ اتنی باتیں۔ پولیس نے انعام بھی رکھا، سب کچھ کیا لیکن شمس الحق کا سراغ نہ ملا۔(۱)

فقیر کو جھڑ کنے والا شخص خود فقیر بن گیا

شہاب الدین محمد بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۰ھ) لکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، سامنے بھنی ہوئی مرغی بھی رکھی تھی، اچانک ایک فقیر نے دروازے پر آ کر صدا لگائی، وہ شخص دروازے کی طرف گیا اور اس فقیر کو خوب جھڑکا فقیر یونہی واپس چلا گیا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے بعد یہ شخص خود فقیر ہو گیا، سب نعمتیں ختم ہو گئیں، بیوی کو بھی طلاق دے دی، اس نے کسی اور سے نکاح کر لیا، پھر ایک دن ایسا ہوا کہ یہ میاں بیوی اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور بھنی ہوئی مرغی سامنے تھی کہ کسی فقیر نے دروازہ کھٹکھٹایا، میاں نے بیوی سے کہا کہ یہ مرغی اس فقیر کو دے آؤ، چناں چہ وہ مرغی لے کر دروازے کی طرف گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ فقیر اس کا پہلا شوہر ہے، خیر مرغی اسے دے کر واپس لوٹی تو رو رہی تھی، میاں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو بولی کہ فقیر تو میرا پہلا شوہر تھا، غرض پھر سارا قصہ اسے سنایا جو ایک فقیر کو جھڑکنے سے پیش آیا تھا، اس کا میاں بولا خدا کی قسم وہ فقیر میں ہی تھا:

وحكي أن رجلا جلس يوما يأكل هو وزوجته وبين أيديهما دجاجة مشوية، فوقف سائل ببابه، فخرج إليه وانتهره، فذهب، فاتفق بعد ذلك أن الرجل افتقر وزالت نعمته، وطلق زوجته، وتزوجت بعده برجل آخر، فجلس يأكل معها في بعض الأيام وبين أيديهما دجاجة مشوية، وإذا بسائل يطرق الباب، فقال الرجل لزوجته ادفعي إليه هذه الدجاجة، فخرجت بها إليه فإذا هو زوجها الأول، فدفعت إليه الدجاجة ورجعت وهي باكية، فسألها زوجها عن بكائها، فأخبرته أن السائل كان زوجها، وذكرت له قصتها مع ذلك السائل الذي

(۱) ہفت روزہ چٹان لاہور، مارچ ۱۹۶۳ء۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۲۵

انتهره زوجها الأول، فقال لها زوجها أنا والله ذلك السائل.[1]

پیاسے کتے کو پانی پلانے کے سبب فاسقہ عورت کی مغفرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک بدکار عورت کی مغفرت کردی گئی اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو شدت پیاس کے سبب زبان نکالے کنوئیں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ اسے پیاس مار ڈالتی، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا بس اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت ہوگئی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَلِكَ.[2]

ظلم سے اصلاح کے لیے بغیر کسی جرم کے سزا

کسریٰ کے بادشاہ نے اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لیے ایک استاد مقرر کیا، جب لڑکے نے پڑھ کر علم وفضل میں تکمیل کرلی تو استاد نے ایک دن اس کو بلا کر خوب پٹائی کی بغیر کسی جرم کے، لڑکے نے بات دل میں رکھ لی جب وہ اپنے والد کے بعد تخت نشین ہوا تو اس نے استاد کو بلا کر پوچھا۔ فلاں وقت بغیر جرم کے آپ نے مجھے کیوں مارا تھا؟ استاد نے کہا:

فقال المعلم اعلم أيها الملك أنك لما بلغت الغاية في الفضل والأدب علمت أنك تنال الملك بعد أبيك فأردت أن أذيقك ألم الضرب وألم الظلم حتى لا تظلم أحدا فقال جزاك الله خيرا ثم أمر له بجائزة وصرفه.

مجھے پتہ تھا کہ تو باپ کے بعد تخت نشین ہوگا، میں نے تیری اصلاح کے لیے تیری

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: الفصل الثالث في الزكاة وفضلها، ص ۱۷، النشر: عالم الكتب- بيروت (۲) مشكاة المصابيح: كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الاوّل، ج ۱ ص ۵۹۵ الناشر: المكتب الإسلامي- بيروت

پٹائی کی تھی تا کہ بعد میں تو کسی پر ظلم نہ کر سکے اور تجھے معلوم ہو جائے کہ بغیر جرم کے سزا پر کتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے، اس بات سے متاثر ہو کر اس نے اپنے استاد کے لیے انعام دینے کا حکم دیا اور عزت کے ساتھ انہیں رخصت کر دیا۔ (۱)

مظلوم کی بددعاء کے سبب ایک عضو کو چار مرتبہ کاٹا گیا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: ایک شخص کو دیکھا گیا جس کا دایاں ہاتھ کندھے سے کٹا ہوا تھا اور وہ لوگوں کو پکار رہا تھا، لوگو ظلم نہ کرنا مجھے دیکھو میں تمہارے لیے عبرت ہوں، ایک شخص اس کے قریب گیا اس سے پوچھا کیا واقعہ ہے اس نے کہا میں نے ایک دن ایک شکاری کے پاس مچھلی دیکھی تو میں نے اس سے کہا مجھے دے دو، اس نے کہا نہیں، میں تو بیچوں گا غریب آدمی ہوں تجھے کیوں دے دوں۔ میں نے اس کو مار کر زبردستی مچھلی اس سے چھین لی۔ میں لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں ہی مجھے اسکا کانٹا انگوٹھے میں لگ گیا، گھر آ کر میں نے مچھلی پھینک دی اس کا مجھے اتنا درد اٹھا کہ رات بھر میں سو نہیں سکا، شدت درد کی وجہ سے ہاتھ سوج گیا، صبح کو میں حکیم صاحب کے پاس گیا اس نے کہا اس انگوٹھے کو کاٹنا پڑے گا، چناں چہ انگوٹھا کاٹ دیا گیا لیکن پھر بھی درد میں کوئی کمی نہیں آئی اور راتوں کی نیند اڑ گئی، درد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا، پھر طبیب سے مشورہ کیا تو اس نے کلائی تک ہاتھ کاٹ دیا کیوں کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ پھر بھی درد میں کمی نہیں آئی تو تیسری مرتبہ کہنی سے ہاتھ کاٹ دیا گیا تو درد کندھے تک پھیل چکا تھا۔ پھر اس حکیم نے کہا اگر یہ ہاتھ سالم نہ کاٹا گیا تو زہر سارے جسم میں پھیل جائے گا، چناں چہ ہاتھ کندھے تک کاٹ دیا گیا یعنی پہلے انگوٹھا کاٹا پھر کلائی تک ہاتھ پھر کہنیوں تک اور آخر کندھے سے بازو الگ کر دیا گیا لیکن درد میں اب تک کوئی افاقہ نہیں ہوا، پھر کچھ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ درد کیوں ہے تو میں نے مچھلی والا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا جب پہلی مرتبہ تجھے درد ہوا تھا تو اس وقت تو نے اس سے جا کر معافی کیوں نہ مانگ لی، اب بھی وقت ہے جا کر معافی

(۱) الکبائر: الکبیرة السادسة والعشرون، الظلم، ج۱ ص ۱۰۸ الناشر: دار الندوة الجدیدة

مانگ لے۔ ورنہ پورا جسم گل کر ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے پورے شہر میں اس مچھلی والے کو تلاش کیا، جا کر اسکے قدموں میں گر گیا رو کر کہا خدا کے لیے مجھے معاف کر دے۔ اس نے کہا تو کون ہے کہنے لگا میں نے تجھ سے مچھلی چھینی تھی آج تیری بددعا کا اثر ہے میرا یہ حال ہو گیا، میں نے ہاتھ دکھایا تو اس نے کہا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ تب کہیں جا کر ٹھیک ہوا، اس نے کہا تو نے کیا بددعاء کی تھی میرے حق میں، مچھلی والے نے کہا میں نے صرف اتنا کہا تھا یا اللہ میں کمزور ہوں یہ طاقتور ہے تو اپنی قدرت دکھلا، تو عرش والے نے اپنی قدرت دکھلا دی، یہ برا انجام ہے ظلم کرنے کا۔ (۱)

حدیثِ نبوی کا استہزاء اور اس کی سزا

ابو یحی زکریا بن یحیٰی ساجی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہم بصرہ کی گلیوں میں بعض محدثین کے گھر کی طرف جا رہے تھے میں تیزی سے چلنے لگا، لوگوں کے ساتھ ایک آدمی تھا، جس کے دین میں کچھ فتور تھا، اس نے استہزاء کرتے ہوئے کہا اپنے پاؤں فرشتوں کے پروں سے الگ رکھوان کو توڑ مت دینا، یہ کہتے ہی وہ آگے نہ بڑھ سکا اس کے پاؤں وہیں خشک ہو گئے اور ایک قدم بھی آگے نہ رکھ سکا وہیں گر پڑا۔ حافظ عبد الحافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس واقعہ کی سند قوی ہے کیوں کہ سب کے سب راوی مشہور ائمہ میں سے ہیں:

أخبرنا أبو الحسن بن علي بن محمد بن طلحة حدثنا سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني قال سمعت أبا يحيى زكريا بن يحيى الساجي رحمهما الله قال كنا نمشي في أزقة البصرة إلى باب بعض المحدثين فأسرعت المشي وكان مع رجل منهم ماجن في دينه فقال ارفعوا أرجلكم عن أجنحة الملائكة لا تكسروها كالمستهزء فما زال في موضعه حتى جفت رجلاه وسقط وقال الحافظ عبد الحافظ إسناد هذه الحكاية كالوجد أو كرأى العين لأن رواتها أعلام أئمة. (۲)

(۱) الكبائر، الكبيرة السادسة والعشرون، الظلم، ج۱ ص۱۱۴، الناشر: دار الندوة الجديدة۔

(۲) بستان العارفين: ج ۱ ص ۵۰ الناشر: دار الريان للتراث

حدیثِ رسول کے استہزاء کے سبب جسم کے اعضاء بیکار ہو گئے

امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حدیث پڑھنے والوں میں ایک غلط قسم کا آدمی تھا، اس نے جب یہ حدیث سنی کہ فرشتے طالبین علم کے قدموں تلے اظہار خوشنودی کے طور پر اپنے پر بچھا دیتے ہیں تو اس نے اپنی ایڑیوں کے نیچے کیلیں لگوالیں اور کہنے لگا میں چاہتا ہوں ان سے فرشتوں کے پر کچل دوں۔ چناں چہ محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں شل ہو گئے اور جسم کے سارے اعضاء بیکار ہو گئے۔

اندازہ کیجیے اللہ تعالیٰ کے ہاں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کس قدر زیادہ ہے کہ استہزاء کرنے والے شخص کو ایسی سزا دی کہ سارے جہان کے لیے اسے عبرت کا نشان بنا دیا، اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث رسول کا احترام اور اس کے مقتضی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے:

سمعت أبا داود السجستاني يقول: كان في أصحاب الحديث رجل خليع إلى أن سمع بحديث النبي صلى الله عليه وسلم أن الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يصنع فجعل في عقبيه مسامير حديد وقال أريد أن أطأ أجنحة الملائكة، وقال محمد بن إسماعيل شلت رجلاه ويداه وسائر أعضائه.(1)

حدیثِ نبوی کے استہزاء کے سبب ہاتھ دبر میں گھس گیا

بعض بدعتیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے نہ ڈالے کیوں کہ اس کو نہیں معلوم کہ ہاتھ رات کو کہاں رہا ہے۔ تو ایک بدعتی نے حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا مجھے معلوم ہے

(1) بستان العارفين: ج ۱ ص ۵۰ الناشر: دار الريان للتراث

کہ میرا ہاتھ رات کو بستر میں کہاں رہا ہے، جب یہ شخص صبح کو اٹھا تو ہاتھ کلائی تک دبر (قضائے حاجت کے مقام) میں گھسا ہوا تھا۔

امام تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ احادیث کی تحقیر سے بچے، اور جہاں سمجھ نہ آئے خاموش رہے:

ان بعض المبتدعة حين سمع قول النبي صلى الله عليه وسلم إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها فإنه لا يدري أين باتت يده قال ذلك المبتدع على سبيل التهكم أنا أدري أين باتت يدي في الفراش فأصبح وقد أدخل يده في دبره إلى ذراعه قال التيمي فليتق المرء الاستخفاف بالسنن ومواضع التوقيف.(۱)

فرمانِ نبوی کو آزمانے پر ایک محدث کا چہرہ گدھے کی صورت میں تبدیل ہوگیا

دمشق میں ایک بہت بڑے محدث تھے، ان کے پاس ہزاروں طلبہ پڑھنے آتے تھے مگر ان کا چہرہ ہمیشہ ڈھکا ہوا ہوتا تھا، ایک شاگرد کہتا ہے کہ کئی سال ان کے پاس پڑھنے کے بعد ایک دن میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے مجھے اپنا چہرہ دکھایا، میں نے دیکھا کہ ان کا سر اور چہرہ بالکل گدھے جیسا تھا۔

استاد نے فرمایا اے بیٹے احادیث نبوی کی تحقیر نہ کرنا کیوں کہ مجھے ایک بار اس حدیث میں شک گزرا کہ تم میں سے کوئی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے میں امام سے پہل نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی مانند کردیں گے۔ میں نے اس بات کے وقوع میں شک کیا اور (بطور تجربہ) امام سے سبقت کی۔ پس (اس عمل کی پاداش میں) میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو:

حُكِيَ عَنْ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ أَنَّهُ رَحَلَ إِلَى دِمَشْقَ لِأَخْذِ الْحَدِيثِ عَنْ شَيْخٍ

(۱) بستان العارفين: ج۱ ص۵۰ الناشر: دار الريان للتراث

مَشْهُورٍ بِهَا، فَقَرَأَ عَلَيْهِ جُمْلَةً، لٰكِنَّهُ كَانَ يَجْعَلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابًا وَلَمْ يَرَ وَجْهَهُ، فَلَمَّا طَالَتْ مُلَازَمَتُهُ لَهُ رَأَى حِرْصَهُ عَلَى الْحَدِيثِ كَشَفَ لَهُ السِّتْرَ، فَرَأَى وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ فَقَالَ لَهُ :احْذَرْ يَا بُنَيَّ أَنْ تَسْبِقَ الْإِمَامَ، فَإِنِّي لَمَّا مَرَّ بِي فِي الْحَدِيثِ اسْتَبْعَدْتُ وُقُوعَهُ فَسَبَقْتُ الْإِمَامَ فَصَارَ وَجْهِي كَمَا تَرَى.(۱)

مسواک کا مذاق اڑانے والے کا عبرت ناک انجام

بصرہ کے ایک گاؤں کا باشندہ ابوسَلامہ تھا، یہ نہایت بے حیاء شخص تھا، احادیث رسول کا استہزاء کیا کرتا تھا، ایک دن اس کے سامنے مسواک اور اس کی فضیلتوں کا ذکر ہوا، اس نے کہا اللہ کی قسم کہ میں اپنے مقعد یعنی پاخانہ کی جگہ مسواک کرونگا، چناں چہ مسواک کو اس جگہ رکھ کر تھوڑی دیر کے بعد نکال لیا، اس بے جا حرکت پر نو مہینے گزرے اس دوران اس کے پیٹ میں اور پاخانہ کی جگہ برابر تکلیف رہتی تھی، نویں مہینہ اس کے پیٹ سے ایک جانور نکلا جو چوہے سے مشابہ تھا۔

اس کی صورت یہ تھی چار پاؤں تھے، سر مچھلی کی مانند تھا، چار دانت باہر نکلے ہوئے تھے، اور ایک بالشت لمبی دم تھی، پچھلا حصہ خرگوش کی طرح تھا، نکلنے کے بعد وہ جانور تین بار بہت زور سے سے چیخا، اس ہولناک جانور کو ابوسلامہ کی لڑکی نے دیکھا تو ایک پتھر سے اس کے سر کو کچل کر مار ڈالا، ابوسلامہ اس کو جننے کے بعد دو دن زندہ رہا اور تیسرے دن مر گیا اور یہ کہتے ہوئے مرا کہ مجھے اس جانور نے قتل کر دیا، اور میری آنتوں کو اس نے کاٹ دیا۔

اس حیرت انگیز جانور کو اس اطراف کے بہت سے لوگوں نے دیکھا کتنوں نے اس جانور کو زندہ دیکھا اور بہت سے لوگوں نے مرنے کے بعد دیکھا:

قال ابن خلّكان بلغنا من جماعة يوثق بهم وصلوا إلى دمشق من أهل بصرى

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب الصلاة، باب ما على الماموم من المتابعة وحكم المسبوق، الفصل الاوّل،ج۳ص۸۷۹، الناشر: دار الفكر / تحفة الأحوذي:ج۳ص۱۵۲ الناشر: دار الكتب العلمية

أن عندهم قرية يقال لها دير أبي سلامة كان بها رجل من العربان فيه استهزاء زائد وجهل فجرى يوما ذكر السّواك وما فيه من الفضيلة، فقال والله ما أستاك إلّا من المخرج، فأخذ سواكا وتركه في دبره، فآلمه تلك الليلة، ثم مضى عليه تسعة أشهر وهو يشكو من ألم البطن والمخرج، ثم أصابه مثل طلق الحامل ووضع حيوانا على هيئة الجرذون، ورأسه مثل رأس السمكة، وله أربع أنياب بارزة وذنب طويل مثل شبر وأربع أصابع، وله دبر مثل دبر الأرنب، ولما وضعه صاح ذلك الحيوان ثلاث صيحات، فقامت ابنة ذلك الرجل فشجّت رأسه فمات، وعاش ذلك الرجل بعده يومين ومات، وهو يقول هذا الحيوان قتلني وقطّع أمعائي، وشاهد ذلك الحيوان جماعة من تلك النّاحية.(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر تین بڑے مَصائب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام میں مجھ پر تین ایسی بڑی مصیبتیں آئی ہیں کہ ویسی کبھی بھی مجھ پر نہیں آئیں، ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ کیوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ساتھ رہنے والا معمولی سا ساتھی تھا، دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ، تیسرے توشہ دان کا حادثہ، لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! توشہ دان کے حادثے کا کیا مطلب؟ فرمایا ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے کہا توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے آؤ، میں نے کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے

(۱) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وستين وستمائة، ج۷ ص ۵۵۱ الناشر: دار ابن كثير دمشق

لیے دعا فرمائی، پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ، میں دس آدمیوں کو بلالایا، انہوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں، پھر اسی طرح دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے، یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھالیا اور توشہ دان میں پھر بھی کھجوریں بچ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جب تم اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکالنا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر نکالنا اور اسے الٹانا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں اس میں سے نکال کر کھاتا رہا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میرا سامان بھی لٹ گیا، اور وہ توشہ دان بھی لٹ گیا، کیا میں آپ لوگوں کو بتا نہ دوں کہ میں نے اس میں کتنی کھجوریں کھائی ہیں؟ میں نے اس میں سے دو سو (۲۰۰) وسق سے بھی زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔ (۱)

حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنی ازواج کے درمیان عدل وانصاف

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے، پھر دونوں بیویاں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں، اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، لوگ اس دن بہت مشغول تھے، اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔

حضرت یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں

(۱) دلائل النبوة للبيهقي: باب ما جاء في مزود أبي هريرة رضي الله عنه وما ظهر فيه ببركة دعاء النبي صلى الله عليه وسلم من آثار النبوة، ج۶ص۱۱۰، ۱۱۱ الناشر: دارالكتب العلمية

جب ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے ہاں سے پانی بھی نہ پیتے:

عن يحيى بن سعيد أن معاذ ابن جبل رضى الله عنه كانت له امرأتان، فإذا كان يوم إحداهما لم يتوضأ من بيت الأخرى، ثم توفيتا فى السقم الذى أصابهما بالشام والناس فى شغل، فدفنتا فى حفرة فأسهم بينهما أيتهما تقدّم فى القبر وعنده أيضًا من طريق مالك عن يحيى قال كان تحت معاذ بن جبل إمرأتان، فإذا كان عند إحداهما لم يشرب من بيت الأخرى الماء.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تین عمدہ نصائح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن ابی سائب رحمہ اللہ سے فرمایا کہ میں تمہیں تین باتوں کی نصیحت کرتی ہوں ان پر ہمیشہ عمل پیرا رہنا۔

پہلی بات...... یہ ہے کہ تم دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے بچو، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس طرح قصداً نہیں کیا کرتے تھے۔

دوسری بات...... یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ لوگوں میں بیان کیا کرو، اور زیادہ کرنا چاہو تو دو دفعہ، ورنہ زیادہ سے زیادہ تین دفعہ کیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرو ورنہ لوگ (اللہ کی) اس کتاب سے اُکتا جائیں گے۔

تیسری بات...... یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم کسی جگہ جاؤ اور وہاں والے آپس میں بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنا بیان شروع کر دو، بلکہ انہیں اپنی بات کرنے دو، اور جب وہ تمہیں موقع دیں اور کہیں تو پھر ان میں بیان کرو۔(۲)

عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی تین نصیحتیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے

(۱) حياة الصحابة: ورع معاذ وابن عباس رضى الله عنهما، ج۳ص۴۰۹ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) حياة الصحابة: ج۲ ص ۲۳۹

فرمایا: اے میرے بیٹو! میں تمہیں تین باتوں سے روکتا ہوں، انہیں اچھی طرح یاد رکھنا۔

۱......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث معتبر اور قابل اعتماد آدمی ہی سے لینا کسی اور سے نہ لینا۔

۲......قرضہ کی عادت نہ بنالینا چاہے معمولی لباس پہن کر گزارہ کرنا پڑے۔

۳......اشعار لکھنے میں نہ لگ جانا ورنہ ان میں تمہارے دل ایسے مشغول ہوجائیں گے کہ قرآن سے رہ جاؤ گے۔(۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی جامع نصیحت

رَجُلٌ لِسُفْيَانَ أَوْصِنِي قَالَ اعْمَلْ لِلدُّنْيَا بِقَدْرِ بَقَائِكَ فِيهَا وَلِلْآخِرَةِ بِقَدْرِ بَقَائِكَ فِيهَا۔(۲)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمادیں، سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اسے یہ نصیحت فرمائی کہ تو دنیا کے لیے اتنی کوشش ومحنت کر کہ جتنا تو نے دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لیے اتنی مشقت وکوشش کر جتنا تو نے آخرت میں رہنا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول نہایت قیمتی اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ان کے اس مبارک قول کا حاصل یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے مقابلے میں آخرت کی زندگی طویل تر ولامتناہی ہے، لہٰذا دنیوی زندگی کو خوشحال بنانے کے لیے جتنی محنت کی جاتی ہے آخرت کی زندگی کو خوشحال بنانے کے لیے اس سے کئی درجے زیادہ محنت اور مشقت کرنی چاہیے۔

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کا زریں قول

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں کسی ایسے انسان کو نہیں جانتا جو کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو (یعنی ہر انسان کسی نہ کسی آزمائش وامتحان میں مبتلا ہے) جس آدمی کو اللہ تعالیٰ

(۱) حياة الصحابة: ج۲ص۲۳۱

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان الثوري، ج۷ ص۵٦ الناشر: دار الكتاب العربي

نے رزقِ فراخ عطا کیا ہے (وہ اس طرح آزمائش میں مبتلا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسے آزماتے ہیں کہ وہ شکر ادا کرتا ہے یا نہیں۔ اور جس انسان کا رزق اللہ تعالیٰ نے تنگ کر دیا ہے (وہ اس طرح امتحان میں مبتلا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسے آزماتے ہیں کہ آیا وہ صبر کرتا ہے یا نہیں:

قَالَ قَالَ لِي بِشْرُ بْنُ الْحَارِثِ صَاحِبُ رُبْعٍ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَارِءٍ بِخَيْلٍ أَوْ قَالَ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا مُبْتَلَى رَجُلٌ بَسَطَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ فِي رِزْقِهِ فَيَنْظُرُ كَيْفَ شُكْرُهُ وَرَجُلٌ قَبَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ رِزْقَهُ فَيَنْظُرُ كَيْفَ صَبْرُهُ.(۱)

بشر حافی رحمہ اللہ کے اس قیمتی قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے بندے کا امتحان لیتے ہیں، پس رزق کے بارے میں صبر و شکر کا امتحان ہے۔

کیوں کہ دنیا میں انسان دو قسم کے ہیں، اوّل وہ جو دولت مند و غنی ہیں ان کا امتحان شکر میں ہے، اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ وہ شکر کرتے ہیں یا نہیں۔

دوم وہ جو مفلس و غریب ہیں ان کا امتحان اس میں ہے کہ وہ صبر کرتے ہیں یا نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی لوگوں کو نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنی اندرونی کیفیت اور اپنے پوشیدہ معاملات و اعمال کی اصلاح کر لو اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری معاملات و اعمال کی اصلاح فرما دیں گے، اور تم اپنی آخرت کو سنوارنے کے لیے عمل اور کوشش کرو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی امور کی کفایت فرمائیں گے:

خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِالشَّامِ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ طِينٍ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ تَكَلَّمَ بِثَلَاثِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَصْلِحُوا سَرَائِرَكُمْ تَصْلُحْ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: بشر بن الحارث الحافي، ج۸ص ۳۵۰ الناشر: دار الكتاب العربي

عَلَانِيَتَكُمْ، وَاعْمَلُوا لِآخِرَتِكُمْ تُكْفَوْا دُنْيَاكُمْ.(۱)

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو تین نصیحتیں

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سَام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! تو قبر میں ہرگز داخل نہ ہو اس حال میں کہ تیرے دل میں ذرّہ کے برابر بھی شرک ہو کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشرک ہو کر پیش ہوگا تو اس کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا:

بَلَغَنِي أَنَّ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِابْنِهِ سَامٍ يَا بُنَيَّ، لَا تَدْخُلَنَّ الْقَبْرَ وَفِي قَلْبِكَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الشِّرْكِ بِاللّٰهِ؛ فَإِنَّهُ مَنْ يَأْتِ اللّٰهَ مُشْرِكًا فَلَا حُجَّةَ لَهُ.

اور اے میرے پیارے بیٹے! تو قبر میں ہرگز داخل نہ ہو، اس حال میں کہ تیرے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبر ہو کیوں کہ کبریائی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے (یعنی اس کی خاص صفت ہے) پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس کی چادر کے معاملہ جھگڑا کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضب ناک ہو جاتے ہیں:

وَيَا بُنَيَّ، لَا تَدْخُلَنَّ الْقَبْرَ وَفِي قَلْبِكَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْكِبْرِ؛ فَإِنَّ الْكِبْرِيَاءَ رِدَاءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَمَنْ يُنَازِعِ اللّٰهَ رِدَاءَهُ يَغْضَبْ عَلَيْهِ.

اور اے میرے پیارے بیٹے! قبر میں تو ہرگز ایسی حالت میں داخل نہ ہو کہ تیرے دل میں ذرّہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف گمراہ آدمی ہی مایوس ہوتا ہے:

وَيَا بُنَيَّ، لَا تَدْخُلَنَّ الْقَبْرَ وَفِي قَلْبِكَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْقَنَطِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِلَّا ضَالٌّ.(۲)

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ص۲۶۵ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) كتاب الزهد لأحمد بن حنبل: قصه نوح، ص ۴۶ الناشر: دارالكتب العلمية

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ کا چار ہزار زریں اقوال سے چار کا انتخاب

شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے چار ہزار احادیث (یہاں حدیث سے متعارف اور اصطلاحی معنی مراد نہیں ہیں) میں سے چار سو احادیث منتخب کیں، پھر اُن چار سو احادیث میں سے چالیس احادیث منتخب کیں، پھر اُن چالیس میں سے چار احادیث کا انتخاب کیا۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ منتخب چار احادیث یہ ہیں جو اصول اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہیں اور اصلاحِ مخلوق، تربیتِ قلوب اور دعوت الی اللہ کے لیے مدار ہیں۔

یعنی پہلی بات یہ ہے کہ تو اپنے دل کو عورت کے ساتھ نہ باندھ، یعنی اس کے ساتھ شدید اور حد سے زیادہ دِلی وابستگی پیدا نہ کر، کیوں کہ معشوقہ عورت اگر آج تیری ہے تو ممکن ہے کل کسی اور کی ہو جائے، اور اگر تو ہر بات میں عورت کی اطاعت کرے گا تو وہ تجھے جہنم میں داخل کر دے گی:

أَرْبَعَةُ أَحَادِيثَ أَوَّلُهَا لَا تَعْقِدْ قَلْبَكَ مَعَ الْمَرْأَةِ فَإِنَّهَا الْيَوْمَ لَكَ وَغَدًا لِغَيْرِكَ، فَإِنْ أَطَعْتَهَا أَدْخَلَتْكَ النَّارَ.

دوسری بات یہ ہے کہ تو اپنے دل کو مال کے ساتھ نہ باندھ یعنی مال کے ساتھ قوی تعلق پیدا نہ کر، کیوں کہ مال عاریہ یعنی ایک مانگی ہوئی چیز ہے، آج اگر تیرے پاس ہے تو کل وہ مال کسی اور کے پاس ہوگا اور ایسی چیز کے حصول کے لیے اپنے آپ کو نہ تھکا جو کسی غیر کے لیے ہو کیوں کہ اس صورت میں خوشی و مسرت غیر کے لیے ہوگی اور بوجھ و تھکاوٹ تیرے حصے میں آئے گی، جب مال کے ساتھ تیری قلبی وابستگی پیدا ہو جائے گی تو وہ مال تجھے حقوق اللہ کی ادائیگی سے روک دے گا، نیز تیرے اندر بھوک کا خوف داخل ہو جائے گا اور تو شیطان کی اطاعت کرنے لگے گا:

وَالثَّانِي لَا تَعْقِدْ قَلْبَكَ مَعَ الْمَالِ، فَإِنَّ الْمَالَ عَارِيَةٌ، الْيَوْمَ لَكَ وَغَدًا لِغَيْرِكَ فَلَا

تُتْعِبُ نَفْسَكَ بِمَا لِغَيْرِكَ، فَإِنَّ الْمَهْنَأَ لِغَيْرِكَ وَالْوِزْرَ عَلَيْكَ وَإِنَّكَ إِذَا عَقَدْتَ قَلْبَكَ بِالْمَالِ مَنَعْتَهُ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَدَخَلَ فِيكَ خَشْيَةُ الْفَقْرِ وَأَطَعْتَ الشَّيْطَانَ.

تیسری بات یہ ہے کہ جو چیز مشتبہ ہونے کی وجہ سے تیرے دل میں کھٹکے اس کو ترک کردے کیوں کہ مؤمن کا دل بمنزلہ گواہ ہے کہ وہ مشتبہ چیز کے استعمال کے وقت پریشان اور مضطرب ہوتا ہے اور حرام کام سے بھاگتا ہے اور حلال کام سے اسے سکون ملتا ہے:

وَالثَّالِثُ اتْرُكْ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ فَإِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بِمَنْزِلَةِ الشَّاهِدِ، يَضْطَرِبُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ وَيَهْرَبُ مِنَ الْحَرَامِ وَيَسْكُنُ عِنْدَ الْحَلَالِ.

چوتھی بات یہ ہے کہ اس وقت تک کوئی کام نہ کر جب تک تو اس کام کا اچھی طرح ماہر نہ ہو جائے اور اس کی مکمل تیاری نہ کرلے:

وَالرَّابِعُ :لَا تَعْمَلْ شَيْئًا حَتّٰى تَحْكُمَ الْإِجَابَةَ.(۱)

عیسیٰ علیہ السلام کی آواز کو صور اسرافیل سمجھنے پر دہشت سے بال سفید ہوگئے

حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اے روح اللہ وکلمۃ اللہ! حضرت سام بن نوح یہیں قریب میں دفن ہیں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ سام کو ہمارے سامنے زندہ کردے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کرکے آواز دی مگر کوئی نظر نہ آیا، دوبارہ آواز دی مگر کوئی اس قطعہ ارضی سے نہ نکلا۔

لوگوں نے کہا: وہ یہاں سے قریب ہی مدفون ہیں، آپ اس جگہ گئے اور آواز دی تو حضرت سام سفید بالوں کے ساتھ قبر سے باہر آگئے:

قَالُوا يَا رُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ، نُبِّئْنَا أَنَّهُ مَاتَ وَهُوَ شَابٌّ فَمَا هٰذَا الْبَيَاضُ؟ فَقَالَ لَهُ

(۱) تنبيه الغافلين: باب الحرص وطول الامل، ص۲۲۴ الناشر: دار ابن كثير دمشق

عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا هَذَا الْبَيَاضُ؟ قَالَ ظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنَ الصَّيْحَةِ فَفَزِعْتُ.(۱)

لوگوں نے کہا کہ اے روح اللہ وکلمۃ اللہ! ہماری معلومات کے مطابق حضرت سام کی وفات جوانی میں ہوئی ہے، سفید بال تو ان کے نہیں تھے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بالوں کے سفید ہونے کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا: دراصل میں نے آپ کی ندا کو صور اسرافیل سمجھا تھا تو دہشت سے میرے بال سفید ہو گئے۔

لوطی کی سزا سے متعلق حضرات صحابہ کرام اور اہل علم کے اقوال

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لواطت کرنے والی امت کا راستہ ایسا ہلاکت خیز راستہ ہے جو اپنے چلنے والے کو ایسے عذاب شدہ لوگوں کے درجہ تک پہنچاتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے عذاب کی ایسی مختلف شکلیں جمع کیں جو ان سے پہلے نہ کسی پر جمع کی گئی تھیں اور نہ ان کے بعد کسی کو ایسا عذاب دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں اور نشانات کو عبرت اور موعظت بنا دیا۔

ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ عرب کے ایک حصہ میں کچھ مرد ہیں جو آپس میں ایسے نکاح کرتے ہیں جیسے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، ان کی سزا کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کے لیے صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور انہوں نے بھی ان کے بارے میں سخت بات کی اور فرمایا یہ عمل آج سے پہلے صرف ایک امت نے کیا ہے، پس اللہ کا معاملہ جو ان کے ساتھ ہوا وہ بھی دیکھ چکے ہو، میری رائے یہ ہے کہ انہیں جلا دیا جائے، لہٰذا اس رائے پر عمل کرتے ہوئے انہیں آگ میں جلا دیا گیا:

وكتب خالد بن الوليد إلى أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه وجد في بعض ضواحي العرب رجلا ينكح كما تنكح المرأة فجمع أبو بكر رضي الله عنه لذلك ناسا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيهم علي بن أبي

(۱) من عاش بعد الموت: ص۵۳ الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية

طالب رضی اللہ عنہ فاستشارهم فكان على رضى الله عنه أشدهم قولا فيه فقال إن هذا لم يعمل به أمة من الأمم إلا أمة واحدة فصنع الله بهم ما قد علمتم أرى أن تحرقوه بالنار فأحرقوه بالنار.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اسے پتھروں سے سنگسار کیا جائے محصن ہو یا غیر محصن۔ امام مالک، امام اسحاق اور امام احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے:

وقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه وجماعة من الصحابة والتابعين يرجم بالحجارة حتى يموت أحصن أو لم يحصن ووافقه على ذلك الإمام أحمد وإسحاق ومالك.

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں رجم کیا جائے گا محصن ہو یا نہ ہو:

وقال الزهرى يرجم أحصن أو لم يحصن.

جابر بن زید رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: دبر کی حرمت فرج سے بڑھ کر ہے محصن ہو یا غیر محصن اسے رجم کیا جائے گا:

وقال جابر بن زيد فى رجل غشى رجلا فى دبره قال الدبر أعظم حرمة من الفرج يرجم أحصن أولم يحصن.

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لواطت کرنے والا محصن ہو یا غیر محصن اسے قتل کیا جائے گا۔

وقال الشعبى يقتل أحصن أو لم يحصن.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لوطی کی حد کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: شہر کی سب سے اونچی عمارت سے اسے اوندھا گرا کر اوپر سے پتھر مارے جائیں:

وسئل ابن عباس عن اللوطى ما حده قال ينظر أعلى بناء فى المدينة فيرمى منه منكسا ثم يتبع بالحجارة.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوطی کو رجم کیا اور اس کو جلانے کا فتویٰ دیا، گویا کہ انہوں

نے ان دونوں کاموں کو جائز قرار دیا:

ورجم علي لوطيا وافتي بتحريقه وكأنه رأى جواز هذا وهذا.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کسی کو دو مرتبہ سنگسار کرنا ممکن ہوتا تو لوطی کو دو مرتبہ سنگسار کیا جانا چاہیے تھا:

وقال إبراهيم النخعي لو كان أحد ينبغي له أن يرجم مرتين لكان ينبغي للوطي أن يرجم مرتين.

ایک جماعت علماء یہ بھی کہتی ہے کہ اگر محصن ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر محصن نہ ہو تو کوڑے مارے جائیں گے، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، امام احمد بن حنبل، سعید بن مسیّب اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ کا قول بھی ایک روایت کے مطابق یہی ہے:

وذهبت طائفة إلى أنه يرجم إن احصن ويجلد إن لم يحصن وهذا قول الشافعي وأحمد في رواية عنه وسعيد بن المسيب في رواية عنه وعطاء بن أبي رباح.

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پاس سات آدمی لائے گئے جنہیں لواطت کے جرم میں پکڑا گیا تھا، ان میں سے چار محصن اور تین غیر محصن تھے، چار کے بارے میں یہ حکم دیا کہ انہیں مسجد حرام سے نکال کر پتھروں سے سنگسار کر دیا جائے اور باقی تین کے بارے میں فرمایا کہ انہیں کوڑے مارے جائیں:

قال عطاء شهدت ابن الزبير أتى بسبعة أخذوا في اللواط أربعة منهم قد أحصنوا وثلاثة لم يحصنوا فأمر بالأربعة فأخرجوا من المسجد الحرام فرجموا بالحجارة وأمر بالثلاثة فضربوا الحد.[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے کو زندہ کرنے کا پہلا واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردے کو زندہ کرنے کا پہلا واقعہ اس طرح ہوا کہ

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج۱ ص ۳۶۴، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

آپ علیہ السلام ایک دن کہیں سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی ہے۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا: اے خدا کی بندی! کیوں رو رہی ہے؟

اس نے کہا: میری ایک بیٹی تھی اس کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں اس کا انتقال ہوا ہے یہ اس کی قبر ہے، میں نے قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک میں یہیں پڑی رہوں گی جب تک میں بھی اس سے جا نہ ملوں، یا اللہ اسے زندہ کر دے تا کہ میں اسے ایک بار دیکھ لوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اسے زندہ حالت میں ایک بار دیکھ کر صبر کر لو گی اور گھر واپس چلی جاؤ گی؟

اس نے کہا: جی ہاں!

آپ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر آواز دی:

اس پر قبر میں ارتعاش پیدا ہوا، دوبارہ ندا دی تو قبر کھل گئی لیکن اس سے باہر کوئی نہ نکلا۔ تیسری بار آواز دی تو ایک عورت سر سے مٹی جھاڑتی ہوئی قبر سے نکلی:

فَقَالَ لَهَا عِيسَى مَا بَطَّأَ بِكِ عَنِّي؟ فَقَالَتْ لَمَّا جَاءَتْنِي الصَّيْحَةُ الْأُولَى بَعَثَ اللّٰهُ لِي مَلَكًا فَرَكَّبَ خَلْقِي، ثُمَّ جَاءَتْنِي الصَّيْحَةُ الثَّانِيَةُ، فَرَجَعَ إِلَيَّ رُوحِي، ثُمَّ جَاءَتْنِي الصَّيْحَةُ الثَّالِثَةُ، فَخِفْتُ أَنَّهَا صَيْحَةُ الْقِيَامَةِ، فَشَابَ رَأْسِي وَحَاجِبَايَ وَأَشْفَارُ عَيْنِي مِنْ مَخَافَةِ الْقِيَامَةِ.(۱)

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے قبر سے باہر آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی تو اس نے کہا پہلی ندا پر اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے میرے اعضاء جوڑ دیے، دوسری ندا پر میرے جسم میں روح لوٹا دی گئی، تیسری بار جب آواز آئی تو میں سمجھی کہ یہ قیامت کی آواز (صور اسرافیل) ہے

(۱) البداية والنهاية: قصة عيسى بن مريم، بيان شجرة طوبى ما هي، ج۲ص۴۸۲ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر

چناں چہ دہشت کے مارے میرے سر کے بال بھنویں اور پلکیں سب سفید ہوگئیں۔

اس کے بعد عورت اپنی روتی پیٹتی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ ماں! آپ نے مجھے دو مرتبہ موت کی شدت سہنے پر مجبور کیوں کیا؟ امی جان صبر کیجیے، ثواب کی نیت رکھئے مجھے دنیا کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے روح اللہ! اے کلمۃ اللہ! میرے رب سے دعا کریں کہ وہ مجھے دوبارہ آخرت میں بلالے اور موت کی سختی میرے لیے آسان کردے۔

چناں چہ آپ علیہ السلام نے دعا کی اور وہ دوبارہ لاش بن کر قبر کے اندر گر گئی آپ علیہ السلام نے اس پر قبر بنادی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی بیویوں کے بارے میں غیرت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کی آواز سنی کہ وہ ایک آدمی سے دیوار کے پیچھے سے بات چیت کر رہی تھی، ان دونوں کے درمیان رشتہ داری تھی جسے ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں جانتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے لیے کھجور کی خشک ٹہنیاں اکٹھی کیں اور انہیں مارا، یہاں تک کہ وہ اپنی ہلکی آواز بھی چھپانے لگیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ بیٹھے سیب کھا رہے تھے، کہ ان کا غلام آ گیا تو اہلیہ نے ایک سیب اس کو بھی دے دیا جس میں تھوڑا سا انہوں کھایا ہوا تھا، تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں سزا دی۔ ایک مرتبہ تشریف لائے تو ان کی اہلیہ چمڑہ کے خیمہ سے باہر جھانک رہی تھیں تو انہوں نے اپنی اہلیہ کو سخت سرزنش فرمائی:

أن ابن عمر رضی اللہ عنہما سمع امرأته تكلم رجلا من وراء جدار بينها وبينه قرابة لا يعلمها ابن عمر فجمع لها جرائد ثم ضربها حتى أضبت حسيسا وذكر الخرائطي عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنه أنه كان يأكل تفاحا ومعه

امرأته فدخل عليه غلام له فناولته تفاحة قد أكلت منها فأوجعها معاذ ضربا ودخل يوما على امرأته وهي تطلع في خباء أدم فضربها.(۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ربیعہ بن ناجد کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ عقل کا اتنا اونچا مقام آپ کو کیسے حاصل ہوا، انہوں نے جواب دیا کہ میں کبھی کسی پر بھروسہ کر کے بے فکر نہیں ہوا:

عَن ربيعَة ابْن ناجد قَالَ قيل لمعاوية بن أبي سُفْيَان مَا بلغ من عقلك قَالَ مَا وثقت بأحد قطّ.

ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حاجب کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ معاویہ کو اطلاع کر دو آپ کا باپ شریک اور ماں شریک بھائی دروازہ پر ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاجب سے حال معلوم کر کے فرمایا کہ میں نے تو اس کو پہچانا نہیں، پھر کہا اچھا بلالو۔ جب یہ شخص سامنے پہنچا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو میرا بھائی کس طرح ہے، تو اس نے کہا کہ میں آدم اور حوا کا بیٹا ہوں، یہ سن کر انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ اس کو ایک درہم دے دے۔ اس نے کہا کہ اپنے بھائی کو جو کہ ماں اور باپ دونوں میں شریک ہے، آپ ایک درہم دے رہے ہیں؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنے ان سب بھائیوں کو جو آدم وحوا کی اولاد ہیں دینے بیٹھوں گا تو تیرے حصہ میں یہ بھی نہیں آئے گا:

وبلغنا أَن رجلا جَاءَ إِلَى حَاجب مُعَاوِيَة فَقَالَ لَهُ قل لَهُ على الْبَاب أَخُوك لأَبِيك وأمك ثـمَّ قَالَ لَهُ مَا أعرف هَذَا ثمَّ قَالَ ائذن لَهُ فَدخل فَقَالَ لَهُ أَي الْأُخوة أَنْت فَقَالَ ابْن آدم وحواء فَقَالَ يَا غُلَام أعْطه درهما فَقَالَ تُعْطى أَخَاك لأَبِيك وأمك درهما فَقَالَ لَو أَعْطَيْت كل أَخ لي من آدم وحواء مَا بلغ إِلَيْك هَذَا.(۲)

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين:ج ۱ ص ۲۹۹، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) كتاب الأذكياء: ص ۲۸،۲۹ الناشر: مكتبة الغزالي

عیسیٰ علیہ السلام کا شیطان لعین کو جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ شیطان نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ تیرا یہ عقیدہ ہے کہ تم کو وہی پیش آتا ہے جو خدا نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک۔ اس نے کہا اچھا ذرا اس پہاڑ سے اپنے کو گرا کر دیکھ اگر خدا نے تیرے لیے سلامتی مقدر کر دی ہے تو پھر تو سلامت ہی رہے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملعون! اللہ عزوجل ہی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کا امتحان لے، بندے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ خدائے عزوجل کا امتحان لے:

عَن عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام أَن إِبْلِيس جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الست تزْعم أَنه لَا يصيبك إِلَّا مَا كتب الله لَك قَالَ بلَى قَالَ فارم بِنَفْسِك من هَذَا الْجَبَل فَإِنَّهُ إِن قدر لَك السَّلامَة تسلم فَقَالَ لَهُ يَا مَلْعُون إِن الله عز وَجل إِن يختبر عباده وَلَيْسَ للْعَبد أَن يختبر ربه عز وَجل.(١)

حضرت سام اور نزع کے وقت کی تکلیف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ آپ جن مردوں کو زندہ کرتے ہیں وہ عموماً حال ہی میں مرنے والے لوگ ہوتے ہیں اس لیے ممکن ہے یہ مرنے والے لوگ نہ ہوں بلکہ ان پر سکتہ طاری ہوا ہو اور لوگوں نے انہیں مردہ سمجھ کر دفنا دیا ہو اس لیے آپ قدیم زمانے میں مرنے والے حضرت سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کر کے دکھائیں تاکہ آپ کی صداقت ثابت ہو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ان کی قبر پر لے چلو۔

لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سام بن نوح کی قبر پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، اس کے بعد سام کو آواز دی تو حضرت سام بن نوح قبر سے نکل آئے، آپ کے سر کے بال سفید تھے۔

---

(١) كتاب الأذكياء: ص:١٨ الناشر: مكتبة الغزالي

آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ کے زمانے میں لوگوں کے بال سفید نہیں ہوا کرتے تھے آپ کے بال کیسے سفید ہو گئے؟

فَقَالَ يَا رُوحَ اللّٰهِ، إِنَّكَ دَعَوْتَنِي فَسَمِعْتُ صَوْتًا يَقُولُ أَجِبْ رُوحَ اللّٰهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ، فَمِنْ هَوْلِ ذٰلِكَ شَابَ رَأْسِي.

تو انہوں نے کہا اے روح اللہ! آپ نے مجھے پکارا تو مجھے ایک آواز یوں سنائی دی کہ روح اللہ کی آواز کا جواب دو۔ میں نے سمجھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اس کی دہشت سے میرے سر کے بال سفید ہو گئے:

فَسَأَلَهُ عَنِ النَّزْعِ فَقَالَ يَا رُوحَ اللّٰهِ إِنَّ مَرَارَةَ النَّزْعِ لَمْ تَذْهَبْ عَنْ حَنْجَرَتِي، وَقَدْ كَانَ مِنْ وَقْتِ مَوْتِهِ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافِ سَنَةٍ.

آپ علیہ السلام نے ان سے حالت نزع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے روح اللہ! نزع کی تکلیف مجھے اب تک محسوس ہو رہی ہے جب کہ حضرت سام کی وفات ہوئے چار ہزار سال سے زائد عرصہ بیت چکا تھا۔

حضرت سام نے لوگوں سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرو ان کو سچا جانو کیوں کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، اس پر کچھ لوگ تو آپ پر ایمان لائے مگر کچھ بدستور اسے جادو قرار دے کر کفر پر اڑے رہے۔ (۱)

بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت سام کو دوبارہ موت کی آغوش میں جانے کا کہا۔

انھوں نے کہا: اس شرط کے ساتھ میں دوبارہ موت قبول کروں گا کہ مجھے دوبارہ موت کی سختی (سکرات) جھیلنا نہ پڑے، آپ نے اللہ سے دعا کی جو قبول ہوئی اور موت کی سختی سہے بغیر حضرت سام دوبارہ موت کی آغوش میں چلے گئے۔ (۲)

(۱) تفسیر قرطبی: سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۹ کے تحت، ج۴ص ۹۵ الناشر: دار الکتب المصریۃ

(۲) تفسیر مظہری: سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۴۹ کے تحت، ج ۱ ص ۴۷۵ الناشر: مکتبۃ رشیدیۃ کوئٹہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں تین عقلمند انسان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا میں تین آدمی بڑے عقل مند اور قیافہ شناس ثابت ہوئے۔ اوّل عزیز مصر جس نے ان کے (حضرت یوسف علیہ السلام کے) کمالات کو اپنے قیافہ سے معلوم کر کے بیوی کو ہدایت دی ''أَكْرِمِىْ مَثْوَاهُ'' کہ وہ یوسف کی بود و باش کا اچھا انتظام کرے۔

دوسرے شعیب علیہ السلام کی وہ صاحبزادی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا کہ ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجئے اس لیے کہ بہترین ملازم وہ شخص ہے جو قوی بھی ہو اور امانت دار بھی۔ تیسرے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ عَزِيزُ مِصْرَ حِينَ قَالَ لِاِمْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْواهُ، وَالْمَرْأَةُ الَّتِي قَالَتْ لأبيها يا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ الآية، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ حِينَ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ بْنَ الخطاب.[1]

قبر سے نکلے ہوئے شخص کی حالت دیکھ کر سر کے بال سفید ہو گئے

حضرت عُروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر کر رہا تھا، ایک قبرستان سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل آیا وہ لوہے کی بیڑوں میں جکڑا ہوا تھا اور اس کے پورے جسم پر آگ شعلے مار رہی تھی، اس نے اس مسافر کو کہا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے تھوڑا سا پانی دے دو، مجھ پر تھوڑا سا پانی چھڑک دو اتنے میں ایک اور شخص اس کا پیچھا کرتا ہوا نکلا، اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اس کو ایک قطرہ پانی بھی نہ دو یہ سب دیکھ کر مسافر اپنی سواری کے جانور پر ہوش کھو بیٹھا اور سواری سے گر کر ہمیشہ کے لیے لنگڑا ہو گیا۔

دوسرے دن صبح ہوش میں آیا تو اس کے سیاہ بال سفید ہو چکے تھے یہاں تک کہ اس کا

(۱) تفسیر ابن کثیر: سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۱ کی تفسیر میں: ج۴ص ۳۲۴ الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع

سر سفید پھولوں کا درخت معلوم ہوتا تھا، اس نے مدینہ منورہ جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا تو آپ نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا:

هشام بن عروة عن أبيه قال بينما راكب يسير بين مكة والمدينة إذ مر بمقبرة فإذا رجل قد خرج من قبره يلتهب نارا مصفدا بالحديد فقال يا عبد الله انضح يا عبد الله انضح قال وخرج آخر يتلوه فقال يا عبد الله لا تنضح يا عبد الله لا تنضح قال وغشي على الراكب وعدلت به راحلته إلى الموج قال وأصبح وقد ابيض شعره حتى صار كأنه نعامة قال فأخبر عثمان بذلك فنهى أن يسافر الرجل وحده.[1]

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی بیکار پیدا نہیں کی

گلزار ابراہیم میں ایک حکیم کا قصہ لکھا ہے کہ ایک دن اس کو پاخانے میں بیٹھے بیٹھے خیال ہوا کہ یہ پاخانے کا کیڑا کس کام آتا ہے، اس میں بظاہر کوئی منفعت نہیں معلوم ہوتی ہے، اس خیال کا آنا تھا کہ چند روز میں اس کی آنکھیں اندھی ہو گئیں، بڑا گھبرایا، بہت علاج کیے مگر کچھ نفع نہ ہوا، اتفاق سے ایک دفعہ کوئی دوسرا حکیم اس بستی میں آیا جو آنکھوں کا علاج کرتا تھا۔ اس اندھے حکیم نے بھی اس سے رجوع کیا، اس نے کوئی دوا اس کی آنکھ میں لگادی جس سے بہت جلد آنکھیں کھل گئیں اور اچھی طرح نظر آنے لگا، اس نے حکیم سے پوچھا کہ اس کا جزاعظم کیا ہے؟ حکیم نے کہا (بڑا جز) گو (پاخانے) کا کیڑا ہے، اس وقت اس حکیم کو تنبہ ہوا کہ یہ غیب سے مجھ کو سزا دی گئی تھی، کیوں کہ اس کو بے کار خیال کیا تھا، حق تعالیٰ نے اس طرح مجھ کو اس کا نفع بتلایا ہے۔[2]

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کا عیادت کرنے والوں کے لیے عجیب دعا

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے (اپنے شیخ) سری سقطی رحمہ

(۱) القبور لابن أبي الدنيا: ص۹۶ الناشر: مكتبة الغرباء الاثرية

(۲) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۴۴

اللہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ طرطوس میں علتِ ذَرب (دستوں کی بیماری) میں مبتلا ہوگیا، تو قاری صاحبان میرے پاس عیادت کے لیے آئے اور ایسے بیٹھ گئے کہ جانے کا تصور ہی نہیں، مجھے ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہورہی تھی، جاتے وقت قاری صاحبان کہنے لگے کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے، میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ ہمیں عیادت کے ادب سکھا دیجیے:

قَالَ سَمِعت الْجُنَيْد يقُول سَمِعت السّرى يَقُول اعتللت بطرسوس عِلّة الذرب فَدخل على هَؤُلَاءِ الْقُرَّاء يعودونى فجلسوا فَأَطَالُوا فآذانى جلوسهم ثمَّ قَالُوا إِن رَأَيْت أَن تَدْعُو الله فمددت يَدى فَقلت اللَّهُمَّ عَلمْنَا أَدَبَ الْعِيَادَةِ.(۱)

ایک پاکدامنہ عورت پر الزام تراشی کا انجام

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) حضرت امام مالک کے حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلس افادہ تعلیم کی ابتدا فرمائی تھی، لوگ یہ نقل کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی، جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی فوراً اس کا ہاتھ فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اس کے جدا کرنے کی سب نے کوشش وتدبیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کا علاج دریافت کیا، سب کے سب اس سے عاجز ہوئے لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حد قذف (یعنی جو سزا شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لیے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے آپ کے ارشاد کے مطابق اس کو اسی ۸۰ درے لگائے گئے تو ہاتھ فرج سے فوراً جدا ہوگیا، سب کے دلوں میں امام

(۱) كتاب الأذكياء: ص ۸۴ الناشر: مكتبة الغزالي

مالک رحمہ اللہ کی امامت وریاست اسی دن سے راسخ طور سے جاگزیں ہوگئی۔ (۱)

صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کا پانچ سو دینار قبول کرنے سے اعراض کرنا

سلیمان بن عبدالملک مدینہ آیا اور مدینہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ تھے اس نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور باب المقصورہ کھولا اور محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور لوگ اس کے پاس آنے لگے۔

اچانک اس نے صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کو دیکھا وہ انہیں جانتا نہیں تھا کہنے لگا: اے عمر! یہ شخص کون ہے؟ میں نے اس جیسا منور چہرہ نہیں دیکھا، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! یہ صفوان بن سلیم ہیں۔ اس نے اپنے غلام سے کہا:

وہ تھیلی لے آ جس میں پانچ سو دینار ہیں، وہ پانچ سو دینار والی تھیلی لے آیا امیر المؤمنین نے خادم سے کہا۔

تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو یہ جو نماز پڑھ رہا ہے اس کو اچھی طرح دکھلایا اور پہچان کروایا وہ غلام تھیلی لے کر گیا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا، جب صفوان کی نظر اس پر پڑی تو نماز مختصر کر کے سلام پھیرا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا: مجھے آپ ہی کی طرف بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا:

جاؤ! پوچھ کر آؤ! اگر یقین ہو جائے تو دوبارہ چلے آنا اس غلام نے کہا: اچھا یہ تھیلی اپنے پاس رکھیں اور میں آتا ہوں انہوں نے کہا: نہیں کیوں کہ اگر میں نے رکھ لی تو گویا کہ لے لی اسے لے جاؤ اور پوچھ کر چلے آنا۔ میں یہیں بیٹھا ہوں غلام واپس آ گیا ادھر صفوان بن سلیم رحمہ اللہ نے جوتے اٹھائے اور نکل پڑے اور اس وقت تک مدینہ میں انہیں کسی نے نہ دیکھا جب تک سلیمان بن عبدالملک مدینہ سے نکل نہ گیا (یعنی جب تک خلیفہ مدینہ میں رہا اس وقت تک آپ مدینہ لوٹ کر نہیں آئے، جب وہ چلا گیا تو آپ

(۱) بستان المحدثین مترجم: ص ۱۵ میر محمد کتب خانہ

مدینہ منورہ لوٹ کر آئے)۔[۱]

ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کی ذہانت وفطانت کے تین واقعات

۱......ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کے پاس تین عورتیں آئیں انہوں نے (ان کو دیکھ کر) کہا کہ ان میں سے ایک بچے کو دودھ پلانے والی ہے اور دوسری کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا؟ انہوں نے کہا دودھ پلانے والی جب بیٹھی تو اس نے اپنے ہاتھ سے پستان کو سنبھالا اور جب کنواری بیٹھی تو اس نے کسی کی طرف التفات نہیں کیا اور بیوہ جب آئی تو وہ دائیں بائیں اپنی نگاہ پھراتی رہی:

دخل عليه ثلاث نسوة فقال أما واحدة فمرضع والأخرى بكر والأخرى ثيب فقيل له بما علمت قال أما المرضع فلما قعدت أمسكت ثديها بيدها وأما البكر فلما دخلت لم تلتفت إلى أحد وأما الثيب فلما دخلت نظرت ورمت بعينيها.[۲]

۲......امام جاحظ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایاس سفر حج میں تھے کہ ایک کتے کے بھونکنے کی آواز سن کر کہنے لگے کہ یہ کتا بندھا ہوا ہے، پھر اس کے بھونکنے کی آواز آئی تو بولے کہ اب کھول دیا گیا، جب لوگ پانی تک پہنچ گئے (جہاں آبادی تھی) تو وہاں کے لوگوں سے پوچھا تو ایاس کی بات ٹھیک نکلی، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیسے سمجھے تو انہوں نے کہا جب کتا بندھا ہوا تھا تو اس کی آواز ایک ہی جگہ سے سنائی دے رہی تھی، پھر میں نے سنا کہ وہ آواز کبھی قریب سے سنائی دیتی تھی کبھی دور سے:

قَالَ الجاحظ وَحج إِيَاس فَسمع نباح كلب فَقَالَ هَذَا كلب مشدود ثمَّ سمع نباحه فَقَالَ قد ارسل فانتهزوا إِلَى المَاء فَسَأَلُوهُمْ فَكَانَ كَمَا قَالَ فَقيل لَهُ من أَيْن علمت قَالَ كَانَ نباحه وَهُوَ موثق يسمع من مَكَان وَاحِد ثمَّ سمعته يقرب

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: صفوان بن سليم، ج۳ص۱۶۰ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: اياس بن معاوية بن قرة بن اياس، ج۱۰ص۱۳ الناشر: دارالفكر

مرّۃ وَیبعد أُخرَ.(۱)

۳......ایک شخص نے دوسرے کے پاس کچھ مال امانت رکھا، پھر جب اس سے طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا، اس نے اپنا معاملہ ایاس بن معاویہ کے سامنے پیش کیا، مدعی نے بیان کیا کہ میں نے اس کو مال دیا، قاضی ایاس نے سوال کیا کہ کس کے سامنے دیا تھا اُس نے کہا کہ میں نے ایسی جگہ دیا تھا کہ وہاں کوئی اور موجود نہ تھا، قاضی نے کہا کہ اس جگہ کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا ایک درخت ہے، قاضی نے کہا اچھا اب تم اسی جگہ جاؤ اور درخت کو دیکھو شاید اللہ تعالیٰ وہاں جانے سے ایسی بات واضح کر دیں جس سے تمہارا حق ظاہر ہو جائے، ہوسکتا ہے کہ تم نے درخت کے قریب اپنا مال دفن کیا ہو اور وہاں جا کر یاد آ جائے جب تم درخت کو دیکھو، یہ شخص چلا گیا قاضی صاحب نے مدعا علیہ کو مدعی کی واپسی تک بیٹھا رہنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گیا اور ایاس قضا کے متعلق کام کرتے رہے اور اچانک اس کی طرف دیکھنے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اے شخص کیا وہ تیرا ساتھی اس درخت تک پہنچ گیا ہوگا جس جگہ کا وہ ذکر کر رہا تھا، اس نے کہا نہیں (اس نفی سے ثابت ہو گیا کہ یہ اس جگہ سے بخوبی واقف ہے) ایاس نے کہا: مردود تو یقیناً خائن ہے، اس نے کہا خدا آپ کے ساتھ آسانی کرے آپ میرے ساتھ آسانی کر دیجیے، انہوں نے اس پر ایک نگہبان مقرر کر دیا جو اس کی حفاظت کرے (اور جانے نہ دے) یہاں تک کہ وہ شخص واپس آ گیا، اس سے ایاس نے کہا یہ تمہارے حق کا اقرار کر چکا ہے اس کو پکڑ لو۔(۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کے لیے رشتے کا انتخاب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں رات کی تاریکی میں گشت فرما رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا، آپ جب گشت کرتے کرتے تھک گئے تو ایک دیوار کے کنارے بیٹھ گئے۔ اچانک گھر سے آواز آئی

(۱) کتاب الأذکیاء، ص ۶۵ الناشر: مکتبة الغزالی

(۲) وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان ترجمة: القاضی ایاس، ج ۱ ص ۲۶۶ الناشر: دار صادر

کوئی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے بیٹی اٹھ دودھ میں پانی ملادے، بیٹی کہتی ہے اماں آپ کو امیر المؤمنین کا حکم معلوم نہیں؟ ماں بولی امیر المؤمنین نے کیا حکم دیا ہے؟ بیٹی نے کہا کہ امیر المؤمنین نے حکم دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں بولی تو پانی ملادے تجھے کونسا امیر المؤمنین اس وقت دیکھ رہا ہے؟ بیٹی بولی نہیں اماں ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں لوگوں کے سامنے تو امیر المؤمنین کی اطاعت کروں اور خلوت میں ان کی نافرمانی کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ماں بیٹی کی باتیں سن رہے تھے، غلام سے فرمایا، اسلم اس دروازے پر نشان لگادو اور اس جگہ کو یاد رکھو، صبح ہوئی تو آپ نے اسلم سے کہا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ یہ باتیں کرنے والی عورتیں کون تھیں اور آیا ان کے شوہر ہیں یا نہیں؟ حضرت اسلم فرماتے ہیں میں نے اس جگہ آکر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ دودھ میں پانی ملانے کا مشورہ دینے والی عورت ماں ہے، اور منع کرنے والی بیٹی ہے جو غیر شادی شدہ ہے، اور گھر میں مرد کوئی نہیں ہے، یہ معلومات حاصل کر کے میں نے امیر المؤمنین کو اطلاع دی، آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میں سے کسی کو شادی کی ضرورت ہو تو بتلائے میں اس کی شادی اس لڑکی سے کردیتا ہوں، اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو میں خود اس لڑکی سے نکاح کرتا، حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن دونوں نے عرض کیا کہ ہماری تو پہلے ہی بیویاں موجود ہیں مزید کی ضرورت نہیں، حضرت عاصم بولے اباجان میری شادی نہیں ہوئی اس لیے اس سے میری شادی کردیں، چناں چہ آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کی شادی اس لڑکی سے کردی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی اس بیٹی سے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے وہ لڑکی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نانی ہوئی، حضرت عاصم نانا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑنانا ہوئے۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور غیر مسلموں کے ساتھ رَواداری

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مکان پر تشریف لے گئے دیکھا تو ایک بوڑھا

(۱) صفة الصفوة: المجهولات الأسماء، امرأة كانت في زمن عمر بن الخطاب، ج۱ ص ۴۰۹، رقم الترجمة: ۲۰۲،

نابینا بھیک مانگ رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہنے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں یہودی ہوں، آپ نے دریافت کیا کہ کس چیز نے تجھ کو بھیک مانگنے پر مجبور کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اداء جزیہ، معاشی ضرورت اور بڑھاپے نے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر لے جا کر جو موجود تھا اس کو دیا، پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو، خدا کی قسم ہم ہرگز انصاف پسند نہیں ہوسکتے ان ذمیوں کی جوانی کی محنت (جزیہ) تو کھائیں اور ان کی پیری (یعنی بڑھاپے کے وقت) کے وقت ان کو بھیک کی ذلت کے لیے چھوڑ دیں، قرآن عزیز میں ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ.

میرے نزدیک یہاں فقراء سے مسلمان مفلس مراد ہیں اور مساکین سے اہل کتاب کے غرباء وفقراء۔ (یاد رہے کہ غیر مسلموں کو زکوۃ دینا جائز نہیں البتہ دیگر صدقات نافلہ انہیں دیئے جاسکتے ہیں) اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ایسے لوگوں سے جزیہ بھی معاف کردیا اور ان کا وظیفہ بھی بیت المال سے مقرر کردیا:

مرّ عمر بن الخطاب بباب قوم وعليه سائل يسأل، شيخ ضرير البصر، فضرب عضده من خلفه وقال من اى أهل الكتاب أنت؟ فقال يهودى قال فما ألجأك إلى ما أرى؟ قال اسأل الجزية، والحاجة والسن قال فأخذ عمر بيده، وذهب به إلى منزله فرضخ له بشيء من المنزل، ثم أرسل إلى خازن بيت المال فقال انظر هذا وضرباءه، فو الله ما انصفناه ان أكلنا شبيبته، ثم نخذله عند الهرم إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ، والفقراء هم المسلمون، وهذا من المساكين من أهل الكتاب ووضع عنه الجزية وعن ضربائه.[1]

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کا اپنی کم عمری پر ماضی کے واقعات سے استیناد

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ جب قاضی بصرہ بنائے گئے تو ان کی عمر تقریباً بیس سال تھی، ان

(۱) محاسن التاویل: سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۵ ص ۳۸۴، الناشر: دار الکتب العلمیة

کو اہلِ بصرہ نے کم درجہ خیال کیا، ان میں سے ایک نے پوچھا کہ قاضی صاحب کتنے برس کے ہیں؟ وہ سمجھ گئے کہ وہ چھوٹا سمجھ رہے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میری عمر عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اہلِ مکہ پر قاضی بنایا تھا، اور میری عمر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ یمن پر قاضی بنایا تھا، اور میری عمر کعب بن سور رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے جن کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اہلِ بصرہ پر قاضی بنایا تھا:

ولی یحیی بن أکثم القاضی البصرة وسنه عشرون أو نحوها قال فاستصغره أهل البصرة فقال له أحدهم کم سنو القاضی؟ قال فعلم أنه قد استصغره فقال له أنا أکبر من عتاب بن أسید الذی وجه به النبی صلی الله علیه وسلم قاضیا علی أهل مکة یوم الفتح، وأکبر من معاذ بن جبل الذی وجه به النبی صلی الله علیه وسلم قاضیا علی أهل الیمن، وأنا أکبر من کعب بن سور الذی وجهه عمر بن الخطاب قاضیا علی أهل البصرة.[1]

جب دس صفات پائی جائیں تو عقل تام ہو جاتی ہے

وَہب بن مُنبِّہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے! انسان کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں دس صفات نہ پیدا ہو جائیں۔ کبر یعنی نخوت و غرور سے محفوظ ہو اور نیک کاموں کی طرف پورا میلان ہو، دنیاوی سامان میں سے صرف بقدر بقاء حیات پر اکتفا کرے اور زائد کو خرچ کر دے، تواضع کو بڑائی سے اچھا سمجھے اور اپنا پہلو گرا لینے کو عزت اور سربلندی پر ترجیح دے۔ سمجھ کی باتیں حاصل کرنے سے زندگی بھر نہ تھکے اور اپنی طرف سے کسی سے اپنی حاجت کے لیے تحکم اور بد مزاجی نہ اختیار کرے، دوسرے کے تھوڑے احسان کو زیادہ سمجھے اور اپنے بڑے احسان کو کم

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطنی، ج۱۴ ص۲۰۲ رقم الترجمة: ۷۴۸۹ الناشر: دار الکتب العلمیة

سمجھے اور دسویں خصلت جو بڑی بلند ہمتی کی چیز ہے اور نیک نام کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل دنیا کو اپنے سے اچھا سمجھے اور اپنے آپ کو سب سے برا سمجھے اور اگر کسی کو اپنے سے اچھا دیکھے تو خوش ہو، اور اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی عمدہ صفات خود بھی اختیار کرے اور کسی کو بری حالت میں پائے تو خیال کرے کہ (انجام) اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم کو کیا خبر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نجات پا جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔ جب یہ صفات پیدا ہو جائیں تو سمجھو کہ عقل مکمل ہو گئی۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی زمزم پیتے وقت دعا

حضرت سوید بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کو دیکھا کہ انہوں نے چاہ زمزم سے پانی نکالا پھر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے کہا:

اے اللہ ابن ابی الموالی نے مجھ سے بیان کیا، ان سے محمد بن المنکدر نے، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہوگا تو میں اس کو قیامت کی تشنگی سے بچنے کے لیے پیتا ہوں:

وَعَن سُوَيْد بن سعيد قَالَ رَأَيْت عبد الله بن الْمُبَارك بِمَكَّة أَتَى مَاء زَمْزَم واستسقى مِنْهُ شربة ثمَّ اسْتقْبل الْكَعْبَة فَقَالَ اللَّهُمَّ إِن ابْن أبي الموَالِي حَدثنَا عَن مُحَمَّد بن الْمُنْكَدر عَن جَابر أَن رَسُول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ مَاء زَمْزَم لما شرب لَهُ وَهَذَا اشربه لعطش يَوْم الْقِيَامَة ثمَّ شرب. (۲)

زم زم پیتے وقت سو حدیثیں سننے کی دعا کرنا

امام حُمیدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے

(۱) كتاب الاذكياء: ص۱۵ الناشر: مكتبة الغزالي (۲) الترغيب والترهيب من الحديث الشريف: ج۲ص ۱۳۶، رقم الحديث: ۱۸۱۷، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت

تھے انہوں نے ہم سے زم زم والی حدیث بیان کی کہ وہ جس حاجت کی نیت سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردے گا، یہ سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر واپس آیا اور سفیان سے کہنے لگا کہ اے ابو محمد کیا وہ حدیث جو زم زم کے بارے میں ہم سے روایت کی گئی صحیح نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ صحیح ہے، اس نے کہا کہ میں اس نیت سے کہ آپ مجھے ایک سو احادیث سنا دیں زم زم کا ایک ڈول پی کر آیا ہوں، سفیان نے کہا بیٹھو اور پھر اس کو ایک سو احادیث سنائیں:

حَدثنَا الْحميدِی قَالَ كُنَّا عِنْد سُفْيَان بن عُيَيْنَة فحدثنا بِحَدِيث زَمْزَم أَنه لما شرب لَهُ فَقَامَ رجل من الْمجْلس ثمَّ عَاد فَقَالَ لَهُ أَبَا مُحَمَّد أَلَيْسَ الحَدِيث بِصَحِيح الَّذِي حَدثنَا بِهِ فِي زَمْزَم أَنه لما شرب لَهُ فَقَالَ سُفْيَان نعم فَقَالَ أَنِّي قد شربت الْآن دلوا من زَمْزَم على أَن تُحَدِّثنِي بِمِائَة حَدِيث فَقَالَ سُفْيَان اقعد فحدثه بِمِائَة حَدِيث.(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے زمزم پیتے وقت امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے حافظے کی دعا کی

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے متعلق ان کے شاگرد محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا قَاضِي الْقُضَاةِ شِهَابُ الدِّينِ الْعَسْقَلَانِيُّ الشَّافِعِيُّ وَلَا يُحْصَى كَمْ شَرِبَهُ مِنْ الْأَئِمَّةِ لِأُمُورٍ نَالُوهَا، قَالَ وَأَنَا شَرِبْته فِي بِدَايَةِ طَلَبِ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْزُقَنِي اللَّهُ حَالَةَ الذَّهَبِيِّ فِي حِفْظِ الْحَدِيثِ، ثُمَّ حَجَجْت بَعْدَ مُدَّةٍ تَقْرُبُ مِنْ عِشْرِينَ سَنَةً وَأَنَا أَجِد مِنْ نَفْسِي الْمَزِيدَ عَلَى تِلْكَ الرُّتْبَةِ، فَسَأَلْت رُتْبَةً أَعْلَى مِنْهَا وَأَرْجُو اللَّهَ أَنْ أَنَالَ ذَلِكَ مِنْهُ.(۲)

(۱) كتاب الأذكياء: ص ۹۸ الناشر: مكتبة الغزالی (۲) فتح القدير: كتاب الحج، باب الإحرام، فصل فی فضل ماء زمزم، ج۲ص۵۰۷، الناشر: دار الفكر

ہمارے استاذ قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے طلب حدیث کے ابتدائی زمانہ میں (حج بیت اللہ کے موقعہ پر) زمزم پیا اور یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے حافظ ذہبی جیسا حافظہ عطا فرما، تقریباً بیس سال بعد مجھے پھر حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس وقت اس فن میں اپنی واقفیت امام ذہبی رحمہ اللہ سے کچھ زیادہ ہی پاتا تھا، میں نے پیتے وقت اس سے اور اونچا مرتبہ حاصل ہونے کی دعا کی، مجھے خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی زمزم پیتے وقت خاتمہ بالایمان کی دعا

علامہ کمال الدین بن ہمام رحمہ اللہ جب خود حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے تو آپ نے زمزم پیتے وقت یہ دعا کی کہ دین پر استقامت نصیب ہو اور ایمان واسلام پر خاتمہ ہو:

وَالْعَبْدُ الضَّعِيفُ يَرْجُو اللهَ سُبْحَانَهُ شَرِبَهُ لِلِاسْتِقَامَةِ وَالْوَفَاةِ عَلَى حَقِيقَةِ الْإِسْلَامِ مَعَهَا.(۱)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا زمزم پیتے وقت ابن حجر رحمہ اللہ کی طرح حدیث میں دسترس کی دعا

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے زمزم پیتے وقت یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حدیث میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اور فقہ میں علامہ بلقینی رحمہ اللہ کا مرتبہ عطا فرمادے:

ولما حججت شربت من ماء زمزم لأمور منها أن أصل في الفقه إلى رتبة الشيخ سراج الدين البلقيني، وفي الحديث إلى رتبة الحافظ ابن حجر.(۲)

(۱) فتح القدير: كتاب الحج، باب الإحرام، فصل في فضل ماء زمزم، ج۲ص۵۰۷ الناشر: دار الفكر (۲) حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة: ج۱ ص۳۳۸ الناشر: دار إحياء الكتب العربية

ایک اہم بات

ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ میں اپنی طبیعت کو عقل پر غالب نہیں آنے دیتا اور عقل کو شریعت پر غالب نہیں آنے دیتا۔(۱)

خفیہ کان دھرنے پر جرم کا انوکھے انداز میں اندراج

ایک عامل نے اپنے دفتر میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی ایک خفیہ بات پر کان لگائے ہوئے تھا، اس نے اس کو مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا، محرر قید خانہ نے سوال کیا کہ رجسٹر جیل میں اس کا جرم کیا درج کیا جائے؟ عامل نے کہا لکھو: اِسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ.

ایک اندھا ایک اندھی کے ساتھ پکڑا گیا، محرر نے دریافت کیا کہ ان دونوں کا قصہ کس طرح لکھنا چاہیے؟ داروغہ جیل نے کہا لکھو: ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

نظر بعض الْعمَّال فِي ديوانه إِلَى رجل يصغي إِلَى سرة فَأمر بضربه وحبسه فَقَالَ كَاتب الْحَبْس كَيفَ اُكْتُبْ قصَّته قَالَ اُكْتُبْ اسْترق السّمع فَاتبعهُ شهَاب ثَاقب وَوجد أعمى مَعَ عمياء فَلم يدر الْكَاتِب كَيفَ يكْتب قصتهما فَقَالَ صَاحب الرّبع أكتب ظلمات بَعْضهَا فَوق بعض.(۲)

حضرت معاویہ اور عبداللہ بن عامر کا ایک دوسرے سے اپنی حاجت کا اظہار کرنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر سے کہا مجھے تم سے ایک ضرورت ہے کیا تم اسے پورا کرو گے؟ عبداللہ نے کہا ہاں اور مجھے بھی تم سے ایک حاجت ہے تم اسے پورا کردو گے؟ انہوں نے بھی اقرار کرلیا۔ عبداللہ نے کہا آپ اپنی حاجت بیان کیجیے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے سب مکان اور جائیداد جو طائف میں ہے سب ہبہ کردو۔ عبداللہ نے کہا ''کردیا'' حضرت معاویہ نے فرمایا اب تم

(۱) مجالس حکیم الامت: ص ۲۳۸، دارالاشاعت کراچی (۲) کتاب الأذکیاء: ص ۵۸، الناشر: مکتبة الغزالی

اپنی حاجت کہو عبداللہ نے کہا وہ سب مجھے واپس کردو، ان کو بھی کہنا پڑا کہ اچھا واپس کیا:

قال معاوية لعبد الله بن عامر إن لي إليك حاجة قال بحاجة أقضيها يا أمير المؤمنين؛ فسل حاجتك قال اريد أن تهب لي دورك وضياعك بالطائف قال قد فعلت قال وصلتك رحم فسل حاجتك قال حاجتي إليك ان تردّها عليّ يا أمير المؤمنين قال قد فعلت.(۱)

حضرت شبلی رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ مشہور زمانہ بزرگ حضرت شبلی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کرکے فرمایا اے شبلی کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا؟

میں نے عرض کیا اے اللہ! آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اخلاص فی العبادات کی وجہ سے، فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کے لیے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے، فرمایا نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمال خیر کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے آپ کے عفو وکرم کو حاصل کرنے کا حسن ظن کیے بیٹھا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی، میں نے عرض کیا اے اللہ پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی ایک گلی میں جا رہا تھا، راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی، تو نے اس پر ترس کھا کر اس

(۱) العقد الفريد: جواب في هزل، معاوية وابن عامر، ج۴ص۱۳۴ الناشر: دارالكتب العلمية

کو اپنی پوستین میں چھپالیا تاکہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کرلے۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے رب مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس اس بلی پر رحم وشفقت کرنے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔

دنیا وآخرت کی بھلائی پانچ عمدہ صفات میں ہیں

۱......امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: دنیا وآخرت کی بھلائی پانچ باتوں میں ہے، نفس کا استغناء، تکلیف دہی سے باز رہنا، حلال روزی، تقویٰ کا لباس، اور ہر حالت میں اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنا:

وَبَلَغَنَا عَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ: خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِيْ خَمْسِ خِصَالٍ غِنَى النَّفْسِ وَكَفُّ الْأَذَى وَكَسْبُ الْحَلَالِ وَلِبَاسُ التَّقْوَى وَالثِّقَةُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.(۱)

۲......امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جس کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے، اور علم عطا فرمائے، اسے چاہئے کہ خلوت اختیار کرے اور کم کھائے، بیوقوفوں کی صحبت سے بچے اور ان علم والوں سے بھی جن کے پاس انصاف اور ادب نہیں ہے:

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْتَحَ اللّٰهُ قَلْبَهُ وَيَرْزُقَهُ الْعِلْمَ فَعَلَيْهِ بِالْخَلْوَةِ وَقِلَّةِ الْأَكْلِ وَتَرْكِ مُخَالَطَةِ السُّفَهَاءِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِيْنَ لَيْسَ مَعَهُمْ إِنْصَافٌ وَلَا أَدَبٌ.(۲)

۳......امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا بہترین عمل تین ہیں، ذکر الٰہی، بھائیوں سے ہمدردی، آدمی کا اپنے نفس سے انصاف، یعنی یہ تین باتیں افضل اعمال میں سے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ریاء کو صرف مخلص ہی پہچان سکتا ہے:

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ ثَلَاثَةٌ، ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمُوَاسَاةُ الْإِخْوَانِ وَإِنْصَافُ النَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ يَعْنِيْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ وَقَالَ

(۱) بستان العارفین: ج۱ ص ۵۲ الناشر: دار الریان للتراث

(۲) بستان العارفین: ج۱ ص ۵۳ الناشر: دار الریان للتراث

الشَّافِعِيُّ لَا يَعْرِفُ الرِّيَاءَ إِلَّا مُخْلِصٌ.[1]

ذُوالْکِفل کی مغفرت کا سبب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ذوالکفل کسی گناہ کے ارتکاب سے نہ شرماتا تھا، ایک مرتبہ اس کے پاس ایک عورت آئی، اس نے اس عورت کو ساٹھ دینار دیئے اس بات پر وہ اس سے بدکاری کرے، جب وہ بدکاری کرنے لگا تو عورت کانپنے لگی اور رونا شروع کر دیا، اس نے کہا کیا بات ہے کیوں روتی ہو؟ کیا میں تجھے برا لگا ہوں؟ اس نے کہا نہیں؟ بلکہ یہ عمل میں نے پہلے کبھی نہیں کیا اور مجھے اپنی ضرورت نے اس پر مجبور کیا ہے، ذوالکفل نے کہا تو یہ عمل اب کر رہی ہے حالاں کہ تو نے پہلے کبھی یہ عمل نہیں کیا تو چلی جا، یہ دینار بھی تیرے ہوئے اور کہا خدا کی قسم! ذوالکفل کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا، پھر اسی رات ان کا انتقال ہو گیا، صبح کو ان کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا ذوالکفل کو اللہ نے معاف کر دیا ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ الكِفْلُ مِنْ بني إسرائيل لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ أَرْعَدَتْ وَبَكَتْ، فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ أَأَكْرَهْتُكِ؟ قَالَتْ لَا وَلَكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ، وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الحَاجَةُ، فَقَالَ تَفْعَلِينَ أَنْتِ هَذَا وَمَا فَعَلْتِهِ؟ اذْهَبِي فَهِيَ لَكِ، وَقَالَ لَا وَاللهِ لَا أَعْصِي اللهَ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ، إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ.[2]

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اور سمندر کی مچھلیوں کی اطاعت

حضرت ابراہیم بن اَدہم رحمہ اللہ جب سلطنت ترک کر کے چلے گئے تو ارکان دولت

(۱) بستان العارفين: ج۱ ص ۵۳ الناشر: دار الريان للتراث (۲) سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق، باب منه، ج۴ ص۶۵۷، رقم الحديث: ۲۴۹۶ الناشر: مصطفى البابي حلبي

میں مشورہ ہوا کس طرح ان کو لانا چاہیے، وزیر گیا، دیکھا کہ آپ گدڑی اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں، عرض کیا کہ حضور سلطنت درہم برہم ہو رہی ہے، حضور تشریف لے چلیں، آپ نے فرمایا کہ یہ سلطنت تمہیں مبارک ہو، مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی سلطنت عطا فرمادی ہے، اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے اپنی سوئی گدڑی سے نکال کر دریا میں پھینک دی اور وزیر سے کہا کہ میری سوئی دریا میں سے نکلوادو، وزیر نے بے شمار آدمیوں کو دریا میں داخل کر دیا لیکن سوئی کا کوئی پتہ نہ چلا، آپ نے فرمایا کہ اچھا اب ہماری سلطنت دیکھو یہ کہہ کر مچھلیوں کو مخاطب کیا کہ اے مچھلیوں میری سوئی لاؤ، صدہا مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں کوئی سونے کی، کوئی چاندی کی سوئی لے کر حاضر ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میری وہی لوہے کی سوئی لاؤ؟ ایک مچھلی وہی لوہے کی سوئی لے کر نکلی آپ نے وزیر کے سامنے ڈال دی اور فرمایا کہ دیکھی میری سلطنت، تمہیں اپنی سلطنت پر بڑا ناز ہوگا۔(۱)

سب سے بڑی دولت سکون اور عافیت ہے

دنیا میں رہ کر دنیا میں مدہوش نہ رہنا انسان کے لیے سب سے بڑا سکون کا ذریعہ ہے، ایسا شخص ظاہری طور پر کتنا ہی خستہ حال کیوں نہ ہو مگر اسے اندرونی طور پر وہ قلبی اطمینان نصیب ہوتا ہے جو بڑے بڑے سرمایہ داروں کو بھی میسر نہیں آتا، دنیا سے بے رغبتی میں دل اور بدن دونوں کے لئے بڑی عافیت ہے:

إِنَّ الزُّهْدَ فِي الدُّنْيَا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ.(۲)

دنیا سے بے رغبتی دل اور بدن دونوں کے لیے راحت بخش ہے۔

دنیا میں سب سے بڑی دولت سکون اور عافیت ہے، اگر سکون نہ ہو تو سب دولتیں بے کار ہیں اور یہ سکون جب ہی مل سکتا ہے جب ہم دنیا سے صرف بقدر ضرورت اور برائے ضرورت تعلق رکھیں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر گزار رہ کر اس کی رضا پر راضی رہیں۔

---

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۲۶

(۲) الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۱۲، رقم: ۵۱ الناشر: دار الكتب العلمية

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

دین پر سب سے زیادہ مددگار صفت دنیا سے بے رغبتی ہے کیوں کہ جو شخص دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے وہ خالص رضائے خداوندی کے لیے عمل کرتا ہے اور جو شخص اخلاص سے عمل کرے اس کو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے سرفراز فرماتا ہے۔

جب امت میں پندرہ قسم کی برائیوں کا ارتکاب ہوگا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت پندرہ (۱۵) قسم کی برائیوں کا ارتکاب کرے گی تو امت پر بلائیں اور مصیبتیں آپڑیں گی، کسی نے پوچھا: یارسول! وہ کیا کیا برائیاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱...... جب مال غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے گا۔

۲...... امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا۔

۳...... زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔

۴...... علم دین دنیا طلبی کے لیے سیکھا جائے گا۔

۵...... مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے گا۔

۶...... اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنے لگے گا۔

۷...... آدمی اپنے دوست کے ساتھ نیک سلوک کرے گا، اور اپنے باپ کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی سے پیش آئے گا۔

۸...... مسجد میں شور وغل ہونے لگے گا۔

۹...... جب قبیلہ کا سرداران کا بدترین شخص ہوگا۔

۱۰...... اور قوم کا سربراہ ذلیل ترین شخص ہوگا۔

۱۱...... آدمی کا اعزاز و اکرام اس کے شر سے بچنے کے لیے کیا جائے گا۔

۱۲......لوگ کثرت سے شراب پینے لگیں گے۔

۱۳......مرد بھی ریشم کے کپڑے پہننے لگیں گے۔

۱۴......ناچنے گانے والی عورتوں اور گانے بجانے کی چیزوں کو اپنا لیا جائے گا۔

۱۵......اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت بھیجیں گے۔

تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکل بگڑ جانے، اور پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو، اور ان نشانیوں کا انتظار کرو جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی، جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے اس کے دانے یکے بعد دیگرے بکھرتے چلے جاتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ فَقِيلَ وَمَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلاً، وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ، وَعَقَّ أُمَّهُ، وَبَرَّ صَدِيقَهُ، وَجَفَا أَبَاهُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ، وَلُبِسَ الْحَرِيرُ، وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ، وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا وَمَسْخًا.(۱)

طالب علم کے ساتھ بھلائی کرنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت

عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيدٍ، فَيَقُولُ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرَضِينَ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا

---

(۱) سنن الترمذی: أبواب الفتن، باب ما جاء في علامة حلول المسخ والخسف ج۴ ص۶۴ رقم الحديث: ۲۲۱۰ الناشر: دار الغرب الإسلامي

أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا.[۱]

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں، تمہارے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ علم دین سیکھنے اور سمجھنے آئیں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو اس کے بارے میں میری تمہیں وصیت ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کے موافق پیش آنا۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو شخص علم دین طلب کرنے کے لیے آئے اس کے حق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی اور حسن معاملہ کی وصیت فرماتے ہیں، گو ابھی تحصیل بھی شروع نہیں کی اور بعد تحصیل کے تو اور بھی تعلقات وخصوصیات جو کہ مقتضیات زیادت وتاکید حقوق ہیں زائد ہوں گے۔

زنا کے تیس (۳۰) نقصانات

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

زنا بہت سی خرابیوں اور مصیبتوں کا جامع ہے، اس کی چند خرابیاں درج ذیل ہیں:

۱......دین میں کمی کا باعث ہے۔

۲......تقویٰ کے ضیاع کا سبب ہے۔

۳......دینی سوچ کا خاتمہ کرتا ہے۔

۴......غیرت کو کم کرتا ہے۔

۵......زانی میں خوف خدا نہیں ہوتا۔

۶......وفائے عہد زانی کا شعار نہیں ہوسکتا۔

۷......کبھی سچ نہیں بولتا۔

۸......دوست کی عزت وآبرو کی حفاظت نہیں کرسکتا۔

۹......اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھا سکتا۔

---

(۱) سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في الاستيصاء بمن يطلب العلم، ج۵ص۳۰، رقم الحديث، الناشر: مصطفى البابي حلبي

۱۰......دھوکہ دیتا ہے۔

۱۱......جھوٹ بولتا ہے۔

۱۲......خیانت کرتا ہے۔

۱۳......بے شرم ہوتا ہے۔

۱۴......نگرانی کے قابل نہیں۔

۱۵......اپنے گھر والوں کے بارے میں محبت کا مادہ اس میں ختم ہوجاتا ہے۔

۱۶......اپنی عزت وآبرو کے خراب کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔

۱۷......زانی کے چہرہ پر سیاہی اور ظلمت، بے رونقی اور وحشت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۸......دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔

۱۹......دل کا نور بجھ جاتا ہے جس سے چہرہ کا نور بھی جاتا رہتا ہے۔

۲۰......فقر لاحق ہوجاتا ہے، حدیث قدسی میں ہے، میں سرکشوں کو ہلاک کرتا ہوں اور زانیوں کو فقیر کرتا ہوں۔

۲۱......زنا زانی کی عزت ختم کردیتا ہے اور اسے اللہ اور لوگوں کی نگاہ میں گرادیتا ہے۔

۲۲......اچھے اوصاف جیسے عفت، نیکی، عدالت وغیرہ چھین کر ان کی ضد جیسے بدکاری، فسق، زنا اور خیانت جیسے برے اوصاف دے دیتا ہے۔

۲۳......لفظ مومن کا اطلاق بھی زنا کی وجہ سے چھن جاتا ہے، جیسا کہ صحیحین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اس سے اسم ایمان مطلق تو سلب ہوجاتا ہے اگرچہ مطلق ایمان سلب نہیں ہوتا۔

۲۴...... یہ اپنے آپ کو اس تنور میں رہنے کے لیے پیش کرتا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی مرد وعورت کے لیے دیکھا تھا۔

۲۵...... یہ طیب اور پاکباز ہونے کے لقب کو دور کرتا ہے کیوں کہ لفظ طیب اللہ تعالیٰ نے پاکدامن لوگوں کی صفت قرار دیا، اور خبیث ہونے کا لقب دلواتا ہے جو زانیوں کی صفت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٢٦"

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں، اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے، پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کو ہر خبیث بد باطن شخص پر حرام کیا ہے اور اسے طیّب پاکیزہ اور پاکدامن لوگوں کا ٹھکانہ قرار دیا ہے اور اس میں یہی لوگ داخل ہونگے، چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ"

وہ لوگ جنہیں فرشتوں نے پاکیزگی کی حالت میں وفات دی انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو اپنے اعمال کے بسبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ایک اور جگہ فرمایا:

"وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ"

جنت کے نگہبان فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم پاک ہوئے اور جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔

یہ لوگ فرشتوں کے سلام اور دخول جنت کے حقدار اپنی پاکیزگی کی وجہ سے بنے، جبکہ زانی ساری مخلوق کے بدترین لوگ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خبیث مرد و عورت کا ٹھکانہ قرار دیا ہے، قیامت کے دن خبیث بد باطن لوگوں کو طیب اور پاکیزہ لوگوں سے الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

۲۶...... زنا کے نقصانات میں سے ایک وہ وحشت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ زانی کے سر پر ڈالتے ہیں اور اسی وحشت واجنبیت کی نظیر اس کے چہرہ پر ظاہر ہوتی ہے، پاکدامن آدمی کے چہرہ پر حلاوت اور دل میں انس ہوتا ہے، اس کے پاس بیٹھنے والا اس سے مانوس ہو جاتا ہے، زانی کے چہرہ پر وحشت اور درندگی ہوتی ہے، اس کے پاس بیٹھنے

والا وحشت محسوس کرتا ہے۔

۲۷......گھر والوں، دوستوں اور دوسرے لوگوں میں اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے اور یہ ان کے دلوں اور نگاہوں میں گھٹیا ترین آدمی بن جاتا ہے، بخلاف پاکدامن آدمی کے کہ اس کو ایک ہیبت اور رعب و چاشنی اور دلکشی عطا کی جاتی ہے۔

۲۸......لوگ اسے خائن ہونے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اپنی عزت و آبرو اور اولاد پر اس سے مامون نہیں ہوتے۔

۲۹......زنا کے نتائج میں سے ایک بدبو بھی ہے جسے ہر ذوق سلیم والا شخص سونگھ سکتا ہے، یہ بدبو زانی کے منہ اور بدن سے آتی ہے، اگر لوگوں کا اس بو میں اشتراک نہ ہوتا تو یہ صرف زانی سے پھوٹتی اور اس کا پردہ فاش کر دیتی لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے:

كُـلٌّ بِـهٖ مِثْـلُ مَـابِـىْ غَيْـرَ أَنَّهُـمْ　　مِنْ غَيْرَةٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عُذَّالُ

ہر وہ چیز جو مجھے لاحق ہے، وہ ان کے ساتھ بھی ہے، سوائے اس کے کہ وہ غیرت کی وجہ سے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں۔

۳۰......زنا کا ایک نقصان دل کی تنگی اور سختی ہے کیوں کہ زانی اپنے منصوبوں اور ارادوں کے برخلاف کام کر رہے ہوتے ہیں، اس لیے جو شخص زندگی کی لذت و فرحت کو اس چیز کے ذریعہ حاصل کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو اس کو اس کے برعکس چیز جزاء میں ملے گی، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی معصیت کو ہرگز خیر کا سبب نہیں بنایا۔

اگر بدکار آدمی پاکدامنی میں ملنے والی لذت و سرور، انشراح قلب، راحت زندگی کو جان لے تو وہ خیال کرے گا کہ جو لذت اس میں ہے وہ زنا کی لذت سے کئی گنا زیادہ ہے۔(۱)

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين، ج ۱ ص ۳۶۰ تا ۳۶۲، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

نگاہ نبوی میں چار عمدہ صفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: چار باتیں جب تجھ میں ہوں، پھر اگر ساری دنیا بھی فوت ہو جائے تو تجھے نقصان نہیں۔

۱......امانت کی حفاظت۔

۲......بات کی صداقت۔

۳......حسن اخلاق۔

۴......اور حلال روزی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ.(۱)

دو یہودی عالموں پر عشق کا فتنہ

بنی اسرائیل کی ایک عورت دو یہودی عالموں کے پاس کسی مقدمہ کے سلسلہ میں آئی تو وہ دونوں اس پر عاشق ہو گئے، لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے عشق کو دوسرے سے چھپاتا رہا، انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک باغ میں غسل کرتی ہے، لہٰذا وہ دونوں وہاں پہنچے اور دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے، جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو خود کو پانی میں چھپالیا، وہ کہنے لگے کہ اگر تو نے ہماری خواہش پوری نہ کی تو ہم تیرے بدکار ہونے کی گواہی دیں گے، عورت نے انکار کر دیا جس پر ان دونوں نے اس کے خلاف گواہی دے دی، جب اس کو حد لگانے کے لیے لایا گیا تو حضرت دانیال علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی، جس میں ان کی تکذیب کی گئی، چناں چہ وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی تھی:

---

(۱) مسند أحمد: مسند عبد اللّٰه بن عمرو بن عاص، جـ۱۱ ص۲۳۳ رقم الحديث: ٦٦٥٢
الناشر: مؤسسة الرسالة

أن امرأة من بني إسرائيل يقال لها ميسونة خاصمت إلى حبرين من بني إسرائيل فعلقاها قال وكان كل واحد منهما يكتم صاحبه ما يجد منها فأخبرا أنها في حائط تغتسل قال فجاء ا فتسورا عليها الحائط فلما رأتهما دخلت غمرا من الماء فوارت نفسها فقالا لها إنك إن لم تفعلي غدونا فشهدنا عليك بالزور فأبت فشهدا عليها فلما قربت ليقام عليها الحد نزل الوحي على دانيال بتكذيبهما فهذا بعض فتنة العشق.(۱)

ایک راہب کا عبرت ناک واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا، جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، اس کے پاس مجنون اور دیوانے لائے جاتے تھے وہ ان کو تعویذ دیتا جس سے وہ ٹھیک ہو جاتے، ایک مرتبہ اس کے پاس کوئی اعلیٰ حسب ونسب والی مجنون لڑکی کو لایا گیا، اس کے بھائی بھی تھے جو اس کو اس راہب کے پاس لائے تھے، اب شیطان نے اس لڑکی کو اس کے لیے مزین کرنا شروع کر دیا، یہاں تک وہ اس سے بدکاری کر بیٹھا اور اس نے لڑکی کو قتل کر کے دفنا دیا، پھر شیطان کسی آدمی کی صورت میں اس کے ایک بھائی کے پاس آیا اور اسے راہب کے کرتوت کی خبر دی، اسی طرح ایک ایک کر کے سب کے پاس گیا، اس اطلاع کے بعد انہوں نے باہم مشورہ کیا اور بادشاہ کے دربار میں مقدمہ درج کروا دیا گیا، اور راہب کو حاضر کیا گیا، اس نے اپنے فعل کا اقرار کیا، لہٰذا اس کے لیے پھانسی کا اعلان کر دیا گیا، جب اسے تختہ پر چڑھایا گیا تو شیطان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں ہی وہ ہوں جس نے تیرے لیے یہ سب کچھ مزین کیا اور تجھے اس مصیبت میں گرفتار کروایا، میں تجھے ایک بات کہتا ہوں اگر تو اسے مانے تو میں تجھے چھٹکارا دلا سکتا ہوں، اس نے ماننے کا اقرار کیا تو شیطان نے عابد سے کہا مجھے سجدہ کرو میں تمہیں اس سے نجات دلاؤں گا، اُس عابد نے شیطان کو سجدہ کیا، شیطان نے کہا

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج۱ ص۱۹۶، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت

میں تجھ سے بری ہوں، چناں چہ وہ عابد اپنے ایمان اور جان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

"كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾"

مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی سے کہتا ہے کہ تو کفر کر، پھر جب وہ کفر کرتا ہے تو کہتا ہے بیشک میں تم سے بری ہوں کیوں کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے۔ (۱)

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ کی نظر میں اَوصاف حَمیدہ کا ذکر

لقمان حکیم رحمہ اللہ کے نصائح ومواعظ وحکم مشہور ہیں، خصوصاً وہ مواعظ اور حکم جو آپ نے اپنے بیٹے کو تعلیم دیتے وقت اور نصیحت کرتے وقت ارشاد فرمائے ہیں۔

لقمان حکیم رحمہ اللہ کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ اے ابا جان! کون سی اچھی خصلتیں اور کون سے اچھے امور ایسے ہیں جو انسان میں ہونے چاہیں؟

تو حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دین دار ہونا اور دین پر مکمل عمل پیرا ہونا سب سے اچھی بات ہے:

قال ابن لقمان الحكيم لأبيه يا أبت أى الخصال من الإنسان خير قال الدين.

بیٹے نے کہا کہ اگر انسان دو امور اختیار کرنا چاہے تو کون سے دو امور بہتر ہیں؟ تو حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دین اور مال۔ یعنی انسان دین دار ہو اور کسبِ مال حلال کرے:

قال فإذا كانت اثنتين قال الدين والمال.

بیٹے نے کہا کہ اگر تین چیزیں انسان اختیار کرنا چاہے تو کون سی تین چیزیں اچھی ہیں؟ فرمایا دین، مال اور حیاء:

قال فإذا كانت ثلاثاً قال الدين والمال والحياء.

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج۱ ص۱۹۶، الناشر: دار الكتب العلمية۔ بيروت

بیٹے نے کہا کہ اگر کوئی آدمی چار باتیں اختیار کرنا چاہے تو کون سی چار باتیں اختیار کرنا بہتر ہے؟ تو حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دین، مال، حیاء اور حسنِ خلق :

قال فإذا كانت أربعاً قال الدين والمال والحياء وحسن الخلق.

بیٹے نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص پانچ امور اختیار کرنا چاہے تو کون سے پانچ امور اختیار کرنا بہتر ہے؟ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دین، مال، حیاء، حسنِ خلق اور سخاوت:

قال فإذا كانت خمساً قال الدين والمال والحياء وحسن الخلق والسخاء.

بیٹے نے کہا اگر انسان چھ امور اختیار کرنا چاہے تو کون سے چھ امور بہتر ہیں؟ تو فرمایا کہ اے پیارے بیٹے! جب کسی انسان میں یہ پانچ خصلتیں اور امور جمع ہو جائیں تو وہ انسان پاک وصاف و متقی ہو جانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست بن جاتا ہے اور شیطان سے وہ بری اور محفوظ ہو جاتا ہے:

قال فإذا كانت ستاً قال يا بني إذا اجتمعت فيه الخمس خصال فهو نقي تقي والله ولي ومن الشيطان بري.(۱)

وہ عمدہ خصائل جن کی بناء پر حضرت لقمان کو بلند مرتبہ ملا

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ کن امور کو اختیار کرنے کی وجہ سے اس مرتبے پر پہنچے یعنی یہ فضیلت آپ کو کیسے ملی؟ تو لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تین باتیں اپنانے کی وجہ سے میں اس مقام تک پہنچا۔ پہلی بات یہ کہ میں نے سچائی اختیار کی۔ دوسری بات یہ کہ میں نے ادائے امانت میں کوتاہی نہیں کی۔ تیسری بات یہ کہ میں نے بے مقصد اور فضول امور کو ترک کر دیا:

---

(۱) احياء علوم الدين: رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص۵۲ الناشر: دار المعرفة

وَذُكِرَ عَنْ لُقْمَانَ الْحَكِيمِ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى؟ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، وَتَرْكِي مَا لَا يَعْنِينِي.(۱)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے بائیس عمدہ نصائح

۱......ایک بات اہل علم کے کام کی بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلفِ صالحین کی عظمت پر ہے، اس لیے حتی الامکان ان پر اعتراض اور تنقیص کی آنچ نہ آنے دینا چاہیے۔

۲......مولوی ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں، دین دار ہونا خوشی کی بات ہے۔

۳......زیادہ کھانے سے جسم تازہ اور قلب مکدر ہوتا ہے اور کم کھانے سے جسم کمزور ہوجاتا ہے مگر قلب کو تازگی ہوتی ہے۔

۴......علم اور اس کے ساتھ صحبت کی بڑی ضرورت ہے، صحبت سے واقفیت بھی ہوتی ہے اور عمل کے ساتھ مناسبت بھی ہوتی ہے۔

۵......علماء کا ہمیشہ غریب ہی رہنا اچھا ہے، جس قوم اور جس مذہب کے علماء امیر ہوئے وہ مذہب برباد ہوگیا۔

۶......آدمی قناعت پر اکتفاء کرلے اور ضروری سامان کے ساتھ رہے تو تھوڑی آمدنی میں بھی رہ سکتا ہے اور فرض منصبی کو بھی ادا کرسکتا ہے۔

۷......دو چیزیں اہل علم کے واسطے بہت ہی بری معلوم ہوتی ہیں، حرص اور کبر، یہ ان میں نہیں ہونا چاہیے۔

۸......مناسب ہے کہ پنسل اور کاغذ جیب میں پڑا رہے، جس وقت جو مضمون ذہن میں آئے اس کا اشارہ لکھ لیا جائے، پھر دوسرے وقت ان میں ترتیب دے دی جائے چناں چہ میری جیب میں پنسل اور کاغذ پڑا ہے، ورنہ بعض مضامین ذہن میں آتے ہیں اور پھر نکل جاتے ہیں۔

۹......امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک بزرگ نے لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ عمدہ

(۱) تنبیه الغافلین: باب حفظ اللسان، ص ۲۴۱ الناشر: دار ابن کثیر دمشق

کپڑے پہنتے ہیں، بزرگوں کی کیا یہی شان ہوتی ہے؟ حدیثیں موجود تھی اگر چاہتے تو ثابت کر دیتے، مگر یہ فرمایا ''نَعَمْ نَفْعَلُ وَنَسْتَغْفِرُ'' یعنی ہم کرتے ہیں اور اپنے کو گناہ گار سمجھ کر استغفار کرتے ہیں، کوئی تاویل نہیں کی۔

۱۰...... کثیر الاشغال شخص کو زبانی یاد پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ضروری کاموں کو لکھ لینا چاہئے۔

۱۱...... تحمل سے زیادہ کبھی اپنے ذمہ کام نہ لو۔

۱۲...... بے کار وقت کھونا نہایت برا ہے، اگر کچھ کام نہ ہو تو انسان گھر کے کام میں لگ جائے، گھر کے کام میں لگنے سے دل بہلتا ہے اور عبادت بھی ہے، مجمعوں میں بیٹھنا خطرہ سے خالی نہیں، کسی کی حکایت میں بعض مرتبہ غیبت کی نوبت آجاتی ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۳...... ملنے جلنے میں ہزارہا مفاسد ہیں، اختلاط سے سینکڑوں بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، بس اپنے اپنے کلام میں مشغول رہنا چاہیے۔

۱۴...... ایک آدمی سب کو خوش رکھے یہ نہیں ہو سکتا، جب ہر حال میں اس پر برائی آتی ہے تو پھر اپنی مصلحت کو کیوں فوت کرے، جس کام میں اپنی مصلحت اور راحت دیکھے بشرط اذنِ شرعی وہی کرے، کسی کی بھلائی برائی کا خیال نہ کرے، مخلوق کے برا کہنے کا خیال نہ کرے، حق تعالیٰ سے معاملہ صاف رکھنا چاہیے،

۱۵...... فرمایا دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں۔ ۱...... ایک تو تقریر میں لغت بولنا۔ ۲......دوسرے تحریر میں شکستہ لکھنا، کیوں کہ تحریر وتقریر سے مقصود افہام ہوتا ہے اور یہاں ابہام ہوتا ہے۔

۱۶...... جس کے معتقد ہو اس کے کہنے کو برا نہ مانو، تھوڑی دیر کے لیے صبر کرلو شاید یہ امتحان ہی لیتے ہوں، اگر وہ اس کا امتحان ہونا پہلے ہی سے بتلا دیں تو پھر امتحان ہی کیا ہوا۔

۱۷...... مشغول رہنا بڑی سلامتی کی چیز ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ کسی نہ کسی کام میں

اپنے کو مشغول رکھیں، بس خدا جس سے کام لینا چاہیں وہی کام کرسکتا ہے خود کچھ نہیں کرسکتا۔

۱۸...... آدمی کو اپنی کسی چیز پر ناز نہ کرنا چاہئے، نہ علم وفضل پر، نہ عقل وفہم پر، نہ زہد وتقویٰ پر، نہ عبادت واعمال پر، نہ شجاعت وقوت پر، نہ حسن جمال پر، یہ سب حق تعالیٰ کی عطا ہیں پھر ناز کس پر؟ ناز تو اپنے کمال پر ہوتا ہے اور جب اپنا کمال کچھ بھی نہیں تو پھر تو نیاز کی ضرورت ہے، اگر ناز کریگا تو پھر خیر نہیں۔

۱۹...... جس کے سر پر کوئی بڑا ہو اس سے پوچھ کر سب باتیں کرنی چاہئیں، یہ تاکید لڑکوں کو خاص طور پر رکھنا چاہیے۔

۲۰...... بڑوں سے اگر کسی عمل میں اختلاف کیا جائے تو وہ علی الاطلاق مذموم نہیں، اگر نیت اچھی ہو تو اس کا مضائقہ نہیں، ہاں اگر بڑے اس سے بھی روک دیں تو پھر کچھ نہ بولو، اور جب تک ان کی اجازت ہو خوب بولو۔

۲۱...... اگر غلطی (اپنے کسی بڑے مثلاً) پیر سے ہو تو مرید کو اعتراض نہ کرنا چاہیے، ہاں باادب ہو کر متنبہ کردے جب دیکھے کہ خود متنبہ نہ ہوگا، اگر یہ امید ہو کہ متنبہ ہو جائے گا تو پھر سکوت کرے، اعتراض کرنا بے جا حرکت ہے۔

۲۲...... جب آدمی دین کا پابند نہ ہو اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں، کیوں کہ اس کا کوئی کام حدود کے اندر نہیں ہوگا، دوستی ہوگی تو حدود سے باہر، دشمنی ہوگی تو حدود سے باہر، ایسا شخص خطرناک ہوگا، ہر چیز کو اپنے درجہ میں رکھنا یہی بڑا کمال ہے، آج کل اکثر مشائخ وعلماء میں اس کی کمی ہے، کوئی چیز ان کے یہاں اپنے درجہ پر نہیں۔

شیخ الاسلام مُوفّق الدین رحمہ اللہ کی کرامت

حافظ ابن رَجب رحمہ اللہ شیخ الاسلام موفق الدین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ابوالحسن بن حمدان الجرائحی کہتے ہیں، مجھے اعضاء کے تشنج کا مرض لاحق ہوا، میں ایک ہفتہ تک بے حس وحرکت پڑا رہا حتی کہ میں موت کی تمنا کرنے لگا، عشاء کے وقت کے

قریب شیخ موفق رحمہ اللہ میرے پاس آئے اور مجھے یہ آیات پڑھ کر سنائیں:

"وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ"

اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مؤمنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔

اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، (جس سے) مجھے عافیت محسوس ہوئی، وہ اُٹھ کھڑے ہوئے، میں نے (اپنی خادمہ کو آواز دے کر) کہا، اے خادمہ! ان کے لیے دروازہ کھولو، انہوں نے کہا: میں وہیں سے واپس لوٹوں گا جہاں سے آیا تھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے، میں اسی وقت اپنے وضو کی جگہ گیا، اگلی صبح جب میں جامع مسجد میں داخل ہوا تو میں نے شیخ موفق رحمہ اللہ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی اور ان کے ساتھ مصافحہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ دبا کر کہا، دیکھنا! کسی کو کچھ کہنا نہیں، میں نے جی میں کہا، میں ضرور کہوں گا، میں ضرور کہوں گا۔ (۱)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا اپنے شاگردِ رشید کو تیرہ عمدہ نصائح

فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید اور خصوصی نیاز مند حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری رحمہ اللہ کو جب ڈابھیل کی تدریسی خدمت کے لیے روانہ فرمایا تو بطور وصیت یہ تیرہ گراں قدر نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جو ہم سب کے لیے لائق تقلید ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۱...... عہدہ اور منصب مت طلب کرنا کہ مجھے فلاں کتاب پڑھانے دی جائے یا فلاں منصب حوالہ کیا جائے۔

۲...... پیسے مت مانگنا کہ میری تنخواہ اتنی کردو یا اس میں اضافہ کردیا جائے۔

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ترجمة : عبد الله بن احمد بن محمد بن قدامة بن مقدام بن نصر، ج۳ص۲۹۰ الناشر: مكتبة العبيكان

۳......اگر کوئی کہے کہ یہ لائق نہیں تو دل سے اس کا اقرار کرو اور کہنا کہ ہاں بھئی میں تو بالکل لائق نہیں، مدرسہ والوں نے بیٹھا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس کی لیاقت دے اور کتابوں کا حق مجھ سے اچھی طرح ادا کرائے۔

۴......کوئی طالب علم سوال کرے تو شفقت سے اس کا جواب دینا اگر چہ وہ بطور طعن سوال کرتا ہو۔

۵......کسی جگہ کتاب سمجھ میں نہ آئے تو دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا مانگنا، اور مصنف کتاب کو ایصال ثواب کرنا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

۶......دوسرے کی کتاب میں کسی طالب علم کو بتلانے میں احتیاط کرنا۔

۷......طلباء سے خدمت نہ لینا، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں اپنے کسی مرید یا شاگرد سے خدمت لینا حرام سمجھتا ہوں۔

۸......طلباء کا احسان مانو کہ انہوں نے اپنے قلوب کی زمین آپ کے علم کی تُخم ریزی کے لیے ہموار کی، ورنہ آپ کا علم یوں ہی رہتا، اپنا ان پر کوئی احسان نہ سمجھیں۔

۹......طلباء مختلف اغراض سے اشکالات کرتے ہیں، کوئی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے، کوئی استاذ کو پریشان کرنے کے لیے وغیرہ وغیرہ، مگر سب کو اعلی اسلوب کے مطابق جواب دینا، مناظرانہ انداز میں نہیں۔

۱۰......روزانہ متعلقہ درسی کتاب کے مصنف کو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

۱۱......اگر کوئی بات سبق میں غلط کہہ دی جائے تو اس سے رجوع کرنے میں تأمل نہ کرنا۔

۱۲......مطالعہ کے بغیر کبھی کوئی کتاب نہ پڑھانا۔

۱۳......اسباق کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر و تلاوت و تسبیحات وغیرہ معمولات کو ترک نہ کرنا۔ (۱)

---

(۱) ماہنامہ ندائے شاہی، جنوری ۱۹۹۷ء

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا موت سے قبل فرشتوں کو دیکھنا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لیث بن ابی رُقیہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (اپنی وفات کے وقت) فرمایا، مجھے بٹھلا دو، لوگوں نے انہیں بٹھلا دیا، اور کہنے لگے، میں وہ شخص ہوں جس کو تم نے حکم دیا، میں نے اس میں کوتاہی کی، تم نے مجھے روکا، میں نے نافرمانی کی، (آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا) لیکن اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، پھر آپ نے گھور کر دیکھا اور فرمایا، میں سبز لباس والوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن ہیں، اس کے بعد آپ کی روح پرواز کرگئی:

وعن ليث بن أبي رقية أن عمر بن عبد العزيز، قال أجلسوني فأجلسوه، فقال أنا الذي أمرتني، فقصرت، ونهيتني، فعصيت ثلاثا ولكن لا إله إلا الله، ثم أحد النظر، وقال إني لأرى خضرة ما هم بإنس ولا جن ثم قبض۔ (۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کشف الصدور کی تائید کرنا

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم فاروقی رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا، انہوں نے ''العوارف'' کے مصنف جناب شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ کو فرماتے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں علم الکلام کے بارے میں کچھ پڑھنا چاہتا تھا، میں اس بارے میں متردد تھا کہ امام الحرمین رحمہ اللہ کی ''الإرشاد'' پڑھوں یا علامہ شہرستانی رحمہ اللہ کی ''نهايت الأقدام'' پڑھوں یا کوئی اور کتاب پڑھوں۔ میں اپنے ماموں کے ساتھ نجیب کے پاس گیا، وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا، اے عمر! قبر کے توشہ کا کیا کیا، قبر کے توشہ کا کیا کیا، پس میں علم الکلام پڑھنے کے ارادہ سے باز آ گیا۔

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمر بن عبد العزيز بن مروان الأموي، ج۵ ص ۱۴۱ رقم الترجمة: ۴۸ الناشر: مؤسسة الرسالة

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حکایت شیخ موفق الدین بن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ کی تحریر سے حاشیہ پر لکھی ہوئی دیکھی ہے۔(۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتنہ تاتار کے متعلق پیشین گوئی کرنا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ "مدارج السالکین" میں اپنے استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے حکایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنے اصحاب کو تاتاریوں کے شام میں داخل ہونے کی خبر دی اور بتلایا کہ مسلمانوں کے لشکروں کو شکست ہوگی اور دمشق میں نہ تو قتلِ عام ہوگا اور نہ لوگوں کو قیدی بنایا جائے گا اور لشکر کا درمیانہ حصہ اور اس کے نوجوان مال و دولت میں مگن ہوں گے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ پیشین گوئی تاتاریوں کے شام پر حملہ کرنے کے ارادہ سے پہلے ہی کر دی تھی:

سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِمِائَةٍ لَمَّا تَحَرَّكَ التَّتَارُ وَقَصَدُوا الشَّامَ أَنَّ الدَّائِرَةَ وَالْهَزِيمَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَّ الظَّفَرَ وَالنَّصْرَ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَقْسَمَ عَلَى ذَلِكَ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ يَمِينًا فَيُقَالُ لَهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَيَقُولُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَحْقِيقًا لَا تَعْلِيقًا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيَّ قُلْتُ لَا تُكْثِرُوا كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ أَنَّهُمْ مَهْزُومُونَ فِي هَذِهِ الْكَرَّةِ.(۲)

پھر جب ۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے حملہ کرنے کے لیے لشکر روانہ کیے اور ان کا ارادہ شام کی طرف تھا تو شیخ الاسلام نے لوگوں اور امراء کو پیشین گوئی کی کہ تاتاریوں کو شکست ہوگی اور وہ برباد و ہلاک ہوں گے اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوگی، آپ نے اس بات پر ستّر دفعہ قسم اُٹھائی۔ لوگوں نے کہا: إن شاء الله (بھی) کہیے، آپ نے کہا: إن شاء الله لیکن یہ تردد کے ساتھ نہیں بلکہ تحقیق کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔

---

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ترجمة: عبد القادر بن ابی صالح بن عبد الله الجیلی، ج۲ ص ۲۰۱ الناشر: مكتبة العبیكان (۲) مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد و إياك نستعين: الفراسة الثالثة: الفراسة الخلقية، ج۲ ص ۴۵۸ الناشر: دار الكتاب العربي

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے انہیں یہ فرماتے سنا ہے، جب لوگوں نے مجھ سے بہت دفعہ پوچھا (کہ آپ یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ رہے ہیں) تو میں نے کہا: مجھ سے زیادہ نہ پوچھو، اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ پر لکھ دیا ہے کہ اس حملہ میں انہیں شکست ہوگی اور جیوشِ اسلام کو فتح نصیب ہوگی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کشف کے ذریعے بعض اُمور کی خبر دینا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ "مدارج السالکین" میں بیان کرتے ہیں کہ جب حالات بدل گئے اور عداوت کی آگ بھڑک اُٹھی اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے قتل کا پختہ ارادہ کرلیا گیا اور انہیں دیارِ مصر میں طلب کیا گیا تو آپ کے اصحاب آپ کو الوداع کہنے جمع ہوئے، ان سب نے کہا، ہمیں ڈھیروں خطوط آئے ہیں کہ وہ لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا، خدا کی قسم! وہ لوگ کبھی مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ لوگوں نے کہا، تو کیا آپ قید میں ڈال دیے جائیں گے، آپ نے فرمایا، ہاں اور قید لمبی ہوگی، پھر میں باہر آؤں گا اور کھلے عام سنت کے بارے میں بات کروں گا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو خود یہ فرماتے سنا کہ آپ کا دشمن جاشنکیر والی بنا اور لوگوں نے آپ کو اس کی خبر دی اور کہا، اب وہ آپ سے اپنی مراد پوری کرے گا، تو آپ نے ایک طویل سجدہ شکر ادا کیا، جب آپ سے اس سجدہ کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، یہ اس کی ذلت کی ابتداء ہے اور ابھی سے اس کی عزت کا جدا ہونا ہے اور اس کی امارت کے زوال کا قریب ہونا ہے، پوچھا گیا کہ یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا، ابھی لشکر کے گھوڑوں کو گھاس کھلانے کے لیے باندھا نہ جائے گا کہ اس کے ملک پر غلبہ ہو جائے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بتلایا تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود شیخ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک دفعہ میرے پاس میرے چند اصحاب اور دیگر احباب آئے، میں نے ان کے چہروں اور آنکھوں میں چند باتیں دیکھیں جو میں نے انہیں ذکر نہ کیں، میں نے یا کسی نے حضرت شیخ

سے عرض کیا، اگر آپ ان کو بتلا دیتے؟ تو آپ نے فرمایا، کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں بھی بادشاہوں کے نجومیوں کی طرح ایک نجومی (اور قیافہ شناس) بن جاؤں:

وَقُلْتُ لَهُ يَوْمًا لَوْ عَامَلْتَنَا بِذَلِكَ لَكَانَ أَدْعَى إِلَى الِاسْتِقَامَةِ وَالصَّلَاحِ فَقَالَ لَا تَصْبِرُونَ مَعِي عَلَى ذَلِكَ جُمُعَةً، أَوْ قَالَ شَهْرًا وَأَخْبَرَنِي غَيْرَ مَرَّةٍ بِأُمُورٍ بَاطِنَةٍ تَخْتَصُّ بِي مِمَّا عَزَمْتُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَنْطِقْ بِهِ لِسَانِي وَأَخْبَرَنِي بِبَعْضِ حَوَادِثِ كِبَارٍ تَجْرِي فِي الْمُسْتَقْبَلِ وَلَمْ يُعَيِّنْ أَوْقَاتَهَا وَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَهَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ بَقِيَّتَهَا وَمَا شَاهَدَهُ كِبَارُ أَصْحَابِهِ مِنْ ذَلِكَ أَضْعَافُ أَضْعَافِ مَا شَاهَدْتُهُ.(۱)

میں نے (علامہ ابن قیم رحمہ اللہ) ایک مرتبہ خدمت میں عرض کیا، اگر آپ ہمیں بھی ان اعمال پر لائیں (جو آپ کرتے ہیں) تو یہ ہماری اصلاح اور استقامت کا زیادہ قوی سبب بنتا، آپ نے فرمایا، تم میرے ساتھ ایک جمعہ یا ایک ماہ تک بھی صبر نہ کرسکو گے، آپ نے متعدد مرتبہ مجھے میرے جی کے وہ خیالات بتلائے جن کا میں ارادہ کر چکا تھا اور میرے علاوہ کسی کو معلوم نہ تھے اور نہ ہی میں نے کسی کو زبان سے بتلائے تھے۔ آپ نے مجھے زمانہ مستقبل کے بڑے بڑے حوادث کے بارے میں بتلایا مگر ان کا وقت متعین نہ کیا، بعض حوادث و واقعات تو میری آنکھوں نے دیکھ لیے اور بعض دوسروں کا انتظار کر رہا ہوں، اور آپ کے کبار اصحاب نے آپ کے جو احوال مشاہدہ کیے وہ میرے مشاہدات سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے آٹھ الہامی واقعات

حافظ عمر بن علی البزّ ار رحمہ اللہ ''الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية''میں فرماتے ہیں، مجھے متعدد ثقہ راویوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کرامات کے بارے میں بتلایا ہے، میں یہاں مختصر طور پر چند کرامات کو ذکر کروں گا، اور ابتداء ان واقعات سے کرتا ہوں

(۱) مدارج السالكين بين منازل اياك نعبد واياك نستعين: الفراسة الثالثة: الفراسة الخلقية، ج۲ ص۴۵۸ الناشر: دار الكتاب العربي

جن کو میں نے خود دیکھا ہے۔ان میں سے دو قصے میں نقل کروں گا۔

ا...... میرے اور ایک فاضل دوست کے درمیان چند مسائل میں تنازعہ ہوگیا اور وہ تنازعہ طول پکڑ گیا، ہم نے آخری فیصلہ یہ کیا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے رجوع کرتے ہیں وہ جس کے کلام کو راجح قرار دیں گے ہم دونوں اس پر متفق ہو جائیں گے، پھر ہم شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ابھی ہم نے گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہا تھا کہ شیخ نے پہلے سے سوالات کے جوابات دینے شروع کر دیے اور جن مسائل میں ہمارے درمیان تنازعہ ہوا تھا اس میں سے ایک ایک مسئلہ کو بیان کرنا شروع کیا، شیخ نے ان مسائل میں اکثر وہ باتیں ذکر کیں جو ہم نے باہم کیں تھیں، شیخ ان مسائل میں علماء کے اقوال کو نقل کرتے جاتے اور جو مسئلہ دلیل سے راجح ہوتا اس کو ترجیح دیتے جاتے۔ آخر میں آپ نے وہ مسئلہ بھی بیان کر دیا جس کے بارے میں ہمارے درمیان یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ ہم شیخ رحمہ اللہ سے جا کر پوچھیں گے۔

میں اور میرا ساتھی اور حاضرین مجلس شیخ کے اس کشف سے حیرت زدہ رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے جی کی باتوں کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر ظاہر فرما دیا۔

۲...... جن دنوں میں آپ کی صحبت میں تھا، جب کسی مسئلہ کی بحث کی نوبت آتی، ابھی میرے دل میں کوئی اعتراض اُٹھتا ہی تھا کہ آپ اس کا جواب دینا شروع کر دیتے، اور کئی طور سے اس کا جواب دیتے۔(۱)

۳...... شیخ صالح مُقری احمد بن حَریمی رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ وہ دمشق کی طرف عازمِ سفر تھے، وہ کہتے ہیں اتفاق سے جب میں دمشق میں داخل ہوا تو میرے پاس نفقہ کچھ بھی نہ تھا، وہاں میں کسی کا واقف بھی نہ تھا، میں حیران و سرگرداں دمشق کی گلیوں میں پھر رہا تھا۔ اچانک ایک بزرگ تیزی سے میری طرف بڑھے، انہوں نے مجھے سلام کیا، بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور میرے ہاتھ پر ایک دراہم سے بھری تھیلی رکھی اور کہا، ان کو

(۱) الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية: في ذكر بعض كراماته وفراسته، ص ۵۶، ۵۷ الناشر: المكتب الاسلامي

ابھی خرچ کرلو اور اپنے دل سے ان وسوسوں کو نکال دو جو تیرے دل میں ہیں، اللہ تمھیں ضائع نہ کریں گے، پھر وہ بزرگ ان ہی قدموں لوٹ گئے گویا کہ وہ فقط مجھے ملنے آئے تھے، میں نے ان کے لیے دعا کی اور اس سے بڑا خوش ہوا، پھر میں نے بعض احباب سے پوچھا، وہ بزرگ کون تھے؟ اس نے کہا تم انہیں نہیں جانتے؟ یہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں، اور اس شخص نے کہا مجھے ایک زمانہ گزر گیا ہے میں نے انہیں اس گلی سے گزرتے نہیں دیکھا (یعنی وہ فقط تمہارے لیے اِدھر آئے تھے)۔

دمشق آنے کا میرا سب سے بڑا مقصد بھی شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے ملاقات تھی، مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر میرے حال کو کھول دیا ہوگا، اس کے بعد جب تک میں دمشق میں رہا۔ مجھے کسی کی محتاجی نہ ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہاں سے میرے لیے فتوحات بھیجیں جہاں سے میرا گمان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے ان کی راہ نمائی چاہی تو ان کی زیارت اور سلام کے ارادہ سے (انہیں ملنے) چلا۔ انہوں نے میرا حال پوچھا، میرا اکرام کیا، میں نے ان کے سامنے رب کا شکر ادا کیا۔

۴......امام مقرئی تقی الدین عبداللہ بن شیخ احمد بن سعید رحمہ اللہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں میں مصر کو چلا جہاں شیخ الاسلام رہتے تھے، اتفاقاً میں رات کو پہنچا، میں بڑا تھکا ہوا بوجھل اور بیمار تھا، میں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تھوڑی دیر بعد ہی کوئی شخص میرے نام اور میری کنیت سے مجھے پکار رہا تھا، میں نے انہیں جواب دیا۔ اس وقت میں بڑا کمزور تھا تو میرے پاس شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اصحاب کی جماعت آئی، ان میں سے بعض سے میں دمشق میں مل چکا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا، میں تو ابھی رات کو پہنچا ہوں تم لوگوں کو میرے آنے کا کیسے پتا چلا؟ انہوں نے بتلایا، ہمیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے تمہارے آنے کی خبر دی ہے اور بتلایا ہے کہ تم بیمار ہو اور تمہیں جلدی سے یہاں سے منتقل کرنے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔ نہ تو کسی نے آ کر شیخ کو بتلایا اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا۔

پس میں جان گیا کہ یہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کرامات میں سے ہے۔

۵......آپ نے مجھے یہ بھی بیان کیا ہے، میں دمشق میں سخت بیمار ہوگیا، اور بیماری کی

وجہ سے شیخ کی مجلس میں حاضر ہونے سے قاصر ہو گیا، مجھے پتا بھی نہ چلا، کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ میرے سرہانے کھڑے ہیں، میں اس وقت تیز بخار میں مبتلا تھا، انہوں نے میرے لیے دعا کی اور فرمایا عافیت ہوگی، وہ ابھی مجھ سے ہٹ کر گئے ہی تھے کہ بخار جاتا رہا اور مجھے اسی وقت عافیت ہو گئی۔

۶......آپ نے مجھے یہ بھی بیان کیا ہے کہ شیخ ابن عماد الدین مقری رحمہ اللہ نے مجھے بتلایا کہ وہ کہتے ہیں، میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے پاس نفقہ تھا۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا، مجھے قریب کیا اور مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ تمہارے پاس نفقہ ہے یا نہیں۔ کچھ عرصہ بعد میرے پاس نفقہ ختم ہو گیا، میں نے شیخ کے پیچھے نماز ادا کی اور نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ ہی شیخ رحمہ اللہ کی مجلس سے چلے جانا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ نے مجھے روک لیا اور سب کو چھوڑ کر مجھے پاس بٹھلایا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو شیخ رحمہ اللہ نے مجھے ڈھیر سارے دراہم دیئے اور فرمایا: ابھی تمہارے پاس خرچہ نہیں ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر میرے حال کا کشف فرما دیا ہوگا کہ پہلے میرے پاس نفقہ تھا اور اب ختم ہے۔

۷......مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جسے میں جھوٹ سے بَری جانتا ہوں کہ جب مغول دمشق اور گردونواح کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے شام میں داخل ہو گئے تو لوگ سخت گھبرا اُٹھے اور ڈر گئے اور لوگوں کی ایک جماعت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنے کی درخواست لے کر حاضر ہوئی۔ آپ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم لوگ بشارت لو کہ اللہ تعالیٰ تیسرے دن کے بعد فلاں روز مسلمانوں کی نصرت و مدد کرے گا، اور تم لوگ کھوپڑیوں کا ڈھیر دیکھو گئے۔

مجھے بتلانے والے نے کہا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جیسے شیخ رحمہ اللہ نے قسم اُٹھائی تھی آپ کے کہنے کے مطابق تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ ہم نے

دمشق کے باہر ان لوگوں کی کھوپڑیوں کا انبار دیکھا۔(۱)

۸......شیخ صالح الورع عثمان بن احمد بن عیسیٰ نساج نے مجھے بتلایا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ ہر ہفتہ دمشق کے ہسپتال جا کر مریضوں کی عیادت کیا کرتے تھے، وہ اپنی عادت کے مطابق تشریف لائے، وہاں آپ ایک نوجوان کے پاس گئے، اس کے لیے دعا کی جس سے وہ جلد ہی صحت یاب ہوگیا، بعد میں وہ نوجوان سلام عرض کرنے شیخ کی خدمت میں آیا۔ شیخ اس کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے، اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کو نفقہ دیا، اور فرمایا: اللہ نے تجھے شفا دے دی ہے تو رب سے عہد کر کہ اپنے وطن جلد لوٹ جائے گا، کیا یہ تیرے لیے جائز ہے کہ تو اپنی بیوی اور چار بیٹیوں کو یوں ہی ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دے اور یہاں ٹھہرا رہے؟

اس نے شیخ رحمہ اللہ کے ہاتھ چوم کر کہا: اے میرے آقا! میں آپ کے ہاتھ پر رب سے توبہ کرتا ہوں، وہ نوجوان کہتا ہے، مجھے شیخ رحمہ اللہ کے کشف پر تعجب ہوا کیوں کہ میں انہیں بغیر نفقہ کے چھوڑ آیا تھا، اور دمشق میں کسی کو میرا یہ حال معلوم نہ تھا۔(۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرنا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فجر کی نماز ادا کی، پھر تقریباً نصف النہار تک بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے رہے، پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا، یہ میرا ناشتہ ہے اور اگر میں یہ ناشتہ نہ کروں تو میری قوت جاتی رہتی ہے (یا اسی جیسا کوئی کلام ارشاد فرمایا)۔ ایک دفعہ مجھے ارشاد فرمایا کہ میں ذکر کو فقط نفس کو آرام دینے کے لیے ترک کرتا ہوں تا کہ میرا نفس اس استراحت سے دوسرے وقت کے ذکر کے لیے مستعد ہو جائے:

---

(۱) الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية: في ذكر بعض كراماته وفراسته، ص۵۷ تا ۶۰ الناشر: المكتب الاسلامي. (۲) الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية: في ذكر بعض كراماته وفراسته، ص۷۰، ۷۱ الناشر: المكتب الاسلامي

وحضرت شيخ الاسلام ابن تيمية مرة صلى الفجر ثم جلس يذكر الله تعالى إلى قريب من انتصاف النهار، ثم التفت إلي وقال هذه غدوتي، ولو لم أتغد الغداء سقطت قوتي أو كلاماً قريباً من هذا وقال لي مرة لا أترك الذكر إلا بنية إجمام نفسي وإراحتها لأستعد بتلك الراحة لذكر آخر.(۱)

تین چیزوں سے بھیجنے والے کی عقل کا اندازہ

یحییٰ بن خالد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو ان کے بھیجنے والے کی عقل کا اندازہ ظاہر کر دیتی ہیں ہدیہ، مکتوب اور ایلچی:

قَالَ يَحيَى بنُ خَالِدٍ ثَلَاثَة أَشْيَاءٍ تَدلُّ عَلى عُقُوْلِ أَرْبَابِهَا الْهَدِيَّةُ وَالْكِتَابُ وَالرَّسُوْلُ.

یحییٰ اپنے بیٹے جعفر کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ بیٹا ادب کی کوئی قسم بھی حاصل کیے بغیر نہ چھوڑو، کیوں کہ جو شخص کسی شے سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس کا دشمن بھی بن سکتا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں کہ تم کبھی کسی ادبی نوع کے دشمن بنو:

وَكَانَ يحيى يَقُولِ لِابْنِهِ جَعْفَر يَا بُنَيَّ خُذْ مِن كُلِّ أَدَبٍ طَرَفًا فَإِنَّهُ مَن جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ وَأَنا أكرَهُ أَنْ تَكُوْنَ عَدُوَّ الشَّيْءِ مِنَ الْأَدَبِ.(۲)

چور پہ چور پڑ گئے

دو دھوکے بازوں نے ایک گدھا چوری کیا اور ان دونوں میں سے ایک اس کو بیچنے کے لیے لے گیا، تو اس کو ایک شخص ملا جو ایک طباق لیے ہوئے تھا جس میں مچھلیاں تھیں، اور اس نے چور سے پوچھا کہ کیا تو ان گدھے کو بیچتا ہے؟ اس نے کہاں ہاں، اس نے کہا اس طباق کو پکڑ لے میں اس پر سوار ہو کر دیکھ لوں اور اس (کی چال) کا اندازہ کر لوں۔ تو وہ

(۱) الو ابل الصيب من الكلم الطيب: ذكر الله وفوائده: ص ۴۲ الناشر: دار الحديث قاهرة

(۲) كتاب الأذكياء: ص ۴۶ الناشر: مكتبة الغزالي

شخص اس کو مچھلیوں کا طباق دے کر گدھے پر سوار ہو گیا پھر لوٹ کر آیا پھر سوار ہو کر ایک گلی میں داخل ہوا اور بھاگ گیا اس کو کچھ پتہ نہ چل سکا کہ کہاں غائب ہو گیا، پھر وہ چور اپنے گھر واپس آ گیا تو اس کا ساتھی اس سے ملا اور اس سے پوچھا گدھا کیا ہوا:

قَالَ بِعْنَاهُ بِمَا اشْتَرَيْنَاهُ وَرَبِحْنَا هٰذَا الطَّبَقَ مِنَ السَّمَكِ.(۱)

اس نے جواب دیا جتنے میں خریدا تھا اتنے ہی میں بیچ دیا نفع میں یہ مچھلیوں کا طباق ملا۔

کتے کی اپنے مالک کے ساتھ وفاداری

۱......ابن عُبیدہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ سے سفر میں نکلا تو اس کے پیچھے پیچھے ایک کتا بھی ہولیا۔ (راستہ میں) اس شخص پر چند لوگوں نے حملہ کیا اور اس کو زخمی کر کے ایک گہرے گڑھے میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے بند کر دیا، جب وہ لوگ وہاں سے چلے گئے تو کتے نے اس گڑھے پر آ کر پنجوں سے مٹی ہٹانا شروع کر دی یہاں تک کہ اس شخص کا سر ظاہر ہو گیا اور اس میں سانس کی آمد و رفت باقی تھی، پھر کچھ لوگوں کا گزر ہوا تو انہوں نے اس کو زندہ نکال لیا:

وَقَالَ ابْنِ عُبَيْدَةَ خرج رجل من الْبَصْرَةَ فَاتبعهُ كلب فَوَثَبَ بِالرجلِ قوم فجرحوه ورموه فِي بِئْر وحثوا عَلَيْهِ التُّرَاب فَلَمَّا انصرفوا أُتِي الْكَلْب رَاس الْبِئْر فبحث حَتّٰى ظهر رَاس الرجل وَفِيه نفس يتَرَدَّد فَمر قوم فأخرجوه حَيا.

۲......ابن خلف رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ میں باغ میں گیا اور میرے دو کتے میرے ساتھ تھے جو میرے پالے ہوئے تھے، میں باغ میں سو گیا، دفعۃً دونوں نے بھونکنا شروع کر دیا جس سے میں بیدار ہوا تو میں نے کوئی بری چیز نہ دیکھی پھر وہ بھونکے تو میں نے ان کو مارا اور سو گیا تو دفعۃً دونوں نے اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں سے مجھے اس طرح ہلانا شروع کر دیا جس طرح سونے والے کو جگایا جاتا ہے میں فوراً اٹھ بیٹھا، تو کیا دیکھا کہ ایک کالا زہریلا سانپ میرے قریب آ چکا ہے میں فوراً اٹھا اور

(۱) کتاب الأذکیاء: ص۴۶ الناشر: مکتبة الغزالي

اس کو مار ڈالا، تو یہ دونوں کتے میری سلامتی کا باعث بنے:

قَالَ ابْن خلف وحَدثني بعض أصدقائي قَالَ دخلت بستاناً وَمَعِي كلبان لي قد ربيتهما فَنمت فَإِذا هما ينبحان فانتبهت فَلم أر شَيْئا أنكرهُ فعاودوا النبح فضربتهما ونمت فَإِذا بهما يحركاني بأيديهما وأرجلهما كَمَا يوقظ النَّائِم فَوَثَبت فَإِذا أسود سالح قد قرب مني وَثَبت فَقتلته فَكَانَا سَبَب سلامتي.[1]

حکمتِ ربانیہ تین امور سے حاصل ہوتی ہے

سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا خَالِدٍ، يَقُولُ تَحْضُرُ الْحِكْمَةُ بِثَلَاثٍ اَلْإِنْصَاتُ وَالِاسْتِمَاعُ وَالْوَعْيُ وَتُلَقَّحُ الْحِكْمَةُ بِثَلَاثِ خِصَالٍ :اَلْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُودِ وَالتَّجَافِي عَنْ دَارِ الْغُرُورِ وَالِاسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِ الْمَوْتِ.[2]

سفیان بن عیینہ ابو خالد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آدمی کے اندر حکمتِ ربانی تین امور سے ثابت اور پختہ ہوتی ہے۔

اوّل انصات: وعظ ونصیحت کی مجلس میں خاموشی سے بیٹھنا۔

دوم استماع: وعظ ونصیحت کو غور سے سننا۔

سوم وعی: اس وعظ ونصیحت کو اچھی طرح یاد کرنا اور محفوظ رکھنا۔

پھر حکمت کی ترقی وآبیاری بھی تین خصلتوں سے ہوتی ہے۔

اوّل: آخرت کی طرف رجوع کرنا اور اس کی فکر کرنا۔

دوم: اس دھوکے کے گھر یعنی دنیا کے ناجائز امور سے اجتناب کرنا اور کنارہ کش ہونا۔

سوم: موت کے آنے سے قبل موت کی تیاری کرنا۔

بڑی حسرت کی بات ہے کہ آج کل مسلمان اخروی کامیابی سے متعلق حکمت کی ان چھ خصلتوں سے غافل ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو قولِ مذکور میں درج حکیمانہ و

(۱) كتاب الأذكياء: ص ۲۳۴ الناشر: مكتبة الغزالي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ ص۲۸۰ الناشر: دار الكتاب العربي

عارفانہ باتوں پر عمل پیرا ہوں۔

شیخ فتح موصلی رحمہ اللہ کے ساتھ ایک عقل مند بچے کی عارفانہ گفتگو

مشہور عابد و عارف شیخ فتح موصلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بار جنگل میں ایک نابالغ بچہ نظر آیا جو ہونٹ ہلاتا ہوا جا رہا تھا۔ میں نے اسے السلام علیکم کہا اس نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیا۔

میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف جا رہا ہوں، میں نے پوچھا کہ تم اپنے ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو؟ کہنے لگا تلاوتِ قرآن پاک کی وجہ سے، میں نے کہا کہ ابھی تو تم مکلّف نہیں ہو، پھر اتنی مشقت وفکر کیوں کر رہے ہو؟

اس نے کہا:

رَأَيْتُ الْمَوْتَ يَأْخُذُ مَنْ هُوَ أَصْغَرُ مِنِّي سِنًّا.

میں نے موت کو دیکھا ہے کہ وہ مجھ سے چھوٹوں کو بھی نہیں چھوڑتی۔

میں نے کہا:

خَطْوُكَ قَصِيرٌ وَطَرِيْقَتُكَ بَعِيدٌ.

تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ (سفر) بہت لمبا ہے۔

وہ کہنے لگا:

إِنَّمَا عَلَيَّ نَقْلُ الْخَطَاءِ، وَعَلَى اللهِ الْإِبْلَاغُ.

قدم اٹھانا میرا کام ہے اور منزل تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

میں نے کہا کہ زادِراہ اور سواری بھی تو تمہارے پاس نہیں ہے؟

وہ لڑکا کہنے لگا:

زَادِيْ يَقِيْنِيْ وَرَاحِلَتِيْ رِجْلَايَ.

میرا زادِراہ دل کا یقین ہے اور سواری میرے اپنے پاؤں ہیں۔

میں نے کہا کہ میں نے تو روٹی اور پانی کے متعلق سوال کیا ہے، یقین وغیرہ امور کے متعلق تو نہیں پوچھا۔ کہنے لگا:

يَا عمارہ ارايت لو دعاك خلوق إلى منزله أكان يجمل بكَ أنْ تحمل مَعَكَ زَادَكَ؟ فَقُلْتُ: لَا . قَالَ: إنَّ سيدِي دَعَا عِبَادَهُ إلى بَيْتِه وَإني استقبحتُ ذلك، فحفظتُ الأدب مَعَهُ أفتراهُ يضيّعني؟ فَقُلْتُ: كلّا وَحَاشَا.

اے چچا! اگر ایک انسان آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے تو کیا آپ اپنے ساتھ زادِ راہ لے جانا درست سمجھیں گے؟ میں نے کہا۔نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میرے مولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور زیارت کی اجازت دی تو یقین کی کمزوری کے سبب دوسرے لوگ اپنے ساتھ زادِ راہ بھی لے جانے لگے اور میں نے اس بات کو قبیح سمجھتے ہوئے ادب کا خیال کیا۔ تو کیا میرا مولیٰ مجھے ضائع کر دے گا (یعنی کیا وہ مجھے رزق نہیں دے گا)؟ میں نے کہا نہیں، ہرگز نہیں، وہ تجھے ضائع نہیں کرے گا۔

پھر وہ بچہ اچانک غائب ہو گیا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ کوئی صاحب کرامت ولی اللہ تھا۔

شیخ فتح موصلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پھر اس بچے سے میری ملاقات ہوئی۔ مجھے دیکھتے ہی اس بچے نے کہا:

يَا شَيْخُ أَنْتَ بَعْدُ عَلَى ذٰلِكَ الضُّعْفِ فِي الْيَقِيْنِ.

اے شیخ! کیا آپ کا یقین ابھی تک اسی طرح ضعیف ہے؟

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

مَالِكُ الْعَالَمِيْنَ ضَامِنُ رِزْقِيْ — فَلِمَاذَا أُكَلِّفُ الْخَلْقَ رِزْقِيْ
قَدْ قَضٰى لِيْ بِمَا عَلَيَّ وَ مَالِيْ — مَالِكِيْ فِيْ قَضَائِهِ قَبْلَ خَلْقِيْ
صَاحِبُ الْبَذْلِ وَالنَّدٰى فِيْ يَسَارِيْ — وَرَفِيْقِيْ فِيْ عُسْرَتِيْ حُسْنُ صِدْقِيْ
فَكَمَا لَا يَرُدُّ عِجْزُ رِزْقِيْ — فَكَذَا لَا يَجُرُّ رِزْقُ حِذْقِيْ

۱......تمام جہانوں کا رب میرے رزق کا ضامن ہے۔ پس میں کیوں رزق کے معاملے میں مخلوق کو تکلیف دوں۔

۲......میرا مالک میرے نفع وضرر کا فیصلہ میری پیدائش سے پہلے کر چکا ہے۔

۳......حالت غناء میں مدار سخاوت وصدقات اور تنگدستی میں میری مددگار ورفیق میری سچائی وحسن اخلاص ہے۔

۴......جس طرح میری کمزوری رزق کے لیے مانع نہیں ہے اسی طرح صرف ہوشیار ہونا بھی حصول رزق کا سبب نہیں ہوسکتا۔ (۱)

آخری شعر میں ایک بڑے علمی نکتے کی طرف اشارہ ہے، وہ یہ کہ رزق کا مدار عقل مند ہونا یا ہوشیار ہونا نہیں ہے بلکہ رزق براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے منقسم ہوتا ہے۔ ورنہ ہر کم عقل مفلس ہوتا اور ہر عقل مند دولت مند ہوتا، جب کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر مواقع میں معاملہ برعکس ہوتا ہے، کیوں کہ سب لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ کئی عقل مند غریب اور مفلس ہوتے ہیں اور کوئی پاگل اور کم عقل دولت مند ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں میں امام شافعی رحمہ اللہ کے چند اشعار بڑے قیمتی ہیں وہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى الْقَضَاءِ وَحُكْمِهٖ ‌ ‌ ‌ بُؤْسُ اللَّبِيْبِ وَطِيْبُ عَيْشِ الْاَحْمَقِ

لَوْ اَنَّ بِالْحِيَلِ الْغِنٰى لَوَجَدْتَنِيْ ‌ ‌ ‌ بِنُجُوْمِ اَفْلَاكِ السَّمَاءِ تَعَلُّقِيْ

لٰكِنَّ مَنْ رُزِقَ الحِجٰى حُرِمَ الغِنٰى ‌ ‌ ‌ ضِدَّانِ مُفْتَرِقَانِ اَیَّ تَفَرُّقِ

۱......یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ عقل مند مفلس اور کم عقل دولت مند ہوتا ہے۔

۲......اگر ہوشیاری اور چالاکی سے دولت ملتی تو تم مجھے آسمان کے ستاروں سے وابستہ پاتے۔

۳......مگر بات یہ ہے کہ جسے عقل نصیب ہوتی ہے وہ عموماً (الا ماشاء اللہ) دولت سے محروم ہوتا ہے، دولت وعقل غالباً متضاد ہیں۔

(۱) طبقات الأولیاء لابن الملقن: ص۲۷۷، ۲۷۸ الناشر: مکتبة الزنجي بالقاهرة

ایک اور موقع پر کسی جاہل کو مخاطب ہو کر امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

رُزِقْتَ مَالًا عَلٰی جَهْلٍ فَعِشْتَ بِهٖ فَلَسْتَ أَوَّلَ مَجْنُوْنٍ بِمَرْزُوْقٍ

یعنی تو باوجود جاہل ہونے کے دولت مند ہو کر زندگی گزار رہا ہے۔ سو تو کوئی پہلا مجنون (پاگل) دولت مند نہیں بلکہ تجھ جیسے اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو پاگل اور کم عقل ہونے کے باوجود دولت مند ہیں۔(۱)

فقہاء کا قول ہے کہ عموماً عقلاء کی زندگی جہلاء کی زندگی کے مقابلے میں تنگ ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے جیسا کہ ان کے مذکورہ اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

بہن سے قطع تعلق کی بناء پر عذاب میں گرفتار

ایک مال دار شخص حج کرنے گیا وہاں پر اس نے ایک مشہورِ زمانہ دیانت دار اور امانت دار آدمی کے پاس عرفہ سے واپسی تک کے لیے ہزار دینار رکھوائے، اس کے بعد وہ وقوف عرفہ کے لیے چلا گیا، جب واپس آیا تو امانت دار شخص کا انتقال ہو چکا تھا، اس نے اس امانت دار شخص کی اولاد سے اپنے دیناروں کا پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں تو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس نے مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے علمائے کاملین سے رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نصف شب کو زم زم کے پاس جاؤ اور اس امانت دار شخص کا نام لے کر پکارو، اگر وہ نیک اور جنتی لوگوں میں سے ہوا تو پہلی پکار پر ہی جواب دے گا۔

اس شخص نے زم زم کے کنارے پر کھڑے ہو کر اس کو آواز دی مگر کوئی جواب نہیں آیا وہ علماء کے پاس واپس آیا اور جواب نہ آنے کی خبر دی تو انہوں نے کہا "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"، ہمیں تو خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ وہ امانت دار جہنم میں نہ چلا گیا ہو، آپ یمن چلے جاؤ وہاں ایک کنواں ہے جسے چاہِ برہوت کے نام سے لوگ جانتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ کنواں جہنم کے منہ پر واقع ہے، وہاں جا کر رات کو اس امانت دار کا نام لے کر آواز دو۔

(۱) وفيات الأعيان وأبناء أبناء الزمان: ترجمة: الإمام الشافعي، ج۴ ص۱۶۶، ۱۶۷، الناشر: دار صادر بيروت/معجم الأدباء: ج۳ ص۱۰۳۲ الناشر: دار الغرب الاسلامی

وہاں پر ضرور جواب مل جائے گا، وہ شخص یمن چلا گیا لوگوں سے پوچھ پوچھ کر "چاہِ برہوت" تک پہنچا، رات کو امانت دار کا نام لے کر آواز دی تو اس نے جواب دیا، اس شخص نے کہا کہ میری اشرفیاں کہاں ہے؟ امانت دار نے کہا میں نے انہیں اپنے گھر کی فلاں جگہ پر زمین میں دفنا رکھا ہے کیوں کہ میں نے اپنی اولاد کو امانت دار نہ سمجھا۔ لہٰذا تم جاؤ اس جگہ کو کھودو، تمہیں تمہاری اشرفیاں مل جائیں گی:

فَقَالَ لَهُ مَا الَّذِي أَنْزَلَكَ هَاهُنَا وَقَدْ كُنْتَ يُظَنُّ بِكَ الْخَيْرُ؟ قَالَ كَانَ لِي أُخْتٌ فَقِيرَةٌ هَجَرْتُهَا وَكُنْتُ لَا أَحْنُو عَلَيْهَا فَعَاقَبَنِي اللّٰهُ تَعَالَى بِسَبَبِهَا.(۱)

اس شخص نے کہا یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں جہنمیوں کی جگہ کیسے پہنچے؟ جب کہ لوگوں کا گمان تمہارے نیک اور جنتی ہونے کا تھا، امانت دار نے کہا میری ایک تنگ دست اور غریب بہن تھی میں نے اس سے قطع تعلق کیے رکھا تھا اس پر کبھی رحم نہیں کھایا نہ کبھی صلہ رحمی کا خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں مجھے اس جگہ جہنمیوں کے درمیان پہنچا دیا۔

مردے نے اپنے بَرزخی احوال سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا

حضرت سعید بن میّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ کے ایک قبرستان میں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبر والوں کو خطاب کر کے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تُخْبِرُوْنَا بِأَخْبَارِكُمْ أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ نُخْبِرَكُمْ.

اے قبر والو! تم پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، کیا تم اپنے حالات ہمیں سناؤ گے یا ہم تمہیں اپنے حالات سنائیں؟

تو ایک قبر سے جواب دیا:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ خَبِّرْنَا عَمَّا كَانَ بَعْدَنَا.

---

(۱) الزواجر عن إقتراف الكبائر: الثالثة بعد الثلاثمائة: قطع الرحم، ج۲ص۱۳۰ الناشر: دار الفكر

اے امیر المؤمنین! آپ پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں پہلے آپ ہمیں ہمارے بعد کے حالات سے مطلع کریں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَمَّا أَزْوَاجُكُمْ فَقَدْ تَزَوَّجْنَ وَأَمَّا أَمْوَالُكُمْ فَقَدْ إِقْتَسَمَتْ وَأَوْلَادُكُمْ فَقَدْ حَشَرُوْا فِيْ زُمْرَةِ الْيَتَامٰى وَالْبِنَاءِ الَّذِي شَيَّدْتُمْ فَقَدْ سَكَنَهُ أَعْدَاؤُكُمْ.

تمہاری بیویوں نے دوسری شادی کر لی ہیں تمہارے اموال تقسیم ہو گئے، تمہارے بال بچے یتیموں کی جماعت میں شامل ہو گئے اور جن عمارتوں کو تم نے خوب مضبوط کر کے تعمیر کروایا تھا ان میں تمہارے دشمن لوگ آ بسے ہیں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہمارے یہاں کی خبریں اور احوال ہیں اب تم بھی اپنے احوال سناؤ، تو ایک مردے نے اپنی قبر سے یوں جواب دیا:

قد تخرقت الأكفان وإنتثرت الشُّعُور وتقطعت الْجُلُود وسالت الأحداق على الخدود وسالت المناخر بالقيح والصديد وَمَا قدمْنَاهُ وَجَدْنَاهُ وَمَا خلفناه خسرناه وَنحن مرتهنون بِالْأَعْمَالِ.(۱)

کفن کے کپڑے ریزہ ریزہ ہو گئے، بال سارے بکھر گئے، چمڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ پڑیں، ناک سے خون والی پیپ اور خالص پیپ ہمیشہ رواں ہیں، جو کچھ عمل ہم نے آگے بھیجا اسے پالیا اور جو مال پیچھے چھوڑ آئے اس کا ہمیں نقصان ہوا، اب ہم اپنے اعمال کے حوالے ہیں۔

کرامت اور معجزہ کے درمیان فرق

کرامت اور معجزہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام معجزہ کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں اور ولی پر کرامت کا اخفاء واجب ہے، نبی دعویٰ کے ساتھ قطعی بات کہتا ہے اور ولی نہ اپنی کرامت کا مدعی ہوتا ہے اور نہ اس پر قطعی ہونے کا حکم لگاتا ہے، کیوں کہ ہوسکتا

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۲۰۷ الناشر: دارالمعرفة

ہے یہ محض ولی کی فکر ہو، اس فن میں یگانہ روزگار قاضی ابوبکر باقلّانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معجزہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے، کرامت اولیا سے ظاہر ہوتی ہے، اولیاء کے لیے معجزہ نہیں ہوتا کیوں کہ معجزہ کی شرط ہے کہ اس کے پاس دعوائے نبوت ہو، معجزہ بعینہ معجزہ نہیں ہوتا بلکہ اوصاف کثیرہ کے بعد معجزہ ہوتا ہے، جب معجزہ کی شرائط میں سے کوئی شرط باقی نہ رہے تو معجزہ نہ ہوگا اور معجزہ کی ایک شرط دعوائے نبوت ہے، ولی نبوت کا مدعی نہیں ہوتا لہٰذا جو اس سے ظاہر ہوگا وہ معجزہ نہ ہوگا۔ (۱)

مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع دعا کرنا

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ يُرِيدُ الْمَدِينَةَ، قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَنِي وَلَمْ أَكُ شَيْئًا، اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى هَوْلِ الدُّنْيَا، وَبَوَائِقِ الدَّهْرِ، وَمَصَائِبِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنِي فِي سَفَرِي، وَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي، وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي، وَلَكَ فَذَلِّلْنِي، وَعَلَى صَالِحِ خُلُقِي فَقَوِّمْنِي، وَإِلَيْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِي، وَإِلَى النَّاسِ فَلَا تَكِلْنِي، رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَأَنْتَ رَبِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَكَشَفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، أَنْ تُحِلَّ عَلَيَّ غَضَبَكَ، وَتُنْزِلَ بِي سَخَطَكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَفَجْأَةِ نِقْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ، لَكَ الْعُتْبَى عِنْدِي خَيْرَ مَا اسْتَطَعْتُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ. (۱)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ارادے سے اللہ کی طرف سے ہجرت کرتے ہوئے مکہ سے چل پڑے تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے

(۱) بستان العارفین: ج۱ ص۶۳، الناشر: دار الريان للتراث

(۲) البداية والنهاية: باب هجرة رسول الله بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ج۴ص۴۴۶ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر

مجھے پیدا فرمایا حالاں کہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اے اللہ! دنیا کی گھبراہٹ اور زمانے کے شرور اور دن رات آنے والے مصائب پر میری مدد فرما۔ اے اللہ! اس سفر میں تو میرا ساتھی ہو جا، اور میرے گھر میں تو میرا خلیفہ بن جا۔ اور جو تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت نصیب فرما۔ مجھے اپنے سامنے تواضع کرنے والا بنا دے اور عمدہ و نیک اَخلاق پر تو مجھے جما دے اور مجھے اپنا محبوب بنا لے اور مجھے عام لوگوں کے سپرد نہ فرما۔ اے کمزوروں کے ربّ! تو میرا بھی ربّ ہے۔ میں تیرے اس کریم چہرے کے طفیل جس سے سارے آسمان اور زمین روشن ہو گئے اور جس سے اندھیرے چھٹ گئے اور جس سے پہلوں کے کام درست ہو گئے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھ پر غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو۔ اور تیری نعمت کے زائل ہونے اور تیری ناگہانی سزا سے اور تیری عطا کردہ عافیت کے چلے جانے اور تیرے ہر قسم کے غصے سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں جتنے اعمال کر سکتا ہوں ان میں سے میرے نزدیک سب سے بہتر تجھے راضی کرنا اور منانا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکیوں کے کرنے کی قوت تجھ سے ہی ملتی ہے۔

توبہ کی شرائط

۱......گزشتہ پر ندامت۔ ۲......آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔ ۳......فی الحال گناہ سے بچنا۔ ۴......لفظوں میں استغفار کہہ کر معافی مانگنا۔ ۵......موت کے وقت سے پہلے پہلے توبہ ہو، اگر غرغرے کی حالت میں توبہ کی تو وہ توبہ قبول نہیں:

الأول: اَلنَّدَمُ عَلٰی مَا مَضٰی.

الثاني: اَلْعَزْمُ عَلٰی اَلَّا یَعُوْدُ فِي الْمُسْتَقْبِلِ اِلَیْهِ.

الثالث: اَلْاِقْلَاعُ عَنِ الذَّنْبِ فِي الْحَالِ.

الرابع: اَلْاِسْتَغْفَارُ لَفْظًا.

الخامس: وُقُوْعُ التَّوْبَةِ فِيْ وَقْتِهَا وَهُوَ مَا قَبْلَ الْغَرْغَرَةِ.(۱)

(۱) الزواجر عن إقتراف الكبائر: الكبيرة الثالثة والستون بعد الأربع مائة: ترك التوبة من الكبيرة، ج۲ ص۳۶۰ تا ۳۶۵، الناشر: دار الفكر

توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے

صحیح مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والے گناہ گاروں کو وہ بشارت سنائی ہے جو کسی دوسرے بڑے سے بڑے عمل پر بھی نہیں سنائی گئی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کو سمجھنے کے لیے صرف یہی ایک حدیث ہوتی تو کافی تھی، حق یہ ہے کہ اس مُستند حدیث میں معرفت کا ایک دفتر ہے، اللہ تعالیٰ فہم اور یقین نصیب فرمائے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِلّٰهِ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلِكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ، فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ، فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ.(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامانِ حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام لینے کے لیے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لیے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ چلا جاؤں

(۱) صحیح مسلم: کتاب التوبة، باب في الحض على التوبة والفرح بها، ج۴ص۲۱۰۳ رقم الحديث: ۲۷۴۴
الناشر: دار إحياء التراث العربي

(جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے، پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آ کر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لیے لیٹ جائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے، تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مؤمن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے ہاتھ پر ایک گناہ گار کی توبہ

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا حضرت! میں گناہوں سے بچنا چاہتا ہوں مگر بچ نہیں پاتا، کیا کروں؟ کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیے جو میرے گناہوں کو روکنے والی ہو؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب تیرا ارادہ گناہ کرنے کا ہو تو دیکھنا کہ اللہ کا دیا ہوا رزق نہ کھانا، اس نے عرض کیا کہ پھر میں کیا اور کس طرح کھاؤں، جب کہ جو بھی زمین پر رزق موجود ہے وہ اللہ ہی کا عطا کردہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ جس کا رزق کھاتا ہے اسی کی نافرمانی کرنا چاہتا ہے؟

پھر حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو گناہ کرنا ہی چاہتا ہے تو ایسا کر کہ اللہ کی زمین سے باہر چلا جا اور وہاں گناہ کر لے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ساری کائنات اسی اللہ کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ اللہ ہی کی زمین پر رہتے ہوئے اس کی معصیت کرے؟

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے گناہ کرنا ہی ہے تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے اللہ نہ دیکھتا ہو۔ اس نے کہا کہ حضرت! یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ وہ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، آپ نے فرمایا کہ: کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے اس قدر قریب ہوتے ہوئے اس کی نافرمانی کرے؟

پھر فرمایا کہ: اگر تو گناہ کرنا ہی چاہتا ہے تو جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح

قبض کرنے آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ مجھے توبہ کرنے تک ذرا مہلت دو۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پھر کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ ملک الموت آئے اور تیری روح اس حال میں قبض کرلے کہ تو گناہ میں ہو؟

پھر فرمایا کہ اگر تو گناہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ایسا کر کہ جب جہنم کے فرشتے قیامت کے روز تجھے پکڑ کر جہنم میں لے جانا چاہیں تو ان سے یہ کہہ دینا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت! کیا وہ مجھے چھوڑ دیں گے اور میری بات مان لیں گے؟ فرمایا کہ پھر تیری نجات کیسے ہوگی؟ کہنے لگا کہ اے ابراہیم! یہ نصیحت کافی ہے، کافی ہے، میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ (۱)

مشہور شاعر ابونُوَاس رحمہ اللہ کی توبہ ومُناجات

عرب کے مشہور شاعر ابونواس رحمہ اللہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ نے میری مغفرت ان اشعار کی وجہ سے کردی جو میں نے بیماری کے دنوں میں مرنے سے پہلے کہے تھے اور وہ میرے تکیے کے نیچے رکھے ہیں۔ جب اس کے تکیے کے نیچے دیکھا گیا تو ایک کاغذ پر یہ اشعار لکھے ہوئے ملے:

يَا رَبِّ إِنْ عَظُمَتْ ذُنُوبِي كَثْرَةً   فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ
إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ   فَمَنِ الَّذِي يَدْعُو وَيَرْجُو الْمُجْرِمُ
أَدْعُوكَ رَبِّ كَمَا أَمَرْتَ تَضَرُّعًا   فَإِذَا رَدَدْتَ يَدِي فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ
مَا لِي إِلَيْكَ وَسِيلَةٌ إِلَّا الرَّجَا   وَجَمِيلُ عَفْوِكَ ثُمَّ أَنِّي مُسْلِمُ

ا......اے میرے پروردگار! اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیری معافی ومغفرت اس سے زیادہ بڑی ہے۔

(۱) کتاب التوابين لابن قدامة: توبة شاب مسرف على نفسه على يد ابراهيم بن ادهم، ص۱۶۹، الناشر: دار ابن حزم

۲......اگر نیکی کرنے والا ہی تیری رحمت سے امید رکھ سکتا ہے تو وہ کون ہے جس سے گناہ گار مجرم بندہ امید رکھے؟

۳......میں تجھ سے اسی طرح گڑ گڑا کر مانگتا ہوں جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے، پس اگر تو ہی میرے ہاتھوں کو رد کر دے تو پھر کون مجھ پر رحم کرے گا؟

۴......تیری رحمت سے امید اور تیری معافی پھر میرے مسلمان ہونے کے سوا میرا کوئی وسیلہ نجات نہیں ہے۔ (۱)

توبہ کی وجہ سے ایک قصّاب پر بادل کا سایہ کرنا

امام ابوبکر بن عبداللہ مُزَنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب نے ایک باندی سے معاشقہ کیا، وہ ایک بار اپنے آقا کے گھر والوں کے کام سے کہیں جارہی تھی کہ اس نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو پھسلانے کی کوشش کی مگر اس باندی نے کہا کہ مجھ سے کوئی برا کام نہ کرو، تم مجھ سے جتنی محبت کرتے ہو میں تم سے اس سے زیادہ محبت کرتی ہوں مگر مجھے اللہ کا خوف ہے، لہٰذا میں کوئی برا کام نہیں کروں گی۔

قصاب نے کہا اگر تو اللہ سے ڈرتی ہے تو میں کیوں نہ اللہ سے ڈروں۔ لہٰذا میں توبہ کرتا ہوں، پھر وہاں سے وہ لوٹ رہا تھا کہ اس کو گرمی کی شدت سے شدید پیاس معلوم ہوئی، یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب ہو گیا۔ پس اس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر کے ایک قاصد وہاں سے گزر رہے ہیں، انہوں نے اس سے حال پوچھا، اس نے پیاس کا حال بتایا، انہوں نے کہا کہ چلو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں ایک بادل کا ٹھنڈا سایہ عطا کر دے۔

اس قصاب نے کہا کہ میرا کوئی ایسا عمل نہیں کہ میری دعا قبول ہو، آپ ہی دعا کیجیے۔ اس قاصد نے کہا کہ اچھا میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو۔ چناں چہ انہوں نے دعا کی اور

(۱) المنتظم فی تاریخ الامم والملوك، سنة خمس وتسعین ومائة، ترجمة أبونواس الحسن بن هانی بن جناح، ج۱۰ ص ۲۱، رقم الترجمة: ۱۰۶۸ الناشر: دارالکتب العلمیة

اس نے آمین کہی، اور اللہ نے دعا قبول کر کے ان کو ایک بادل کا سایہ عطا کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں اس سایہ میں چل کر اپنے قریہ کو پہنچ گئے اور جب وہ قصاب اپنے گھر کی جانب چلنے لگا تو وہ سایہ اسی کے ساتھ ہو گیا، یہ دیکھ کر اس قاصد نے کہا کہ بھائی! تم تو کہتے تھے کہ میرا کوئی عمل صالح نہیں ہے اور یہاں تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سایہ تو تمہاری ہی وجہ سے ملا ہے۔ لہٰذا مجھے اپنا قصہ سناؤ کہ کیا ہے؟ تب اس نے اپنی توبہ کا قصہ سنایا تو اس قاصد نے کہا کہ جو توبہ کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچتا۔ (۱)

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کی توبہ

امام غزالی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نوجوان شخص بیس سال تک عبادت میں لگا رہا، پھر شیطان نے معاصی اس کے لیے مزین کر دیئے اور وہ بیس سال تک گناہوں میں پڑا رہا، پھر ایک دن اس نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو داڑھی میں ایک بال سفید نظر آیا، اب سوچنے لگا اور اسی حالت میں اس نے التجاء کی کہ الٰہی! میں نے بیس سال تک آپ کی اطاعت کی اور بیس سال نافرمانی کی، اگر میں اب آپ کی جانب لوٹ آؤں تو کیا آپ مجھے قبول کریں گے؟ اس کو غیب سے آواز آئی کہ:

أَحْبَبْتَنَا أَحْبَبْنَاكَ، وَتَرَكْتَنَا فَأَمْهَلْنَاكَ، فَإِنْ رَجَعْتَ إِلَيْنَا قَبِلْنَاكَ.

تو نے ہم سے محبت کی تو ہم نے بھی تجھ سے محبت کی اور جب تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تو دوبارہ ہماری جانب رخ کرے گا تو ہم بھی دوبارہ تجھے قبول کر لیں گے۔ (۲)

جنازے میں شرکت کرنے والوں کے لیے مغفرت کا اعلان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک گناہ گار شخص تھا جس سے لوگوں نے بیزار ہو کر اس کو اپنے شہر سے نکال دیا، وہ ایک ویرانے میں رہنے لگا، اور جب اس کی موت

(۱) إحياء علوم الدين: ج۳ص۱۰۶، ۱۰۷ (۲) إحياء علوم الدين: ج۴ص۱۵

کا وقت ہوا اور وہ انتقال کر گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ ہمارے ایک ولی کی فلاں جگہ وفات ہوگئی ہے آپ اس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھیں، اور لوگوں کو بتا دیں کہ جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ لوگ اگر اس کے جنازے میں شریک ہوں تو میں ان کی بھی مغفرت کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اعلان کر دیا اور کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوگئے اور جب لوگوں نے اس کی لاش کو دیکھا تو اس کو پہچان لیا اور کہا کہ حضرت! یہ تو بڑا گناہ گار شخص تھا، اور ہم نے تنگ آ کر اس کو گاؤں سے نکال دیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا اور اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو وحی آئی کہ اے موسیٰ! یہ بات تو سچ ہے کہ یہ گناہ گار تھا، مگر جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی رشتہ دار یا دوست نظر نہیں آیا، اور خود کو تنہا و اکیلا محسوس کیا اور آسمان کی جانب نظر اُٹھائی اور کہنے لگا:

يَا إِلٰهِيْ! عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِكَ غَرِيْبٌ فِيْ بِلَادِكَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ عَذَابِيْ يَزِيْدُ فِيْ مُلْكِكَ وَعَفْوكَ عَنِّيْ يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِكَ لَمَا سَأَلْتُكَ الْمَغْفِرَةَ وَلَيْسَ لِيْ مَلْجَأٌ وَلَا رَجَاءٌ إِلَّا أَنْتَ وَقَدْ سَمِعْتُ فِيْمَا أَنْزَلْتَ أَنَّكَ قُلْتَ: إِنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ، فَلَا تُخَيِّبْ رَجَائِيْ۔

اے میرے پروردگار! میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ اور تیری بستیوں سے نکالا ہوا غریب الوطن ہوں، اگر میں جانتا کہ مجھے عذاب دینے سے آپ کی حکومت میں کوئی زیادتی ہوتی ہے یا مجھے معاف کر دینے سے آپ کی حکومت میں کمی ہوتی ہے تو میں آپ سے مغفرت کا سوال نہ کرتا، میری پناہ اور امید کا مرکز سوائے آپ کی ذات کے کوئی نہیں، میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے اپنے کلام میں یہ نازل کیا ہے کہ: میں ہی غفور الرحیم ہوں، پس میری امید میں مجھے ناکام نہ فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا میرے لیے یہ اچھی بات تھی کہ میں اس غریب الوطن کو رد کر دیتا؟ جب کہ وہ مجھ سے التجا کر رہا ہے اور میرے سامنے گڑگڑا رہا ہے؟

مجھے میری عزت اور جلال کی قسم اگر وہ دنیا کے تمام گناہ گاروں کے متعلق مغفرت کا سوال کرتا تو میں اس کے طفیل ان تمام کے گناہ گاروں کو بھی معاف کر دیتا۔ (۱)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی توبہ کا واقعہ

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ ایک بڑے اللہ والے گزرے ہیں، زاہدین وعارفین میں ان کا شمار ہوتا ہے، اللہ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو فجر کے وقت جنازہ اٹھایا گیا اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے قبرستان کو پہنچتے پہنچتے عشاء کا وقت ہوگیا، یہ عجیب وروح پرور منظر دیکھ کر امام علی بن المدینی رحمہ اللہ اور ابونصر التمار رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ حدیث نے فرمایا کہ یہ آخرت کے شرف سے پہلے دنیا کا شرف ہے، اور کہا گیا ہے کہ جنات بھی ان کی وفات پر رو رہے تھے۔

ان کی توبہ کا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ وہ پہلے لہو ولعب میں مبتلا رہتے تھے، شراب وکباب کی مجلسیں چلتی تھیں، ایک بار اپنے دوست احباب کے ساتھ اپنے ہی گھر میں شراب وکباب اور گانے بجانے میں مست تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی، بشر حافی رحمہ اللہ کی ایک باندی دروازے پر دیکھنے گئی، تو آنے والے شخص نے اس سے پوچھا کہ:

صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ؟

اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام؟

باندی نے کہا کہ "حـــر" یعنی آزاد ہے (کیوں کہ گھر کا مالک تو آزاد ہی ہوسکتا ہے کوئی غلام کہاں ہوسکتا ہے)

صَدَقْتَ لَوْ كَانَ عَبْدًا لَاسْتَعْمَلَ أَدَبَ الْعُبُوْدِيَّةِ وَتَرَكَ اللَّهْوَ وَالطَّرَبَ.

اس شخص نے کہا کہ ہاں تم نے سچ کہا، اگر وہ غلام ہوتا تو عبودیت وغلامی کے آداب کا لحاظ بھی کرتا ہے اور لہو ولعب چھوڑ دیتا۔

---

(۱) كتاب التوابين لابن قدامة: توبة شاب مسرف على نفسه: ص ٥٦ الناشر: دار ابن حزم

یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور بشر حافی رحمہ اللہ جو وہاں نشہ میں مست پڑے تھے، اس شخص کی اور باندی کی یہ گفتگو سن رہے تھے، وہ جلدی سے دروازے کی جانب آئے، مگر وہ شخص جا چکا تھا۔

باندی سے پوچھا کہ وہ آدمی کس طرف کو گیا؟ باندی نے بتایا کہ اس طرف، تو وہ اس کی تلاش میں نکلے اور ایک جگہ اس کو پالیا اور پوچھا کہ کیا آپ ہی نے دروازے پر باندی سے اس طرح گفتگو کی تھی؟

اس نے کہا کہ ہاں، تو بشر حافی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک بار پھر اپنی بات دہرایئے، جب اس نے کہا کہ یہ گھر والا اگر اللہ کا غلام ہوتا تو غلامی کا انداز اختیار کرتا اور لہو ولعب میں شراب وکباب میں زندگی نہ گزارتا۔

یہ سن کر بشر حافی رحمہ اللہ تڑپنے لگے اور اپنے گال زمین پر رکھ دیئے اور کہنے لگے کہ نہیں، میں آزاد نہیں، بلکہ غلام ہوں، یعنی اللہ کا غلام، اور اسی دن سے تمام بدکاریوں اور گناہوں سے توبہ کر لی اور کہا کہ اللہ سے عہد وپیمان کے وقت (یعنی توبہ کے وقت) چوں کہ پیروں میں جوتے یا چپل نہیں تھے اس لیے اب عمر بھر اسی حال سے رہوں گا اور اسی لیے ان کا نام حافی پڑ گیا۔ (۱)

چالیس سال تک اللہ کی نافرمانی کرنے والے سے اللہ کی محبت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں قحط واقع ہوا، لوگوں نے جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ ہم پر بارش برسا دے، آپ ان کے ہمراہ جنگل کو چلے، وہ ستّر ہزار آدمی تھے بلکہ زیادہ، آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم پر بارش نازل فرما اور ہم پر اپنی رحمت پھیلا دے، اور دودھ پینے والے بچوں اور چرنے والے جانوروں اور نمازی بوڑھوں کے طفیل ہم پر رحم فرما، مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہو گیا۔ آپ نے اس وقت عرض کی

(۱) كتاب التوابين لابن قدامة: توبة بشر بن الحارث الحافي: ص۱۲۸، الناشر: دار ابن حزم

کہ الٰہی اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے تو حضرت نبی امی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں جنہیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرمائیں گے ان کے طفیل ہم پر بارش برسا۔

وحی آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہارا رتبہ میرے نزدیک گھٹا نہیں ہے اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے لیکن تم میں ایک بندہ ہے جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے، تم لوگوں میں منادی کر دو تا کہ وہ شخص تم میں سے نکل جائے میں نے اسی کے سبب بارش روک رکھی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں کمزور بندہ اپنی کمزور آواز سے ان سب کو کیسے مطلع کروں گا حالاں کہ لوگ کم وبیش ستر ہزار ہیں، حکم ہوا تم آواز دو، ہم پہنچا دیں گے۔

چناں چہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا کی کہ اے وہ گناہ گار بندے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے ہمارے درمیان سے نکل جا کیوں کہ تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے، یہ سن کر وہ بندہ گناہ گار کھڑا ہوا اور چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ آیا اس وقت وہ سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں اور جی میں سوچنے لگا کہ اگر میں لوگوں میں سے نکلوں گا تو سب کے سامنے میری رسوائی ہو گی۔

اور اگر ان کے ساتھ ٹھہرا رہوں تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے محروم ہو جائیں گے، اس خیال کے آتے ہی اُس نے اُسی وقت اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا تا کہ کوئی دیکھ نہ لے اور دعا کی کہ اے اللہ میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی میرا دن بھی تیری نافرمانی میں گزرا میری رات بھی تیری نافرمانی میں گزری تو نے مجھے مہلت دی اب میں فرماں بردار بن کر آیا ہوں مجھے قبول فرما لے۔

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک سفید ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس تیزی سے برسا کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی ابھی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا پھر کیسے آپ نے ہم پر بارش نازل فرمائی؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ جس کی وجہ سے بارش روکی تھی اب اس کی وجہ سے برسا رہا ہوں، حضرت موسیٰ نے عرض کیا

اے الٰہی! اس بندہ کو مجھے دکھا دے، فرمایا اے موسیٰ میں نے نافرمانی کے زمانہ میں اسے رسوا نہ کیا اب فرماں برداری کے وقت اسے کیونکر رسوا کروں گا۔ (۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا دوعورتوں کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دوعورتیں سفر میں تھیں اور ہر ایک کی گود میں بچہ تھا، ان میں سے ایک کے بچہ کو بھیڑیا لے گیا، اب دوسرے بچہ پر دونوں عورتوں نے جھگڑنا شروع کر دیا (ہر ایک اس کو اپنا کہتی تھی) اب دونوں نے یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش کیا، آپ علیہ السلام نے دونوں میں سے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا (کہ بچہ پر اسی کا قبضہ تھا اور ثبوت کوئی بھی پیش نہ کرسکی تھی) واپسی میں ان عورتوں کا گزر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے سے ہوا، آپ نے ان سے حال دریافت کیا تو انہوں نے پورا قصہ سنایا۔ آپ نے یہ سن کر حکم دیا کہ چھری لاؤ میں اس بچہ کے دوٹکڑے کر کے دونوں پر تقسیم کر دوں گا؟ چھوٹی نے (آمادگی دیکھ کر) پوچھا کہ کیا واقعی آپ اسے کاٹ ڈالیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہ آپ نہ کاٹیئے میں اپنا حصہ اسی کو دے دیتی ہوں، یہ سن کر آپ نے فیصلہ کر دیا کہ یہ بچہ چھوٹی کا ہے اور اس کو دے دیا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ، فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ هَذِهِ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ أَنْتِ، وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا يَرْحَمُكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى. (۲)

---

(۱) كتاب التوابين لابن قدامة: توبة العبد العاصي، ص۵۵ الناشر: دار ابن حزم

(۲) صحيح مسلم: كتاب الأقضية، باب بيان إختلاف المجتهدين، ج۳ص۱۳۴۴ رقم الحديث: ۱۷۲۰

الناشر: دار احياء التراث العربي

ابن طولون امام مسجد کی قراءت سن کران کی ضرورت کو سمجھ گیا

ابن طولون صبح کے وقت اٹھ کر ائمہ مساجد کی قرأت سنا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے ایک اپنے مصاحب کو بلا کر فرمایا کہ فلاں مسجد میں جا کر اس کے امام کو یہ دینار دے آؤ، یہ مصاحب کہتا ہے کہ میں گیا اور امام کے پاس بیٹھ کر سلسلہ گفتگو میں اس کو بے تکلف کرلیا یہاں تک کہ اس نے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا کہ ان کی اہلیہ کو دردِ زہ کی تکلیف ہے اور اس کے ضروری سامان کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، اسی لیے آج نماز میں بھی کئی مرتبہ قرأت میں غلطی ہوگئی، پھر میں (اس کو دینار دے کر) ابن طولون کے پاس واپس آیا اور حال بیان کیا انہوں نے کہا اس نے سچ کہا، میں نے آج کھڑا ہو کر سنا تو میں نے دیکھا کہ بہت غلط پڑھ رہا ہے۔ اسی سے میں سمجھا کہ اس کا دل کسی اور چیز میں مشغول ہے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بچپن میں دانش مندی

ایک مرتبہ بچپن میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو سب بچے بھاگ گئے اور یہ کھڑے رہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کیا بات ہے اپنے دوستوں کے ساتھ تو کیوں نہیں بھاگا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ بھاگتا اور راستہ میں کوئی تنگی نہیں تھی کہ آپ کے لیے مجھے گنجائش نکالنے کی ضرورت ہوتی:

ومر به عمر بن الخطاب وهو صبي يلعب مع الصبيان ففروا ووقف وقال ما لك لم تفر مع اصحابك فقال يا امير المؤمنين لم اجرم فاخافك ولم تكن الطريق ضيقة فأوسع لك. (۲)

کثرت طعام کے پانچ نقصانات

ا...... إِنَّ فِيْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ وَذِهَابُ نُوْرِهٖ.

(۱) كتاب الأذكياء: ص ۵۷ الناشر: مكتبة الغزالى (۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبدالله بن الزبير بن العوام بن خويلد، ج۲۸، ص ۱۶۵ رقم الترجمة: ۳۲۹۶ الناشر: دارالفكر

زیادہ کھانے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے اور نور قلبی چلا جاتا ہے۔

۲...... إِنَّ فِيْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ فِتْنَةُ الْأَعْضَاءِ وَهَيْجِهَا وَإِنْبِعَاثِهَا لِلْفُضُوْلِ وَالْفَسَادِ.

زیادہ کھانے سے اعضاء میں فتنہ پیدا ہوتا ہے (یعنی دین سے بے رغبتی اور ناجائز امور کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے) اور ان اعضاء میں فضول ومفسد امور ابھرنے لگتے ہیں۔

۳...... إِنَّ فِيْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ قِلَّةُ الْفَهْمِ وَالْعِلْمِ، فَإِنَّ الْبِطْنَةَ تَذْهَبُ الْفِطْنَةَ.

کثرتِ طعام سے انسان کے فہم وعلم میں کمی واقع ہو جاتی ہے کیوں کہ یہ قول مشہور ہے کہ زیادہ پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کر دیتا ہے۔

۴...... إِنَّ فِيْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ قِلَّةُ الْعِبَادَةِ.

کثرتِ طعام کی وجہ سے عبادت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

کیوں کہ زیادہ کھانے سے بدن بھاری ہو جاتا ہے، اعضاء میں فتور اور شکستگی آ جاتی ہے اور نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے عربی محاورہ ہے إِذَا كُنْتَ بَطِيْنًا فَعُدْ نَفْسَكَ زَمِيْنًا یعنی جب تیرا پیٹ بھرا ہوا ہو یا تو بڑے پیٹ والا ہو تو اپنے آپ کو زمین یعنی اپاہج اور بیکار پڑا ہوا شمار کر۔

۵...... إِنَّ فِيْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ فَقْدَ حَلَاوَةُ الْعِبَادَةِ.

کثرت طعام کی وجہ سے عبادت کی لذت وحلاوت ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا شَبِعْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ لِأَجِدُ حَلَاوَةَ عِبَادَةَ رَبِّيْ وَمَا رَوِيْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ اِشْتِيَاقًا إِلٰى لِقَاءِ رَبِّيْ.

جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کی لذت محسوس کر سکوں اور جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے سیر ہو کر پانی نہیں پیا اپنے رب سے ملاقات کے شوق کی وجہ سے۔ (۱)

(۱) إحياء علوم الدين: ج۳ ص۸۶، ۸۷ الناشر: دار المعرفة

ایک نوجوان کا امام شعبی رحمہ اللہ کو لاجواب کر دینا

ایک نوجوان نے ایک دن امام شعبی رحمہ اللہ کے سامنے کلام کیا، امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا ہم نے یہ نہیں سنا، نوجوان نے کہا کیا آپ نے تمام علم سن لیا ہے، امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا آپ نے آدھا علم سنا ہے انہوں نے کہا نہیں، نوجوان نے کہا تو اس کو اس حصہ میں شمار کر لیجیے جو آپ نے اب تک نہیں سنا، تو امام شعبی رحمہ اللہ لاجواب ہو گئے:

وتكلم شاب يوما عند الشعبي بكلام، فقال الشعبي ما سمعنا بهذا فقال الشاب أكل العلم سمعت؟ قال لا قال فشطره؟ قال لا قال فاجعل هذا في الشطر الذي لم تسمعه فأفحم الشعبي.[1]

تکلیف دینے والی ٹہنی ہٹا دینے کے سبب مغفرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص گزر رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک درخت کی ٹہنی پر پڑی، اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ کسی مسلمان کو گزرتے ہوئے تکلیف نہ ہو، بس اس عمل کے سبب اس کی مغفرت ہو گئی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ، لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَغُفِرَ لَهُ.[2]

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۷ھ) کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا:

---

(۱) حياة الحيوان ج۱ ص۲۰۵ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) الأدب المفرد، باب إماطة الأذى، ج۱ ص۹۰ الناشر: دار البشائر الإسلامية۔ بيروت

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا: اشارات اڑ گئے، عبارات غائب ہو گئیں، علوم وحقائق سب فناء ہو گئے، ہمیں فائدہ نہیں دیا سوائے ان چند رکعتوں نے جو ہم سحری کے وقت پڑھا کرتے تھے (یعنی تہجد کی نماز نے ہمیں فائدہ دیا، اور یہی ہماری مغفرت کا سبب بن گئیں)

قَالَ الخُلْدِيُّ رَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ، فَقُلْتُ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟ فَقَالَ طَاحَتْ تِلْكَ الإِشَارَاتُ، وَغَابَتْ تِلْكَ العِبَارَاتُ، وَفَنِيَتْ تِلْكَ العُلُوْمُ، وَنَفِدَتْ تِلْكَ الرُّسُوْمُ، وَمَا نَفَعَنَا إِلاَّ رَكَعَاتٌ كُنَّا نَرْكَعُهَا فِي الأَسْحَارِ.(۱)

بیوی کی اِیذاءرَسانی پر صبر

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بزرگ تھے جن کو ان کی بیوی بہت ستاتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بیوی ان کو بہت دکھ پہنچاتی ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو طلاق دے دینا چاہئے، فرمایا طلاق تو میرے بس میں ہے، مگر یہ تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہنچے گی اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں اور مسلمانوں کا وقایہ (تحفظ کا سامان) بن جاؤں کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو کیوں تکلیف پہنچے۔(۲)

مکّھی کے سیراب ہونے تک پانی نہیں پیا

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ احمد چشتی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ابو حامد دوستان رحمہ اللہ مرو میں ایک دکان پر بیٹھے تھے کہ سقہ نے ان کو پانی پینے کے لیے دیا، کچھ دیر پانی کا کٹورا انہوں نے ہاتھ میں رکھا اور دیکھتے رہے، سقہ نے کہا کہ اے شیخ پانی کیوں نہیں پیتے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے وہ سیراب ہو جائے اس وقت تک میں صبر کر رہا ہوں کیونکہ حق تعالیٰ کے دوست کسی کی تکلیف

(۱) تاریخ بغداد: للخطیب البغدادی: ترجمة: الجنید بن محمد بن الجنید، ج ۷ ص ۲۵۶، الناشر: دار الکتب العلمیة۔ بیروت (۲) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۰

دیکھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ (۱)

پوری دنیا پر حکومت کرنے والے چار بادشاہ

کل روئے زمین پر حکمرانی کرنے والے بادشاہ چار ہوئے ہیں، جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر، مومن بادشاہ تو سلیمان علیہ السلام اور سکندر ذوالقرنین تھے، اور کافر بادشاہ نمرود اور بخت نصر تھے:

وقال مجاهد ملك الأرض أربعة، اثنان مؤمنان واثنان كافران أما المؤمنان فسليمان بن داود وذو القرنين، وأما الكافران فالنمرود بن كنعان وبختنصر. (۲)

مختلف اقوام وممالک کے بادشاہوں کے القاب

زمانہ قدیم میں یہ روایت تھی کہ بادشاہ نام کے بجائے القاب سے یاد کیے جاتے تھے، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے ''عمدة القاری شرح صحیح البخاری'' میں چند اقوام اور چند ممالک کے بادشاہوں کے القاب ذکر کیے ہیں، آپ لکھتے ہیں کہ:

فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہوتا تھا، ترک (ترکستان) کے بادشاہ کا لقب خاقان ہوتا تھا، حبشہ (اتھوپیا) کے بادشاہ کو نجاشی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، قبطیوں کے بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا، مصر کے بادشاہ کا لقب عزیز ہوتا تھا، حمیر کے بادشاہ کا لقب تُبَّع ہوتا تھا، ہندوستان کے بادشاہ کا لقب دَہمی ہوتا تھا، چین کے بادشاہ کا لقب فَغفور ہوتا تھا، زَنجیوں (کالوں) کے بادشاہ کا لقب غانہ ہوتا تھا، یونان کے بادشاہ کا لقب بطلمیوس ہوتا تھا، یہودیوں کے بادشاہ کا لقب قَیطون یا ماتح ہوتا تھا، بَربَر (جو مغربی افریقہ کی ایک قوم ہے) ان کے بادشاہ کا لقب جالوت ہوتا تھا، صائبہ کے بادشاہ کا لقب نَمرود ہوتا تھا، یمن کے بادشاہ کا لقب تبع ہوتا تھا، فرعانہ کے بادشاہ کا لقب اَخشید ہوتا تھا، عرب کے بادشاہ کا لقب

(۱) نفحات الانس مترجم ص:۱۱۰ (۲) معالم التنزيل في تفسير القرآن: سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۸ کی تفسیر میں، ج ۱ ص ۳۵۷، الناشر: دار إحياء التراث العربي

عجم سے پہلے نعمان ہوتا تھا، افریقہ کے بادشاہ کا لقب جَرجیر ہوتا تھا، خَلَّاط کے بادشاہ کا لقب شہرمان اور سندفور ہوتا تھا، خزر کے بادشاہ کا لقب رَتبیل ہوتا تھا، نوبہ کے بادشاہ کا لقب کابل ہوتا تھا، صقالیہ کے بادشاہ کا لقب ماجد ہوتا تھا، اَرمن کے بادشاہ کا لقب تَقفور ہوتا تھا، اجات کے بادشاہ کا لقب خداوندکار ہوتا تھا، اَشروشنہ کے بادشاہ کا لقب اَفشین ہوتا تھا، خُوارزم کے بادشاہ کا لقب خوارزم شاہ ہوتا تھا، جرجان کے بادشاہ کا لقب صول ہوتا تھا، آذربائیجان کے بادشاہ کا لقب اصبہیذ ہوتا تھا، طبرستان کے بادشاہ کا لقب سالا ہوتا تھا:

ولقبه قَيْصر كَمَا أَن كل من ملك الْفرس يُقَال لَهُ كسْرَى وَالتّرْك يُقَال لَهُ خاقَان والحبشة النَّجَاشِيّ والقبط فِرْعَوْن ومصر الْعَزِيز وحمير تبع والهند دهمى والصين فغفور والزنج غانة واليونان بطلميوس وَالْيَهُود قيطون أَو ماتح والبربر جالوت والصابئة نمْرُود واليمن تبعا وفرعانة إخشيد وَالْعرب من قبل الْعَجم النُّعْمَان وأفريقية جرجير وخلاط شهرمان والسندفور والحزز رتبيل والنوبة كابل والصقالبة ماجدا والأرمن تقفور والأجات خدواند كار وأشروشنه أفشين وخوارزم خوارزم شاه وجرجان صول وآذربيجان أصبهين وطبرستان سالا.[1]

خیر کے کاموں میں اسراف نہیں

امام ثعلب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسن بن سَہل رحمہ اللہ پریشان ہوجانے کے باوجود لوگوں کو کثرت کے ساتھ دیتے تھے، اس پر میں نے ان سے کہا:

لَيْسَ فِي السَّرْفِ خَيْرٌ

اسراف یعنی زیادہ خرچ کرنے میں بھلائی نہیں

انہوں نے جواب دیا:

(۱) عمدة القاری شرح صحیح البخاری: کتاب الإیمان: ج۱ ص ۷۹، الناشر: دار إحیاء التراث العربی- بیروت

بَلْ لَيْسَ فِي الْخَيْرِ سَرَفٌ

بلکہ بھلائی میں اسراف ہوتا ہی نہیں

اُن ہی الفاظ کو ترتیب بدل کر لوٹا دیا جس سے معنے سے بھرپور جملہ بن گیا:

قَالَ ثَعْلَب قلت لِلْحسنِ بن سهل وَقد كثر عطاؤه على اختلال حَاله لَيْسَ فِي السَّرف خير فَقَالَ بل لَيْسَ فِي الْخَيْر سرف فَرد اللَّفْظ وَاسْتوْفى الْمَعْنى.[1]

ایک بادشاہ کے راز اکثر اس کے دشمن پر ظاہر ہو جاتے تھے اور وہ اس کے مقابلہ کے لیے جو تدابیر کرتا تھا وہ بے کار ہو جاتی تھیں اس سے اس کو تشویش رہتی تھی۔ بادشاہ نے اپنے ایک مخلص سے یہ شکایت بیان کی اور کہا کہ ایک جماعت ہے جو میرے اَسرار پر مطلع ہوتی ہے اور ان پر ان کا اظہار کیے بغیر چارہ بھی نہیں، مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا کہ ان میں سے کون شخص ظاہر کرتا ہے اور مجھے یہ بھی گراں ہے کہ میری جانب سے کسی متدین شخص کے ساتھ ایسا معاملہ ہو جو خائن کے ساتھ ہی مناسب ہونا چاہیے۔ اس شخص نے ایک کتاب منگائی اور اس میں امورِ مملکت کے متعلق کچھ خبریں (الگ الگ) تحریر کیں جو سب کی سب جھوٹی تجویز کی تھیں اور وہ کتاب بادشاہ کو دے کر کہا کہ جتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان پر آپ کے اسرار ہمیشہ ظاہر ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کو تنہائی میں بلا کر اس پر ان میں سے ایک بات ظاہر کر دیجیے اور اس کو تاکید کر دیجیے کہ کسی شخص کے سامنے زبان پر نہ لائے اور اس بات پر ان کا نام بھی لکھ دیجیے پھر دوسرے شخص کو دوسری بات بتا کر یہی تاکید کر دیجیے کہ کسی سے نہ کہے اور اس پر اس کا نام تحریر کر دیجیے، اس طرح ہر ایک کو جدا جدا ایک ایک خبر بتائی گئی اور نام لکھ دیے گئے، اس پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جو جو خبریں مشہور ہوئیں ان سے خیانت کرنے والوں کا پتہ چل گیا اور جو حقیقتاً خیر خواہ تھے ان سے بیان کی ہوئی باتیں چھپی رہیں، اس تدبیر سے بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ دیانت دار کون ہیں اور اسرار کو فاش کرنے والے کون لوگ ہیں جن سے آئندہ احتیاط رکھی۔[2]

---

(۱) کتاب الأذکیاء: ص۴۷ الناشر: مکتبة الغزالی

(۲) کتاب الأذکیاء: ص ۴۸، ۴۹ الناشر: مکتبة الغزالی

زنا بغیر رضامندی کے عموماً نہیں ہوتا

ایک شخص نے دوسرے ترکمانی شخص کا ہاتھ پکڑ کر لایا اور کہا اس کو میں نے اپنی بیٹی سے زنا کرتے ہوئے دیکھا اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو آپ سے حکم حاصل کر کے قتل کردوں۔ سلطان نے کہا نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کا نکاح کردے اور مہر ہم اپنے خزانے سے ادا کردیں گے، اس نے کہا کہ میں تو قتل کے سوا اور کوئی صورت قبول نہیں کرتا، سلطان نے حکم دیا کہ تلوار لاؤ تو تلوار حاضر کی گئی، تو اس کو میان سے نکالا اور باپ سے کہا کہ آگے آجا، تو اس کو تلوار دی اور اپنے ہاتھ میں میان سنبھال لیا اور اس سے کہا اس تلوار کو میان میں ڈال دو تو جب بھی وہ میان کے منہ پر لا کر تلوار اس میں داخل کرنا چاہتا تھا، سلطان اس میان کا منہ ہٹا دیتے تھے جس سے وہ تلوار کو نہ داخل کرسکا، اس نے کہا حضور آپ چھوڑتے ہی نہیں کہ میں اس میں کیسے داخل کروں، سلطان نے فرمایا کہ یہی معاملہ اپنی بیٹی کا سمجھ اگر وہ نہ چاہتی تو یہ اس کے ساتھ کیسے زنا کرتا، اس لیے اگر اس فعل کی سزا میں تو قتل ہی چاہتا ہے تو دونوں کو قتل کر (اس کی سمجھ میں آ گیا) پھر نکاح پڑھنے والے کو بلا کر نکاح کرا دیا اور مہر اپنے خزانے سے ادا کردیا۔ (۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ایک شخص کو تین بددعائیں کرنا

ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو اذیت دی اور تکلیف پہنچائی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یوں بددعا فرمائی کہ اے اللہ! جس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے آپ اسے صحت وتندرستی دے دیں، اس کی عمر لمبی کردیں اور اس کا مال بڑھا دیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اپنی بددعاء میں تین چیزوں کا ذکر کیا۔ اوّل تندرستی اور بدنی صحت، دوم طولِ عمر، سوم کثرتِ مال، یہ تینوں چیزیں انسان کو سرکشی اور معاصی پر آمادہ کرتی ہیں لیکن ان تینوں میں نعمت ورحمت کا پہلو بھی ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

(۱) كتاب الأذكياء: ص ۵۴ الناشر: مكتبة الغزالي

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کثرتِ مال، صحتِ جسم اور طولِ عمر بڑی آزمائش اور امتحان کی چیزیں ہیں، کیوں کہ عموماً یہ تین چیزیں انسان کو سرکشی اور معاصی کی ترغیب دیتی ہیں، یہ تینوں امور شیطان کی گمراہیوں کے اسباب وذرائع ہیں۔

کثرت مال کے نقصانات تو ظاہر ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ دولت مند لوگ عموماً بے شمار معاصی اور مفاسد میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کثرتِ مال شیطان کی شرارتوں کا ایک اہم آلہ وسبب ہے۔ مگر افسوس کہ عام مسلمان مال ودولت کی فروانی کو عظیم سعادت اور بڑی کامیابی سمجھتے ہوئے اس کے حصول میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرتے ہوئے شب وروز سرگرداں رہتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی فکر نہیں کہ مال ودولت کی کثرت کے ذریعہ شیطان لوگوں گمراہ کرتا ہے:

ان رجلاً نال من أبی الدرداء وأراہ سوءًا فقال اللّٰھم من فعل بی سوءًا فأصح جسمہ وأطل عمرہ وأکثر مالہ فانظر کیف رأی کثرۃ المال غایۃ البلاء مع صحۃ الجسم وطول العمر لأنہ لا بد وأن یفضی إلی الطغیان.(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا چور کے لیے عجیب بددعاء کرنا

ایک مرتبہ کسی چور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر سے دراہم چرالیے، گھر والوں نے فطری وطبعی تقاضے کے پیش نظر اس چور کو بددعائیں دینا شروع کردیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چور کو بددعائیں دینے سے گھر والوں کو منع کرتے ہوئے شفقت ورحمت پر مشتمل یہ کلام ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! اگر اس چور نے کسی شدید مجبوری وضرورت کی وجہ سے یہ چوری کی ہے تو آپ اس کے لیے اسی مال میں برکت ڈال دیں، اور اگر اس نے یہ چوری خوفِ خدا نہ ہونے اور گناہ پر جَری ہونے کی وجہ سے کی ہے (یعنی عادی چور ہے) تو اے اللہ! آپ اس کو توبہ کی توفیق دیتے ہوئے اس کی یہ چوری

(۱) احیاء علوم الدین: ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص۲۲۳ الناشر: دارالمعرفۃ

(یعنی چوری والا گناہ) آخری گناہ بنادیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چور کو جو بد دعاء دی درحقیقت یہ چور کے لیے دعائے خیر تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ کلام میں فرمایا: اے اللہ! اگر چور نے اپنی کسی شدید حاجت وضرورت سے مجبور ہو کر یہ چوری کی ہے تو اے اللہ! آپ اس مال میں چور کے لیے برکت ڈال دیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اگر اپنا مال معاف کر دیتے تو بھی یہ بے مثال شفقت ورحمت ہوتی لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صرف مال معاف کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہ دعائے خیر دی کہ یہ مال چور کے لیے موجب برکت بن جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کلام میں اپنے غم وغصے کا اظہار یوں فرمایا کہ اگر اس چور نے یہ چوری بغیر ضرورت کے کی ہے اور گناہوں کی عادت وجرأت اس چوری کا سبب ہے تو اے اللہ! آپ اس چور کو توبہ کی ایسی توفیق دیں کہ یہ چوری اس کی آخری چوری ہو اور اس کے بعد وہ نیک وصالح بن جائے:

فقال عبد الله اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ حَمْلُهُ عَلَى أَخْذِهَا حَاجَةٌ فَبَارِكْ لَهُ فِيهَا وَإِنْ كَانَ حَمَلَتْهُ جَرَاءَةٌ عَلَى الذَّنْبِ فَاجْعَلْهُ آخِرَ ذُنُوْبِهِ.(۱)

تسبیح پڑھنا افضل ہے یا استغفار کرنا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے ایک مرتبہ سوال کیا:

أَيُّمَا أَفْضَلُ أُسَبِّحُ أَوْ أَسْتَغْفِرُ قَالَ: الثَّوْبُ الْوَسِخُ أَحْوَجُ إِلَى الصَّابُوْنِ مِنَ الْبخُور.(۲)

یعنی کون سی چیز افضل ہے تسبیح پڑھنا یا استغفار کرنا، علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میلا کپڑا صابن کا زیادہ محتاج ہوتا ہے بمقابلہ خوشبو کے (یعنی استغفار افضل ہے تسبیح سے، استغفار بمنزلہ صابن ہے اور تسبیح بمنزلہ خوشبو ہے، پس پہلے استغفار سے گناہوں کو دھونا چاہیے، بعد میں تسبیح کی خوشبو لگانی چاہیے)۔

---

(۱) إحياء علوم الدين: فضيلة العفو والاحسان، ج۳ص۱۸۲ الناشر: دار المعرفة

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الفرج ابن الجوزي، ج۱۵ ص۴۵۸ الناشر: دارالحديث

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی جامع دعا

وقال یوما فی مناجاته إلهي لا تعذب لسانا يخبر عنك، ولا عينا تنظر إلى علوم تدل عليك ولا قدما تمشي إلى خدمتك ولا يدا تكتب حديث رسولك فبعزتك لا تدخلني النارة فقد علم أهلها اني كنت أذبّ عن دينك.(۱)

اے اللہ! ایسی زبان (یعنی میری زبان) کو عذاب نہ دینا جو تیری ذات اور تیرے احکامات کے بارے میں لوگوں کو تفصیلات بتاتی ہے۔

اور نہ ایسی آنکھ کو عذاب میں مبتلا کرنا جو ایسے علوم دیکھتی ہے جو تیری ذات کی طرف انسان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اور نہ ایسے قدم کو عذاب دینا جو تیری خدمت (یعنی تیرے دین کی خدمت) کے لیے چلتا ہے۔

اور نہ ایسے ہاتھ کو عذاب میں مبتلا کرنا جو تیرے پیارے رسول کی احادیث لکھتا ہے۔

اے رب! تجھے تیری عزت کی قسم! مجھے جہنم میں داخل نہ کرنا کیوں کہ دنیا والے جانتے ہیں کہ میں اسلام سے دشمنانِ اسلام کے شر کو دفع کرتے ہوئے ان کے حملوں سے تیرے دین کی حفاظت کرتا رہتا ہوں۔

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹے کے متعلق دو آرزویں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، وہ ان کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ طبیعت میں آرام ہے، بولیں شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہ کروں گی، یا تم شہید ہو جاؤ اور میں تم پر صبر کرلوں یا فتح و کامیابی حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چناں چہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے عبرت کا یہ منظر

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ترجمة: ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی، ج۲ ص۴۹۹

دیکھنے آئیں اور بجائے اس کے کہ روتیں پیٹتیں، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا، کیا اس سوار کے لیے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ اپنی سواری سے نیچے اتر جائے۔(۱)

ایک درویش کی دل شکنی کا انجام

قدرت الٰہی کے عجائبات میں سے ہے کہ شاہ جہاں آباد دہلی کے نواح میں بیروں کے ایک باغ میں ایک درویش کا گزر ہوا، اس وقت بیر لگے ہوئے تھے اور پھل آرہا تھا، اس درویش نے باغبان سے بیر مانگے، باغبان نے سختی کے ساتھ کہا یہاں بیر نہیں پتھر ہیں جی چاہے تو کھالے، درویش کو غصہ آگیا اور غضب ناک ہو کر کہا اگر پتھر ہیں تو پھل کے بجائے پتھر ہی اٹھانا، یہ کہا اور چل دیا، اچانک باغبان کی نظر جو بیریوں پر پڑی تو تمام بیر پتھر کے بن چکے تھے، سخت افسوس کیا، لیکن اب افسوس سے کیا فائدہ ہوسکتا تھا۔ لوگ حیرت اور تعجب سے ان بیروں کو جو پتھر بن گئے تھے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔(۲)

جسم کے بہترین اور بدترین اعضاء

ایک مرتبہ حضرت لقمان رحمہ اللہ کے آقا نے لقمان سے کہا کہ میرے لیے ایک بکری ذبح کرو اور اس کے دو بہترین اور نفیس ٹکڑے گوشت کے میرے پاس لاؤ، آپ نے بکری ذبح کی اور اس کے دل وزبان آقا کے پاس لے گئے، آقا نے کہا کہ کیا بکری میں ان دونوں ٹکڑوں سے زیادہ بہتر ٹکڑا کوئی نہیں تھا، آپ چپ رہے، پھر آقا نے آپ سے کہا کہ دوسری بکری ذبح کرو اور اس کے جو بدترین اور خبیث ٹکڑے ہوں وہ لاؤ، آپ نے بکری ذبح کی اور پھر دل وزبان لے گئے، آقا نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں نے تم سے بکری کے گوشت کے بہترین ٹکڑے مانگے تو تم دل وزبان لائے اور جب بدترین مانگے تب بھی تم یہی دونوں لائے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے آقا اگر دل وزبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں ہوسکتا اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہوسکتا:

---

(۱) اسد الغابة: معرفة الصحابة: ترجمة: عبد اللّٰه بن الزبير بن العوام، ج۳ ص ۲۴۱ رقم الترجمة: ۲۹۴۹، الناشر: دار الكتب العلمية (۲) حالات مشائخ کاندہلہ: ص۵۹، ۶۰

كَانَ لُقْمَانُ عَبْدًا حَبَشِيًّا نَجَّارًا، فَقَالَ لَهُ مَوْلَاهُ اذْبَحْ لَنَا هٰذِهِ الشَّاةَ، فَذَبَحَهَا قَالَ أَخْرِجْ أَطْيَبَ مُضْغَتَيْنِ فِيهَا، فَأَخْرَجَ اللِّسَانَ وَالْقَلْبَ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ اذْبَحْ لَنَا هٰذِهِ الشَّاةَ، فَذَبَحَهَا فَقَالَ أَخْرِجْ أَخْبَثَ مُضْغَتَيْنِ فِيهَا، فَأَخْرَجَ اللِّسَانَ وَالْقَلْبَ، فَقَالَ لَهُ مَوْلَاهُ أَمَرْتُكَ أَنْ تُخْرِجَ أَطْيَبَ مُضْغَتَيْنِ فِيهَا فَأَخْرَجْتَهُمَا، وَأَمَرْتُكَ أَنْ تُخْرِجَ أَخْبَثَ مُضْغَتَيْنِ فِيهَا فَأَخْرَجْتَهُمَا فَقَالَ لَهُ لُقْمَانُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ أَطْيَبَ مِنْهُمَا إِذَا طَابَا، وَلَا أَخْبَثُ مِنْهُمَا إِذَا خَبُثَا۔(۱)

ایک ہندی جن کا جنّت کے پانی سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا علاج کرنا

ابوالحسین رحمہ اللہ عبداللہ بن محمد المعروف فوزان رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر مطوی رحمہ اللہ کہتے ہیں ہمیں فوزان رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس قید خانہ میں آپ کو ضرب لگائے جانے کے بعد ایک نوجوان داخل ہوا، اس کے پاس ایک شیشی تھی، اس میں مشک کی خوشبو والا پانی تھا، آج تیسرے دن امام صاحب رحمہ اللہ کو اور بھی زیادہ سخت ضربیں لگائی گئیں تھیں، اس نوجوان نے آکر کہا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، مجھے اپنا علاج کرنے دو، امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کو علاج کرنے دیا، اس نوجوان نے زخموں پر پانی ڈال کر انہیں ملا تو ان زخموں میں آرام آ گیا اور درد میں کمی ہوئی، جب جیلر نے اس نوجوان کو (یوں اس پانی سے علاج کرتے) دیکھا تو اس کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگا:

فقال لو أعطيتنى من هذا الماء فقال إن ذلك لا يستقيم إنه من ماء الجنة أنزله لعقبة آدم بأرض الهند وأنا من سكان ذلك المكان من الجن ثم غاب عَنْ عينه فأقبل السجان مذعورًا.(۲)

ہمیں بھی یہ پانی دے دیں، تو اس نوجوان نے کہا، میں یہ پانی تمہیں نہیں دے سکتا،

---

(۱) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل: سورة لقمان: آیت نمبر ۱۳ کی تفسیر کے تحت، ج۳ص۴۹۳ الناشر: دار الكتاب العربی بیروت (۲) طبقات الحنابلة: ترجمة: عبد الله بن محمد بن المهاجر أبو محمد يعرف بفوزان، ج۱ص۱۹۵ الناشر: دار المعرفة بيروت

یہ جنت کا پانی ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو سرزمینِ ہند پر اُتارنے کے بعد ان کے پیچھے نازل کیا تھا، اور میں اس جگہ کا رہائشی ایک جن ہوں، پھر وہ جن نظروں سے اوجھل ہو گیا، جیلر یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ رہ گیا۔

تین سیاہ فام

سید التابعین حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس ایک سیاہ فام شخص مسئلہ پوچھنے آیا، آپ نے محسوس کیا کہ وہ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیر سمجھ رہا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس بات سے رنجیدہ نہ ہو کہ تم سیاہ فام ہو کیونکہ لوگوں میں سے تین افراد سیاہ فام گزرے ہیں۔

۱......حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

۲......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام مہجع

۳......حضرت لقمان رحمہ اللہ۔

قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَقَالَ لِرَجُلٍ أَسْوَدَ لَا تَحْزَنْ مِنْ أَنَّكَ أَسْوَدُ، فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ مِنَ السُّودَانِ بِلَالٌ وَمِهْجَعٌ مَوْلَى عُمَرَ وَلُقْمَانُ.(۱)

چار عمدہ خصلتیں

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ چار خصلتیں تیرے اندر موجود ہوں تو دنیا کے فوت ہونے اور اس سے محرومی کی پرواہ نہیں ہے۔ ۱......امانت کی حفاظت کرنا۔ ۲......سچ بولنا۔ ۳......خوش اخلاق ہونا۔ ۴......رزق حلال کا اہتمام کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ،

(۱) الجامع لأحكام القرآن: سورہ لقمان آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر کے تحت، ج۱۴ ص۶۰ الناشر: دار الكتب المصرية القاهرة

وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ.(۱)

کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھئے

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ صَغِيْرًا ۔ إِنَّ الصَّغِيْرَ غَدًا يَعُوْدُ كَبِيْرًا
إِنَّ الصَّغِيْرَ وَقَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهٗ ۔ عِنْدَ اللّٰهِ مُسْطِرٌ تَسْطِيْرًا
فَازْجُرْ هَوَاكَ عَنِ الْبِطَالَةِ لَا تَكُنْ ۔ صَعِبَ الْقِيَادُ وَشَمِّرَنْ تَشْمِيْرًا
إِنَّ الْمُحِبَّ إِذَا أَحَبَّ إِلٰهَهٗ ۔ طَارَ الْفُؤَادُ وَأُلْهِمَ التَّفْكِيْرًا
فَاسْئَلْ هِدَايَتَكَ الْإِلٰهَ بِنِيَّةٍ ۔ فَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا(۲)

۱......یعنی کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھ کیوں کہ یہی چھوٹا گناہ کل بڑا ہوگا۔ ۲......چھوٹے جرم کو کیے ہوئے اگر چہ ایک مدت گزر جائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ۳......پس اپنی خواہش کو بے فائدہ امور سے روک دے اور سرکشی نہ کر اور عبادت کے لیے مستعد و تیار رہ۔ ۴......وہ شخص جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہو اسے کچھ ہوش نہیں ہوتا۔ اسے تو ہر وقت آخرت کی تیاری کا الہام ہوتا رہتا ہے۔ ۵......تم اللہ تعالیٰ سے اپنی ہدایت کی دعا کرو، پھر حصول ہدایت کے بارے میں مطمئن رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد کرنے کے لحاظ سے۔

تاتاریوں کے ظلم وستم کے متعلق علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کی رائے

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) تاتاریوں کے ظلم وستم کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ یہ حادثہ اتنا ہولناک اور ناگوار ہے کہ میں کئی برس تک اس پس و پیش میں رہا کہ اس کا ذکر کروں یا نہ کروں، اب بھی بڑے تردد و تکلف کے ساتھ اس کا ذکر کر رہا ہوں، واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی موت کی خبر سنانا کس کو آسان ہے اور کس کا جگر ہے

(۱) مسند الإمام أحمد بن حنبل: ج۱۱ ص۲۲۳ رقم الحديث: ۶۶۵۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر: ترجمة: سعيد بن منصور بن شعبة، ج۱۰ ص۱۲ الناشر: دار الفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق

کہ ان کی ذلت ورسوائی کی داستان سنائے؟ کاش میں نہ پیدا ہوا ہوتا، کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر چکا ہوتا اور بھولا بسرا ہو جاتا، لیکن مجھے بعض دوستوں نے اس واقعہ کے لکھنے پر آمادہ کیا، پھر بھی مجھے تردد تھا لیکن میں نے دیکھا کہ نہ لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ وہ حادثہ عظمیٰ اور مصیبتِ کبریٰ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی، اس واقعہ کا تعلق تمام انسانوں سے ہے، لیکن خاص طور پر مسلمانوں سے ہے اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ از آدم علیہ السلام تا ایں دم ایسا واقعہ دنیا میں پیش نہیں آیا تو وہ کچھ غلط دعویٰ نہ ہوگا، اس لیے کہ تاریخوں میں اس واقعہ کے قریب قریب بھی کوئی واقعہ نہیں ملتا، اور شاید دنیا قیامت تک (یاجوج ماجوج کے سوا) کبھی ایسا واقعہ نہ دیکھے، ان وحشیوں نے کسی پر رحم نہیں کھایا، انہوں نے عورتوں، مردوں، اور بچوں کو قتل کیا، عورتوں کے پیٹ چاک کر دیئے اور پیٹ کے بچوں کو مار ڈالا۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" یہ حادثہ عالمگیر وعالم آشوب تھا، ایک طوفان کی طرح اٹھا اور دیکھتے دیکھتے سارے عالم میں پھیل گیا۔ (۱)

المستنصر باللہ کے کتب خانوں کی فہرست ۴۴ جلدوں میں

خلیفہ المستنصر باللہ کے کتب خانہ کی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اور ہر جلد میں پچاس ورق تھے، ان جلدوں میں صرف کتابوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ کتابوں کی تعداد چار لاکھ، بقول بعض کے چھ لاکھ تھی اور تمام کتابوں کو الحکم نے خود پڑھا تھا، ان میں سے اکثر پر حواشی نہایت محنت سے لکھے تھے، ادبیات عرب یعنی فن رجال اخبار وانساب میں خلیفہ الحکم اپنا مثل نہ رکھتا تھا۔ (۲)

مسلمانوں کی ذمیوں کے ساتھ ۱۶ تاریخی شرائط

۷۰۰ھ کی بات ہے کہ ذمیوں کا اثر ورسوخ بہت بڑھ گیا تھا، چناں چہ وقت کے سلطان نے علماء اور فقہا کو جمع کر کے متفقہ طور پر چند شرائط طے کروائیں کہ ذمیوں کی کچھ

(۱) الکامل في التاریخ: سنة سبع عشرة وستمائة، ج۱۰ ص۳۳۳ الناشر: دار الکتاب العربي

(۲) عبرت نامہ اندلس: ص۸۸

ایسی علامات ہونی چاہیے جس سے وہ مسلمانوں سے الگ پہنچانے جاسکیں۔خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی جیسے۔مثلاً

۱......عیسائی کالی پگڑیاں باندھیں اور یہودی پیلی۔

۲......ان کی عورتیں بھی مسلمان عورتوں سے الگ نظر آنے کے لیے مناسب علامات اختیار کریں، نہ تو ذمی گھوڑے پر ہوں اور نہ اسلحہ اٹھائیں۔

۳...... جب سوار ہوں تو گدھے پر، اور وہ بھی چوڑائی کے لحاظ سے (یعنی جس طرح ہمارے ہاں خواتین موٹر سائیکل پر بیٹھتی ہیں۔) اور راستے کے بیچ میں نہ چلا کریں۔

۴......ذمیوں کی آواز مسلمانوں کی آواز سے اونچی نہ ہوا کرے۔

۵......ذمیوں کی عمارتیں اور گھر مسلمانوں کے گھروں سے اونچے اور بلند نہ ہوں کریں۔

۶......ذمی اپنی خاص رسوم ورواج کا اظہار کھلے عام نہ کیا کریں۔

۷......ذمی ناقوس نہ بجایا کریں۔

۸......نہ کسی مسلمان کو عیسائی بنائیں (یعنی مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ نہ کریں) اور نہ کسی مسلمان کو یہودی بنائیں۔

۹......کسی سے مسلمان غلام نہ خریدیں۔

۱۰......اور نہ کسی مسلمان جنگی قیدی کو پکڑیں۔

۱۱......ذمی ایسی کوئی چیز نہ خریدیں جو مسلمانوں کے حصے میں آچکی ہیں۔

۱۲......کوئی بھی ذمی جب حمام میں داخل ہو تو اپنے گلے میں گھنٹی باندھ لے تا کہ پہچانا جائے۔

۱۳......اپنی انگوٹھیوں اور نگینوں پر عربی میں نقوش نہ بنائیں۔

۱۴......مسلمان خادم سے کوئی مشکل کام نہ لیں۔

۱۵......آگ نہ جلائیں۔(یعنی بلا ضرورت جنگلوں، دیہاتوں اور راستوں پر)

۱۶......اگر کسی ذمی نے مسلمان عورت سے زنا کیا تو اس ذمی کو قتل کر دیا جائے۔

چناں چہ ان شرائط کے مطابق معاہدہ ہوگیا، عیسائیوں کے بڑے مذہبی رہنما نے کہا کہ مجھ پر میری قوم اور میرے ساتھیوں پر اس معاہدے کی خلاف ورزی حرام ہے۔ اسی طرح یہودیوں کے رہنما نے کہا کہ میرے گروہ اور میری قوم پر اس معاہدے کی پابندی ضروری ہوگئی۔ چناں چہ اس معاہدے کو لکھوا کر چاروں طرف کے صوبوں اور ان کے گورنروں کے پاس بھیجوا دیا گیا۔(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امراء لشکر کو تیرہ عمدہ نصائح

۱...... ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیوں کہ وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح تمہارے ظاہر کو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور بہتر وہی شخص ہے جو اعمال صالح کے اعتبار سے اس سے قریب ہو۔

۲...... زمانہ جاہلیت کی عادات واطوار بالکل ترک کر دینا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔

۳...... لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ہمیشہ ان کی حسن محبت کا خیال رکھنا۔

۴...... جب ان کو سمجھانا ہو تو مختصر کلام میں سمجھانا، کیوں کہ زیادہ بولنا نقصان پہنچاتا ہے۔

۵...... نمازوں کو اوقات مقررہ پر پڑھنا، رکوع، سجدہ اطمینان سے کرنا۔

۶...... جب تمہارے دشمنوں کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرنا، اپنے لشکر کی پوری حفاظت کرنا۔

۷...... رات کو پہرہ مقرر کرنا، ایسا نہ ہو کہ حالت غفلت میں دشمن تم پر حملہ کر دیں۔

۸...... اپنا ظاہر و باطن ایک سا رکھنا، جو کام کرنا مشورہ سے کرنا۔

۹...... جب نگہبانی میں کسی سے غفلت دیکھنا تو اس کو سزا دینا، لیکن زیادتی کے ساتھ نہیں۔

۱۰...... مستحق کی عقوبت سے نہ ڈرنا۔

(۱) تاریخ ابن خلدون: ج۷، ص ۱۳۱، ۱۳۲

۱۱......لشکروں کے افعال وحرکات کی نگرانی کرتے رہنا۔

۱۲......بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل مت کرنا، جو ہتھیار رکھ دے یا اسلام قبول کر لے اس کو بھی نہ مارنا۔

۱۳......سچائی اور ایفائے وعدہ کے ہمیشہ پابند رہنا، یہ نیک نصیحتیں ہیں ان پر عمل کرنا۔ جاؤ اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں لڑو۔ (۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پانچ نصائح

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انہیں کہا مجھے ایسے کلمات سکھایئے جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں تجھے ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ جو بھی ان پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اس کے درجات بلند فرمائیں گے۔

۱......ہمیشہ پاکیزہ مال کھائیں:

لَا تَأكُلْ إِلَّا طَيِّبًا.

۲......اللہ تعالیٰ سے یومیہ رزق کی درخواست کرتے رہیں:

وَاسْأَلِ اللّٰهَ تَعَالٰى رِزْقَ يَوْمٍ بِيَوْمٍ.

۳......اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شمار کریں گے:

وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتٰى.

۴......اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کردو جو برا بھلا کہے یا ایذاء پہنچائے تو اپنے جی سے کہہ لو کہ میں اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر چکا ہوں:

وَهَبْ عِرْضَكَ لِلّٰهِ تَعَالٰى-فَمَنْ شَتَمَكَ أَوْ أَذَاكَ فَقُلْ وَهَبْتُ عِرْضِيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى.

۵......اور جب کبھی کوئی برائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرو:

(۱) تاریخ ابن خلدون: ج۳ ص ۲۵۰

وَإِذَا أَسَأْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ تَعَالَى.[۱]

چار ہزار اقوالِ زرّیں میں سے چار کا انتخاب

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں نے چار ہزار احادیث میں سے چار سو احادیث منتخب کیں اور چار سو سے چالیس کا انتخاب کیا، پھر ان چالیس میں سے بھی صرف چار احادیث کو منتخب کیا۔

۱......عورت کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ وہ آج تیری ہے کل کسی اور کی ہوگی اس کا کہنا مانے گا تو تجھے دوزخ تک پہنچائے گی:

لَا تَعْقِدْ قَلْبَكَ مَعَ الْمَرْأَةِ فَإِنَّهَا الْيَوْمَ لَكَ وَغَدًا لِغَيْرِكَ، فَإِنْ أَطَعْتَهَا أَدْخَلَتْكَ النَّارَ.

۲......مال کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ یہ مستعار چیز ہے جو آج تیرے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگا۔ لہٰذا غیر کی چیز کے لیے خواہ مخواہ مشقت نہ اُٹھاؤ کہ اس کے منافع تو غیر اُٹھائیں اور کلفتیں تو برداشت کرے اور یہ بھی ہے کہ مال کے ساتھ دل لگاؤ گے تو یہ حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکے گا فقر کا خوف پیدا ہوگا اور شیطان کی اطاعت ہونے لگے گی:

لَا تَعْقِدْ قَلْبَكَ مَعَ الْمَالِ، فَإِنَّ الْمَالَ عَارِيَةٌ، الْيَوْمَ لَكَ وَغَدًا لِغَيْرِكَ۔ فَلَا تُتْعِبْ نَفْسَكَ بِمَا لِغَيْرِكَ، فَإِنَّ الْمَهْنَأَ لِغَيْرِكَ وَالْوِزْرَ عَلَيْكَ، وَإِنَّكَ إِذَا عَقَدْتَ قَلْبَكَ بِالْمَالِ مَنَعْتَهُ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالَى، وَدَخَلَ فِيكَ خَشْيَةَ الْفَقْرِ وَأَطَعْتَ الشَّيْطَانَ.

۳......دل میں جو بات کھٹک پیدا کرے اسے ترک کردو کیوں کہ مؤمن کا قلب گواہ کی مانند ہے جو شبہات پر اضطراب محسوس کرتا ہے، حرام سے بھاگتا ہے اور حلال سے سکون پاتا ہے:

اُتْرُكْ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ۔ فَإِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بِمَنْزِلَةِ الشَّاهِدِ، يَضْطَرِبُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ وَيَهْرَبُ مِنَ الْحَرَامِ وَيَسْكُنُ عِنْدَ الْحَلَالِ.

۴......کوئی عمل اس وقت تک اختیار نہ کرو جب تک کہ اس کی قبولیت کا یقین نہ ہونے لگے۔

(۱) تنبیہ الغافلین: باب كظم الغيظ، ص ۲۰۹ الناشر: دار ابن كثير

لَا تَعْمَلْ شَيْئًا حَتّٰى تَحْكُمَ الْإِجَابَةُ (۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے کہنے سے چیونٹیوں کا گھر سے نکل جانا

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد صاحب رحمہ اللہ کو ایک دفعہ چیونٹیوں کو ڈانٹتے دیکھا کہ ہمارے گھر سے نکل جاؤ، میں نے دیکھا کہ سیاہ رنگ کی چیونٹیاں قطار در قطار گھر سے نکل گئیں، پھر لوٹ کر نہ آئیں:

قال عبد الله رأيت أبي حرج على النمل أن يخرجوا من داره، فرأيت النمل قد خرجن بعد نملا سودا، فلم أرهم بعد ذلك (۲)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جبّار بادشاہ قازان سے جرأت مندانہ تاریخی گفتگو

دوشنبہ ۳ ربیع الثانی ۶۹۹ھ کو مقام نبک میں اہلِ دمشق کے نمائندہ اور اسلام کے سفیر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور تاتاریوں کے جبار بادشاہ قازان کی ملاقات ہوئی، شیخ کمال الدین بن الانجا جو دمشق سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ گئے تھے، اور اس مجلس میں شریک تھے، اس ملاقات کا حال بیان کرتے ہیں۔

میں شیخ کے ساتھ اس مجلس میں موجود تھا، وہ سلطان (قازان) کو عدل وانصاف کی آیات واحادیث اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واحکام سناتے تھے، ان کی آواز بلند ہو جاتی تھی، اور برابر سلطان کے قریب ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے گھٹنے اس کے گھٹنے سے مل جائیں، سلطان کو اس سے کچھ ناگواری نہیں ہوئی، وہ بڑی توجہ سے کان لگائے ان کی گفتگو سن رہا تھا، اور ہمہ تن متوجہ تھا، اس پر ان کا رعب ایسا طاری تھا، اور وہ ان سے ایسا متاثر تھا کہ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ عالم کون ہے؟ میں نے ابھی تک ایسا شخص نہیں دیکھا اور نہ اس شخص سے زیادہ کوئی دلیر اور قوی القلب آج

(۱) تنبیہ الغافلین: باب الحرص وطول الأمل، ص۲۲۴ الناشر: دار ابن کثیر

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله، ج۱۱ ص ۲۱۸ الناشر: مؤسسة الرسالة

تک دیکھنے میں آیا، مجھ پر ابھی تک کسی کا ایسا اثر نہیں پڑا تھا، لوگوں نے ان کا تعارف کرایا، اوران کے علمی اور عملی کمالات کا تذکرہ کیا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قازان سے کہا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہواور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھ قاضی، امام، شیخ اور مؤذن بھی رہا کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود تم نے ہم مسلمانوں پر حملہ کیا حالاں کہ تمہارے باپ اور دادا کافر ہونے کے باوجود ایسے اعمال سے محترز رہے، انہوں نے جو کچھ عہد کیا تھا وہ پورا کیا اور تم نے جو عہد کیا وہ توڑ دیا اور جو کچھ کہا تھا اس کو پورا نہیں کیا اور بندگان خدا پر ظلم کیا۔

شیخ کمال الدین کہتے ہیں کہ ایسی گفتگو کرنے کے باوجود شیخ بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ واپس آئے، تاتاریوں کے ہاتھ میں مسلمان قید تھے، ان کی بڑی تعداد ان کی حسن سفارش سے چھوڑی دی گئی، شیخ کہا کرتے تھے کہ غیر اللہ سے تو وہ ڈرے گا جس کے دل میں کوئی بیماری ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کسی نے حکام سے اپنے اندیشہ اور خوف کا اظہار کیا، فرمایا کہ اگر تم تندرست ہوتے تو کسی سے نہ ڈرتے۔

ایک دوسرے ہمراہی قاضی القضاۃ ابوالعباس اتنا اور اضافہ کرتے ہیں:

اس مجلس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کے سامنے کھانا رکھا گیا، اور سب شریک ہوگئے لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ دست کش رہے، دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں نہیں شرکت کرتے؟ فرمایا کہ یہ کھانا کب جائز ہے؟ یہ تو غریب مسلمانوں کی بھیڑ بکریوں کے گوشت سے تیار کیا گیا ہے اور لوگوں کے درختوں کی لکڑی کے ایندھن سے پکایا گیا ہے، قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی، شیخ نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی کہ خدایا اگر آپ کے نزدیک قازان کا اس جنگ سے مقصد تیرے کلمے کی بلندی اور جہاد فی سبیل اللہ ہے تو اس کی مدد فرما اور اگر سلطنت دنیا اور حرص وہوس ہے اس سے تو سمجھ لے، حیرت کی بات یہ ہے کہ شیخ دعا کر رہے تھے، اور قازان آمین کہہ رہا تھا ہمارا حال یہ تھا کہ ہم اپنے کپڑے سمیٹ رہے تھے کہ اب جلاد کو ان کی گردن مارنے کا حکم ہوگا، ان کے خون کے

چھینٹے ہمارے دامن پر نہ آئیں۔

ابوالعباس کہتے ہیں کہ:

جب مجلس برخاست ہوئی اور ہم دربار کے باہر آئے تو ہم نے کہا کہ آپ نے تو ہماری ہلاکت میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی تھی، ہم اب آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے، انہوں نے کہا کہ میں خود تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ چناں چہ ہم لوگ تو روانہ ہوگئے اور وہ ذرا ٹھہر کر واپس ہوئے، خوانین و امراء کو جب اس واقعہ کی اطلاع اور ان کی موجودگی کا علم ہوا تو ہر طرف سے ہجوم گیا اور برکت و حسن اعتقاد میں چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا، اور وہ اس شان سے دمشق واپس ہوئے کہ تین سو (۳۰۰) سوار ان کی رکاب میں تھے۔

اس کے مقابلے میں ہم پر یہ گزری کہ ہم راستے میں تھے کہ ایک گروہ حملہ آوار ہوا اور اس نے ہمارے کپڑے اتار لیے۔ (۱)

حضرت گواہ رہنا، کلمہ پڑھ کر جان دے رہا ہوں

حضرت مولانا عزیز گل صاحب رحمہ اللہ اس واقعہ کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ مالٹا کی جیل میں کچھ ترکی سپاہی بھی قید تھے۔ ان میں آپس کی بات پر لڑائی ہوگئی جس کی بنا پر ایک سپاہی کی موت واقع ہوگئی۔ مارنے والے کو پھانسی کا حکم ہوگیا۔ جیل کے دستور کے مطابق افسران نے پھانسی پانے والے ملزم سے دریافت کیا کہ تمہاری آخری کوئی ایسی تمنّا جس کو ہم پوری کر سکتے ہوں تو بتاؤ۔ اس نے کہا کہ میری آخری تمنا یہ ہے کہ مجھے شیخ الہند رحمہ اللہ سے ملا دیا جائے۔ افسران جیل حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ترکی سپاہی کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت نے منظور فرمالیا اور ترکی سپاہیوں کے کیمپ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ سپاہی بہت ہشاش بشاش بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے، وہ سب حضرت کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت نے فرمایا مجھے کیوں یاد کیا گیا ہے؟ ان میں سے ایک سپاہی آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ میں نے حضور کو

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۲ ص ۴۹ تا ۵۱ الناشر: مجلس نشریات اسلام

تکلیف دی ہے معاف فرمائیں۔ تکلیف دینے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے کل پھانسی دی جائے گی۔ میری خواہش ہے کہ میں پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہوں اور حضور میرے سامنے ہوں۔ حضرت نے بادل نخواستہ اس کو منظور فرمالیا۔

اگلے دن ترکی سپاہی پولیس کے ساتھ خوشی خوشی پھانسی کے تختہ تک آیا پھر پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہوگیا، پھندا ڈالنے سے پہلے زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھ کر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے مخاطب ہوکر بولا، حضرت! قیامت کے دن گواہ رہنا کہ میں مسلمان ہوں، کلمہ پڑھ کر جان دے رہا ہوں۔ حضرت حسب وعدہ اخیر تک پھانسی گھر میں موجود رہے۔(۱)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے متعلق ایک انگریز مؤرخ کا قول

یوپی کے گورنر سر جیمس امپنسٹن نے اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۹ھ) کے بارے میں ایک موقعہ پر کہا تھا کہ:

اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔

نیز یہ بھی ان کا ہی مقولہ ہے کہ:

اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی کردی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔(۲)

غالباً ایسے ہی موقعہ کے لیے کہا گیا ہے کہ:

وہی مؤمن ہے جس کو باطل دیکھ کر پکار اُٹھے
کہ اس مرد خدا پر چل نہیں سکتا فسوں میرا(۳)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی کمر کو گرم سلاخوں سے داغا گیا

جب شیخ الہند رحمہ اللہ کی میت کو غسل دینے کے لیے تختے پر لٹایا گیا تو دیکھنے والے

(۱) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ۲۱۹
(۲) حاشیہ سوانح قاسمی: ج: ۲، ص: ۱۸۴ (۳) بیس بڑے مسلمان: ص: ۱۲۲

سکتے میں رہ گئے کہ کمر پر ہڈیوں کے سوا کچھ نام کو نہیں تھا۔ اس کے متعلق آپ کے رفیق جیل اور شاگرد مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مالٹا کے شب وروز میں شیخ الہند رحمہ اللہ کو ایک تہہ خانہ میں لے جا کر اوندھے منہ لٹایا جاتا اور ان کی کمر پر گرم سلاخیں دھری جاتیں اور آزادی ہند کے موقف کو تبدیل کرنے پر اصرار کیا جاتا تھا۔ مگر استاد محترم ہر دم ایسا جواب دیتے کہ ظلم کرنے والے بھی اشک بار ہو جاتے۔ چناں چہ انہوں نے تمام حیلوں کے بعد آپ کو ثابت قدم پایا تو اس فعل سے رک گئے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے شیخ الہند رحمہ اللہ نے قسم دے کر زندگی میں یہ بات افشا نہ کرنے کو کہا تھا۔ (۱)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور شہادت کی تمنا

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے جو جذبہ جہاد عطا فرمایا تھا اس کے بارے میں حضرت والد صاحب (مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ) نے بارہا یہ واقعہ آبدیدہ ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں سنایا کہ ایک مرتبہ مرض وفات میں حضرت کو خدام میں سے کسی نے آپ کو مغموم دیکھا وہ یہ سمجھے کہ زندگی سے مایوسی کی بنا پر پریشان ہیں، چناں چہ انہوں نے کچھ تسلی کے الفاظ کہنے شروع کیے اس پر حضرت نے فرمایا ارے مرنے کا کیا غم تو اس بات کا ہے کہ بستر پر مر رہا ہوں ورنہ تمنا تو یہ تھی کہ کسی میدان جہاد میں مارا جاتا سر کہیں ہوتا اور ہاتھ پاؤں کہیں ہوتے۔ (۲)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور تواضع کی انتہاء

مدرسہ معینیہ اجمیر کے معروف عالم حضرت مولانا معین الدین صاحب معقولات کے مسلم عالم تھے۔ انہوں نے شیخ الہند کی شہرت سن رکھی تھی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا تو ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت شیخ الہند کے مکان پر پہنچ گئے، گرمی کا موسم تھا وہاں

(۱) یورپ کے سنگین مجرم: ص ۵۲ (۲) اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۱۹

ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو صرف بنیان اور تہبند پہنے ہوئے تھے۔ مولانا معین الدین صاحب نے ان سے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ مجھے حضرت مولانا محمود حسن صاحب سے ملنا ہے وہ صاحب بڑے تپاک سے مولانا اجمیری کو اندر لے گئے آرام سے بٹھایا اور کہا کہ ابھی ملاقات ہوجاتی ہے، مولانا اجمیری منتظر رہے اتنے میں وہ شربت لے آئے اور مولانا کو پلایا اس کے بعد مولانا اجمیری نے کہا کہ حضرت محمود حسن کو اطلاع دیجیے ان صاحب نے کہا آپ بے فکر رہیں اور آرام سے تشریف رکھیں تھوڑی دیر بعد وہ صاحب کھانا لے آئے اور کھانے پر اصرار کیا، مولانا اجمیری نے کہا میں مولانا محمود حسن صاحب سے ملنے آیا ہوں آپ انہیں اطلاع کر دیجیے ان صاحب نے فرمایا انھیں اطلاع ہوگئی ہے آپ کھانا تناول فرمائیں، ابھی ملاقات ہوجاتی ہے۔ مولانا اجمیری نے کھانا کھالیا تو ان صاحب نے انہیں پنکھا جھلنا شروع کر دیا جب کچھ دیر گزر گئی تو مولانا اجمیری برہم ہوگئے اور فرمایا آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں میں مولانا سے ملنے آیا تھا اور اتنی دیر ہوچکی ہے ابھی تک آپ نے ان سے ملاقات نہیں کرائی، اس پر وہ صاحب بولے کہ دراصل بات یہ ہے کہ یہاں مولانا تو کوئی نہیں البتہ محمود خاکسار ہی کا نام ہے، مولانا معین الدین یہ سن کر ہکا بکا رہ گئے اور پتہ چل گیا کہ حضرت شیخ الہند کیا چیز ہیں۔ (۱)

سلفِ صالحین کا میت کے توسّل سے دعا کرنا

۱...... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے صَفوان بن سلیم رحمہ اللہ اور اس کی قلتِ حدیث اور چند ایسی باتوں کا ذکر کیا گیا جن سے لوگوں نے اختلاف کیا تھا آپ نے فرمایا، یہ وہ شخص ہے جس کی حدیث سے شفا حاصل کی جاتی ہے اور اس کے ذکر سے بارش طلب کی جاتی ہے:

عن أبي بكر بن صدقة قال ذُكر لأحمد بن حنبل صفوان بن سليم وقلّةُ حديثه وأشياء خولف فيها فقال هذا رجل إنما كان يُستشفَى بحديثه ويُستنزَل

(۱) اکابر دیو بند کیا تھے: ص ۲۲

القَطْرُ بذكره.[1]

۲...... ابو الربیع بن سالم الحافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں، میرے والد ماجد ابو محمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ کی وفات کے وقت مصر میں قحط پڑا ہوا تھا، جب انہیں قبر کے کنارے رکھا گیا تو لوگوں نے قحط کو دور کرنے کے لیے رب تعالیٰ کے حضور ان کے توسل سے دعا مانگی۔ چناں چہ اسی رات ہی موسلا دھار بارش ہوئی، ایک ہفتہ تک لوگ ان کی قبر پر کیچڑ والی زمین سے گزر کر آتے رہے:

قال أبو الربيع بن سالم الحافظ كان وقت وفاة أبي محمد بن عبيد الله قحط مصر فلما وضع على شفير القبر توسلوا به إلى الله في إغاثتهم فسقوا في تلك الليلة مطرًا وابلًا وما اختلف الناس إلى قبره مدة الأسبوع إلا في الوحل والطين.[2]

۳...... علامہ ذہبی رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابو محمد حجری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، ابو ربیع بن سالم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی وفات کے وقت لوگ قحط میں مبتلا تھے، جب آپ کا جنازہ (تدفین کے لیے) رکھا گیا تو لوگوں نے آپ کے توسل سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تو خوب موسلا دھار بارش برسی، لوگ ایک ہفتہ تک ان کی قبر پر کیچڑ پر چل کر آتے رہے:

سمعت أبا الربيع بن سالم يقول صادف وقت وفاته قحط، فلما وضعت جنازته، توسلوا به إلى الله، فسقوا، وما اختلف الناس إلى قبره مدة الأسبوع إلا في الوحل.[3]

۴...... خطیب شیخ الحنابلہ ابو علی خلال رحمہ اللہ کی سند سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے

(۱) صفة الصفوة: ترجمة صفوان بن سليم الزهري، ج۱ ص۳۸۶ الناشر: دار الحديث قاهرة

(۲) تذكرة الحفاظ: ابن عبيد الله الحافظ المتقن ابو محمد عبد الله بن محمد، ج۴ ص۱۱۱ الناشر: دار الكتب العلمية (۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحجري أبو محمد عبد الله بن محمد بن علي، ج۲۱ ص۲۵۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

ہیں، مجھے جب بھی کوئی سخت امر پیش آتا تو موسیٰ بن جعفر الکاظم رحمہ اللہ کی قبر پر جاتا اور ان کے توسل سے دعا مانگتا تو اللہ تعالیٰ جو میں چاہتا اس کو آسان فرما دیتے تھے:

قال سمعت الحسن بن إبراهيم أبا علي الخلال يقول ما همني أمر فقصدت قبر موسى بن جعفر فتوسلت به إلا سهل الله تعالى لي ما.[1]

۵......خطیب بغدادی رحمہ اللہ اسماعیل بن حسین الصرصری رحمہ اللہ کی سند سے بیان فرماتے ہیں، ابو عمر حمزہ بن قاسم بن عبدالعزیز ہاشمی نے بارش کی دعا مانگتے ہوئے کہا، اے اللہ! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسّل سے بارش کی دعا مانگی، پس بارش ہوئی اور وہ میرے والد تھے (یعنی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں) میں ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی چادر کو اُلٹایا، ابھی وہ منبر پر ہی تھے کہ بارش برسنے لگی:

قال سمعت إسماعيل بن الحسين الصرصري يقول استسقى أبو عمر حمزة بن القاسم بن عبد العزيز الهاشمي فقال اللّٰهم إن عمر بن الخطاب استسقى بشيبة العباس فسقى، وهو أبي وأنا أستسقي به قال:فأخذ يحول رداء ه، فجاء المطر وهو على المنبر.[2]

۶......ابوالحسین ابن الطیوری حکایت کرتے ہیں کہ مجھے بعض گاؤں کے لوگوں نے بتلایا کہ جب بھی ہم پر قحط پڑتا تھا تو ہم ابن العشاری رحمہ اللہ کے توسل سے بارش مانگا کرتے تھے تو ہم پر بارش برستی تھی:

وحكى أَبُو الحسين بْن الطيوري قَالَ قَالَ لي بعض أهل البادية إِذَا قحطتنا استسقينا بابْن العشاري فنسقى.[3]

(۱) تاریخ بغداد: باب ما ذکر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج۱ ص۱۳۳ الناشر: دار الكتب العلمية (۲) تاریخ بغداد: ترجمة: حمزة بن القلسم بن عبد العزيز بن عبد الله بن عبيد الله، ج۸ص۱۷۸ رقم الترجمة: ۴۳۰۵ الناشر: دار الكتب العلمية (۳) طبقات الحنابلة: ترجمة: محمد بن علي بن الفتح بن محمد بن الفتح أبو طالب العشاري، ج۲ ص۱۹۲ الناشر: دار المعرفة بيروت

امام بخاری رحمہ اللہ کے توسّل سے بارش کی دعا مانگنا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، ابوعلی غسّانی کہتے ہیں ہمیں ابوالفتح نصر بن حسن سکتی سمرقندی جو ہمارے پاس ۴۶۴ھ میں بلنسیہ (یہ اسپین کی ایک بندرگاہ کا نام ہے) آئے تھے، انہوں نے خبر دی کہ ایک سال ہمارے ہاں سمرقند میں قحط پڑ گیا اور بارش بند ہوگئی۔ لوگوں نے بارہا بارش کی دعائیں مانگیں مگر بارش نہ ہوئی۔ تو ایک معروف نیکوکار شخص سمرقند کے قاضی کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میری ایک رائے ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ سب لوگ امام بخاری رحمہ اللہ کے مقبرہ کے پاس جائیں اور وہاں جا کر بارش کی دعا مانگیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسا دے، امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر مبارک خرتنگ میں تھی۔ قاضی کہنے لگا: تم نے بڑی اچھی بات کہی:

فخرج القاضي والناس معه، واستسقى القاضي بالناس، وبكى الناس عند القبر، وتشفعوا بصاحبه، فأرسل الله تعالى السماء بماء عظيم غزير أقام الناس من أجله بخرتنك سبعة أيام أو نحوها، لا يستطيع أحد الوصول إلى سمرقند من كثرة المطر وغزارته، وبين خرتنك وسمرقند نحو ثلاثة أميال.(۱)

چناں چہ قاضی سب لوگوں کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر مبارک کے پاس رونے لگے، انہوں نے صاحبِ توقیر کے ذریعہ رب کے حضور تقرب اور رسائی طلب کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے ایک بارش سے لبریز گھنا بادل بھیجا، وہ یوں موسلا دھار برسا کہ لوگ سات دن تک خَرتنگ میں ہی ٹھہرے رہے۔ شدید بارش کی وجہ سے کوئی بھی سمرقند نہ پہنچ سکا جب کہ سمرقند اور خرتنگ میں فقط تین میل کا فاصلہ تھا۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: ابو عبد الله البخاری محمد بن اسماعیل، ج ۱۲ ص ۴۶۹
الناشر: مؤسسة الرسالة

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے طفیل قبرستان میں کسی کو آگ کا عذاب نہیں ہوتا

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، وہ کہتے تھے میرا ایک دوست تھا جس کا نام ثابت تھا، وہ بڑا نیک شخص تھا، تلاوتِ قرآن اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا اور میں کسی وجہ سے اس کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوسکا، میں نے خواب میں اس کی زیارت کی، میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور مجھ سے اعراض کیا، میں نے کہا: اے ثابت! تو مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا جب کہ تو میرا دوست ہے اور تیرے اور میرے درمیان محبت ومودت ہے؟ اس نے کہا: تو میرا دوست ہے پھر بھی تو نے میرا جنازہ نہیں پڑھا؟ میں نے اسے اپنا عذر بیان کیا اور معذرت چاہی:

ثم قلتُ له حدثني كيف أنت بقبر أحمد بن حنبل؟ لأنه دفن هناك، فقال ليس في قبر أحمد أحد يعذب بالنار.(۱)

پھر میں نے اس سے پوچھا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قبرستان میں تیرا کیا خیال حال ہے؟ وہ شخص وہیں مدفون تھا۔ اس نے کہا: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قبرستان میں کسی کو آگ کا عذاب نہیں ہوتا۔

غیبت سے بچاؤ کا نسخہ

عبداللہ بن وَہب رحمہ اللہ دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں، فرماتے ہیں میں نے غیبت سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس دن کسی کی غیبت کر دیتا، اگلے دن نفس کو سزا دینے کے لیے روزہ رکھ لیتا، لیکن بات بنی نہیں، روزہ رکھنا عادت سی بن گئی اور سزا کی تلخی کے بجائے اس میں لطف محسوس ہونے لگا، ظاہر ہے جو چیز پر لطف ہو، وہ

(۱) ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: طلحة بن احمد بن طلحة بن احمد بن الحسين الكندي العاقولي، ج۱ ص۳۱۲ الناشر: مكتبة العبيكان

سزا کیسے ہوسکتی ہے، اس لیے میں نے روزہ کے بجائے ہر غیبت کے عوض ایک درہم صدقہ کرنا شروع کیا یہ سزا نفس کو شاق معلوم ہوئی اور یوں غیبت کے روگ سے نجات ملی۔

قال ابن وهب جعلت على نفسي كلما اغتبت إنساناً صيام يوم، فهان علي، فجعلت عليها إذا اغتبت إنساناً على صدقة درهم فثقل علي وتركت الغيبة.(۱)

قبر سے اذان کا جواب دینے کی آواز

یحیٰی بن معین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک گورکن نے مجھے بتایا کہ قبروں میں جو سب سے زیادہ عجیب چیز دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک قبر سے ایک مریض کی طرح کے کراہنے کی آواز آتی تھی، اور ایک قبر سے مؤذن کی اذان کے جواب کی صاف طور پر آواز آیا کرتی تھی:

يحيى بن مِعين قَالَ قَالَ لي حفار أعجب مَا رَأَيْت من هَذِهِ الْمَقَابِر أَنِّي سَمِعت من قبر أنينا كأنين الْمَرِيض وَسمعت من قبر والمؤذن يُؤذن وَهُوَ يجِيبه من الْقَبْر.(۲)

چھٹے بدنصیب کے پاس

مَطلب بن محمد الحنظبی مکّہ کے قاضی تھے اور ان کی زوجیت میں ایک ایسی عورت تھی جس کے پہلے چار شوہر مر چکے تھے، جب قاضی صاحب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وہ اُن کے سرہانے بیٹھ کر روئی اور کہنے لگی مجھے کس کے پاس زندگی بسر کرنے کی وصیت کرتے ہو تو قاضی صاحب نے جواب دیا چھٹے بدنصیب کے پاس:

كَانَ الْمطلب بن مُحَمَّد الحنظبي على قَضَاء مَكَّة وَكَانَ عِنْده امْرَأَة قد مَاتَ عِنْدهَا أَربع أَزوَاج فَمَرض مرض الْمَوْت فَجَلَست عِنْد رَأسه تبْكي وَقَالَت إِلَى

(۱) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: ترجمة: عبد الله بن وهب بن مسلم، ج۳ص۲۴۰ الناشر: فضالة الحمدية (۲) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۲۰۹ الناشر: دار المعرفة

من توصی بی قَالَ إِلَی السَّادِس الشقی۔[۱]

والدہ کی نافرمانی کے سبب قبر سے گدھے کی آواز کا آنا

ابوقزاعہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ:

ہم بعض چشموں سے جو ہمارے بصرہ کے راستے میں پڑتے تھے، گزرے تو گدھے کی آواز سنی، ہم نے لوگوں سے پوچھا یہ گدھے کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ اور کس کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک شخص ہمارے قریب رہا کرتا تھا، جب اس کی ماں اس سے بات کرتی تو وہ اسے کہہ دیا کرتا تھا کیوں گدھی کی طرح چیختی ہے؟ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر سے روزانہ گدھے کی سی آواز آتی ہے:

عَنْ أَبِی قَزَاعَةَ، مَرَرْنَا فِی بَعْضِ الْمِیَاهِ الَّتِی بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْبَصْرَةِ، فَسَمِعْنَا نَهِیقَ حِمَارٍ، فَقُلْنَا لَهُمْ مَا هَذَا النَّهِیقُ؟ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ كَانَ عِنْدَنَا، كَانَتْ أُمُّهُ تُكَلِّمُهُ بِشَیْءٍ، فَیَقُولُ لَهَا انْهَقِی نَهِیقَكِ، وَكَانَتْ أُمُّهُ تَقُولُ جَعَلَكَ اللهُ حِمَارًا، فَلَمَّا مَاتَ سُمِعَ هَذَا النَّهِیقُ عِنْدَ قَبْرِهِ كُلَّ لَیْلَةٍ۔[۲]

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں کسی ضرورت سے کہیں جا رہا تھا، اچانک راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین سے اپنی گردن نکال کر میرے سامنے ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکال کر دوبارہ زمین کے اندر چلا گیا۔ میں اپنے ضروری کام کی جگہ پہنچا تو انہوں نے کہا: کیا ہوا؟ آپ کے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟

میں نے ان کو راستے کا واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا کیا آپ کو اس واقعہ کا علم ہے؟ میں نے کہا نہیں:

قَالُوا ذَاكَ غُلَامٌ مِنَ الْحَیِّ، وَتِلْكَ أُمُّهُ فِی ذَلِكَ الْخِبَاءِ، وَكَانَتْ إِذَا أَمَرَتْهُ بِشَیْءٍ

---

(۱) كتاب الأذكياء: ص٦٨، الناشر: مكتبة الغزالی

(۲) من عاش بعد الموت: ص٢٧ الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية

شَتَمَهَا وَقَالَ مَا أَنْتِ إِلَّا حِمَارٌ، ثُمَّ نَهَقَ فِي وَجْهِهَا وَقَالَ هَا هَا هَا، فَمَاتَ يَوْمَ مَاتَ فَدَفَنَّاهُ فِي تِلْكَ الْحَفِيرَةِ، فَمَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي دَفَنَّاهُ فِيهِ فَيَنْهِقُ إِلَى نَاحِيَةِ الْخِبَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَدْخُلُ. (۱)

انہوں نے کہا دراصل یہ اس محلے کا لڑکا تھا، اس کی ماں یہاں سے قریب ہی ایک خیمہ میں رہتی ہے۔ زندگی میں جب اس کی ماں اس کو کسی بات کی فرمائش کرتی تو وہ اس کو گالی دیتا اور کہتا تم سوائے گدھی کے کچھ نہیں ہو، یہ کہہ کر اس (ماں) کے منہ پر جا کر تین مرتبہ رینگتا اور پھر زوردار قہقہہ لگاتا، مرنے کے بعد جب سے ہم نے اس کو دفنایا، روزانہ اس (دفن کے) وقت اپنا سر باہر نکال کر اپنے خیمے کی جانب رخ کر کے تین مرتبہ اس طرح رینگتا ہے، اس کے بعد قبر میں چلا جاتا ہے۔

نہر میں غسل کرتے وقت دھیان کس طرف ہو

بعض فقہاء کے بارے میں منقول ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ جب میں اپنے کپڑے اتار کر اور نہر میں داخل ہو کر غسل کروں تو قبلہ کی طرف توجہ کروں یا کسی دوسری طرف، تو انہوں نے جواب دیا کہ اپنے کپڑوں کی طرف توجہ کرو جو تم نے اتارے (اور کنارے پر رکھے کہ کوئی ان کو لے کر نہ بھاگ جائے):

وَمِن الْمَنْقُول عَن بعض الْفُقَهَاءِ إِن رجلا قَالَ لَهُ إِذا نزعت ثِيَابِي وَدخلت النَّهر اغْتسل أتوجه إِلَى الْقبْلَة ام إِلَى غيرهَا قَالَ توجه إِلَى ثِيَابك الَّتِي نزعتها. (۲)

ایک مجاہد کو بارہ حیوانی صفات سے متصف ہونا چاہیے

ایک مجاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مندرجہ ذیل حیوانی صفات سے متصف ہو۔

۱...... قوتِ قلب میں شیر کی طرح ہو جو نہ ہمت ہارتا ہے اور نہ فرار ہوتا ہے۔

---

(۱) من عاش بعد الموت: ص ۲۸ الناشر: موسسة الكتب الثقافية

(۲) كتاب الاذكياء: ص ۸۴ الناشر: مكتبة الغزالي

۲......کبر میں چیتے کی طرح ہو کیوں کہ چیتا دشمن کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتا۔

۳......شجاعت میں ریچھ کی مانند ہو کیوں ریچھ اپنے تمام اعضاء سے دشمن کو قتل کرتا ہے۔

۴......حملہ کرنے میں خنزیر (سور) کی طرح ہو کیوں کہ یہ حملہ کرنے کے بعد پیٹھ نہیں پھیرتا۔

۵......غارت گری میں بھیڑیے کی طرح ہو کیوں کہ بھیڑیا اگر ایک سمت سے ناکام ہوتا ہے تو فوراً دوسری طرف سے حملہ آور ہو جاتا ہے۔

۶......ہتھیاروں کا بوجھ اُٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے وزن سے کئی گنا زیادہ وزن اٹھا لیتی ہے۔

۷......ثابت قدمی میں پتھر کی مانند ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔

۸......وفاداری میں کتے کی مثل ہو جو اپنے مالک کی اتباع میں آگ میں داخل ہونے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

۹......صبر میں گدھے کی مانند ہو۔ (اس پر جتنا بھی بوجھ لادا جائے تو برداشت کرتا ہے)

۱۰......موقع شناسی میں مرغ کی مثل ہو جو کبھی موقع ضائع نہیں کرتا۔

۱۱......حفاظت میں سارس کی مانند ہو۔

۱۲......محنت ومشقت میں بھڑ کی طرح ہو۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے حق میں ایک عمدہ بشارت

عبدالواحد بن آدم طواویسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں، میں نے سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا:

فقلت ما وقوفك يا رسول الله؟ قال أنتظر محمد بن إسماعيل البخاري، فلما كان بعد أيام بلغني موته، فنظرت، فإذا قد مات في الساعة التي رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيها. (۲)

(۱) حياة الحيوان: الحوت، فائدة، ج۱ ص۳۸۷ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن اسماعيل البخاري ج۱۲ ص۴۶۸

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کر رہے ہیں۔ چند دنوں کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو یہ بعینہ وہی وقت تھا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا تھا۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے انتقال کا واقعہ

امام مسلم رحمہ اللہ سے مجلسِ درس میں کسی حدیث کے متعلق سوال کیا گیا، اتفاق سے اس وقت آپ کو یاد نہ آیا، جب گھر تشریف لائے اُن کی خدمت میں کچھ کھجوریں پیش کی گئیں، آپ حدیث تلاش کرتے رہے اور خرما بھی کھاتے رہے، یہاں تک کہ حدیث مل گئی اور کھجور بھی ختم ہوگئیں، یہی واقعہ آپ کے وصال کا سبب بنا۔ (۱)

وفات کے بعد ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے آپ کو خواب میں دیکھا، حال پوچھا تو فرمایا اللہ نے اپنی جنت کو میرے لیے مباح کر دیا، جہاں چاہتا ہوں پھرتا ہوں۔ (۲)

ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا ابن داود کی سلطنت سے بہتر ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ ہوا میں اس طرح اڑتے جاتے تھے کہ پرندے ان پر سایہ فگن تھے، انس وجان دائیں بائیں تھے، اسی حالت میں بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ عابد ان کی شان وشوکت دیکھ کر کہنے لگا، اللہ کی قسم اے داود! اللہ نے آپ کو ایک عظیم سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سن کر فرمایا:

فَقَالَ لَتَسْبِيحَةٌ فِي صَحِيفَةِ مُؤْمِنٍ خَيْرٌ مِمَّا أُعْطِيَ ابْنُ دَاوُدَ، فَمَا أُعْطِيَ لِابْنِ دَاوُدَ يَذْهَبُ وَالتَّسْبِيحَةُ تَبْقَى. (۳)

مؤمن کے اعمال نامے میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا اجر وثواب ابن داود کی اس

(۱) سير أعلام النبلاء: ج۱۲ ص۵۶۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) بستان المحدثین ص۲۸۱ الناشر: ایچ ایم سعید کراچی

(۳) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۳۸، الناشر: دار ابن كثير

سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ ابن داؤد کو جو کچھ ملا ہے وہ آخر کار فنا ہو جائے گا اور سبحان اللہ کا اجر وثواب ہمیشہ باقی رہے گا۔

امام طاؤس رحمہ اللہ کا امراء کے مال سے بے نیازی

حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف نے امام طاؤس رحمہ اللہ کے پاس سات سو یا پانچ سو دینار بھجوائے اور قاصد کو کہہ دیا کہ اگر طاؤس نے تم سے یہ لے لیے تو امیر محترم تمہیں بہترین کپڑے اور انعام دیں گے۔ چناں چہ وہ طاؤس کے پاس جند (یمن کا ایک شہر) پہنچا اور کہا کہ امیر نے آپ کے لیے خرچہ بھیجا ہے، امام طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے اصرار کیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، چناں چہ وہ رقم کی تھیلی گھر کے کونے میں پھینک کر بھاگ گیا اور جا کر کہا کہ انہوں نے لے لیے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر اور اس کے چیلوں نے امام طاؤس رحمہ اللہ کی زبانی کوئی ناگوار بات اپنے لیے سنی تو کسی شخص کو بھیجا کہ ہم نے تمہیں جو رقم دی تھی وہ واپس کرو۔ امام طاؤس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی رقم نہیں لی۔ چناں چہ قاصد نے جا کر بتایا تو ان کو یقین آ گیا۔ چناں چہ پہلے والے قاصد کو بلوایا اور پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے تو گھر کے کونے میں پھینک دی تھی، اس کو کہا کہ وہیں جا کر دیکھو، چناں چہ اس نے وہاں ہاتھ بڑھایا تو تھیلی وہیں پڑی تھی اور اس کے گرد مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ (یعنی اس تھیلی کو کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا تھا) چناں چہ وہ شخص تھیلی واپس لے گیا۔ (۱)

مسنون عمل کی مخالفت کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے بیت الخلاء سے نکلتے وقت غلطی سے بایاں قدم باہر رکھ دیا تو فوراً بیہوش ہو گئے کہ حدیث کی مخالفت سرزد ہو گئی۔ کیوں کہ مسنون عمل تو یہ ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں قدم پہلے اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالو، اور میں نے نکلتے وقت پہلے

(۱) حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: طاؤس بن کیسان، ج۴ص۱۴ الناشر: دار الکتاب العربی

بایاں قدم باہر رکھ دیا۔

مسجد کا حکم اس کے برعکس ہے یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں قدم پہلے نکالنا چاہیے۔ اندازہ کیجیے کہ مسنون اعمال کے ساتھ محبت اور اطاعت رسول کس قدر زیادہ ہے کہ معمولی غلطی کی وجہ سے بیہوش ہو گئے، ورنہ میں اور آپ ایسی غلطیاں کرتے رہتے ہیں اور ندامت بھی نہیں ہوتی، اگر ندامت ہو بھی تو بیہوشی یا خوف خدا سے گر پڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسواک کرنے کے مستحب مواقع

۱...... جب دانت زرد ہو جائیں۔

۲...... منہ میں بدبو پیدا ہو جانے پر۔

۳...... نیند سے بیدار ہونے پر۔

۴...... نماز کی تیاری کے وقت اگر چہ باوضو ہو۔

۵...... وضو کرتے وقت۔

۶...... گھر میں داخل ہونے کے وقت۔

۷...... لوگوں کے اجتماع میں شامل ہونے سے قبل۔

۸...... قرآن کریم کی تلاوت کے وقت۔

وَيُسْتَحَبُّ فِي خَمْسَةِ مَوَاضِعَ اصْفِرَارُ السِّنِّ، وَتَغَيُّرُ الرَّائِحَةِ، وَالْقِيَامُ مِنَ النَّوْمِ، وَالْقِيَامُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَعِنْدَ الْوُضُوءِ، يُسْتَحَبُّ فِي حَالَاتٍ مِنْهَا تَغَيُّرُ الْفَمِ، وَالْقِيَامُ مِنَ النَّوْمِ وَإِلَى الصَّلَاةِ، وَدُخُولُ الْبَيْتِ، وَالِاجْتِمَاعُ بِالنَّاسِ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ. (۱)

مسواک کرنے کے سولہ فوائد

۱...... مسواک کرنے والوں کے بالوں پر سفیدی دیر میں آتی ہے۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطهارة، سنن الوضوء، ج۱ ص ۱۱۴ الناشر: دار الفکر بیروت

۲......آنکھ کی بصارت تیز رہتی ہے۔

۳......موت کے علاوہ تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

۴......پل صراط پر بخوبی گزرنے پر معاون ہے۔

۵......منہ کی پاکی وصفائی کا آلہ ہے۔

۶......پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔

۷......ملائکہ بھی خوش وراضی ہوتے ہیں۔

۸......دانتوں کو صاف کر کے بدبو وغیرہ کو دور کرتی ہے۔

۹......مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

۱۰......باعث ہضم طعام ہے۔

۱۱......بلغم کو دور کرتی ہے۔

۱۲......فصاحت پیدا کرتی ہے۔

۱۳......شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

۱۴......روح بآسانی نکلنے پر معین ہے۔

۱۵......نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۶......سب سے بڑی خوبی موت کے وقت شہادتین کا یاد دلانا ہے۔

أَنَّهُ يُبْطِءُ بِالشَّيْبِ، وَيُحِدُّ الْبَصَرَ وَأَحْسَنُهَا أَنَّهُ شِفَاءٌ لِمَا دُونَ الْمَوْتِ، وَأَنَّهُ يُسْرِعُ فِي الْمَشْيِ عَلَى الصِّرَاطِ وَمِنْهَا مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَمَفْرَحَةٌ لِلْمَلَائِكَةِ، وَمَجْلَاةٌ لِلْبَصَرِ، وَيُذْهِبُ الْبَخَرَ وَالْحَفَرَ، وَيُبَيِّضُ الْأَسْنَانَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيَهْضِمُ الطَّعَامَ، وَيَقْطَعُ الْبَلْغَمَ، وَيُضَاعِفُ الصَّلَاةَ، وَيُطَهِّرُ طَرِيقَ الْقُرْآنِ، وَيَزِيدُ فِي الْفَصَاحَةِ، وَيُقَوِّي الْمَعِدَةَ، وَيُسْخِطُ الشَّيْطَانَ، وَيَزِيدُ فِي الْحَسَنَاتِ، وَيَقْطَعُ الْمُرَّةَ، وَيُسَكِّنُ عُرُوقَ الرَّأْسِ، وَوَجَعَ الْأَسْنَانِ، وَيُطَيِّبُ النَّكْهَةَ، وَيُسَهِّلُ خُرُوجَ الرُّوحِ.(۱)

(۱) رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطهارة، سنن الوضوء، ج۱ ص ۱۱۵ الناشر: دار الفكر بيروت

رزق حلال کی برکات

ایک شخص عبداللہ شاہ جو دیوبند میں گھاس بیچتے تھے، جو ملتا اس میں سے ایک حصہ اپنی والدہ کو دیتے اور ایک حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور باقی اپنے خرچ میں لاتے، انہوں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اور دوسرے حضرات کی دعوت کی، مولانا نے فرمایا کہ دعوت کہاں سے کرو گے، تمہارے پاس ہے ہی کیا، کہنے لگے جو حصہ خیرات کا نکالتا ہوں اسی سے دعوت کردوں گا، غرض پانچ آنے جمع کیے اور حضرت مولانا کے پاس لائے، اور کہا کہ تم خود ہی پکالو، میں کہاں جھگڑا کروں گا، اگر دنیادار بھی اس طرز کو اختیار کرلیں تو کیسا اچھا ہو، مہمان تھے کئی اور پیسے صرف پانچ آنے، بزرگ مہمانوں کا مشورہ ہوا کہ کوئی سستی چیز تجویز کی جاوے، چناں چہ میٹھے چاول گڑ کے تجویز کیے، بڑی احتیاط سے لگائے گئے، کوری ہانڈی منگائی گئی، پکانے والے کو وضو کرایا گیا، غرض ہر طرح کی احتیاط کی گئی، وہ چاول تھے ہی کتنے ایک ایک دو دو لقمہ کھالیے۔ مولانا خود فرماتے تھے کہ ان دو لقموں کی برکت دیکھی کہ ایک ماہ تک قلب میں انوارات و برکات محسوس ہوتے تھے، ایک ماہ کامل یہ اثر رہا۔

فائدہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا تھا کہ جس کی کمائی کے ایک لقمہ کا یہ اثر ہے تو جو دن رات اسی کو کھاتا ہے اس کی کیا حالت ہوگی، دوستو اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت ہوگی تو یہ بات پیدا ہوجائے گی۔ (۱)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور شیخ کا ادب

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے ایک مضمون لکھ کر نقل کے واسطے مولانا کو دیا، اس میں ایک جگہ املاء کی غلطی تھی اور وہ غلطی اتفاقاً ہوگئی تھی مگر مولانا کا ادب دیکھئے کہ اس میں خود اصلاح نہیں کی بلکہ اس لفظ کی جگہ چھوڑ دی بعد میں حاجی صاحب سے آکر عرض کیا کہ اس مضمون میں ایک لفظ سمجھ میں

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۱

نہیں آیا اس کو دوبارہ بتلایا جاوے۔ حاجی صاحب نے جو اس کو دیکھا تو قلم لیکر فوراً کاٹ دیا اور صحیح طور پر لکھ دیا اور فرمایا کہ یہاں مجھ سے املا میں غلطی ہوگئی، اس کے بعد حاجی صاحب بار بار واقعہ بیان فرماتے تھے اور مولانا کی تعریف فرماتے تھے کہ سبحان اللہ مولانا میں ادب کا بہت ہی بڑا حصہ ہے کہ باوجود بڑے عالم ہونے کے خود غلطی کو درست نہیں کیا بلکہ اول تو دکھایا جب میں نے درست کر دیا بعد میں صحیح نقل کیا۔

فائدہ: مولانا نے اس واقعہ پر نہ تو غلو فی الاعتقاد سے کام لیا کہ پیر کی غلطی کو غلطی بھی نہ سمجھے اور نہ بے ادبی کی کہ اصلاح خود کر کے کر پیر سے کہہ دیتے کہ یہاں آپ نے غلطی کی تھی میں نے اس کو صحیح کر دیا ہے بلکہ لطیف طریقہ سے شیخ کو مطلع کر دیا۔ جب انہوں نے خود غلطی کی اصلاح کر دی اس کے بعد صحیح لفظ لکھا۔ (۱)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا بے نظیر استغناء

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو ایک صاحب ملازم رکھنا چاہتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ علمی لیاقت تو مجھ میں ہے نہیں اس لیے بڑا کام تو میں کر نہیں سکتا، البتہ قرآن پاک کی تصحیح کر لیا کروں گا۔ اس میں دس روپیہ ماہوار دے دیا کرو (اللہ اللہ کیا تواضع اور زہد ہے)۔ اسی زمانے میں ایک ریاست سے تین سو روپیہ ماہانہ کی نوکری آ گئی، مولانا جواب میں لکھتے ہیں کہ میں آپ کی یادآوری کا شکر گزار ہوں مگر مجھ کو یہاں دس روپے ملتے ہیں، پانچ روپے تو میرے اہل وعیال کے لیے کافی ہو جاتے ہیں اور پانچ بچ جاتے ہیں، آپ کے یہاں سے جو تین سو روپے ملیں گے ان میں سے پانچ روپے تو خرچ میں آئیں گے، آگے دو سو پچانوے جو بچیں گے میں ان کا کیا کروں گا، مجھ کو ہر وقت یہی فکر لگی رہی گی کہ ان کو کہاں خرچ کروں اس لیے معذور ہوں، غرض یہ کہ تشریف نہیں لے گئے۔ (۲)

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۲۰

(۲) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۹

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی طلباء کو ایک عمدہ نصیحت

علم کا شرف اور اس کی فضیلت دلیل سے ثابت ہو چکی ہے، لیکن طلباء علوم مختلف جہتوں میں تقسیم ہو گئے یعنی ہر ایک کے نفس نے اس کو کسی خاص علم یا فن کی طرف مائل کر دیا۔

چناں چہ بعض نے اپنی عمر فن قرأت میں گزار دی، حالاں کہ یہ علم سے متعلق کوتاہی کی بات ہے کیوں کہ اس کو مشہور قرأت پر اعتماد کرنا چاہیے تھا نہ کہ شاذ پر، ایک قاری کے لیے یہ بات کتنی بری ہے کہ اس سے فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ نہ جانے حالاں کہ اس کو فقہ حاصل کرنے سے صرف اسی بات نے روکا ہے کہ وہ فن قرأت میں صرف کثرت طرق میں مشغول رہا۔

اسی طرح بعض صرف فن نحو اور اس کی توجیہات میں مشغول رہ جاتے ہیں، بعض صرف لغت میں اور بعض حدیث لکھتے ہیں اور اسی میں زیادتی کی کوشش کرتے ہیں، لیکن لکھی ہوئی حدیث کا مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ چناں چہ خود ہم نے اپنے محدث اساتذہ میں بعض کو دیکھا ہے کہ جب ان سے نماز کا کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو نہیں سمجھ پاتے کہ کیا کہیں؟ یہی قراء کا حال ہے اور ایسے ہی اہل لغت اور اہل نحو بھی ہیں۔

مجھ سے عبدالرحمٰن بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن المنصوری نے بیان کیا کہ ہم اپنے والد کے ساتھ محمد بن خشاب رحمہ اللہ جو نحو اور لغت میں امام تھے، ان کے سامنے حاضرین نے فقہ کے مسائل میں گفتگو شروع کی تو انہوں نے فرمایا، تم لوگ مجھ سے جو چاہو پوچھو، اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اگر ہم سے سوال کیا جائے کہ نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا کیا ہے؟ تو ہم کیا جواب دیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رکن ہے، یہ سن کر سارے لوگ ان کی فقاہت کی کمی پر حیرت زدہ رہ گئے۔

اس لیے سمجھدار طالب علم کو چاہیے کہ ہر علم سے کچھ نہ کچھ حاصل کرے پھر فقہ میں اہتمام سے لگ جائے پھر سارے علوم کے مقصود پر بھی نظر ڈالے اور وہ ہے اللہ سے صحیح تعلق اس کی معرفت اور اس کی محبت۔

وقد رأینا فی مشایخنا المحدثین من کان یسأل عن مسألة في الصلاة، فلا یدری ما یقول وکذلك القراء وکذلك أهل اللغة والنحو، وحدثني عبد الرحمن بن عیسی الفقیه، قال حدثني ابن المنصوري، قال حضرنا مع أبي محمد بن الخشاب، وکان إمام الناس في النحو واللغة، فتذاکروا الفقه، فقال سلوني عما شئتم فقال له رجل إن قیل لنا رفع الیدین في الصلاة، ما هو؟ فماذا تقول؟ فقال هو رکن فدهشت الجماعة من قلة فقهه- وإنما ینبغي أن یأخذ من کل علم طرفًا، ثم یهتم بالفقه، ثم ینظر فی مقصود العلوم، وهو المعاملة لله سبحانه، والمعرفة به، والحب له.(۱)

تین جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کرنے کی تاریخی سازش

واقعۂ نہروان کے بعد تین خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم حمیری، بُرک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تمیمی مکّہ معظّمہ میں ملے، یہ تینوں عالم اسلام کی خانہ جنگی اور بدنظمی کا ذکر کرکے دیر تک افسوس کرتے رہے۔ پھر انہوں نے مقتولین نہروان کی یاد میں آنسو بہائے اور کہنے لگے کہ اپنے بھائیوں کی موت کے بعد زندگی میں ہماری لیے کچھ لطف نہیں رہا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم علی، معاویہ اور عمرو بن عاص کو ٹھکانے لگادیں تاکہ ایک طرف عالم اسلام اس خون خرابے سے نجات پائے اور دوسری طرف ہم اپنے بھائیوں کا انتقام لے لیں۔ آخر طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کی تاریخ اس کام کو انجام دینے کے لیے تجویز ہوئی۔

حسب قرارداد ابن ملجم کوفہ آیا اور یہاں خاندان بنی رباب سے جو خارجی عقیدہ رکھتا تھا تعلقات پیدا کیے، اس خاندان میں ایک حسین وجمیل عورت تھی جس کا نام قطام تھا، ابن ملجم اس کا گرویدہ ہوگیا اور شادی کا پیغام دیا، قطام نے کہا کہ مجھے تمہارا پیغام منظور ہے، مگر مہر وہ ہوگا جو میں تجویز کروں۔ ابن ملجم نے کہا تم کیا مہر تجویز کرتی ہو؟ قطام نے جواب دیا۔

(۱) صید الخاطر: فصل ینبغي للعالم أن یاخذ طرفا من کل علم ج۱ ص ۳۲۳،

تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی، اور حضرت علی کا سر۔ ابن ملجم اور قطام کی شادی ہوگئی اور دونوں مل کر اس مقصد کی تکمیل کی تدبیریں کرنے لگے۔ ابن ملجم اور قطام ہی کی کوششوں سے شبیب بن بجرہ حروری اور وردان، دو اور خارجی بھی اس سازش میں شریک ہوگئے۔

۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو تینوں جامع کوفہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ فجر کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور حسب معمول سونے والوں کو نماز کے لیے جگانا شروع کیا، شبیب کمین گاہ سے نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا، آپ محراب میں گر پڑے، اب ابن ملجم آگے بڑھا اور حضرت امیر کے سر مبارک پر وار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک خون میں رنگین ہوگئی۔ آپ نے پکار کر کہا میرے قاتل کو پکڑو۔ وردان اور شبیب دونوں بھاگ نکلے، لیکن ابن ملجم پکڑ لیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان پر لایا گیا اور ابن ملجم کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

اگر میں مر گیا تو اس شخص کو قتل کر دینا اور زندہ رہا تو جو سزا مناسب سمجھوں گا دے دوں گا۔

جب امید حیات منقطع ہوگئی تو آپ نے اپنے صاحب زادوں کو بلایا اور انہیں تقویٰ، حسن عمل اور خدمت دین کی وصیت فرمائی۔ کسی نے پوچھا۔ حضرت آپ کے بعد ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، آپ نے فرمایا نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں، جیسا مناسب سمجھو کرنا۔

آخر کار اسی رات کو آسمان رسالت کا یہ ستارہ درخشندہ غروب ہوگیا۔ رحلت کے وقت یہ آیت کریمہ ورد زبان تھی:

"فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ"

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کی جزا پائے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔

آپ کی عمر ۶۳ سال ہوئی اور تقریباً چار سال نو مہینے مسند خلافت پر متمکن رہے۔

آپ کے جنازہ کی نماز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق دارالخلافہ کوفہ کے اندرونی حصے میں دفن کیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو بلایا۔ ابن ملجم نے کہا کہ میں علی کی طرح معاویہ کے قتل کا بھی عہد کر چکا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس فرض کو بھی ادا کرلوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہا ضرور حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کی اس درخواست کو رد کردیا اور عبداللہ بن جعفر کو قتل کا حکم دیا۔

ابن ملجم کو اپنے عقیدہ باطل پر اس قدر یقین تھا کہ وہ قتل کے وقت سورۂ اقرأ کی تلاوت کرر ہا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے غافل نہیں کرنا چاہتا۔

ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ دمشق پہنچا اور اس نے بھی اسی دن، اسی وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب کہ وہ نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل رہے تھے حملہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معمولی زخم آیا جو جلد ٹھیک ہو گیا۔ برک گرفتار ہوا اور قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے مسجد میں مقصورہ بنوالیا، اور ایک محافظ دستہ مقرر کیا جو نماز کے وقت ان کی حفاظت کرتا تھا۔

ان ملجم کا تیسرا ساتھی عمرو بن بکر مصر پہنچا اور اس نے بھی وقت معینہ پر اپنا عہد پورا کرنے کی کوشش کی۔ حسن اتفاق سے اس روز عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے مسجد نہ آسکے اور ان کی بجائے خارجہ بن ابی حبیبہ نے امامت کی۔ عمرو بن بکر نے خارجہ کو عمرو بن عاص سمجھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کردیا۔ عمرو بن بکر بھی گرفتار ہوا اور قتل کردیا گیا۔ (۱)

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کا ایک عدیم المثال تاریخی واقعہ

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کا ایک عدیم المثال واقعہ یہ ہے کہ ایک رات وہ

(۱) تاریخ الطبری: سنۃ اربعین، ذکر الخبر عن مقتل علی بن ابی طالب، ج۵ ص۱۴۴ تا ۱۴۹
الناشر: دار احیاء التراث العربی

معمول کے مطابق تہجد کی نماز پڑھ کر سویا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو بھورے رنگ کے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمار ہے ہیں کہ میری مدد کو پہنچو، مجھے ان دو سے بچاؤ۔

سلطان کی گھبرا کر آنکھ کھلی، وضو کیا اور نماز پڑھ کر دوبارہ سویا تو بعینہ وہی خواب پھر دیکھا، سلطان پھر جاگ اُٹھا، وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر سویا تو تیسری بار بھی وہی خواب دیکھا، اب تو نیند غائب ہو چکی تھی، اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو طلب کر کے سارا واقعہ سنایا، یہ وزیر بڑا پاک باز، دین دار اور وفادار تھا، اس نے سنتے ہی کہا اب بیٹھنا کیسا؟ آپ کو اسی لمحے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو جانا چاہیے مگر کسی پر یہ واقعہ ظاہر نہ فرمائیں۔

سلطان نے اسی رات کے باقی حصے میں سفر کی تیاری کی اور وزیر کے ساتھ تیز رفتار اونٹنیوں پر روانہ ہو گیا، بہت سا مال اور بیس آدمی بھی ساتھ لے لیے۔ دمشق سے مدینہ منورہ کا سفر جو ایک ماہ میں طے ہوتا تھا۔ سلطان نے صرف ۱۶ دن میں طے کر لیا اور صبح کے وقت غسل کر کے مدینہ منورہ میں داخل ہوا، سب سے پہلے ریاض الجنۃ میں نماز ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، اور بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

اہل مدینہ مسجد شریف میں جمع ہو گئے تھے، وزیر نے ان کو بتایا کہ سلطان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں، اور تقسیم کرنے کے لیے بہت سا مال لائے ہیں۔ آپ یہاں کے سب لوگوں کے نام لکھ کر دے دیں۔ اہل مدینہ نے فہرست تیار کر کے پیش کر دی، سلطان نے سب کو ایک ایک کر کے بلانا شروع کیا، جو جو بھی آتا گیا اسے بغور دیکھتے رہے اور مال دے دے کر واپس کرتے رہے، سب لوگ فارغ ہو گئے، مگر ان میں کوئی شخص بھی ان دو میں سے نہ تھا، جو خواب میں دکھائے گئے تھے۔

سلطان نے پوچھا: کیا کوئی آدمی اپنا حصہ لینے سے رہ گیا ہے؟ لوگوں نے انکار کیا، تو سلطان نے کہا: سوچو غور کرو، شاید کوئی رہ گیا ہو۔ اس پر لوگوں نے بتایا کہ مغرب (اسپین)

کے دو آدمیوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہا، مگر وہ دونوں کسی سے کوئی چیز لیتے نہیں، وہ نیک اور مال دار ہیں، اور غریبوں کو وہ خود ہی بہت صدقات وخیرات دیتے رہتے ہیں۔

سلطان نے یہ سن کر قدرے اطمینان کا سانس لیا اور دونوں کو بلوایا، دیکھا تو یہ وہی دو شخص تھے جن کی طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا۔

سلطان نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مغربی ملک اسپین سے آئے ہیں، حج کرنے آئے تھے، پھر یہاں اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کا ارادہ کرلیا۔ سلطان نے کہا: مجھے سچ بتاؤ اس پر وہ بالکل خاموش ہو گئے۔

سلطان نے پوچھا ان کی رہائش گاہ کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ حجرۂ شریفہ (روضۂ اقدس) کے برابر ایک مکان میں رہتے ہیں۔

سلطان ان دونوں کو ساتھ لے کر ان کے گھر پہنچا تو وہاں بہت سا مال ودولت اور کچھ کتابیں وغیرہ کے سوا کچھ نظر نہ آیا، اہل مدینہ نے سلطان کے سامنے ان دونوں کی بہت تعریف کی کہ ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، نمازیں پابندی سے ریاض الجنۃ میں ادا کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے پابندی سے حاضر ہوتے ہیں، روزانہ صبح کو جنت البقیع کے قبرستان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور ہر سینچری کو (ہفتہ کے روز) قباء کی زیارت کو جاتے ہیں، کسی مانگنے والے کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے، حتیٰ کہ اس قحط سالی کے زمانے میں تو انہوں نے اہل مدینہ کی بہت ضرورتیں پوری کیں۔

سلطان خاموشی سے یہ باتیں سنتا اور اس گھر میں گھومتا رہا، فرش پر ایک چٹائی بچھی تھی، سلطان نے اسے اٹھایا تو اس کے نیچے ایک سرنگ کھدی ہوئی نظر آئی، جو حجرۂ شریفہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچ چکی تھی، اب تو لوگ گھبرا اٹھے، سلطان نے ان دونوں کی خوب پٹائی کی اور کہا: ساری بات سچ سچ بتاؤ۔

اب انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ درحقیقت عیسائی ہیں۔ ان کے ہم مذہب لوگوں نے انہیں اندلسی (اسپینی) حاجیوں کے بھیس میں یہاں بہت سا مال دے کر بھیجا ہے تا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک (نعوذ باللہ) پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (خاکم بدہن) یہاں سے نکال کر اپنے ناپاک دلوں کی بھڑاس نکالیں۔۔

انہوں نے بتایا کہ وہ رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے تھے اور جمع شدہ مٹی کو چمڑے کے تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع کی زیارت کے بہانے وہاں جا کر قبروں کے درمیان پھیلا دیتے تھے، یہ سلسلہ مدت سے جاری تھا کہ آج رات جیسے ہی ہم (حجرۂ شریفہ) کے قریب پہنچے تو اچانک بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے لگی، سخت زلزلہ آیا اور یوں لگا جیسے پہاڑ اکھڑ جائیں گے، یہاں تک کہ صبح کو آپ پہنچے۔

سلطان یہ سب سن کر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت رویا کہ اس نے اس عظیم خدمت کے لیے اس کا انتخاب فرمایا۔

پھر ان دونوں بدنصیبوں کے سر قلم کروا دیے، ان کو حجرۂ شریفہ کے قریب والے اس روشن دان کے نیچے قتل کیا گیا جو بقیع کی طرف کھلتا تھا، اور حجرۂ شریفہ کے گرد گہری خندق پانی کی سطح تک کھدوا کر اس کو پگھلے ہوئے سیسے سے بھروا دیا۔ اس طرح حجرۂ شریفہ کے گرد سیسے کی ایسی فصیل قائم کردی جو پانی کی سطح تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ خدمت انجام دے کر سلطان دمشق واپس آ گیا اور اب یہیں جامع اموی کے برابر میں آرام کی نیند سو رہا ہے۔

ایسا بطل جلیل جو بیک وقت اعلیٰ درجے کا حکمران بھی تھا، اور اللہ تعالیٰ کا قابل رشک ولی بھی، اور جس کی مثال مشہور مؤرخ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ کے بقول خلافت راشدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد نہیں مل سکی۔ (۱)

قاضی شُریح رحمہ اللہ کے سامنے ایک دادی اور ماں کا مقدمہ اشعار کی صورت میں

اَجلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں قاضی شریح رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بچے

---

(۱) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: خاتمة فيما نقل من عمل نورالدين الشهيد لخندق حول الحجرة الشريفة مملوء بالرصاص وذكر السبب فيذلك ج۲ص۱۸۵، ۱۸۶ الناشر: دار الكتب العلمية

کی ماں اور نانی اس کے بارے میں لڑتی ہوئی آئیں، ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ وہ اس بچے کی حق دار ہے، چناں چہ اس بچے کی نانی نے کہا:

أَبَا أُمَيَّةَ أَتَيْنَاكَ وَأَنْتَ الْمَرْءُ نَأْتِيهِ
أَتَاكَ ابْنٌ وَأُمَّاهُ وَكِلْتَانَا تُفَدِّيهِ
فَلَوْ كُنْتِ تَأَيَّمْتِ لَمَا نَازَعْتُكِ فِيهِ
تَزَوَّجْتِ فَهَاتِيهِ وَلَا يَذْهَبْ بِكِ التِّيهُ
أَلَا يَا أَيُّهَا الْقَاضِي فَهَذِهِ قِصَّتِي فِيهِ

ہم تمہارے پاس آئے ہیں اور تم ایسے شخص ہو جس کے پاس ہم آتے ہیں۔ ایک بچہ اور اس کی دو مائیں تمہارے پاس آئی ہیں اور ہم میں سے ہر ایک اس پر فدا ہے اگر تو بیوہ ہی رہتی تو میں تجھ سے جھگڑا نہیں کرتی، تو نے شادی کر لی ہے اس لیے اسے مجھ کو دے دے اور تجھے حیرانی نہ لی جائے۔ اے قاضی یہ قصہ ہے میرا اس بچے کے بارے میں۔

بچے کی والدہ نے کہا:

أَلَا أَيُّهَا الْقَاضِي قَدْ قَالَتْ لَكَ الْجَدَّهْ
قَوْلًا فَاسْتَمِعْ مِنِّي وَلَا تَنْظُرْنِي رَدَّهْ
تُعَزِّي النَّفْسَ عَنِ ابْنِ وَكَبِدِي حَمَلَتْ كَبِدَهْ
فَلَمَّا صَارَ فِي حِجْرِي يَتِيمًا ضَائِعًا وَحْدَهْ
تَزَوَّجْتُ رَجَاءَ الْخَيْرِ مَنْ يَكْفِينِي فَقْدَهْ
وَمَنْ يُظْهِرُ لِيَ الْوُدَّ وَمَنْ يُحْسِنُ لِي رِفْدَهْ

اے قاضی نانی نے ایک بات کہی اب تو مجھ سے سن اور اس کو لوٹانے میں میرا انتظار مت کر، میرا دل میرے بچے کے بارے میں میرے جگر کو تسلی دیتا ہے، میں نے اس کے جگر کو اٹھایا جب وہ میری گود میں آیا تو اکیلا تنہا یتیم بے سہارا تھا۔ میں نے خیر کی امید پر نکاح کیا ہے جو اس کی جدائی پر کفایت کرے گا اور جو میرے لیے محبت ظاہر کرے گا اور جو میرے

لیے اچھا تحفہ ہدیہ لائے گا۔

قاضی شریح رحمہ اللہ نے کہا:

قَدْ سَمِعَ الْقَاضِي مَا قُلْتُمَا   وَعَلَى الْقَاضِي جَهْدٌ إِنْ عَقِلْ

قَالَ لِلْجَدَّةِ بِينِي بِالصَّبِيِّ   وَخُذِي ابْنَكِ مِنْ ذَاتِ الْعِلَلْ

إِنَّهَا لَوْ صَبَرَتْ كَانَ لَهَا   قَبْلَ دَعْوَاهَا يَبْغِيهَا الْبَدَلْ (۱)

قاضی نے تم دونوں کی بات سن لی اور قاضی پر کوشش لازم ہے اگر اسے عقل ہو۔ اس نے نانی کو کہا کہ بچہ کے ساتھ جدا ہو جا اور اپنے بیٹے کو لے لے علتوں والی عورت سے، کیوں کہ اگر یہ صبر کرتی تو یہ اسے ہی ملتا اس کے اس دعوے سے پہلے جو اسے بدل چاہتا ہے۔ اس طرح انہوں نے فیصلہ نانی کے حق میں کر دیا۔

قاضی شریح رحمہ اللہ کا اپنے بیٹے کے استاذ کو اشعار کی صورت میں خط لکھنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ شریح کا ایک بیٹا کتاب چھوڑ کر کتوں کی لڑائی کرواتا رہتا تھا، انہوں نے کاغذ دوات منگوا کر اس کے استاد کو خط لکھا۔

تَرَكَ الصَّلَاةَ لِأَكْلُبٍ يَسْعَى بِهَا   طَلَبَ الْهِرَاشَ مَعَ الْغُوَاةِ الرُّجَّسِ

فَإِذَا أَتَاكَ فَعُضَّهُ بِمُلَامَةٍ   وَعِظْهُ مَوْعِظَةَ الْأَدِيبِ الْأَكْيَسِ

فَإِذَا هَمَمْتَ بِضَرْبِهِ فَبِدِرَّةٍ   فَإِذَا ضَرَبْتَ بِهَا ثَلَاثًا فَاحْبِسِ

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ مَا أَتَيْتَ لِنَفْسِهِ   مَعَ مَا تُجَرِّعُنِي أَعَزُّ الْأَنْفُسِ (۲)

اس نے کتوں کے لیے نماز چھوڑی ان کے ساتھ دوڑتا ہے اور کتوں کی لڑائی گمراہوں کے ساتھ مل کر کروائی، سو جب وہ تمہارے پاس آئے تو سختی ملامت کے ساتھ کرنا اور اسے سمجھ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: شريح بن الحارث، ج۴ص ۱۳۴ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: شريح بن الحارث، ج۴ص ۱۳۷ الناشر: دار الكتاب العربي

دار استاد کی طرح نصیحت کرنا اور اگر پٹائی کرنا چاہو تو کوڑے سے کرنا اور جب تین مرتبہ مار چکو تو اسے پکڑ کر رکھنا (جانے نہ دینا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ خاص چیزیں عطاء کی گئیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ.

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ.

ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔

وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ.

زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے، لہٰذا میری امت کے کسی بھی شخص کو نماز کا وقت آ لے تو وہ نماز پڑھ لے۔

وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ.

میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔ جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا۔

وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ.

مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً.

پچھلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے جب کہ مجھے تمام کائنات کے لیے رسول بنایا گیا ہے۔ (۱)

(۱) صحیح بخاری: کتاب التیمم، ج ۱ ص ۴۸، رقم الحدیث: ۳۳۵ الناشر: قدیمی کتب خانہ

حضرت لقمان رحمہ اللہ اور کڑوی ککڑی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت لقمان جو حکیم تو سب کے نزدیک ہیں بعض کے نزدیک پیغمبر بھی ہیں۔ ایک باغ میں نوکری کرلی، اس سے سبق لینا چاہیے کہ حلال پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے، مالک باغ میں آیا اور ان سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا، بے تکلف کھاتے رہے، اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں یہ سمجھا کہ یہ ککڑی نہایت لذیذ ہے، ایک قاش اپنے منہ میں بھی رکھ لی تو وہ کڑوی زہر تھی، فوراً تھوک دی اور بہت منہ بنایا، پھر کہا، اے لقمان تم تو اس ککڑی کو بڑے مزے سے کھا رہے ہو، یہ تو کڑوی زہر ہے، کہا جی ہاں کڑوی زہر تو ہے، کہا پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے، کہا میں کیسے کہتا، مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں دفعہ مٹھائی کھائی ہے اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں؟(۱)

حضرت لقمان رحمہ اللہ کو دانائی ملنے کا سبب

حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے، اگر وہ کام تم بھی کرلو تو تمہیں بھی یہی درجہ حاصل ہو جائیگا۔ وہ کام یہ ہیں۔ ۱......اپنی نگاہ کو پست رکھنا۔ ۲......زبان کو روکے رکھنا۔ ۳......رزق حلال کھانا۔ ۴......اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔ ۵...... سچی بات کرنا۔ ۶......عہد کو پورا کرنا۔ ۷......مہمان کا اکرام کرنا۔ ۸...... پڑوسی کی حفاظت کرنا۔ ۹......فضول باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دینا:

قَالَ یَا ابنَ أَخِی إِنْ صَغَیْتَ إِلَی مَا أَقُولُ لَکَ کُنْتَ کَذَلِکَ، قَالَ لُقْمَانُ غَضِّی بَصَرِی وَکَفِّی لِسَانِی، وَعِفَّةُ طُعْمَتِی وَحِفْظِی فَرَجِی، وَقَوْلِی بِصِدْقٍ، وَوَفَائِی بِعَهْدِی، وَتَکْرِمَتِی ضَیْفِی، وَحِفْظِی جَارِی وَتَرْکِی مَا لَا یَعْنِینِی، فَذَاكَ الَّذِی

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۱

صَیَّرَنِی إِلَی مَا تَرَی.(۱)

ایک شخص حضرت لقمان کو (حقارت کی نظر سے) دیکھ رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا، اگر تم میرے ہونٹوں کو دیکھ رہے ہو کہ وہ بڑے موٹے اور سخت ہیں تو کوئی بات نہیں، کیوں کہ ان سے کلام بڑا نرم و نازک نکلتا ہے، اور اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ میرا جسم سیاہ ہے تو بھی کوئی بات نہیں کیوں کہ میرا دل روشن اور سفید ہے:

أَنَّہُ قَالَ لِرَجُلٍ یَنْظُرُ إِلَیْہِ إِنْ کُنْتَ تَرَانِی غَلِیظَ الشَّفَتَیْنِ فَإِنَّہُ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِہِمَا کَلَامٌ رَقِیقٌ، وَإِنْ کُنْتَ تَرَانِی أَسْوَدَ فَقَلْبِی أَبْیَضُ.(۲)

مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا بڑی پیشکش کو ٹھکرا دینا

ایسے ناسازگار اور ناموافق حالات میں نواب آف بہاولپور ایک مسئلے کی تحقیق کے لیے مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے ڈیرے پر آئے، قرآنی علوم کے فیض کے اس چشمے کو دیکھا تو بڑے متاثر ہوئے اور پیشکش کی کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو آپ کے مدرسہ کے تمام اخرجات اور طلبہ کے کھانے کا بندوبست میں کر دیا کروں۔

بظاہر یہ بہت بڑی پیشکش تھی۔ آج اگر کوئی شخص کسی مدرسہ کے مہتمم کو ایسی پیشکش کرے تو مہتمم صاحب بلا تحقیق قبول بھی فرمائیں گے اور جزاک اللہ کی دعاؤں سے اسے جنت کا حق دار بھی ٹھہرائیں گے۔ مگر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اس پیشکش کے جواب میں کمال استغناء سے فرمایا:

نواب صاحب! یہ علماء اور طلباء دور دراز علاقوں سے سفر کر کے میرے پاس قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تشریح پڑھنے کے لیے آتے ہیں، میں ان کے پیٹ میں مشکوک روزی کے لقمے نہیں بلکہ حلال کمائی کے نوالے ڈالنا چاہتا ہوں۔(۳)

---

(۱) تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، سورۃ لقمان: آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر کے تحت، ج ۶ ص ۲۹۹ الناشر: دار الکتب العلمیۃ (۲) التحریر والتنویر: سورۃ لقمان، آیت نمبر ۱۹ کی تفسیر کے تحت، ج ۲۱ ص ۱۷۱ الناشر: الدار التونسیۃ للنشر (۳) مولانا حسین علی رحمہ اللہ شخصیت، کردار، تعلیمات: ص ۲۶

مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور طلبہ کا حد درجہ خیال

حضرت مولانا رحمہ اللہ کے لخت جگر مولانا عبدالرزاق نے راقم سے بیان کیا:

ایک بار میں نے والد صاحب سے شکایت کی کہ آپ گھر کی ضروریات کا خیال نہیں کرتے اور سب کچھ طالب علموں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا نے جواب دیا کہ بیٹا مجھے اور تم سب کو ان طالب علموں کا ممنون ہونا چاہیے کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں عزت کی روٹی دے رہا ہے۔ ہمارے رزق میں برکت انہی کی وجہ سے تو ہے یہ ہمارے نہیں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔

مولانا عبدالرزاق صاحب نے فرمایا کہ:

گھر والوں کا اور طالب علموں کے لیے کھانا اکٹھا ہی پکتا تھا، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اور طالب علم اکٹھے مل کر کھانا کھاتے تھے، جو بچ جاتا وہ امی جی اور ہم سب لوگ کھاتے تھے۔ (۱)

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا کے تمام تلامذہ اور احباب گواہ ہیں کہ حضرت مولانا ہر روز جب کہ تمام طلباء خواب شریں کے مزے لے رہے ہوتے تھے۔ خود ہی کوزوں میں پانی بھر دیا کرتے تھے۔ طلباء جب فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوتے تھے تو انہیں وضو کے لیے کوزے پانی سے بھرے ہوئے ملتے تھے۔ میں شروع شروع میں واں پچھراں گیا تو اس بات پر سخت حیران ہوتا تھا۔ میں نے ایک ساتھی طالب علم سے تذکرہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ کام حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ خود ہی کرتے ہیں۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ چناں چہ اگلی رات میں تصدیق کے لیے رات بھر جاگتا رہا، آخر شب برتنوں کے اٹھانے اور رکھنے کی آوازیں آئیں تو میں دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا تو دیکھا کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کوزوں میں پانی بھرنے میں مصروف ہیں۔ میں نے آگے

(۱) مولانا حسین علی رحمہ اللہ شخصیت، کردار، تعلیمات: ص ۹۰

بڑھ کر یہ کام کرنا چاہا تو حضرت مولانا صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم نہیں چاہتے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں، ان کی تھوڑی سی خدمت سے مجھے بھی ثواب حاصل ہو۔ (۱)

محبت سے متعلق ابن الصائغ رحمہ اللہ کے عمدہ اشعار

ابن الصائغ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَكْتُمُ مَا أَلْقَاهُ يَا نُورَ نَاظِرِيْ ۔۔۔ مِنَ الْوَجْدِ كَيْلَا يَذْهَبُ الْأَجْرُ بَاطِلًا
فَقَدْ جَاءَ نَا عَنْ سَيِّدِ الْخَلْقِ أَحْمَدٍ ۔۔۔ وَمَنْ كَانَ بَرًّا بِالْعِبَادِ وَوَاصِلًا
بِأَنَّ الَّذِيْ فِي الْحُبِّ يَكْتُمُ وَجْدَهُ ۔۔۔ يَمُوْتُ شَهِيْدًا فِي الْفَرَادِيْسِ نَازِلًا
رَوَاهُ سُوَيْدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ ۔۔۔ فَمَا فِيْهِ مِنْ شَكٍّ لِمَنْ كَانَ عَاقِلًا
وَمَاذَا كَثِيْرٌ لِلَّذِيْنَ مَاتَ مُغْرَمًا ۔۔۔ سَقِيْمًا عَلِيْلًا بِالْهَوَى مُتَشَاغِلًا

۱......اے میرے نورِ چشم! تیری محبت جو مجھے حاصل ہوئی ہے میں اسے چھپا کے رکھوں گا تاکہ میرا اجر وثواب رائیگاں نہ ہو۔

۲......ہمیں تمام مخلوقات کے سردار حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بات معلوم ہوئی ہے، جو بندوں میں سب سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

۳......کہ جو شخص اپنی محبت دل میں چھپائے رکھے (اور اسی حال میں اس کا انتقال ہوجائے) تو وہ شہید ہو کر مرتا ہے اور جنت کے باغات میں جا پہنچتا ہے۔

۴......یہ روایت سُوید بن سعید الحد ثانی (یہ امام مسلم کے شیوخ میں سے ہیں) نے علی بن مُسہر سے نقل کی ہے، ہوشمند انسان کے لیے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

۵......جو شخص اپنی خواہشات سینے میں دبا کر محبت سے بیمار ہو کر مبتلائے افکار وپریشان ہو کر مرجائے اس کا اجر وثواب کس قدر زیادہ ہوگا۔ (۲)

(۱) مولانا حسین علی رحمہ اللہ شخصیت، کردار، تعلیمات: ص ۹۱

(۲) مصارع العشاق: میت الحب شهید، ج۲ ص ۱۴۵ الناشر: دار صادر بیروت

ایک خاتون کا حسنِ اسلوب میں اپنے شوہر کی شکایت کرنا اور حضرت کعب کا فیصلہ کرنا

ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: امیر المؤمنین! میرا شوہر دن میں روزے رکھتا اور رات کو نمازیں پڑھتا ہے، مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ وہ اللہ کی فرماں برداری کرے اور میں اس سے کوئی شکوہ شکایت کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تیرا شوہر تو بہت ہی اچھا ہے وہ خاتون بار بار اپنی بات دہراتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا جواب دہراتے رہے، دریں اثناء حضرت کعب الاسدی بولے: امیر المؤمنین! یہ عورت اپنی شوہر کی شکایت کر رہی ہے کہ وہ بستر میں اس سے دور رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے شوہر کو میرے پاس لاؤ، شوہر کو پیش کیا گیا، اس سے آپ نے فرمایا: آپ کی بیوی آپ کے متعلق شکایت کر رہی ہے، اس نے کہا: کیا کھانے پینے کے متعلق؟ آپ نے فرمایا: نہیں اتنے میں عورت بولی:

يَا أَيُّهَا الْقَاضِيْ الْحَكِيْمُ أُرْشِدُهٗ   أَلْهٰى خَلِيْلِىْ عَنْ فِرَاشِيْ مَسْجِدُهٗ

زَهَّدَهٗ فِيْ مَضْجَعِيْ تَعَبُّدُهٗ   وَلَسْتُ فِيْ أَمْرِ النِّسَاءِ أَحْمَدُهٗ

اے دانا فیصلہ کرنے والے! میں آپ کی رہنمائی کرتی ہوں، میرے شوہر کو اس کے سجدوں نے بستر سے غافل کر دیا۔

عبادت کے شوق نے اسے میرے پہلو میں سونے سے دور پھینکا ہے اور میں عورتوں کے معاملات میں اس کی تعریف نہیں کرتی (مطلب یہ کہ ویسے یہ بہت اچھے ہیں لیکن عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے)

شوہر نے جواب دیا:

زَهَدْتُّ فِيْ فِرَاشِهَا وَفِيْ الْحَجَلْ   إِنِّيْ امْرُؤٌ أَذْهَلَنِيْ مَا قَدْ نَزَلْ

فِيْ سُوْرَةِ النَّمْلِ وَ فِيْ السَّبْعِ الطِّوَلْ   وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَخْوِيْفٌ جَلَلْ

میں نے اس کے بستر اور عورتوں سے اعراض کیا، میں ایک ایسا انسان ہوں جسے وحی خداوند

نے سب کچھ بھلا دیا۔

یعنی جو وحی سورۂ نمل اور سات لمبی سورتوں (بقرۃ، آل عمران، نساء، المائدہ، الانعام، الاعراف، الانفال) میں اتری ہے اور اللہ کی کتاب میں (انسان کو) بہت ڈرایا گیا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ سنایا:

إِنَّ لَهَا عَلَيْكَ حَقًّا يَا رَجُلُ تُصِيبُهَا فِيْ أَرْبَعٍ لِمَنْ عَقَلْ فَأَعْطِهَا ذَاكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعِلَلْ.

اے جوان! تجھ پر عورت کا حق ہے، اگر عقل ہے تو ہر چار دن میں ایک دن اس کے پاس جایا کرو۔

لہٰذا باتیں بنانا چھوڑو، اسے اس کا حق دو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے، پس تین دن تین راتیں تیری ہیں (ان میں جتنی چاہو عبادت کرو) ایک دن ایک رات اس کا حق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا أَدْرِيْ مِنْ أَيِّكُمْ أَعْجَبُ، أَمِنْ كَلَامِهَا أَمْ مِنْ حُكْمِكَ بَيْنَهُمَا، إِذْهَبْ فَقَدْ وَلَّيْتُكَ.

مجھے نہیں معلوم تمہاری کون سی بات زیادہ تعجب خیز اور حیران کن ہے، عورت کی بات سمجھنا یا ان کے درمیان آپ کا فیصلہ فرمانا؟ جاؤ میں نے تمہیں (یعنی کعب الاسدی کو) والی (حاکم وگورنر) بنایا۔[1]

بیٹے کے استحقاق سے متعلق ابو الاسود الدولی کی اہلیہ کا گورنر کے سامنے دانشمندانہ گفتگو

ابوالأسود الدؤلی رحمہ اللہ کا اپنی بیوی سے بیٹے کے متعلق جھگڑا ہوا، ابوالأسود نے بیوی

(۱) کتاب الأذکیاء لابن الجوزی: ص۲۰۸،۲۰۹ الناشر: مکتبۃ الغزالی

سے بیٹا چھیننا چاہا، بیوی اسے زیاد جو بصرہ کے گورنر تھے اس کے پاس لے گئی، بیوی نے کہا:

أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمِيْرَ، هٰذَا ابْنِيْ كَانَ بَطْنِيْ وِعَاءَهُ، وَحِجْرِيْ فِنَاءَهُ، وَثَدْيِيْ سِقَاءَهُ، أَكْلَؤُهُ إِذَا نَامَ، وَأَحْفَظُهُ إِذَا قَامَ، فَلَمْ أَزَلْ بِذٰلِكَ سَبْعَةَ أَعْوَامٍ حَتّٰى إِذَا اسْتَوْفٰى فِصَالُهُ، وَكَمُلَتْ خِصَالُهُ، وَاسْتَوْكَعَتْ أَوْصَالُهُ، وَأَمَّلْتُ نَفْعَهُ، وَرَجَوْتُ دَفْعَهُ، أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ مِنِّيْ كَرْهًا فَادِنِيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ، فَقَدْ رَامَ قَهْرِيْ، وَأَرَادَ قَسْرِيْ.

اللہ امیر کو سلامت رکھے، یہ میرا بچہ ہے، میرا پیٹ اس کے لیے برتن، میری گود اس کا صحن، میرے پستان اس کے لیے دودھ کے مشکیزے تھے، یہ سوتا تو میں اس کی نگہداشت کرتی، اٹھتا تو اس کی حفاظت کرتی۔ یونہی سات برس گزر گئے، دودھ چھڑانے کے بعد جب یہ اس عمر کو پہنچا کہ باپ اسے ساتھ لے کر چل سکے، اس کی عادات اچھی ہوگئیں، اس کے جوڑ مضبوط ہوگئے اور میں یہ اُمید لگا بیٹھی کہ اب یہ مجھے نفع پہنچائے گا اور میری مدافعت کرے گا ایسے وقت میں یہ باپ اسے مجھ سے زبردستی چھیننا چاہتا ہے، امیر! میری مدد کیجیے! یہ اپنا قہر برسانے اور جبر کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ بولے:

أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، هٰذَا إِبْنِيْ حَمَلْتُهُ قَبْلَ أَنْ تَحْمِلَهُ، وَوَضَعْتُهُ قَبْلَ أَنْ تَضَعَهُ، وَأَنَا أَقُوْمُ عَلَيْهِ فِيْ أَدَبِهِ، وَأَنْظُرُ فِيْ أَوَدِهِ، وَأَمْنَحُهُ عِلْمِيْ وَأُلْهِمُهُ حِلْمِيْ، حَتّٰى يَكْمُلَ عَقْلُهُ وَيَسْتَحْكِمَ فَتْلُهُ.

اللہ آپ کو سلامت رکھے، میں نے اپنے بچے کو (نطفہ کی شکل میں) اس کے اٹھانے سے پہلے (اپنی پشت میں) اٹھایا، اس کے جنم دینے سے پہلے اس کو (رحم مادر میں) جنم دیا، اور اب اسے ادب سکھلانے کا میں نے بیڑا اٹھایا ہے، اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہوں، اسے علم سکھاتا اور حلم (بردباری) عطا کرتا ہوں، یہاں تک کہ اب اس کی عقل کامل ہوگئی اور نشاط (چستی اور پھرتی) اور قوت مستحکم ہوگئی۔

عورت نے جواباً کہا:

صَدَقَ، أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، حَمَلَهُ خِفًّا، وَحَمَلْتُهُ ثِقْلًا، وَوَضَعَهُ شَهْوَةً، وَوَضَعْتُهُ كُرْهًا.

ہاں! امیر المؤمنین! یہ سچ کہتا ہے (مگر میرے اور اس کے اٹھانے، میرے اور اس کے جنم دینے میں زمین وآسمان کا فرق ہے) اس نے اس وقت اٹھایا جب یہ (بشکل نطفہ) بالکل ہلکا پھلکا تھا اور جب میں نے اسے (اپنے پیٹ میں اس کے پورے وجود سمیت) اٹھایا تو اس وقت یہ بھاری تھا، اس نے اپنی شہوت پوری کرنے کے لیے (میرے رحم میں) اسے جنم دیا لیکن میں نے مجبور ہوکر (مشقت اور تکلیف کے ساتھ) اسے جنم دیا ہے۔

زیاد نے فریقین کی باتیں سن کر اپنا فیصلہ سنایا (شوہر سے کہا:) بچہ ماں کے حوالے کردو، یہی اس کی زیادہ حق دار ہے، اور اپنی قافیہ بندی (تک بندی) بند کردو۔ (۱)

امام مالک رحمہ اللہ کا مسائل بتانے میں کمالِ احتیاط

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت فتویٰ دینا شروع کیا جب ستّر جید علماء نے میری اہلیت کی گواہی دی، اور مسئلہ بتانے میں اس قدر محتاط تھے کہ جب تک مسئلہ میں کامل شرح صدر نہ ہوتا جواب دینے سے انکار فرماتے، چناں چہ امام مالک سے ۴۸ مسائل کے بارے میں سوال کیا گیا، تو ۳۲ مسائل میں فرمایا (لَا أَدْرِیْ) خالد بن خداش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۴۰ مسائل کے بارے میں امام سے سوال کیا تو انہوں نے صرف پانچ (۵) مسائل کا جواب دیا باقی کے بارے میں فرمایا (لَا أَدْرِیْ):

قال الهيثم بن جميل سمعت مالكا سئل عن ثمان وأربعين مسألة، فأجاب في اثنتين وثلاثين منها لا أدري وعن خالد بن خداش، قال قدمت على مالك بأربعين مسألة، فما أجابني منها إلا في خمس مسائل. (۲)

امام محمد رحمہ اللہ کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے شرفِ تلمذ

امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا آپ ایسے نابالغ لڑکے کے

(۱) محاضرات الأدباء: أولى الأبوين بتفقد الولد، ج ۱ ص ۴۰۲ الناشر: شركة دار الارقم

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالك بن أنس، ج ۸ ص ۷۷ الناشر: مؤسسة الرسالة

بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کو احتلام ہو جائے؟ کیا عشاء کی نماز لوٹائے گا؟ امام صاحب نے فرمایا جی ہاں! امام محمد رحمہ اللہ نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر عشاء کی نماز لوٹا دی، امام صاحب نے یہ دیکھ کر فرمایا: إِنَّ هَـٰذَا الصَّبِيَّ يُفْلِحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

اس واقعہ کے بعد اللہ نے فقہ کی محبت آپ کے دل میں ڈال دی، چناں چہ آپ حصول فقہ کے لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں پہنچ گئے، امام صاحب نے فرمایا کہ پہلے قرآن کریم حفظ کرلو پھر سبق میں آ جانا، سات دن کے بعد امام محمد رحمہ اللہ نے واپس آ کر فرمایا کہ میں نے حفظ قرآن مکمل کرلیا ہے، پھر امام صاحب سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا امام صاحب نے فرمایا یہ سوال کسی سے سنا ہے یا خود تمہارے ذہن میں پیدا ہوا؟ فرمایا کسی سے نہیں سنا بلکہ میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ تو بڑے لوگوں کا سوال ہے، آپ پابندی کے ساتھ درس فقہ میں شریک ہوا کریں اس کے بعد امام محمد رحمہ اللہ چار سال متواتر امام صاحب کے درس میں شریک ہوتے رہے اور مجلس فقہ کے تمام مسائل کے جوابات لکھ کر اُسے مرتب کرتے رہے۔ (۱)

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی موت کے متعلق ایک خاتون کا خواب دیکھنا

امام ابن سیرین رحمہ اللہ مشہور تابعین میں سے ہیں، آپ کو خواب کی تعبیر میں مہارتِ تامہ حاصل تھی، ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ اس وقت صبح کا ناشتہ کر رہے تھے، اس عورت نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند ثریا میں داخل ہو گیا ہے اور ایک منادی نے میرے پیچھے سے پکار کر کہا ہے کہ ابن سیرین کے پاس جاؤ اور انہیں یہ قصہ سناؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ امام ابن سیرین کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ اپنا پیٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے، آپ کی بہن نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ امام ابن سیرین

(۱) بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: ص۵،۶ الناشر: دار الكتب العلمية

رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس عورت کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سات دن بعد میری موت واقع ہو جائے گی۔ پس امام ابن سیرین رحمہ اللہ سات دن کے بعد ۱۱۰ھ میں وفات پا گئے، نیز امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی وفات حسن بصری رحمہ اللہ کی وفات کے سو دن بعد ہوئی۔ (۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام حیوانات کی دعوت کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک دن تمام حیوانات کی دعوت کروں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اجازت دے دی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ تک دعوت کا سامان جمع کیا، اللہ تعالیٰ نے سمندر میں سے صرف ایک مچھلی کو دعوت کے لیے بھیجا۔ اس مچھلی نے وہ تمام کھانا جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جمع کیا تھا، صرف ایک ہی لقمہ میں کھالیا اور جب اس کا پیٹ نہ بھرا تو اس مچھلی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اور کھانا طلب کیا۔

وانت تأكل كل يوم مثل هذا؟ فقال رزقي كل يوم ثلاثة أضعاف هذا، ولكن الله لم يطعمني اليوم إلا ما أطعمتني أنت، فليتك لم تضيفني فإني بقيت اليوم جائعا حيث كنت ضيفك. (۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مچھلی سے پوچھا کیا تو ہر روز اتنا ہی کھانا کھاتی ہے، مچھلی نے کہا کہ میری روزانہ کی خوراک اس سے تین گنا ہے لیکن آج اللہ تعالیٰ مجھے اس کے علاوہ اور کچھ کھانے کو نہیں دیں گے، آپ کو دعوت نہیں کرنی چاہیے تھی، میں اب آپ کی ضیافت کی وجہ سے باقی دن بھوکی رہوں گی۔

علامہ دَمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے

(۱) حياة الحيوان: الحمار الأهلي، فائدة أخرى، ج ۱ ص ۳۶۷ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) حياة الحيوان: الحوت، فائدة، ج ۱ ص ۳۸۰ الناشر: دار الكتب العلمية

کمالات اور اس کی بادشاہت کی عظمت اور اس کے خزانوں کی وسعت کی جانب اشارہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا جلیل القدر بادشاہ اور پیغمبر اپنی وسیع بادشاہت اور عظیم سلطنت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے صرف ایک مچھلی کا پیٹ نہیں بھر سکے۔

شیر کے اٹھارہ طبی فوائد

شیخ عبدالملک بن زُہیر رحمہ اللہ جو اشیاء کے خواص کے ماہر ہیں فرماتے ہیں:

۱......اگر کوئی شخص شیر کی چربی کی مالش اپنے پورے بدن پر کرلے تو اس کے نزدیک کوئی درندہ نہیں آئے گا اور ایسے آدمی کو درندوں کے خطرات کا اندیشہ بھی نہ رہے گا۔

۲......اگر شیر کی چنگھاڑ گھڑیال (مگرمچھ) سن لے تو اس کا دم گھٹ جاتا ہے۔

۳......اگر کوئی آدمی (نر) شیر کا پتہ انڈے کے ساتھ ملا کر پی لے تو اس کے لیے عورت کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔

۴......اگر کوئی آدمی شیر کی بال دار کھال کا ایک ٹکڑا باندھ کر گلے میں ڈال لے تو مرگی کی بیماری جو بالغ ہونے سے پہلے ہوئی تو ٹھیک ہو جاتی ہے، لیکن بالغ ہونے کے بعد ہوئی ہو تو اس کے لیے فائدہ مند نہیں۔

۵......اگر کسی جگہ شیر کے بالوں میں آگ لگا دی جائے تو اس کی مہک سے تمام درندے بھاگ جاتے ہیں۔

۶......فالج کے مریض کے لیے شیر کا گوشت بہت مفید ہے۔

۷......اگر شیر کی کھال کا چھوٹا سا ٹکڑا کپڑے کے صندوق میں رکھ دیا جائے تو ان کپڑوں میں دیمک وغیرہ لگنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

۸......اگر کوئی شخص شیر کے دانتوں کو اپنے پاس رکھے تو وہ دانتوں کے درد سے محفوظ رہے گا۔

۹......اگر شیر کی چربی کی مالش ہاتھ اور پاؤں میں کی جائے تو ٹھنڈک کا احساس نہیں ہوتا اور اگر پورے بدن پر مالش کی جائے تو جوں وغیرہ کا خدشہ نہیں رہتا۔

۱۰......شیر کی کھال پر بیٹھنے سے بواسیر، گنٹھیا (پاؤں کا درد) اور انگوٹھے کے درد جیسے امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۱۱......شیر کی پیشانی کی چربی عرق گلاب میں ملا کر چہرے پر لگانے سے عوام الناس کے ساتھ ساتھ بادشاہ بھی مرعوب ہو جاتے ہیں۔

۱۲......شیر کے پتے کا سرمہ آنکھوں میں لگانے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر کسی کو یرقان ہو گیا ہو تو شیر کے پتے کو ایک دانق کے برابر آب اسپغول اور پودینہ میں ملا کر پلایا جائے تو بہت مفید ہے۔

۱۳......اگر شیر کی خصیئے کو بورق احمر و مصطلگی میں ملا کر خشک کر کے اور باریک کر کے ستو میں نہار منہ بطور شربت استعمال کیا جائے تو پیٹ کے ہر درد (جیسے آنتوں میں اینٹھن یا مروڑ ہو، یا پسلی کے نیچے درد ہو یا عورت کے رحم میں درد ہو) کے لیے مفید ہے نیز بواسیر و دست کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

۱۴......اگر کسی کو اختلاج قلب کی شکایت ہو تو اس کے لیے شیر کے دماغ کو پرانے زیتون کے تیل میں ملا کر مالش کرنا فائدہ مند ہے۔

۱۵......اگر کسی کو سستی، کاہلی کی شکایت ہو یا بدن میں چھائیاں پڑ گئی ہوں تو شیر کی چربی کی مالش اس کے لیے مفید ہے بلکہ چہرے کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

۱۶......اگر شیر کے گوبر کو خشک کر کے رگڑنے والی خوشبو میں ملا کر سفید داغوں میں لگایا جائے تو داغ ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر شیر کا گوبر خشک کر کے برابر لے کر کسی شراب کے عادی کو پلا دیا جائے تو وہ شخص شراب سے اتنا متنفر ہو جائے گا کہ وہ شراب کو دیکھنا تک بھی گوارا نہ کرے گا۔

۱۷......شیر کے پتے کو شہد میں ملا کر کنٹھ مالا میں لگانا فائدہ مند ہے۔

۱۸......شیر کی چربی کو لہسن میں ملا کر باریک کرنے کے بعد بدن پر مالش کر لی جائے تو کوئی درندہ قریب نہیں آئے گا۔ (۱)

(۱) حیاة الحیوان: الأسد، الخواص، ج ۱ ص ۲۲، ۲۳ الناشر: دار الکتب العلمیة

اونٹ کے چھ طبی خواص

۱......امام ابن زہیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اونٹ کی نگاہ سہیل ستارے پر پڑ جائے تو وہ ختم ہوجاتا ہے۔

۲......اونٹ کے بالوں کو جلا کر بہتے ہوئے خون پر چھڑک دیا جائے تو خون بہنا بند ہوجاتا ہے۔

۳......اونٹ کی چیچڑی کسی عاشق کی آستین میں باندھ دی جائے تو اس کا عشق ختم ہوجاتا ہے۔

۴......اونٹ کے پیشاب کو نشہ میں مبتلا آدمی پی لے تو اس کا نشہ اسی وقت اتر جاتا ہے۔

۵......اونٹ کا گوشت قوت باہ (مردانہ طاقت) میں اضافہ کرتا ہے اور اسی طرح جماع کے بعد سستی کو دور کر کے چستی اور تازگی پیدا کرتا ہے نیز جگر کے ورم میں بھی فائدہ مند ہے۔

۶......اگر کوئی عورت چاہے بانجھ کیوں نہ ہو، حیض سے پاک ہونے کے بعد تین دن تک اونٹ کی پنڈلی کا مغز نکال کر کسی روئی، یا اون کے پھایہ میں رکھ کر اپنی فرج (شرم گاہ) میں باندھے رہے، پھر اس سے جماع کیا جائے تو اس کا حمل ٹھہر جائے گا۔ (۱)

مامون الرشید کی پیدائش کا واقعہ

خلیفہ مامون ایک دن امین کی والدہ زبیدہ کے پاس سے گزر رہا تھا، مامون نے دیکھا کہ زُبیدہ ہونٹوں کو خاموش حرکت دے رہی ہے، مامون نے کہا اے اماں! کیا آپ میرے لیے بددعا کررہی ہیں محض اس لیے کہ میں نے تمہارے بیٹے امین کو قتل کر کے اس کی سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ امین کی والدہ نے جواب دیا کہ نہیں اے امیر المؤمنین ایسا نہیں کررہی، مامون نے کہا اچھا پھر کیا کہہ رہی تھی؟ ماں نے جواب دیا امیر المؤمنین مجھے

---

(۱) حیاۃ الحیوان: الإبل، الخواص، ج۱ ص۳۱ الناشر: دار الکتب العلمیة

معاف کیجیے بس ضرورت محسوس ہونے پر ہونٹ حرکت کرنے لگے ورنہ کوئی خاص بات نہیں تھی البتہ میں یہ کہہ رہی تھی کہ سنگین حالات کا برا ہو، مامون نے کہا وہ کیسے؟ زبیدہ نے جواب دیا کہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں ہارون الرشید کے ساتھ باہمی رضامندی کے ساتھ شطرنج کھیل رہی تھی تو وہ مجھ سے جیت گئے، ہارون الرشید نے مجھے حکم دیا کہ عریاں ہو کر محل کا چکر لگاؤں تو میں نے ان سے معذرت کی لیکن انہوں نے مجبور کیا، چناں چہ میں نے محل کا ننگے جسم کے ساتھ طواف کیا حالاں کہ مجھے یہ سخت ناپسند تھا، چناں چہ پھر دوبارہ ہم شطرنج کھیلنے لگے تو اس مرتبہ میں جیت گئی اور ہارون الرشید ہار گئے، میں نے ہارون الرشید سے کہا کہ آپ مطبخ جا کر سب سے بدصورت لونڈی سے جماع کریں، انہوں نے مجھ سے معذرت چاہی لیکن میں نے معاف کرنے سے انکار کردیا، نیز ہارون الرشید نے جماع نہ کرنے کی صورت میں مجھے عراق ومصر کا خراج بھی دینے کو کہا لیکن میں نے انکار کردیا، میں نے کہا کہ جناب والا یہ تو آپ کو کرنا ہی پڑے گا۔ پھر بھی ہارون الرشید نے انکار کیا چناں چہ میں نے ہارون الرشید کا ہاتھ پکڑ کر مطبخ میں لے گئی۔ میں نے کوئی بدصورت لونڈی تیری ماں مراجل سے زیادہ نہیں دیکھی، میں نے ہارون الرشید سے کہا کہ آپ ان سے جماع کریں تو ہارون الرشید نے اس لونڈی سے جماع کیا۔ تمہاری پیدائش اس طرح ہوئی۔ چناں چہ اب تم میرے بیٹے امین کے قتل اور اس کی سلطنت چھیننے کا سبب بن گئے۔ (۱)

حضرت سَفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر کی بے بسی

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، یہ ایک مرتبہ کشتی میں سوار ہوئے پس اچانک وہ ٹوٹ گئی، تو یہ ایک تختے پر سوار ہوگئے یہاں تک کہ ایک جزیرے کے پاس اترے، پیدل چل رہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک شیر آ گیا،

(۱) سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی: خلافة محمد الأمین، ج۳ص ۴۳۷ الناشر: دار الکتب العلمیة

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ:

اے ابوالحارث (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم ہوں اور میں راستہ سے بھٹک گیا ہوں۔

یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا آگے چلتا رہا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ مجھے درست راستے تک پہنچا دیا، پھر آواز لگائی میں سمجھ گیا کہ یہ مجھے رخصت کرتے ہوئے الوداع کہہ رہا ہے:

عن سفينة قال ركبت البحر في سفينة فكسرت بنا، فركبت لوحا منها فطرحني في جزيرة فيها أسد، فلم يرعني إلا به، فقلت يا أبا الحارث أنا مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل يغمزني بمنكبه حتى أقامني على الطريق، ثم همهم فظننت أنه السلام.(۱)

یزید بن رکانہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کُشتی اور ان کا قبول اسلام

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ بَطحہ میں تھے وہاں یزید بن رکانہ جو اس وقت کافر تھے اور عرب کے مشہور پہلوان تھے حاضر خدمت ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی بکریاں بھی تھیں، کہنے لگے: کہ اے محمد! کیا تم مجھ سے کشتی کرو گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے تم کو پچھاڑ دیا تو تم کیا دو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایک بکری دوں گا۔

چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی کی اور ان کو پچھاڑ دیا، انہوں نے کہا: کہ کیا دوبارہ کشتی کرو گے؟ آپ نے پوچھا کیا دو گے؟ کہا کہ ایک اور بکری دوں گا اور پھر کشتی کی آپ نے پھر ان کو پچھاڑ دیا۔ پہلوان نے کہا کہ اے محمد! کبھی کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ مجھے زمین پر گرائے تم ہی ہو جنہوں نے مجھے پچھاڑا ہے پھر وہ شخص مسلمان ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی بکریاں

(۱) البداية والنهاية: سنة إحدى عشرة من الهجرة، باب ذكر عبيده وإمائه وخدمه، ج۵ ص۳۳۸، الناشر: دار احياء التراث العربي

واپس فرمادیں۔(۱)

ایک رومی سپہ سالار کا صحابہ کرام کے اوصاف حمیدہ کا اعتراف

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ ''البدایۃ والنھایۃ'' میں یہ عجیب وغریب واقعہ بیان کیا ہے کہ ہرقل کے زمانے میں ایک رومی فوج کا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا اور رومی فوج کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا، یہ شکست خوردہ رومی فوج جب واپسی کے موقع پر ہرقل سے ملتی ہے جب کہ ہرقل مقامِ انطاکیہ میں مقیم تھا وہ ان رومیوں کی شکست کی خبر سن کر سوال کرتا ہے؟

أَخْبِرُونِي عَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ، أَلَيْسُوا هُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ؟.

مجھے اس قوم کے بارے میں بتاؤ جس کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہوا ہے، کیا وہ تم ہی جیسے انسان نہیں تھے؟ فوجیوں نے اس کے جواب میں کہا کہ: ہاں! وہ ہم ہی جیسے انسان تھے جن سے ہمارا مقابلہ ہوا۔

اس پر ہرقل دوسرا اور بامعنی سوال کرتا ہے کہ: اچھا بتاؤ کہ تعداد میں وہ زیادہ تھے یا تم؟

فوجیوں نے کہا کہ: ہم زیادہ تھے۔

ہرقل تیسرا سوال یہ کرتا ہے کہ: جب وہ تم جیسے انسان تھے اور تعداد میں تم سے کم تھے تو پھر تمہاری شکست کھا جانے کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب اس رومی سپہ سالار نے بڑا عجیب دیا، اس نے کہا:

مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ يَقُومُونَ اللَّيْلَ، وَيَصُومُونَ النَّهَارَ، وَيُوفُونَ بِالْعَهْدِ، وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيَتَنَاصَفُونَ بَيْنَهُمْ.

ان (مسلمانوں) کی فتح اس وجہ سے ہوئی کہ وہ راتوں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے

---

(۱) مراسیل أبي داود: باب في فضل الجهاد، ج۱ ص۲۳۵ رقم الحديث: ۳۰۸ الناشر: مؤسسة الرسالة بيروت

ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں، عہد پورا کرتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں۔

اور کہا کہ:

وَمِنْ أَجْلِ أَنَّا نَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَنَزْنِي، وَنَرْكَبُ الْحَرَامَ، وَنَنْقُضُ الْعَهْدَ، وَنَغْصَبُ، وَنَظْلِمُ، وَنَأْمُرُ بِمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ، وَنَنْهَى عَمَّا يُرْضِي اللّٰهَ، وَنُفْسِدُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ أَنْتَ صَدَقْتَنِي.(۱)

ہماری شکست اس وجہ سے ہوئی کہ ہم شرابیں پیتے، زنا کرتے، عہد کو توڑتے، حرام چیزوں کو اختیار کرتے، ظلم کرتے ہیں، برائی کو پھیلاتے اور اللہ کی مرضیات سے روکتے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، یہ سن کر رومی بادشاہ ہرقل نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اصل طاقت ایمانی وروحانی طاقت ہے جس کا اندازہ ومشاہدہ ہرقل نے کیا اور یہ جواب دینے والا کوئی مسجد کا ملا اور (لوگوں کی اصطلاح کے مطابق) مدرسہ کا بانی نہیں بلکہ وہ تو مسلمان بھی نہیں مگر جس چیز کو اس نے دیکھا وہ اس کی تکذیب کیسے کرسکتا تھا؟

یہ ظاہر ہے کہ یہ فتح وکامرانی جو مسلمانوں کو ہوئی اس کے لیے نہ ان کے پاس ایسی فوجی تعداد وطاقت تھی نہ اس کے لیے دیگر اسباب وآلات اور ہتھیار موجود تھے اس کو دیکھ کر اس سپہ سالار کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ ان کی فتح ان صفات مقدسہ واوصاف قدسیہ کا نتیجہ ہے اور ان پاکیزہ اعمال واخلاق کی سحر کاری ہے۔

آیۃ الکرسی پڑھنے سے شیاطین سے حفاظت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زکوۃ کے مال پر نگران مقرر فرمایا، ایک شخص آیا اور مٹھی بھر کر جانے لگا، انہوں نے اس کو

(۱) البداية والنهاية: سنة ثلاث عشرة من الهجرة، واقعة اليرموك، ج۹ص ۵۶۹، ۵۷۰ الناشر: دارهجر للطباعة والنشر والتوزيع

پکڑلیا، تو عذر کیا کہ میں محتاج ہوں، میرے ذمہ اہل وعیال ہیں اور میں سخت حاجت مند ہوں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو اللہ کے نبی نے ان سے پوچھا کہ وہ تمہارے قیدی کا ہوا، انہوں نے کہا کہ اس نے حاجت بتائی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا کہ وہ دوبارہ آئے گا، چناں چہ وہ دوسری رات بھی آیا اور مٹھی بھر کر جانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو پکڑلیا، اس نے پھر وہی اپنی حاجت وضرورت کا اظہار کیا تو انہوں نے چھوڑ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح پھر پوچھا، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا، آپ نے پھر فرمایا کہ وہ پھر آئے گا، اور اسی طرح پھر تیسری رات بھی وہ آیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اب اس کو پکڑلیا اور فرمایا کہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا، تو بار بار وعدہ کرتا ہے کہ نہیں آؤں گا مگر پھر وہی حرکت کرتا ہے، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تم کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں جو تم کو نفع دیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ تو کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو تم آیت الکرسی پڑھ لو، تمہارے لیے اللہ کی جانب سے ایک محافظ مقرر ہوجاتا ہے اور صبح ہونے تک شیطان تمہارے قریب نہیں آسکتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قصہ سنایا، آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا کہ اگرچہ وہ جھوٹا ہے، کیا جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ (۱)

مسنون اعمال کے سبب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا مکان جلنے سے محفوظ رہا

مسنون اعمال کی برکت سے جان ومال کی حفاظت کس طرح ہوتی ہے اس کا اندازہ

(۱) صحیح بخاری: کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئًا فاجازه المؤکل فهو جائز إلخ، ج۱ ص۳۱۰ الناشر: قدیمی کتب خانه

اس واقعہ سے کیجیے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں، بڑے فضائل ومناقب کے حامل ہیں، ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ آپ کا گھر جل گیا، آپ نے کہا کہ نہیں جلا، پھر دوسرا آدمی آیا اور کہا کہ اے ابودرداء! آگ بھڑک اٹھی تھی لیکن جب آپ کے گھر تک پہنچی تو بجھ گئی، آپ نے فرمایا میں جانتا تھا کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ لوگوں نے کہا اے ابودرداء! ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کی کون سی بات زیادہ تعجب خیز ہے؟ آپ کی یہ بات کہ گھر نہیں جلا، یا یہ بات کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا، آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سنے تھے کہ جوان کو صبح میں پڑھتا ہے اس کو شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچتی اور جو شام میں پڑھتا ہے اس کو صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ رَبِّىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (۱)

اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی پر میں توکل کرتا ہوں، اور آپ ہی عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے وہ نہیں ہوسکتا، میں جانتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اے اللہ! میں میرے نفس کے شر سے اور ہر مخلوق جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پاکیزہ کلمات کی برکت سے کس طرح حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کی حفاظت فرمائی، پہلے تو آگ بھڑک اُٹھی اور پھیلتے ہوئے آگے

---

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: يحيىٰ بن حسين بن علي، ج۶۴ ص۱۱۹، رقم الترجمة: ۸۱۲۲

الناشر: دار الفكر

تک چلی گئی حتی کہ لوگ پریشان ہو کر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کے متعلق بھی خدشہ کرنے لگے اور ان کو ان کے مکان کے بارے میں خطرے سے آگاہ کیا، مگر لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر اور قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھا کہ وہ آگ جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان تک پہنچی تو اچانک بجھ گئی۔

دعا کی برکت اور کفّار کی بے بسی

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے ''آپ بیتی'' میں تقسیم ہند کے وقت کی سازشوں اور فتنوں اور قتل وغارت گریوں کے تذکرہ میں اپنے ایک متعلق الحاج بابو ایاز صاحب رحمہ اللہ کا ایک حیرت انگیز واقعہ لکھا ہے، وہ یہ کہ اس دور میں ان فتنوں کی وجہ سے دہلی سے نظام الدین کو آنا جانا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا، راشن بھی بازار جا کر لانا سخت خطرناک ومصیبت عظمیٰ تھا، سارے راستے مخدوش ومسدود تھے، راشن سبزی منڈی میں ملتا تھا جہاں سکھ ہی سکھ تھے، کسی کی ہمت وہاں جانے کی نہیں ہوتی تھی، مگر الحاج بابو ایاز صاحب رحمہ اللہ اسی حال میں وہاں سے راشن لایا کرتے تھے، ان کے اس طرح جانے سے لوگ حیرت کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ سبزی منڈی سے راشن لے کر نظام الدین آرہے تھے، وہاں سے ایک تانگہ لیا، اس میں ایک بابو جی اور تین سکھ سوار تھے، دلی سے باہر نکل کر ان سکھوں نے یہ کہا کہ تو ہمارے بیچ میں کیسے بیٹھ گیا اور اگر ہم تجھ کو ختم کر دیں تو پھر کیا ہو؟ انہوں نے نہایت جوش اور جرأت وبے باکی سے کہا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں مار سکتے اور ہمت ہو تو مار کر دکھلاؤ، وہ بھی سوچ میں پڑ گئے، آپس میں کچھ اشارے کنائے بھی ہوئے اور آستینیں سونت کر کہنے لگے کہ ہم کیوں نہیں مار سکتے؟ انہوں نے اس سے زیادہ جوش سے کہا کہ میرے پاس ایک چیز ہے، تم میرے مارنے پر قادر ہی نہیں ہو سکتے، وہ اللہ کے فضل سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ نظام الدین تک سوچتے ہی رہے، اور اشارے بھی کرتے رہے، ان سے اترتے وقت پوچھا کہ تم وہ چیز بتلا دو کیا ہے؟ بابو جی نے کہا کہ وہ چیز بتلانے کی نہیں اور باقی تم دیکھ چکے ہو کہ تم لوگ باوجود ارادے کے مجھے مار نہ سکے۔ حضرت شیخ الحدیث

رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ہی نے مجھے ایک دعا بتلائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.

میں یہ پڑھتا تھا۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حجاج سے دلیرانہ گفتگو اور شرور سے حفاظت کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک موقعہ پر حجاج بن یوسف جو ایک ظالم بادشاہ تھا، اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو بہت سے گھوڑے دکھائے اور گستاخانہ طور پر کہا کہ کیا تمہارے صاحب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تم نے اس جیسا دیکھا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے عمدہ چیز دیکھی ہے۔ میں نے آپ سے سنا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ کہ آدمی اس کو اللہ کے راستہ کے لیے پالتا ہے، اس قسم کے گھوڑے کے بال، اس کا پیشاب اس کا خون اور گوشت سب قیامت کے دن اس آدمی کے ترازو میں تولہ جائے گا۔ دوسرا یہ کہ آدمی محض اپنے پیٹ کے لیے گھوڑا پالتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ ریاء وشہرت کے لیے پالتا ہے، پھر حجاج سے کہا کہ تیرے یہ گھوڑے اسی ریاء وشہرت کے لیے ہیں۔

اس پر حجاج نہایت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی تو میں تم کو ایسا اور ایسا کرتا (یعنی مارتا یا قتل کرتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

كَلَّا لَقَدِ احْتَرَزْتُ مِنْكَ بِكَلِمَاتٍ لَا أَخَافُ مِنْ سُلْطَانٍ سَطْوَتَه وَلَا مِنْ شَيْطَانٍ عُتُوَّتَه.

تو ہرگز کچھ نہیں کرسکتا، کیوں کہ میں چند کلمات کے ذریعہ تیرے شر سے محفوظ ہو چکا ہوں،

(۱) آپ بیتی از شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ: ج ۲ ص ۷۷

میں نہ کسی سلطان کی طاقت سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی شیطان کی سرکشی سے۔

یہ سن کر وہ ذرا ٹھنڈا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوحمزہ! ہمیں بھی وہ کلمات سکھا دو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تجھے اس کا اہل نہیں دیکھتا، پھر ایک زمانے کے بعد جب حضرت انس رضی اللہ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو ان کے خادم حضرت ابان رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ جو چاہو پوچھو، کہا کہ وہ کیا کلمات ہیں جن کا حجاج نے آپ سے مطالبہ کیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں میں تم کو اس کا اہل دیکھتا ہوں، میں نے اللہ کے رسول کی دس برس خدمت کی اور آپ میرے سے راضی ہو کر دنیا سے گئے اور تم نے بھی میری دس سال خدمت کی ہے اور میں دنیا سے جا رہا ہوں جب کہ میں تم سے راضی ہوں، جب تم صبح کرو یا شام کرو تو یہ پڑھ لیا کرو:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی أَھْلِیْ وَمَالِیْ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ أَعْطَانِیْ رَبِّیْ، بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ، بِسْمِ اللّٰہِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ،لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ، وَاَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ،لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَرَبُّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا بَیْنَھُمَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ، وَلَا إِلٰہَ غَیْرُکَ، اِجْعَلْنِیْ فِیْ جِوَارِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَّمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، إِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ فِإِنَّ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر اور اس کی تسبیح میں بڑی طاقت ہے اور اللہ اس کی برکت سے ظالم کے ظلم سے حفاظت فرماتے ہیں، اگرچہ وہ بادشاہ امیر ہی کیوں نہ ہو، وہ اس

(۱) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: کتاب الأذکار، فصل فی أدعیة الحرز، ج۲ص۶۶۷ رقم الحدیث: ۵۰۲۰ الناشر: مؤسسة الرسالة

کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔

کیا ہم کو اللہ سے اس قسم کے تعلق کی ضرورت اپنے دشمنوں اور ظالم بادشاہوں اور سیاسی لیڈروں کے مظالم سے بچنے کے لیے نہیں ہے؟

مسنون دعا کے سبب حضرت عُروہ پر قابو پانے سے شیاطین عاجز

حضرت عروہ بن زبیر حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق کے صاحبزادے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، ان کا ایک عجیب وحیرت انگیز واقعہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، وہ یہ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی چھت پر سویا ہوا تھا کہ راستہ پر آوازیں محسوس کیں اور جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیاطین جوق در جوق آ رہے ہیں یہاں تک کہ میرے مکان کے پیچھے ایک کھنڈر میں جمع ہو گئے، پھر ابلیس بھی آ گیا اور اس نے چیخ کر کہا کہ ''مَنْ لِیْ بِعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ؟'' (کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا) ایک جماعت کھڑی ہوئی اور کہا کہ ہم لائیں گے، پس گئے اور واپس چلے آئے اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہ ہو سکے، ابلیس نے پھر چیخ کر کہا کہ ''مَنْ لِیْ بِعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ؟'' تو ایک اور جماعت اُٹھی اور کہا کہ ہم لائیں گے اور یہ جماعت بھی جا کر واپس آ گئی، اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہیں ہو سکے، اس پر وہ پھر بہت زور سے چیخا حتی کہ میں یہ سمجھا کہ زمین شق ہو گئی اور چیخ کے کہا کہ ''مَنْ لِیْ بِعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ؟'' (کون میرے پاس عروہ بن زبیر کو لائے گا) تو ایک تیسری جماعت اُٹھی اور کہا کہ ہم لائیں گے، اور یہ جماعت بھی جا کر بہت دیر میں واپس آ گئی اور کہا کہ ہم ان پر قادر نہیں ہو سکے، اس پر ابلیس غضب ناک ہو کر چلا گیا اور شیاطین بھی اس کے پیچھے ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عروہ بن زبیر کے پاس گئے اور یہ سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ میرے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جو بھی شخص صبح یا شام

اس دعا کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھتے ہیں وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذِیْ الشَّاْنِ عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيْدِ السُّلْطَانِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ.

اللہ کے نام سے جو شان والا ہے، بڑی دلیل والا ہے، زبردست سلطنت والا ہے، جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے، میں شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس اور اس کا پورا لشکر حضرت عروہ بن زبیر پر اس دعا کی برکت سے قادر نہ ہوسکا، جو انہیں اپنے والد کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھی۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دعا مانگنا

ایک نابینا صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نابینا ہوں، آپ میرے لیے دعا فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تم صبر کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کردوں، ان صحابی نے عرض کیا کہ دعا فرمادیں اس پر آپ نے ان کو اچھی طرح وضو کرنے کا اور دو رکعت نماز ادا کرکے اس طرح دعا کرنے کا حکم دیا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ، اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (۲)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح اور امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔

---

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عروة بن الزبير بن العوام بن خويلد بن اسد بن عبد العزى، ج۴۰ ص۲۶۸ رقم الترجمة: ۴۶۸۷ الناشر: دار الفكر

(۲) سنن الترمذي: ابواب الدعوات، باب في دعاء الضيف، ج۵ص ۵۶۱ رقم الحديث: ۳۵۷۸ الناشر: دار الغرب الاسلامي/ المستدرك على الصحيحين: كتاب الوتر، ج۱ ص۴۵۸ رقم الحديث: ۱۱۸۰ الناشر: دار الكتب العلمية

اس حدیث سے علماء نے اس پر استدلال کیا ہے کہ اللہ کے مقرب بندوں جیسے حضرات انبیاء اور اولیاء کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو اس کی تعلیم دی۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، مشہور اہل حدیث عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی کتاب ''تحفة الذاکرین'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے:

وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ فِي تُحْفَةِ الذَّاكِرِينَ وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ التَّوَسُّلِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ الْفَاعِلَ هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَأَنَّهُ الْمُعْطِي الْمَانِعُ مَا شَاءَ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ.(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اذکار کی تعلیم دینا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے مشاغل اور گھریلو کام کی مشقت کا ذکر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ایک خادم عطا فرمانے کی درخواست کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسبیح و ذکر کی تلقین فرمائی تھی۔ چناں چہ روایات میں اس کی تفصیل اس طرح آتی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ چوں کہ گھریلو کاموں کی زیادتی اور سختی سے بہت پریشان ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چکی پیس پیس کر سخت ہوگئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کنویں سے پانی بھرا کرتے ہیں، اس سے ان کے سینے میں درد کی شکایت پیدا ہوگئی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی پانی اُٹھایا کرتیں تھیں جس سے ان کی گردن میں نشان ہوگئے، اور دیگر گھریلو مصروفیات سے ان کے کپڑے بھی خراب وخستہ ہوجاتے، اور روٹیاں پکانے کی وجہ سے (دھویں نے) چہرہ کا رنگ بدل دیا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا خادم مانگ لیں۔ جب

(۱) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: كتاب الدعوات، باب في إنتظار الفرج وغيره ذلك، ج۱۰ ص۲۵ الناشر: دار الكتب العلمية

اللہ کے نبی کے گھر پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر کے واپس چلی آئیں اور جب رات ہو چکی اور یہ حضرات بستر پر چلے گئے، تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، اور ان دونوں کے درمیان میں آپ بیٹھ گئے اور معلوم کیا کہ بیٹی! کیا بات تھی جو تم آئی تھیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے عرض کرتے ہوئے شرم آئی، اس لیے کہہ دیا کہ سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوئی تھی، پھر بعد میں بتایا کہ یہ پریشانی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پریشانی ومشقت سن کر فرمایا کہ کیا میں تمہیں خادم سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: فاطمہ! تم جس چیز کا مطالبہ کر رہی ہو وہ تمہیں زیادہ پسند ہے یا وہ جو اس سے بہتر چیز ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ کی چٹکی لی اور (آہستہ سے) کہا کہ تم یہ بولو کہ خادم سے بہتر جو چیز ہے وہ پسند ہے۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، اور تینتیس (۳۳) دفعہ الحمدللہ پڑھو، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔(۱)

خوش فہمی سے شرمندگی تک

احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد شکل وصورت سے کریہہ المنظر تھے۔ ایک مرتبہ کسی بازار سے گزر رہے تھے کہ کسی خوبصورت ظریف الطبع عورت نے ہوس بھری نگاہ ان پر ڈالی اور پھر آنکھوں سے اشارہ کر کے چل پڑی، احمد بھی عورت کے تعاقب میں چل دیا، وہ جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگی تو ہاتھ کے اشارے سے احمد کو اندر بلایا، یہ گئے، عورت اپنی چاند جیسی خوبصورت بچی کو بلا کر اس سے کہنے لگی، اگر آئندہ تو نے بستر پر پیشاب کیا تو میں ان

(۱) صحیح البخاري: كتاب الجهاد، باب الدليل على ان الخمس لنوائب رسول الله صلى الله عليه وسلم والمساكين وايثار النبي صلى الله عليه وسلم إلخ، ج۱ ص۴۳۹ الناشر: قديمي كتب خانه/ فتح الباري شرح صحيح البخاري ج۱۱ ص۱۱۹ تا ۱۲۵ الناشر: دار المعرفة

بڑے میاں کو گھر چھوڑ دوں گی یہ تجھے کھا جائے گا، اپنی بچی کو ڈرانے کے لیے احمد کو اپنے گھر لانے والی عورت پھر احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔ اللہ ہمارے بڑے میاں کو عمر دیں اور ان کی عزت قائم و دائم رکھیں۔ عورت سے اپنے حق میں یہ طنزیہ جملے سننے کے بعد احمد اجنبی عورت کے گھر میں جتنی غلط فہمی سے داخل ہوئے تھے اتنی ہی شرمندگی سے نکلے۔ (۱)

امام غزالی اور احمد غزالی رحمہما اللہ کا واقعہ

امام غزالی رحمہ اللہ کے بھائی احمد غزالی رحمہ اللہ جو صاحبِ حال زیادہ تھے اور امام صاحب (یعنی امام غزالی رحمہ اللہ) ہی اس وقت امام مسجد تھے لیکن احمد غزالی ان کے پیچھے جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے، بلکہ تنہا پڑھتے تھے، امام صاحب نے والدہ سے شکایت کی کہ احمد میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، جماعت ترک کرتا ہے، والدہ نے ان کو جماعت کی تاکید کی تو وہ نماز میں آئے۔ اس زمانہ میں امام غزالی رحمہ اللہ فقہ کی کوئی کتاب لکھ رہے تھے اور کتاب الحیض تک پہنچے، نماز میں ان کو کتاب الحیض کے مسئلہ پر خیال آ گیا اور اس کو سوچتے رہے، ان کے بھائی صاحب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور تنہا نماز پڑھ کر چلے آئے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے والدہ سے شکایت کی کہ آج تو انہوں نے بہت سخت حرکت کی کہ شرکت کر کے پھر جماعت سے الگ ہو گئے۔ والدہ نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ ان سے پوچھیے کہ اگر کسی کا کپڑا خون آلود ہو تو نماز ہوئی یا نہیں، کہا نہیں۔ کہا اور دل کا درجہ کپڑے سے زیادہ ہے، جب کپڑوں کا خون سے پاک ہونا شرط ہے تو دل کا پاک ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے اور تم نماز کے اندر حیض کے مسائل سوچ رہے تھے، تمہارا دل خون آلودہ تھا اس لیے میں نے علیحدہ نماز پڑھی۔ والدہ نے کہا احمد تمہارا دل بھی اس دھبہ سے محفوظ نہیں رہا تم نے ان کے دل پر توجہ ہی کیوں کی تم کو چاہیئے تھا کہ اپنے شغل میں لگے رہتے، نماز میں توجہ اللہ کی طرف کرتے۔ (۲)

(۱) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة: ترجمة: احمد بن علي بن ابراهيم، ج ۱ ص ۳۳۸

(۲) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۹۶

شیطان کی ماں نے مجھے شکست دی

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک واعظ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں یہ بیان کیا کہ بندہ جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پاس ستر (۷۰) شیطان آتے ہیں اور اس کے ہاتھ پاؤں اور دل سے چمٹ کر اسے صدقہ کرنے سے روکتے ہیں، مجلس وعظ میں سے ایک صاحب یہ سن کر بولے کہ میں ان ستر (۷۰) شیطانوں سے لڑونگا، چناں چہ وہ صاحب مسجد سے چلے اور اپنے گھر آئے، دامن کو گندم سے بھرا اور صدقہ کرنے کے ارادے سے نکلے ان صاحب کی بیوی (نے دیکھا تو) کود کر آئی اور میاں سے لڑنے جھگڑنے لگی، حتی کہ ان کے دامن سے ساری گندم نکال ڈالی، وہ صاحب خائب وخاسر ہو کر دوبارہ مسجد چلے آئے، واعظ نے پوچھا میاں کیا کر کے آئے؟ بولے ستر (۷۰) شیطانوں کو تو میں نے شکست دے دی تھی، لیکن کیا کرتا ان کی ماں آ پہنچی اور اس نے مجھے شکست دے دی:

حكي عن بعض المذكرين أنه قال في مجلسه إن الرجل إذا أراد أن يتصدق فإنه يأتيه سبعون شيطانا فيتعلقون بيديه ورجليه وقلبه ويمنعونه من الصدقة، فلما سمع بعض القوم ذلك فقال إني أقاتل هؤلاء السبعين، وخرج من المسجد وأتى المنزل وملأ ذيله من الحنطة وأراد أن يخرج ويتصدق به فوثبت زوجته وجعلت تنازعه وتحاربه حتى أخرجت ذلك من ذيله، فرجع الرجل خائبا إلى المسجد فقال المذكر ماذا عملت؟ فقال هزمت السبعين فجاءت أمهم فهزمتني.(۱)

کثیر مال ودولت کے باوجود حضرت ہزاروی رحمہ اللہ کو خرید نہ سکا

نُصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ راوی ہیں کہ:

(۱) مفاتيح الغيب التفسير الكبير: الباب الثالث في لطائف المستنبطة من قولنا أعوذ بالله من الشيطن الرجيم، ج۱ ص ۹۴ الناشر: دار إحياء التراث العربي

میرے پاس ایک ریٹائرڈ تحصیل دار آئے، انگریز کے دور حکومت میں برطانیہ نے بڑے بڑے قائدین اور مخالفین کو خریدنے پر انہیں متعین کیا تھا، اس تحصیل دار کا بیان ہے کہ میں نے صوبہ سرحد کے تمام مخالفین کو پانچ ہزار اور دس ہزار میں انگریز کے حق میں خریدا اور انہوں نے انگریز دشمنی ختم کر دی۔ لیکن اس پورے صوبے میں واحد شخص مجاہد ملت حضرت ہزاروی رحمہ اللہ تھے جن کے لیے خصوصیت کے ساتھ پچاس ہزار روپے دیے تا کہ کسی طرح یہ شخص انگریز دشمنی ترک کر دے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ انگریز کے زمانے کے پچاس ہزار آج کے دور کے کم از کم پچیس لاکھ روپے کی خطیر رقم بنتی ہے۔ ریٹائرڈ تحصیل دار کے بقول اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اس مجاہد وقت کو نہ خرید سکا۔ (۱)

مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کی پیشین گوئیاں جو حرف بحرف پوری ہوئیں

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت مولانا بے حد درویش اور صائب الرائے تھے، جو بات فرماتے مستقبل میں ہو بہو صحیح صادق ثابت ہو جاتا:

۱...... ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ''صالحین'' نے اشتہار بازی کا طوفان اٹھا رکھا تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ لوگ کاغذی گھوڑے تو بہت دوڑا رہے ہیں لیکن ان کو پورے ملک میں چار سیٹیوں سے زیادہ نہ ملیں گی۔

مبینہ طور پر سات کروڑ روپے خرچ کرنے کے باوجود پورے ملک سے بمشکل ہی چار سیٹیں ان لوگوں کو ملیں۔

۲......اسی الیکشن میں ڈیرہ اسماعیل خان کی سیٹ سے مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کے مقابلے میں اس وقت کی پاکستان کی مقبول ترین شخصیت ذوالفقار علی بھٹو بھی کھڑے ہو گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر مسٹر بھٹو جیت گئے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ جب

(۱) سوانح مولانا ہزاروی رحمہ اللہ: ص ۳۳۷

انتخاب کا نتیجہ سامنے آیا تو جناب مفتی صاحب رحمہ اللہ بھاری اکثریت سے جیتے ہوئے تھے۔

۳...... جیسا کہ گزرا ہے کہ حویلیاں میں مودودیوں نے مولانا پر خوف ناک قاتلانہ حملہ کیا جس میں مولانا اور اس کے ساتھ مولوی مسعود الرحمٰن صاحب بال بال بچ گئے۔ اس کے بعد ایک جلسہ عام میں مولانا ہزاروی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

ان لوگوں کا سربراہ مجھ سے عمر میں دس برس چھوٹا ہے، پھر اسے میری زندگی سے خاص دشمنی اور میری موت کی بڑی تمنا ہے مگر مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں اس کی زندگی میں نہیں مروں گا بلکہ وہ میری زندگی میں مرے گا اور امریکا میں مرے گا۔

چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ مودودی صاحب امریکا میں ۱۹۷۹ـ۹ـ۲۰ کو چل بسے۔ اس طرح مودودی صاحب سولہ مہینے گیارہ دن مولانا سے پہلے فوت ہوئے۔ (۱)

مولانا ہزاروی رحمہ اللہ نے ناموس رسالت پر اکلوتا بیٹا قربان کر دیا

مولانا ہزاروی رحمہ اللہ کے جوش و جوانی کا دور تھا، اب جب کہ وہ نرینہ اولاد سے محروم دنیا سے کوچ کر گئے، مگر مولانا کی نرینہ اولاد پیدا ہوئی۔ ایسے ایک موقع پر مولانا کا صاحب زادہ، اکلوتا بیٹا جو بڑھاپے کا سہارا بن سکتا تھا، شدید بیمار ہوا، بیماری سکرات موت کی حدود میں داخل ہوئی کہ اچانک بالاکوٹ سے اطلاع آئی کہ وہاں قادنیوں نے اپنی تبلیغ شروع کر دی ہے اور فوراً پہنچنے کی ضرورت ہے۔ مولانا نے جاں بلب لخت جگر کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ تقریر و مناظرہ کی کتابیں بغل میں دبائیں اور چل پڑے۔

لوگوں نے بے حد روکا کہ حالت مخدوش ہے۔ فرمایا: تم لوگ موجود ہو اور وہاں ناموس رسالت کی تحفیظ کی بات ہے۔

روانہ ہوئے، ابھی بفہ کی ذیلی سڑک سے بالاکوٹ جانے والی سڑک پر پہنچے تھے کہ کسی نے نور نظر بیٹے کی وفات کی اطلاع دی۔ فرمایا تم لوگ دفن کر دینا اللہ نے اپنی امانت

(۱) سوانح مجاہد ملت ص ۹۴، ۹۵۔ القاسم اکیڈمی

واپس لے لی، مجھے بالاکوٹ پہنچ کر قادیانیوں کا تعاقب کرنا ہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہر چیز پر مقدم ہے۔

مولانا نے بیٹے کے آخری دیدار اور پدری شفقت ومحبت کو بھی ناموس دین پر قربان کردیا اور اپنے روحانی مقتدا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کی اور تابندہ مثال قائم کردی، مجھے خیال آیا کہ کیا عجب آج کی شام بھی ملاء اعلیٰ ایک بار پھر ندائے ربانی سے گونج اٹھی ہو کہ:

"وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ"[1]

اپنی رہائی کے بدلے محبوب کو کانٹا چبھنا بھی گوارا نہیں

زید بن دُثنہ رضی اللہ عنہ کو کفار نے پکڑلیا اور قریش نے قتل کے لیے ان سے خریدلیا تھا، جب ان کو سولی دینے کے لیے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا: زید تجھے خدا کی قسم، کیا تم چاہتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھانسی دی جائے اور تم اپنے گھر میں آرام سے رہو، زید رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے۔ ابو سفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا:

ما رأيت أحدًا من الناس يحب أحدًا كحب أصحاب مُحَمَّد محمدًا.[2]

کہ میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا، جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو، جیسے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ اور دین پر استقامت

حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ نہایت قدیم الاسلام صحابی ہیں، وہ مکہ میں آکر

(۱) الحق فروری ۱۹۸۱ء

(۲) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: زيد بن الدثنة، ج۲ص۳۵۷ رقم الترجمة: ۱۸۳۵ الناشر: دار الكتب العلمية

ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت کی کہ اس وقت اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور اپنی قوم کو میری بعثت کی خبر کرو، لیکن انہوں نے نہایت پر جوش لہجے میں کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں کفار مکہ کے سامنے ہی کلمہ توحید کا اعلان کروں گا، حالت یہ تھی کہ وہ غریب الوطن تھے مکہ میں کوئی ان کا حامی ومددگار نہ تھا، لیکن بااین ہمہ وہ مسجد حرام میں آئے اور بآواز بلند کہا:

اشهد ان لا إله إلا الله واشهد أن محمد رسول الله. اس آواز کا سننا تھا کہ کفار ٹوٹ پڑے اور سخت زدوکوب کیا، لیکن انہوں نے دوسرے دن پھر اسی جوش کے ساتھ خانہ کعبہ میں اس کلمے کا اعلان کیا اور کفار نے پھر اسی طرح انہیں تکالیف پہنچائیں۔ (۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی نظر میں انتخابِ شیخ کا معیار

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جب کوئی شخص کسی کی پیروی کرنا چاہے (اور اس کو اپنا شیخ اور پیر بنانا چاہے) تو دیکھے کہ آیا وہ اہلِ ذکر میں سے ہے یا اصحابِ غفلت میں سے؟ اور اس پر خواہشاتِ نفسانیہ کا غلبہ ہے یا روحانیہ کا؟ اگر وہ خواہشاتِ نفس کا غلام ہو تو اصحابِ غفلت میں سے ہے اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہے۔ لہٰذا آدمی کو اپنے شیخ اور متبوع کے متعلق کی اچھی طرح تسلی کر لینی چاہیے۔ پس اگر تو وہ غافل ہو تو اس سے دور ہو جائے اور اگر اس پر ذکر اور اتباعِ سنت کا غلبہ ہو اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز نہ ہو بلکہ وہ اپنے اعمال میں محتاط ہو تو اسی کا ہو کر رہے:

فإذا أراد العبد أن يقتدى برجل فلينظر هل هو من أهل الذكر أو من الغافلين؟ وهل الحاكم عليه الهوى أو الوحي فإن كان الحاكم عليه هو الهوى وهو من أهل الغفلة كان أمره فرطاً۔ فينبغي للرجل أن ينظر في شيخه وقدوته ومتبوعه فإن وجده كذلك فليبعد منه وإن وجده ممن غلب عليه ذكر الله تعالى عز وجل واتباع السنة وأمره غير مفروط عليه بل هو حازم

(۱) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب اسلام ابی ذر الغفاری ج۵ص۴۷ الناشر: دار طوق النجاة

فی أمرہ فلیستمسک بغرزہ.[۱]

ایک سیب کے ادھار لینے کی وجہ سے مجلسِ شیخ میں تاریکی چھا گئی

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابوالحسن بوشنجی رحمہ اللہ اور حسن حداد رحمہ اللہ ابوالقاسم مُنادی رحمہ اللہ کی عیادت کرنے آئے، ان لوگوں نے آتے ہوئے راستے میں آدھے درہم کا ایک سیب ادھار خریدا۔ جب وہ دونوں داخل ہوئے تو وہ پکار اُٹھے، یہ کیسی ظلمت چھا گئی؟ تو وہ دونوں باہر نکل گئے اور کہنے لگے، ہونہ ہو یہ اس سیب کے قیمت کی وجہ سے ہے۔ پس ان دونوں نے جا کر اس کو سیب کی قیمت ادا کی، پھر دوبارہ منادی رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے، وہ ان دونوں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

فَقَالَ يُمكن الْإِنْسَان أَن يخرج من الظلمَة بِهَذِهِ السرعة أخبراني عَن شأنكما فَأَخْبَرَاهُ بالقصة فَقَالَ نعم كَانَ كل وَاحِد مِنْكُمَا يعْتَمد على صَاحبه فِي إِعْطَاء الثّمن وَالرجل مستح مِنْكُمَا فِي التقاضي.[۲]

انسان اتنی جلدی ظلمت سے نکل سکتا ہے، تم دونوں مجھے اپنا معاملہ بتلاؤ، ان دونوں نے قصہ سنا دیا تو منادی رحمہ اللہ نے فرمایا، ہاں بات یہ ہے کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کا خیال تھا کہ دوسرا قیمت دے دے گا جب کہ دکان دار تم دونوں سے تقاضا کرنا چاہتا تھا۔ (تو گویا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک قیمت کی ادائیگی سے گریزاں ہوا)۔

لوگوں کا امام ابومُسہر رحمہ اللہ کے ہاتھوں کو چومنا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ابومسہر رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، ابوداود رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فرماتے سنا، اللہ تعالیٰ ابومسہر پر رحم فرمائے، وہ نہایت قابلِ اعتماد تھے، پھر آپ نے ان کی بے حد تعریف فرمانا شروع کی۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابومسہر رحمہ اللہ سے زیادہ

---

(۱) الوابل الصیب من الکلم الطیب: ذکر اللہ وفوائدہ: ص ۴۱ الناشر: دار الحدیث قاھرۃ

(۲) کتاب الروح: الفرق بین الفراسۃ والظن، ص ۲۳۹ الناشر: دار الکتب العلمیۃ

جلیل القدر انسان نہیں دیکھا، میں انہیں دیکھتا تھا جب وہ نماز ادا کرنے گھر سے نکلتے تھے لوگ صف باندھ کر انہیں سلام کرتے اور ان کے ہاتھ چومتے تھے:

قال أبو حاتم الرازی ما رأیت أحدا أعظم قدرا من أبی مسهر، کنت أراه إذا خرج إلی المسجد، اصطف الناس یسلمون علیه ویقبلون یده.[۱]

سفیان بن عُیینہ رحمہ اللہ کا فُضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے ہاتھ چومنا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم بن اشعث رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے دو دفعہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کو فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے ہاتھ چومتے دیکھا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا امام بخاری رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دینا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، ابوحامد احمد بن حمدون قصّار کہتے ہیں میں نے سنا کہ مسلم بن حجاج رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں:

وقال أبو حامد أحمد بن حمدون القصار سمعت مسلم بن الحجاج، وجاء إلی البخاری فقبل بین عینیه، وقال دعنی أقبل رجلیك.[۲]

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد علماء، فقہاء، محدثین، بنی ہاشم، قریش اور انصار کو دیکھا ہے کہ بعض والد صاحب رحمہ اللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے سر کو بوسہ دیتے ہیں اور بعض ہاتھوں کو:

حدثنا عبد الله بن أحمد، قال رأیت کثیرا من العلماء والفقهاء والمحدثین وبنی هاشم وقریش والأنصار، یقبلون أبی بعضهم یده، وبعضهم رأسه.[۳]

---

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو مسهر عبد الأعلی بن مسهر، ج۱ ص۲۳۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابو عبد الله البخاری محمد بن اسماعیل، ج۱۲ ص۴۳۶ الناشر: مؤسسة الرسالة (۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله، ج۱۱ ص۳۰۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا اپنے چاروں بیٹوں کو جہاد کے لیے تیار کرنا

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ ہیں، اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ آ کر مسلمان ہوئیں، علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں کہا، نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۱۶ ھ میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت اُبھارا، کہنے لگیں:

يَا بُنَيَّ إِنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارِيْنَ، وَاللهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، إِنَّكُمْ لَبَنُوْرَجُلٍ وَاحِدٍ، كَمَا أَنَّكُمْ بَنُوْ إِمْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، مَا خُنْتُ أَبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَكُمْ، وَلَا هَجَّنْتُ حَسَبَكُمْ، وَلَا غَيَّرْتُ نَسَبَكُمْ، وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعَدَّ اللهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكَافِرِيْنَ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ الدَّارَ الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِ الْفَانِيَةِ، يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

اے میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو، اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی، نہ تمہارے ماموں کو رُسوا کیا، نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا، نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔

تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد ہے:

اے ایمان والو! تکالیف پر صبر کرو (اور کفار کے مقابلہ میں) صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پورے کامیاب ہو۔

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے:

فَخَرَجَ بَنُوْهَا قَابِلِيْنَ لِنُصْحِهَا، وَتَقَدَّمُوْا فَقَاتَلُوْا وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ، وَأَبْلُوْ بَلَاءً حَسَنًا، وَاسْتُشْهِدُوْا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ.(۱)

چناں چہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر اُمنگ پیدا کرتا تھا اور جب شہید ہو جاتا تھا تو اُسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہوئے۔

اور جب ماں کو چاروں کے شہید ہونے کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔

والدہ کی دعاؤں کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آئی

بچپن میں امام بخاری رحمہ اللہ کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی تھی، ان کی والدہ ان کے لیے دعا کرتی رہتی تھیں اے اللہ! میرے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی کو لوٹا دے:

فَرَأَتْ وَالِدَتُهَا الْخَلِيْلَ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لَهَا: يَا هٰذِهِ! قَدْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَى ابْنِكِ بَصَرَهُ بِكَثْرَةِ دُعَائِكِ، قَالَ فَأَصْبَحَ وَقَدْ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهُ.

ایک مرتبہ ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے ہیں: تیری دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھیں لوٹا دیں، جب صبح ہوئی تو

---

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: خنساء بنت عمرو، ج۶ ص۹۰ الناشر: دار الفكر

دیکھا کہ واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی۔ (۱)

والدین کی نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَبَائِرُ الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ. (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑے بڑے گناہ یہ ہیں:

۱......اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔

۲......والدین کی نافرمانی کرنا۔

۳......کسی جان کو قتل کر دینا۔ (جس کا قتل کرنا شرعاً قاتل کے لیے حلال نہ ہو)۔

۴......جھوٹی قسم کھانا۔

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمِدَّ اللّٰهُ فِي عُمْرِهِ وَيَزِيدَ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اور (رشتہ داروں) کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

---

(۱) تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر: ترجمة: محمد بن اسماعیل بن ابراهیم أبو عبد الله، ج۵۲ص۵۶ الناشر: دار الفکر (۲) صحیح بخاری: کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس، ج۸ص۱۳۷، رقم الحدیث، ۶۶۷۵، الناشر: دار طوق النجاة

(۳) شعب الإیمان للبیهقی: باب بر الوالدین، ج۱۰، ص۲۶۴، رقم الحدیث: ۷۴۷۱، الناشر: مکتبة الرشید

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے سے اور اُن کی خدمت میں لگے رہنے سے عمر دراز ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔

حسنِ سلوک میں والدہ کا حق پہلے ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ.[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رشتہ داروں میں میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری والدہ حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہیں، سائل نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری والدہ، اس نے دریافت کیا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری والدہ، سوال کرنے والے نے عرض کیا، پھر کون؟ فرمایا: تمہارے والد۔

اس حدیث پاک میں حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ماں کو بتایا ہے، کیوں کہ وہ حمل اور وضع حمل اور پرورش کرنے اور بچہ کی خدمت میں لگی رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے، اور ضعیف ہونے کی وجہ سے بھی حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے کیوں کہ اپنی حاجتوں کے لیے وہ کسبِ معاش نہیں کرسکتی، باپ تو باہر نکل کر کچھ نہ کچھ کر بھی سکتا ہے۔ لہٰذا حسنِ سلوک میں ماں کا حق باپ سے پہلے رکھا گیا۔

والدہ کے ساتھ ادب کی ایک انوکھی صورت

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی والدہ نے کسی بات پر قسم

---

(۱) صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین وأنهما أحق به، ج۴ص۱۹۷۴، رقم الحدیث: ۲۵۴۸، الناشر: دار احیاء التراث العربی

کھائی تو والدہ نے اپنے بیٹے یعنی امام صاحب سے کہا میں اپنی قسم توڑنا چاہتی ہوں مجھے کتنا کفارہ دینا پڑے گا، فلاں واعظ صاحب جو وعظ کیا کرتے ہیں اُن سے پوچھ کر آ ؤ کہ اس صورت حال میں شرعی حکم کیا ہے؟

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خالو وعظ کیا کرتے تھے اور وہ اپنے وعظ میں عبرتناک اور نصیحت آموز قصے زیادہ بیان فرماتے تھے جس کی وجہ سے ان کا نام القاص (یعنی قصہ سنانے والا) پڑ گیا تھا۔ ان کا نام ابو طالب تھا اور ان کو قصہ سنانے کی وجہ سے القاص کہتے تھے اور امام صاحب کی والدہ ان کے بیان میں حاضر ہوتی تھیں۔

حالاں کہ یہ شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے بھی علم میں درجہ کم رکھتے تھے لیکن چوں کہ والدہ محترمہ نے فرمایا تھا کہ انہی سے جواب پوچھنا تو امام صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ امی میں بتادوں۔

میں جانتا ہوں یہ مسئلہ بلکہ اپنے شاگرد کے ذریعہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بلوایا اور ان سے پوچھا:

اِنَّ اُمِّیْ حَلَفَتْ عَلٰی یَمِیْنٍ وَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اَسْاَلَكَ فَكَرِهْتُ خِلَافَهَا.

میری والدی نے کسی بات پر قسم کھائی ہے اور مجھ سے فرمایا کہ میں آپ سے پوچھوں اور میں اس کے خلاف کرنے کو ناپسند سمجھتا ہوں۔ لہٰذا آپ اس کا جواب عنایت فرمادیجیے۔

ابوطالب نے کہا:

فَاَفْتِنِیْ بِالْجَوَابِ.

مجھے تو جواب آتا نہیں آپ مجھے جواب بتادیں۔

تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلْجَوَابُ كَذَا.

اس مسئلہ کا جواب اس طرح سے ہے۔

تو ابوطالب نے کہا:

قُلْ لَهَا عَنِّيْ أَنَّ الْجَوَابَ كَذَا وَكَذَا.

میری طرف سے آپ ہی والدہ صاحبہ کو یہ جواب دے دیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی والدہ کو اس طرح بتادیا کہ وہ صاحب اس مسئلہ کا اس طرح جواب دے رہے ہیں تو وہ واعظ کی اس بات سے راضی ہوگئیں۔ (۱)

جُریج عابد کو والدہ کی بددعاء اور اس کا اثر

جریج عابد کے واقعہ کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے:

مجموعہ روایات کو سامنے رکھا جائے تو پورے واقعہ کا تفصیلی خلاصہ کچھ اس طرح بنتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نومولود (پیدائشی) بچوں میں سے صرف تین ایسے گزرے ہیں جنہوں نے نومولود ہونے کی حالت میں گہوارہ (گود) میں گفتگو کی ہے، ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے اپنی والدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے حق میں گواہی دی تھی۔ دوسرا وہ بچہ تھا جس نے جریج عابد کے حق میں گواہی دی تھی۔

جریج بنی اسرائیل میں ایک بڑا عابد وزاہد شخص تھا، آبادی سے باہر اس نے اپنا ایک صومعہ بنا رکھا تھا۔ (صومعہ اس زمانہ کی ایک مخصوص عمارت ہوتی تھی جو خاص عبادت گاہ کے طور پر ہی استعمال ہوتی تھی اور زمین سے بلند ہوتی تھی، اور اوپر سطح اس کی تنگ ہوتی تھی یعنی نیچے سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے بتدریج عمارت کی چوڑائی کم ہوتی چلی جاتی تھی)۔

جریج عابد اس صومعہ میں ہمہ وقت عبادت و بندگی میں مشغول رہتا تھا، ایک روز اس کی والدہ اس کے پاس آئیں تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریج کی ماں کی ہیئت عملاً بیان کی اور فرمایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: باب ما جاء في بره بوالديه، ص۶۳ الناشر: عالم الكتب بيروت

پر سایہ کرلیا (کیوں کہ جب کسی اونچی چیز کی طرف دیکھنا ہو تو عموماً لوگ سورج کی شعاعوں سے بچنے کے لیے آنکھوں پر ہاتھوں کو چھجا بنا لیتے ہیں تو اس کی والدہ نے بھی آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر) اسے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھا۔

ماں نے کہا کہ جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر! جریج کے سامنے اس کی نماز تھی (غالباً اسے نماز میں وہ حلاوت مل رہی ہوگی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہونا اسے گراں گزر رہا ہوگا) اس نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے، دوسری طرف نماز (کسے اختیار کروں؟) آخر اس نے نماز کو ہی اختیار کیا۔ ماں واپس ہوگئی۔

دوسرے دن پھر ماں آئی (حسبِ معمول اسے نماز میں مشغول دیکھا) اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے بات کر! اس نے پھر (دل میں) کہا اے اللہ! ایک جانب میری ماں ہے دوسری جانب میری نماز ہے (کیا کروں؟) آخر نماز کو ہی اختیار کیا، ماں (ناکام) واپس لوٹ گئی۔

تیسرے روز پھر واپس آئی تو جریج پھر نماز میں مشغول تھا۔ اس نے کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، اس نے دل میں کہا کہ اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف میری نماز، کسے اختیار کروں؟ آخر نماز کو ہی اختیار کیا۔

متواتر تین روز تک ماں، بیٹے کی ملاقات اور اس سے گفتگو میں ناکامی سے جھنجھلا گئی اور مارے غصہ کے جریج کو بددعا دی اور کہا: اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے اور میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر اس نے (عملاً) مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ.

اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دیجیے جب تک کہ یہ بدکار، بازاری عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں نے صرف عورتوں کا منہ دیکھنے کی بددعا دی تھی اگر ان کے فتنہ میں پڑ جانے کی بددعا بھی دیتی تو وہ اس میں بھی پڑ جاتا (کہ ماں کی بددعا ایسی ہی تیر بہدف ہوتی ہے)۔

اب ماں کی بددعا پوری ہونے کی صورت یوں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں جریج کی عبادت کے تذکرے اور چرچے ہونے لگے۔ وہاں ایک فاحشہ اور بازاری عورت رہا کرتی تھی جو اپنے حسن کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی تھی اور اس کے حسن کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ: جریج کی عبادت کے تم بہت تذکرے کرتے ہو، حالاں کہ اس کا حال یہ ہے کہ اگر تم چاہو تو میں اسے اپنے فتنہ میں مبتلا کر کے دکھاؤں۔ چناں چہ اس عورت نے ان کو گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، تو اس عورت کے ہاں جب بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے جریج سے انتقام لینے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے جو اس خانقاہ میں رہتا ہے۔

یہ سننا تھا کہ لوگ کلہاڑیاں اور گینتیاں لے کر اس کی خانقاہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے پکارا تو اسے نماز میں مشغول پایا، اس نے ان سے بات کی لوگوں نے اس کی خانقاہ کو گرانا اور منہدم کرنا شروع کر دیا اور اسے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا، جریج نے جب یہ صورت حال دیکھی تو نیچے آیا۔ لوگوں نے اسے مارا پیٹا، اس نے کہا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: تو نے اس بازاری عورت سے بدکاری کی ہے اور اُس سے کہا: اس عورت سے پوچھ یہ کیا کہتی ہے؟

جریج نے فرمایا: مجھے نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ غرض انہوں نے نماز پڑھی، نماز پڑھ کر واپس لوٹے تو لوگ اس بچہ کو لے آئے، جس کے متعلق کہا جا رہا تھا کہ یہ جریج کا ہے۔ جریج نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے پیٹ میں انگلی سے ذرا سا ٹھوکا دیا اور اس سے پوچھا۔

مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: اَلرَّاعِيْ.

اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے جو بھیڑیں چراتا ہے۔

نومولود بچہ کو اتنا واضح کلام کرتے دیکھ کر اور اس کی زبان سے جریج کی برأت کی

گواہی سن کر لوگوں کو عقل آ ئی۔ بے عقل عوام کا یہی حال ہوتا ہے کہ جہاں کسی کی کوئی بات سن لی بغیر تحقیق اسے قبول کرلیا۔ خواہ غلط ہو یا صحیح، پھر اس کے مقابلہ میں دوسری بات سنی تو اسے قبول کرلیا۔ وہ جھوٹ سچ کی تحقیق میں نہیں پڑتے، جو جہالت اور کم علمی کی بات ہے۔

غرض لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم نے جریج کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ چناں چہ وہ لوگ فرطِ عقیدت سے اس سے لپٹنے اور اس کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے:

قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ لاَ، إِلَّا مِنْ طِينٍ.(۱)

ہم تیرا صومعہ (خانقاہ) سونے چاندی سے دوبارہ تعمیر کریں گے۔ اس نے کہا: نہیں اس کی ضرورت نہیں، بس تم اسے اس کی سابقہ حالت پر لوٹا دو اور مٹی گارے ہی سے اسے کھڑا کردو۔

والدہ کے نافرمان کی عبرت ناک موت

میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہونے کی وجہ سے مرا، تین دن تک حالتِ نزع میں رہا، اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصے میں نہیں دیکھی۔

اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا، آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو۔

مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی، آواز زیادہ تیز ہوگئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنا شروع ہوگئے چناں چہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرے میں منتقل کردیا گیا تاکہ آواز کم ہوجائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی۔

اس کا والد مجھ سے یہ کہنے کے لیے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگادیں تاکہ مرجائے، ہم سے

(۱) صحیح بخاری: کتاب المظالم والغصب، باب إذا هدم حائطا فليبن مثله، ج۳، ص۱۳۷، الناشر: دار طوق النجاة / صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تقديم بر الوالدين على التطوع، ج۴ص۱۹۷۶، الناشر: دار إحياء التراث العربی

ایسی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟

اس کا والد فوراً بول اُٹھا:

یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا، یہ بری موت اُسی کا نتیجہ ہے۔

والدہ کی بددعا کے سبب پاؤں کاٹ دیا گیا

علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) بڑے عالِم دین گزرے ہیں، ان کی مشہور تفسیر ''اَلْکَشَّافُ عَنْ حَقَائِقِ غَوَامِضِ التَّنْزِیْلِ وَعُیُوْنِ الْاَقَاوِیْلِ فِیْ وُجُوْہِ التَّاْوِیْلِ'' ہے۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی عربی فصاحت وبلاغت کو سمجھنے والے دنیا میں دو شخص گزرے ہیں، ان میں ایک علامہ زمخشری اور دوسرے علامہ عبدالقادر جرجانی رحمہما اللہ ہیں، اور یہ دونوں اعرج یعنی لنگڑے تھے۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا، جب ان سے پاؤں کے کٹ جانے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اُس کے پاؤں کو اتنی زور سے باندھ دیا جس کی وجہ سے ننھی منی چڑیا کا نازک پاؤں کٹ گیا، والدہ ماجدہ نے کئی مرتبہ مجھے سمجھایا کہ بیٹا ایسا نہ کرو لیکن میں نے ماں کی بات نہیں مانی، بہرحال جب ماں نے دیکھا کہ چڑیا کا پاؤں کٹ گیا ہے تو یہ دیکھ کر میری والدہ ماجدہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور ان کی زبان سے یہ بددعا نکل گئی:

قَطَعَ اللّٰہُ رِجْلَکَ کَمَا قَطَعْتَ رِجْلَہٗ۔

جس طرح تو نے اس ننھی منی چڑیا کا پاؤں کاٹا ہے اسی طرح تیرا پاؤں بھی کاٹا جائے۔

فرماتے ہیں: یہ اسی بددعا کا اثر ہے کہ مجھے ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ طبیبوں نے اس کا علاج پاؤں کاٹنا تجویز کیا اور میرا پاؤں کاٹ دیا گیا اور اُس دن سے میں لنگڑا ہوں:

وحكي أن الدامغاني المتكلم الفقيه سأله عن سبب قطع رجله فقال: دعاء الوالدة، وذلك أني أمسكت عصفورا وأنا صبيّ صغير وربطت برجله خيطا فأفلت من يدي ودخل خرقا فجذبته فانقطعت رجله، فتألمت له والدتي وقالت قطع الله رجلك كما قطعت رجله.(١)

والدین کوستانے کے دس بڑے نقصانات

١...... إِنَّ الْعَاقَّ لَا يُبْسَطُ لَهٗ فِي رِزْقِهٖ وَلَا يُطَالُ فِيْ عُمْرِهٖ.

نافرمان کے رزق اور عمر میں برکت نہیں ہوتی۔

٢...... إِنَّ أَبْنَاءَ الْعَاقِّ يَعُقُّوْنَهٗ جَزَاءً وِّفَاقًا.

نافرمانی کرنے والے کی اولاد اس کی نافرمانی کرتی ہے یہ بدلہ ہے پورا پورا۔

٣...... اَلْعَذَابُ الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يُوْعَدُ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ.

سب سے سخت عذاب ماں باپ کے نافرمان کو دیا جائے گا۔

٤...... اَلذِّكْرُ السَّيِّيءُ عِنْدَ النَّاسِ لِمَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ.

ماں باپ کے نافرمان کا تذکرہ لوگ اچھے الفاظ سے نہیں کرتے۔

٥...... إِنَّ الْعَاقَّ تَجِدُهٗ فِي الْغَالِبِ غَيْرَ مُوَفَّقٍ فِيْ أَعْمَالِهٖ وَفِيْمَا يُرِيْدُهٗ وَيَطْلُبُهٗ فَأَبْوَابُ الْخَيْرِ مُغْلَقَةٌ فِيْ وَجْهِهٖ.

ماں باپ کے نافرمان سے اس کے ارادے اور طلب کے باوجود نیک اعمال کی توفیق سلب کرلی جاتی ہے اور خیر کے دروازے اس پر بند کردیے جاتے ہیں۔

٦...... اَلْعَاقُّ لَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْأَعْمَالُ فَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

(١) معجم الأدباء: ترجمة: محمود بن عمر بن أحمد أبو القاسم، ج٦ص٢٦٨، الناشر: دار الغرب الإسلامي

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْھُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا عَاقٌّ وَمَنَّانٌ، وَمُکَذِّبٌ بِالْقَدَرِ.

نافرمان اگر اعمال کر بھی لے تو قبول نہیں ہوتے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کے اعمال خیر اللہ جل شانہ قبول نہیں فرماتے۔

۱...... ماں باپ کا نافرمان۔

۲...... احسان جتلانے والا۔

۳...... تقدیر کا جھٹلانے والا۔

۷...... عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنَ دَیْنٌ یُسْتَقْضٰی وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ.

والدین کی نافرمانی ایک قسم کا قرضہ ہے اس کا کبھی نہ کبھی مطالبہ ضرور ہوگا۔

۸...... عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ یُذْھِبُ إِشْرَاقَۃَ الْوَجْہِ وَیُطْفِئُ نُوْرَہٗ.

والدین کی نافرمانی کرنا چہرہ کی رونق اور اس کے نور کو بجھا دیتا ہے۔

۹...... اَلْعُقُوْقُ یَحْرِمُ الْعَاقَّ مِنْ أَنْ یَنْظُرَ اللّٰہُ إِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

والدین کی نافرمانی کرنا اللہ کے دیدار سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔

۱۰...... اَلْعُقُوْقُ یُبْعِدُ عَنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ.

والدین کی نافرمانی کرنا اللہ کی خوشنودی سے دور کر دیتا ہے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب خوارج نے علیحدگی اختیار کی تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں (یعنی تھوڑی تاخیر سے پڑھیں) تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات

---

(۱) نضرۃ النعیم فیمکارم أخلاق الرسول الکریم: عقوق الوالدین، من مضار عقوق الوالدین، ج۱۰ ص۵۱۷ الناشر: دار الوسیلۃ

کروں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں کا خوف ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ! ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ چناں چہ میں نے یمن کا عمدہ سے عمدہ جوڑا زیب تن کیا اور پھر خوارج کے پاس آ گیا۔

وہ لوگ عین دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ چناں چہ میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ ان جیسے میں نے کبھی نہیں دیکھے وہ لوگ شدت وریاضت سے عبادت خداوندی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ کثرت عبادت کی وجہ سے اونٹ کے بدن کی طرح پھٹے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر کثرت سجود کی وجہ سے نمایاں نشانات پڑے ہوئے تھے۔ تاہم میں ان کے پاس داخل ہوا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اے ابن عباس! مرحبا (خوش آمدید) یہاں آپ کیوں تشریف لائے؟ میں نے کہا: میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے بات کروں! پھر میں بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے زمانے میں وحی نازل ہوتی تھی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وحی کی تاویل سے باخوبی واقف ہیں۔ تاہم بعض خارجیوں نے کہا: ابن عباس کے ساتھ بات مت کرو اور بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے کہا: مجھے بتاؤ! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، ان کے داماد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر کیوں طعن وتشنیع کرتے ہو؟ حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ ہیں؟ خوارج بولے: ہم لوگ ان پر تین چیزوں کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بھلا وہ کیا کیا ہیں؟ کہنے لگے: پہلی چیز یہ کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم (ثالث) بنایا ہے حالاں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ'' حکم وفیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ اور کیا چیز ہے؟ کہنے لگے: حضرت علی معاویہ کے ساتھ قتال کرتے ہیں اور ان بچوں اور عورتوں کو قیدی نہیں بناتے اور نہ ہی ان کے اموال کو غنیمت سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ سو اگر وہ کافر ہیں تو لامحالہ ان کے اموال ہمارے لیے حلال ہیں اور اگر وہ مؤمن ہیں پھر تو ہمارا ان کی طرف تلوار اٹھانا بھی

حرام ہے۔ میں نے کہا ان دو کے علاوہ اور کون سی بات ہے جو طعن و تشنیع کے قابل ہو؟ کہنے لگے: انہوں نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا ہے۔ پس اگر وہ امیر المؤمنین نہیں تو پھر وہ امیر الکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی محکم کتاب سے آیات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے احادیث پڑھ کر (بطور دلائل کے) تمہیں سناؤں تو کیا تم رجوع کرلو گے؟ کہنے لگے: جی ہاں ہم ضرور رجوع کرلیں گے۔ میں نے کہا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین کے معاملہ میں مردوں کو حکم بنایا ہے، سو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ"

اے ایمان والو (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کردیں۔

نیز شوہر اور اس کی بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ"

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف (یعنی حکم) مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آیا کہ انسانوں کی جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کی خاطر انسانوں کو حکم و منصف بنانا زیادہ بہتر ہے یا ایک شکار کیے ہوئے خرگوش جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے اس کے بارے میں ان کو حکم بنایا زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگے جی ہاں انسانوں کی جان کی حفاظت اور ان کے باہمی امور کی اصلاح کے لیے ان کو حکم بنانا زیادہ بہتر ہے۔ فرمایا: کیا میں اس اعتراض کے جواب سے بری الذمہ ہوگیا ہوں؟ کہنے لگے جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ وہ قتال تو کرتے ہیں مگر فریق مخالف کی عورتوں اور بچوں کو قید نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے اموال غنیمت کے طور پر تقسیم کرتے ہیں تو مجھے بتاؤ! کیا تم لوگ اپنی ماں کو قید کرو گے اور پھر تم اس سے ایسے تعلقات کو حلال سمجھو گے جن کو تم لوگ دیگر عورتوں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے) تمہاری ماں نہیں ہے تو بلاشبہ تم نے کفر کا ارتکاب کرلیا چوں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور نبی کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔

پس تم لوگ دو طرح کی گمراہیوں میں منڈلا رہے ہو (عائشہ رضی اللہ عنہا کو قید کرنا روا سمجھو تو کفر اور اگر انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہ جانو تو کفر) پس ان میں سے جس کو چاہو تو ترجیح دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی بازیاب ہو کر صحیح سالم نکل گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔

فرمایا: رہی تمہاری یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹایا ہے، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو شرائط صلح طے کرنے اور لکھنے کے لیے دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے طے کیا ہے۔ قریش کہنے لگے: اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو ہم آپ کا راستہ قطعاً نہ روکتے اور نہ ہی آپ کے ساتھ قتال کرتے۔ آپ صرف محمد بن عبد اللہ لکھو! (یعنی معاہدے کے شروع میں جو نام کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے اسے کاٹ دو) چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخدا! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب ہی کیوں نہ کرتے ہو۔ اے علی! لکھو! محمد بن عبد اللہ...... پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدرجہا افضل ہیں (یعنی جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے

نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹا دیا تو کون سا کفر ہو گیا)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں اس اعتراض سے بھی بری الذمہ ہو گیا؟ کہنے لگے: جی ہاں۔ چناں چہ خوارج میں سے تقریباً بیس ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور تقریباً چار ہزار اپنے حال پر بدستور قائم رہے۔ بعد میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فقراء اور مساکین کا حد درجے خیال رکھنا

حضرت نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مچھلی کا شوق ظاہر کیا۔ چناں چہ میں ان کے لیے مچھلی خرید لایا اور بھون کر ان کے سامنے رکھ دی، اتنے میں ایک سائل آ گیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مچھلی جیسی تھی ویسی ہی اٹھا کر اسے دے دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے مچھلی سے ذرہ برابر بھی نہیں چکھا تھا۔ گھر والوں نے کہا ہم سائل کو اس مچھلی کی قیمت دے دیتے ہیں جو کہ سائل کے لیے بہتر بھی ہے! لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی کو ڈانٹا گیا، اس سے کہا گیا: کیا تم اس بوڑھے کے ساتھ نرمی والا برتاؤ نہیں کرتی ہو، (یعنی دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں کیا تم ان کی دیکھ بھال نہیں کرتی) تو کہنے لگی: میں ان کے ساتھ کیا کروں! ہم ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں تو یہ کسی کو کھانے کے لیے بلا لیتے ہیں۔ چناں چہ میں کھانا کچھ مسکینوں کے پاس بھیج دیتی ہوں جو ان کے راستے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اہلیہ ان مسکینوں سے کہتی تھی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے راستے میں مت بیٹھو، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما گھر آتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ فلاں فلاں فقراء اور مساکین کے ہاں کھانا بھیج دو۔ چناں چہ ان کی بیوی ان لوگوں کے پاس کھانا

(۱) حلیة الأولیاء: ترجمة: عبد الله بن العباس، ج۱ص۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹ الناشر: دار الکتاب العربی

بھیج دیتی اور ساتھ کہہ دیتی: اگر اب تمہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانے کے لیے بھی بلائیں تو مت آنا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب اسی بات کا پتہ چل گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں چناں چہ وہ اس رات کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مجلس میں ۲۲ ہزار دینار تقسیم کرنا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بائیس (۲۲۰۰۰) ہزار دینار کہیں سے آئے۔ انہوں نے مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے پہلے سب دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ: أَتَتِ ابْنَ عُمَرَ رضی الله عنه اثْنَانِ وَعِشْرُونَ أَلْفَ دِينَارٍ فِي مَجْلِسٍ، فَلَمْ يَقُمْ حَتَّى فَرَّقَهَا. (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ انہوں نے ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد انسانوں کو آزاد نہیں کر دیا۔

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: مَا مَاتَ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى أَعْتَقَ أَلْفَ إِنْسَانٍ. (۳)

امام اعظم رحمہ اللہ کی دس خصوصیات

۱......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خیر القرون میں پیدا ہوئے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (۴)

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبدالله بن عمر، ج۱ ص۲۹۷، ۲۹۹، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲)، (۳) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج۱ ص۲۹۶، الناشر: دار الكتاب العربي

(۴) صحيح البخاري: كتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ج:۳ ص۱۷۱، رقم الحديث: ۲۶۵۱

۲......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی، جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے، ائمہ ثلاثہ اور مصنفین صحاح ستہ میں سے کوئی بھی اس شرف میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ (۱)

۳......آپ کو حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرف روایت بھی حاصل ہے۔ (۲)

۴ ......آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی تعداد دیگر تمام ائمہ کے اساتذہ وتلامذہ سے زیادہ ہے، امام ابوحفص کبیر نے آپ کے چار ہزار (۴۰۰۰) اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

۵......آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب وکتب کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک نے مؤطا میں کی ہے۔ (۴)

۶......آپ کے طریق اجتہاد، طرز استدلال اور آپ کی فقہ سے دیگر ائمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا اس لئے امام شافعی نے فرمایا: ''اَلنَّاسُ عَیَالٌ فِی الْفِقْهِ عَلٰی أَبِیْ حَنِیْفَةَ''(۵)

۷......زہد وتقوی، عبادت وریاضت، امانت ودیانت میں جس قدر آپ کی سعی بلیغ اور جدوجہد کا ثبوت ملتا ہے دیگر کسی امام میں امام صاحب کے تمام اوصاف کا ذکر نہیں ملتا۔ (۶)

۸......امام صاحب کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا کسی اور امام کا مسلک نہیں پہنچا، جیسے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، روم، ماوراء النہر، ترکی وغیرہ۔ (۷)

(۱) أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ص۱۸ تا۱۹ الناشر: عالم الکتب بیروت

(۲) تبییض الصحیفة بمناقب الامام أبی حنیفة: ص۲۷ تا ۳۲ إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة

(۳) الخیرات الحسان: ص ۳۶ الناشر: دار الکتب العلمیة

(۴) الخیرات الحسان: ص۳۴ الناشر: دار الکتب العلمیة

(۵) تهذیب التهذیب: ج۱۰ ص۴۰۲ الناشر: دار الفکر

(۶) مناقب أبی حنیفة للمؤفق: ج۱ ص۱۹۸ الناشر: دار الکتاب العربی

(۷) عقود الجمان فی مناقب الامام الأعظم أبی حنیفة النعمان: ص ۱۸۵ الناشر: مکتبة الایمان

۹......اس وقت ساری دنیا میں سب سے زیادہ مقلد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہیں، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد چونتیس کروڑ سے زائد ہے۔

۱۰......امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بعد جس قدر ائمہ مجتہدین گزرے ہیں وہ سب امام صاحب کے علوم و معارف اور آپ کے طریق استنباط، طرز استدلال اور استنباط کردہ مسائل سے مستفیض ہو کر ہی اجتہاد کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اہلِ علم کو کثرت سے تحائف دینا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تجارت فرمایا کرتے تھے اور اپنا مال تجارت بغداد بھجوایا کرتے تھے آپ اس کا نفع سال بھر جمع فرماتے اس سے اپنی ضروریات مثلاً کھانا، کپڑا خریدتے اور باقی اپنے اساتذہ و محدثین کی خدمت میں حاضر کر دیتے اور عرض کرتے کہ اسے اپنی ضروریات میں صرف فرمالیجئے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجیے، کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا کیونکہ یہ اللہ کا فضل ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا۔

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے جب بھی میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا اور صرف چار ہزار روکے رکھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم گزر بسر کے لیے کافی ہے اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑے گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال سفيان بن عيينة كان أبو حنيفة كثير الصدقة، وكان كل ما يستفيده لا يدع منه شيئا إلا أخرجه، ولقد وجه إلى هدايا استوحشت من كثرتها فشكوت ذلك لبعض أصحابه فقال لو رأيت هدايا بعث بها إلى سعيد بن أبي عروبة وما كان يدع أحدا من المحدثين إلا بره برا واسعا.[1]

(۱) الخيرات الحسان: الفصل السابع عشر، ص ۵۷ الناشر: دار الكتب العلمية

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت صدقہ کرتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے اور میرے پاس اس قدر کثرت سے تحائف بھیجتے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں ان کی کثرت سے متعجب ہوا تو میں نے ان کے شاگرد سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ کاش کہ آپ ان تحائف کو دیکھتے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سعید بن عروبہ رحمہ اللہ کے پاس بھیجے ہیں، آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عشقِ رسول

ایک مرتبہ ایک شخص امام صاحب رحمہ اللہ کی دکان پر آیا اور اس نے کپڑا خریدنا چاہا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ملازم سے کہا کہ کپڑا نکال کر دکھاؤ، اس نے تھان نکالا اور اس پر ہاتھ رکھ کر صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ یہ سن کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سخت برہم ہوگئے اور ملازم سے کہا کہ تم میرے کپڑے کی تعریف درود سے کرتے ہو؟ اس پاداش میں آج خرید وفروخت بند رہے گی، چنانچہ ایسا ہی کیا۔ (۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی لاجواب فراست

آپ کے مخالفین میں سے ایک شخص نے ایک مرتبہ آپ سے عجیب سوال کیا، کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا امید وار نہ ہو، نہ دوزخ سے ڈرتا ہو اور نہ پروردگار سے، مردار کھاتا ہے، بے رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے، بن دیکھے گواہی دیتا ہے، سچی بات کو ناپسند کرتا ہے، فتنہ کو دوست رکھتا ہے، رحمت سے دور بھاگتا ہے اور یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تجھے اس شخص کا علم ہے؟ اس کہا نہیں، مگر میں نے اس سے زیادہ برا کسی کو نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا، ایسے شخص کے بارے میں تم کیا

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان ص: ۵٦ الناشر: دار الکتب العلمیة

کہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ایسا شخص بہت ہی برا ہے یہ صفت کافر کی ہے، یہ جواب سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا، وہ شخص خدائے تعالیٰ کا سچا دوست ہے، اس کے بعد اس شخص سے کہا، اگر اس کا جواب بتادوں تو تو میری بدگوئی سے باز رہے گا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے گی اس سے بچے گا، اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا:

وہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا بلکہ رب جنت کی امید رکھتا ہے، اور وہ جہنم سے نہیں ڈرتا بلکہ جہنم کے رب سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنے بادشاہت میں کسی پر ظلم کرے، مردہ مچھلی کھاتا ہے، جنازہ کی نماز پڑھتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ بھیجتا ہے یعنی درود پڑھتا ہے، بن دیکھی بات پر گواہی دینے کی یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور موت کو ناپسند کرتا ہے جو برحق ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے، اور مال واولاد فتنہ ہے جس کو دوست رکھتا ہے، رحمت بارش ہے جس سے دور بھاگتا ہے، یہود کی اس بات تصدیق کرتا ہے "لیست النصاری علی شیء" عیسائی گمراہی پر ہیں، اور نصاری کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے "لیست الیهود علی شیء" جب اس شخص نے یہ پرمغز اور مُسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔ (۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قیافہ شناسی

امام صاحب رحمہ اللہ کے محلے میں ایک شخص رہتا تھا جو نہایت متعصب شیعہ تھا، اس کے پاس کے دو خچر تھے، تعصب سے ایک کا ابوبکر اور دوسرے کا عمر نام رکھا تھا۔ اتفاق سے ایک خچر نے ایسی لات ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ اسی زخم سے مر گیا، محلّہ میں اس کا چرچا ہوا امام صاحب رحمہ اللہ نے سنا تو کہا دیکھنا اسی خچر نے مارا ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، لوگوں سے دریافت کیا تو واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ (۲)

---

(۱) الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ص: ۶۳ الناشر: دار الكتب العلمية (۲) سیرۃ النعمان: ص ۸۶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حیرت انگیز ذہانت

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے بات کرے اور اس نے بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات نہ کریگی یہاں تک کہ میں اس سے بات کروں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا تم دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹی، جب یہ بات سفیان ثوری رحمہ اللہ تک پہنچی تو غصہ ہونے لگے امام صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا، آپ حرام چیزوں کو حلال کرتے ہیں، آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے بتایا؟ آپ نے فرمایا مرد کے قسم کھانے کے بعد جب عورت نے قسم کھانے کے لئے بات کی تو مرد کی قسم پوری ہوگئی اور پھر جب اس شخص نے اس عورت سے بات کی تو نہ مرد کی قسم ٹوٹی نہ عورت کی، اس لئے کہ اس عورت نے اس سے کلام کیا اور اس شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا تو دونوں کی قسم پوری ہوگئی، یہ سن کر حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ کے لئے ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جن سے ہم سب غافل ہیں:

وقال له رجل إني حلفت أن لا أكلم امرأتي أو تكلمني وحلفت أن لا تكلمني أو أكلمها فقال لا حنث عليكما فسمع سفيان الثوري ذلك فجاء مغضبا وقال تبيح الفروج من أين لك هذا؟ قال لما شافهته باليمين بعدما حلف كانت مكملة له فسقطت يمينه، فإن كلمها فلا حنث عليه ولا عليها لأنها كلمت وكلمها بعد اليمين فسقطت عنهما فقال له سفيان إنه ليكشف لك من العلم عن شيء كنا عنه غافلون.(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حیرت انگیز حاضر جوابی

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون ص ۷۱ الناشر دار الكتب العلمية

میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور ملاقات کیلئے مشتاق تھا، ایک سال میں مکہ معظمہ میں تھا، دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا امام ابوحنیفہ تب میں نے جانا کہ یہی امام ابوحنیفہ ہیں، ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ میں بہت مالدار ہوں، میرا ایک لڑکا ہے میں کافی مال خرچ کر کے اس کی شادی کر دیتا ہوں مگر وہ طلاق دیدیتا ہے میرا مال مفت میں ضائع ہو جاتا ہے تو کیا اس کی کوئی ترکیب ہے؟ آپ نے فرمایا:

أدخل به سوق الرقيق واشتر من يعجبه ثم زوجه إياها فإن طلقها رجعت مملوكة لك وإن أعتقتها لم ينفذ عتقه قال الليث فوالله ما أعجبني جوابه كما أعجبني سرعة جوابه.(۱)

اس کو باندیوں کے بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اسے خرید لو پھر اس کی شادی اس باندی سے کر دو، پھر اگر طلاق بھی دے گا تو وہ تمہاری باندی ہو کر رہے گی اور اگر آزاد کرے گا تو آزاد نہیں ہوگی، اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے، حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخدا مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ ہوا جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا۔

رومی دانش مند کے تین سوالات اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جوابات

ایک رومی دانشمند بغداد میں خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا علم وفضل اور دانائی اور ہمہ دانی کے دعوے کیے اور بڑے طمطراق سے کہا کہ میرے پاس ایسے تین سوال ہیں کہ آپ کی پوری سلطنت کے علماء بھی جمع ہو کر ان کا جواب نہیں دے سکتے، خلیفہ حیران ہوا اس نے اعلان کرا دیا علماء عظام، ائمہ کبار اور بڑے بڑے فقہاء جمع ہوئے، امام اعظم بھی تشریف لائے رومی دانشمند نے اپنے لیے منبر رکھوایا تھا، جب سب علماء آ گئے، تو رومی نے منبر پر

---

(۱) الخيرات الحسان :الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۳ الناشر دار الكتب العلمية

چڑھ کر علماء اسلام کو علی الترتیب اپنے تین سوال پیش کیے:

ا...... یہ بتاؤ کہ خدا سے پہلے کون تھا؟

۲...... یہ بتاؤ کہ خدا تعالی کا رخ کدھر ہے؟

۳...... اور یہ بتاؤ کہ اس وقت خدا تعالی کیا کر رہا ہے؟

واقعتہ بظاہر پریشان کن سوالات تھے مجمع پر سکوت طاری تھا سب جواب سوچ رہے تھے کہ امام ابوحنیفہ آگے بڑھے اور کہا:

آپ نے ممبر پر بیٹھ کر سوالات بیان کیے ہیں تو مجھے بھی ان کے جوابات منبر پر بیٹھ کر دینا چاہیے تاکہ سب حاضرین آسانی سے سن سکیں لہٰذا اب تمہیں منبر سے نیچے اتر آنا چاہیے۔

رومی دانشمند منبر سے نیچے اترا تو امام صاحب منبر پر تشریف لے گئے اور رومی کو مخاطب کر کے کہا اب نمبر وار اپنے سوال دہراتے جاؤ اور ان کا جواب سنتے جاؤ، رومی دانشمند سابقہ ترتیب سے سوالات دہراتا رہا اور امام صاحب حسب ذیل جوابات دیتے رہے۔

ا...... پہلے سوال کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا گنتی شمار کرو، رومی نے دس تک گنتی شمار کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا دس سے پیچھے کی طرف الٹی گنتی کرو، رومی نے ۱۰ سے الٹی گنتی شروع کی جب ایک پر پہنچا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ ایک سے پہلے گنو، رومی نے کہا ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہے اور کچھ نہیں ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا یعنی جب واحد مجازی لفظی سے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہوسکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی سے پہلے کس طرح کوئی چیز متحقق ہوسکتی ہے؟ تو خدا بھی ایک ہے اس سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے۔

۲...... دوسرے سوال کے جواب میں امام صاحب نے ایک شمع روشن کی اور کہا بتاؤ اس کا رخ کدھر ہے؟ رومی دانشمند نے کہا سب کی طرف ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا

شمع مخلوق ہے اس کے اس رخ کے تعین سے آپ جیسے دانشمند بھی عاجز ہیں تو خالق کے رخ کی تعین میں بے چارے عاجز بندوں کا کیا دخل، بہر حال خداتعالی کا رخ بھی سب کی طرف ہے۔

۳......تیسرے سوال کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس وقت خداتعالی نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے منبر پر بیٹھنے کی عزت بخشی، رومی دانشمند نے جوابات سنے تو شرمندہ ہوا اور راہ فرار اختیار کی۔ (۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقویٰ اور مجوسی کا قبولِ اسلام

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہوگیا تھا، ایک روز امام صاحب اس مجوسی کے گھر مطالبہ کے لئے گئے، جب اس کے مکان کے دروزے کے قریب پہنچے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، آپ نے اس سے نجاست کو دور کرنے کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار پر لگ گئی، اس صورت حال سے امام صاحب بڑے رنجیدہ و پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے، چنانچہ آپ نے مجوسی کے دروازے کو کھٹ کھٹایا جس پر ایک لونڈی باہر آئی، آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کر دیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے، مجوسی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ورع وتقویٰ اور زہد اور کمال احتیاط دیکھ

(۱) مفتاح السعادة ومصباح السيادة :ج٢ص١٨٦ الناشر: دار الكتب العلمية / وعقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص٢٨٤

کر کہا پہلے میں اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا:

روى أن أبا حنيفة كان له على بعض المجوس مال فذهب إلى داره ليطالبه به، فلما وصل إلى باب داره وقع على نعله نجاسة، فنفض نعله فارتفعت النجاسة عن نعله ووقعت على حائط دار المجوسي فتحير أبو حنيفة وقال إن تركتها كان ذلك سببا لقبح جدار هذا المجوسي، وإن حككتها انحدر التراب من الحائط، فدق الباب فخرجت الجارية فقال لها قولي لمولاك إن أبا حنيفة بالباب، فخرج إليه وظن أنه يطالبه بالمال، فأخذ يعتذر، فقال أبو حنيفة، هاهنا ما هو أولى، وذكر قصة الجدار، وأنه كيف السبيل إلى تطهيره فقال المجوسي فأنا أبدأ بتطهير نفسي فأسلم في الحال، والنكتة فيه أن أبا حنيفة لما احترز عن ظلم المجوسي في ذلك القدر، القليل من الظلم فلأجل تركه ذلك انتقل المجوسي من الكفر إلى الإيمان.(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک عمدہ شعر

كِسْــرَةُ خُبْزٍ وَقَعْـبُ مَـاءٍ وَفَـرْوُ ثَـوْبٍ مَعَ السَّلَامَـهْ
لَا خَيْـرَ مِـنَ الْـعَيْـشِ فِيْ نَعِيْمٍ يَـكُـوْنُ مَـنْ بَعْدَهُ النَّدَامَـهْ

۱......اگر کھانے کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا اور پینے کے لیے پانی کا پیالہ اور تن ڈھانپنے کے لیے موٹا کپڑا مل جائے ایمان کی سلامتی اور عافیت کے ساتھ۔

۲......تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ عیش وعشرت میں زندگی گزر جائے اور اس کے بعد اس کا انجام ملامت وندامت ہو۔(۲)

تفقّہ حاصل کرنے کیلئے سب سے مددگار چیز

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کیلئے کون سی

(۱) التفسير الكبير: الفصل الرابع في تفسير قوله مالك يوم الدين: ج۱ص۲۰۴

(۲) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: الامام ابو حنيفة، ج۲ص۵۰۷

چیز مددگار رہے؟

آپ نے فرمایا یکسوئی اختیار کرنا، اس نے پوچھا، یکسوئی کیسے حاصل ہوگی؟

آپ نے فرمایا متعلق اور غیر متعلق چیزوں کو کم کرنے سے، اس نے پوچھا وہ کیسے کم ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو۔ (۱)

اکابر کا اختلاف اور مسلکِ اعتدال

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلافات اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا، تو فرمایا جب اللہ تعالی مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائے گا، ہاں جن چیزوں کا مجھے مکلّف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہٰذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا۔ (۲)

ہم عصر علماء کا احترام

سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں کچھ شکررنجی تھی، ایک شخص نے امام صاحب سے آکر کہا کہ سفیان آپ کو برا کہہ رہے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا، خدا میری اور سفیان دونوں کی مغفرت کرے سچ یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر سفیان دنیا سے اٹھ جاتے تو مسلمانوں کو سفیان کے مرنے کا ماتم کرنا پڑتا۔ (۳)

غیبت کا خیال آنے پر جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خواب میں اصلاح

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ خوب قوی اور تندرست موٹا تازہ ہے اور بھیک مانگ رہا ہے، انہوں نے اپنے دل میں اس پر طعن اور

---

(۱) ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۲

(۲) ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۷

(۳) سیرۃ النعمان: ص ۶۱

اعتراض کیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی مردے کا گوشت کھانے کو کہتا ہے، اور ان کے انکار پر کہتا ہے کہ تم نے آخر اس کی غیبت کر کے مردے کا گوشت کھایا نہیں تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے تو اس کو کچھ نہیں کہا، جواب ملا کہ کیا غیبت دل میں نہیں ہوتی، بلکہ اول تو دل ہی میں پیدا ہوتی ہے:

إِنَّ الْكَلَامَ لَفِي الْفُؤَادِ وَإِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَى الْفُؤَادِ دَلِيْلًا

بیشک کلام تو دل ہی میں ہوتا ہے، البتہ زبان کو دل کا ترجمان بنایا گیا ہے۔

آپ بیدار ہو کر چلے معاف کرانے کے لیے، اس شخص نے آپ کو آتے دیکھ کر دور ہی سے یہ آیت پڑھی:

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ.

وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی۔

اور پھر فرمایا کہ پھر ایسا نہ کرنا۔ (۱)

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کا چغل خور کو جواب

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کے متعلق یہ کہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا اس نے تو پس پشت ہی کہا لیکن تم اس سے زیادہ بے حیا ہو کہ میرے منہ پر کہتے ہو۔ (۲)

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کو چار باتوں کی تلقین

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ نے مجھے چار چیزیں تلقین فرمائیں۔

۱......طلب رزق حلال۔

---

(۱) طبقات أولياء: ج۱ ص۴۲ الناشر: مكتبة النجانجي بالقاهرة

(۲) امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق: ص ۱۳۷

۲......تمام عالم سے اپنے آپ کو بدتر سمجھنا۔

۳......مراقبہ احسان۔

۴......ترک اختلاط غیر جنس۔ (۱)

خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طلبہ میں دودھ تقسیم کرنا

حضرت مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کے اہتمام کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں پچاس ساٹھ طالب علم تھے، بیس پچیس طلبہ مطبخ سے کھانا کھالیتے تھے یہ کل کائنات تھی، حضرت مولانا دارالعلوم کے احاطہ مولسری میں کھڑے تھے ایک طالب علم شوربہ کا پیالہ لایا اور غصے سے مولانا کے سامنے پٹخ دیا اور کہا کہ یہ سالن ہے یا پانی ہے؟ یہ کھانا مطبخ سے کھلاتے ہوئے بے ادبی کے الفاظ بھی استعمال کیے کہ یہ ہے آپ کا اہتمام؟ مولانا نے تین مرتبہ سر سے پاؤں تک اس طالب علم کو دیکھا اور فرمایا یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے، لوگوں نے کہا مدرسہ کا طالب علم ہے یہاں مقیم ہے مطبخ سے کھانا کھاتا ہے۔ فرمایا کچھ بھی ہو مدرسہ کا طالب علم نہیں طلبہ چپ رہے دو تین دن بعد تحقیق سے معلوم ہوا کہ واقعی مدرسہ کا طالب نہیں تھا اس نام سے دھوکا دے کر مدرسہ سے کھانا لینے کے لیے داخل ہوا تھا۔ اہل مدرسہ نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ مدرسہ کا طالب علم نہیں، فرمایا جب مدرسہ کا اہتمام میرے سپرد ہوا پریشانی ہوئی کہ کس طرح یہ کام سنبھالوں گا اس عالم میں رات کو خواب میں دیکھا، خواب میں مولسری کے کنوئیں کو دیکھا کہ کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی من (منڈیر) پر بیٹھ کر دودھ تقسیم فرمارہے ہیں، کسی کو لوٹا بھر کر دے رہے ہیں کسی کو بالٹی میں مل رہا ہے اور کوئی پیالہ بھر رہا ہے اور جس کے ساتھ برتن نہیں تو وہ چلو میں ہی لے کر چلا گیا، اپنے اپنے ظرف کے مطابق لوگ دودھ بھر کے لیے جارہے ہیں، ہزاروں کی تعداد ہے آنکھ کھل گئی تو میں نے مراقبہ کیا تعبیر کے لیے منکشف ہوا کہ یہ کنواں صورت مثالی ہے علم کی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالی

(۱) امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق: ص ٦٦

ہیں قاسم العلوم کی جو علم کو تقسیم کر رہے ہیں اور یہ لے جانے والے طلبہ ہیں جو بقدر ظرف لیتے جا رہے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا نے فرمایا کہ جب شوال کا داخلہ ہوتا ہے تو میں فوراً طلبہ کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ طلباء کے اس مجمع میں موجود تھا، اب جب یہ طالب علم آیا تو میں نے اوپر سے نیچے دیکھ کر اس پر نگاہ ڈالی، معلوم ہوا کہ یہ اس مجمع میں نہیں تھا۔ (۱)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانثاری پر صحابہ کرام کے اشعار

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے دن میں یہ رَجزیہ اَشعار پڑھ رہا تھا:

نَحْنُ حُمَاةُ غَالِبٍ وَّمَالِكْ نَذُبُّ عَنْ رَّسُوْلِنَا الْمُبَارَكْ

ہم قبیلہ غالب اور قبیلہ مالک کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ہم اپنے مبارک رسول کی طرف سے دِفاع کر رہے ہیں۔

نَضْرِبُ عَنْهُ الْقَوْمَ فِي الْمَعَارِكْ ضَرْبَ صِفَاحِ الْكُوْمِ فِي الْمَبَارِكْ

اور میدانِ جنگ میں ہم دشمنوں کو تلواریں مار مار کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہٹا رہے ہیں، اور ہم ایسے مار رہے ہیں جیسے کہ اُونچے کوہان والی موٹی اُونٹنیوں کو بیٹھنے کی جگہ میں کناروں پر مارا جاتا ہے (یعنی جب انہیں ذبح کر کے گوشت بنایا جاتا ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد سے واپس ہوتے ہی حضرت حسّان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم طلحہ (رضی اللہ عنہ) کی تعریف میں کچھ اَشعار کہو۔ چناں چہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اَشعار کہے:

وَطَلْحَةُ يَوْمَ الشِّعْبِ آسٰى مُحَمَّدًا عَلٰى سَاعَةٍ ضَاقَتْ عَلَيْهِ وَشَقَّتِ

اور گھاٹی کے دن طلحہ نے تنگی اور مشکل کی گھڑی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری طرح غم خواری کی اور اُن پر جاں نثاری کی۔

(۱) خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ: ج ۴ ص ۳۵۰

یَـقِيْـهِ بِـكَـفَّيْـهِ الرِّمَـاحَ وَأَسْلَـمَـتْ　　　أَشَـاجِـعُـهُ تَـحْـتَ السُّيُوْفِ فَشَلَّتِ

اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیزوں سے بچاتے رہے۔ اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لیے) انہوں نے اپنے ہاتھوں کے پورے تلواروں کے نیچے کر دیے جس سے وہ پورے شل ہو گئے۔

وَكَـانَ أَمَـامَ الـنَّـاسِ إِلاَّ مُـحَـمَّـدًا　　　أَقَامَ رَحَى الْإِسْلَامِ حَتَّى اسْتَقَلَّتِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے آگے تھے، اور انہوں نے اسلام کی چکی کو ایسا کھڑا کیا کہ وہ مستقل چلنے لگی۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ اَشعار کہے:

حَـمٰى نَبِـيَّ الْهُـدٰى وَالْخَيْـلُ تَتْبَـعُـهُ　　　حَتّٰى إِذَا مَا لَقُوْا حَامٰى عَنِ الدِّيْنِ

طلحہ نے ہدایت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی حالاں کہ سوار آپ کا پیچھا کر رہے تھے یہاں تک کہ جب وہ سوار قریب آجاتے تو یہ دین کی خوب حفاظت کرتے۔

صَبْـرًا عَـلَـى الـطَّـعْنِ إِذْ وَلَّـتْ حُمَـاتُهُمْ　　　وَالـنَّـاسُ مِنْ بَيْنِ مَهْدِيٍّ وَّمَفْتُوْنِ

جب لوگوں کی حفاظت کرنے والے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے اس وقت انہوں نے نیزوں پر صبر کیا، اور اس دن لوگ دو طرح کے تھے: ہدایت یافتہ مسلمان، اور فتنہ میں مبتلا کافر۔

يَـا طَـلْـحَـةَ بْـنَ عُبَيْـدِ اللّٰهِ قَدْ وَجَبَتْ　　　لَكَ الْـجِـنَـانُ وَزُوِّجْـتَ الْمَهَا الْعِيْنِ

اے طلحہ بن عبید اللہ! تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی، اور خوب صورت اور آہو چشم حوروں سے تمہارے شادی ہوگئی۔

(اور اُن کی تعریف میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

حَـمٰـى نَبِـيَّ الْهُـدٰى بِـالسَّيْفِ مُنْـصَلِتًا　　　لَـمَّـا تَـوَلّٰى جَمِيْعُ النَّاسِ وَانْكَشَفُوْا

جب تمام لوگوں نے پشت پھیر لی اور شکست کھا گئے اس وقت طلحہ نے ننگی تلوار سے ہدایت والے نبی کی حفاظت کی۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تم نے سچ کہا۔ (۱)

دو کم سن صحابہ کا عشقِ رسول میں ابوجہل کو قتل کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن میں (لڑنے والوں کی) صف میں کھڑا تھا، میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے کھڑے ہیں، مجھے خیال ہوا کہ میں قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا (کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے، میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ میری کیا مدد کر سکیں گے) اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا:

فَقَالَ يَا عَمِّ، هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ، وَمَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، قَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ، فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ مِثْلَهَا.

چچا جان! تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں پہچانتا ہوں۔ تمہاری کیا غرض ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک وہ نہ مر جائے یا میں نہ مر جاؤں۔ مجھے اس کے سوال اور جواب پر تعجب ہوا، اتنے میں دوسرے نے بھی ہاتھ پکڑ کر یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کیا تھا وہی اس نے بھی کہا۔

اتنے میں میدان میں ابوجہل دوڑتا ہوا نظر آیا، میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا

---

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: طلحة بن عبيد الله بن عثمان بن عمرو، ج۲۵ ص۱۰۶، الناشر: دار الفكر

مطلوب جس کے بارے میں تم سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے۔ دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قصہ سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟ فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُ، فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟ قَالَا لَا، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ.(۱)

تم دونوں میں سے اسے کس نے قتل کیا ہے؟ دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم دونوں نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو تین باتوں کی نصیحت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المؤمنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) تمہیں بلاتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کے ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں، لہٰذا تم میری تین باتیں یاد رکھنا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا، کبھی ان کے تجربہ میں یہ بات نہ آئے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، یعنی کبھی ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔ اور ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا۔ اور کبھی ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ عباس سے کہا: ان تین باتوں میں سے ہر بات ایک ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ان میں سے ہر ایک دس ہزار (درہم) سے بہتر ہے:

---

(۱) صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر، باب إستحقاق القاتل سلب القتیل، ج۳ص۳۷۲، رقم الحدیث: ۱۷۵۲، الناشر: دار احیاء التراث العربی

قَالَ الْعَبَّاسُ لِابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يُقَرِّبُكَ، وَيَسْتَشِيرُكَ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْلُو بِكَ، فَاحْفَظْ عَنِّي ثَلَاثًا اتَّقِ اللّٰهَ لَا يُجَرِّبَنَّ عَلَيْكَ كِذْبَةً، وَلَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَا تُعَاتِبَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَا أَبَا عَبَّاسٍ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ خَيْرٌ مِنْ أَلْفٍ، قَالَ وَمِنْ عَشَرَةِ آلَافٍ.[1]

بچوں پر شفقت نہ ہونے کے سبب امارت سے معزول کرنا

حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک آدمی کو ایک کام کا امیر مقرر کیا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تقرر نامہ لینے آئے، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ ان کے پاس لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بچہ کا بوسہ لیا، اس اسدی نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اس بچے کا بوسہ لے رہے ہیں! اللہ کی قسم! میں نے آج تک کبھی کسی بچہ کا بوسہ نہیں لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (جب تمہارے دل میں بچوں کے بارے میں شفقت نہیں ہے) پھر تو اللہ کی قسم! دوسرے لوگوں کے بارے میں شفقت اور کم ہوگی۔ لاؤ ہمارا تقرر نامہ واپس دے دو، آئندہ تم میری طرف سے کبھی امیر نہ بننا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے امارت سے ہٹادیا:

عن أبي عثمان النهدي قال استعمل عمر بن الخطاب رجلا من بني أسد على عمل، فجاء يأخذ عهده، فأتي عمر ببعض ولده فقبله، فقال الأسدي أتقبل هذا يا أمير المؤمنين؟ والله ما قبلت ولدا قط، قال عمر فأنت والله بالناس أقل رحمة هات عهدنا لا تعمل لي عملا أبدا فرد عهده.[2]

---

(۱) حلية الأولياء، ترجمة: عبد الله بن العباس، ج۱ص۳۱۸، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۵ص۷۶۷، رقم الحديث: ۱۴۳۲۶، الناشر: مؤسسة الرسالة

امام شافعی رحمہ اللہ کی نگاہ میں بدن کے لیے مفید اور غیر مفید اشیاء

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ چار چیزوں کا استعمال قوتِ جماع میں اضافہ کا باعث ہے۔ چڑیوں کا گوشت، اطریفل اکبر، بادام اور پستہ۔ چار چیزیں عقل میں اضافہ کرتی ہیں۔ لایعنی باتوں سے اجتناب، مسواک کا استعمال، صالحین کی مجلس میں بیٹھنا اور علم پرعمل کرنا۔ چار چیزیں بدن کو مضبوط بنا دیتی ہیں۔ گوشت کا کھانا، خوشبو کا سونگھنا، بکثرت غسل کرنا جماع کے علاوہ اور کتان کا لباس پہننا۔ چار چیزیں بدن کو کمزور اور بیمار بنا دیتی ہیں۔ کثرتِ جماع، کثرتِ غم، نہار منہ کثرت سے پانی پینا اور ترش چیزیں بکثرت استعمال کرنا:

قال الإمام الشافعي رحمه الله أربعة أشياء تزيد في الجماع أكل العصافير، وأكل الإطريفل الأكبر، وأكل الفستق، وأكل الجوز وأربعة أشياء تزيد في العقل ترك الفضول من الكلام، واستعمال السواك، ومجالسة الصالحين، والعمل بالعلم وأربعة أشياء تقوي البدن أكل اللحم، وشم الطيب، وكثرة الغسل من غير جماع، ولبس الكتان وأربعة أشياء توهن البدن وتسقمه كثرة الجماع، وكثرة الهم، وكثرة شرب الماء على الريق، وكثرة أكل الحموضة.(١)

روزِ محشر تیرے دربار میں اس حال میں آؤں کہ میرا ناک اور کان کاٹ دیا گیا ہو

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جَحش رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگِ اُحد کے دن کہا: کیا تم اللہ سے دعا نہیں مانگتے ہو؟ اس پر وہ دونوں حضرات ایک کونے میں گئے اور پہلے حضرت سعد نے یہ دعا مانگی:

يا رب، إذا لقينا القوم غدا، فلقني رجلا شديدا بأسه شديدا حرده؛ فأقاتله فيك ويقاتلني، ثم ارزقني عليه الظفر حتى أقتله وآخذ سلبه.

اے میرے ربّ! کل کو جب میں دشمن سے لڑنے جاؤں تو میرے مقابلہ میں ایسے

(١) حياة الحيوان: العصفور، فائدة، ج٢ ص١٦٥ الناشر: دار الكتب العلمية

بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو اور بہت غصہ والا ہو، میں اس پر زوردار حملہ کروں اور وہ مجھ پر سخت حملہ کرے، پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما یہاں تک کہ میں اسے قتل کر کے اس کا مالِ غنیمت لے لوں۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ پھر انہوں نے دعا مانگی:

اللّٰهم ارزقني غدا رجلا شديدا حرده، شديدا بأسه، أقاتله فيك ويقاتلني، ثم يأخذني فيجدع أنفي، فإذا لقيتك غدا قلت يا عبد الله، فيم جدع أنفك وأذنك؟ فأقول فيك وفي رسولك صلى الله عليه وسلم.

اے اللہ! کل کو میدانِ جنگ میں ایک بہادر سے میرا مقابلہ کرا جو بہت غصے والا اور سخت حملے والا ہو، میں اس پر تیری وجہ سے حملہ کروں اور وہ مجھ پر زوردار حملہ کرے، پھر وہ مجھے پکڑ کر میرے ناک اور کان کاٹ دے۔ پھر کل جب تیرے حضور میں میری پیشی ہو تو تُو کہے کہ تیرے ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ تو میں کہوں: تیرے اور تیرے رسول کی وجہ سے۔

پھر تو کہے کہ ہاں! تم نے ٹھیک کہا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ چناں چہ میں نے دن کے آخری حصہ یعنی شام کو دیکھا کہ اُن کے ناک اور کان ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔ (۱)

چوہوں کو گھر سے نکالنے کے لیے مؤثر اقدامات

۱...... اگر گھر میں بھیڑیئے کے پاخانہ یا کتے کے پاخانہ کی دھونی دی جائے تو گھر سے تمام چوہے فرار ہو جائیں گے۔

۲...... اگر آٹے میں کبوتر کی بیٹ ملا کر چوہے یا کسی اور حیوان کو کھلا دی جائے تو وہ فوراً ہلاک

(۱) السنن الكبرىٰ للبيهقي: كتاب قسم الفيء والغنيمة، باب السلب للقاتل، ج۶ ص ۵۰۱، رقم الحديث: ۱۲۷۶۹، الناشر: دار الكتب العلمية

ہو جائے گا۔

۳......اگر پیاز کوٹ کر چوہے کے بل کے دروازے (یعنی منہ) پر رکھ دیا جائے تو چوہا پیاز کو سونگھتے ہی مر جائے گا۔

۴......اگر چوہے کے بل کے دروازہ (یعنی منہ) پر دفلی (ایک قسم کی کڑوی گھاس) کا پتہ گلقند کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس بل میں چوہے باقی نہیں رہیں گے (یعنی ہلاک ہو جائیں گے)۔

۵......اگر اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی کو باریک کوٹ کر پانی میں حل کر لیا جائے اور پھر یہ پانی چوہوں کے بلو (سوراخوں) میں ڈال دیا جائے تو یہ پانی چوہوں کو قتل کر دے گا۔

۶......اگر چوہے کو پکڑ کر اس کی دم کاٹ لی جائے اور اس کی دم گھر کے درمیان میں دفن کر دی جائے تو جب تک یہ دم گھر میں مدفون رہے گی چوہے داخل نہیں ہوں گے۔

۷......اگر چوہوں کے بلوں کے پاس زیرہ، بادام اور بورہ ارمنی کی دھونی دی جائے تو تمام چوہے ہلاک ہو جائیں گے۔

۸......اگر گھر میں سیاہ خچر کے سم (کھر) کی دھونی دی جائے تو گھر سے تمام چوہے بھاگ جائیں گے۔[1]

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا ایک غیر مسلم کے لیے بیت الخلاء کو صاف کرنا

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت مدنی رحمہ اللہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرف زیارت کے لیے گئے۔ حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحب زادہ محمد عارف ضلع جھنگ دیوبند تک ساتھ گئے، ان کا بیان ہے کہ ریل میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھے جن کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی، وہ قضائے حاجت کے لیے گئے اور اُلٹے پاؤں بادل نخواستہ واپس ہوئے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ سمجھ گئے۔ فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں اِدھر اُدھر سے اکٹھی کیں

(۱) حیاۃ الحیوان: الفار، الخواص، الناشر: دار الکتب العلمیة

اور لوٹا لے کر بیت الخلاء گئے اور اچھی طرح صاف کر دیا اور ہندو دوست سے کہا کہ جائیے پاخانہ تو بالکل صاف ہے۔ نوجوان نے کہا کہ مولانا میں نے دیکھا ہے پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے، قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا، بہت متاثر ہوا اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔

راقم الحروف کو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ اسی واقعہ کو دیکھنے پر یا اس طرح کے کسی دوسرے موقعہ پر اسی ڈبہ میں خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے اس ڈبہ میں ایک ساتھی سے پوچھا کہ یہ کھدر پوش کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہیں۔ تو خواجہ صاحب مرحوم بے اختیار ہو کر حضرت مدنی کے پاؤں سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔ حضرت نے جلد پاؤں چھڑائے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ سیاسی اختلافات کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف فتوے دیے اور برا بھلا کہا۔ اگر آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کر تائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا۔

حضرت نے فرمایا:

میرے بھائی! میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے، اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کر دیا تھا، صبح اٹھ کر جلدی چلا گیا، جب اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے واپس آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے بستر کو دھو رہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ (۱)

حضرت امیر معاویہ کی فرمائش پر ضِرار بن ضَمرہ کا حضرت علی کے اوصاف بیان کرنا

حضرت ضِرار بن ضَمرہ کنانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ میرے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اَوصاف بیان کیجیے۔ تو حضرت ضِرار نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ مجھے معاف رکھیں۔

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۵۱۵ مکتبہ رشیدیہ لاہور

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں معاف نہیں دوں گا ضرور بیان کرنے ہوں گے۔ تو حضرت ضرار نے کہا کہ اگر اُن کے اَوصاف کو بیان کرنا ضروری ہی ہے تو سنیئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اونچے مقصد والے (یا بڑی عزت والے) اور بڑے طاقت ور تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے اور عدل و اِنصاف والا فیصلہ کرتے تھے۔ آپ کے ہر پہلو سے علم پھوٹتا تھا (یعنی آپ کے اَقوال واَفعال اور حرکات وسکنات سے لوگوں کو علمی فائدہ ہوتا تھا) اور ہر طرف سے دانائی ظاہر ہوتی تھی، دنیا اور دنیا کی رونق سے اُن کو وحشت تھی، رات اور رات کے اندھیرے سے اُن کا دل بڑا مانوس تھا (یعنی رات کی عبادت میں اُن کا دل بہت لگتا تھا)، اللہ کی قسم! وہ بہت زیادہ رونے والے اور بہت زیادہ فکر مند رہنے والے تھے، اپنی ہتھیلیوں کو الٹتے پلٹتے اور اپنے نفس کو خطاب فرماتے۔ (سادہ) اور مختصر لباس اور معمولی کھانا پسند تھا۔ اللہ کی قسم! وہ ہمارے ساتھ ایک عام آدمی کی طرح رہتے، جب ہم اُن کے پاس جاتے تو ہمیں اپنے قریب بٹھا لیتے اور جب ہم اُن سے کچھ پوچھتے تو ضرور جواب دیتے، اگرچہ وہ ہم سے بہت گھل مل کر رہتے تھے لیکن اس کے باوجود اُن کی ہیبت کی وجہ سے ہم اُن سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ جب آپ تبسم فرماتے تو آپ کے دانت پروئے ہوئے موتیوں کی طرح نظر آتے۔ دین داروں کی قدر کرتے، مسکینوں سے محبت رکھتے، کوئی طاقت ور اپنے غلط دعویٰ میں کامیابی کی آپ سے توقع نہ رکھ سکتا، اور کوئی کمزور آپ کے اِنصاف سے نا اُمید نہ ہوتا۔ اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اُن کو ایک دفعہ ایسے وقت میں کھڑے ہوئے دیکھا کہ جب رات کی تاریکی چھا چکی تھی اور ستارے ڈوب چکے تھے اور آپ اپنی محراب میں اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے جھکے ہوئے تھے، اور اس آدمی کی طرح تلملا رہے تھے جسے کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو، اور غمگین آدمی کی طرح رو رہے تھے۔ اور اُن کی صدا گویا اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے کہ بار بار یَا رَبَّنَا! یَا رَبَّنَا! فرماتے اور اللہ کے سامنے گڑگڑاتے۔ پھر دنیا کو مخاطب ہو کر فرماتے کہ اے دنیا! تو مجھے دھوکہ دینا چاہتی ہے، میری طرف جھانک رہی ہے، مجھ سے دور ہو جا، مجھ سے دور ہو جا، کسی

اور کو جا کر دھوکہ دے، میں نے تجھے تین طلاقیں دیں، کیوں کہ تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیری مجلس بہت گھٹیا ہے۔ تیری وجہ سے آدمی آسانی سے خطرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے (یا تیرا درجہ بہت معمولی ہے)۔ ہائے ہائے! (کیا کروں) زادِ سفر تھوڑا ہے اور سفر لمبا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آنسو آنکھوں سے بہنے لگے، اُن کو روک نہ سکے اور اپنی آستین سے اُن کو پونچھنے لگے، اور لوگ ہچکیاں لے کر اتنے رونے لگے کہ گلے رُندھ گئے۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک ابو الحسن (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) ایسے ہی تھے۔ اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ اے ضِرار! تمہیں اُن کی وفات کا کیسا رنج ہے؟ حضرت ضِرار نے کہا: اس عورت جیسا غم ہے جس کا اِکلوتا بیٹا اس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو کہ نہ اس کے آنسو تھمتے ہیں اور نہ اس کا غم کم ہوتا ہے۔ پھر حضرت ضِرار اٹھے اور چلے گئے۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اپنا بستر مہمان کو دے کر ساری رات عبا اوڑھ کر گزارنا

استاد العربؒ والعجم کا معمول تھا کہ عشاء کے بعد سے بارہ بجے تک حدیث کی سب سے بڑی مہتم بالشان کتاب بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ مولانا فیض اللہ، حضرت مرحوم کو لالٹین دکھانے پر مامور تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک رات حضرت نصف شب کو سردی کے موسم میں مہمان خانہ میں تشریف لائے، دیکھا کہ ایک خستہ حال بوسیدہ کپڑے میں ملبوس چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیوں بیٹھے ہیں؟ اور پھر خود ہی جا کر پوچھا تو اس مہمان نے جواب دیا کہ کسی صاحب نے مجھے دسترخوان سے اُٹھا دیا اور میرے پاس لحاف بھی نہیں ہے۔

حضرت پر بڑا اثر ہوا، بار بار ان کا نام پوچھا مگر پتہ نہ چلا۔ فوراً اندر تشریف لے گئے اور کھانا لے کر خود باہر تشریف لائے اور جب تک اس مہمان نے کھانا نہیں کھایا، آپ باہر

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۱ ص۸۴، ۸۵، الناشر: دار الكتاب العربي

ہی بیٹھے رہے۔ جب مہمان نے کھانے کھالیا تو حضرت اپنے گھر سے ذاتی بستر اٹھا کر لائے اور اس مہمان کے لئے بچھایا، اور خود ساری رات عبا اوڑھ کر گزاری دی۔

مولانا فیض اللہ جو حضرت رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے بہت اصرار کیا اور چاہا کہ اپنا بستر لے آؤں اور حضرت آرام فرمائیں، مگر اس پیکر سنت نے گوارا نہ کیا۔(۱)

بلی کا مروان کی زبان کو کھا جانا

محمد ابن صالح روایت کرتے ہیں کہ جب مروان الحمار قتل ہوا تو اس کا سر کاٹ کر عبداللہ بن علی کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبداللہ نے اسے دیکھ کر ایک جگہ رکھ دینے کا حکم دیا، جب وہ رکھ دیا گیا تو ایک بلی نے آ کر اس کی زبان نکالی اور چبا کر کھا گئی۔ عبداللہ بن علی نے کہا کہ زمانہ کے تمام عبرت ناک اور عجائب واقعات میں مروان کی زبان کو بلی کو کھا جانا زیادہ عبرت ناک ہے اور ہمیں ایک یہی عبرت کافی ہے:

لما قتل مروان الحمار قطع رأسه ووجه به إلى عبد الله بن علي فنظر إليه وغفل، فجاء ت هرة، فاقتلعت لسانه وجعلت تمضغه، فقال عبد الله بن علي لو لم يرنا الدهر من عجائبه إلا لسان مروان في فم هرة لكفانا ذلك.(۲)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ایک پُر اثر جملے سے ایک شخص نے داڑھی رکھ دی

جمعیۃ علمائے ہند کے انیسویں اجلاس عام منعقدہ سورت سے فارغ ہو کر حضرت مدنی رحمہ اللہ راندیر، بارڈ ولی وغیرہ ہوتے ہوئے براہ احمد آباد اجمیر تشریف لائے۔ میں اس وقت مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں زیر تعلیم تھا۔

---

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۵۱۹ مکتبہ رشیدیہ لاہور

(۲) تاریخ الخلفاء: ترجمة: مروان الحمار، ص ۱۹۰ الناشر نزار مصطفى الباز

جامع مسجد شاہجہانی میں تقریر کا پروگرام تھا، تقریر کے بعد ایک شخص مصافحہ کے لیے آگے بڑھا، حضرت کی نگاہ اس کے چہرہ پر پڑی، نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا کہ تم کو شرم نہیں آتی، تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے نفرت ہے، داڑھی منڈواتے ہو، مصافحے کے لیے آگئے۔

حضرت کے الفاظ کا اس کے اوپر ایسا اثر پڑا کہ وہ بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا، توبہ توبہ! اب کبھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔

حضرت اسی دن شام کو دہلی تشریف لے گئے۔ میں نے طے کرلیا تھا کہ کچھ دن کے بعد ضرور دیکھنا چاہیے کہ داڑھی رکھتا ہے یا نہیں۔ چند ہفتے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس شخص کے چہرہ پر داڑھی موجود تھی، سچ ہے کہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔[1]

حدیث، تفسیر اور فقہ کی ترتیب وتدوین کا کام

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ۱۴۳ ہجری میں علماء اہلِ زمانہ نے حدیث، فقہ، تفسیر جمع کرنے کی طرف توجہ فرمائی، چناں چہ احادیث کی کتابیں ابن جریج رحمہ اللہ نے مکّہ معظّمہ میں اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا مدینہ طیبہ میں اور امام اوزاعی رحمہ اللہ نے شام میں اور حضرت ابن ابی عَروبہ رحمہ اللہ اور حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ نے بصرہ میں اور حضرت معمر رحمہ اللہ نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کوفہ میں تصنیف فرمائیں، اور ابن اسحاق رحمہ اللہ نے مغازی کی تصنیف کی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اور قیاس (جو مستنبط من القرآن والحدیث ہے) پر تصانیف فرمائیں، پھر کچھ دنوں کے بعد ہیثم، لیث، ابن لہیعہ نے پھر ابن مبارک، امام ابویوسف، ابن وہب رحمہ اللہ نے تصانیف کیں، پھر مختلف مضامین پر مختلف کتابیں لکھی گئیں اور تدوین علم کی کثرت ہوگئی اور کتب عربیہ لغت، تاریخ، سیر پر کتابیں لکھی گئیں، اس سے قبل ائمہ اور علماء اپنے حافظہ سے درس دیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کے پاس مختلف اور غیر مرتب

(۱) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۵۳

نسخے تھے جن سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جامعہ اَزہر میں شیخ الحدیث کی پیش کش کو قبول نہ کرنا

ایک مرتبہ حکومت مصر کی جانب سے جامعہ از ہر میں شیخ الحدیث کی جگہ کے لیے مَبلغ پندرہ سو روپے ماہوار، مکان اور موٹر بذمہ حکومت، نیز سال میں ایک بار ہندوستان کی آمد و رفت کے لیے کرایہ کے وعدہ پر حضرت کو دعوت دی گئی۔ اس زمانہ میں دار العلوم میں ڈیڑھ سو روپے ماہوار ملتے تھے۔ مگر حضرت نے وہاں تشریف لے جانے سے صاف انکار فرمادیا۔ (۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دس مخصوص خصائل

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ ابو ثور الفہمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب کہ آپ محبوس تھے حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔

۱......میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔

۲......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔

۳......جس وقت ان کا انتقال ہوگیا تو دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا۔

۴......میں نے کبھی بھی گانا نہیں گایا۔

۵......میں نے کبھی برائی کی خواہش نہیں کی۔

۶......جس وقت سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء: المنصور ابو جعفر، ص ۱۹۴ الناشر: نزار مصطفی الباز

(۲) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۲۷

۷...... میں نے ہر جمعہ کو جب سے مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا، اگر کبھی میرے پاس نہیں ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔

۸...... میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۹...... میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔

۱۰...... میں نے قرآن مجید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی حفظ کیا۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا میں کفن ساتھ لے کر آیا ہوں

مجھ سے مولانا ابوالوفاء صاحب شاہجہانپوری نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہجہانپور میں حضرت کی ایک تقریر سے مخالفین بے حد مشتعل ہو گئے اور انہوں نے یہ چیلنج کر دیا کہ اگر آئندہ ایسی تقریر کی گئی تو کفن اپنے ساتھ لائیں۔ اسی جلسہ میں حضرت نے یہ اعلان فرمادیا کہ دوسرے جمعہ کو اسی جگہ پر تقریر ہوگی۔

حضرت جب ٹرین سے اترے تو بغل میں ایک کپڑے کی گٹھڑی دبی ہوئی تھی۔ وہاں سے سیدھے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ گٹھڑی کھول کر مجمع کو دکھلادی کہ میں کفن اپنے ساتھ لایا ہوں، پھر سابقہ تقریر سے زیادہ زوردار تقریر فرمائی۔

اعلائے کلمۃ اللہ میں اس ہمت اور جرأت کا یہ اثر ہوا کہ مخالفین کی اکثریت بدعت سے تائب، معافی کی خواستگار اور داخل سلسلہ ہوئی۔ (۲)

حضرت مدنی رحمہ اللہ اور تواضع کی انتہاء

مولانا جلیل صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند نے ایک مرتبہ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے یہاں ایک دفعہ بہت زیادہ مہمان آگئے۔ بیت الخلاء صرف ایک ہی تھا جو دن بھر کی گندگی سے پر ہو جاتا تھا لیکن مجھے تعجب تھا کہ روزانہ بیت الخلاء صبح صادق سے پہلے ہی صاف ہو جاتا تھا اور پانی سے دھلا ہوا پایا جاتا تھا،

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: عثمان بن عفان، ص۱۲۷ الناشر: نزار مصطفى الباز

(۲) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۲۸

مجھے اس کی جستجو تھی۔

چناں چہ ایک مرتبہ میں تمام رات اس راز کو معلوم کرنے کے لیے بیدار رہا۔ جب رات کے دو بجے تو حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ ٹوکرا لے کر پاخانہ میں داخل ہوئے اور ٹوکرا بھر کر جنگل کا رخ کیا، فوراً ہی میں نے جا کر راستہ روک لیا تو فرمایا کہ دیکھئے کسی سے تذکرہ نہ کیجیے گا۔(۱)

قاضی یحییٰ رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

قاضی یحییٰ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد کسی آدمی نے انہیں خواب میں دیکھا۔ پس اس نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے میرے رب نے پوچھا کہ اے یحییٰ تو نے دنیا میں اپنے نفس کو کن کاموں میں مشغول رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! میں تو ایک حدیث پر بھروسہ کر کے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں جو میں نے ابومعاویہ ضریر سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابوصالح سے، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ کسی بوڑھے مسلمان کو عذاب دوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یحییٰ میں نے تجھے معاف کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے:

ونقل انه رؤی فی المنام بعد موته، فقيل له ما فعل الله بك؟ قال غفر لی، إلا أنه وبخنی وقال لی یا یحیی خلطت علی نفسك فی دار الدنيا فقلت یا رب اتكلت علی حديث حدثنی به أبو معاوية الضرير، عن الأعمش، عن أبی صالح، عن أبی هريرة رضی الله عنه عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم إنك قلت إنی أستحيی أن أعذب ذا شيبة مسلما بالنار فقال قد عفوت

(۱) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۳

عنك يا يحيى، وصدق نبيي.(۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جوؤں والے مہمان کو اپنے برابر بٹھا کر کھانا کھلانا

ایک مرتبہ دیوبند میں حضرت کی خدمت میں ایک مہمان آیا جس کے کپڑوں میں بے انتہا جوئیں تھیں اور بدبو بھی آتی تھی، مہمان خانے میں کوئی اس کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتا۔ لیکن حضرت رحمہ اللہ نے اس کو دستر خوان پر اپنے برابر بٹھلا کر کھانا کھلایا، حضرت کے اوپر بہت سی جوئیں چڑھ گئیں جس کو آپ نے گھر جا کر اپنے کپڑوں سے ہٹایا مگر اس مہمان کی دل شکنی کسی طرح سے گوارا نہ کی۔(۲)

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے کثرتِ طعام کے واقعات

۱......سلیمان بن عبدالملک بعض دن صبح کے ناشتہ میں چالیس تلی ہوئی مرغیاں، چالیس انڈے، چوراسی (۸۴) کلیجیاں اور اسّی (۸۰) گردے تناول کرتا تھا اور پھر اس کے بعد عام دستر خوان پر لوگوں کے ساتھ کھانا بھی کھاتا تھا۔

۲......سلیمان بن عبدالملک کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ وہ باغ میں داخل ہوا اور باغ کے محافظ کو حکم دیا کہ وہ عمدہ قسم کے پھل توڑ کر لائے، محافظ نے پھل توڑ کر خلیفہ کی خدمت میں پیش کر دیے، خلیفہ اور اس کے ساتھی پھل کھانے لگے، یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے لیکن خلیفہ سلیمان بن عبدالملک پھل کھاتا رہا۔ پھر اس کے بعد اس نے ایک تلی ہوئی بکری لانے کا حکم دیا۔ پس اس بکری کو اکیلا ہی کھا گیا اور پھر اس کے بعد پھل منگوائے اور کھانے شروع کر دیئے پس جب خلیفہ نے پھل کھا کر ختم کر دیئے تو اس کے سامنے ایک قعب لائی گئی جو اپنے حجم کے لحاظ سے اتنی بڑی تھی کہ اس کے اندر ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا، اور

---

(۱) حياة الحيوان: السمك، ج۲ ص۵، الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۵

یہ قعب گھی اور ستو سے بھری ہوئی تھی، پس اکیلا ہی پوری قعب کھا گیا، پھر اس کے بعد دارالخلافہ کی طرف چل پڑا، جب خلیفہ دارالخلافہ پہنچا تو اس کے سامنے دسترخوان بچھا دیا گیا، خلیفہ نے یہاں بھی بہت سی چیزیں تناول کیں۔

۳......خلیفہ کے متعلق اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک حج کے لیے گیا، جب وہ طائف پہنچا تو اس نے سات سو انار، ایک مرغی اور ایک ٹوکرا کشمش کا تناول کیا۔

۴......خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کا ایک باغ تھا۔ پس ایک آدمی اس کے پاس آیا تا کہ وہ اس باغ کو خرید لے، اس نے باغ کی خریداری کے لیے کچھ رقم خلیفہ کو دی۔ پس خلیفہ باغ میں داخل ہوا تا کہ وہ اس کا جائزہ لے، خلیفہ نے پھل کھانا شروع کر دیئے۔ پھر اس کے بعد خریدار کو بلایا اور مزید رقم کا تقاضا کیا، خریدار نے کہا اے امیرالمؤمنین آپ کی مطلوبہ رقم آپ کو باغ میں داخل ہونے سے پہلے مل سکتی تھی لیکن اب تو باغ میں پھل ہی موجود نہیں ہیں تو میں آپ کو مزید رقم کیسے ادا کروں۔

۵......خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کی موت کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک دن اس نے چار سو انڈے اور آٹھ سو دانے انجیر اور چار سو کلیجیاں اور بیس مرغیاں کھالی تھیں۔ پس زیادہ کھانے کی وجہ سے وہ ہیضہ میں مبتلا ہو گیا اور اسی مرض کی وجہ سے مرجِ دابق کے مقام میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ (۱)

وہ وظیفہ جس کے پڑھنے سے کثرتِ طعام مُضر نہیں ہوگا

علامہ دَمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے زیادہ کھانا کھالیا ہو اور اسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ کلمات کہے ''اَللَّیْلَةُ لَیْلَةُ عِیْدِیْ یَا کَرْشِیْ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْ سَیِّدِیْ'' پس وہ شخص یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ اپنے

(۱) حياة الحيوان: الدجاج، ج ۱ ص ۴۶۰، ۴۶۱ الناشر: دار الكتب العلمية

پیٹ پر بھی ہاتھ پھیرتا رہے۔ ان کلمات کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے لیے زیادہ کھانا مضر نہیں ہوگا۔(۱)

حضرت مدنی کا بیعت کے لیے آنے والے علماء کو حضرت تھانوی کی خدمت میں لے جانا

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور مولانا عبدالباری ندوی دونوں حضرات حضرت مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہونے کے ارادے سے دیوبند پہنچے۔ اسٹیشن پر استقبال کے لیے حضرت موجود تھے، قلی کے پیسے اور تانگہ کا کرایہ خود ادا کیا، اعزاز واکرام کے ساتھ گھر پر لائے، دسترخوان خود بچھایا، کھانا کھلایا، ہاتھ دھلائے، پھر دریافت فرمایا کہ کیسے تشریف لانا ہوا۔ دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ہم تو بیعت ہونے کے ارادہ سے آئے ہیں۔

حضرت نے اپنی نااہلی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ دونوں حضرات حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت ہوں۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم تو آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے، آپ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پاس جانے کا حکم فرما رہے ہیں تو ہمیں ایک تحریر دے دیں۔ حضرت نے فرمایا، تحریر نہیں، میں خود آپ حضرات کو لے کر چلوں گا۔

چناں چہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا، کیسے آنا ہوا؟ حضرت مدنی رحمہ اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا، ان دونوں حضرات کو لے کر آیا ہوں، انہیں بیعت فرمالیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا، یہ آپ کے پاس آئے ہیں، اس لیے آپ بیعت فرمائیں۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اپنی ناآہلی کا ذکر کر کے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا، دیکھیے! نہ جنید وشبلی آپ، نہ جنید وشبلی میں۔ ان کی اصلاح کے لیے آپ بھی کافی ہیں اور میں بھی کافی ہوں، آپ ان کو بیعت کرلیں، میں ان کی اصلاح کردوں گا۔

---

(۱) حیاۃ الحیوان: الدجاج، ج۱ ص ۴۶۱، الناشر: دار الکتب العلمیة

چناں چہ وہیں خانقاہ میں حضرت مدنی رحمہ اللہ نے بیعت فرما کر اصلاح کے لیے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے حوالے کر دیا۔ (۱)

مسئلہ ختم نبوت کی جدوجہد نجات کا سبب

مفکرِ اسلام قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک عقیدت مند نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ فرمایئے کیسے گزری؟ اس پر آپ نے فرمایا، ساری زندگی قرآن پاک اور حدیث کی تعلیم میں گزری، اسلامی نظام کے لیے کوشش و کاوش کی، وہ سب اللہ رب العزت کے ہاں بحمدہٖ تعالیٰ قبول ہوئیں مگر نجات اس محنت کی وجہ سے ہوئی جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لیے تھی۔ ختم نبوت کی خدمت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی۔ (۲)

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی تصانیفات

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے جلیل القدر کتابیں تصنیف کیں جن کی کل تعداد ڈھائی سو سے تین سو تک بیان کی اور بعض کتابوں کی جلدیں دس دس اور بارہ بارہ ہیں۔ (۳)

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا اگر بیان بدلا تو ایمان بدل جائے گا

آپ کی زندگی کا سب سے اہم مقدمہ جو کراچی کی عدالت خالق دینا ہال میں منعقد ہوا جو رہتی دنیا تک آزادی کے علم برداروں کے لیے نشانِ راہ ہے۔ اس مقدمہ کی بنیاد وہ فتویٰ تھا جو مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ہندوستانی فوج کے نام جاری کیا تھا کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونا، اس کی حمایت میں لڑنا، اس کی ترغیب دینا سب اَز روئے

---

(۱) مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۲۹۲

(۲) تذکرۂ مجاہدین ختم نبوت: ص ۳۷ ۳ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

(۳) تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۱ ص ۱۱۳ مجلس نشریات اسلام

شریعت حرام ہے۔

انگریزی حکومت میں اس فتویٰ نے تہلکہ مچا دیا تھا اور قریب تھا کہ پورا ہندوستان بغاوت پر اُتر آئے، کراچی کی مذکورہ عدالت میں جب اس فتویٰ کے خلاف آپ پر مقدمہ چلا تو پانچ سو علماء کے اجتماع میں انگریز جج مولانا مدنی رحمہ اللہ سے فتویٰ کے متعلق استفسار کرنے لگا۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے نہایت جرأت اور بے مثال حق گوئی سے فرمایا کہ فتویٰ میں نے دیا ہے اور جب تک میری رگوں میں خون دوڑتا رہے گا، اس وقت تک اس کی اشاعت اور صداقت کا اعلان جاری رہے گا۔

مولانا محمد علی جوہر وہاں موجود تھے، بے ساختہ اٹھے اور مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے قدم چوم لیے، انہوں نے کہا، خدارا آپ بیان بدل دیں، ورنہ پھانسی کی سزا ہوگی اور اس وقت آپ کی سارے ملک کو ضرورت ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جواب دیا اے جوہر! اگر بیان بدلا تو ایمان بدل جائے گا۔

بس پھر کیا تھا، سارا حال فرط عقیدت میں بے خود ہوئے جاتا ہے۔ چند دنوں بعد کراچی کی خلافت کانفرنس میں مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے (۱)

عُقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کا جنگل کے درندوں سے خطاب

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے ایک جنگل میں شہر بسانا چاہا، تاکہ وہاں مسلمانوں کا لشکر قیام کر سکے، چناں چہ اس کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا وہاں ہزاروں قسم کے جانور اور خون خوار درندے بسے ہوئے تھے، حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ

(۱) یورپ کے سنگین مجرم: ص ۶۹

عنہ نے اللہ سے دعا کی پھر جنگل میں کھڑے ہو کر درندوں سے خطاب فرمایا کہ:

أَيَّتُهَا الْحَيَّاتُ وَالسِّبَاعُ إِنَّا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِرْحَلُوا عَنَّا فَإِنَّا نَازِلُونَ وَمَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَتَلْنَاهُ، فَنَظَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى الدَّوَابِّ تَحْمِلُ أَوْلَادَهَا وَتَنْتَقِلُ، فَرَآهُ قَبِيلٌ كَثِيرٌ مِنَ الْبَرْبَرِ فَأَسْلَمُوا۔[1]

اے جنگل کے سانپو اور درندو! ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور یہاں رہنا چاہتے ہیں، لہٰذا تم یہاں سے کسی اور جنگل میں چلے جاؤ، اس کے بعد جو بھی ہم کو یہاں ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

یہ سن کر جنگل کے جانور اور درندے اپنے اپنے بچوں کو لے کر جنگل سے نکلنے لگے اور دوسری جگہ منتقل ہو گئے، مسلمانوں کی اس ایمانی قوت کے حیرت انگیز کرشمہ نے لوگوں کو متحیر کر دیا اور بربر قوم کے بہت سے قبائل نے اس دن ایمان قبول کیا۔[2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دریا کو عبور کرنا

حضرت سعد بن عقبہ رضی اللہ عنہ شہر بہرسیر کے نیچے اترے، اور چند دن وہیں ٹھہرے رہے، کیوں کہ دشمن کے مقابلہ کے لیے دریا پار کرنا تھا۔ حضرت سعد بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس دعا کا ورد کرتے ہوئے: "نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ، وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" اپنے گھوڑے کو سمندر میں ڈال دیا، اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس میں بے خطر کود جائے، چناں چہ سارا لشکر اپنے گھوڑوں کو لے کر دریا میں کود پڑا، جب دوسری طرف ساحل پر اترے تو گھوڑوں کے کھر بھی بھیگے نہیں تھے اور یہ منظر دیکھ کفار کا لشکر حیرت میں پڑ گیا اور یہ حیرت ناک منظر دیکھ کر سب بھاگ گئے۔[3]

---

(۱) ، (۲) الكامل في التاريخ: ثم دخلت سنة خمسين، ج۳ص۲۳ الناشر: دار الكتاب العربي

(۳) تاريخ طبري: سنة ست عشرة، حديث المدائن اللتي كان فيها منزل كسرى، ج۴ص۹ الناشر: دار احياء التراث العربي

اندلس کی فتح اور اہلِ اسلام کا ایمان وتوکل

حضرات صحابہ کے دور کے ایسے واقعات تاریخ وسیر کے سینکڑوں صفحات بلکہ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور صحابہ کے دور کے بعد بھی جب تک مسلمانوں میں ایمان وتوکل علی اللہ اور تعلق مع اللہ کی صفات موجود تھیں، ایسے واقعات کی کمی نہیں تھی۔

خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کے دور میں طارق بن زیاد جب اندلس کو فتح کرنے سات ہزار کی مختصر فوج لے کر چار بڑی بڑی کشتیوں میں سوار اندلس کے ساحلی علاقہ ''جبل الطارق'' پر اترتا ہے تو باوجود مختصر سی فوج کے اس ساحلی پٹی کو بغیر کسی مزاحمت کے فتح کرتا چلا جاتا ہے، اس وقت اندلس پر جس بادشاہ کی حکومت تھی وہ عیسائی تھا اور عربی تاریخوں میں اس کا نام ''لزریق'' لکھا ہے اور انگریزی تواریخ اس کو ''راڈرک'' کے نام سے یاد کرتی ہیں، جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو اپنے سپہ سالار تدمیر کے ساتھ تیس ہزار کی فوج کو تمام ساز وسامان اور ہتھیاروں سے آراستہ کر کے میدان میں بھیجا اور دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوتا رہا اور پے در پے کئی لڑائیاں ہوئیں اور ہر موقعہ پر تدمیر اور اس کی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، اور ان ہزیمتوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے، آخر کار تنگ آکر تدمیر نے اپنے بادشاہ راڈرک کو لکھا کہ یہ قوم جس سے ہمیں سابقہ پڑا ہے وہ معلوم نہیں کہاں سے آئی ہے، آسمان سے نازل ہوئی ہے یا زمین سے نکلی ہے۔ لہٰذا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ خود اس کی سرکوبی کے لیے آئیں۔

بادشاہ راڈرک نے ستّر ہزار کی فوج کے ساتھ اس طرف رخ کیا، اور پہلی فوج کے ساتھ مل کر اس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہوگئی، جو تمام ہتھیارات سے لیس تھی، اور دوسری طرف مسلمانوں کی فوج ہے جو نہ پورے طور پر ہتھیارات سے لیس ہے اور نہ تعداد میں ان سے کوئی نسبت رکھتی ہے، طارق بن زیاد رحمہ اللہ کے ساتھ سات ہزار افراد آئے تھے، پھر خلیفہ کی طرف سے اور پانچ ہزار کی فوج آکر ان سے مل گئی، اس طرح کل بارہ ہزار کی فوج ہوئی، اور دونوں فوجیں وادی لکّہ کے مقام پر اتریں اور پھر مقابلہ ہوا اور مسلسل آٹھ دن یہ

جنگ چلتی رہی اور بالآخر فتح وکامیابی مسلمانوں کے حصہ میں آئی اور عیسائی فوج رسوا وپسپا ہوئی اور خود راڈرک بھی قتل ہوگیا۔[1]

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ طارق بن زیاد رحمہ اللہ جب ساحل اندلس پر اترا تو اس نے اپنی فوج کو سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ ان کشتیوں کو جلادو، پھر فوج سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس لیے یہ حکم میں نے دیا ہے کہ تم کو معلوم ہوجائے کہ تمہارے پیچھے سمندر ہے اور آگے طاقتور دشمن ہے، نہ تم آگے جاسکتے ہو، نہ فرار ہونے کے لیے پیچھے جاسکتے ہو، اب صرف خدا کے بھروسہ پر جہاد کرو اور یہاں اندلس میں اسلام کا پرچم لہراؤ۔

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اسی کو اپنے اشعار میں کہا ہے:

طارق چوبر کنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار توبہ خرد خطا ست

طارق نے جب اندلس کے ساحل پر کشتی جلادی، تو لوگوں نے کہا کہ عقل مند کی نگاہ میں یہ غلط ہے۔

دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم؟
ترکِ سبب ازروئے شریعت کجا رواست

ہم اپنے وطن سے دور ہیں، واپس کیسے جائیں گے؟ اسباب کا ترک کرنا شریعت میں کہا جائز ہے؟

خندید دوست خویش بہ شمشیر برد وگفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

طارق ہنسا اور اپنی تلوار پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہر ملک ہمارا ہے کیوں کہ وہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

غور کرنا چاہیے کہ یہ کون سی طاقت تھی جس نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا اور ان کو

(۱) الکامل فی التاریخ: سنة إثنتين وتسعين، ذكر فتح الأندلس، ج۴ ص۳۴،۳۵ الناشر: دار الکتاب العربی

سر بلندی اور عزت عطا کی؟ یہ صرف ایمانی قوت و طاقت تھی اللہ پر اعتماد و توکل کی برکت تھی اور تعلق مع اللہ کی کرشمہ سازی تھی۔

اللہ تعالیٰ بندوں کو کب مقرب بناتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ مولانا رومی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ پر وحی آئی کہ اے موسیٰ! ہم نے تم کو اپنا مقرب بنالیا ہے اور تم کو اپنے لیے چن لیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! وہ کیا خصلت ہے جس کی بنا پر آپ اپنے بندوں کو اپنا برگزیدہ و مقرب بنالیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا جواب ارشاد ہوا:

گفت چو طفلے بہ پیش والدہ
وقت قہرش دست ہم بروے زدہ

یعنی مجھے اپنے بندے کی یہ بات اور ادا بہت پسند ہے کہ وہ مجھ سے وہ معاملہ کرے جو ایک چھوٹا بچہ اپنی ماں کے ساتھ اس وقت کرتا ہے جب اس کی ماں اس پر غصہ ہوتی ہے۔

اس وقت بچہ اپنی ماں کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟ اس کو سنئے:

مادرش گر سیلئے بروے زند
ہم بمادر در آید وبروے تند

فرمایا کہ جب ماں بچہ کو طمانچہ مارتی ہے تو وہ ماں ہی کی طرف دوڑتا ہے اور اسی سے لپٹ کر چلاتا ہے۔

از کسے یاری نخواہد غیر او
او ست جملہ شر او خیر او

یعنی یہ بچہ اپنی ماں کے سوا کسی سے مدد بھی نہیں چاہتا اور اپنی ماں ہی کو تمام خیر و شر کا سرچشمہ خیال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! یہ ہے وہ ادا جس کی وجہ سے میں

بندے پر عنایت کرتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ ادا پسند ہے کہ وہ صرف اسی کو پکارے اور ہر وقت اسی سے لو لگائے۔

اسلام کے بعد صحابہ کی سب سے بڑی خوشی

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے نہ روزوں کی کثرت سے، نہ نماز کی کثرت سے، نہ صدقے کی کثرت سے، اور نہ کسی چیز سے تیاری کی ہے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ، فَقَالَ اَنَسٌ: مَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِینَ فَرِحُوا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ مِثْلَ فَرَحِهِمْ بِهَا.(۱)

آدمی جنت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں یعنی صحابہ کرام کو نہیں دیکھا کہ وہ اسلام کے بعد کسی چیز سے اس قدر خوش ہوئے ہوں جتنا کہ آپ کے اس ارشاد سے خوش ہوئے۔

سانپ کے بھگانے کے لیے مجرب عمل

علامہ دَمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بعض مشائخ سے مجھے اس مجرّب عمل کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ کاغذ کے چار ٹکڑوں پر مندرجہ ذیل حروف لکھ کر گھر کے چاروں کونوں میں ایک ایک کاغذ رکھ دیں۔ پس اس عمل سے سانپ بھاگ جائیں گے اور ان شاء اللہ کوئی

(۱) صحیح إبن حبان: ذکر البیان بأن المرء فی القیامة یکون مع من أحبه فی الدنیا، ج۱۶ ص۳۴۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

بھی سانپ گھر میں داخل نہیں ہوگا۔حروف یہ ہیں:

۱۱۶۱۱۱۱۸۷ارح۵۵۷۱۱۵۱۱۱ووے

وو۱۵رو۱۱م۱۱ح۱۱۱ح ط۵ھ۸

من الفوائد العجيبة المجربة ما أخبرني به بعض مشايخي، أنه يكتب على أربع ورقات، وتوضع كل ورقة في قرنة من قرن البيت فإن الحيات تهرب منه ولا تدخله حية بإذن الله تعالى وهو هذا.(۱)

درزی کا کپڑا چوری کرنے کے لیے عجیب طریق کار کا انتخاب

ایک درزی کسی امیر کے یہاں قباء کے لیے کپڑا ناپنے آیا، پس وہ درزی جب کپڑا کاٹ رہا تھا تو امیر اسے دیکھ رہا تھا جس کی بناء پر درزی کو کپڑا چوری کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ پس درزی نے زوردار گوز مارا (یعنی ریح خارج کی) امیر آدمی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگیا۔ یہاں تک کہ درزی نے جلدی سے اپنی ضرورت کے مطابق کپڑا کاٹ کر چھپالیا، پس درزی قباء لے کر جانے لگا تو امیر آدمی سامنے بیٹھا تھا۔ امیر آدمی نے درزی سے کہا کہ ایک دفعہ پھر ایسا ہی کیجیے، درزی نے جواب دیا کہ اب میں ایسا نہیں کروں گا کیوں کہ اگر اب میں نے ایسا کیا تو آپ کی قباء تنگ ہوجائے گی:

ومنها أنه حضر خياط لبعض الأمراء ليفصل له قباء، فأخذ يفصل والأمير ينظر إليه، فلم يتهيأ له أن يسرق شيئا فضرط فضحك الأمير حتى استلقى فأخرج الخياط من القباء ما أراد فجلس الأمير وقال يا خياط ضرطة أخرى، فقال الخياط لا لئلا يضيق القباء.(۲)

سری سَقطی رحمہ اللہ کے جنازے کی فضیلت

ابوعبید بن حَربویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہا یک شخص سری سقطی رحمہ اللہ کے جنازے

(۱) حياة الحيوان: الحية، الحكم، ج۱ ص۳۹۸ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) حياة الحيوان: الحمار الأهلي، فائدة أخرى، ج۱ ص۳۵۳ الناشر: دار الكتب العلمية

میں شریک ہوا، رات کو سویا تو اس نے سری سقطی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو بخش دیا اور اس کو بھی بخش دیا جس نے میرے جنازے میں شرکت کی اور مجھ پر نماز پڑھی، اس شخص نے کہا میں بھی تمہارے جنازے میں شریک ہوا تھا۔ یہ سن کر سری سقطی رحمہ اللہ نے ایک کاغذ نکالا اور دیکھا کہ اس میں اس شخص کا نام موجود نہیں تھا، اس شخص نے تاکید سے کہا میں ضرور شریک ہوا تھا، چناں چہ انہوں نے دوبارہ کاغذ دیکھا تو حاشیہ میں اس شخص کا نام درج تھا:

أنه حضر جنازة سري السقطي فلما كان في بعض الليل رآه في النوم فقال ما فعل الله بك قال غفر لي ولمن حضر جنازتي وصلى علي فقلت فإني ممن حضر جنازتك وصلى عليك قال فأخرج درجا فنظر فيه فلم ير لي اسما فقلت بلى قد حضرت قال فنظر فإذا اسمي في الحاشية.(١)

امام غزالی رحمہ اللہ کا دیدار

امام غزالی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ جواب میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں لکھنے بیٹھتا تھا اور کتابت کے دوران کوئی مکھی بیٹھ کر سیاہی پیتی تو جب تک وہ اڑ نہ جاتی اس وقت تک میں صبر کرتا تھا اور لکھنے سے باز رہتا تھا، اس صبر کی وجہ سے مجھ کو بخش دیا گیا۔(٢)

فوجی کی ٹانگ گھٹنے تک جلی ہوئی تھی

جناب محمد حسن ایم اے لکھتے ہیں:

آج سے تقریباً تین سال قبل کا واقعہ ہے ایک فوجی جوان لاہور سے چوبرجی کے پاس بس کے انتظار میں کھڑا تھا، ان دنوں رائے ونڈ کا تبلیغی اجتماع ہو رہا تھا، تبلیغ والوں کی

(١) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: السري بن المغلس أبو الحسن السقطي البغدادي الصوفي، ج٢٠ ص١٩٨، رقم الترجمة: ٢٤٠٦ الناشر: دار الفكر (٢) موت کا جھٹکا: ص٣٤١

بسیں گزر رہی تھیں، فوجی ہاتھ دیتا رہا، کوئی بس رُک نہیں رہی تھی، ایک بس والے نے بس روک کر فوجی کو بٹھالیا۔ راستہ میں کسی نے اسے تبلیغی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی، فوجی جوان نے خرابی صحت کا عذر پیش کیا۔ دعوت دینے والے نے کہا، آپ کی صحت بظاہر قابل رشک ہے، آپ اجتماع میں شرکت نہ کریں لیکن جھوٹ نہ بولیں، اس پر فوجی جوان نے اپنی پتلون کا پائنچہ اونچا کر کے اپنی ٹانگ دکھائی تو معلوم ہوا کہ ٹخنے سے گھٹنے تک ٹانگ گلی ہوئی ہے، جیسے جلی ہوئی ہو۔ بس میں سوار سب لوگ متوجہ ہو گئے اور فوجی جوان سے حقیقت حال دریافت کی۔

اس نے بتایا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران اس کی نائٹ ڈیوٹی چونڈہ کے قبرستان کے پاس تھی، رائفل اور بیٹری میرے پاس تھی اچانک ایک قبر سے چیخوں کی آواز مجھے سنائی دی، تجسس حال کے لیے میں نے قبر میں سوراخ کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مردہ کی کھوپڑی پر ایک بڑا سا بچھو ڈنگ مار رہا ہے جس سے ہڈیوں کا ڈھانچہ اچھلتا ہے اور چیخوں کی آوازیں آتی ہیں، میں نے بچھو کو کھوپڑی سے علیحدہ کیا تو بچھو قبر سے باہر نکل آیا اور میرا تعاقب کرنے لگا، میں گاؤں کی طرف بھاگا، گاؤں سے باہر پانی سے بھرا ہوا چھپڑ (تالاب) تھا میں اس میں داخل ہو گیا، دوسری طرف میری ٹانگ ابھی تالاب میں تھی کہ بچھو بھی تالاب میں پہنچ گیا۔ بچھو نے پانی میں ڈنگ مارا تو پانی ابلنے لگا اور میری جو ٹانگ پانی میں تھی وہ گل سڑ گئی۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے اس کا بہت علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا، پھر بغرض علاج مجھے امریکا بھیجا گیا مگر فائدہ نہیں ہوا۔

عام لوگ جو بس میں سوار تھے، عذاب الٰہی کا یہ نمونہ دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ (۱)

بادشاہ کے فسادِ نیت کے سبب اشیاء میں کمی آ جانا

ایک مرتبہ ایک واعظ جلال الدولہ ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں حاضر ہوا، اس نے وعظ کے دوران یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ ایک مرتبہ شاہ کسریٰ اپنے لشکر سے بچھڑ کر ایک باغ

(۱) فریدیہ میگزین ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء بحوالہ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۲۷۶

کے دروازے پر پہنچا اور اندر داخل ہو کر اس نے پینے کے لیے پانی مانگا، پس ایک بچی برتن میں گنے کا ٹھنڈا شربت لے کر آئی، بادشاہ نے شربت پیا تو اسے بہت پسند آیا، بادشاہ نے بچی سے پوچھا کہ تم یہ شربت کیسے تیار کرتی ہو؟ بچی نے جواب دیا کہ ہم اپنے ہاتھوں سے گنے کو نچوڑ کر اس کا رَس نکالتے ہیں، بادشاہ نے کہا تم جاؤ اور مجھے ایک گلاس اور پلاؤ، بچی بادشاہ کو نہیں پہچانتی تھی، چناں چہ جب بچی چلی گئی تو بادشاہ نے دل ہی دل میں یہ ارادہ کیا کہ میں اس مکان کو اپنے قبضہ میں لے لوں اور اس کے بدلے ان کو دوسری جگہ دے دوں گا۔ پس وہ بچی اندر سے روتی ہوئی واپس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کی نیت میں فساد پیدا ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے؟ بچی نے جواب دیا کہ ہمارا یہ معمول تھا کہ ہم گنے کا رس بغیر کسی پریشانی کے جتنا چاہتے تھے نکال لیتے تھے لیکن اس مرتبہ بار ہا کوشش کے باوجود میں رس نہ نکال سکی لگتا ہے ہمارے بادشاہ کی نیت میں فتور آ گیا۔ چناں چہ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے ارادہ میں تبدیلی اور بچی کو حکم دیا کہ جاؤ اب تم ضرور حسبِ معمول گنے کا رس نکال لوگی، چناں چہ بادشاہ کے ارادہ بدل لینے کے بعد جب وہ لڑکی گئی اور گنے کا رس نکالا تو رس معمول کے مطابق نکلا تو وہ مسکراتے ہوئے واپس آئی۔ چناں چہ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر بادشاہ اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ (۱)

جنّات کے سردار کا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حکم کی اطاعت کرنا

ایک شخص شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، پس اس شخص نے عرض کیا کہ میری نوجوان بیٹی کو کوئی مکان کی چھت سے اُٹھا کر لے گیا ہے اب اس کا کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم آج کی رات فلاں قبرستان میں جاؤ اور وہاں پر اپنے گرد حصار کھینچ کر بیٹھ جاؤ۔ پس جب تم حصار کھینچنے لگو تو یہ

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: ملكشاه السلجوقي، ج۵ص۲۸۶ الناشر: دار صادر

کلمات پڑھو: ''بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدِ الْقَادِرِ'' پس جب عشاء کے بعد جنات کی جماعت مختلف شکلوں وصورتوں میں تمہارے سامنے سے گزرے گی تو تم خوف زدہ نہ ہونا پھر اس کے بعد جنات کا بادشاہ وہاں سے گزرے گا تو وہ تم سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا ضرورت پیش آئی؟ پس تم کہہ دینا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے اور اپنی بیٹی کے متعلق بھی بتادینا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں قبرستان میں گیا اور میں نے شیخ کے حکم کے مطابق دائرہ کھینچا پھر اس کے بعد جنات کی مختلف ٹولیاں مختلف صورتوں میں میرے سامنے سے گزرنے لگیں لیکن وہ دائرہ سے باہر ہی رہتی تھیں جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔ پس سب سے آخر میں جنات کا بادشاہ آیا، وہ گھوڑے پر سوار تھا اور جنات کی جماعت اس سردار کے اردگرد کھڑی تھی، جنات کا سردار دائرے کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس نے مجھے کہا کہ تمہیں کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے بھیجا ہے۔ پس وہ جنات کا سردار گھوڑے سے اتر کر دائرے کے باہر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے پھر اس نے کہا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ پس میں نے اپنی بیٹی کا واقعہ بیان کر دیا۔ پس جنات کے سردار نے اپنے پاس کھڑے ہوئے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جس نے یہ کام کیا ہے، اس کو حاضر کرو۔ پس وہ جن بادشاہ کے پاس لایا گیا اور اس کے ساتھ میری بیٹی بھی تھی۔ بادشاہ نے اس جن سے پوچھا کہ تو نے قطب عالم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے علاقے میں ایسی حرکت کیوں کی ہے؟ اس جن نے جواب دیا کہ میں اس لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا اس لیے اس کو اپنے ساتھ لے آیا، جنات کے سردار نے اس جن کی گردن اڑانے کا حکم دیا، پس اس جن کی گردن اڑا دی گئی اور میری بیٹی مجھے واپس کر دی گئی۔ پس میں نے کہا:

فقلت ما رأيت كالليلة في امتثالك أمر الشيخ عبد القادر قال نعم إنه لينظر من داره إلى مردة الجن وهم بأقصى الأرض فينفرون من هيبته وأن الله تعالى إذا أقام قطبا مكنه من الجن والإنس.(١)

---

(١) حياة الحيوان: الجن، تتمة، ج١ ص٣٠٥، ٣٠٦ الناشر: دار الكتب العلمية

کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حکم واطاعت کی ایسی مثال نہیں دیکھی۔ جنات کے سردار نے کہا، ہاں یہ اس لیے ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے مکان ہی سے جنات کو (بطور کشف کے) ملاحظہ فرماتے ہیں خواہ جن کسی بھی خطہ میں ہو۔ اس لیے تمام جنات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے گھبراتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مؤمن آدمی کو قطبیت کا مرتبہ عطا فرماتا ہے تو جن وانس کو اس کے تابع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے

حضرت مَسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی گاؤں میں ایک آدمی کے پاس تین جانور گدھا، کتا اور مرغ تھے۔ مرغ اس آدمی کو صبح کی نماز کے لیے جگاتا تھا، کتا اس کے گھر کا پہرہ دیتا اور گدھے پر وہ آدمی پانی اور خیمہ وغیرہ لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا۔ پس ایک دن ایک لومڑی آئی اور اس کے مرغ کو پکڑ کر کھا گئی، پس اس آدمی کے اہل خانہ بہت غمگین ہو گئے لیکن وہ آدمی بہت نیک تھا، پس اس شخص نے کہا شاید اس میں ہمارے لیے بہتری ہو، پھر اس کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اس نے گدھے کو چیر پھاڑ کر قتل کر دیا، پس اس آدمی نے کہا کہ شاید اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے بہتری ہوگی، پھر اس کے بعد کتا بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ پس اس آدمی نے کہا شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں ہمارے لیے کوئی بھلائی ہوگی، ایک دن ایسا ہوا کہ جب صبح سویرے وہ آدمی اور اس کے اہل خانہ بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے آس پاس کے تمام پڑوسیوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ ان کی گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پالتو جانوروں کی آوازوں سے بادشاہ کو تکلیف ہوتی تھی۔

پس اس آدمی نے کہا کہ ان تینوں جانوروں کو ہلاکت میں اللہ تعالیٰ کی یہ مصلحت کارفرما تھی کہ ہم گرفتاری سے بچ گئے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کے اسرار کو سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل پر راضی ہوتا ہے۔ (۱)

(۱) حیاۃ الحیوان: الحمار الأهلي، غریبة أخری، ج۱ ص۳۴۱ الناشر: دار الکتب العلمیة

حسد کے سبب جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک آدمی کو بڑا تقرب حاصل تھا اس پر ایک دوسرے آدمی نے حسد کرنا شروع کر دیا اور ایک دن بادشاہ سے جا کر شکایت کی کہ یہ شخص جو آپ کا مقرب ہے اس کا گمان ہے کہ بادشاہ گندہ دہنی (منہ کی بدبو) کے مرض میں مبتلا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ اس کو قریب بلائیں تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تا کہ اُس کی بدبو نہ سونگھ سکے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ہم دیکھیں گے یہ آدمی بادشاہ کے پاس سے نکل کر اُس آدمی کے پاس گیا اور اپنے گھر کھانے پر بلایا اور کھانا کھلایا اور کھانے میں لہسن زیادہ ڈالا تا کہ کھانے کی وجہ سے منہ میں بدبو پیدا ہو جائے، یہ آدمی اس کی سازش سے بے خبر تھا، وہاں سے نکلا اور اپنے ڈیوٹی پر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ نے کہا قریب آؤ یہ شخص یہ خیال کر کے کہ کہیں لہسن کی بدبو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو اپنے منہ پر ہاتھ رکھا، بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ اس کی شکایت جو اس آدمی نے کی ہے وہ صحیح ہے۔ بادشاہ نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ یہ خط لے کر آنے والے کو قتل کر دو اور خط کو سر بمہر کر کے اس کو دیا اور کہا کہ گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔ جب یہ آدمی خط لے کر نکلا تو وہ آدمی باہر نکلا جس نے سازش کی تھی اور پوچھا کہ یہ کیا خط ہے تو اس نے کہا کہ بادشاہ نے غالباً میرے لیے انعام کا پروانہ لکھا ہے اس نے کہا کہ یہ تم مجھے دے دو اس نے اس پر رحم کر کے یہ دے دیا جب وہ اس کو لے کر عامل کے پاس گیا تو بادشاہ کے خط کے مطابق گورنر نے اس کو قتل کر دیا۔

معلوم ہوا کہ حسد سے جہاں اخروی نقصان ہوتا ہے وہیں دنیوی نقصان بھی ہوتا ہے، چناں چہ حسد کے سبب اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا اور آخرت کی جواب دہی الگ ہے۔[1]

(۱) احیاء علوم الدین: کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱۸۹ الناشر: دارالمعرفة

چغل خوری کے سبب دو خاندانوں میں قتل وقتال

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک جگہ ایک غلام فروخت ہو رہا تھا اور بیچنے والا یہ ندا لگا رہا تھا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ چغل خور ہے، ایک شخص نے یہ غلام خرید لیا اور اس عیب کو معمولی سمجھا، چند دنوں کے بعد اس غلام نے اس شخص کی بیوی سے کہا کہ کچھ خبر بھی ہے کہ تمہارے میاں ایک اور عورت سے شادی رَچانے والے ہیں اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے، اگر تم چاہتی ہو کہ وہ تم سے محبت کرے تو تم اس کے سونے کے وقت اس کی داڑھی کے نیچے سے چند بال استرے سے کاٹ کر اپنے پاس رکھ لو تو وہ ہمیشہ تم سے محبت کرے گا، اس عورت نے سوچا کہ صحیح ہوگا اور اس غلام کی تدبیر پر عمل کرنے کا ارادہ کرلیا، اس غلام نے پھر اس کے آقا سے جا کر کہا کہ تمہاری بیوی نے اپنا دوست بنا رکھا ہے اور وہ تم کو ختم کرنے کی تدبیر کر رہی ہے، اگر تم کو میری بات کی تصدیق نہ ہو تو آج رات تم بستر پر یوں ہی لیٹ جاؤ اور سونے والوں کی طرح اپنے آپ کو ظاہر کرو پھر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے، جب رات ہوئی تو بیوی بال کے لیے شوہر کی ٹھوڑی کی طرف استرہ لے کر بڑھی ادھر شوہر جو کہ پہلے سے بیدار تھا فوراً اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور غلام کی بات کو سچ سمجھ کر بیوی کو قتل کر دیا پھر بیوی کے خاندان والوں نے شوہر کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس طرح قتل وقتال کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ (۱)

داڑھی کے پیچھے کون پڑا ہے؟

ایک جنٹل مین ایک مولانا سے کہنے لگے کہ مولویوں کو کیا ہوگیا کہ وہ داڑھی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں! تو مولانا نے جواب دیا کہ ہم کہاں پڑے ہوئے ہیں، داڑھی کے پیچھے تو آپ لوگ پڑے ہوئے ہیں کہ ذرا سی بڑھی اور کاٹ دی، ذرا سی بڑھی پھر کاٹ دی اور ہم تو داڑھی چھوڑے ہوئے ہیں۔

---

(۱) الکبائر للذہبی: الکبیرۃ الثالثۃ والاربعون: النمام، حکایۃ، ص: ۱۶۲ الناشر: دارالندوۃ الجدیدۃ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فراست

ایک دفعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اچانک بازار میں ایک نامحرم عورت پر نگاہ پڑ گئی، پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور ان کی مجلس میں بیٹھ گئے، حضرت نے فرمایا کہ کیا حال ہے بعض لوگ کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے اور وہ آکر مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضرت! کیا جبرائیل اب بھی وحی لاتے ہیں؟ کیا نبوت ختم نہیں ہوئی؟ جبرائیل کی آمد ورفت کیا اب بھی باقی ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، نبوت کا دروازہ تو بند ہوگیا، مگر فراست کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے، مؤمن کی فراست دیکھ لیتی ہے کہ کس نے کیا گناہ کیا ہے۔ (۱)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک حدیث کے لیے مصر کا سفر

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ مصر میں حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے مصر کا سفر فرمایا اور حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کا گھر نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہاں کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد کے پاس گئے، انہوں نے ٹھہرنے کی درخواست کی مگر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے گھر جانا چاہتا ہوں، کسی واقف کار کو میرے ساتھ بھیج دو۔ چناں چہ ایک شخص کے ساتھ حضرت عقبہ کے گھر گئے اور حدیث سنی اور واپس چلے آئے وہ حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى خِزْيَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

---

(۱) تفسیر قرطبی: سورہ حجر آیت نمبر ۷۵ کے تحت، ج۱۰ ص۴۴ الناشر: دارالکتب المصرية

(۲) معرفة علوم الحديث للحاكم: النوع الأول، ص۷ الناشر: دارالکتب العلمية

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ایک حدیث کے لیے ایک ماہ کا سفر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ملک شام میں ایک صحابی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کو سننے کے شوق سے ایک اونٹ خریدا اور ایک مہینہ تک چلتے رہے اور ملک شام کو پہنچ کر اس صحابی سے جن کا نام عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہے وہ حدیث سنی اور واپس آئے۔ (۱)

طلبِ علم کے سفر کی وجہ سے بخشش ہوگئی

زکریا ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا، میں نے طلب علم میں جو سفر کیا تھا اس کی وجہ سے بخش دیا گیا:

زکریا بن عدی قال رأیت ابن المبارک فی النوم فقلت ما صنع اللہ بك قال غفر لی برحلتی. (۲)

مریم بنت نورالدین علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی استانی

نویں صدی ہجری کی ایک ممتاز خاتون ام ہانی مریم بنت نورالدین ہیں، ان کا گھر علم وفن، شعر وادب کا گہوارہ تھا اور متعدد افراد اس خاندان کے محدثین شمار ہوتے ہیں، ان کے نانا قاضی فخر الدین رحمہ اللہ نے ان کی تربیت کی تھی، سب سے پہلے انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا پھر فقہ وادب میں مہارت حاصل کی، پھر ان کے نانا ان کو مکہ مکرمہ لے گئے جہاں شیوخ حدیث سے ان کو حدیث کا سبق دلایا، مصر وحجاز کے بیشتر ممتاز محدثین سے

---

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: رحل جابر بن عبد اللہ مسیرۃ شهر الی عبد اللہ بن أُنَیس فی حدیث واحد. صحیح بخاری: کتاب العلم، باب الخروج فی طلب العلم، ج۱ ص۱۷ الناشر: قدیمی کتب خانہ

(۲) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد اللہ بن مبارک بن واضح ابو عبد الرحمن الحنظی، ج۳۲ ص۴۸۴، رقم الترجمة: ۳۵۵۵ الناشر: دار الفکر

استفادہ کیا، صحاح ستہ کی تمام کتب انہوں نے محدثین سے سنی تھیں، پھر مسند درس پر فائز ہوئیں۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ جیسا بلند پایہ امام حدیث ان کا شاگرد ہے۔ (۱)

جہاد اور اسلامی سرحد کی حفاظت

محمد بن فُضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، تم نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا، میں جس بات پر قائم تھا اسی کو افضل پایا یعنی جہاد اور سرحد اسلام کی حفاظت کو سب سے افضل پایا؟:

سمعت محمد بن فضيل بن عياض يقول رأيت عبد الله بن المبارك في المنام فقلت اى العمل وجدت افضل قال الأمر الذى كنت فيه قلت الرباط والجهاد قال نعم. (۲)

خرگوش کے بیس (۲۰) خواص

۱......امام جاحظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر کوئی شخص خرگوش کے ٹخنے باندھ لے تو اس پر نگاہ بد اور جادو کا اثر نہیں ہوگا اس لیے کہ جنات خرگوش کے حیض کی وجہ سے اس کے قریب نہیں آتے۔

۲......اگر کسی شخص کے شفاء پا جانے کے بعد کسی عضو میں ارتعاشی کیفیت پیدا ہوگئی ہو تو ایسے شخص کو خشکی کے خرگوش کو بھون کر اس کا دماغ کھانے میں دیا جائے تو یہ اس کے لیے نہایت مفید ہے۔

۳......اگر کوئی شخص دو چنے کے برابر خرگوش کا دماغ لے کر نصف رطل کے چھٹے حصہ کے برابر گائے کا دودھ لے کر استعمال کرے تو وہ آدمی کبھی بوڑھا نہیں ہوگا۔

۴......سرطان (کینسر) کے مرض میں خرگوش کا انفحہ لگانا بے حد مفید ہے۔

---

(۱) خدمت حدیث میں خواتین کا حصہ: ص۷۶ (۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن مبارك بن واضح، ج۳۲ ص۴۸۳، رقم الترجمة: ۳۵۵۵ الناشر: دار الفكر

۵......اگر کوئی عورت نر خرگوش کے پنیر مایہ کو پی لے تو اس کے نر اولاد پیدا ہوگی اور اگر مادہ خرگوش کے انفحہ کو پی لے تو لڑکی پیدا ہوگی۔

۶......خرگوش کی مینگنی، یا گوبر کو عورت باندھ کر لٹکا لے تو وہ عورت حاملہ نہیں ہوسکتی۔

۷......بقراط نے کہا ہے کہ خرگوش کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے، پیٹ کو صاف کرتا ہے اور پیشاب اچھی طرح سے کھل کر آتا ہے۔ وہ خرگوش اچھا سمجھا جاتا ہے جسے کتے نے شکار کیا ہو تو یہ موٹاپے کے لیے مفید ہے، البتہ اس کا گوشت کھانے سے نیند ختم ہوجاتی ہے اور سوداء کا غلبہ ہوجاتا ہے، اس کے لیے اطباء نے تر مصالحے کی تجویز کی ہے البتہ خرگوش کا گوشت ٹھنڈے مزاج والوں کے لیے بے حد مفید ہے۔

۸......اگر خرگوش کا دماغ بھون کر سیاہ مرچ کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو رعشہ کے لیے فائدہ مند ہے۔

۹......بعض خرگوش کا گوشت خشک ہوتا ہے، اس لیے کہ انہیں چرنے کے لیے ایسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں پانی میں گھاس پھونس وغیرہ رہتی ہے۔ جس سے ان کے گوشت میں خشکی پیدا ہوجاتی ہے۔ بہ نسبت ان خرگوش کے جن کو گھر ہی میں چرایا گیا ہو۔

۱۰......اگر ایک دانق (چھ رتی وزن) خرگوش کے دماغ میں دو چنے کافور ملا کر کسی کو پلا دیا جائے تو جو بھی اس شخص کو دیکھے گا وہ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اگر کوئی عورت اسے دیکھ لے گی تو وہ اس پر عاشق ہوجائے گی یہاں تک کہ ایک ساتھ رہنے کے لیے مطالبہ کرے گی۔

۱۱......اگر کوئی عورت خرگوش کا خون پی لے تو وہ کبھی حاملہ نہیں ہوسکتی، اسی طرح اگر سفید داغوں اور جھائیوں میں خرگوش کا خون لگایا جائے تو وہ داغ اور جھائیاں ان شاء اللہ ختم ہوجائیں گے۔

۱۲......اگر کوئی عورت خرگوش کے دماغ کو کھا کر اس میں سے پھر تھوڑا اپنی قبل (شرم گاہ) میں رکھ لے، بعد میں شوہر جماع کرے تو وہ عورت ان شاء اللہ حاملہ ہوگی۔ اسی

طرح اگر خرگوش کے دماغ کو لے کر بچوں کے مسوڑھوں پر لگا دیا جائے تو ان کے دانت جلدی نکل آئیں گے۔

۱۳......خرگوش کے خون کا سرمہ آنکھوں میں لگانے سے آنکھوں میں کسی قسم کے بال نہیں آئیں گے۔ اگر خرگوش کے پتے کو گھی اور عورت کے دودھ میں ملا کر بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو اس سے آنکھوں کے پھولے اور دیگر زخموں سے نجات مل جائے گی۔

۱۴......خرگوش کا خون جسم کے کالے داغوں کے لیے مفید ہے۔

۱۵......خرگوش کا گوشت پابندی کے ساتھ کھانا بستر پر پیشاب کرنے والے کے لیے مفید ہے۔

۱۶......اَرسطو نے لکھا ہے کہ اگر خرگوش کے پنیر مایہ کو سرکہ میں ملا کر پیا جائے تو یہ سانپ کے زہر کے لیے بے حد مفید ہے، اسی طرح اگر اسے ایک لوبیا کے برابر نوش کرائیں تو چھوتیا بخار جاتا رہے گا، لیکن اگر ایک درہم کی مقدار پلائیں تو ولادت آسانی سے ہوگی، اسی طرح اگر خرگوش کے پنیر مایہ کو خطمی میں ملا کر کسی ایسے زخم پر رکھ دیا جائے جس میں کیل وغیرہ پھنس گئی ہو تو وہ کیل ان شاء اللہ جلدی نکل جائے گی اور اسی عمل سے بدن سے کانٹا بھی نکل جائے گا۔

۱۷......اگر خرگوش کے گوبر کی دھونی غسل خانہ میں دے دی جائے تو جو بھی اسے سونگھے گا تو اس کی ہوا خارج ہوگی۔

۱۸......اگر کئی شخص کسی ایسی جگہ جہاں کسی موذی جانور نے ڈس لیا ہو خرگوش کے خصیہ کا لیپ کرلے تو اس سے زہر کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

۱۹......اگر خرگوش کی چربی کسی عورت کے تکیے کے نیچے رکھ دی جائے تو وہ عورت خود بخود نیند کی حالت میں راز فاش کردے گی۔

۲۰......اگر کوئی شخص خرگوش کی ڈاڑھ کو گلے میں باندھ کر لٹکا لے تو وہ ڈاڑھ کے درد سے

محفوظ رہے گا اور اسے سکون حاصل ہوگا۔ (۱)

پہاڑی بکرے کا طبّی فائدہ

اگر کوئی چست اور محنت ومشقت کرنے والا شخص بدن میں تھکن و درد محسوس کرے تو پہاڑی بکرے کے سینگ اور کھروں کو پیس کر تیل میں ملا کر تمام بدن، پنڈلیوں میں مالش کرے تو اسے اتنا آرام محسوس ہوگا جیسے اس نے کوئی کام ہی نہ کیا ہو:

إذا أخذ قرنه وظلفه وخلطا في دهن، ومسح به الساعي الذي يمشي كثيرا بدنه وساقيه أزال عنه ضرر التعب حتى كأنه لم يمش شيئا. (۲)

حضرت زَین العابدین رحمہ اللہ کا والدہ کے ساتھ کھانا نہ کھانے کی عجیب وجہ

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ان سے کہا گیا کہ آپ تو اپنی والدہ کے ساتھ لوگوں میں زیادہ نیکی کا برتاؤ کرنے والے ہیں لیکن ہم آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ والدہ جب کھا کر فارغ ہو جاتی ہیں پھر آپ کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

اس پر انہوں نے کہا:

أَخَافُ أَنْ تَسْبِقَ يَدِيْ إِلٰى مَا قَدْ سَبَقَتْ عَيْنُهَا إِلَيْهِ فَأَكُوْنُ قَدْ عَقَقْتُهَا.

میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کہیں میرا ہاتھ اس چیز کی طرف سبقت نہ لے جائے جس کی طرف میری ماں کی آنکھیں سبقت لے گئیں ہوں اور اس طرح میں نافرمانوں میں سے ہو جاؤں۔ (۳)

---

(۱) حياة الحيوان: الأرنب، الخواص، ج۱ ص۴۰ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) حياة الحيوان: الأروية، الخواص، ج۱ ص۴۲ الناشر: دار الكتب العلمية

(۳) وفيات الأعيان: ترجمة: زين العابدين، ج۳ ص ۲۶۸، الناشر: دار صادر

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ اور والدہ کی خدمت

حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

مجھے اللہ تعالیٰ نے جو بھی مراتب عطا کیے وہ میری والدہ کی دعاؤں کے صدقے عطا کیے۔ کسی نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ فرمایا: لڑکپن میں ایک مرتبہ والدہ نے پانی مانگا، جب میں لے کر گیا تو والدہ سو چکی تھیں۔ میں پیالہ ہاتھ میں لے کر ساری رات کھڑا رہا، سردی اتنی شدید تھی کہ جسم کپکپا رہا تھا۔ جب والدہ کی آنکھ کھلی اور انہوں نے مجھے یوں کھڑے انتظار کرتے دیکھا، تو خوش ہو کر بہت دعائیں دیں۔ ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ولایت کے دروازے کھول دیے۔ (۱)

دنیا و مال کی محبت ہمیشہ جوان رہتی ہے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا اور پیسے کی محبت میں انسان کا نفس ہمیشہ جوان رہتا ہے اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی ہڈیاں کیوں نہ نظر آنے لگیں۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے قلوب کو اللہ نے آخرت کے لیے چن لیا ہے، مگر وہ بہت کم ہیں:

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَا تَزَالُ نَفْسُ ابْنِ آدَمَ شَابَّةً فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَالدِّرْهَمِ، وَلَوِ الْتَقَتْ تَرْقُوَتَاهُ مِنَ الْكِبَرِ، إِلَّا الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلْآخِرَةِ، وَقَلِيلٌ مَا هُمْ. (۲)

موت کبھی مشورہ نہیں کرتی

يَا سَاكِنَ الدُّنْيَا أَتَعْمُرُ مَسْكَنًا ... لَمْ يَبْقَ فِيهِ مَعَ الْمَنِيَّةِ سَاكِنُ
الْمَوْتُ شَيْءٌ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ ... حَقٌّ وَأَنْتَ بِذِكْرِهِ مُتَهَاوِنُ
إِنَّ الْمَنِيَّةَ لَا تُؤَامِرُ مَنْ أَتَتْ ... فِي نَفْسِهِ يَوْمًا وَلَا تَسْتَأْذِنُ

(۱) با ادب بانصیب: ص۹۹ الناشر: دار الاحسان

(۲) الزهد لابن أبي الدنيا: ص١٤٦، الناشر: دار ابن كثير

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ لَا أَبَا لَكَ فِي الَّذِي أَصْبَحْتَ تَجْمَعُهُ لِغَيْرِكَ خَازِنُ (۱)

اے دنیا کے باشندے! کیا تو اس گھر کو آباد کر رہا ہے جس میں موت کے ہوتے ہوئے کوئی بھی نہیں رہا۔ موت تو ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں تجھے بھی علم ہے کہ وہ تو ایک یقینی چیز ہے، پھر بھی تو اس کی یاد میں سستی کرتا ہے۔ جسے موت آتی ہے نہ تو اس سے کبھی مشورہ لیتی ہے اور نہ ہی کبھی اجازت چاہتی ہے تیرا ناس ہو، یہ اچھی طرح جان لے کہ (مال و دولت جو) تو جمع کر رہا ہے یہ تو دوسروں کے لیے جمع کر رہا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا بے مثال حافظہ

حاشِد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ ہم امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بصرہ کے مشائخ کے پاس جایا کرتے تھے، ہم لوگ لکھا کرتے تھے اور امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے، بطورِ طعن رفقاءِ درس امام بخاری رحمہ اللہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں، احادیث لکھتے نہیں، زیادہ چھیڑ چھاڑ جب ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ فرمایا اپنی لکھی ہوئی حدیثیں لاؤ، اس وقت سولہ ایام میں پندرہ ہزار احادیث لکھی جا چکی تھیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث کو سنانا شروع کر دیا تو سب حیران رہ گئے، پھر تو حدیثیں لکھنے والے حضرات اپنے نوشتوں کی تصحیح کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ کے حفظ پر اعتماد کرنے لگے:

حاشد بن إِسْمَاعِيل كَانَ الْبُخَارِيّ يخْتَلف مَعنا إِلَى مَشَايخ الْبَصْرَة وَهُوَ غُلَام فَلَا يكْتب حَتَّى أَتَى على ذَلِك أَيَّام فلمناه بعد سِتَّة عشر يَوْمًا فَقَالَ قد أكثرْتُم عَلَيّ فاعرضوا عَلَيّ مَا كتبتم فأخرجناه فزَاد على خَمْسَة عشر ألف حَدِيث فقرأها كلهَا عَن ظهر قلب حَتَّى جعلنَا نحكم كتبنَا من حفظه. (۲)

---

(۱) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۱۲٦، الناشر: دار ابن كثير

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاري ج۲ص۱۵ الناشر: دار الكتب العلمية

اسی طرح ایک مرتبہ جب امام بخاری رحمہ اللہ بغداد تشریف لائے، وہاں کے محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ کے امتحان کا ارادہ کیا اور دس آدمی مقرر کیے، ہر ایک کو دس دس احادیث سپرد کیں جن کے متون واسانید میں تبدیلی کردی گئی تھی، جب امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لائے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہ حدیثیں پیش کیں جن میں تبدیلی کردی گئی تھی، امام بخاری رحمہ اللہ ہر ایک کے جواب میں ''لَا أَعْرِفُهٗ'' کہتے رہے، عوام تو یہ سمجھنے لگے کہ اس شخص کو کچھ نہیں آتا لیکن ان میں جو علماء تھے وہ سمجھ گئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ان کی چال سمجھ گئے ہیں، اس طرح دس آدمیوں نے سو حدیثیں پیش کردیں جن کی سندوں اور متنوں میں تغیر کیا گیا تھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ہر ایک کے جواب ''لَا أَعْرِفُهٗ'' فرمایا: اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نمبر وار ایک ایک کی طرف متوجہ ہوتے گئے اور بتاتے گئے کہ تم نے پہلی روایت اس طرح پڑھی تھی جو غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے، اسی طرح ترتیب وار تمام دس افراد کی اصلاح فرمائی، اب سب پر واضح ہوگیا کہ یہ کتنے ماہر فن ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعجب اس پر نہیں کہ انہوں نے غلطی پہچان لی اور اس کی اصلاح کردی، کیوں کہ وہ حافظ حدیث تھے ان کا تو کام ہی یہ ہے، لیکن تعجب درحقیقت اس بات پر ہے کہ غلط احادیث کو ایک ہی مرتبہ سن کر ترتیب وار محفوظ رکھا اور پھر ترتیب کے مطابق ان کو بیان کرکے اصلاح کی۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ہزار اَشرفیاں سمندر میں ڈال دیں

ایک مرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ دریائی سفر کررہے تھے اور ایک ہزار اشرفیاں ان کے ساتھ تھیں، ایک شخص نے کمالِ نیازمندی کا طریقہ اختیار کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ کو اس پر اعتماد ہوگیا، اپنے احوال سے اس کو مطلع کیا، یہ بھی بتادیا کہ میرے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ ایک صبح کو جب وہ شخص اٹھا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کیا اور کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفی کی تھیلی غائب ہے، چناں چہ جہاز والوں کی تلاشی شروع ہوئی، امام بخاری رحمہ

(۱) هدى الساري مقدمة فتح الباري: ج۱ ص۴۷۲ الناشر: دار الكتب العلمية

اللہ نے موقعہ پا کر چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی، تلاشی کے باوجود تھیلی دستیاب نہ ہوسکی تو لوگوں نے اس کو ملامت کیا، سفر کے اختتام پر وہ شخص امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھتا ہے کہ آپ کی وہ اشرفیاں کہاں گئیں؟ امام نے فرمایا کہ میں نے ان کو دریا میں ڈال دیا، کہنے لگا کہ اتنی بڑی رقم کو آپ نے ضائع کردیا؟ فرمایا کہ میری زندگی کی اصل کمائی تو ثقاہت کی دولت ہے، چند اشرفیوں کے عوض میں اس کو کیسے تباہ کرسکتا تھا؟(۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کی کمالِ احتیاط کا اندازہ کیجیے کہ آپ نے صرف اس لیے ایک ہزار اشرفیاں دریا میں ڈال دیں کہ اگر یہ مجھ سے برآمد ہوگئیں تو لوگوں کے ذہنوں میں یہ شکوک وشبہات آسکتے ہیں کہ کہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے چوری نہ کیے ہوں، آپ نے محض ان شبہات سے بچنے کے لیے اتنی بڑی رقم سمندر میں ڈال دی اور اپنے دامن کو الی یوم القیامہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے مبرا کردیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنی ذاتی رقم کی وصولی کے لیے حاکم کے پاس نہ جانا

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد نے ترکہ میں کافی مال چھوڑا تھا، امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ مال مضاربت پر دے دیا، ایک مرتبہ ایک مضارب پچیس ہزار درہم لے کر دوسرے شہر میں جا کر آباد ہوگیا اور اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ کی رقم ضائع ہونے لگی، لوگوں نے کہا کہ مقامی حاکم سے خط لکھوا کر اس علاقے کے حاکم کے پاس بھجوا دیجیے تو رقم آسانی سے مل جائے گی، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آج میں حکّام کی سفارش کے ذریعہ اپنی رقم حاصل کروں گا تو کل یہی حاکم میرے دین میں دخل اندازی کریں گے اور میں اپنے دین کو دنیا کے عوض ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ پھر یہ طے ہوا کہ مقروض دس درہم ماہوار ادا کرے گا، لیکن اس میں سے ایک درہم بھی امام کو نہیں ملا:

وَحکی وراقه أنه ورث من أبیه مَالا جَلِیلًا وَکَانَ یُعْطِیهِ مُضَارَبَة فقطع له

(۱) امداد الباری ج ۱ ص ۶۱ ۴ھ۔ فضل الباری ج ۱ ص ۵۵

غَرِيم خَمْسَة وَعشْرين ألفا فَقيل لَهُ اسْتَعِنْ بِكِتَاب الْوَالِي فَقَالَ إِن أخذت مِنْهُم كتابا طمعوا وَلَنْ أبيع ديني بدنياي ثمَّ صَالح غَرِيمه على أَن يُعْطِيهِ كل شهر عشرَة دَرَاهِم وَذهب ذَلِك المَال كُله.(۱)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا کمالِ استغناء اور قدموں میں مال وزر کا آنا

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے حافظ انوار الحق صاحب دیوبندی کی روایت سے نقل فرمایا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ چھتہ کی مسجد میں حجرہ کے سامنے چھپر میں حجامت بنوا رہے تھے کہ شیخ عبدالکریم رئیس لال کرتی میرٹھ حضرت مولانا سے ملنے کے لیے دیوبند آئے۔ مولانا نے ان کو دور سے آتے ہوئے دیکھا، جب وہ قریب آئے تو ایک تغافل کے ساتھ رُخ دوسری طرف پھیرلیا گویا کہ دیکھا ہی نہیں ہے۔ وہ آکر ہاتھ باندھے کھڑے ہوگئے۔ ان کے ہاتھ میں رومال میں بندھے ہوئے بہت سے روپے تھے۔ جب انہیں کھڑے ہوئے کافی دیر ہوگئی تو حضرت مولانا نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ ہاں شیخ صاحب! مزاج اچھا ہے؟

انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لیے اور وہ روپیہ بندھا ہوا قدموں پر ڈال دیا۔ حضرت نے اسے قدموں سے الگ کر دیا۔ تب انہوں نے ہاتھ باندھ کر بمنت قبول فرما لینے کی درخواست کی۔ بالآخر بہت سے انکار کے بعد انہوں نے تمام روپیہ حضرت کی جوتیوں میں ڈال دیا۔ حضرت جب اُٹھے تو نہایت استغفار کے ساتھ جوتے جھاڑے اور روپیہ سب زمین پر گر گیا۔ حضرت نے جوتے پہن لیے اور حافظ انوار الحق صاحب سے ہنس کر فرمایا کہ حافظ جی! ہم بھی دنیا کماتے ہیں اور اہل دنیا بھی کماتے ہیں، فرق یہ ہے کہ ہم دنیا کو ٹھکراتے ہیں اور وہ قدموں میں پڑتی ہے اور دنیا دار اس کے قدموں میں گرتے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتی ہے۔ یہ فرما کر روپیہ وہیں تقسیم کر دیا۔ (۲)

---

(۱) هدى السارى مقدمة فتح البارى: ج ۱ ص ۶۶۴ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) ارواح ثلاثہ: ص ۲۵۲

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا مناظرہ علم میں یا جہل میں

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جب دیانند سرسوتی کے مقابلہ میں جب روڑ کی تشریف لے گئے تو علاوہ اور خدام کے منشی نہال احمد صاحب دیوبند اور شاہ جی عاشق علی بھی ہمراہ تھے۔ منشی نہال احمد کو (جو نہایت ذکی تھے) دیانند کے پاس شرائط مناظرہ طے کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ منشی صاحب اس کی قیام گاہ پر موجود تھے کہ کھانے کا وقت آ گیا اور اس کے لیے کھانا لایا گیا۔ کئی بڑی بڑی تھالیں پوریوں کی تھیں اور سیروں مٹھائی تھی۔ جس کو یہ کئی آدمیوں کا کھانا سمجھے، مگر وہ اس اکیلے کے لیے آیا تھا اور اسی تنہا نے سب تھالیں صاف کر دیں۔

منشی صاحب نے اپنی ایک بے تکلف مجلس میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بطور مزاح کہا کہ اگر ہمارے مولانا سے علم وفضل میں مناظرہ ہوا تو ان شاء اللہ مولانا غالب آئیں گے۔ لیکن اگر کھانے میں مناظرہ کی ٹھن گئی تو کیا ہوگا؟ کیوں کہ حضرت نہایت ہی قلیل الاکل تھے۔

یہ مقولہ حضرت تک پہنچا تو منشی نہال احمد صاحب بلائے گئے۔ حضرت قیام گاہ کی چوکھٹ پکڑے ہوئے کھڑے تھے کہ یہ حاضر ہوئے اور دل میں سمجھے ہوئے تھے کہ دیکھئے اب کیا سوال ہوگا اور کہیں وہی بات پہنچ گئی ہے تو دیکھئے کیسی ڈانٹ پڑے گی۔ حضرت نے فرمایا کہ منشی جی تم نے کیا کہا تھا؟ میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے وہی مقولہ دبی زبان سے دہرایا، فرمایا کہ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ اگر کھانے میں مناظرہ ہوگا تو تم ساتھ ہو۔ اب دوسری بات جو حقیقت ہے وہ سنو۔ تمہارے دل میں یہ سوال کیوں پیدا ہوا؟ اور یہ سوال کیوں پیدا نہ ہوا کہ اگر ترک اکل اور فاقوں میں مناظرہ ہوگا تو کون غالب رہے گا؟ تم جانتے ہو کہ کھانا کس کی صفت ہے؟ بہائم اور جانوروں کی۔ اور نہ کھانا کس کی صفت ہے؟ حق تعالیٰ کی اور ملائکہ کی تو تم مجھ سے مناظرہ جہالت میں کرانا چاہتے ہو؟ مناظرہ علم میں ہوتا ہے یا جہل میں اگر اسی میں مناظرہ ہوا تو کسی بھینسے یا ہاتھی کو لا کر دیانند کے مقابلہ میں کھڑا کر دینا کہ کون زیادہ کھاتا ہے۔ (۱)

(۱) ارواح ثلاثہ: ص ۲۲۸

بھرے مجمع نے پادری کے قلب سے کلمہ شہادت کو سنا

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ رڑ کی طرف تشریف لے گئے، انگریز پادریوں سے مناظرہ تھا،حضرت نانوتوی نے تقریر فرمائی جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا معجزہ ذکر فرمایا کہ اونٹنی پتھر سے نکلی اس پر پادری نے کہا آپ اپنی بھی تو بتلایئے وہ تو صالح علیہ السلام تھے۔آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ حضرت نانوتوی نے جواب دیا معجزہ تو نبی کے پاس ہوتا ہے،ہم تو نبی نہیں ہماری حیثیت ہی کیا ہے تاہم ہماری حیثیت کے مطابق ہمارے پاس بھی ہے کہو کیا چاہتے ہو؟ اس پر پادری نے کہا کہ اگر درخت سے آواز آئے اور یہ آپ کی تصدیق کرے تو مان لیں گے۔آپ نے کہا درخت سے کیا آپ کے قلب سے آواز آئے گی تب بھی آپ ایمان نہیں لائیں گے۔پادری نے کہا اس بات کو سن کر تو بھنگی بھی ایمان لانے کے۔پادری نے کہا کہ ہم جھک ماریں گے؟ حضرت نے فرمایا ہاں جھک ہی مارو گے پھر حضرت نے فرمایا اچھا خاموش ہوجائے سب خاموش ہو گئے آواز آئی ''لا إله إلا الله محمد رسول الله''مولانا نے مجمع سے فرمایا سنا بھائی تم نے اس آواز کو سارے مجمع نے کہا، جی ہاں سنا،مولانا نے پوچھا کہاں سے آواز آئی؟ تو سب خاموش رہے، اس پر مولانا نے پھر پوچھا کون ہے کہاں سے بول رہا ہے؟ آواز آئی میں فلاں پادری کا قلب اس کے سینے کے اندر سے بول رہا ہوں، پوچھا میں کون ہوں، کہا مولانا محمد قاسم، پوچھا میں کیا کہتا ہوں، کہا آپ کہتے ہیں''لا إله إلا الله محمد رسول الله''یہ سن کر بھی پادری مسلمان نہیں ہوئے دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے۔(۱)

بدنظری کے سبب قرآن بھول گیا

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ایک بار چلے جا رہے تھے، ایک مرید ساتھ تھا، راستہ میں ایک خوب صورت عیسائی لڑکے پر نظر پڑی اور اسی کو نظر بھر کر دیکھتا رہا،نظریں اسی پر جمالیں، شیطان نے اس کو بہکا دیا کہ صنعت خدا دیکھ لے، اس نے نظر کر لی، پھر حضرت

(۱) ملفوظات فقیہ الامت قسط:۵ ص ۵۰

جنید رحمہ اللہ سے کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس صورت کو بھی دوزخ میں ڈال دے گا؟ حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہا، کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اچھا اس کا وبال سامنے آئے گا، اس وقت تو بات رفع دفع ہوگئی، بیس سال کے بعد وبال کا ظہور ہوا کہ وہ مرید قرآن بھول گیا۔ (۱)

نقصان دہ چیزوں کی تخلیق میں حکمت

۱......اگر کوئی پوچھے کہ مضر چیزوں کی تخلیق میں کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا اصل جواب یہ ہے کہ خالق کا حکیم ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اب اگر کسی معاملہ میں حکمت سمجھ میں نہ آسکی تو بھی سر جھکائے رکھنا ضروری ہے۔

۲......پھر یہ سمجھو کہ دنیا کی اچھی نعمتیں کسی درجہ میں ان انعامات کا نمونہ ہیں جو بطور ثواب کے ملیں گی اور تکلیف دہ چیزیں عذابوں کا نمونہ ہیں۔

۳...... یہ واقعہ ہے کہ دنیا میں جو چیزیں تکلیف دہ پیدا کی گئی ہیں ان میں بھی کچھ نہ کچھ نفع ضرور ہے۔ ایک طبیب سے کہا گیا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ میں بچھو کی طرح ہوں کہ کوئی نفع نہیں دیتا صرف نقصان پہنچاتا ہوں، طبیب نے کہا کیسا کم علم ہے؟ اگر بچھو کا پیٹ چاک کر کے اس کو ڈسے ہوئے حصے پر باندھ دیا جائے تو فائدہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح بچھو کو مٹی کی ہانڈی میں رکھ کر اس کو ہر طرف سے بند کر دیا جائے تو اس راکھ سے نصف ماشہ یا اس سے کچھ زائد مقدار پتھری کے مریض کو پلائی جائے تو پتھری ٹوٹ کر نکل جائے گی اور جسم کے کسی حصہ کو نقصان بھی نہیں پہنچے گا۔

اگر پرانے بخار کے مریض کو بچھو ڈنک مارے تو اس کا بخار ختم ہو جاتا ہے، ایک مفلوج آدمی کو بچھو نے ڈس لیا تو اس کا فالج ختم ہو گیا۔

اگر اس کو تیل میں ڈال کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ اس کا اثر تیل میں منتقل ہو جائے تو وہ تیل ہر طرح کے سخت اور بڑے ورم کے لیے مفید ہے۔

---

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۸۲

غرض اس طرح کے بہت سے فوائد ہیں۔اس لیے یہی کہا جاتا ہے کہ جاہل جس چیز سے ناواقف ہوتا ہے اس کا دشمن ہو جاتا ہے، جاہل کا عالم پر اعتراض کرنا سب سے بڑی حماقت ہے، معلوم ہوا کہ نقصان دہ اشیاء کی تخلیق میں بھی اللہ کی بہت سے حکمتیں ہیں۔(۱)

زَیب النساء کا ایرانی شہزادے کے مصرعے کو مکمل کرنا

در ابلق کسے کم دیدہ موجود

مگر اشک بتان سرمہ آلودہ

ایران کے ایک شہزادے نے مصرع کہا کہ یعنی ایسا موتی جو کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہو کسی نے کم دیکھا ہوگا۔مطلب یہ کہ ایسا خوبصورت موتی کہیں موجود نہیں۔اس مصرعے پر دوسرا مصرعہ موزون نہ ہو سکا، اس نے کئی شعراء سے کہا مگر کسی سے اس مصرع پر مصرع نہ کہا جا سکا۔آخر اس نے دہلی کے بادشاہ کو لکھا کہ اس مصرع کا دوسرا مصرع کرا کے بھیج دیجیے۔دہلی کے شعراء بھی موزوں نہ کر سکے مگر زیب النساء سرمہ لگا رہی تھی، اتفاقاً آنسو ٹپک پڑے تو دوسرا مصرع آنسو دیکھ کر موزوں کر دیا کہ

در ابلق کسے کم دیدہ موجود مگر اشک بتان سرمہ آلود

یعنی کچھ سیاہ سفید رنگ کا موتی کسی نے کم دیکھا ہوگا مگر ہاں محبوب کی سرگیں آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو ایک ایسا موتی ہے جس میں یہ دونوں رنگ نظر آتے ہیں یہ دو رنگا موتی ہے، بادشاہ نے یہ شعر ایران بھیج دیا، وہاں سے خط آیا کہ شاعر کو یہاں بھیج دو۔اسکے جواب میں زیب النساء نے یہ شعر لکھا:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ہر کہ دیدن میل وارد در سخن بیند مرا

اس نے لکھا کہ جس طرح پھول کی خوشبو پھول کے پتے میں مخفی ہے اس طرح میں اپنے کلام میں مخفی (زیب النساء کا تخلص تھا) ہوں جسے دیکھنے کی خواہش ہو وہ میرا

(۱) صید الخاطر: ج۱ ص ۴۳۱، الناشر: دار القلم دمشق

کلام پڑھ لے۔(۱)

حضرت لقمان رحمہ اللہ کے اٹھارہ عمدہ نصائح

۱...... بیٹا دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں، تجھے چاہئے کہ تو دنیا کے اس سمندر میں اپنی کشتی تقوی کو بنالے، جس کا بھراؤ ایمان ہو، کشتی کا بادبان توکل علی اللہ ہو، ممکن ہے اس صورت میں تو اس سے بچ جائے، ورنہ نجات نہیں ہو سکتی:

إِنِ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ، وَقَدْ غَرِقَ فِيهَا أُنَاسٌ كَثِيرٌ فَاجْعَلْ سَفِينَتَكَ فِيهَا تَقْوَى اللّٰهِ تَعَالَى، وَحَشْوُهَا الْإِيمَانُ، وَشِرَاعُهَا التَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى لَعَلَّكَ أَنْ تَنْجُوَ وَلَا أَرَاكَ نَاجِيًا.

۲...... جس کا نفس ہی خود اس کا واعظ ہو اس کی اللہ تعالی کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے، جو خود اپنے بارے میں لوگوں سے انصاف کرتا ہے اللہ تعالی اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی وجہ سے ذلیل ہو جانا انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے بہ نسبت نافرمانی کرنے کی وجہ سے عزت حاصل ہونے کے (کہ وہ اللہ سے دور کر دیتی ہے):

مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظٌ، وَمَنْ أَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِذٰلِكَ عِزًّا، وَالذُّلُّ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَى أَقْرَبُ مِنَ التَّعَزُّزِ بِالْمَعْصِيَةِ.

۳...... والد کا اپنے بچے کو (اس کی تربیت کے لیے) مارنا ایسے ہی ہے جیسے کھیتی میں کھاد ڈالنا:

ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَالسَّمَادِ لِلزَّرْعِ.

۴...... بیٹا قرضہ لینے سے بچو، کیوں کہ قرضہ دن کی ذلت اور رات کی فکر کا

(۱) یاد ماضی: ص ۲۹

باعث ہے:

يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالدَّيْنَ فَإِنَّهُ ذُلُّ النَّهَارِ وَهَمُّ اللَّيْلِ.

۵...... بیٹا اللہ تعالیٰ سے اتنی امید باندھ کہ وہ تجھے اس کی نافرمانی پر جری نہ کرے اور س سے اتنا ڈر کہ وہ تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کردے:

يَا بُنَيَّ ارْجُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَجَاءً لَا يجرّئك عَلَى مَعْصِيَتِهِ تَعَالَى، وَخَفِ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ خَوْفًا لَا يُؤَيِّسُكَ مِنْ رَحْمَتِهِ تَعَالَى شَأْنُهُ.

۶...... جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرہ کی رونق چلی جاتی ہے، جس کے اخلاق بڑے ہوتے ہیں اسے غم بہت زیادہ لاحق ہوتا ہے، چٹانوں کو ان کی جگہ سے منتقل کر دینا زیادہ آسان ہے بہ نسبت ناسمجھ کو سمجھانے کے:

مَنْ كَذَبَ ذَهَبَ مَاءُ وَجْهِهِ، وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهُ كَثُرَ غَمُّهُ، وَنَقْلُ الصُّخُورِ مِنْ مَوَاضِعِهَا أَيْسَرُ مِنْ إِفْهَامِ مَنْ لَا يَفْهَمُ.

۷...... بیٹا میں نے چٹان، لوہا اور بھاری سے بھاری چیز کا بوجھ اٹھالیا، لیکن مجھے کسی چیز کا بوجھ اتنا بھاری نہیں لگا جتنا کہ برے پڑوسی کا، میں نے کڑوی سے کڑوی چیز چکھی ہے مگر محتاجی جیسی کڑوی چیز کوئی نہیں چکھی:

يَا بُنَيَّ حَمَلْتُ الْجَنْدَلَ وَالْحَدِيدَ وَكُلَّ شَيْءٍ ثَقِيلٍ فَلَمْ أَحْمِلْ شَيْئًا هُوَ أَثْقَلُ مِنْ جَارِ السُّوءِ، وَذُقْتُ الْمَرَارَ فَلَمْ أَذُقْ شَيْئًا هُوَ أَمَرُّ مِنَ الْفَقْرِ.

۸...... بیٹا جھوٹ سے بچنا کیوں کہ یہ چڑیا کے گوشت کی مانند مرغوب تو بہت ہے لیکن جلد ہی اپنے کھانے والے کو (گرمی کی وجہ سے) ابال ڈالتا ہے:

يَا بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّهُ شَهِيٌّ كَلَحْمِ الْعُصْفُورِ عَمَّا قَلِيلٍ يُغْلَى صَاحِبُهُ.

۹...... بیٹا جنازوں میں شرکت کیا کرو، شادیوں میں نہ جایا کر، کیوں کہ جنازے تجھے آخرت یاد دلائیں گے اور شادیاں دنیا کی رغبت دلائیں گی:

يَا بُنَيَّ، احْضُرِ الْجَنَائِزَ وَلَا تَحْضُرِ الْعُرْسَ فَإِنَّ الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُكَ الْآخِرَةَ

وَالْعُرْسَ يُشَهِّيكَ الدُّنْيَا.

۱۰..... بیٹا پیٹ بھرے پر نہ کھانا، تیرا (اس وقت) روٹی کتے کو ڈال دینا اس کھانے سے بہتر ہے:

يَا بُنَيَّ لَا تَأْكُلْ شِبَعًا عَلَى شِبَعٍ فَإِنَّ إِلْقَاءَكَ إِيَّاهُ لِلْكَلْبِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَأْكُلَهُ.

۱۱..... بیٹا اتنا میٹھا بھی نہ بن جا کہ نگل لیا جائے اور اتنا کڑوا بھی نہ بن کہ پھینک دیا جائے:

يَا بُنَيَّ لَا تَكُنْ حُلْوًا فَتُبْلَعَ وَلَا تَكُنْ مُرًّا فَتُلْفَظَ.

۱۲..... تیرا کھانا پرہیز گار لوگ کھائیں اور اپنے ہر معاملہ میں علماء سے مشورہ کرتا رہ:

لَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا الْأَتْقِيَاءُ، وَشَاوِرْ فِي أَمْرِكَ الْعُلَمَاءَ.

۱۳..... تیرے اس چیز کو سیکھنے میں جسے تو نہیں جانتا کوئی بھلائی نہیں جب تک کہ تو ان چیزوں پر عمل پیرا نہ ہو جنہیں تو جانتا ہے، کیوں کہ ایسے آدمی کی مثال تو ایسے شخص کی سی ہے جیسے کوئی شخص لکڑیاں چن کر ان کا گٹھا بنائے، پھر اس گٹھے کو اٹھا کر چلنے لگے تو عاجز آ جائے (چل نہ سکے) لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ ایک گٹھا (لکڑیوں کا اٹھانے کے لیے) اور ملا لے:

لَا خَيْرَ لَكَ فِي أَنْ تَتَعَلَّمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَلَمَّا تَعْمَلْ بِمَا قَدْ عَلِمْتَ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ احْتَطَبَ حَطَبًا فَحَمَلَ حُزْمَةً وَذَهَبَ يَحْمِلُهَا فَعَجَزَ عَنْهَا فَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرَى.

۱۴..... بیٹا اگر کسی سے بھائی بندی کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے اسے غصہ دلا کر دیکھ لے اگر وہ اس غضب وغصہ کی حالت میں تیرے ساتھ انصاف کرے تو فبہا ورنہ اسے شخص سے بچ:

يَا بُنَيَّ، إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُوَاخِيَ رَجُلًا فَأَغْضِبْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ أَنْصَفَكَ عِنْدَ غَضَبِهِ وَإِلَّا فَاحْذَرْهُ.

۱۵...... تیری گفتگو اچھی ہو اور تیرا چہرہ کشادہ ہو تو لوگوں میں اس شخص سے زیادہ محبوب (پسندیدہ) ہوگا جو لوگوں کو عطاو بخشش کرتا ہے:

لِتَكُنْ كَلِمَتُكَ طَيِّبَةً، وَلْيَكُنْ وَجْهُكَ بَسْطًا تَكُنْ أَحَبَّ إِلَى النَّاسِ مِمَّنْ يُعْطِيهِمُ الْعَطَاءَ.

۱۶...... بیٹا اپنے آپ کو دوست کے سامنے اس شخص کی طرح کرلے جس کو تیری تو کوئی ضرورت نہ ہو، لیکن تجھے اس کی ضرورت ہو:

يَا بُنَيَّ أَنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ صَاحِبِكَ مَنْزِلَةَ مَنْ لَا حَاجَةَ لَهُ بِكَ وَلَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ.

۱۷...... بیٹا اس شخص کی طرح سے ہو جا جو نہ تو لوگوں سے اپنی تعریف کا خواہاں ہوتا ہے اور نہ ہی ان سے برائی مول لیتا ہے، اس صورت میں گو خود تو یہ مشقت برداشت کرتا ہے، لیکن لوگوں کو اس سے راحت ہوتی ہے:

يَا بُنَيَّ كُنْ كَمَنْ لَا يَبْتَغِي مَحْمَدَةَ النَّاسِ وَلَا يَكْسِبُ ذَمَّهُمْ فَنَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ.

۱۸...... بیٹا ان باتوں کے کرنے سے رک جا جو تیرے منہ سے نکلتی ہیں، کیوں کہ جب تک تو چپ رہے گا سلامت رہے گا، البتہ ایسی بات کر جس سے تجھے کوئی فائدہ حاصل ہو:

يَا بُنَيَّ امْتَنِعْ بِمَا يَخْرُجُ مِنْ فِيكَ فَإِنَّكَ مَا سَكَتَّ سَالِمٌ، وَإِنَّمَا يَنْبَغِي لَكَ مِنَ الْقَوْلِ مَا يَنْفَعُكَ.(۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور کثرتِ عبادت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ پچیس سال تک دنیا سے قطع تعلق کر کے میں عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح

(۱) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی: سورة لقمان: آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر کے تحت ج۱۱ ص ۸۳ الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت

گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد ورفت رہتی تھی، اور میں انہیں راہ حق کی تعلیم دیا کرتا تھا، چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضوء سے ادا کی، اور پندرہ سال تک یہ حال رہا کہ نماز عشاء کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا، تمام شب اسی حالت میں رہتا حتی کہ صبح کے وقت قرآن کریم ختم کر دیتا، تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ کھانے پینے کو کچھ ملا نہ سونے کی نوبت آئی۔(۱)

حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلہ میں آنے والے جادوگروں کے مسلمان ہو جانے کی ایک وجہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، سیر کی روایت میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے ساحرین (جادوگروں) کو جمع کیا تو وہ لوگ اسی لباس میں آئے تھے جو کہ حضرت موسی علیہ السلام کا لباس تھا۔ آخر مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین (جادوگر) مسلمان ہو گئے، حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت خداوندی میں عرض کیا کہ یا الٰہی یہ سماں فرعون کے اسلام کے لیے ہوا تھا کیا سبب کہ اس پر فضل نہ ہوا اور ساحرین کو ایمان کی توفیق ہو گئی؟ ارشاد ہوا اے موسی یہ تمہاری سی صورت بن کر آئے تھے، ہماری رحمت نے پسند نہ کیا کہ ہمارے محبوب کے ہم وضع لوگ دوزخ میں جائیں، اس لیے ان کو توفیق ہو گئی اور فرعون کو چونکہ اتنی مناسبت بھی نہ تھی اس لیے اس کو یہ دولت نصیب نہ ہو سکی۔(۲)

جیسی زندگی گزارو گے ویسی موت آئے گی

عبدالعزیز بن ابی رَوّاد سے ابن رجب روایت کرتے ہیں: ایک شخص کے نَزع کے وقت میں اس کے پاس موجود تھا اور اس کو کلمہ طیبہ لا إله إلا الله کی تلقین کر رہا تھا مگر اس کی

(۱) اخبار الاخیار: ص ۳۶ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی (۲) امثال عبرت: ص ۱۵

زبان پر یہ کلمات نہیں آ رہے تھے۔آخری جملہ جو اس کی زبان سے نکلا، وہ اس کلمہ سے انکار پر مشتمل تھا، پھر اس کی موت واقع ہوگئی، میں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ اس کی سابقہ زندگی کیسی تھی؟ جواب ملا: وہ شراب کا عادی تھا۔

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: گناہوں سے بچو، یہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی رحمہ اللہ جو کہ بصرہ کے مشہور عابدوں میں سے تھے، امام قرطبی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: وہ ملک شام میں چند لوگوں کے پاس تھے، ایک شخص قریب المرگ تھا، اس سے کہا گیا کہ لا إله إلا الله کہو، وہ جواب میں کہتا تھا کہ خود بھی پیو اور مجھے بھی جام بھر دو۔اسی طرح ایک اور شخص سے کہا گیا کہ لا إله إلا الله کہو، وہ جواب میں کہتا تھا: دس کے دو، دس کے دو۔یہ شخص اشیاء فروخت کرتا تھا اور ہر وقت یہی کلمات کہتا رہتا تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک قریب المرگ آدمی کو لا إله إلا الله کہنے کی تلقین کی گئی تو جواب میں اس نے کہا: آہ! آہ! میری زبان ساتھ نہیں دے رہی۔ایک اور شخص سے کہا گیا تو وہ جواب میں شطرنج کے دو پتھروں کے نام شاہ اور رخ پکارتا تھا۔یہ اکثر شطرنج کھیلتا تھا اور یہ الفاظ آخری وقت اس کی زبان پر تھے۔(۱)

فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ مجھے راضی کریں

حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ (ابن ابی طالب) کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوگیا اور اس اختلاف نے اس قدر طول پکڑا کہ دونوں نے آپس میں گفتگو تک چھوڑ دی، آنا جانا بند ہوگیا۔جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو محمد بن حنفیہ نے اپنے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

---

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی: المعاصی تضعف العبد أمام نفسه، ص ۸۹

الناشر: دار المعرفة

أَبِيْ وَأَبُوْكَ عَلِيٌّ، وَأُمِّيْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ، وَلَا يُنْكَرُ شَرَفُهَا فِيْ قَوْمِهَا، وَلٰكِنْ أُمُّكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ أَحَقُّ مِنِّيْ، فَصِرْ إِلَيَّ حَتّٰى تَرْضَانِيْ.

میرے اور آپ کے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، اور میری امی جان بنو حنیفہ کی ایک خاتون تھیں، جن کی شرافت وعزت ان کی قوم میں مخفی نہیں، مگر آپ کی والدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں (جن کے درجہ کو میری والدہ نہیں پہنچ سکتیں)، اور آپ مجھ سے افضل ہیں۔ (اس فضیلت کا تقاضا ہے کہ) آپ میرے پاس آئیں اور مجھے راضی کریں (تاکہ ہمارے اور آپ کے تعلقات از سرنو بحال ہوسکیں)۔

خط پڑھتے ہی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سنبھالی، جوتا پہنا اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے پاس پہنچ کر انہیں راضی کرلیا۔(۱)

ایک اعرابی کے ایفاء وعدے پر حجاج کا قتل نہ کرنا

حجاج بن یوسف کے دور میں مختلف بغاوتیں ہوتی رہیں جن کو حجاج بڑی سختی سے کچلتا رہا۔ بغاوت کی مرتکب ایک قوم پر اسے غلبہ حاصل ہوا تو اس نے فوجیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کردیا جائے۔ جلادوں نے قتل کرنا شروع کیا، جب ایک اعرابی باقی رہ گیا تو نماز کا وقت ہوگیا۔ حجاج نے اپنے ایک سالار اور معتمد قُتیبہ بن مسلم کو بلایا اور کہا کہ یہ شخص آج رات تمہارے پاس رہے گا، کل اسے ہمارے ہاں پیش کیا جائے۔

قتیبہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی کو اپنے ہمراہ لیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس نے مجھ سے بڑی لجاجت سے کہا کہ قتیبہ! اگر تمہارے اندر کوئی جذبہ خیر ہے تو میں ایک بات کہوں، میں نے کہا کہ ہاں بتاؤ، کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس لوگوں کی

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: محمد بن علی بن الشاہ، ج۵۴، ص۳۳۳، رقم الترجمة: ۶۷۹۶
الناشر: دار الفکر

امانتیں ہیں اور کل حجاج مجھے قتل کرنے والا ہے، کیا ایسا ممکن ہے کہ تم مجھے گھر جانے دو تا کہ میں لوگوں کی امانتیں واپس کردوں، حق داروں کا حق ادا کروں اور جو کچھ مجھے لینا دینا ہے اپنے ورثاء کو بتا آؤں۔ میں رب العزت کو اپنا کفیل بناتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا۔

میں نے اس کی بات پر بڑا تعجب کیا اور مسکرایا بھی کہ یہ کس قسم کی بات کر رہا ہے، اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا کہ میں رب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کل واپس آجاؤں گا، مجھے جانے دو، میں مسلسل انکار کرتا رہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں چھوڑ دوں اور تم واپس آجاؤ گے، اس شخص کا اصرار جاری رہا اور مسلسل میری منت سماجت کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے اس پر ترس آگیا اور اعتبار کرلیا۔ چناں چہ میں نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

جیسے ہی اسے اجازت ملی وہ فوراً اپنے گھر روانہ ہوگیا اور ادھر اس کے جانے کے بعد مجھے پچھتاوا لگ گیا کہ یہ میں نے کیا کردیا۔ اسے کیوں چھوڑ دیا! یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ واپس آئے۔ ادھر حجاج کا ڈر کہ اس کو قیدی نہ دیا تو اس کا میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ بہر حال وہ رات میری زندگی کی سب سے بھیانک رات تھی، جو مسلسل غم اور مناجات میں گزری۔

اگلے دن صبح سویرے ہی میرے گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا، میں فوراً باہر گیا دیکھا تو وہ اعرابی دروازے پر کھڑا تھا، میں نے اس کو دیکھا تو میری جان میں جان آئی، پوچھا کہ واپس آگئے ہو، کہنے لگا: ہاں، تمہارے سامنے تو کھڑا ہوں۔ دراصل مجھے اعتبار نہیں آرہا تھا۔ اُس نے کہا:

جَعَلْتُ اللّٰهَ كَفِيْلًا وَلَا أَرْجِعُ؟

جب میں نے رب العزت کو اپنا کفیل بنایا تھا تو واپس کیسے نہ آتا؟

میں اسے ہمراہ لے کر حجاج کے پاس حاضر ہوا، قیدی کو میں نے دربان کے پاس چھوڑا۔ حجاج نے دیکھتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ قتیبہ! وہ ہمارا قیدی کدھر ہے؟ میں نے کہا

کہ امیر کی خیر اور سلامتی ہو، دروازے پر کھڑا ہے۔ میں دروازے کی طرف لپکا اور اس کو حجاج کی خدمت میں پیش کر دیا اور رات والا واقعہ بھی بیان کر دیا۔ حجاج نے اس قیدی کو اوپر سے نیچے، نیچے سے اوپر دیکھنا شروع کر دیا، گویا وہ کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ اچانک حجاج کی آواز گونجی:

وَهَبْتُهُ لَكَ.

یہ قیدی میں نے تمہیں بخش دیا۔ اب جو اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تمہاری مرضی ہے۔ میں نے قیدی کو ہمراہ لیا اور باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر قیدی سے کہا: جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔

اعرابی نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ.

اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے اور تیرا شکر ہے۔

اس کے بعد اس نے نہ کوئی دوسرا کلمہ کہا اور نہ ہی میرا شکریہ ادا کیا اور ایک طرف چل دیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میں نے اس شخص کو موت کے چنگل سے نکالا ہے، مگر اس نے میرا شکریہ ادا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ بدو مجنون ہے، پاگل ہے۔

اگلے دن وہ اعرابی دوبارہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

يَاهٰذَا، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّيْ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ، وَاللّٰهِ! مَا ذَهَبَ عَنِّيْ أَمْسِ مَا صَنَعْتَ، وَلٰكِنْ اَنْ أُشْرِكَ فِيْ حَمْدِ اللّٰهِ أَحَدًا.

بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ دے، اللہ کی قسم! میں نے کل جاتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی تھی اور اسی کا شکر ادا کیا تھا، اور تیرا کوئی شکریہ ادا نہ کر سکا اس کا مجھے خیال ہے، تم برا مت ماننا، میں نے ایسا اس لیے کیا کہ یہ بات مجھے اچھی نہ لگی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے شکر میں کسی غیر کو شریک کروں۔ (۱)

(۱) الكشكول للهمداني: وفاء أعرابي، ج۲ص۳۱۴،۳۱۵ الناشر: دار الكتب العلمية

حرم میں تکبّر کے سبب ایک مال دار شخص بھکاری بن گیا

ایک مال دار شخص صفا اور مروہ کے درمیان گھوڑے پر سوار ہو کر سعی کر رہا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب سعی کی جگہ مسجد حرام کے احاطے سے باہر تھی، اس کے اردگرد چھوٹے بڑے غلاموں اور نوکروں کا ہجوم تھا جس سے راستہ تنگ پڑ چکا تھا۔ یہ دیکھ کر سعی کرنے والے دیگر لوگوں کو سخت غصہ آیا اور وہ گھور گھور کر اس آدمی کو دیکھنے لگے، وہ خاصا لمبا تڑنگا انسان تھا، اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔

اس مال دار نے جس سال حج کیا، اسی سال حج کرنے والوں میں سے کسی کی ملاقات چند سالوں بعد اس مال دار سے ہوئی جو اب بغداد کے پل پر بیٹھ کر لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ حاجی نے مال دار سے (جو اَب بھکاری کے روپ میں تھا) پوچھا: کیا تو وہی آدمی تو نہیں ہے جس نے فلاں سال حج کیا تھا اور تیرے اردگرد غلاموں اور نوکروں کا اس قدر ہجوم تھا کہ دیگر لوگوں کے لیے سعی کرنے میں راستہ تنگ پڑ گیا تھا؟

بھکاری نے جواب دیا: ہاں، میں وہی شخص ہوں۔

حاجی نے دریافت کیا: پھر کس چیز نے تجھے اس ناگفتہ حالت میں لا پہنچایا ہے؟

بھکاری نے جواب دیا:

تَكَبَّرْتُ فِيْ مَكَانٍ يَتَوَاضَعُ فِيْهِ الْعُظَمَاءُ، فَأَذَلَّنِيَ اللّٰهُ فِيْ مَكَانٍ يَتَعَالَى فِيْهِ الْأَذِلَّاءُ.

میں نے اس جگہ میں کبر و نخوت کو اختیار کیا جہاں متقی و پرہیز گار لوگ تواضع و انکساری اختیار کرتے ہیں، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ ذلیل خوار کیا جہاں ذلیل و رسوا لوگ بڑے بنتے ہیں۔ (۱)

عِلَل اربعہ کی تعریف

علت مادی کی تعریف یہ ہے ''مَا بِهِ الشَّيْئُ بِالْقُوَّةِ'' یعنی وہ چیز جس سے کوئی شے

---

(۱) عیون الأخبار: ج ۱ ص ۱۲۷

بالقوہ بنتی ہے۔مثلاً طین یعنی مٹی گھڑے کے لیے۔

علت صوری کی تعریف یہ ہے ''مَا بِهٖ الشَّیْئُ بِالْفِعْلِ'' یعنی وہ شکل جس سے بالفعل کوئی شے محقق ہوتی ہے۔مثلاً گھڑے کی صورت گھڑے کے لیے علت صوری ہے کیوں کہ اس سے گھڑا بالفعل گھڑا بنتا ہے۔

علت فاعلی کی تعریف یہ ہے ''مَا بِهٖ وَجُوْدُ الشَّیْئُ فِی الْوَاقِعِ وَالْخَارِجِ'' یعنی وہ صانع جو کسی شے کو خارج میں وجود دے۔مثلاً کمہار گھڑے کے لیے علت فاعلی ہے۔

علت غائی کی تعریف یہ ہے ''مَا لِاَجْلِهٖ صَنَعَ الشَّیْئَ'' یعنی وہ مقصد جس کے لیے کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔مثلاً گھڑے میں پانی جمع کرنا اور محفوظ رکھنا گھڑا بنانے کے لیے علت غائی ہے۔

حضرت بہلول رحمہ اللہ کا بچوں سے بھاگ کر ایک گھر میں داخل ہونا

ایک دن بہلول رحمہ اللہ بچوں سے بھاگ کر ایک گھر کی طرف دوڑے اس کا دروازہ کھلا ہوا پایا تو اندر جا گھسے، صاحب مکان کھڑا ہوا تھا جس کے بال دو چوٹیوں کی صورت میں (دائیں بائیں) لٹکے ہوئے تھے اس نے چلّا کر کہا گھر میں کیوں آ گھسے ہو؟ تو بولے:

''یٰذَاالْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ''

اے ذوالقرنین (یہ اس کی دونوں چوٹیوں کی طرف اشارہ ہوگیا) یاجوج اور ماجوج نے (اس سے مراد بچے ہیں) زمین میں فساد مچا رکھا ہے:

وعبث بِهِ الصّبیان یَوْمًا ففر مِنْهُم والتجأ إِلَى دَار بَابهَا مَفْتُوح فَدَخلهَا وَصَاحب الدَّار قَائِم لَهُ ضفيرتان فصاح بِهِ مَا أدخلك دَارِي فَقَالَ يَا ذَا القرنين إِن يَأْجُوج وَمَأْجُوج مفسدون فِي الأَرْض.[1]

(۱) الوافي بالوفيات: ترجمة: بهلول، ج۱۰ ص۱۹۵ الناشر: دار إحياء التراث العربي

حضرت بہلول رحمہ اللہ اور ظرافتِ طبع

حضرت بہلول رحمہ اللہ پر ایک مرتبہ بچوں نے حملہ کیا تو وہ ایک گھر میں جا گھسے صاحب مکان نے کھانا منگالیا تو بچوں نے دروازے پر شور مچانا شروع کر دیا اور وہ کھانا کھا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے:

"فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴿١٣﴾"

پھر ان (فریقین) درمیان میں ایک دیوار قائم کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اس کے اندرونی جانب میں رحمت اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا، (اندرونی جانب میں رحمت سے اشارہ کھانے کی طرف تھا اور بیرونی جانب میں عذاب سے اشارہ بچوں کی طرف تھا):

قال علی السیرافي حمل الصبيان يوماً علی بهلول، فانهزم منهم فدخل دار بعض القرشيين ورد الباب، فخرج صاحب الدار فأحضر له طبقاً فيه طعام فجعل يأكل ويقول فضرب لهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب.(١)

حضرت بہلول رحمہ اللہ اور ترکے کی تقسیم

حضرت بہلول رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، اس نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بیوی چھوڑی اور مال کچھ نہیں چھوڑا تو ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی؟ بہلول رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ بیٹے کے حصہ میں یتیمی اور بیٹی کے حصہ میں رونا پیٹنا اور بیوی کے حصہ میں گھر کی ویرانی اور جو باقی بچے وہ عصبات کا حق ہوگا:

وَسُئِلَ بهْلُول عَن رجل مَاتَ وَخلف أَبنَاء وبنتًا وَزَوْجَة وَلم يتْرك من الْمَال شَيْئا فَقَالَ لِلِابْنِ الْيَتِيم وللبنت الثكل وللزوجة خراب الْبَيْت وَمَا بَقِي فللعصبة.(٢)

---

(١) عقلاء المجانين: بهلول، ص٧٢ الناشر: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الأذكياء: ص ٢٠٦ الناشر: مكتبة الغزالي

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کے سبب مغفرت

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حسین بن احمد الشیرازی فرماتے ہیں کہ جب احمد بن منصور الحافظ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو میرے والد کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں ان کو دیکھا کہ جامع شیراز میں محراب کے اندر ہیں اور آپ کے جسم پر ایک جوڑا ہے اور سر پر موتیوں سے آراستہ خوب صورت تاج ہے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا اکرام کیا، میں نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہوا؟ فرمایا کہ کثرت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے یہ مرتبہ مجھے حاصل ہوا:

وقال الحسين بن أحمد الشيرازي لما مات أحمد بن منصور الحافظ، جاء إلى أبي رجل، فقال رأيته في النوم وهو في المحراب واقف بجامع شيراز، وعليه حلة، وعلى رأسه تاج مكلل بالجوهر، فقلت ما فعل الله بك؟ قال غفر لي وأكرمني، قلت بماذا؟ قال بكثرة صلاتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم.[1]

حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور پیشہ رزقِ حلال

۱...... حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔

۲...... حضرت نوح علیہ السلام نجاری یعنی بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

۳...... حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے۔

۴...... حضرت ہود اور حضرت صالح علیہ السلام نے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔

۵...... حضرت شعیب علیہ السلام مویشی پالتے تھے اور ان کا دودھ اور اون فروخت کرتے تھے۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: احمد بن منصور بن ثابت، ج۱٦ ص۴۷۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

۶......حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیشہ گلّہ بانی تھا۔

۷......حضرت داود علیہ السلام زرہ بناتے تھے۔

۸......حضرت سلیمان علیہ السلام عظیم سلطنت کے حکمران ہونے کے باوجود اپنی گزر بسر کے لیے ٹوکریاں اور زنبیلیں بناتے تھے۔

۹......حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُجرت پر بکریاں بھی چرائیں اور تجارت بھی کی۔

ایثار وہمدردی کا ایک حیرت انگیز واقعہ

علامہ وَاقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، فاقوں تک نوبت پہنچی، گھر سے اطلاع آئی کہ عید کا موقع ہے اور گھر میں کچھ نہیں، بڑے تو صبر کرلیں گے، لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گزاریں گے؟ یہ سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا، وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سر بمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ تھمادی، میں گھر آیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا، اس کے گھر میں افلاس وغربت نے ڈیرہ ڈالا تھا، وہ قرض رقم چاہتا تھا، میں نے گھر جاکر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی، کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا، تھیلی کی رقم نصف نصف تقسیم کرلیں گے اس طرح دونوں کا کام چل جائے گا، کہنے لگی، بڑی عجیب بات ہے، آپ ایک عام آدمی کے پاس گئے، اس نے آپ کو بارہ سو درہم دیے اور آپ اسے ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں، آپ اسے پوری تھیلی دے دیں۔ چناں چہ میں نے وہ تھیلی کھولے بغیر سر بمہر اس کے حوالہ کردی، وہ تھیلی لے کر گھر پہنچا تو میرا تاجر دوست اس کے پاس گیا، کہا، عید کی آمد ہے، گھر میں کچھ نہیں، کچھ رقم قرض چاہیے۔ ہاشمی دوست نے وہی تھیلی سر بمہر اس کے حوالہ کردی، اپنی ہی تھیلی اسی طرح سر بہ مہر دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ وہ تھیلی ہاشمی دوست کے ہاں چھوڑ کر میرے پاس آیا، میں نے اسے پورا قصہ سنایا، درحقیقت تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا وہ سارا مجھے

دے گیا تھا، اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا، ہاشمی نے جب وہ حوالہ کرنا چاہا تو راز کھل گیا۔

ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعہ کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے، کہنے لگے، ان میں دو ہزار آپ کے، دو ہزار آپ کے ہاشمی دوست کے، دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں کیوں کہ وہ تو سب میں زیادہ قابل قدر اور لائق اعزاز ہے۔ (۱)

امام اَصمعی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز حافظہ

عربی زبان کے مشہور ادیب و ماہر امام اصمعی رحمہ اللہ کے حافظہ کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں، جو علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے "وفیات الأعیان" میں لکھا ہے، ایک مرتبہ امیر حسن ابن سہیل نے ادیبوں کو جمع کیا جن میں اصمعی، ابوعبیدہ اور نصر بن علی وغیرہ شامل تھے۔ ادیبوں کے ساتھ گفتگو شروع کرنے سے قبل، امیر نے مختلف ضروریات کے لیے دی گئی پچاس درخواستوں پر اپنی صوابدید کے مطابق احکامات لکھ کر جاری کیے، پھر ادیبوں سے گفتگو شروع کی، محدثین کا تذکرہ چلا تو ابوعبیدہ، اصمعی پر تعریض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جناب! اس مجلس میں بھی موجود کچھ لوگ اسلاف جیسے حافظہ کا دعویٰ کر کے کہتے ہیں کہ ایک بار کوئی کتاب پڑھنے کے بعد دوبارہ اس کے دیکھنے کی انہیں ضرورت ہی نہیں پڑتی اور کوئی بات ایک مرتبہ ان کے ذہن میں داخل ہو جائے تو پھر کبھی نہیں نکلتی، اصمعی نے کہا جناب! ابوعبیدہ مجھ پر تعریض کر رہے ہیں لیکن واقعہ وہی ہے جیسا انہوں نے بیان کیا، ابھی آپ نے پچاس درخواستوں پر مختلف احکامات لکھے، قریب ہونے کی وجہ سے میں دیکھ رہا تھا اگر آپ چاہیں تو وہ تمام درخواستیں منگوالیں، ہر درخواست میں جو کچھ لکھا ہوگا، میں تمام زبانی سنائے دیتا ہوں، چناں چہ امام اصمعی رحمہ اللہ نے وہ تمام درخواستیں اور امیر کی

---

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن عمر بن واقد أبو عبد الله الواقدي، ج۳ص ۲۲۹، رقم الترجمة: ۱۲۵۵ الناشر: دار الكتب العمية

طرف سے ان پر لکھے گئے احکامات سنانا شروع کیے، جب چالیس سے کچھ اوپر پہنچے تو نصر بن علی رحمہ اللہ نے امام اصمعی رحمہ اللہ کو منع کیا کہ کہیں نظر بد نہ لگ جائے، تب امام اصمعی رحمہ اللہ رک گئے۔ (۱)

اولیاء اللہ کی قبور کے پاس دعاؤں کی قبولیت

۱...... حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ عثمان بن موسیٰ طائی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ آپ کا مکّہ میں ۶۷۴ھ میں بروز جمعرات انتقال ہوا۔ کہتے ہیں کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی تھی:

إن الدعاء يستجاب عِنْدَ قبره. (۲)

۲...... علامہ ذہبی رحمہ اللہ شیخ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک اصبہانی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں کہتے ہیں، عبدالغافر رحمہ اللہ "التاریخ" میں کہتے ہیں، "الاستاذ ابوبکر" آپ کی قبر "حیرہ" میں ہے، آپ کی قبر مبارک کے واسطہ سے بارگاہِ الٰہی میں بارش طلب کی جاتی تھی:

قال عبد الغافر في (سياق التاريخ) الأستاذ بو بكر قبره بالحيرة يستسقى به. (۳)

ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر حیرہ میں ہے اور زیارت گاہِ عام ہے اور لوگوں کی یہاں دعا قبول ہوتی ہے:

ودفن بالحيرة ومشهده بها ظاهر يزار ويستسقى به وتجاب الدعوة عنده. (۴)

۳...... حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، آپ بابِ صغیر کے شہداء کی قبروں پر بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان

(۱) وفيات الاعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: الأصمعي، ج۳ ص۱۷۳، ۱۷۴ الناشر: دار صادر بيروت (۲) ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: عثمان بن موسىٰ بن عبد الله الطائي، ج۴ ص۱۲۴ الناشر: مكتبة العبيكان (۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن فورك ابو بكر محمد بن الحسن الأصبهاني، ج۱۷، ص۲۱۴ الناشر: مؤسسة الرسالة (۴) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ترجمة: أبوبكر ابن فورك، ج۴ ص۲۷۲ الناشر: دار صادر بيروت

پابندی کے ساتھ دعا مانگنے جایا کرتے تھے اور کہتے تھے، میں نے ایسی دعا نہیں دیکھی یا اتنی جلد قبول ہونے والی دعا نہیں دیکھی (وہ یہ ہے):

یا الله، یا الله، أنت الله بلی والله أنت الله لا إله إلا أنت الله الله الله والله انه لا إله إلا الله.

یا اللہ، یا اللہ، تو ہی اللہ ہے ہاں واللہ تو ہی اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، اللہ اللہ، اللہ، واللہ! اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں:

ویواظب عَلَى الدعاء يَوْم الأربعاء، بَيْنَ الظهر والعصر بمقابر الشهداء من بَاب الصغير وَقَالَ مَا رأيت مثل هَذَا الدعاء، أَوْ أسرع إجابة منه يا الله يا الله أَنْتَ الله، بلى والله، أَنْتَ الله، لا إله إلا أَنْتَ الله الله الله، والله إنه لا إله إلا الله.(۱)

۴......علامہ ذہبی رحمہ اللہ قاضی ابوالحسن خَلعی شافعی رحمہ اللہ سیرتِ نبویہ کے راوی، مسند دیارمصر کے بارے میں حکایت کرتے ہیں کہ ابن الانماطی کہتے ہیں، علامہ خلعی رحمہ اللہ کی قبر قرافہ میں تھی اور "جن وانس کے قاضی کی قبر" کے نام سے معروف تھی۔ مشہور تھا کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے:

قال ابن الأنماطي قبر الخلعي بالقرافة يعرف بقبر قاضي الجن والإنس، يعرف بإجابة الدعاء عنده.(۲)

۵......خطیب بغدادی رحمہ اللہ ابراہیم حربی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ معرف کرخی رحمہ اللہ کی قبر مبارک "تریاق" اور مجرب ہے (کہ وہاں دعائیں قبول ہوتیں ہیں):

ابوالفضل زہری رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، معروف کرخی رحمہ اللہ کی قبر

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ترجمة: إبراهيم بن عبدالواحد بن علي بن سرور المقدسي الدمشقي، ج۳ص۲۰۷ الناشر: مكتبة العبيكان (۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الخلعي أبو الحسن علي بن الحسن بن الحسين، ج۱۹ ص۷۷ رقم الترجمة ۴۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

مبارک قضاء حوائج کے لیے مجرب ہے، اور کہتے ہیں کہ جو وہاں سو مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد" پڑھے گا اور رب تعالیٰ کی ذات سے اپنی مراد مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمادیں گے۔

ابوعبداللہ بن محاملی رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ستر سال سے معروف کرخی رحمہ اللہ کی قبر مبارک کو دیکھ رہا ہوں کہ جس مصیبت زدہ نے بھی ان کی قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کے غم (اور مصیبت) کو دور کر دیا:

سمعت إبراهيم الحربي يقول قبر معروف الترياق المجرب أخبرني أبو إسحاق إبراهيم بن عمر البرمكي قال نبأنا أبو الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن بن محمد الزهري قال سمعت أبي يقول قبر معروف الكرخي مجرب لقضاء الحوائج ويقال إنه من قرأ عنده مائة مرة قل هو الله أحد وسأل الله تعالى ما يريد قضى الله له حاجته سمعت أبا عبد الله بن المحاملي يقول أعرف قبر معروف الكرخي منذ سبعين سنة ما قصده مهموم إلا فرج الله همه.[1]

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ نے "الحصن الحصين" میں ایک مستقل فصل باندھی ہے جس میں ان جگہوں کا ذکر کیا ہے جن میں دعا قبول ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں۔ کعبہ کو (پہلی مرتبہ) دیکھنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اور مساجد ثلاثہ (مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام) کے مشہور مقامات پر دعاؤں کا قبول ہونا مجرب ہے اور سورۂ انعام میں "جلالتین" کے درمیان، طواف میں، ملتزم کے پاس اور انبیاء کرام علیہ السلام کی قبور کے پاس دعا قبول ہوتی ہے، اور صلحاء کی قبروں کے پاس معروف شرائط کے ساتھ دعاؤں کا قبول ہونا مجرب ہے:

وَورد مجربا فِي مَوَاضِع كَثِيرَة مَشْهُورَة فِي الْمَسَاجِد الثَّلَاثَة وَبَين الجلالتين

(۱) تاريخ بغداد: باب ما ذكر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج ۱ ص ۱۳۵
الناشر: دار الكتب العلمية

مِن سُورَۃ الْاَنْعَام وَفِي الطّواف وَعند الْمُلْتَزم وجرب استجابة الدُّعَاء عِنْد قُبُور الصَّالِحين بِشُرُوط مَعْرُوفَة.(۱)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ علامہ جزری رحمہ اللہ کے کلام پر حاشیہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں، اس کی وجہ (ان حضرات کے) شرف عظمت اور برکت کا (ان مقامات پر) نزول ہے، ہم یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مکان کی برکت دعا مانگنے والے تک سرایت کرتی ہے، جس طرح صالحین کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا (کثرت کے ساتھ) ذکر کرنے والوں کی برکت ان کے پاس بیٹھنے والوں تک جوان (صلحاء) میں سے نہ ہوں، سرایت کرتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا ان سے محروم القسمت نہیں رہتا، اس سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے:

وَوجه ذَلِك مزِيد الشّرف ونزول الْبركَة وَقد قدمنَا أَنَّهَا تسري بركَة الْمَكَان على الدَّاعِي كَمَا تسري بركَة الصَّالِحين الذَّاكِرِينَ الله سُبْحَانَهُ على من دخل فيهم مِمَّن لَيْسَ هُوَ مِنْهُم كَمَا يفِيدهُ قَوْله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هم الْقَوْم لَا يشقى بهم جليسهم.(۲)

اہل اللہ کے قریب دفن ہونے سے عذاب میں تخفیف

خطیب بغدادی رحمہ اللہ ابو یوسف بختان رحمہ اللہ کی سند سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں، جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا گویا کہ ہر قبر پر ایک قندیل روشن ہے۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اسے کہا گیا، کیا تمہیں نہیں پتا کہ ان قبر والوں کی قبروں کو اس شخص کی وجہ سے منور کر دیا گیا ہے جس کی قبر ان کے درمیان میں ہے، ان میں سے بعض کو عذاب ہو رہا تھا (اس آنے والے کی برکت سے اس

(۱) الحصن الحصین من کلام سید المرسلین: فصل الذین یستجاب دعاؤھم وبم یستجاب: ص۵۴

(۲) تحفة الذاکرین بعدة الحصن الحصین: ص۷۴ الناشر: دار القلم بیروت

عذاب کو ہٹا کر) اس پر رحم کر دیا گیا۔

حدثني أبو يوسف بن بختان وكان من خيار المسلمين قال لما مات أحمد بن حنبل رأى رجل في منامه كأن على كل قبر قنديلا فقال ما هذا؟ فقيل له أما علمت أنه نور لأهل القبور قبورهم بنزول هذا الرجل بين أظهرهم قد كان فيهم من يعذب فرحم.[1]

حضرت خضر علیہ السلام کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلافت کی خبر دینا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ریاح بن عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نماز کے لیے نکلے (اس وقت) ایک بزرگ نے ان کے ہاتھ کا سہارا لیا ہوا تھا۔ میں نے جی میں کہا، یہ سخت مزاج بزرگ ہیں، جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نماز پڑھ لی اور گھر میں چلے گئے تو میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا، اور کہا، اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، یہ آپ کے ہاتھ پر سہارا لیے ہوئے بزرگ کون تھے:

فقال يا رياح، رأيته؟ قلت نعم قال ما أحسبك إلا رجلا صالحا، ذاك أخي الخضر، أتاني، فأعلمني أني سألي أمر الأمة، وأني سأعدل فيها.[2]

عمر نے کہا: اے ریاح! کیا تم نے انہیں دیکھا؟ میں نے کہا، جی ہاں، عمر رحمہ اللہ نے فرمایا، یقیناً تم ایک نیک شخص ہو، وہ میرے بھائی خضر علیہ السلام تھے، مجھے یہ بتانے آئے تھے کہ میں امت کا والی (اُور امیر) بنوں گا اور اس کے ساتھ عدل کروں گا۔

اپنی قبر کے لیے جگہ کا انتخاب کرنا

علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ شیخ عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب حنبلی رحمہ اللہ کے ترجمہ

---

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: باب ما ذكر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزهاد، ج۱ ص۱۳۴ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمر بن عبد العزيز بن مروان الأموي، ج۵ ص۱۲۲ رقم الحديث الترجمة: ۴۸ الناشر: مؤسسة الرسالة

میں فرماتے ہیں، علامہ ابن ناصر الدین رحمہ اللہ اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ مجھے ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کی قبر کھودنے والے نے (خود) بیان کیا کہ ابن رجب رحمہ اللہ اپنی وفات سے چند ایام قبل ان کے پاس آئے اور کہا، میرے لیے یہاں قبر کھودنا، پھر اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں اب وہ مدفون ہیں۔ وہ گورکن کہتا ہے، میں نے ان کے لیے قبر کھودی، جب میں قبر کھود چکا تو وہ قبر میں اُتر کر لیٹ گئے، انہوں نے قبر کو پسند کیا اور فرمایا، اچھی قبر ہے، پھر باہر آ گئے، وہ گورکن کہتا ہے، خدا کی قسم! چند دن بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ان کی میت اُٹھا کر لائی گئی۔ میں نے ان کو خود قبر میں اُتارا اور انہیں دفن کیا۔ (۱)

ایک نیکوکار میّت کی شفاعت کے سبب چالیس آدمیوں کی بخشش

عبداللہ بن نافع رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ مدینہ کا ایک شخص فوت ہو گیا، ایک آدمی نے اس کو خواب میں دیکھا گویا کہ وہ آگ میں جل رہا ہے، وہ اس بات سے بڑا غمگین ہو گیا۔ ایک گھڑی یا دو گھڑی کے بعد اس شخص نے اسے خواب میں دیکھا گویا کہ وہ جنّت والوں میں سے ہے، اس نے اس مرنے والے سے پوچھا، تم نے کہا تھا گویا کہ میں دوزخ والوں میں سے ہوں؟ (اور اب جنّت والوں میں ہو، یہ کیا ماجرا ہے) اس نے کہا، بات یہی تھی مگر ہوا یہ کہ ایک نیک شخص میرے پہلو میں دفن کیا گیا، اس نے چالیس آدمیوں کے لیے (عذاب ہٹائے جانے) کی شفاعت کی۔ (اور اس کی شفاعت قبول ہوئی) میں ان چالیس میں سے ایک تھا:

حَدثنَا عبد الله بن نَافِع قَالَ مَاتَ رجل من اهل الْمَدِينَة فَرَآهُ رجل كَأَنَّهُ من اهل النَّار فاغتنم لذَلِك ثمَّ انه بعد سَاعَة أَو ثَانِيه رَآهُ كَأَنَّهُ من اهل الْجنَّة فَقَالَ الم تكن قلت انك من اهل النَّار قَالَ قد كَانَ ذَلِك إِلَّا أَنه دفن مَعنا رجل من الصَّالِحين فشفع فِي اربعين من جيرانه فَكنت أَنا مِنْهُم.(۲)

---

(۱) شذرات الذهب فی اخبار من ذهب: سنة خمس تسعین وسبعمائة ، ج:۸ص:۵۸۰ الناشر : دار ابن کثیر

(۲) کتاب الروح : عذاب القبر دائم ام منقطع، ص۹۰

فکرِ آخرت کے لیے درد انگیز اشعار

وَيَحْدُو الْجَدِيدَانِ الْجَدِيدَ إِلَى الْبِلَى وَكَمْ مِنْ جَدِيدٍ قَدْ أَبَادَا وَبَدَّدَا
وَكَمْ أَبْلَيَا مِنْ جِدَّةٍ وَبَشَاشَةٍ وَعُمْرٍ طَوِيلٍ أَفْنَيَاهُ وَأَبْعَدَا
وَكَمْ كَدَّرَا مِنْ لَذَّةٍ وَغَضَارَةٍ وَكَمْ فَجَعَا إِلْفًا بِإِلْفٍ وَأَفْرَدَا
وَكَمْ أَحْدَثَا مِنْ عِبْرَةٍ بَعْدَ حَبْرَةٍ بَكِيٌّ مَكَاوٍ حَرُّهَا لَنْ يُبَدَّدَا
وَكَمْ مِنْ جَدِيدٍ صَيَّرَاهُ إِلَى الْبِلَى وَمِنْ ذِي شَبَابٍ صَيَّرَاهُ مُفَنَّدَا
وَكَمْ مِنْ عَظِيمِ الْمُلْكِ أَشْوَسَ بَاذِخٍ تَعَاوَرَهُ الْعَصْرَانِ حَتَّى تَبَلَّدَا
وَكَمْ عَامِرٍ لَمْ يَبْقَ فِيهِنَّ سَاكِنًا وَلَاقَى خَرَابَ الدَّهْرِ مَا كَانَ شَيَّدَا
وَكَمْ صَدَعَ الْعَصْرَانِ مِنْ شَعْبِ مَعْشَرٍ وَأَمْرٌ عَجِيبٌ غَيَّبَاهُ وَأَشْهَدَا
وَكَمْ قَمَصَا مِنْ مُتْرَفٍ ذَا مَهَابَةٍ وَسَاقَا إِلَى حَوْضِ الْمَنَايَا فَأَوْرَدَا
فَأَمْسَى ذَلِيلًا خَدُّهُ مُتَعَفِّرًا وَزَايَلَ مُلْكًا لَا يُرَامُ وَسُودَدَا
وَكَمْ آمِنٍ قَدْ رَوَّعَاهُ بِفَجْعَةٍ وَأَمْرٍ عَجِيبٍ قَرَّبَاهُ وَأَبْعَدَا
يَكُرَّانِ تَتْرَى بِالْمَوَاعِظِ فِيهِمَا وَمَا نَفَعَا إِلَّا الرَّشِيدَ الْمُسَدَّدَا
وَكُلُّ امْرِءٍ يَوْمًا سَيُجْزَى بِفِعْلِهِ وَكُلٌّ مُوَفًّى زَادَهُ مَا تَزَوَّدَا(۱)

دن ورات ہر نئے آنے والے کو بوسیدگی کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور کتنوں کو ہلاک اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کتنے ہی جدت پسند اور اہل بشاشت کو فنا کر دیا اور طویل عمر والوں کو فنا کر دیا اور زندگی سے دور کر دیا۔ کتنے ہی لذت والوں اور آسودہ حالوں کو مکدر بنا دیا اور کتنے ہی دوستوں کو رنجیدہ کر کے علیحدہ کر دیا، اور خوشی کے بعد کتنی ہی عبرتیں پیدا کر دیں جو انتہائی اندوہگیں اور غمناک تھیں جن کا اثر ابھی تک باقی ہے اور کتنوں کو پرانا کر دیا اور جوانوں کو بوڑھا کر دیا اور کتنے ہی بلند سر بادشاہوں کو گردش ایام نے نیست و نابود کر دیا،

(۱) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۱۹۷، الناشر: دار ابن كثير

کتنی ہی آبادیاں ہیں جن میں کوئی مکین نہیں رہا۔ اور پختہ مضبوط محلات کو زمانے نے ویران کر دیا، زمانے نے کتنے ہی ناز و نعمت میں پڑے ہوئے، بارعب و دبدبہ لوگوں کو توڑ کر رکھ دیا اور انہیں موت کے حوض کی طرف لے جا کر اس میں غرق کر دیا۔ کتنے ہی لوگ خاک آلود اور ذلیل ہو گئے اور ان کی بڑی بڑی حکومتیں اور سرداریاں جاتی رہیں۔ کتنے ہی امن والوں کو اچانک تکلیف کے ساتھ خوفزدہ کر دیا۔ اور بڑے عجیب امور کے ساتھ انہیں تہہ و بالا کر دیا۔ مواعظ و نصیحت تو بار بار ہوتی رہیں مگر ہدایت یافتہ اور درستگی والا ہی فائدہ اٹھا سکا۔ ایک دن ہر انسان کو اس کے کیے کا بدلہ ملے گا، اور ہر انسان کا وہی توشہ محفوظ ہے جو توشہ اس نے تیار کیا۔

چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں

مالک بن دینار رحمہ اللہ سے سنا کہ وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت فرما رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ ۱...... دل کی سختی ۲...... آنکھوں کا منجمد ہونا (اللہ کے خوف سے نہ رونا) ۳...... لمبی لمبی امیدیں رکھنا ۴...... دنیا کی حرص رکھنا:

قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ، يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ أَرْبَعٌ مِنْ أَعْلَامِ الشَّقَاءِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ، وَجُمُودُ الْعَيْنِ، وَطُولُ الْأَمَلِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الدُّنْيَا.[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سات سو اونٹوں پر لدا ہوا ساز و سامان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں تھیں کہ انہوں نے مدینہ میں ایک شور سنا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ ملکِ شام سے ضرورت کی ہر چیز لے کر آ رہا

(۱) الزهد لابن أبي الدنيا: ص ۳۶، الناشر: دار ابن كثير

ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اس قافلہ میں) سات سو اونٹ تھے اور سارا مدینہ اس شور کی آواز سے گونج اٹھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔ یعنی مال و دولت کی فراوانی کے سبب حساب و کتاب میں تاخیر ہونے کو ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، ورنہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے تھے) یہ بات حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو پہنچی تو انہوں نے کہا: میں پوری کوشش کروں گا کہ میں جنت میں (قدموں پر) چل کر داخل ہوں، اور یہ کہہ کر اپنا سارا قافلہ مع سارے سامان تجارت اور کجاووں کے اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا عَائِشَةُ فِي بَيْتِهَا إِذْ سَمِعَتْ صَوْتًا فِي الْمَدِينَةِ فَقَالَتْ :مَا هَذَا؟ قَالُوا عِيرٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَدِمَتْ مِنَ الشَّامِ تَحْمِلُ كُلَّ شَيْءٍ قَالَ وَكَانَتْ سَبْعَمِائَةِ بَعِيرٍ قَالَ فَارْتَجَّتِ الْمَدِينَةُ مِنَ الصَّوْتِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ، يَقُولُ قَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ قَالَ لَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَدْخُلَنَّهَا قَائِمًا فَجَعَلَهَا بِأَقْتَابِهَا وَأَحْمَالِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.(۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور انفاق فی سبیل اللہ

امام زُہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا آدھا مال چار ہزار درہم اللہ کے راستہ میں صدقہ کیے۔ پھر چالیس ہزار صدقہ کیے۔ پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیے۔ پھر پانچ سو گھوڑے اللہ کے راستہ میں دیے۔ پھر ڈیڑھ ہزار اونٹ اللہ کے راستہ میں دیے۔ ان کا اکثر مال تجارت کے ذریعہ کمایا ہوا تھا:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ تَصَدَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَطْرِ مَالِهِ أَرْبَعَةِ آلَافٍ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ

(۱) البداية والنهاية: سنة ثنتين وثلاثين، ج۱۵ ص۲۵۵ الناشر: دار هجر للطباعة

بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَى خَمْسِمِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَى أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ رَاحِلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكَانَ عَامَّةُ مَالِهِ مِنَ التِّجَارَةِ.(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے، ان کے لیے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خریدا گیا۔ (جب وہ خوشہ ان کے سامنے رکھا گیا تو) اس وقت ایک مسکین نے آکر سوال کیا۔ انہوں نے کہا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے وہ خوشہ اس مسکین کو دے دیا، وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جاکر اس مسکین سے وہ خوشہ ایک درہم میں خرید لیا (کیوں کہ بازار میں اس قت انگور نایاب تھے اس لیے اس سے خریدا) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت بں پیش کردیا۔ اس مسکین نے آکر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ گھر والوں نے اسے دے دیا وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جاکر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا اور لاکر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بش کردیا۔ اس مسکین نے آکر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا، وہ لے کر چل دیا) پھر گھر کے ایک آدمی نے جاکر اس مسکین سے وہ وشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا۔ (اور لاکر ان کی خدمت میں پیش کردیا) اس مسکین نے پھر اپس آکر مانگنے کا ارادہ کیا تو گھر والوں نے اسے روک دیا۔ لیکن اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوجاتا کہ یہ خوشہ اس مسکین سے خریدا گیا ہے اور اسے سوال کرنے سے بھی وکا گیا ہے تو وہ اسے بالکل نہ چکھتے:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اشْتَكَى، فَاشْتُرِيَ لَهُ عُنْقُودُ عِنَبٍ بِدِرْهَمٍ، فَجَاءَ مِسْكِينٌ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَخَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ، ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ الْمِسْكِينُ فَسَأَلَ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَخَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الرحمن بن عوف، ج ۱ ص ۹۹، الناشر: دار الكتاب العربي

بِدِرْهَمٍ، ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ الْمِسْكِينُ يَسْأَلُ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ خَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ فَمُنِعَ وَلَوْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ بِذَلِكَ الْعُنْقُودِ مَا ذَاقَهُ.(۱)

حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ کو دہکاتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ان تکلیفوں کے بارے میں پوچھا جو اُن کو مشرکوں کی طرف سے اٹھانی پڑیں، تو اس موقع پر حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ میری پشت کو دیکھیں، (اسے دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایسی کمر تو کبھی نہیں دیکھی۔ حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر المؤمنین مجھے کفار دہکاتے ہوئے انگاروں پر لٹاتے تھے اور میرے جسم پر کوئی بھاری چیز رکھ دی جاتی تھی تا کہ میں اپنی جگہ سے نہ ہل سکوں، تو میری کمر کی چربی اور رسنے والے خون سے کوئلے بجھتے تھے، میری کمر پر یہ نشانات اور داغ انہی مصائب کے سبب ہیں۔(۲)

کاش میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میری جانیں ہوتیں

حضرت ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے ملکِ روم کی طرف ایک لشکر بھیجا، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی بھی تھے۔ اُن کو رومیوں نے گرفتار کرلیا اور پھر اُن کو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے (جس کا لقب طاغیہ تھا) اور اسے بتایا کہ یہ محمد کے صحابہ میں سے ہیں۔ تو طاغیہ نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ سے کہا: کیا تم اس کے لیے تیار ہو کہ تم (اِسلام چھوڑ کر) نصرانی بن جاؤ، اور میں تمہیں اپنے ملک اور سلطنت میں شریک کرلوں؟

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج۱ ص۲۹۷، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱۳ ص۳۷۵، رقم الحديث: ۳۷۰۲۶ الناشر: مؤسسة الرسالة

(یعنی آدھا ملک میں تمہیں دے دوں گا) حضرت عبداللہ نے فرمایا: اگر تم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پلک جھپکنے جتنی دیر کے لیے چھوڑنے پر اپنا سارا ملک بھی دے دو اور عربوں کا ملک بھی دے دو تو میں پھر بھی تیار نہیں ہوں۔ تو اس پر طاغیہ نے کہا: پھر تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا: تم جو چاہے کرو۔ چناں چہ اس کے حکم دینے پر ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا، اس نے تیر اندازوں سے کہا کہ اس طرح تیر اُن پر چلاؤ کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں کے پاس سے تیر گذریں (جس سے یہ مرنے نہ پائیں اور خوفزدہ ہو جائیں) چناں چہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب بادشاہ نے اُن پر عیسائیت کو پھر پیش کیا لیکن یہ انکار کرتے رہے۔ پھر اس کے حکم دینے پر اُن کو سولی سے اُتارا گیا۔ پھر اس بادشاہ نے ایک دیگ منگوائی جس میں پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلائی (اور وہ پانی گرم ہو کر کھولنے لگا)۔ پھر اس نے دو مسلمان قیدی بلوائے اور اُن میں سے ایک مسلمان کو (زندہ ہی) اس کھولتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا گیا۔ (یہ خوفناک منظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دکھا کر) اس بادشاہ نے ان پر پھر نصرانیت کو پیش کیا لیکن انہوں نے پھر انکار کیا۔ اب بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو (زندہ) دیگ میں ڈال دیا جائے۔ جب سپاہی ان کو (دیگ کی طرف) لے کر جانے لگے تو یہ رو پڑے، بادشاہ کو بتایا گیا کہ اب تو وہ رو پڑے ہیں، وہ سمجھا کہ اب یہ (موت سے) گھبرا گئے ہیں۔ چناں چہ اس نے کہا: انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ چناں چہ ان کو واپس لایا گیا، اب بادشاہ نے پھر ان پر نصرانیت کو پیش کیا، انہوں نے پھر انکار کیا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ اچھا تم کیوں روئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں اس لیے رویا تھا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تجھے اب اس دیگ میں ڈالا جائے گا اور تو ختم ہو جائے گا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میرے پاس جانیں ہوں اور ہر جان کو اللہ کے دین کی وجہ سے اس دیگ میں ڈالا جائے۔ (میں تو اس وجہ سے رو رہا تھا کہ میرے پاس بس ایک ہی جان ہے) اس طاغیہ بادشاہ نے (ان کے اس جواب سے متاثر ہو کر) کہا: کیا یہ ہو سکتا ہے تم میرے سر کا بوسہ لے لو اور میں تمہیں چھوڑ دوں؟ تو

متاثر ہوکر) کہا: کیا یہ ہوسکتا ہے تم میرے سر کا بوسہ لے لو اور میں تمہیں چھوڑ دوں؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ باقی تمام مسلمان قیدیوں کو بھی چھوڑ دو گے؟ بادشاہ نے کہا: ہاں، باقی تمام مسلمان قیدیوں کو بھی چھوڑ دوں گا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ اللہ کے دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے۔ میں اس کے سر کا بوسہ لوں گا یہ مجھے اور تمام مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دے گا، اس سے تو سارے مسلمانوں کا فائدہ ہوجائے گا۔ میرا دل تو اس کام کو نہیں چاہ رہا ہے لیکن میں مسلمانوں کے فائدے کے لیے کرلیتا ہوں چلو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔) چناں چہ بادشاہ کے قریب جاکر انہوں نے اس کے سر کا بوسہ لیا، بادشاہ نے سارے قیدی اُن کے حوالے کردیے۔ یہ ان سب کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارے حالات بتائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لے اور سب سے پہلے میں لیتا ہوں۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر اُن کے سر کا بوسہ لیا (تاکہ اللہ کے دشمن کو چومنے کی جو ناگواری حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دل میں تھی وہ دور ہوجائے)۔[1]

ابتدائے اسلام میں حضرات صحابہ کرام پر مصائب ومشکلات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہم لوگوں نے بڑی تنگی سے اور بڑی تکلیفوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ جب تکلیفیں آنے لگیں تو ہم نے اُن پر صبر کیا، اور ہمیں تنگی اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت پڑگئی، اور ہم نے خوشی خوشی اُن پر صبر کیا۔ میں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ایک رات پیشاب کرنے نکلا، جہاں میں پیشاب کررہا تھا وہاں سے میں نے کسی چیز کی

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبدالله بن حذافة بن قیس بن عدی، ج۲۷، ص۳۵۸، الناشر: دار الفکر

کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنی۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ اُونٹ کی کھال کا ایک ٹکڑا تھا جسے میں نے اٹھالیا۔ پھر اسے دھو کر جلایا، پھر اسے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر پیس کر سفوف سا بنالیا، پھر اسے پھانک کر میں نے پانی پی لیا اور میں نے تین دن اسی پر گزارے:

عن سعد قال كنا قوما يصيبنا ظلف العيش بمكة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وشدته، فلما أصابنا البلاء اعترفنا لذلك ومرنا عليه وصبرنا له، ولقد رأيتني مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة خرجت من الليل أبول، وإذا أنا أسمع بقعقعة شيء تحت بولي، فإذا قطعة جلد بعير، فأخذتها فغسلتها ثم أحرقتها فوضعتها بين حجرين، ثم استففتها وشربت عليها من الماء، فقويت عليها ثلاثا.(۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عربوں میں سب سے پہلے میں نے اللہ کے راستہ میں تیر چلایا ہے۔ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتے تھے۔ ہمارا کھانا صرف ببول اور کیکر کے پتے ہوا کرتے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگ بکریوں کی طرح مینگنیاں کیا کرتے تھے جو علیحدہ علیحدہ ہوتیں (خشک ہونے کی وجہ سے) اُن میں چپکاہٹ نہ ہوتی:

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رضى الله عنه، يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ العَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ البَعِيرُ أَوِ الشَّاةُ، مَا لَهُ خِلْطٌ.(۲)

حضرت ابوبکر اور علی کی فضیلت سے متعلق سوال پر علامہ ابن جوزی کا انوکھا جواب

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے دور میں بغداد میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سعد بن أبي وقاص، ج۱ ص۹۳ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) صحيح البخاري: كتاب المناقب، سعد بن أبي وقاص، ج۵ ص۲۲ الناشر: دار طوق النجاة

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مفاضلت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہوگیا، تو سب نے شیخ ابوالفرج (علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ) کے جواب پر رضا مندی کا اظہار کیا، اور دونوں نے ایک شخص کو کھڑا کیا کہ وہ اس بارے میں آپ سے دریافت کرے، تو اس وقت آپ اپنی مجلس وعظ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

أفضلهما من كانت ابنته تحته، ونزل في الحال حتى لا يراجع في ذلك، فقالت السنة هو أبو بكر لأن ابنته عائشة رضي الله عنه تحت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقالت الشيعة هو علي لأن فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهذا من لطائف الأجوبة.(۱)

ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جس کی لڑکی آپ کی بیوی ہے، اور اسی وقت کرسی سے اتر آئے تاکہ آپ سے اس بارے میں گفتگو نہ کی جائے، اہل سنت کہنے لگے وہ حضرت ابوبکر ہیں کیوں کہ آپ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، اور شیعہ کہنے لگے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ حکمت آموز اقوال

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری پانچ باتیں یاد رکھو۔

۱...... کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔

۲...... اور سوائے اپنے رب کے کسی سے اُمید نہ رکھنی چاہیے۔

۳...... جو چیز آدمی نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہیے۔

۴...... عالم کو اس وقت شرم نہ کرنی چاہیے جب کہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(۱) وفيات الأعيان: ترجمة: أبو الفرج ابن الجوزي، ج۳ص۱۴۲، الناشر: دار صادر

۵.....صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی، جب صبر جاتا رہا سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیوں کہ جب سر ہی جاتا رہا تو جسم کہاں بچ گیا:

وقال خمس خذوهن عني لا يخافن أحد منكم إلا ذنبه، ولا يرجو إلا ربه، ولا يستحي من لا يعلم أن يتعلم، ولا يستحي من لا يعلم إذا سئل عمّا لا يعلم أن يقول الله أعلم، وإن الصبر من الإيمان بمنزلة الرأس من الجسد إذا ذهب الصبر ذهب الإيمان، وإذا ذهب الرأس ذهب الجسد.(۱)

فرزدق کے حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی مدح میں عمدہ اشعار

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ حج کے موقع پر بیت اللہ تشریف لائے آپ کے ارد گرد عقیدت مندوں کا ایک ازدہام تھا اور ہر ایک فرطِ محبت سے آپ کی طرف دیکھ رہا تھا، جب آپ حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے آگے بڑھے تو اکناف و جوانب سے تمام لوگ آپ کے اعزاز و اکرام میں پیچھے ہٹ گئے، آپ نے تسلی سے حجر اسود کا بوسہ لیا، یہ سارا منظر خلیفہ وقت ہشام بن عبدالملک دیکھ رہا تھا تو لوگوں نے ہشام سے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے حقارت اور تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا 'میں ان کو نہیں جانتا، تاکہ لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ فرزدق شاعر بھی وہاں موجود تھا، اس سے رہا نہ گیا، اس نے کہا ان سے کون واقف نہیں (سب جانتے ہیں) فرزدق نے اس موقعے پر فی البدایہ مندرجہ ذیل شعار کہے۔

هَـذَا الَّـذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ وَالْبَيْـتُ يَعْـرِفُـهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

بطحاء کا سارا علاقہ اس سے واقف ہے، خانہ کعبہ اور حل وحرم سب اسے جانتے ہیں۔

هَـذَا ابْـنُ خَيْـرِ عِبَـادِ اللّٰهِ كُلِّهِمُ هَـذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

یہ اللہ کے بندوں میں سے سب سے بہترین کا لڑکا ہے، یہ متقی پاک باز اور صاحب علم ہے۔

إِذَا رَأَتْـهُ قُـرَيْـشٌ قَـالَ قَـائِلُهَـا إِلَـى مَكَـارِمِ هَـذَا يَنْتَهِي الْكَـرَمُ

۱) تاريخ الخلفاء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ص۱۴۳ الناشر: مكتبة نزار مصطفى

اہل قریش اسے دیکھ کر کہتے ہیں تمام فضائل ومناقب اس شخص پر ختم ہیں۔

يُغْضِي حَيَاءً وَيُغْضَى مِنْ مَهَابَتِهِ فَمَا يُكَلَّمُ إِلَّا حِينَ يَبْتَسِمُ

وہ حیاء سے آنکھیں نیچی رکھتا ہے، لوگوں کی آنکھیں نیچی رہتی ہیں اس کے مسکرانے کے وقت لوگ بات کرتے ہیں۔

يَنْجَابُ نُورُ الْهُدَى مِنْ نُورِ غُرَّتِهِ كَالشَّمْسِ يَنْجَابُ عَنْ إِشْرَاقِهَا الْغَيَمُ

ہدایت کا نور اس کی پیشانی سے ہویدا ہے، جس طرح کہ سورج کی کرنیں اسے چھوکر نکلتی ہیں۔

هَذَا ابْنُ فَاطِمَةٍ إِنْ كُنْتَ جَاهِلَهُ بِجَدِّهِ أَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوا

اگر تمہیں معلوم نہیں تو یہ فاطمہ کا لڑکا ہے، ان کے جدامجد خاتم النّبیین ہیں۔

مَنْ جَدُّهُ دَانَ فَضْلُ الْأَنْبِيَاءِ لَهُ وَفَضْلُ أُمَّتِهِ دَانَتْ لَهَا الْأُمَمُ

انہیں کو افضل الانبیاء کی فضیلت سے نوازا گیا، اسی طرح انہیں کی امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا۔

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ عَنْهَا الْغَيَابَةُ وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

تمام مخلوقات پر ان کا احسان ہے، انہی کی وجہ سے گمراہی افلاس اور ظلمت کا خاتمہ ہوا۔

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا يَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

ان کے دونوں ہاتھوں کے فیضان کی وجہ سے ان کا نفع عام ہے، ان کے دونوں ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوتے۔

سَهْلُ الْخَلِيقَةِ لَا تُخْشَى بَوَادِرُهُ يَزِينُهُ اثْنَتَانِ الْحِلْمُ وَالْكَرَمُ

وہ نرم خو شخص ہے جس سے نقصان کا بالکل اندیشہ نہیں، بردباری اور کرم نے اس میں مزید نکھار پیدا کر دیا۔

لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ مَيْمُونٌ نَقِيبَتُهُ رَحْبُ الْفِنَاءِ أَرِيبٌ حِينَ يَعْتَزِمُ

وہ وعدہ خلاف نہیں، اس کی غیر حاضری بھی امن کی ضمانت ہے، وہ کشادہ دست اور بڑا اولوالعزم ہے۔

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِينٌ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنْجَى وَمُعْتَصَمُ

ان کی جماعت سے محبت (کرنا) دین ہے، ان سے بغض کفر ہے اور ان کی قربت نجاۃ کا ذریعہ ہے۔

يُسْتَدْفَعُ السُّوءُ وَالْبَلْوَى بِحُبِّهِمُ وَيُسْتَرَبُّ بِهِ الْإِحْسَانُ وَالنِّعَمُ

وہ لوگوں سے محبت کے ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالتا ہے، اس پر مستزاد ان کا احسان وانعام ہوتا ہے۔

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرُهُمُ فِي كُلِّ حُكْمٍ وَمَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ

اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر تمام چیزوں سے مقدم ہے، ان کا ہر حکم سر بہ مہر ہوتا ہے۔

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمْ أَوْ قِيلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيلَ هُمُ

اگر اہل تقویٰ کو شمار کیا جائے تو وہی ان کے ائمہ نکلیں گے، اگر روئے زمین پر اہل خیر کو تلاش کیا جائے تو ان ہی کا نام لیا جائے گا۔

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ وَلَا يُدَانِيهِمُ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُوا

بڑے سے بڑا سخی ان کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا، اگر وہ کرم نوازی پر اتر آئیں تو کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کرسکتی۔

يَأْبَى لَهُمْ أَنْ يَحِلَّ الذَّمُّ سَاحَتَهُمْ خِيمٌ كَرِيمٌ وَأَيْدٍ بِالنَّدَى هُضُمُ

وہ برائی اور ذلت کو قبول نہیں کرسکتے، ان کے خیمے مہمان نواز ہیں، ان کے ہاتھ سخاوت کے عادی ہیں۔

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هَذَا بِضَائِرِهِ الْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ أَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ

تو نے ان کو کچھ کہا نہیں یہ ان کی بصیرت ہے، جس کا تو منکر ہے، سارا عرب وعجم اس

سے واقف ہیں۔

مَنْ يَعْرِفِ اللّٰهَ يَعْرِفْ أَوَّلِيَّةَ ذَا فَالدِّينُ مِنْ بَيْتِ هٰذَا نَالَهُ الْأُمَمُ

جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے، مخلوقوں نے اسی گھرانے سے دین سیکھا۔(۱)

حسد اور غِبطہ میں فرق

حسد کہتے ہیں کسی کی نعمت اور راحت کو دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ اس سے یہ نعمت زائل ہو جائے، چاہے حاسد کو حاصل ہو یا نہ ہو، حسد حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین میں کیا گیا ہے۔ کیوں کہ آسمان میں ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین میں ان کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا، اور غبطہ کے معنی بھی حسد سے ملتے جلتے ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے، اس سے زائل ہو یا نہ ہو۔ یہ دنیاوی امور میں جائز ہے اور امورِ آخرت میں مستحسن ہے کسی نے کیا خواب کہا ہے:

حسد کے معنی سن لے صاحب خیر
تمنائے زوال نعمت غیر
غبطہ کے معنی سن لے صاحب خیر
تمنائے مثال نعمت غیر

الحَسَدُ أَن تَتَمَنّٰى نِعْمَتَه عَلَى أَن تَتَحَوَّلَ عَنْهُ، والغِبْطَةُ أَن تَتَمَنّٰى مِثْلَ حَالِ المَغْبوطِ مِنْ غَيْرِ أَن تُرِيد زَوَالَهَا وَلَا أَن تَتَحَوَّلَ عَنْهُ وَلَيْسَ بِحَسَدٍ.(۲)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا اپنے دادا جان کو تسلی دینا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے

(۱) البداية والنهاية: دخلت سنة أربع وتسعين، ترجمة: علي بن الحسين، ج۹ص۱۰۹

(۲) لسان العرب: فصل الغين المعجمة، الغبطة ج۷ ص۳۵۹

ہجرت کے لیے) روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ اپنا سارا مال پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم جتنا بھی تھا، سارا لے لیا اور لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے گئے۔ پھر ہمارے دادا حضرت ابو قحافہ ہمارے گھر آئے ان کی بینائی جا چکی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں تو ابوبکر تم لوگوں کو جانے کے صدمہ کے ساتھ مال کا صدمہ بھی پہنچا گئے ہیں۔ یعنی خود تو وہ گئے ہی ہیں میرا خیال یہ ہے کہ وہ مال بھی سارا لے گئے ہیں اور تمہارے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ میں نے کہا:

قُلْتُ كَلَّا يَا أَبَتِ إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيرًا قَالَتْ وَأَخَذْتُ أَحْجَارًا، فَوَضَعْتُهَا فِي كُوَّةٍ فِي الْبَيْتِ الَّذِي كَانَ أَبِي يَضَعُ مَالَهُ فِيهَا، ثُمَّ وَضَعْتُ عَلَيْهَا ثَوْبًا، ثُمَّ أَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَقُلْتُ يَا أَبَتِ ضَعْ يَدَكَ عَلَى هَذَا الْمَالِ قَالَتْ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ إِذْ كَانَ قَدْ تَرَكَ لَكُمْ هَذَا فَقَدْ أَحْسَنَ.(۱)

دادا جان! ہرگز نہیں، وہ تو ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ کر گئے ہیں، اور میں نے (چھوٹے چھوٹے) پتھر لے کر گھر کے اس طاق میں رکھ دیں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا مال رکھا کرتے تھے (اس زمانے میں درہم و دینار چھوٹے پتھروں کی طرح کے ہوتے تھے، لہٰذا درہم و دینار کے سائز کی پتھر رکھے ہوں گے) پھر میں نے ان پتھروں پر ایک کپڑا ڈال دیا، پھر میں نے اپنے دادا جان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا: اے دادا جان! اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیں۔ چناں چہ انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا (وہ یہ سمجھے کہ یہ درہم و دینار ہی ہیں) تو انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں اگر وہ تمہارے لیے اتنا مال چھوڑ گئے ہیں تو انہوں نے اچھا کیا اس سے تمہارا گزارا ہو جائے گا۔

حضرت اسماء کہتی ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا تھا، لیکن میں

---

(۱) البداية والنهاية: باب هجرة رسول الله الكريم بنفسه من مكة إلى المدينة، ج۴ص۴۴۸، الناشر: دار هجر للطباعة والنشر

نے یہ کام بڑے میاں (داداجان) کی تسلّی کے لیے کیا تھا۔

طمع، اَمل اور رجاء میں فرق

اَلْقَرِیْبُ الْحُصُوْلُ شَیْئ کی امید کوطمع کہا جاتا ہےاور اَلْبَعِیْدُ الْحُصُوْلُ شَیْئ کی اُمید کواَمل اور اَلْمُتَرَدِّدُ الْحُصُوْلُ شئی کی امید کورجاء کہتے ہیں۔

قُعُود اور جُلوس میں فرق

ان دونوں الفاظ کے معنی بیٹھنے کے ہیں پھر باہمی فرق دوطریقے سے بیان کیا جاتا ہے۔

۱...... اَلْجُلُوْسُ لِلنَّائِمِ وَالْقُعُوْدُ لِلْقَائِمِ یعنی جلوس نیچے سے اوپر کی طرف منتقل ہوکر بیٹھنے کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ قعود میں اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہونے کا اعتبار ہے:

الجلوس هو الانتقال من سفل إلى علو والقعود هو الانتقال من علو إلى أسفل.[1]

۲......قعود میں طولِ مدت کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں نہ کہ جلوس میں۔

خطا اور تسامح میں فرق

خطا کسی چیز میں غیر ارادی طور پر غلطی ہوجانے کو کہتے ہیں اور تسامح عدم احتیاط اور لاپرواہی کی بناء پر غلطی ہوجانے کو کہتے ہیں۔ پس عدم احتیاط کبھی خطا ہوتی ہے اور کبھی خلاف اولیٰ۔ لہٰذا ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ تسامح عام مطلق ہے اور خطا خاص مطلق ہے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ کا شیخ کی صحبت میں تینتیس برس میں آٹھ باتیں سیکھنا

حاتم اصم رحمہ اللہ جومشہور بزرگ اور حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ حضرت شیخ نے دریافت کیا: کتنے دن سے تم میرے ساتھ ہو؟

انہوں نے عرض کیا: تینتیس برس سے۔

---

(۱) معجم الفروق اللغوية: الفرق بين الجلوس والقعود، ص١٦٤، الناشر: مؤسسة النشر الإسلامي

فرمانے لگے: اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا؟

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا: آٹھ مسئلے سیکھے ہیں۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ مسئلے سیکھے، میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہوگئی۔

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا: حضور! صرف آٹھ ہی سیکھے ہیں، جھوٹ تو بول نہیں سکتا۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا بتاؤ وہ آٹھ مسئلے کیا ہیں؟

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا:

۱...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے (بیوی سے، اولاد سے، مال سے، احباب سے وغیرہ وغیرہ) لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ قبر میں جاتا ہے تو اس کا محبوب اس سے جدا ہو جاتا ہے، اس لیے میں نے نیکیوں سے محبت کر لی تاکہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی ساتھ ہی جائے اور مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا نہ ہو۔

۲...... میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن پاک میں دیکھا "وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝" "جو شخص اپنے رب کے سامنے (آخرت میں) کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو (حرام) خواہش سے روکا ہوگا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق ہے، میں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

۳...... میں نے دنیا کو دیکھا کہ ہر شخص کے نزدیک جو چیز بہت قیمتی ہوتی ہے بہت محبوب ہوتی ہے وہ اس کو اٹھا کر بڑی احتیاط سے رکھتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" "جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم ہو جائے گا (خواہ وہ جاتا رہے یا تم مر جاؤ ہر حال میں وہ ختم ہوگا) اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

اس آیت کی وجہ سے جو چیز بھی میرے پاس ایسی کبھی آئی جس کی مجھے وقعت زیادہ ہوئی اور وہ مجھے زیادہ پسند آئی تو میں نے اُسے اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیا تا کہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔

۴......میں نے ساری دنیا کو دیکھا، کوئی شخص مال کی طرف (اپنی عزت اور بڑائی میں) لوٹتا ہے کوئی حسب کی شرافت کی طرف، کوئی دوسری فخر کی چیزوں کی طرف یعنی ان چیزوں کے ذریعے اپنے اندر برائی پیدا کرتا ہے اور اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔

میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ اس بناء پر میں نے تقویٰ اختیار کرلیا تا کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک باعزت بن جاؤں۔

۵......میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، عیب جوئی کرتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں اور یہ سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر حسد آتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد دیکھا "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ" (دنیوی زندگی میں) ان کی روزی ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور (اس تقسیم میں) ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دے رکھی ہے تا کہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے کو ماتحت کرلے۔ سب کے سب برابر ایک ہی نمونہ کے بن جائیں تو پھر کوئی کسی کا کام کیوں کرے، کیوں نوکری کرے؟ اور اس سے دنیا کا نظام خراب ہی ہو جائے گا۔

میں نے اس آیت کی وجہ سے حسد کرنا چھوڑ دیا۔ ساری مخلوق سے بے تعلق ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے وہ جس کے حصہ میں جتنا چاہے لگائے، اس لیے لوگوں کی عداوت چھوڑ دی اور سمجھ لیا کہ کسی کے پاس مال کے زیادہ یا کم ہونے میں ان کے فعل کو زیادہ دخل نہیں ہے، یہ تو مالک الملک کی طرف سے ہے، اس لیے اب کسی پر غصہ ہی نہیں آتا۔

٦......میں نے دنیا میں دیکھا کہ تقریباً ہر شخص کی کسی نہ کسی سے لڑائی اور دشمنی ہے۔

میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے ''اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا'' یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن جانو (اس کو دوست نہ بناؤ) پس میں نے اپنی دشمنی کے لیے اس کو چن لیا اور اس سے دور رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں، اس لیے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے اس کے دشمن ہونے کو فرما دیا تو میں نے اس کے علاوہ سے اپنی دشمنی ہٹالی۔

۷...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق روٹی کی طلب میں لگی ہوئی ہے، اسی کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے اور ناجائز چیزیں اختیار کرتی ہے۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ''وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا'' اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ میں بھی انہیں زمین پر چلنے والوں میں سے ایک ہوں جن کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ تو میں نے اپنے اوقات ان چیزوں میں مشغول کر لیے جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھی اس سے اپنے اوقات کو فارغ کر لیا۔

۸...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کا اعتماد اور بھروسہ کسی خاص ایسی چیز پر ہے جو خود مخلوق ہے، کوئی اپنی جائیداد پر بھروسہ کرتا ہے، کوئی اپنے بدن کی صحت اور قوت پر (کہ جب چاہے جس طرح چاہے کما لوں گا) اور ساری مخلوق ایسی چیزوں پر اعتماد کیے ہوئے ہے جو اُن کی طرح خود مخلوق ہیں۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ'' اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوگا۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: حاتم تمہیں حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائے۔ میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن عظیم کے علوم کو دیکھا، میں نے سارے خیر کے کام انہی آٹھ مسائل کے اندر پائے۔ لہٰذا جو ان آٹھ باتوں پر عمل کرے اس نے اللہ تعالیٰ شانہ کی

چاروں کتابوں کے مضامین پر عمل کرلیا، اس قسم کے علوم کو علمائے آخرت ہی پا سکتے ہیں اور دنیادار عالم تو مال اور جاہ کے ہی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ (۱)

درجہ بدرجہ انسان کا کفر کی طرف اترنا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے بارے میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اوّلاً اس سے حیاء چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو ترش رو پاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے رحم وترحم چھین لیتا ہے جس کی وجہ سے تم اس کو سخت خواور بد اخلاق پاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے امانت داری چھین لیتا ہے، پس تم اس کو خائن پاؤ گے۔ پھر آخر میں اللہ اس سے اسلام کی دولت سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ لعین وملعون بن جاتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَوْ هَلَكَةً نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا كَانَ مَقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا فَظًّا غَلِيظًا، فَإِذَا كَانَ كَذَٰلِكَ نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا كَانَ كَذَٰلِكَ نُزِعَتْ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ فَكَانَ لَعِينًا مُلَعَّنًا. (۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا آخری وقت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی اہلیہ رو پڑیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کس وجہ سے رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کے کفن کا کوئی بندوبست نہیں ہے، میرے پاس بھی ایسا کوئی کپڑا نہیں ہے جو آپ کو کفن کے لیے کافی ہو جائے اور نہ آپ کے پاس ایسا کوئی کپڑا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو مت پریشان ہو کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ایک

(۱) إحياء علوم الدين: الباب السادس: في آفات العلم...... ج۱ ص۶۵،۶۶، الناشر: دار المعرفة

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: سلمان الفارسي، ج۱ ص۲۰۴، الناشر: دار الكتاب العربي

جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔ مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کے لیے حاضر ہو جائے گی، اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔ بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں مرنے کے لیے باقی بچا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بولا گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اب تو حجاج کے قافلہ بھی منقطع ہو گئے ہیں۔ اب یہاں کون سا قافلہ آئے گا؟ لہٰذا وہ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھنے لگیں، کوئی نظر نہیں آیا تو واپس لوٹ آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت کافی ناساز ہو گئی ہے اور بیماری مزید بڑھتی جا رہی ہے تو اس پریشانی کے عالم میں وہ دوبارہ ٹیلہ کی طرف آئیں اس مرتبہ دیکھا کہ دور سے ایک قافلہ دکھائی دیا۔

حضرت اُمّ ذر نے کپڑا ہلا ہلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کیا، حتیٰ کہ وہ متوجہ ہوئے اور ان کے پاس آئے۔ قافلہ والوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ ام ذر نے کہا: ایک مسلمان شخص ہے جو مرض الموت میں ہے تم اس کے کفن دفن کا انتظام کر دو۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اُمّ ذر نے کہا: ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، چناں چہ قافلہ والے سب اپنی سواریوں کو ہانک لائے اور اپنے اپنے اونٹوں کو باندھ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا: تم کو خوشخبری ہو کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جس میں بھی شریک تھا فرمایا: تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا۔ مؤمنین کی ایک جماعت اس کے جنازے وغیرہ کے لیے حاضر ہو جائے گی۔ اب اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں بچا جو کسی بستی میں نہ مرا ہو یا کسی جماعت کے ہمراہ شہید نہ ہوا ہو۔ بس میں ہی اکیلا اس صحراء میں مرنے کے لیے باقی بچا ہوں۔ تم سن رہے ہو! دیکھو اگر میرے پاس یا میری اہلیہ کے پاس ایسا کوئی کپڑا ہوتا جو میرے کفن کے لیے کافی ہو جاتا تو مجھے اسی میں کفن دیا جاتا۔ سنو! میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے ایسا کوئی شخص کفن نہ دے جو کسی علاقے کا امیر ہو، یا

احوال بتانے والا نجومی ہو، یا سرکاری عامل ہو، یا ڈاکیہ ہو (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے بے مثال تقویٰ کے پیش نظر یہ بات کہی)۔

پس قافلہ میں کوئی شخص نہ تھا جس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تمام باتیں پوری ہوں سوائے ایک انصاری شخص کے۔ اس نے کہا: اے چچا! میں تم کو کفن دوں گا کیوں کہ جو باتیں آپ نے ذکر کی ہیں میں ان تمام باتوں سے بری ہوں۔ میں آپ کو ایک اس چادر میں کفن دوں گا جو آپ مجھ پر دیکھ رہے ہیں اور مزید دو کپڑوں میں جو میری والدہ کے بُنے ہوئے سوت سے تیار کیا گیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں تم مجھے کفن دو۔ آخر اس انصاری شخص نے آپ کو کفن دیا۔ (۱)

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی سادگی

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (بانی دارالعلوم) کی شان عالمانہ تھی نہ درویشانہ بلکہ عاشقانہ تھی اور آپ کی مجلس دوستانہ ہوتی تھی گاڑھے کے کپڑے پہنے تھے۔ ایک موقع پر آپ جارہے تھے کہ ایک جولاہے نے بوجہ سادگی کے ہم قوم سمجھ کر پوچھا کہ آج سوت کا کیا بھاؤ ہے، مولانا نے جواب دیا کہ آج بازار جانا نہیں ہوا۔ وہ جولاہا بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا قابلِ فخر ہے

ایک شیعہ نے ایک عالم سے کہا کہ آپ لوگ حضرت عمر کی اشاعت اسلام پر فخر کرتے ہیں اور اس کو ان کی کامل مسلمان ہونے کی دلیل بتلاتے ہیں حالاں کہ اس سے ان کا اسلام بھی ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اس سے اتنا ثابت ہوا کہ جس دین کی وہ مدد

(۱) حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: أبوذر غِفاری، ج۱ ص۱۶۰، الناشر: دار الکتاب العربی

(۲) حسن العزیز: ۱۵۲/۲

کریگا وہ دین اسلام اور دین حق ہوگا۔ اب اگر تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا مصداق بناتے ہو تو اس سے اتنا تو لازم آیا کہ انہوں نے دین کی مدد کی ہے اب یہ دیکھ لو کہ جس دین کی انہوں نے مدد کی ہے وہ شیعوں کا دین ہے یا سنیوں کا۔ تم ضرور یہی کہو گے کہ سنیوں کے مذہب کا حق ہونا ثابت ہو گیا اور عمر رضی اللہ عنہ کا دین بھی یہی تھا لہٰذا ان کا مسلمان ہونا اور کامل الایمان ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ یہ سن کر وہ شیعہ مبہوت ہو گیا۔ (۱)

دنیا میں کسی کو حقیر نہ سمجھو

بکر بن عبداللہ مُزنی رحمہ اللہ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک آدمی جب کسی منزل تک جاتا تو لوگوں میں چلتا بایں طور کہ بادل اس پر مسلسل سایہ کیا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ یہ صاحب کرامت آدمی ایک شخص کے پاس سے گزرا کہ بادلوں نے اس پر سایہ کیا ہوا تھا، اس آدمی نے اس صاحب کرامت کو بڑی عظمت والا سمجھا بوجہ اس کرامت کے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہوئی تھی، لیکن صاحبِ کرامت نے اس (عام) آدمی کو حقیر سمجھا۔ چناں چہ بادلوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کے سر کے اوپر سے ہٹ کر اس عام آدمی کے سر پر سایہ کریں جس نے اللہ تعالیٰ کے امر کو عظیم سمجھا تھا اور یوں ایک مسلمان آدمی کو حقیر سمجھنے کے سبب اللہ نے ان سے کرامات کو لے لیا:

كَانَ الرَّجُلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذَا بَلَغَ الْمَبْلَغَ فَمَشَى فِي النَّاسِ تُظِلُّهُ غَمَامَةٌ قَالَ فَمَرَّ رَجُلٌ قَدْ أَظَلَّتْهُ غَمَامَةٌ عَلَى رَجُلٍ فَأَعْظَمَهُ ذَلِكَ؛ لِمَا رَأَى مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَاحْتَقَرَهُ صَاحِبُ الْغَمَامَةِ أَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ قَالَ فَأُمِرَتْ أَنْ تُحَوَّلَ مِنْ رَأْسِهِ إِلَى رَأْسِ الَّذِي عَظَّمَ أَمْرَ اللّٰهِ تَعَالَى. (۲)

ایک قلم کی واپسی کے لیے دوبارہ شام کا سفر کرنا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے نام سے کون ناواقف ہوگا، اپنے دور میں امام

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۴۳

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: بكر بن عبد الله المزني، ج۲ص۲۲۶، الناشر: دار الكتاب العربي

المسلمین تھے، ان کے زہد وتقویٰ اور دعوت وجہاد کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعات پڑھ کر آج بھی آدمی کے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی اور جذبات زندگی میں موجیں مچلنے لگتی ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے شام میں کسی سے قلم مستعار لیا، واپس کرنا بھول گئے اور ایران کے شہر مرو آئے تو وہ قلم یاد آیا، وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹایا:

سمعت الحسن بن عرفة يقول قال لي ابن المبارك استعرت قلما بأرض الشام فذهب علي أن أرده إلى صاحبه، فلما قدمت مرو نظرت فإذا هو معي، فرجعت يا أبا علي الحسن بن عرفة إلى أرض الشام حتى رددته على صاحبه.(١)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا تین باتوں کی وجہ سے تین کو پسند کرنا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے اشتیاق کی وجہ سے میں موت کو پسند کرتا ہوں۔تواضع پیدا کرنے کی وجہ سے فقر کو پسند کرتا ہوں۔اور معاصی کے لیے کفارۃ بننے کی وجہ سے مرض کو پسند کرتا ہوں:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ أُحِبُّ الْمَوْتَ اشْتِيَاقًا إِلَى رَبِّيْ، وَأُحِبُّ الْفَقْرَ تَوَاضُعًا لِرَبِّيْ، وَأُحِبُّ الْمَرَضَ تَكْفِيرًا لِخَطِيئَتِي.(٢)

سلیمان بن یَسار کی پاک دامنی کے سبب خواب میں یوسف علیہ السلام کی زیارت

ایک مرتبہ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ مدینہ سے چلے اور ان کے ساتھ ان کا ایک رفیق سفر بھی تھا۔چناں چہ دوران سفر مقام ابواء پر پڑاؤ ڈالا، سلیمان بن یسار رحمہ اللہ لوگوں میں

(١) تاريخ بغداد: ترجمة: عبد الله بن مبارك ابو عبد الرحمن المروزي، ج١٠ ص١٦٥ الناشر: دار الكتب العلمية (٢) حلية الأولياء: ترجمة: ابو درداء، ج١ ص٢١٧، الناشر: دار الكتاب العربي

زیادہ خوبصورت اور زیادہ پرہیزگار و متقی تھے، رفیق سفر نے کھانا لانے کے لیے کپڑا لیا اور بازار کی طرف چل پڑا تاکہ کھانا خرید لائے۔ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ خیمے میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک اعرابیہ کی نظر پہاڑی کے بالائی حصہ سے ان پر پڑ گئی، اعرابیہ نظر پڑتے ہی ان پر فریفتہ ہوگئی اور ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتری اور آپ کے خیمے میں آ گئی درآں حالیکہ اس نے برقعہ اور دستانے پہن رکھے تھے۔ ان کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی چہرے سے پردہ جو ہٹایا یوں لگی جیسے چاندی کا ٹکڑا ہو یہ نہایت حسین و جمیل عورت تھی، کہنے لگی کیا آپ مجھے ہبہ کرتے ہیں، سلیمان رحمہ اللہ سمجھے کہ وہ بچا ہوا کھانا مانگ رہی ہے۔ اس غرض سے دستر خوان کی طرف اُٹھے تاکہ اسے کھانا تھما دیں، کہنے لگی میں اس کی تو خواہشمند نہیں ہوں میں تو آپ سے اس بات کی خواہاں ہوں جس کی خواہاں ہر عورت مرد سے ہوتی ہے۔

فرمایا: تجھے شیطان نے تیار کر کے بھیجا ہے، پھر انہوں نے سر آستینوں کے درمیان رکھ لیا اور گریہ وزاری شروع کر دی، جب عورت نے یہ عالم دیکھا تو اپنا برقعہ چہرے پر لٹکایا اور جلدی جلدی اپنے خیمہ کی طرف واپس چلی گئی۔ اتنے میں ان کا رفیق سفر واپس لوٹ آیا اور مطلوبہ سامان اپنے ساتھ خرید لایا۔ جب ان کو دیکھا درآنحالیکہ ان کی آنکھیں رونے سے پھٹی جاری تھیں پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ جواب دیا، خیریت ہے، پوچھا کیا بچے یاد آ گئے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا: پھر کیا قصہ ہے؟ بچوں سے آپ کو جدا ہوئے لگ بھگ تین دن ہوئے ہیں، الغرض رفیق سفر مصر رہا، بار بار پوچھتا رہا، بالآخر انہوں نے حقیقت حال سے رفیق سفر کو آگاہ کر دیا۔ رفیق سفر نے دستر خوان لگایا اور اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔ سلیمان رحمہ اللہ نے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے؟ کہا: میں آپ کی بنسبت رونے کا زیادہ حق دار ہوں، پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگا: اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو میرا صبر کا دامن چھوٹ جاتا، پس دونوں برابر روتے رہے۔

چناں چہ سلیمان رحمہ اللہ جب مکہ پہنچے، طواف اور سعی سے فارغ ہو کر حجرِ اسود کے

پاس آئے اور کپڑے سے حبوہ باندھ کر بیٹھے ہی تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی اچانک خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک انتہائی خوبصورت، حسین وجمیل، قد آور اور خوشبو سے مہکتا ہوا شخص دیکھا، آپ نے ان سے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہوں۔ پوچھا کیا یوسف صدیق؟ جواب دیا: جی ہاں، میں نے کہا: آپ کی عزیز مصر کی عورت کے معاملہ میں عجیب شان ہے۔ یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آپ کی شان ابواء کی عورت کے ساتھ تو اس سے بھی عجیب ہے۔ (۱)

ایک فیشن لیبل لڑکی کا سخت عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونا

احمد آباد کے محلّہ جمال پورہ کے متمول مسلمان گھرانہ میں عجیب واقعہ سے احمد آباد لرز گیا۔ لڑکی کے بالوں پر دو کالے کالے ناگ، اور چہرہ پر چھپکلی، ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔

احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے ہندوستان کا ''مانچسٹر'' بھی کہا جاتا ہے، جہاں پر مسلم کاری گروں کی بہت بڑی آبادی ہے، جہاں تاریخ نے کئی انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، اسی احمد آباد شہر کے محلّہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اور عبرتناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری، غیر شادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا، مال دار گھرانے کی یہ لڑکی صبح اُٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی، نت نئی تراش وضع، فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی۔ ایک روز اچانک مختصر سی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا، مبینہ طور پر اس کے بعد ایک حیرت انگیز بات ہوئی، اس کی والدہ کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہی جو کہہ رہی تھی۔ امی مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔

---

(۱) حلیة الأولیاء: ترجمة: سلیمان بن یسار، ج۲ص۱۹۱ الناشر: دار الکتاب العربی

اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ سے گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی، مجھے خوف واضمحلال لاحق ہوگیا تھا۔ ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ اور بھائی اور محلہ داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی، لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرتناک حالت میں کہ اس کے بالوں پر دو کالے کالے رنگ، چہرہ پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگی تھی، وہاں بچھو چپکے ہوئے تھے۔ عصر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔ پولیس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کر واڑی چیری ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے آئی سی وارڈ میں لے گئی جہاں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ لڑکی کا ہونٹ غائب ہوگیا ہے، ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف پندرہ دن کے لیے دوبارہ آئی ہوں، تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھو۔ لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا، اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۲ دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دل دادہ لڑکی کی کنیز فاطمہ نے اسے اپنی آنکھوں سے ہسپتال جا کر دیکھا ہے۔ لوگوں میں بڑا چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اَغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق لوگ چلیں، خاص کر فیشن ایبل عورتوں کے لیے اس واقعے میں بڑی عبرت کا سامان ہے۔[1]

شہید کے ہاتھ سے روسی فوجی بندوق نہ لے سکے

میر محمد گل نے ہی بتایا کہ میر آغا نے شہادت کے بعد اپنی بندوق مضبوطی سے تھام رکھی تھی، روسی اس کی میت کے پاس پہنچے اور اس سے بندوق حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہے، کافی کوشش کے بعد ناکام ہو کر روسی غضب ناک ہوگئے اور انہوں نے تین میگزین شہید کے سینے پر خالی کر دیے لیکن پھر بھی اس نے بندوق نہیں چھوڑی، روسیوں کے جانے کے بعد برکی برک کا کمانڈر مصطفیٰ بدر شہید کے پاس پہنچا اس نے اسے شہادت

(۱) ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۹

کی مبارک باد دی تو شہید نے انتہائی نرمی سے بندوق چھوڑ دی۔ (۱)

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے تین جملوں سے بدکار عورت کی زندگی بدل گئی

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بڑے اللہ والے تھے، کچھ حاسدوں نے ایک عورت کو ایک ہزار درہم دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کو فتنہ میں مبتلا کرے، چناں چہ اس نے بِاَحْسَنَ مَا عِنْدَهَا عمدہ لباس زیب تن کیا خوشبو لگائی اور زیور سے آراستہ ہو کر اپنے حسن و جمال کا فریفتہ کرنے کے لیے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے سامنے آئی تو آپ نے صرف تین جملے ایسے ادا کیے کہ اس کی زندگی بدل گئی اور مرنے سے پہلے اللہ نے اس کو عابدہ بنالیا۔

۱......آپ نے فرمایا کہ بہن آج تجھے جس حسن پر ناز ہے اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرا چہرہ کسی بیماری کے سبب بگڑ جائے، اس کی رونق ختم ہو جائے اور تو ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائے۔

۲......آپ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے قبر میں ڈالا جائے گا اور تیرے جسم پر کیڑے چلیں گے جو تیرے گالوں اور تیری ہڈیوں کو نوچ لیں گے اور تو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے گی۔

۳......آپ نے فرمایا وہ دن یاد کر جب قبر میں منکر نکیر آئیں گے اور تجھ سے سوال کریں گے، آپ نے یہ تین جملے اس درد کے ساتھ ادا فرمائے کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی جب ہوش آیا تو اپنے گناہوں پر سچی توبہ کی، اللہ نے اسے بہت بڑی عابدہ بنا دیا یہاں تک کہ لوگ اس کے پاس دعائیں کرانے آتے تھے۔ (۲)

ستّر سال سے نافرمانی کرنے والے مجوسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے، ایک مرتبہ ایک مجوسی آیا تو اس سے

---

(۱) موت سے واپسی کے ایمان افروز واقعات ص:۲۲۹

(۲) نزهة البساتين: ص ۴۳۶

کہا کہ تو مسلمان ہو جا تو میں تجھے کھانا کھلاؤں گا، اُس نے جواب دیا کہ میں مذہب نہیں بدلتا اور اُٹھ کر چل دیا، ادھر اللہ تعالیٰ اس سارے معاملہ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مجوسی کا دل ٹوٹا ہے اور وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کے ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ کو بڑا پیار آیا کیوں کہ حدیث میں آتا ہے ''أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ ''یعنی میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں، تو مجوسی کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہلوایا اے میرے خلیل یہ ستر (۷۰) سال سے میرا نافرمان ہے لیکن میں نے اس کی روٹی پانی بند نہیں کی اسے کھلایا پلایا۔ اگر آپ بھی ایک وقت کھلا دیتے تو کیا حرج تھا، اس کو واپس بلا کر کھانا کھلائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاگے بھاگے اس مجوسی کے پاس گئے اور کھانا کھانے کی دعوت دی، اس نے کہا ارے ابراہیم اب کیا ہو گیا؟ پہلے تو منع کیا تھا اور اب خود بلا رہے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی جبرائیل کا واقعہ سنایا تو اس مجوسی نے فوراً کہا ارے ابراہیم تیرا رب اتنا مہربان تو میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔(۱)

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں کن کن کتابوں کا کتنی دفعہ مطالعہ کیا

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ''شرح روض'' کا تقریباً پندرہ بار مطالعہ کیا اور کتاب ''الأم'' جو امام شافعی رحمہ اللہ کی ہے تین بار مطالعہ کیا، اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کے اصحاب کے ''استدراکات'' اور ان کی تعلیقات کا جو کتاب پر لکھی ہیں مطالعہ کرتا تھا۔ اور ''مختصر المزنی'' اور اس کی شرح کا جس کو شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ نے تالیف کیا ہے کتنی ہی دفعہ میں نے مطالعہ کیا اور ''مسند الإمام الشافعي'' کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور کتاب ''المحلّی'' علامہ ابن حزم کی جو انہوں نے علم

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب الخوف والرجاء، بيان دواء الرجاء والسبيل الذي يحصل منه حال الرجاء ويغلب، ج۴ ص۱۵۴ الناشر: دار المعرفة

خلاف میں تیس جلدوں کے اندر لکھی ہے، ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور علامہ موصوف کی کتاب ''الملل و النحل'' کا بھی۔اور''کتاب المعلی'' کا جو شیخ محی الدین بن عربی رحمہ اللہ نے ''کتاب المجلی'' سے مختصر کر کے لکھی ہے اور ''کتاب الحاوی'' کا جو علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے دس جلدوں میں تالیف کی ہے اور ''الأحکام السلطانیة'' شیخ موصوف کی ایک دفعہ مطالعہ کیا۔اوران کتابوں کا بھی مطالعہ کیا ''فروع ابن الحداد'' اور ''کتاب الشامل'' ابن الصباغ رحمہ اللہ کی ''کتاب العدة'' ابومحمد جوینی رحمہ اللہ کی اور ''کتاب المحیط والفروق'' "الرافعي الکبیر والصغیر'' اور ''شرح المهذب'' امام نووی رحمہ اللہ کی اور ''القطعة'' علامہ سبکی رحمہ اللہ کی تقریباً پچاس دفعہ مطالعہ کیا۔اور ''شرح مسلم'' امام نووی رحمہ اللہ کی پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور ''المهمات والتعقبات'' کا دو مرتبہ مطالعہ کیا، اور کتاب ''الخادم'' کا دو مرتبہ مطالعہ کیا۔اور ''کتاب القوت'' کا اور ''کتاب التوسط'' اور ''الفتح'' کا اور ''کتاب العمدة'' علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ کی اور انہی کی تصنیف کردہ ان دو کتابوں کا ''العاجلة'' اور ''شرح االتنبیة'' کا ایک ایک دفعہ مطالعہ کیا۔اور ''تفسیر جلالین'' کا تیس دفعہ مطالعہ کیا۔اور امام جلال الدین محلی رحمہ اللہ کی کتاب ''شرح المنهاج'' کا دس فعہ مطالعہ کیا اور ''بخاری شریف'' کی شرح ''فتح الباری'' اور ''عمدة القاری'' کا ایک ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور بخاری کی شرح ''شرح کرمانی'' کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور ''شرح البرماوی'' کا دو مرتبہ مطالعہ کیا اور ''التنقیح'' علامہ زرکشی کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور ''شرح القسطلانی'' کا بھی تین مرتبہ مطالعہ کیا اور ''شرح مسلم'' قاضی عیاض رحمہ اللہ کی ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور ''تفسیر البغوی'' کا تین دفعہ مطالعہ کیا اور ''تفسیر خازن'' کا پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور ''تفسیر ابن عادل'' کا ایک دفعہ۔اور ''تفسیری الکوشی'' کا تین مرتبہ اور ''تفسیر ابن زهرة'' اور ''مکی'' کا ایک ایک مرتبہ اور ''تفسیر جلال الدین سیوطی'' کا جو منقول اور معروف ہے (یعنی الدر المنثور فی التفسیر الماثور) کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور ''تفسیر کشاف'' کا مع اس کے حواشی کے مثلاً ''حاشیة الطیبی'' اور ''حاشیة

التفتازنی ''اور'' حاشية ابن المنير '' کا تین تین مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور ان تمام مواقع سے واقف ہو گیا جو معتزلہ کے موافق ہیں اور پھر ان کو ایک جزء میں جمع بھی کر لیا۔ اور '' تفسیر کشاف '' کے ساتھ '' البحر '' کا بھی مطالعہ کیا جس کو '' ابن حبان '' نے تالیف کیا ہے اور '' اعراب السمين '' اور '' اعراب السفاقسی '' کا بھی اور '' تفسير بيضاوی '' کا مع اس کے حواشی کے تین مرتبہ مطالعہ کیا، اور '' تفسیر ابن النقیب مقدسی '' کا جو سو جلدوں میں ہے، اور علامہ واحدی رحمہ اللہ کی اور شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمہ اللہ کی تینوں تفاسیر کا کئی کئی مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور حدیث کی غیر محدود کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو اس تھوڑے وقت میں شمار نہیں کرا سکتا۔ ان میں سے بعض کتابوں کا ذکر کرتا ہوں مثلاً '' موطا إمام مالك '' '' مسند إمام أحمد '' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تینوں مسانید کا اور '' صحیح بخاری '' '' صحیح مسلم ''، '' سنن ابی داود ''، '' سنن الترمذی ''، '' سنن النسائی ''، '' صحيح ابن خزيمة ''، '' صحيح ابن حبان ''، '' مسند امام سعيد بن عبد الله الأزدی ''، '' مسند عبدالله بن حميد الغيلانيات ''، '' مسند الفردوس الكبير '' اور امام طبرانی رحمہ اللہ کے تینوں '' معاجم '' کا بھی مطالعہ کیا۔

اور ان کتابوں کا مطالعہ کیا '' جامع الأصول '' اور تینوں '' جوامع '' علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی، اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب '' السنن الکبریٰ '' کا مطالعہ بھی کیا اور پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا۔ اور شیخ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ کوئی کتاب حدیث میں ادلہ کے جامع ہونے کی حیثیت سے علامہ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب '' السنن الکبریٰ '' سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں مؤلف نے تمام زمانہ کی حدیثیں جمع کر دی ہیں۔

اور میں نے اس کتاب (میزان الکبریٰ) کے اندر جمع بین الاحادیث میں جن جن اصول کی کتابوں سے مدد لی ہے۔ ان میں سے یہ کتاب سب سے بڑی ہے۔ چناں چہ اس کا ذکر میں گزشتہ فصلوں میں بیان کر چکا ہوں۔

اور علم لغت کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ''صحاح الجوهري'' ''النهاية'' علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ کی اور ''القاموس'' اور ''تهذيب الأسماء اللغات'' امام نووی رحمہ اللہ کی تین مرتبہ مطالعہ کیا۔

اور اصول فقہ میں سے تقریباً ستّر کتابوں کا مطالعہ کیا، اور اہل سنت والجماعت اور فرقہ معتزلہ اور فرقہ قدریہ اور وہ لوگ جو تصوف میں بہت منہمک رہتے ہیں اور خلافِ شرع باتیں کرتے ہیں ان سب کے مذاہب سے اچھی طرح واقف ہو گیا۔

اور علماء متقدمین اور متاخرین کے غیر محدود فتاویٰ کا مطالعہ کیا، یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں۔ "فتاوىٰ قفال"، "فتاوىٰ قاضي حسين"، "فتاوىٰ ماوردي"، "فتاوىٰ غزالي"، "فتاوىٰ ابن الحداد"، "فتاوىٰ ابن الصلاح"، "فتاوىٰ ابن عبدالسلام"، "فتاوىٰ السبكي"، "فتاوىٰ البلقيني" اور ان دونوں کی کئی کئی جلدیں ہیں۔ اور شیخ زکریا اور شیخ شہاب الدین وغیرہ کے فتاویٰ کا بھی مطالعہ کیا۔ مثلاً "فتاوىٰ النووي"، "فتاوىٰ ابن الفركاح"، "فتاوىٰ ابن أبي شريف" وغیرہ۔ پھر ان سب کا مشترک مضامین نکال کر میں نے یکجا جمع کیا ہے۔

اور علم قواعد میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا "قواعد ابن عبدالسلام الكبرىٰ"، "قواعد ابن عبدالسلام الصغرىٰ"، "قواعد العلّاسي"، "قواعد ابن السبكي"، "قواعد الزركشي"، پھر اس اخیر کا میں نے اختصار بھی کیا۔

اور میں نے کتب سیر میں سے بہت کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مثلاً "سيرت ابن هشام"، "سيرت ابن سيد الناس"، "سبل الهدىٰ والرشاد"، اور یہ کتاب سیرت میں بڑی جامع ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی ''الخصائص الكبرىٰ'' کا مطالعہ کیا پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا۔

اور علم تصوف میں بے حد کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو میں اس وقت شمار نہیں کرا سکتا۔

بعض کتابوں کا نام لیا جاتا ہے مثلاً ''القوت'' امام ابوطالب مکی رحمہ اللہ کی ''الرعایۃ'' امام حارث محاسبی رحمہ اللہ کی ''رسالۃ القشیری''، ''إحیاء العلوم''، امام غزالی رحمہ اللہ کی ''عوارف المعارف''، امام سہروردی رحمہ اللہ کی ''رسالۃ النور''، امام احمد زاہد رحمہ اللہ کی اور اس کی دو جلدیں ہیں ''الفتوحات المکیۃ'' اس کی دس جلدیں ہیں پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا ہے، اور علامہ ابن حزم کی کتاب ''الملل والنحل'' کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور تمام صحیح اور فاسد عقیدوں سے واقف ہو گیا۔

پھر میں نے ہمت کر کے مذاہب اربعہ کی بقیہ کتابوں کے دیکھنے کا ارادہ کیا۔ چناں چہ مذہب مالکی کی مستند کتاب جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ''المدوّنۃ الکبریٰ'' کا مطالعہ کیا پھر اس کا اختصار بھی کیا۔ پھر ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ''المدوّنۃ الصغریٰ'' ''کتاب ابن عرفۃ''، ''بدایۃ المجتهد''، ''شرح رسالۃ ابن أبی زید'' کا اور مذہب مالکی میں جو جو مفتی بہا مسائل ہیں وہ سب مجھ کو معلوم ہو گئے اور جن جن مسائل کے استنباط میں امام مالک رحمہ اللہ مخصوص ہیں ان سے بھی خوب واقف ہو گیا۔

اور مذہب حنفیہ کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ''قدوری''، ''شرح مجمع البحرین''، ''شرح الکنز''، ''فتاویٰ قاضی خان''، ''منظومۃ النسفی''، ''شرح الھدایۃ''، ''تخریج أحادیث الھدایۃ''، علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی اور ان میں اگر کسی جگہ سمجھ میں نہیں آتا تھا تو شیخ نورالدین طرابلسی سے دریافت کر لیتا تھا یا شیخ شہاب الدین شبلی سے یا شمس الدین غزی وغیرہ سے۔

اور کتب مذہب حنبلی میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ''شرح الخرقی''، ''ابن بطۃ'' اور ان کے علاوہ اور کتابیں اور ان کے اندر جب مشکلات واقع ہوتی تھیں تو شیخ الاسلام شبشینی حنبلی رحمہ اللہ یا شیخ الاسلام شہاب الدین فتوح رحمہ اللہ وغیرہ سے دریافت کر لیتا تھا۔ ان تمام مذکورہ کتب کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے اور میرے درمیان تھا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت میں برکت دے اس قلیل وقت میں تھوڑی سی کتابیں ان بہت سی کتابوں میں سے جن

کا میں نے مطالعہ کیا ہے پیش کردیں، اور اگر کسی شخص کو میرے ان سب کتابوں کے مطالعہ کرنے میں شک یا شبہ ہوتو اگر وہ میرا ہم عصر ہے تو ان تمام کتابوں میں سے کوئی کتاب میرے پاس لا کر پڑھے اور میں اس کا بغیر مطالعہ حل کر کے دکھلاؤں گا ان شاء اللہ، بے شک خدا تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے۔ (۱)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تبریک

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ایک ٹوپی میں سلوا لیے تھے جس کو پہن کر میدانِ جنگ میں جاتے تھے، یرموک کے معرکہ میں یہ ٹوپی گر گئی تھی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور آخر بڑی تلاش وجستجو کے بعد جب ٹوپی ملی تو نہایت خوش ہوئے:

أن خالد بن الوليد فقد قلنسوته يوم اليرموك، فقال اطلبوها فلم يجدوها، فلم يزل حتى وجدوها...... فلم أشهد قتالا وهي معي إلا تبيّن لي النصر. (۲)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور جہاد فی سبیل اللہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کتابِ زندگی کا سب سے جلی عنوان اور سب سے روشن باب جہاد فی سبیل اللہ ہے، ان کی زندگی کا بیشتر حصہ اسی میں گزرا، ان کے اسی ذوق جہاد اور شجاعانہ کارناموں کے صلہ میں ان کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیف اللہ کا لقب ملا، تقریباً سوا سو لڑائیوں میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے، جسم میں ایک بالشت حصہ بھی ایسا نہ تھا جو تیروں اور تلواروں کے زخم سے زخمی نہ ہوا ہو۔

ذوقِ جہاد میں کہا کرتے تھے کہ مجھے میدانِ جنگ کی وہ سخت رات جس میں اپنے دشمنوں

(۱) الميزان الكبرىٰ للشعراني: فصل في بيان بعض ما اطلعت عليه من كتب الشريعة، ج۱ص۷۵ تا ۸۱ الناشر: مصطفى البابي حلبي

(۲) الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: خالد بن الوليد، ج۲ص۲۱۷ الناشر: دار الكتب العلمية

سے لڑوں، اس شب عروسی سے زیادہ مرغوب ہے جس میں میری محبوبہ مجھ سے ہمکنار ہو۔

آخر وقت جب اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ کہتے تھے کہ میری ساری زندگی میدان جنگ میں گزری اور آج میں بسترِ مرگ پر جانور کی طرح ایڑیاں رگڑ کے جان دے رہا ہوں:

ولما حضرت خالد بن الوليد الوفاة قال: لقد شهدت مائة زحف أو زهائها، وما في جسدي موضع شبر إلا وفيه ضربة أو طعنة أو رمية، ثم ها أنا ذا أموت على فراشي كما يموت العير.(١)

پانچ چیزوں سے محبت اور پانچ سے غفلت

سَيَأتِيْ زَمَانٌ عَلَى النَّاسِ يُحِبُّوْنَ خَمْسًا وَيَنْسَوْنَ خَمْسًا.

عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آجائے گا کہ وہ پانچ چیزوں سے محبت رکھیں گے اور پانچ کو بھول جائیں گے۔

١...... يُحِبُّوْنَ الدُّنْيَا وَيَنْسَوْنَ الْآخِرَةَ.

دنیا سے محبت رکھیں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔

٢...... وَيُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَيَنْسَوْنَ الْحِسَابَ.

مال سے محبت رکھیں گے اور محاسبے کو بھول جائیں گے۔

٣...... وَيُحِبُّوْنَ الْخَلْقَ وَيَنْسَوْنَ الْخَالِقَ.

مخلوق سے محبت رکھیں گے اور خالق کو بھول جائیں گے۔

٤...... وَيُحِبُّوْنَ الذُّنُوْبَ وَيَنْسَوْنَ التَّوْبَةَ.

گناہوں سے محبت رکھیں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔

٥...... وَيُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَيَنْسَوْنَ الْمَقْبَرَةَ.

(١) الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: خالد بن الوليد بن المغيرة، ج٢ ص٤٣٠ الناشر: دار البحيل بيروت

محلات سے محبت رکھیں گے اور قبرستان کو بھول جائیں گے۔ (۱)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت کرو

حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری خلیفہ راشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بیعت ہوئے تھے۔ ان کو جب شیخ کی تلاش ہوئی تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ گنگوہ جاؤ اور مولوی رشید احمد سے بیعت کرو۔ چناں چہ حضرت منشی صاحب حضرت کے بیعت ہوئے۔ (۲)

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا طلباء کی جوتیاں اُٹھانا

ایک دفعہ درس حدیث میں بارش شروع ہوگئی۔ طلبہ نے جلدی جلدی کتابیں اور تپائیاں اٹھائیں اور چل دیے۔ اس کے بعد طلبہ نے دیکھا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے اپنے کندھے کی چادر میں طلبہ کی جوتیاں ڈالی ہوئی ہیں، اور اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ طلبہ بہت نادم وحیرت زدہ ہوئے تو فرمایا کہ:

اس میں کون سی بری بات ہے؟ تمہاری خدمت کرنا تو میری نجات کا باعث ہے۔ طلباء دین کے لیے تو حدیث شریف کے الفاظ میں مچھلیاں سمندر میں، چیونٹیاں بلوں میں دعا کرتی ہیں اور فرشتے تمہارے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور تم تو مہمانانِ رسول اللہ ﷺ ہو کہ حدیث پڑھنے آئے ہو۔ (۳)

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تین چار یوم کال کوٹھڑی میں بند رہے اور پندرہ روز

---

(۱) مکاشفۃ القلوب: ص ۸۹ (۲) بیس بڑے مسلمان: ص ۲۲۴ مکتبہ رشیدیہ لاہور

(۳) بیس بڑے مسلمان: ص ۱۷۱ مکتبہ رشیدیہ لاہور

جیل خانہ میں رہے۔ تحقیقات اور پیشی پر پیشی ہوتی رہی۔ آخر عدالت سے حکم ہوا کہ واقعہ تھانہ بھون کا ہے اس لیے مقدمہ مظفر نگر منتقل کیا جائے۔ چناں چہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ ننگی تلواروں کے پہرہ میں دیوبند کے راستہ سے دو پڑاؤ کر کے یا پیادہ مظفر نگر لائے گئے۔ اور مظفر نگر کے جیل خانہ کی حوالات میں بند کر دیے گئے۔ دیوبند کے قریب سے جب مولانا گنگوہی رحمہ اللہ گزرے تو مولانا محمد قاسم صاحب مقررہ راستہ سے کچھ ہٹ کر بغرض ملاقات پہلے سے آ کھڑے ہوئے تھے، گو خود بھی ان کا وارنٹ تھا اور روپوش زندگی گزار رہے تھے، بے تابی شوق نے اس وقت انہیں چھپنے نہیں دیا، دور سے سلام ہوئے، ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرائے۔ (۱)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی اہلیہ کی استقامت

حضرت مولانا رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ جن کے والد ماجد مولوی محمد تقی صاحب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شہید ہو چکے تھے، انہوں نے جب حضرت کی گرفتاری کی خبر سنی تو خدا کا شکر ادا کیا کہ حق کی راہ میں باپ شہید ہوا اور خاوند جیل میں ہے۔ (۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ کی ایک خصوصیّت

زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبدالملک جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زوجہ تھیں آپ کی شان میں یہ شعر کہا ہے:

بِـنْـتُ الْـخَـلِـيفَـةِ وَالْـخَـلِـيفَـةُ جَـدُّهَـا　　　أُخْـتُ الْـخَـلَائِفِ وَالْـخَـلِـيفَـةُ زَوْجُهَا

خلیفہ کی بیٹی اور خلیفہ کی پوتی۔ خلفاء کی بہن اور خلیفہ کی بیوی۔

زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آج تک کوئی عورت سوائے آپ کی بیوی کے ایسی نہیں گزری جس پر یہ شعر صادق آسکے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ تک بھی کوئی ایسی عورت نہیں گزری۔ والد عبدالملک، دادا مروان، بھائی ولید اور سلیمان، خاوند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یہ سب خلیفہ تھے۔ (۳)

(۱)،(۲) بیس بڑے مسلمان: ص ۱۶۸ (۳) تاریخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن عبد العزيز، ج ۱ ص: ۱۸۲

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کا خواب کی انوکھی تعبیر بتانا

امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں انڈا چھیل کر اس کی سفیدی کھا رہا ہوں اور زردی پھینک رہا ہوں۔ علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آدمی اہل قبور کے کفن چراتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ تعبیر کیسے اخذ کر لی، آپ نے فرمایا کہ انڈا قبر ہے اور اس کی زردی جسم ہے اور اس کی سفیدی کفن پر دلالت کرتی ہے۔ پس یہ شخص مردہ کو پھینک دیتا ہے اور اس کے کفن کی قیمت کھاتا ہے، سفیدی سے مراد کفن ہے:

عن ابن سيرين أنه أتاه رجل، فقال إني رأيت كأني أقشر بيضة وارمي صفارها وآكل بياضها فقال ابن سيرين هذا رجل نباش للقبور فقيل له :من اين اخذت هذا؟ فقال البيضة القبر، والصفار الجسد، والبياض الكفن فيلقى الميت ويأكل ثمن الكفن، وهو البياض.(۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں بھیڑیوں کا بکریوں پر حملہ نہ کرنا

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو چرواہے نہایت تعجب سے کہنے لگے کہ لوگوں پر کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ جو ہماری بکریوں کو بھیڑیئے کچھ نہیں کہتے:

وقال مالك بن دينار لما ولي عمر بن عبد العزيز قالت رعاء الشاء من هذا الصالح الذى قام على الناس خليفة؟ عدله كفّ الذئاب عن شائنا.

موسیٰ بن اعین فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت کے زمانہ میں کرمان کی بکریاں چرایا کرتا تھا، بکریاں اور بھیڑیئے ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے مگر

(۱) حياة الحيوان: الدجاج، التعبير، ج۱ ص۴۶۵، الناشر: دار الكتب العلمية

بھیڑیا کبھی بکری کو نہیں چھیڑتا تھا (یعنی حملہ نہیں کرتا تھا)۔ اچانک ایک روز ایک بھیڑیا نے بکری پر حملہ کیا۔ میں نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ مرد صالح (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) دنیا سے کوچ کر گیا، چناں چہ جب تحقیق کی گئی تو واقعی اسی روز انتقال ہوا تھا:

قال موسى بن أعين كنا نرعى الشاء بكرمان في خلافة عمر بن عبد العزيز فكانت الشاة والذئب ترعى في مكان واحد، فبينا نحن ذات ليلة إذ عرض الذئب للشاة قلت ما نرى الرجل الصالح إلا قد هلك، فحسبوه فوجدوه مات تلك الليلة.(۱)

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا ابوعلی جبائی معتزلی سے سوال

ایک مرتبہ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے اپنے استاذ ابوعلی جبائی سے دریافت کیا، ان تین بھائیوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جن کا ایک بھائی اطاعت کی حالت میں مرا دوسرا معصیت کی حالت میں اور تیسرا کم عمری کی حالت میں مرا؟

شیخ نے جواب دیا: پہلا بھائی ثواب کا مستحق ہوگا، دوسرا عقاب کا اور تیسرا نہ ثواب کا مستحق ہوگا نہ عذاب کا۔ حضرت اشعری رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تیسرا بھائی یہ فریاد کرے کہ اے پروردگار! آپ نے مجھے بچپن ہی میں کیوں مارا ہے، بڑا ہونے تک کیوں باقی نہ رکھا تاکہ میں ایمان لاتا آپ پر اور آپ کی اطاعت پوری کر کے جنت کا حق دار بنتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں کیا فرمائیں گے؟

شیخ نے کہا: اللہ تعالیٰ یہی فرمائیں گے کہ مجھے معلوم تھا کہ تو بڑا ہو کر معصیت میں مبتلا ہو کر جہنم میں جائے گا تو تمہارے لیے یہی زیادہ مناسب تھا کہ تم کو صغر سنی کی حالت میں مارا جائے۔

حضرت اشعری رحمہ اللہ نے پھر دریافت فرمایا: اگر دوسرا بھائی فریاد کرے یا اللہ تو نے مجھے بچپن میں کیوں نہیں مار ڈالا تاکہ عذاب اور قہر سے بچ جاتا تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائیں

(۱) تاريخ الخلفاء: عمر بن عبد العزيز، ص۱۷۵، الناشر: نزار مصطفى الباز

گے؟ فَبُهِتَ الْجُبَّائِيُّ یعنی جبائی دم بخود ہوکر ہکا بکا سارہ گیا۔کوئی جواب بن نہ پڑا۔(۱)

علم کے پاس آنا پڑتا ہے علم کسی کے پاس چل کرنہیں جاتا

ہارون الرشید نے حج کیا، ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچا، وہاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی علمی شہرت سن کر اسے ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا، چناں چہ اس نے امام مالک رحمہ اللہ کو لانے کے لیے ان کی طرف ایک آدمی روانہ کیا، امام مالک رحمہ اللہ نے قاصد سے کہا:

قُلْ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ: إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْعٰى إِلَيْهِ أَمَّا الْعِلْمُ فَلَا يَسْعٰى إِلٰى أَحَدٍ.

امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ علم کا طلب گار علم کے پاس چل کر آتا ہے، علم کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا۔

چناں چہ بادشاہ ہارون الرشید نے ان کے گھر میں زیارت وملاقات کا پروگرام طے کیا، اور ان کی مجلس میں حاضر ہوا، اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے امام مالک رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی مجلس سے لوگوں کو اٹھادیں، میں اس سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں، امام مالک رحمہ اللہ اس پر بھی آمادہ نہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ جیسے بیٹھے ہیں اسی طرح بیٹھے رہیں گے، انہوں نے مزید فرمایا:

إِذَا مُنِعَ الْعِلْمُ عَنِ الْعَامَّةِ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ لِلْخَاصَّةِ.

جب علم کو عوام الناس سے روکا جائے تو خواص کے لیے اس میں کوئی خیر (بھلائی) باقی نہیں رہتی۔(۲)

ایک نحوی کا تربوز فروش سے سوال اور اس کا جواب

ایک نحوی نے تربوز فروش سے کہا:

بِكَمْ تَانِكَ الْبِطِّيْخَتَانِ اللَّتَانِ بِجَنْبِهِمَا السَّفَرْ جَلَتَانِ، دُوْنَهُمَا الرُّمَّانَتَانِ.....؟

(۱) شرح العقائد النسفية: ص۷ الناشر: المصباح

(۲) ترتيب المدارك وتقريب المسالك ج۲ ص۲۳ الناشر: مطبعة فضالة المحمدية

وہ دو تربوز کتنے کے ہیں جن کے پہلو میں دو ناشپاتیاں اور ان سے ذرا آگے دو انار رکھے ہیں......؟

تربوز فروش نے جواب دیا:

بِضَرْبَتَانِ، وَصَفْعَتَانِ وَلَكْمَتَانِ، فَبِأَيِّ الآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ"۔

دو ضربیں، دو تھپڑ اور دو مکّے (اس کی قیمت ہے) پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے۔(۱)

خدا اگر کسی جج کا چہرہ بگاڑے تو میں آپ کے لیے خرید لوں گا

کوفہ کے جانور فروشی کے بازار میں ایک آدمی گیا اور ایک جانور فروش سے کہنے لگا:

يَا نَخَّاسُ، أُطْلُبْ لِيْ حِمَارًا، لَا بِالصَّغِيْرِ الْمُحْتَقَرِ، وَلَا بِالْكَبِيْرِ الْمُشْتَهَرِ، إِنْ أَقْلَلْتُ عَلَفَهُ صَبَرَ، وَإِنْ أَكْثَرْتُ عَلَفَهُ شَكَرَ، لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْبَوَارِيْ، وَلَا يُزَاحِمُ السَّوَارِيْ، إِذَا خَلَا فِي الطَّرِيْقِ تَدَفَّقَ، وَإِذَا كَثُرَ الزِّحَامُ تَرَفَّقَ.

اے چوپاؤں کے سوداگر! میرے لیے ایک گدھا ڈھونڈو جو نہ اتنا چھوٹا ہو کہ برا لگے اور نہ اتنا بڑا ہو کہ (لمبے قد میں) مشہور ہو جائے، اگر میں اسے کم چارہ ڈالوں تو صبر کرے، زیادہ ڈالوں تو شکر کرے، چھپر کے نیچے نہ آئے اور نہ گھوڑوں سے مزاحمت کرے، راستہ میں تنہا ہو تو اچھل کر دوڑے، رش ہو تو آہستہ چلے۔

جانور فروش تھوڑی دیر تک اس کو دیکھتا رہا پھر جواب دیا:

چھوڑیئے جناب! جب اللہ پاک کسی جج کا چہرہ بگاڑ کر اسے گدھا بنائیں گے تو اسے میں آپ کے لیے خرید لوں گا۔(۲)

مطلب یہ کہ اتنا ذہین گدھا ملنے کی صورت یہی ہے کہ کوئی ذہین وفطین جج گدھا بنے

---

(۱) محاضرات الأدباء: من خاطب عاميا بتفاصح وتذلق، ج۱ ص۸۷ الناشر: شركة دار الأرقم

(۲) أخبار الحمقى والمغفلين: الباب الثامن عشر، ص۱۳۴ الناشر: دار الفكر

اور میں اسے پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں۔

خوبصورت بیوی اور بدصورت شوہر

عمران بن حطان کی بیوی بہت ہی خوبصورت تھی، اور وہ خود پستہ قد اور بدصورت تھے، ایک دن بیوی نے کہا: مجھے یقین ہے میں اور آپ جنت میں جائیں گے، عمران نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا: تمہیں میری جیسی بیوی ملی ہے، تم اس پر شکر کرتے ہو اور مجھے تمہارے جیسا شوہر ملا ہے، میں اس پر صبر کرتی ہوں اور صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا دونوں جنت میں جائیں گے:

كان لعمران بن حطان زوج جميلة، وكان هو قصيرا دميما، فقالت له ذات يوم إعلم أني وإياك في الجنة، قال كيف؟ قالت لأنك أعطيت مثلي فشكرت، وأنا بليت بمثلك فصبرت، والصابر والشاكر في الجنة.[1]

اصحابِ محمد کو جان سے زیادہ نماز پیاری

اللہ و رسول کی محبت جن لوگوں کو حاصل ہوتی ہے، ان کو نیکی و اطاعت میں کیسا لطف و کیف محسوس ہوتا ہے اور وہ اس سے کیسے سرشار ہوتے ہیں، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ ایک دفعہ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے، راستے میں ایک جگہ آپ نے پڑاؤ ڈالا اور حضرات صحابہ سے پوچھا کہ کون آدمی ہمیں پہرہ دے گا؟ اس کے جواب میں دو حضرات نے اپنا نام پیش کیا، ایک انصاری صحابی تھے جن کا نام عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے مہاجر صحابی تھے جن کا نام عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھا، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں وادی کے اوپر والے حصے پر رہنا۔

چناں چہ یہ دونوں صحابہ وہاں پہنچے، پھر مہاجر صحابی تو لیٹ گئے اور انصاری صحابی عباد نے اللہ تعالیٰ کے سامنے راز و نیاز شروع کر دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے، غالباً ان حضرات

(۱) ربيع الأبرار ونصوص الأخيار: الباب التاسع عشر، ص۲ ص۵۹ الناشر: موسسة الاعلمي

نے یہ طے کرلیا ہوگا کہ آدھی رات ایک شخص پہرہ دے اور پھر آدھی رات دوسرا پہرہ داری کرے۔ جب حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے سرگوشی ومناجات میں مشغول ہوگئے تو ایک مشرک آدمی آیا اور چھپ کر ان پر تیر برسانے لگا، صحابی رسول نے تیر تو نکال کر پھینک دیا، مگر نماز نہیں توڑی، برابر نماز میں رہے اور رکوع وسجدہ کرکے جب نماز سے فارغ ہوئے تو دوسرے پہرہ دار صحابی کو بیدار کیا جو آرام کررہے تھے، انہوں نے اُٹھ کر دیکھا تو یہ لہولہان ہیں، عرض کیا کہ سبحان اللہ! تم نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ جگادیا، فرمایا کہ میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا، میں نے نہیں چاہا کہ اس کو ادھورا چھوڑ دوں۔

بعض روایت میں ہے کہ ان صحابی نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حفاظت ونگرانی کی ذمہ داری نہ دی ہوتی تو میں قتل ہوجاتا، مگر اس سورت کو ادھورا نہ چھوڑتا۔

اللہ اکبر! کیا لذت ولطف تھا جو ان صحابی کو تلاوت کلام اللہ اور نماز میں محسوس ہورہا تھا۔ جس کی بنا پر وہ موت سے بھی راضی ہیں، مگر تلاوت ونماز کو قطع کرنے پر راضی نہیں، یہ حلاوت ایمانی ہے جو اللہ ورسول کی محبت کا صلہ وثمرہ ہے۔ (۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فکرِ آخرت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پر فکرآخرت کا بڑا غلبہ رہتا تھا، ایک مرتبہ آپ کی ایک باندی آئی اور اس نے سلام کیا، پھر ایک جانب کھڑے ہوکر اس نے نماز پڑھی اور بیٹھ گئی تو اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی اور نیند ہی میں وہ رونے لگی۔

پھر وہ بیدار ہوئی اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے خواب میں ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ پوچھا کہ کیا دیکھا؟ تو کہنی لگی کہ میں نے دیکھا کہ دوزخ ہے اور وہ اہل دوزخ پر زور زور سے آوازیں نکال رہی ہے، پھر پل صراط لایا گیا اور دوزخ پر اس کو

(۱) صحیح ابن حبان: کتاب الطھارۃ، باب نزول الدم ھل ینقض الوضوء، ج۳ ص۳۷۶، رقم الحدیث: ۱۰۹۶ الناشر: موسسة الرسالة

بچھا دیا گیا۔

امیر المؤمنین نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ عبدالملک بن مروان کو لایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا اور وہ کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھک گیا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ ولید بن عبدالملک کو لایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا، اور وہ بھی کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھکا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہو؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو لایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا اور وہ بھی کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھکا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی:

ثم جاء بك والله يا أمير المؤمنين فصاح عمر صيحة خر مغشيا عليه۔ فقامت إليه فجعلت تنادي في أذنه يا أمير المؤمنين إني رأيتك والله قد نجوت إني رأيتك والله قد نجوت قال وهي تنادي وهو يصيح ويفحص برجليه۔(۱)

پھر اے امیر المؤمنین! آپ کو لایا گیا۔

اتنا سنتے ہی انہوں نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، وہ باندی ان کے کان میں کہتی جارہی تھی کہ اے امیر المؤمنین! خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آپ نجات پا گئے، خدا کی قسم آپ نجات پا گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ باندی تو یہ کہتی جاری تھی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ اپنے پیروں کو زمین پر رگڑتے جارہے تھے۔

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب النحو والرجاء، بيان معنى سوء الخاتمة ج۴ ص ۱۸۷

بنو آدم سے قیامت کے دن پانچ چیزوں کے متعلق سوال ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ابن آدم کے قدم اس وقت تک نہیں ڈگمگائیں گے اور اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے گی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِكَ فِيمَا أَفْنَيْتَ، وَعَنْ شَبَابِكَ فِيمَا أَبْلَيْتَ، وَعَنْ مَالِكَ مِنْ أَيْنَ كَسَبْتَهُ وَفِيمَا أَنْفَقْتَهُ، وَمَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ. (۱)

پہلا سوال یہ ہوگا کہ تو نے عمر کن کاموں میں گزاری، یعنی اچھے کاموں میں یا برے کاموں میں؟

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ جوانی کو کن مشاغل میں گزارا، یعنی اچھے مشاغل میں یا برے مشاغل میں؟

تیسرا اور چوتھا سوال یہ ہوگا کہ مال کہاں سے اور کس طریقے سے کمایا یعنی حلال طریقے سے کمایا یا حرام طریقے سے؟ اور کن کاموں میں وہ مال خرچ کیا (جائز جگہوں میں یا ناجائز جگہوں میں)؟

اور پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جتنا تو نے علم حاصل کیا تھا اس کے مطابق کتنا عمل کیا؟۔

سونے کی وجہ تسمیہ اور مال وزر کی بے وفائی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درہم کو اپنے ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا کہ اے درہم! (تو کتنا بے وفا ہے) کہ جب تک تو میرے ہاتھ سے نکل نہیں جاتا اس وقت تک تو مجھے نفع نہیں دیتا۔

(۱) مسند أبي يعلى: مسند عبد الله بن مسعود، ج۹ ص۱۷۸ رقم الحديث: ۵۲۷۱ الناشر: دار المامون للتراث

سیم وزر کی بے وفائی کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ اس وقت تک انسان کو نفع نہیں دیتے جب تک انسان انہیں اپنی ملک اور اپنے قبضے سے نکال کر غیر کے حوالے نہ کر دے۔

علماء ادب لکھتے ہیں کہ سونے کا نام عربی میں "ذھب" ہے اور ذہب سب سے اعلیٰ اور قیمتی مال ہے لیکن عربی زبان جو سید الالسنہ اور اللہ تعالیٰ کی محبوب زبان ہے اس میں سونے کے نام یعنی "ذھب" میں سونے کی بے وفائی، برے انجام اور اس کی بری حقیقت کی طرف واضح طور پر دو لطیف اشارے ہیں۔

پہلا اشارہ اس کے فانی ہونے کی طرف ہے، اس اشارے کا بیان یہ ہے کہ ذہب ذہاب سے مأخوذ ہے۔ ذہاب کا معنی ہے چلا جانا اور ثابت ودائم نہ ہونا، پس اس میں اشارہ ہے کہ سونا ثابت اور دائمی رفاقت والی چیز نہیں بلکہ فانی ہے، اور انسان سے چلی جانے والی چیز ہے۔

بہر حال اس میں اشارہ ہے کہ سونا فانی چیز ہے، اور جب سونا فانی چیز ہے باوجود اس کے کہ وہ سب سے اعلیٰ مال ہے تو ثابت ہوا کہ دیگر اقسامِ اموال بطریقِ اولیٰ فانی اور غیر باقی ہیں۔

دوسرا اشارہ لفظ "ذھب" میں اس کی بے وفائی کی طرف۔

قَالُوْا سُمِيَّ الذَّهَبُ ذَهَبًا لِاَنَّهٗ لَا يَنْفَعُ اِلَّا بَعْدَ مَا يَذْهَبُ عَنْكَ.

ذہب (سونے) کا نام اس لیے ذہب رکھا گیا کہ سونا جب تک تیرے ہاتھ سے چلا نہیں جاتا اس وقت تک وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتا۔

کیوں کہ خود سونا نہ کھایا جا سکتا ہے اور نہ پیا جا سکتا ہے اور نہ پہنا جا سکتا ہے۔ البتہ سونا دے کر اس کے بدلے میں آپ کھانے پینے اور پہننے کا سامان خرید سکتے ہیں۔

اِنَّ اَوَّلَ مَا ضُرِبَ الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهِمُ رَفَعَهُمَا اِبْلِيْسُ ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ قَبَّلَهُمَا وَقَالَ: مَنْ اَحَبَّكُمَا فَهُوَ عَبْدِيْ حَقًّا.

جب پہلی مرتبہ دینار اور درہم ڈھالے گئے اور تیار کیے گئے تو شیطان نے ان دونوں کو بڑی رغبت کے ساتھ اُٹھا کر اپنے ماتھے پر رکھا، پھر انہیں بوسہ دیا اور کہا کہ جو آدمی تم دونوں سے زیادہ محبت کرے گا اور زیادہ پسند کرے گا وہ آدمی میرا حقیقی غلام اور تابعدار ہوگا۔ (۱)

انسان کبھی مال ودولت سے سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر ابنِ آدم کے لیے سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں (دو پہاڑوں کے درمیان میدانی جگہ وادی کہلاتی ہے) تو بھی وہ اس بات کی خواہش کرے گا کہ کاش اس کے پاس سونے کی تیسری وادی بھی ہوتی۔ بس ابن آدم کے حریص منہ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ ہاں اگر وہ اس حریصانہ سوچ سے باز آجائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ ثَالِثٌ، وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ. (۲)

موت کے بعد میت کے ساتھ تین چیزوں کا تعلق

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میت کے ساتھ تین چیزوں کا تعلق ہوتا ہے، جن میں سے دو چیزیں یہیں دنیا میں رہ جاتی ہیں اور میت سے ان کا تعلق ختم ہوجاتا ہے اور ایک چیز میّت کے ساتھ جاتی ہے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں اہل وعیال، مال اور اعمال۔ اہل وعیال اور مال سے میت کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور یہ

---

(۱) إحياء علوم الدين: ذم البخل وذم حب المال، ج۳ ص۲۳۳ الناشر: دار المعرفة

(۲) سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثًا، ج ۴ ص ۵۶۹ رقم الحديث: ۲۳۳۷ الناشر: مصطفى البابي حلبي

دونوں چیزیں دنیا میں ہی رہ جاتی ہیں، اور میت کے اعمال موت کے بعد بھی میت کے ساتھ رہتے ہیں:

سَمِعْتُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.(۱)

حدیث مذکور کے مفہوم کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں انسان کی محبوب ترین چیزیں تین ہیں۔ مال، دوم احباب ورشتہ دار، سوم اعمال۔

ان تین امور میں سے پہلے دو امور کا تعلق اور وابستگی انسان کے ساتھ پائیدار نہیں۔ انسان کے ساتھ ان دو کا تعلق صرف موت تک ہے یا زیادہ سے زیادہ قبر تک، اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ تعلق ناپیدار اور بے اعتبار ہے یہ تعلق اعتماد کے قابل نہیں ہے۔

البتہ اعمال کا تعلق پائیدار اور دائمی ہے وہ موت کے بعد قبر میں بھی ساتھ رہیں گے اور برزخی زندگی کے بعد آخرت کی تمام منازل میں بھی ساتھ رہیں گے حتی کہ جنت ودوزخ میں بھی اچھے اور برے اعمال کا تعلق باقی رہے گا۔ لہٰذا عقل مند وہ شخص ہے جو اچھے اعمال اپنائے اور برے اعمال سے بچے۔ نیز عقل مند وہ انسان ہے جو اپنے دل کو مال کی حرص اور اس کی محبت سے خالی اور پاک رکھے۔

اللہ کا قرب کیسے حاصل ہوگا

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ جل جلالہ کی زیارت کی۔ فَقُلْتُ : كَيْفَ أَجِدُكَ ؟ قَالَ: فَارِقْ نَفْسَكَ وَتَعَالَى.

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا (اے اللہ) میں آپ کو کیسے پاسکوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے ابو یزید) نفس کی اتباع چھوڑ کر میری طرف آؤ۔

---

(۱) صحیح إبن حبان: کتاب الجنائز، ذکر الخصال اللتی تتبع جنازة المیت إلخ، ج۷ ص۳۷۴ رقم الحدیث: ۳۱۰۷ الناشر: مؤسسة الرسالة

(یعنی پھر مجھے پالوگے)۔

اتباعِ نفس وخواہشاتِ نفس کے اتباع نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کردیا ہے، ابو یزید رحمہ اللہ کے اس خواب میں یہ اہم بات بتلائی گئی ہے کہ اتباعِ نفس چھوڑنے سے اور اصلاحِ نفس کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکتا ہے، اسی طرح اتباعِ نفس کے ترک سے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور جنت حاصل ہوسکتی ہے:

قال أبو يزيد رضي الله عنه رأيت ربي في المنام، فقلت له أين أجدك؟ فقال: "فارق نفسك وتعالى تجدني.[1]

کسبِ مال کے تین مستحسن طریقے

۱......زراعت ۲......صناعت یعنی حرفت وصنعت مختلف پیشے اسی قسم میں داخل ہیں، پیشوں کی انواع واقسام بے شمار ہیں۔ ۳......تجارت، تجارت کی انواع واقسام بے شمار ہیں۔

یہ تین اصولی ذرائع ہیں آمدنِ مال وتحصیلِ دولت کے، اور یہ تینوں اَز روئے شرع جائز بلکہ مستحسن ہیں اور بعض صورتوں میں فرضِ کفایہ ہیں۔

پھر علماء کا اختلاف ہے یہ ان تین انواع میں سے کون سی نوع افضل ہے، بعض علماء نے صنعت کو افضل قرار دیا ہے، لیکن بہت سے علماء نے کہا ہے کہ تجارت افضل ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ زراعت افضل ہے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْاَشْبَهُ اَنَّ الزِّرَاعَةَ اَطْيَبُ لِاَنَّهَا إِلَى التَّوَكُّلِ اَقْرَبُ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.

یہ بات حق کے زیادہ قریب ہے کہ زراعت بہتر اور افضل ہے (صنعت وتجارت کے مقابلے میں) کیوں کہ یہ توکل کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

(۱) الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: ص ۸۷ الناشر: دار الكتب العلمية

بہر حال کسبِ مال کے مذکورہ صدر تینوں طریقے مستحسن ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان تینوں طریقوں پر عمل پیرا رہے، اکثر انصاری صحابہ کسان تھے اور باغات والے تھے یعنی وہ زراعت کا کام کرتے تھے۔

اسی طرح بہت سے صحابہ خصوصاً مہاجرین کا پیشہ تجات تھا، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تاجر تھے۔

قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ أُصُولُ الْمَكَاسِبِ الزِّرَاعَةُ، وَالتِّجَارَةُ، وَالصَّنْعَةُ وَأَيُّهَا أَطْيَبُ؟ فِيهِ ثَلَاثَةُ مَذَاهِبِ لِلنَّاسِ، أَشْبَهُهَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ أَنَّ التِّجَارَةَ أَطْيَبُ قَالَ وَالْأَشْبَهُ عِنْدِي أَنَّ الزِّرَاعَةَ أَطْيَبُ؛ لِأَنَّهَا أَقْرَبُ إِلَى التَّوَكُّلِ.(۱)

جہاد اور سرحدوں کی حفاظت کے سبب ابن مبارک کا جنت میں حور عین سے ہم کلام ہونا

محمد بن الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا کہ وہ عمل جس پر میں کاربند رہا، میں نے پوچھا کہ جہاد اور سرحد پر پہرہ داری کا عمل؟ فرمایا کہ ہاں، پھر میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایسی مغفرت فرمائی کہ اس کے بعد مغفرت کا کوئی درجہ نہیں اور اہل جنت کی عورت یعنی حور عین نے میرے ساتھ کلام کیا:

مُحَمَّدَ بْنَ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ، قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ أَيُّ الْأَعْمَالِ وَجَدْتَ أَفْضَلَ؟ قَالَ الْأَمْرُ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ قُلْتُ الرِّبَاطُ وَالْجِهَادُ؟ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ أَيُّ شَيْءٍ صُنِعَ بِكَ؟ قَالَ غُفِرَتْ لِي مَغْفِرَةٌ لَيْسَ بَعْدَهَا مَغْفِرَةٌ وَكَلَّمَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْحُورِ.(۲)

(۱) روضة الطالبين وعمدة المفتين: كتاب الأطعمة، فصل، ج۳ص ۲۸۱ الناشر: المكتب الاسلامي بيروت

(۲) المنامات لابن أبي الدنيا: عبد الله بن المبارك، ص۵۳ الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية

کتابوں کے ادب واحترام کے سبب ابن شاذ کوفی رحمہ اللہ کی مغفرت

اسماعیل بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الشاذ کوفی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے مغفرت کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں ایک دن اصبہان کے راستہ میں چلا جارہا تھا کہ بارش شروع ہوگئی، میرے پاس کتابیں تھیں میں کسی چھت کے نیچے بھی نہیں کھڑا تھا، میں اپنی کتابوں پر جھک گیا (تاکہ وہ بھیگنے سے محفوظ رہیں) یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ نے اس بات پر میری مغفرت فرمادی۔

سمع إسماعيل بن الفضل يقول رأيت ابن الشاذكوني في النوم، فقلت ما فعل الله بك؟ قال غفر لي قلت بماذا؟ قال كنت في طريق أصبهان، فأخذني المطر ومعي كتب، ولم أكن تحت سقف، فانكببت على كتبي حتى أصبحت، فغفر لي بذلك.(۱)

دنیا وآخرت کی بھلائی پانچ عمدہ خصائل میں

وَقَالَ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِيْ خَمْسِ خِصَالٍ: غِنَى النَّفْسِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَكَسْبُ الْحِلَالِ، وَلُبْسُ التَّقْوَى، وَالثِّقَةُ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ حَالٍ.(۲)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا وآخرت کی بہتری وبھلائی پانچ خصلتیں اختیار کرنے میں ہے۔

۱......نفس کا استغناء (یعنی دنیاوی مال ومتاع کم ہونے کے باوجود نفس غنی ہو)۔

۲......لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے سے اپنے آپ کو روکنا۔

۳......کسبِ مال حلال۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو أيوب سليمان بن داود الشاذ كوفي، ج۱۰ ص۶۸۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: الإمام الشافعي، ج۱ ص۵۵ الناشر: دار الكتب العلمية

۴...... لباس تقویٰ (یعنی تقویٰ اختیار کرنا اور نہایت محتاط ہوکر زندگی گزارنا)۔

۵...... ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ اعتماد کرنا۔

دنیا کی بے ثباتی سے متعلق ابراہیم بن مظفر رحمہ اللہ کے اشعار

ابراہیم بن المظفر بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۲ھ) دنیا کی بے ثباتی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مَا هَذِهِ الدُّنيَا بِدَارِ مَسَرَّةٍ فَتَخَوَّفَنْ مَكْرًا لَهَا وَ خِدَاعًا

بَيْنَا الفَتَى فِيْهَا يُسَرُّ بِنَفْسِهِ وَبِمَالِهِ يَسْتَمْتِعُ اِسْتِمْتَاعاً

حَتَّى سَقَتْهُ مِنَ الْمَنِيَّةِ شَرْبَةً لَا يَسْتَطِيْعُ لِمَا عَرَاهُ دِفَاعاً

لَوْ كَانَ يَنْطِقُ قَالَ مِنْ تَحْتِ الثَّرى فَلْيُحْسِنِ الْعَمَلَ الْفَتَى مَا اسْتَطَاعاً(۱)

۱...... یہ دنیا خوشی اور مسرت کی جگہ نہیں ہے، اے انسان! دنیا کے مکر اور دھوکے سے خوب ڈر۔

۲...... بسا اوقات انسان اس دنیا میں اپنے آپ اور اپنے مال پر بڑا خوش ہوتا ہے اور خوب نفع حاصل کر رہا ہوتا ہے۔

۳...... یہاں تک کہ دنیا اس کو موت کا پیالہ پلا دیتی ہے اس وقت انسان درپیش ہونے والے حالات ومصائب کا دفاع بھی نہیں کرسکتا۔

۴...... اگر مردہ گفتگو کرتا تو قبر کے نیچے سے آواز دے کر یہ کہتا کہ ہر انسان کو حسبِ استطاعت نیک اعمال کرنا چاہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے میں خوشبو

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی دوپہر کو ان کے گھر آرام فرماتے تھے، بستر چمڑے کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آتا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا پسینے کی بوندوں کو جمع کر لیتیں اور

(۱) ذیل طبقات الحنابلة: ج۳ص۳۲۰ الناشر: مكتبة العبيكان الرياض

شیشی میں بہ احتیاط رکھ لیتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا یہ کیا؟ انہوں نے کہا:

هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ.(۱)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملاتے ہیں تو وہ عطر سب سے بڑھ کر خوشبودار ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبرک پانی صحابہ کو دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پانی کے برتن میں کلی کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا کہ اس کو پی لیں اور اپنے چہرے پر مل لیں، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پردہ کے پیچھے یہ واقعہ دیکھ رہی تھیں، انہوں نے اندر سے آواز دے کر ان دونوں بزرگوں سے کہا اس تبرک میں سے کچھ پانی اپنی ماں یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لیے چھوڑ دینا۔

شیر کا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو لشکر تک پہنچانا

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین کے قریب لشکر سے پیچھے رہ گئے تو آپ کو قید کرلیا گیا، پھر آپ فرار ہو کر لشکر کو تلاش کرتے ہوئے واپس آرہے تھے کہ راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر کھڑا ہے، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يا أبا الحارث، إني مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان من أمري كيت وكيت فأقبل الأسد يبصبصه، حتى قام إلى جنبه كلما سمع صوتا أهوى إليه ثم أقبل يمشي إلى جنبه، فلم يزل كذلك حتى بلغ الجيش ثم

(۱) صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب طيب عرق النبيW والتبرك به، ج۴ص۱۸۱۵ رقم الحديث: ۲۳۳۱ الناشر: دار إحياء التراث العربي

رجع الأسد.(۱)

اے ابوالحرث، میں سفینہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، میرے ساتھ یہ معاملہ ہوگیا ہے۔ اتنے میں شیر دم ہلاتے ہوئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی بغل میں کھڑا ہوگیا اور سفینہ رضی اللہ عنہ جب کسی قسم کی آواز سنتے تو شیر کو پکڑ لیتے، چناں چہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر کے ساتھ چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو پالیا ہے، اس کے بعد شیر لوٹ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عتبہ بن ابی لہب کے لیے بددعاء کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب کے لیے بددعا فرمائی تھی کہ اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس (عتبہ بن ابی لہب) پر مسلط فرما۔ پس عتبہ کو مقام زرقاء شام میں ایک شیر نے حملہ کر کے کھالیا تھا۔ ایک مرتبہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ شام کی جانب سفر کے لیے تیار ہوئے، اسود بن جبّار کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوگیا، جب ہم شراہ مقام پر ایک راہب کی عبادت گاہ کے قریب ٹھہرے تو راہب نے کہا کہ آپ لوگ یہاں کیوں مقیم ہوگئے یہاں تو بہت زیادہ درندے رہتے ہیں، ابولہب نے کہا کہ تم لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہو تو ہم سب نے جواب میں کہا جی ہاں۔ ابولہب نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے عتبہ کے لیے بددعا فرمائی ہے، اس لیے آپ کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ اپنا سامان وغیرہ اس عبادت خانے کے اوپر جمع کر کے میرے بیٹے کے لیے اس کے اوپر بستر لگادیں اور سارے اس کے ساتھ اس کے اردگرد سو جائیں، اَسود بن جبار کہتے ہیں کہ ہم سب نے ایسا ہی کیا۔ سامان کو جمع کیا یہاں تک کہ وہ خوب اونچا ہوگیا، پھر ہم نے اس کے اردگرد کا جائزہ لیا اور عتبہ سامان کے اوپر جا کر سوگیا، رات کو ایک شیر آیا اس نے ہم سب کے منہ سونگھنا شروع کیے، پھر وہ چھلانگ لگا کر سامان کے اوپر پہنچ گیا اور اس نے عتبہ کے سر کو اس کے جسم سے جدا کر دیا، اس وقت عتبہ اپنی زبان سے یہ کہہ رہا تھا: ''سَیْفِیْ یَا

(۱) دلائل النبوۃ للبیهقي: باب ما جاء في تسخیر اللہ عزوجل الاسد، ج۶ ص۴۶

کَلْبُ'' پھر اس کے بعد عتبہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شیر نے عتبہ کو جھنجھوڑ کر نوچ ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، عتبہ یہ کہتے ہوئے مر گیا کہ شیر نے مجھے قتل کر دیا، اس کے بعد ہم شیر کو تلاش کرتے رہے لیکن وہ ہمیں نہیں مل سکا۔ (۱)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے بیٹے کے انتقال پر مجوسی کی عمدہ بات

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ان کا بچہ فوت ہو گیا، ایک مجوسی ان کے پاس تعزیت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ عاقل کو چاہیے کہ آج پہلے ہی دن وہ کام اختیار کر لے جسے جاہل پانچ دن کے بعد کرے گا، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی یہ بات لکھ لو:

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ فَمَرَّ بِهِ مَجُوسِيٌّ يُعَزِّيهِ فَقَالَ لَهُ يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ أَنْ يَفْعَلَ الْيَوْمَ مَا يَفْعَلُهُ الْجَاهِلُ بَعْدَ خَمْسَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اكْتُبُوا هَذَا مِنْهُ. (۲)

قہقہہ مار کر ہنسنے کے آٹھ نقصانات

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قہقہہ مار کر ہنسنے سے بہت بچو کہ اس میں آٹھ آفتیں ہیں۔

۱......علم و عقل والے تیری مذمت کریں گے:

أَنْ يَذُمَّكَ الْعُلَمَاءُ وَالْعُقَلَاءُ.

۲......بے وقوف اور جاہل لوگ تجھ پر دلیر ہو جائیں گے:

---

(۱) المستدرك على الصحيحين: كتاب التفسير، تفسير سورة أبي لهب، ج۲ص۵۸۸ رقم الحديث: ۳۹۸۴ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) تنبيه الغافلين: باب الصبر على المصيبة، ص۲۶۲ الناشر: دار ابن كثير

أَنْ يَجْتَرِءَ عَلَيْكَ السُّفَهَاءُ وَالْجُهَّالُ

۳......اگر تو جاہل ہے تو اس سے تیری جہالت اور بڑھے گی، اگر عالم ہے تو علم میں کمی آئے گی کیوں کہ روایت میں ہے کہ عالم جب ہنستا ہے تو اس کے علم کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے:

أَنَّكَ لَوْ كُنْتَ جَاهِلًا ازْدَادَ جَهْلُكَ، وَإِنْ كُنْتَ عَالِمًا نَقَصَ عِلْمُكَ، لِأَنَّهُ رُوِيَ فِي الْخَبَرِ أَنَّ الْعَالِمَ إِذَا ضَحِكَ ضَحْكَةً مَجَّ مِنَ الْعِلْمِ مَجَّةً۔ يَعْنِي رَمَى مِنَ الْعِلْمِ بَعْضَهُ.

۴......اس سے پرانے گناہ بھول جاتے ہیں:

أَنَّ فِيهِ نِسْيَانَ الذُّنُوبِ الْمَاضِيَةِ.

۵......اس سے آئندہ گناہوں پر جرأت ہوتی ہے کیوں کہ ہنسی سے دل سخت ہو جاتا ہے:

فِيهِ أُجْرَةٌ عَلَى الذُّنُوبِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ، لِأَنَّكَ إِذَا ضَحِكْتَ يَقْسُو قَلْبُكَ.

۶......اس سے موت اور اس کے بعد والے حالات سے غفلت اور نسیان پیدا ہوتا ہے:

أَنَّ فِيهِ نِسْيَانَ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ.

۷......تجھے دیکھ کر جو ہنسے گا اس کا بوجھ بھی تجھ پر ہوگا:

أَنَّ عَلَيْكَ وِزْرَ مَنْ ضَحِكَ بِضِحْكِكَ.

۸......اس ہنسی کی وجہ سے آخرت میں بہت زیادہ رونا پڑے گا:

أَنَّهُ يَجِبُ لَهُ بِالضِّحْكِ بُكَاءٌ كَثِيرٌ فِي الْآخِرَةِ.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾"

سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ کیا

کرتے تھے۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عدل وانصاف

حضرت کلیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے سات حصوں میں تقسیم کیا، اس میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایک روٹی زائد ملی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سات ٹکڑے کیے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، پھر لشکر کے ساتوں حصوں کے امیروں کو بلایا اور ان میں قرعہ اندازی کی تاکہ پتہ چلے کہ ان میں سے پہلے کس کو دیا جائے:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللّٰه عنه أَتَاهُ مَالٌ مِنْ أَصْبَهَانَ، فَقَسَمَهُ بِسَبْعَةِ أَسْبَاعٍ، فَفَضَلَ رَغِيفٌ، فَكَسَرَهُ بِسَبْعِ كِسَرٍ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ جُزْءٍ كِسْرَةً، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَ النَّاسِ أَيُّهُمْ يَأْخُذُ أَوَّلَ. (۲)

حضرت عبداللہ ہاشمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو عورتیں مانگنے کے لیے آئیں، ان میں سے ایک عربی تھی اور دوسری ان کی آزاد کردہ باندی تھی، آپ نے حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک کُر (تقریباً ۶۳ من) غلہ اور چالیس درہم دیئے جائیں، اس آزاد شدہ باندی کو تو جو ملا وہ اسے لے کر چلی گئیں، لیکن عربی عورت نے کہا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، تُعْطِينِي مِثْلَ الَّذِي أَعْطَيْتَ هَذِهِ، وَأَنَا عَرَبِيَّةٌ وَهِيَ مَوْلَاةٌ؟ قَالَ لَهَا عَلِيٌّ إِنِّي نَظَرْتُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ أَرَ فِيهِ فَضْلًا لِوَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَى وَلَدِ إِسْحَاقَ. (۳)

اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کو جتنا دیا مجھے بھی اتنا ہی دیا، حالاں کہ میں عربی

(۱) تنبيه الغافلين: باب الزجر عن الضحك، ص۲۰۲ الناشر: دار ابن كثير

(۲) السنن الكبرىٰ للبيهقي: باب التسوية بين الناس في القسمة، ج۶ ص۵۶۷ الناشر: دار الكتب العلمية

(۳) السنن الكبرىٰ للبيهقي: باب التسوية بين الناس في القسمة، ج۶ ص۵۶۷ الناشر: دار الكتب العلمية

ہوں اور یہ آزاد کردہ باندی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بہت غور سے دیکھا تو اس میں مجھے اولاد اسماعیل کی اولاد اسحاق پر کوئی فضیلت نظر نہیں آئی۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امہات المؤمنین کی خدمت

تمام گزشتہ خلفاء امہات المؤمنین کی خدمت اپنے لیے باعث سعادت وافتخار سمجھتے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس سعادت سے محروم نہ تھے اور رتبہ کے لحاظ سے خصوصیت کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی خدمت کرتے تھے، ان کی خدمت میں یک مشت ایک ایک لاکھ کی نذر پیش کرتے تھے، اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً دس دس ہزار کی رقمیں بھیجا کرتے تھے، ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے منکدر بن عبداللہ کو دس ہزار کی رقم دینی چاہی، لیکن اس وقت اتفاق سے ہاتھ میں روپیہ نہ تھا، اسی دن شام کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھیجی ہوئی رقم آ گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منکدر کو بلوا کر اس میں سے دس ہزار کی رقم دے دی۔ (۱)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق اور عشق تھا، ایک مرتبہ آپ کو پتہ چلا کہ بصرہ میں ایک شخص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے، آپ نے وہاں کے گورنر کو خط لکھا کہ تم فوراً اسے عزت واکرام کے ساتھ یہاں روانہ کردو، چناں چہ اسے عزت واکرام کے ساتھ لایا گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا، اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کو انعامات اور خلعت سے نوازا۔

اسی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ

(۱) الطبقات الکبریٰ: ج۵ص۲۰ الناشر: دار الکتب العلمیة

علیہ وسلم کے کٹے ہوئے ناخن، ایک کپڑا اور بال مبارک سنبھال کر حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے تھے، جن کے متعلق آپ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ انہیں میرے ناک، کان اور آنکھوں میں رکھ کر مجھے دفنا دیا جائے۔

اسی طرح وہ چادر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا قصیدہ سن کر مرحمت فرمائی تھی اسے آپ رضی اللہ عنہ نے رقم دے کر حاصل کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی تعلق کی وجہ سے آپ کی بہت سی اداؤں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی جھلک پائی جاتی تھی، چناں چہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نماز پڑھنے میں کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنا مشابہ نہیں پایا جتنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ (۱)

ابلیس کی پانچ چیزوں کے پانچ خریدار

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی، ابلیس پانچ گدھوں کو جن پر بوجھ لدا ہوا تھا ہانکے لے جا رہا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا لے جا رہے ہو؟ ابلیس نے کہا کہ یہ مال تجارت ہے اس کے لیے خریداروں کی تلاش میں جا رہا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال تجارت میں کون کون سی چیزیں ہیں؟ ابلیس نے کہا:

۱......اس میں ظلم ہے جسے میں بادشاہوں کو فروخت کروں گا۔

۲......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں کبر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا۔ ابلیس نے کہا کہ سوداگر اور جوہری اس کے خریدار ہیں۔

۳......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں تیسری چیز حسد ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: معاوية بن صخر بن أبي سفيان، ج۵ ص۲۰۱
الناشر: دار الكتب العلمية

نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ علماء۔

۴......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں چوتھی چیز خیانت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اس کے خریدار تاجروں کے کارندے ہیں۔

۵......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت کی پانچویں چیز مکروفریب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے خریدار کون ہیں؟ ابلیس نے کہا کہ عورتیں۔ (۱)

مرزا قادیانی کا انجام

مرزا قادیانی کو خوف ناک ہیضہ ہوا، منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت بہنے لگی، اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین تک جا سکے، اس لیے چارپائی کے پاس ہی غلاظت کے ڈھیر لگ گئے۔ مسلسل پاخانوں اور الٹیوں نے اس قدر نچوڑ کر رکھ دیا کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گرا اور زندگی کی بازی ہار گیا۔ کائنات میں شاید ہی کسی کو ایسی ہولناک اور عبرت ناک موت آئی ہو، تدفین تک منہ سے غلاظت بہتی رہی جسے بڑی کوشش کے باوجود بند نہ کیا جا سکا۔ جس تابوت میں مرزے کا جنازہ لاہور سے قادیان تک لے گیا، اس تابوت اور تابوت میں پڑے بھوسے کو حکومت نے آگ لگوا کر خاکستر کرا دیا تا کہ اس تابوت سے علاقہ میں کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔ (۲)

مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک رسی ہے جس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا مرزا قادیانی کے ہاتھ میں ہے، وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے، خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ آئے اور انہوں نے کوئی چیز مار کر درمیان سے رسی کاٹ ڈالی۔ یک دم دھڑام ہوا، میں گھبرایا تو بزرگ نے کہا

(۱) حیاة الحیوان: الحمار الأهلي، فائدة أخرى، ج ۱ ص ۳۵۱ الناشر: دار الکتب العلمیة

(۲) مرگ مرزائیت: ص ۴۷

کہ وہ دیکھو مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ میں نے دیکھا تو آگ کے الاؤ میں مرزا قادیانی جل رہا تھا اور اس کی شکل خنزیر کی سی تھی۔

دوسری دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جہنم میں مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں رسیوں سے جکڑا ہوا ہے، میں ڈر گیا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ شخص مرزا قادیانی ہے اور اس کے ماننے والے سب اسی طرح جلیں گے، تم بچ جاؤ۔ (۱)

مرزا قادیانی باؤلے کتے کی شکل میں

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمہ اللہ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں باؤلے کتے کی شکل میں دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوف ناک آوازیں نکال رہا ہے، بڑی پھرتی سے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غصہ میں آکر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے اور کبھی سر زمین پر پٹختا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لعین کے عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔ (۲)

اسلام اور جاہلیت میں کثیر العمر اشخاص

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

۱......حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔

۲......حضرت شیث علیہ السلام کی عمر نو سو سال تھی۔

۳......ان کے بیٹے مہلائیل کی عمر آٹھ سو پچانوے سال تھی۔

۴......اور ان کے بیٹے حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر تین سو پچانوے سال تھی۔

۵......ان کے بیٹے ہود کی عمر نو سو باسٹھ سال تھی۔

۶......اور ان کے بیٹے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چودہ سو پچاس سال تھی۔

---

(۱)،(۲) مرگ مرزائیت: ص ۷۶

۷......حضرت لقمان رحمہ اللہ کی عمر تین ہزار پانچ سو سال تھی۔

۸......اکثم بن صیفی کی عمر تین سو ساٹھ سال تھی اور انہوں نے اسلام کو پایا۔

۹......سطیح کی عمر سات سو سال تھی۔

۱۰......قیس بن ساعدہ الایادی کی عمر سات سو سال تھی اور یہ حکمائے عرب میں سے تھے۔

۱۱......لبید بن ربیعہ شاعر نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔

۱۲......درید بن صمہ کی عمر ایک سو ستر سال تھی اور انہوں نے اسلام کو پایا لیکن اسلام کو قبول نہیں کیا۔

۱۳......عدی بن حاتم طائی کی عمر دو سو بیس سال تھی۔

۱۴......زہیر بن جنادہ کی عمر بھی دو سو بیس سال تھی۔

۱۵......ذوالاصابع العذری کی عمر دو سو بیس سال تھی اور یہ زمانہ جاہلیت میں حکمائے عرب میں سے تھا۔

۱۶......عمرو بن معدیکرب الزبیدی اور عبدالمسیح بن نفیلہ نے تین سو بیس سال کی عمر پائی اور اسلام کو بھی پایا۔(۱)

علالت کے باوجود مطالعہ کا اہتمام

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سخت بیمار تھے اور کافی طویل عرصے تک بیمار رہے، ایک صبح فجر کے وقت یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ حضرت رحمہ اللہ کا وصال ہوگیا۔ خدام پر بجلی سی گر گئی اور نمازِ فجر کے فوراً بعد ہم سب حضرت رحمہ اللہ کے مکان کی طرف لپکے، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے، گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ بحمد اللہ خبر غلط تھی، البتہ تکلیف کی شدت برقرار ہے۔

ہم سب لوگ حضرت کی عیادت کے لیے کمرے میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت رحمہ اللہ

(۱) المستطرف فی کل فن مستظرف: الفصل الرابع فی أخبار المعمرین فی الجاهلية والإسلام: ص۲۸۴ الناشر: عالم الکتب بیروت

نماز کی چوکی پر بیٹھے ہیں، سامنے تکیے پر ایک کتاب رکھی ہے اور اندھیرے کی وجہ سے حضرت رحمہ اللہ جھک کر اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ خدام کو یہ منظر دیکھ کر حیرت کے ساتھ تشویش بھی ہوئی کہ ایسی علالت میں مطالعے کے لیے اتنی محنت برداشت کرنا مرض میں مزید اضافے کا موجب ہوگا۔

چناں چہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ہمت کر کے عرض کیا کہ:

حضرت! یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اوّل تو وہ کون سی بحث رہ گئی ہے جو حضرت کے مطالعے میں نہ آ چکی ہو اور اگر بالفرض کوئی بحث ایسی ہو تو اس کی فوری ضرورت کیا پیش آ گئی ہے کہ اسے چند روز مؤخر نہیں کیا جا سکتا، اور اگر بالفرض کوئی فوری ضرورت کا مسئلہ ہے تو ہم خدام کہاں مر گئے ہیں؟ حضرت شاہ صاحب کچھ دیر تو انتہائی معصومیت اور بیچارگی کے انداز میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا بھائی ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ کتاب بھی تو ایک روگ ہے اس روگ کا کیا کروں۔ (۱)

چھ ماہ تک جوتا نہ خریدنے والا طالبِ علم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والد صاحب کی کڑی نگرانی کی وجہ سے یکسوئی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، ہر وقت سب سے الگ تھلگ کتابوں میں مشغول رہتا تھا۔

میرے تعلیمی انہماک، خلوت پسندی اور سیر و تفریح سے نفرت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک مرتبہ میرا نیا جوتا مدرسہ میں کسی نے اٹھالیا تو تقریباً چھ ماہ تک دوسرا جوتا خریدنے کی ضرورت نہیں آئی، کیوں کہ اس مدت میں مجھے مدرسے سے باہر قدم نکالنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مدرسہ کی مسجد میں جمعہ ہوتا تھا اور مدرسہ کے بیت الخلاء میں ایک دو جوتے جو کسی کے پرانے ہو جاتے ہیں وہ ڈال دیتا تھا، جو اب تک بھی دستور ہے، اس وجہ سے مجھے کسی ضرورت کے واسطے بھی مدرسے کے دروازے سے نہ تو باہر قدم رکھنا پڑا، نہ

(۱) اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۴۳

جوتے کی ضرورت ہوئی۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے دو عمدہ اقوال

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے دو قول نقل فرماتے ہیں:

۱...... يَقُولُ الحسن البصري أدركت أقواماً كَانُوا عَلَى أوقاتهم أشد منكمْ حرصاً عَلَى دراهمكم ودنانيركم.

میں نے ایسے لوگوں (صحابہ کی جماعت) کو پایا ہے جن کا اپنی عمر کے لمحات اور اوقات پر بخل تمہارے سونے چاندی کے دراہم اور دینار پر بخل سے کہیں زیادہ تھا۔

۲...... عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِيَّاكَ وَالتَّسْوِيفَ فَإِنَّكَ بِيَوْمِكَ وَلَسْتَ بِغَدِكَ قَالَ :فَإِنْ يَكُنْ غَدٌ لَكَ فَكِسْ فِيهِ كَمَا كِسْتَ فِي الْيَوْمِ وَإِلَّا يَكُنِ الْغَدُ لَكَ لَمْ تَنْدَمْ عَلَى مَا فَرَّطْتَ فِي الْيَوْمِ.(۱)

اے آدم کے بیٹے! ٹال مٹول سے بچو! کیوں کہ آج کا دن تمہارے پاس یقینی ہے، کل کا دن تمہارے پاس یقینی نہیں، اگر کل کا دن مل جائے اور کل کا دن آجائے تو کل کے دن بھی ایسے ہو جاؤ جیسے آج ہوئے تھے۔ اس دن کے بارے میں یہ یقین کرلو کہ یہ آج کا دن میرے پاس ہے، کل کا دن نہیں اور اگر وہ کل آ گئی تو کم از کم تمھیں یہ پشیمانی نہ ہوگی کہ میں نے کل کا دن ضائع کر دیا۔

حضرت رِبعی بن عامر رضی اللہ عنہ کی رستم سے گفتگو

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت وسرکردگی میں ایک لشکر ایرانیوں سے مقابلہ کے لیے گیا، ایرانی لشکر کا سالار مشہور زمانہ پہلوان و بہادر رستم تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رستم کی درخواست پر حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو اس سے بات چیت کے لیے بھیجا، ایرانیوں نے رستم کا دربار خوب سجا رکھا تھا، ریشم وحریر کے

(۱) کتاب الزهد لهناد بن السري: ص۲۸۹ الناشر: دار الخلفاء الكويت

گدے، بہترین قالین، سونے وچاندی کی اشیاء اور دیگر اسباب زینت سے آراستہ کردیا تھا، حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار، ہتھیار سے لیس، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، اس شان کے ساتھ رستم کے دربار میں پہنچے کہ ننگی تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی، دربار میں رستم کا فرش بچھا ہوا تھا، آپ گھوڑے کو اسی پر چلاتے ہوئے اندر جانے لگے، رستم پہلوان کے آدمیوں نے ان کو روکا اور ان سے کہا کہ کم سے کم تلوار تو زیر نیام کرلیں، حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری دعوت پر آیا ہوں، میں اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں آیا، اگر تم اس طرح نہ آنے دوگے تو میں لوٹ جاؤں گا، جب رستم نے یہ دیکھا تو اپنے لوگوں سے کہا ان کو اسی حالت میں آنے دو۔

چناں چہ آپ اسی شان کے ساتھ رستم کے پاس پہنچے اور فرش جگہ جگہ سے تلوار کی نوک کی زد میں آکر پھٹ گیا تھا، رستم نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا جو ہمیشہ کے لیے لاجواب رہے گا، آپ نے فرمایا:

قَالَ اللّٰہُ ابْتَعَثَنَا، وَاللّٰہُ جَاءَ بِنَا لِنُخْرِجَ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادَۃِ الْعِبَادِ إِلَی عِبَادَۃِ اللّٰہِ، وَمِنْ ضِیقِ الدُّنْیَا إِلَی سِعَتِهَا، وَمِنْ جَوْرِ الْأَدْیَانِ إِلَی عَدْلِ الْإِسْلَامِ.(۱)

اللہ نے ہمیں اس لیے مبعوث کیا ہے کہ ہم اللہ کے بندوں میں سے اللہ جن کو چاہے ان کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کی طرف لائیں اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اس کی وسعتوں میں لے جائیں اور دنیا کے مختلف مذاہب کے ظلم و جور سے اسلام کے عدل وانصاف کی طرف لائیں۔

اس واقعہ سے اسلامی معاشرے کے افراد کی مظاہر کائنات سے، دنیا کی دل فریبیوں سے اور مادی طاقتوں سے بے رغبتی و بے خوفی کا عظیم الشان مظاہرہ ہورہا ہے، یہی چیز اسلامی معاشرے کو کفر وشرک سے نکالتی اور شیطانی وطاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں روحانی

(۱) تاریخ طبری: سنة أربع عشرة، ذكر ابتداء أمر القادسية، ج۳ص ۵۱۹، ۵۲۰ الناشر: دار إحياء التراث العربي

وایمانی طاقت بخشتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا توکل علی اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ شب میں نفلیں پڑھنے مسجد کو تشریف لایا کرتے تھے، بعض حضرات نے ایک بار ان کا پہرا دیا، جب آپ نماز سے فراغت کے بعد باہر آئے اور ان لوگوں کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ کی حفاظت کے لیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آسمان والوں سے یا زمین والوں سے؟ لوگوں نے کہا کہ زمین والوں سے، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إن أهل الأرض لا يعملون بعمل حتى يقضى في السماء فإن علي جنة حصينة إلى يومي وذكر انه لا يجد عبد حلاوة الأيمان حتى يستيقن يقينا غير ظان أن ما أصابه لم يكن ليخطئه وأن ما أخطأه لم يكن ليصيبه.[1]

جب تک کسی بات کا فیصلہ آسمان میں نہیں ہوجاتا اس وقت تک کوئی چیز زمین پر رونما نہیں ہوتی، اور فرمایا کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی لذت کوئی شخص اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کرلے کہ جو کچھ (اچھا یا برا) اسے پہنچا ہے وہ ٹلنے والا نہ تھا اور جو اسے نہیں پہنچا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص فیصلے کے لیے آئے، آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت! یہ دیوار گرنے والی ہے، آپ نے فرمایا کہ تو جا، اللہ حفاظت کے لیے کافی ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں شخصوں کا مقدمہ طے کیا اور کھڑے ہوئے، اس کے بعد یہ دیوار گر گئی:

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَرَضَ لِعَلِيٍّ رَجُلَانِ فِي حُكُومَةٍ فَجَلَسَ فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْجِدَارُ يَقَعُ فَقَالَ عَلِيٌّ رضى الله عنه امْضِ

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص۵۵۳ الناشر: دار الفكر

كَفٰى بِاللّٰهِ حَارِسًا فَقَضٰى بَيْنَهُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ.[۱]

شہدائے اُحد کی عجیب وغریب کیفیت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب میدانِ اُحد میں زیرِ زمین نہر کھودی گئی تو:

۱......حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اور عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی نعش بالکل سلامت اسی طرح نکلی کہ زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا، جب ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا اور تھوڑی دیر بعد ہاتھ وہاں جا کر چپک گیا۔

۲......جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھودنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اپنے اپنے شہداء کو یہاں سے ہٹالیا جائے تو جن لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کی قبروں کو کھود کر وہاں سے نکالا، وہ سارے کے سارے ایسے تھے جیسا کہ ابھی ابھی غسل دیا گیا ہو ان کے بدنوں سے پانی نچڑ رہا تھا، ایک شہید کے پاؤں پر غلطی سے کدال لگ گئی تو اس سے تازہ خون بہہ نکلا۔

إن معاوية لما أراد أن يجري الكظامة نادى مناديه بالمدينة من كان له قتيل بأحد فليشهد، فخرج الناس إلى قتلاهم، فوجدوهم رطابا يثنون، فأصابت المسحاة رجل رجل منهم فانبعث دم.[۲]

قبر میں پھول

ایک قبر کو کھودنے پر ساتھ والی قبر کھل گئی اس میں میت کے اوپر دائیں بائیں ہر طرف پھول ہی پھول تھے اور لاجواب خوشبو تھی۔ تحقیق پر پتہ چلا کہ یہ صاحب ہر وقت درود شریف

(۱) دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: الفصل التاسع والعشرون، ما ظهر على يد علي بن أبي طالب، ج۱ ص۵۸۲ الناشر: دار النفائس بيروت

(۲) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل السابع في فضل احد والشهداء به، عمرو بن الجموح، ج۳ص۱۱۴، ۱۱۶، الناشر: دار الكتب العلمية

پڑھتے تھے۔ (۱)

اہل قبور کو اپنوں کے آنے سے خوشی ہوتی ہے

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب میرے والد فوت ہو گئے تو میں نے بہت آہ و بکا کی اور میں ہر روز ان کی قبر پر جایا کرتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد جانے میں کمی کر دی، ایک دن میرے والد نے خواب میں مجھے فرمایا، اے میرے بیٹے! تم نے میرے پاس آنے میں تاخیر کیوں کی ہے؟ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا جب بھی تم آتے ہو مجھے اس کا علم ہو جاتا ہے، اور جب تم میری قبر پر آتے تھے اور میرے ساتھ دفن لوگ بھی تمہاری دعا سے خوش ہوتے تھے، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے پابندی کے ساتھ جانا شروع کر دیا:

سُفْيَان بن عُيَيْنَة قَالَ لما مَاتَ ابى جزعت جزعا شَدِيدا فَكنت آتِي قَبره فِي كل يَوْم ثمَّ إِنِّي قصرت عَن ذَلِك فرايته فِي النّوم فَقَالَ يَا بني مَا أَبْطَأَ بك عني قلت وَإِنَّك لتعلم بمجيئي قَالَ مَا جِئْت مرّة إِلَّا علمتها وَقد كنت تَأتِينِي فأسر بك وَيسر من حَولي بدعائك قَالَ فَكنت آتيه بعد كثيرا۔ (۲)

جاہل عابد پر شیطان کا داؤ

شیطان کے چیلوں نے شیطان سے کہا کہ جب کسی عالم کا انتقال ہوتا ہے تو آپ بہت خوش ہوتے ہیں، کسی عابد و زاہد کی موت پر اتنا خوش نہیں ہوتے۔ کیا بات ہے؟

شیطان نے کہا کہ آؤ میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ اس کے بعد شیطان اپنے چیلوں کو لے کر ایک عابد کے پاس گیا جو جاہل تھا اور اسے سلام کیا، خیر خیریت پوچھی، شیطان نے اس سے کہا کہ آپ بڑے اچھے آدمی لگتے ہیں، میرے دل میں ایک وسوسہ

(۱) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس: ص ۳۲۴

(۲) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص ۲۲۳ الناشر: دار المعرفة

ہے، میں اس کے بارے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ عابد نے کہا کہ پوچھیے۔

شیطان نے کہا کہ میرے دل میں ایک سوال پیدا ہو رہا ہے، وہ یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ ایک انڈے میں زمین کو، آسمان کو، چاند کو، سورج کو، پوری کائنات کو داخل کر دے؟ اس حالت میں کہ انڈا جتنا ہے اتنا ہی رہے، اس میں اضافہ نہ ہو اور یہ زمین و آسمان اپنی حالت پر رہیں اس میں کوئی کمی نہ ہو۔ یہ ذہن میں ایک سوال آ رہا ہے، اس کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

اب وہ عابد جاہل تھا، صرف نماز روزے کی باتیں تو جانتا تھا، لیکن عالم تو نہیں تھا تو اس نے کچھ دیر سوچا، اس کے بعد کہنے لگا کہ انڈا اتنا ہی رہے اور زمین بھی اتنی ہی رہے اور آسمان بھی اتنا رہے پھر انڈے میں یہ سب داخل ہو جائیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یعنی شک کے لہجے میں، تعجب کے انداز میں اس نے یہ سوال دہرایا، پھر کہنے لگا کہ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

شیطان کے چیلے وہیں موجود تھے، شیطان نے ان سے کہا کہ میں نے اس کے دل میں شک کا بیج داخل کر دیا ہے جو اسے کفر تک پہنچا دے گا۔ دیکھا کہ میں نے ایک منٹ میں اس عابد و زاہد کو کافر بنا دیا، یا کفر کی دہلیز پر بیٹھا دیا، اس طرح کے لوگ زندہ رہیں یا مر جائیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس کے بعد شیطان ایک عالم سے ملا، اس سے بھی یہی سوال کیا اور کہا کہ جناب آپ عالم ہیں، میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو گیا، اس کا جواب دریافت کرنے آیا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ کیا سوال؟ کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک انڈے میں زمین و آسمان کو ڈال دیں؟ تو عالم نے کہا کہ اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ انڈا اپنی حالت پر اسی طرح ہو، زمین اور آسمان بھی اسی طرح ہوں، پھر اللہ تعالیٰ انڈے میں ان کو داخل کر دیں؟ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اللہ کی ذات تو وہ ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی چیز کا تو کن فرماتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (اور جب وہ

(اللہ) کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کن (ہوجا) کہتا ہے تو وہ ہوجاتی ہے) اس لیے مجھے یقین ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے، اس میں کوئی بات شک وشبہ کی نہیں۔ شیطان نے اپنے چیلوں کو دیکھ کر کہا کہ دیکھو اس کا علم ایسا ہے کہ یہ ہمارے داؤ میں نہیں پھنس سکتا، اور اس کو بہکانا ہمارے لیے آسان نہیں، اس لیے ان لوگوں کے زندہ رہنے سے مجھے پریشانی ہوتی ہے اور یہ لوگ مرتے ہیں تو میں جشن مناتا ہوں، اور عابد کا حال ایسا کہ اسے جب چاہیں ہم ادھر سے ادھر کرسکتے ہیں اور اس کی جہالت کی وجہ سے جب چاہے اس کو صرف معصیت میں نہیں، کفر میں بھی مبتلا کرسکتے ہیں۔ (۱)

مرید کسے کہتے ہیں؟

ایک طالب علم سید الطائفہ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ حضرت! میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ مرید ہونے آئے ہو، اچھا یہ بتاؤ کہ مرید کے معنی کیا ہے؟ طالب علم تھا، علم صرف پڑھا ہوا تھا، اس نے گردان شروع کردی ''أَرَادَ يُرِيْدُ إِرَادَةً فَهُوَ مُرِيْدٌ'' اس نے کہا کہ حضرت! یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے کسی کام کے ارادہ کرنے والے کو مرید کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ غلط ہے، صحیح نہیں، اب بے چارہ سوچنے لگا کہ اس میں کیا غلط ہے، ہمارے اساتذہ نے یہی پڑھایا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ ''فصول اکبری'' بھی پڑھی ہے؟ فصول اکبری عربی صَرف کی ایک کتاب ہے، اس کے اندر بہت سے مضامین کے ساتھ خاصیات ابواب کا بیان بہت تفصیل کے ساتھ آیا ہے، تو اس طالب علم نے جواب دیا، جی ہاں پڑھی ہے، فرمایا کہ باب افعال کی خصوصیات کیا ہیں؟ اب اس نے گنانا شروع کیا، اس میں ایک خصوصیت یہ گنائی کہ سلبِ ماخذ۔ حضرت نے کہا کہ کیا مطلب ہے؟ کہا کہ ماخذ کو سلب کرلینا اور ماخذ کی نفی کردینا، کہا کہ ٹھیک ہے، اب اس خصوصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرید کا معنی یہ ہوتا ہے

(۱) جامع بيان العلم وفضله: باب تفضيل العلم على العبادة، ج ۱ ص ۱۲۷ الناشر: دار ابن الجوزي

ارادہ کو سلب کر لینا یعنی ارادہ نہیں کرنا۔ تو مرید کے معنی ہوئے ارادہ نہیں کرنے والا۔

حضرت نے کہا کہ مرید کون ہوتا ہے؟ جو ارادہ نہیں کرتا یعنی اپنی مرضی و ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتا، اس لیے کہ اس نے اللہ کی مرضی پر سب کچھ چھوڑ دیا ہے، جس نے بیعت کرتے ہوئے سب کچھ اللہ کی مرضی پر چھوڑ دیا، اس نے گویا یہ کہہ دیا کہ اے میرے مالک و خالق میں نے اپنی جان و مال کو تیرے حوالے کر دیا اور تجھے بیچ دیا، اب اس میں میری مرضی نہیں چلے گی تیرا ارادہ اور تیری مشیت چلے گی۔

فرمایا کہ یہ معنی سمجھ کر جو بیعت کرتا ہے کہ مجھے کسی کام کا ارادہ نہیں کرنا ہے بلکہ شیخ کی جانب سے اس راہ کے بارے میں جو کہا جائے اس پر عمل کرتے رہنا ہے، وہ ہوتا ہے حقیقی مرید اور جو ارادے پر ارادے کرتا ہے، شیخ ایک کہتا ہے اور اس کا ارادہ الگ ہوتا ہے، قرآن وحدیث ایک کہتی ہے، اس کا ارادہ الگ تو بھائی یہ مرید نہیں ہے یہ تو مردار ہو گیا۔

الغرض جو شخص کسی سے بیعت ہو کر اپنی اصلاح کرانا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کی اتباع کرے اور اس کے مشورے پر قائم رہے۔

جذبہ شکر پیدا کرنے کا طریقہ

ایک مرتبہ شیخ سعدی رحمہ اللہ گھر سے نکلے تو پاؤں میں پہننے کے لیے جوتے نہیں تھے، دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اے اللہ تو نے مجھے جوتے بھی نہیں دیئے ہیں۔ پھر پیدل تھوڑی دور گئے تو دیکھا کہ ایک فقیر بھیک مانگ رہا ہے، جس کے دونوں پاؤں رانوں تک کٹے ہوئے ہیں، یہ منظر دیکھ کر شیخ سعدی رحمہ اللہ نادم ہوئے، اور اللہ سے کہنے لگے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ مجھے صرف جوتے نہیں دیئے، اس بے چارہ کو تو پاؤں ہی نہیں دیئے، اگر تو مجھے بھی اس جیسا بنا تا تو میں کیا کر سکتا تھا؟

آدمی ہمیشہ ہر دنیوی چیز میں اپنے سے نیچے کے طبقہ والوں کو دیکھے تو شکر کرے گا، اگر اپنے سے اونچے طبقہ والوں کی طرف نظر کرے گا تو ناشکری میں مبتلا ہوگا، یعنی اگر کوئی متوسط درجہ کا مال دار ہے تو وہ غریبوں کو دیکھے اور شکر ادا کرے کہ اللہ نے مجھے ان سے اچھا

رکھا ہے، اسی طرح کسی کو اللہ نے معمولی سا گھر دیا ہے تو وہ جھونپڑی میں رہنے والے کی طرف نظر کر کے شکر ادا کرے کہ اللہ نے مجھے مکان تو دیا ہے، اس کے برخلاف اگر متوسط درجہ کا مال دار اپنے سے بڑے مال دار کی طرف نظر کرے گا تو حرص میں، یا حسد میں مبتلا ہوگا اور ناشکری کرے گا کہ اللہ نے اس کو اتنا مال دیا ہے اور مجھے نہیں دیا۔

دس اہل علم کی حرام سے احتیاط

بشر بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معافی بن عمران رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ گزشتہ زمانے میں اہل علم میں سے دس آدمی ایسے تھے جو حلال کے سلسلہ میں بہت سخت نظر رکھتے تھے، ان کے پیٹ میں کوئی ایسی چیز داخل نہ ہوتی تھی جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ حلال ہے، اگر یہ بات معلوم نہ ہوتی تو پانی پر کفایت کر لیتے تھے، پھر حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ نے ان حضرات کے نام شمار کیے وہ یہ تھے: ابراہیم بن ادہم، سلیمان الخواص، علی بن الفضیل، ابومعاویہ الاسود، یوسف بن اسباط، وہیب بن الورد، حذیفہ اہل حران میں سے، اور داؤد طائی رحمہ اللہ وغیرہ۔ (۱)

چراغ میں وارثین کا حق ہے

امام غزالی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ ایک صاحب کے پاس حالت نزع میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ان صاحب کا انتقال ہوگیا، اور وہاں ایک چراغ جل رہا تھا، ان بزرگ نے کہا کہ یہ چراغ بجھا دو، کیوں کہ اس چراغ کے تیل میں اب اس میت کے وارثین کا حق ہوگیا ہے۔ اب ان کی اجازت کے بغیر اس کا جلانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں۔ (۲)

سوئی کی وجہ سے مواخذہ

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ ان کے انتقال کے

---

(۱) الورع لأحمد: ص ۱۴ الناشر: دار الصميعي رياض (۲) إحياء علوم الدين: ج۲ ص ۹۶

بعد وہ کسی کو خواب میں آئے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ اچھا ہوا مگر مجھے جنت سے روک دیا گیا ہے کیوں کہ میں نے ایک سوئی کسی سے عاریۃً لی تھی، مگر اس کو واپس نہیں کیا تھا:

وَعَنْ بَعْضِ الصَّالِحِيْنَ أَنَّهُ رُوِيَ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ قَالَ خَيْرًا غَيْرَ أَنِّيْ مَحْبُوْسٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِإِبْرَةٍ اِسْتَعَرْتُهَا فَلَمْ أَرُدَّهَا.(۱)

دین سے دنیا طلبی کا عبرت ناک انجام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک شخص خدمت کیا کرتا تھا، وہ لوگوں سے بیان کرتا تھا کہ مجھے موسیٰ صفی اللہ نے یہ بات بتائی، کبھی کہتا کہ مجھے موسیٰ کلیم اللہ نے، موسیٰ نجی اللہ نے یہ خبر دی، اس طرح لوگوں کو سنا سنا کر اس نے خوب مال و دولت جمع کر لی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اس کو مفقود پایا، اور لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھنا شروع کیا مگر اس کی کچھ خبر نہ ملی، پھر اچانک ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں خنزیر (سور) تھا اور سور کے گلے میں کالی رسی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آنے والے سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو بہت دنوں سے نظر نہیں آ رہا تھا کہ فلاں کو تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اے حضرت! یہ سور وہی شخص ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ اس کو اپنی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے اس کے مسخ ہو جانے کی وجہ دریافت کرلوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر تم مجھے ان تمام ناموں سے پکارتے جن سے آدم اور ان کے بعد انبیاء نے مجھ کو پکارا تب بھی میں یہ دعا قبول نہ کرتا لیکن میں اس کی وجہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کو مسخ کیوں کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص دین کے ذریعہ دنیا طلب کرتا تھا:

أن رجلاً كان يخدم موسى فجعل يقول حدثني موسى صفي الله حدثني

(۱) كتاب الكبائر: الكبيرة الثامنة والعشرون، ص ۱۲۱ الناشر: دار الندوة الجديدة

موسی نجی الله حدثني موسى كليم الله حتى أثرى وكثر ماله ففقده موسى فجعل يسأل عنه ولا يحس له خبراً حتى جاءه رجل ذات يوم وفي يده خنزير وفي عنقه حبل أسود فقال له موسى أتعرف فلانًا قال نعم قال هو هذا الخنزير فقال موسى يا رب أسألك أن ترده إلى حاله حتى أسأله بم أصابه هذا فأوحى الله عز وجل إليه لو دعوتني بالذي دعاني به آدم فمن دونه ما أجبتك فيه ولكن أخبرك لم صنعت هذا به لأنه كان يطلب الدنيا بالدين.[1]

شیطان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش

شیطان کی عیاری ومکاری بڑی خطرناک ہوتی ہے، وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا، حتیٰ کہ حضرات انبیاء علیہ السلام کو بھی نہیں چھوڑتا۔

ایک دفعہ شیطان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا: آپ تو وہ ہیں کہ اپنی ربوبیت سے شیر خوارگی میں آپ نے کلام کیا جب کہ کوئی اور ایسا نہیں کرسکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ربوبیت والوہیت تو اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے قوت گویائی دی۔

پھر وہ کہنے لگا کہ اے وہ ذات کہ جس نے اپنی الوہیت سے مردوں کو زندہ کیا ہے، اے وہ ذات جس نے اپنی الوہیت سے مختلف پرندوں کو بنا کر زندہ چھوڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' میں کہاں کا خدا، میرے اندر کہاں الوہیت؟ الوہیت تو اس اللہ کے اندر ہے جو مجھے بھی زندگی اور موت دیتا ہے۔[2]

دراصل شیطان ان باتوں سے ان کو بہکانے کے لیے آیا تھا تاکہ ان کے ذہن میں یہ ڈال دے کہ جیسے لوگ سمجھتے ہیں، اسی طرح یہ الوہیت کے حامل ہیں، یعنی خدائی صفات ان کے اندر ہیں، تو خدائی صفات کا حامل بتایا اور ان کے ذہن میں یہ بات ڈالنی چاہی تاکہ

(۱) إحياء علوم الدين، كتاب العلم، الباب السادس في آفات العلم وبيان علامات علماء الآخرة، ج۱ ص۶۲، الناشر: دار المعرفة

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة، عيسىٰ بن مريم روح الله، ج۴۷ ص۳۸۷ الناشر: دار الفكر

نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گمراہ ہو جائیں، لیکن اللہ تعالیٰ تو انبیاء کرام علیہ السلام کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی عصمت سے ان کو نوازتا ہے، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فوراً جواب دیا۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے علمی انہماک کی وجہ سے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں جب پڑھا کرتا تھا، جہاں کھانا مقرر تھا، آتے جاتے راستہ میں ایک مجذوب ہوا کرتے، ایک دن وہ بولے، مولوی! روزانہ اس راستے سے تو کہاں جایا کرتا ہے، کوئی دوسرا راستہ نہیں؟

میں نے عرض کیا، کھانا لینے جایا کرتا ہوں، دوسرا راستہ چوں کہ بازار سے گزرتا ہے اور وہاں ہر قسم کی اشیاء پر نظر پڑ سکتی ہے اس لیے اس راہ سے آتا جاتا ہوں۔

مجذوب کہنے لگے: شاید تجھے معاشی تنگی اور خرچ کی تکلیف ہے، میں تجھے سونا بنانے کا نسخہ بتاتا ہوں، کسی وقت میرے پاس آجاؤ۔

فرماتے تھے، اس وقت تو حاضری کا اقرار کر آیا، مگر پڑھنے لکھنے میں انہماک کی وجہ سے بعد میں یاد ہی نہیں رہا، دوسرے دن مجذوب نے پھر یاددہانی کی، میں نے کہا پڑھنے سے فرصت نہیں، جمعہ کے دن کوئی وقت نکال کر آؤں گا۔ جمعہ آیا تو مطالعہ میں مشغولیت کی وجہ سے یاد نہیں رہا۔

مجذوب پھر ملے، کہا کہ تم حسبِ وعدہ نہیں آئے، میں نے بھولنے کا عذر کیا اور آئندہ جمعہ کا وعدہ کیا، لیکن مطالعہ میں مصروفیت کی وجہ سے جمعہ کے دن یاد ہی نہیں رہتا تھا، اس طرح کئی جمعے گزر گئے۔

آخر ایک جمعہ کو وہ مجذوب خود میرے پاس آئے اور درگاہ شاہ نظام الدین کی طرف

لے جا کر ایک قسم کی گھاس مجھے دکھائی، ساتھ ساتھ ان مقامات کی بھی نشان دہی کی جہاں یہ گھاس اُگتی ہے، پھر وہ گھاس توڑ کر لائے اور مجھے طریقہ بتانے کی غرض سے میرے سامنے اس سے سونا بنایا، پھر سونا مجھے دے کر کہنے لگے، یہ بیچ کر اپنے کام میں لائیں، تاہم مجھے کتاب کا مطالعہ سے اتنی فرصت بھی نہ تھی کہ وہ سونا بازار جا کر بیچوں۔ مجذوب نے ایک دن خود جا کر وہ سونا بیچا اور رقم لا کر مجھے دی۔

حدیث کے ساتھ مکمل درود لکھنے پر انعام خداوندی

حفص بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں امام ابوزُرعہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ آسمانوں پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کس طرح ملا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھیں اور ہر حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل درود پاک لکھا۔ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے:

عَن حَفْص بن عبد الله قَالَ رَأَيت أَبَا زرْعَة فِي النّوم بعد مَوته يُصَلِّي فِي السَّمَاء الدُّنْيَا بِالْمَلَائِكَةِ قلت بِمَ نلْت هَذَا قَالَ كتبت بيَدي ألف ألف حَدِيث أَقُول فِيهَا عَن النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقد قَالَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من صلى عَلَيّ صَلَاة صلى عَلَيْهِ بهَا عشرا.(۱)

شہادت کے بعد عبدالرحمٰن نوری رحمہ اللہ کے کلام سے ایک غیر مسلم کا مسلمان ہونا

بعض صاحب کشف بزرگوں نے فرمایا تھا کہ:

دَمیاط کی فتح ایک یمنی کے ہاتھ پر ہوگی، دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والوں

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: ص۲۸۶ الناشر: دار المعرفة

میں ایک حضرت فقیہ عالم ولی عارف عبدالرحمٰن نویری رحمہ اللہ بھی تھے جو اس میں شہید بھی ہوئے۔ آپ کا قاتل ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا، پھر کہا اے مسلمانوں کے قیس (عالم) تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو:

"وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹"

تو ہرگز ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ گمان نہ کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پہنچائے جاتے ہیں۔

میں نے کہا یہ بھی تو تمہارے عالم ربانی ہے۔ اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور سر اُٹھا کے کہا۔

ہاں میں زندہ ہوں، اللہ کے پاس رزق کھاتا ہوں، پھر خاموش ہوگئے، جب میں نے یہ واقعہ دیکھا اور ان کی گفتگو سنی تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے کفر کو نکالا اور میں ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا، یہی شخص کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ ان کی برکت سے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں گے اور اسی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن کو شہید ناطق کہتے ہیں۔ (۱)

رفیقہ حیات شریک مطالعہ

جن دنوں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تفسیر لکھ رہے تھے معمول یہ تھا کہ دو بجے رات کو اٹھ بیٹھتے، لکھنا شروع کر دیتے۔ موسم گرما ہوتا تو زلیخا پنکھا جھلتی، کئی دفعہ رات کو جاگنے سے نرگسی آنکھوں میں سرخ ڈورے پیدا ہو جاتے۔

ایک دفعہ حمیدہ سلطان کی والدہ نے پوچھا بھاوج! آنکھیں گلابی ہو رہی ہیں۔

جواب دیا رات بھر مولانا کو پنکھا جھلتی رہی ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ جاگیں، محنت کریں، تفسیر لکھیں اور میں آرام سے سوتی رہوں؟ (۲)

(۱) روض الریاحین: ص ۲۸۰

(۲) سُراغ زندگی، ص ۳۳، ۳۴ القاسم اکیڈمی

امام کسائی رحمہ اللہ کا علمِ نحو میں مشغول ہونے کا سبب

امام کسائی رحمہ اللہ کا نام ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن عثمان بن فیروز کوفی ہے، قُرَّاء سبعہ میں سے ایک مشہور قاری ہے۔

امام کسائی رحمہ اللہ نے علم نحو کبرسنی میں حاصل کیا، واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک دن امام کسائی رحمہ اللہ پیدل چلتے چلتے تھک کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے ''عَیَیْتُ''یعنی میں تھک گیا۔

اس پر کسی نے اعتراض کیا اور کہا: آپ نے غلط لفظ ادا کیا۔

امام کسائی رحمہ اللہ نے پوچھا: کس طرح، کیا غلطی ہوئی؟

اس شخص نے جواب میں کہا کہ اگر آپ کو اظہار تھکان مطلوب تھا تو آپ کو کہنا چاہیے تھا: ''اَعْیَیْتُ''اور اگر انقطاع حیلہ کا اظہار مطلوب تھا تو ''عَیَیْتُ'' کہنا چاہیے تھا۔

معترض کی زبان سے یہ بات سن کر امام کسائی رحمہ اللہ بہت شرمندہ ہوئے اور علم نحو کی تحصیل میں ایسے مشغول ہوگئے کہ اس فن کے امام بن گئے:

وتعلم النسائي النحو على كبر سنه وذلك أنه مشى يوما حتى أعيا فجلس، فقال قد عييت، فقيل له قد لحنت قال كيف؟ قيل إن كنت أردت التعب فقل أعييت، وإن كنت أردت انقطاع الحيلة، فقل عييت فأنف من قولهم لحنت، واشتغل بعلم النحو حتى مهر وصار إمام وقته فيه.(۱)

قاضی کا خلیفہ سے بڑھیا کی زمین دلوانے کے لیے انوکھا طریقہ

سلطان الحکم میں مثل اپنے باپ کے عدل تھا اور اس بادشاہ کو ضد نہ تھی اگر کوئی غلطی کرتا تو اعتراف بھی کرلیا کرتا۔ اتفاقاً خلیفہ الحکم کے محل کی توسیع میں ایک غریب بیوہ کی جائیداد آ گئی، اس سے کہا بھی گیا کہ اس جائیداد کو معقول داموں میں علیحدہ کردے، مگر موروثی جائیداد کی وجہ سے اس نے انکار کردیا، مگر خلیفہ کے کارندوں نے زبردستی وہ زمین لے لی اور بنگلہ تعمیر ہوگیا۔ اس عورت نے قاضی کے روبرو استغاثہ پیش کیا۔ قاضی نے فرمایا

(۱) حیاۃ الحیوان: الخرب، ج۱ ص۴۰۷ الناشر: دار الکتب العلمیۃ

کہ تو تامل کریں انصاف سے کام لوں گا۔

جس روز خلیفہ الحکم پہلے پہل مکان اور باغ ملاحظہ کرنے گیا قاضی بھی خبر پا کر پہنچ گئے۔ ایک گدھا مع خالی بورے کے ہمراہ لیا، الحکم کا سامنا ہوا تو قاضی صاحب نے کہا کہ امیر المؤمنین اس زمین کی کچھ مٹی مجھے چاہیے، اجازت ہو تو لے لوں، خلیفہ نے مسکرا کر اجازت دے دی۔ قاضی نے بورا مٹی سے بھر لیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اس بورے کو گدھے پر رکھنے میں حضور ذرا میری معاونت فرمادیں۔

خلیفہ قاضی کی اس حرکت کو مزاح سمجھ رہا تھا۔ چناں چہ بورا ہر دو اُٹھانے لگے، مگر بھاری وزن تھا اُٹھ نہ سکا، خلیفہ ہانپ گیا۔ قاضی نے کہا۔ سرکار! اس بوجھ کو تو آپ اٹھا نہ سکے تو انصاف کے دن (یوم قیامت) کو یہ جو زمین بڑھیا کی ضبط کرلی گئی ہے وہ کس طرح اٹھائے گا؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ بڑھیا دعویٰ ضرور کرے گی۔

شاہ الحکم آبدیدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ فوراً بڑھیا کی زمین اس کو واپس کرو، اور محل کا وہ حصہ معہ ساز وسامان کے میں نے اس کو دے دیا۔ غرضیکہ بڑھیا مالا مال ہوگئی۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جملہ سے سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے تینوں شبہات دور ہو گئے

طبقات ناصری میں یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود کو اس مشہور حدیث ''اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ'' کی صحت پر پورا یقین نہ تھا۔ اسے قیامت کے آنے کے بارے میں بھی شبہ تھا۔ اس کے علاوہ اسے اس میں بھی شبہ تھا کہ وہ خود سبکتگین کا بیٹا ہے یا نہیں۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود رحمہ اللہ اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہا تھا۔ فراش سونے کا شمعدان لے کر اس کے آگے آگے چل رہا تھا۔ راستے میں اسے ایک ایسا طالب علم ملا جو مدرسے میں بیٹھا ہوا اپنا سبق یاد کر رہا تھا، اس طالب علم کے پاس جلانے کے لیے روغن نہ تھا۔ اس لیے وہ پڑھتے پڑھتے جب کچھ بھول جاتا تو ایک چوکیدار کے چراغ کے

(۱) تاریخ ملت: ج ۳ ص ۵۵۲

پاس آ کر اپنی کتاب کو پڑھ لیتا۔ محمود کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اور اس نے وہ شمعدان جو فراش نے اٹھا رکھا تھا، اس طالب علم کو دے دیا، جس رات کا یہ واقعہ ہے اسی رات کو خواب میں محمود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمود سے فرمایا۔ ''اے ناصر الدین سبکتگین کے فرزند ارجمند، خداوند تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی تو نے میرے ایک وارث کی قدر کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے سلطان محمود کے دل میں مذکورہ بالا تینوں شکوک دور ہو گئے۔ (۱)

حضرت ابن طاؤس رحمہ اللہ کی خلیفہ ابو جعفر کے سامنے دلیرانہ گفتگو

خلیفہ ابو جعفر منصور نے عبداللہ بن طاؤس اور حضرت مالک بن انس رحمہما اللہ کو بلایا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے، تو اس نے کچھ دیر سر جھکایا، پھر ابن طاؤس رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہنے لگا، اپنے باپ کی کوئی روایت مجھ سے بیان کرو، اس نے کہا میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ قیامت کے روز سب لوگوں سے سخت تر عذاب اس شخص کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اقتدار میں شریک کیا، تو اس نے اپنے فیصلوں میں ظلم داخل کیا، پس ابو جعفر کچھ دیر رُک گیا:

قال مالك فضممت ثيابي خوفاً أن يصيبني دمه ثم قال له المنصور ناولني تلك الدواة، ثلاث مرات، فلم يفعل، فقال له لم لا تناولني فقال أخاف أن تكتب بها معصية فأكون قد شاركتك فيها، فلما سمع ذلك قال قوما عني، قال ذلك ما كنا نبغي قال مالك فما زلت أعرف لابن طاوس فضله من ذلك اليوم. (۲)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس خوف سے اپنے کپڑے سمیٹ لیے کہ مجھے اس کا خون لگ جائے گا۔ پھر منصور نے اسے تین بار کہا، مجھے یہ دوات دو، مگر اس نے دوات نہ دی، اس نے اسے پوچھا تو مجھے دوات کیوں نہیں دیتا؟ اس نے کہا

(۱) تاریخ فرشتہ: ج ۱ ص ۱۴۵ شیخ غلام علی اینڈ سنز

(۲) وفيات الأعيان: ترجمة: طاؤس، ج ۲ ص ۵۱۱، الناشر: دار صادر

میں ڈرتا ہوں کہ تو اس کے ساتھ کوئی گناہ کی بات لکھے، تو میں اس میں تیرا شریک کار ہو جاؤں۔ پس جب اس نے یہ بات سنی تو اس نے کہا تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا، ہم یہی چاہتے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس روز سے میں ہمیشہ ہی ابن طاؤس رحمہ اللہ کے فضل کو جاننے والا رہا ہوں۔

مسلمانوں کی مثالی بہادری پر انگریز افسر کا تاریخی اقرار

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہند سے متعلق ایک انگریز افسر فوربس مچل جو موقع پر موجود تھا، اپنی یادداشت میں غازیوں کی جنگ کے بارے میں لکھتا ہے۔

خان بہادر خان کی فوج میں غازیوں کی ایک جماعت تھی، یہ شہادت کے نشے میں چور تھے۔ دین دین کا نعرہ لگا کر ہمارے سامنے آئے۔ حملہ آور ہونے سے پہلے ان کا سردار جو ایک بیس سالہ نوجوان تھا، جس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا، صف سے آگے بڑھ کر ہم سے یوں مخاطب ہوا۔ کیا تم میں کوئی حوصلہ مند ہے جو میرا مقابلہ کر سکے؟ اگر ہے تو سامنے آئے۔ اس کی آواز پر ہماری صفوں میں سناٹا چھا گیا، کوئی آگے نہ بڑھا، ایک منٹ کے بعد پھر چیلنج دیا اور کہا۔ میں پانچ آدمیوں سے تنہا مقابلہ کر سکتا ہوں، لیکن پھر بھی کوئی حرکت نہ ہوئی، آخر جھنجھلا کر اس نے تلوار میان سے نکالی اور ہماری صفوں پر اس شدت سے حملہ کیا کہ چشم زدن میں اٹھارہ آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ اس کی بے نظیر شجاعت سے کمانڈنگ آفیسر اس قدر متاثر ہوا کہ اس کو زندہ گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ زخمی ہو جانے کے باوجود جب کہ اس کے ہر عضو سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔ اس نے دوبارہ اسی شدت سے حملہ کیا، جب کمانڈنگ آفیسر نے دیکھا کہ اگر اس کو قتل نہ کیا گیا تو شاید ساری کمپنی (سو آدمی) کا صفایا کر دے گا۔ تو مجبوراً اس نے حکم دیا کہ سنگینوں سے خاتمہ کر دو۔ یہ سن کر سپاہیوں نے اسے گھیر لیا اور اپنی سنگینیں بہ یک وقت اس کے سینے میں پیوست کر دیں، لیکن جب تک اس کی روح جسم میں باقی رہی برابر اپنی تلوار کے جوہر دکھاتا رہا۔

غازیوں کی جوان مردی پر سادرکر یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے:

"دنیا کی تاریخ میں بے مثال بہادری اور شہادت کی مثالوں میں کوئی مثال اس سے بڑھ کرنہیں ہوسکتی"۔(۱)

ایک راہب کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی آخرالزمان کے آنے کی خبر دینا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی نبوت پر دلیل طلب کی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت کے سلسلہ میں یمن میں تھے اور آپ کی عدم موجودگی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا گیا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ راستے میں ایک مقام پر ٹھہرے جہاں یمن کا ایک راہب تھا، راہب نے ان سے پوچھا، کیا تم میں کوئی خطیب ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا، اس نے آپ کو اکیلے ہی اپنے پاس بلایا اور آپ سے کہنے لگا تو کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے کہا مکہ سے، اس نے کہا وہاں کوئی مدعی نبوت ظاہر ہوا ہے؟ آپ نے کہا نہیں، راہب نے کہا مکہ سے، میرے پاس ایک تصویر آئی ہے، میں وہ آپ کو دکھاتا ہوں، اگر آپ نے اس سے ملتے جلتے کسی شخص کو پہچانا تو مجھے بتانا، سو اس نے آپ کے سامنے وہ تصویر پیش کی، تو آپ نے کہا یہ ایک شخص کی تصویر ہے جو محمد بن عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہے، راہب نے کہا، یہی وہ نبی ہے جس کی دعوت دی گئی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے، یہ اپنے دشمنوں پر فتح پائے گا اور اس کا دین دیگر ادیان پر غالب آئے گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں تو اس کی یہ بات معلوم نہیں، اور نہ اس نے دعویٰ کیا ہے، اور نہ وہ علم میں مشہور ہے اور نہ اچھا لکھ سکتا ہے اور نہ اس نے یہود و نصاریٰ سے میل جول کیا ہے، راہب نے کہا یہ بعینہ وہی نبی ہے، اور بعض کا قول ہے کہ راہب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۱) تاریخ جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء ص:۶۲۱

سے کہا، آپ اس کے بعد اس کے دین کے ماننے والوں پر خلیفہ ہوں گے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ راہب کے ہاں سے واپس آ گئے اور راہب نے جو کچھ آپ سے کہا، آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہ بتایا، اور جب آپ مکہ آئے تو آپ کی ماں سلمہ ام الخیر نے آپ سے کہا، آپ کے دوست محمد نے جو کچھ کیا ہے آپ کو اس کی خبر ملی ہے، اس کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے اسے اللہ نے نبی بنایا ہے اور اسے اس کی قوم کی طرف اور سب مخلوق کی طرف بھیجا ہے، آپ نے اپنی ماں سے کہا وہ کہاں ہے، اس نے کہا وہ حراء میں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی سے پہاڑی کی طرف گئے اور آپ نے حضور کو ایک غار میں دیکھا اور سلام کیا اور کہنے لگے مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا ہے، آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا، میں مدعی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا، آپ کے صدق کی دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو نے میرا کوئی جھوٹ دیکھا ہے؟ آپ نے کہا، قسم بخدا نہیں، مگر یہ بات دلیل کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دلیل وہ بات ہے جو راہب نے آپ سے کہی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں اس بات میں آپ کا پہلا پیروکار رہوں۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد کا خطرناک انجام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد تھے، اوّل ولید بن مغیرہ، جو ان سب کا سردار تھا، دوسرا عاصم بن وائل، تیسرا اسود بن عبدالمطلب، چوتھا اسود بن عبد یغوث، پانچواں حارث بن قیس تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو استہزاء کی سزا دی اور یہ لوگ بری موت مرے، ایک دن یہ لوگ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے (زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ

---

(۱) وفيات الاعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمه: أبوبكر الصديق، ج۳ص۶۵، ۶۶، الناشر: دار صادر بيروت

شریف کا طواف کیا جاتا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر وہاں موجود تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لے آئے، جب ولید بن مغیرہ کا گزر ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس شخص کو کیسا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ برا بندہ ہے، حضرت جبرائیل نے فرمایا اس کی طرف سے آپ کی حفاظت کردی گئی، اور یہ فرماتے ہوئے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ فرمایا، اس کے بعد ولید وہاں سے چلا گیا یمانی چادریں پہنے ہوئے تھا تہبند کو گھسیٹتا ہوا جارہا تھا، راستہ میں بنی خزاعہ کا ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس کے تیروں کے پر بکھرے ہوئے تھے ان تیروں کا دھار دار حصہ ولید کے پاؤں میں چبھ گیا اس نے تکبر کی وجہ سے جھکنا گوارا نہیں کیا تاکہ اسے اپنے پاؤں سے نکال دے بالآخر وہ دھار دار حصہ آگے بڑھتا رہا جس نے اس کی پنڈلی کو زخمی کردیا جس سے وہ مریض ہوگیا اور اس مرض میں مرگیا، پھر عاصم بن وائل وہاں سے گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد! یہ کیسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے قدموں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آپ کی اس سے حفاظت ہوگئی، اس کے بعد عاصم بن وائل اپنے دو لڑکوں کے ساتھ تفریح کرنے نکلا ایک گھاٹی پر پہنچا تو اس کا پاؤں ایک خاردار درخت پر پڑ گیا اس کا ایک کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں گھس گیا جس سے اس کا پاؤں پھول کر اونٹ کی گردن کے برابر ہوگیا اور وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔ تھوڑی دیر میں اسود بن عبدالمطلب گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد! یہ کیسا شخص ہے؟ آپ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ برا شخص ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ آپ اس سے محفوظ ہوگئے چناں چہ وہ اندھا ہوگیا اور برابر دیوار میں سر مارتا رہا اور یہ کہتے ہوئے مرگیا: ''قَتَلَنِیْ رَبُّ مُحَمَّدٍ'' (مجھے ربِّ محمد نے قتل کردیا) پھر اسود بن عبدیغوث گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد آپ اسے کیسا شخص پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ برا بندہ ہے حالانکہ میرے ماموں کا لڑکا ہے، حضرت

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کی طرف سے آپ کی حفاظت کردی گئی یہ کہہ کر اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا لہٰذا اس کو استسقاء کا مرض لگ گیا۔اس کے بعد حارث بن قیس کا گزر ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! آپ اسے کیسا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس سے آپ کی حفاظت کردی گئی اس کے بعد اس کے ناک سے مسلسل پیپ نکلنے لگی جو اس کی موت کا ذریعہ بن گئی۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اور دین حق پر استقامت

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو رومی کفار نے قید کرلیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا، اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنی اس سلطنت میں شریک کرلیتا ہوں اور اپنی شہزادی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں، صحابی رسول نے جواب دیا کہ یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کی بادشاہت بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمد سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے، بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کردوں گا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے، چناں چہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم کو چھیدنا شروع کیا، بار بار کہا جاتا تھا کہ ابھی نصرانیت قبول کرلو اور آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں، آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو، پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ میں تیل کو خوب گرم کیا جائے یہاں تک وہ جوش مارنے لگے، چناں چہ بادشاہ نے ایک مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو، اسی وقت حضرت عبداللہ کی موجودگی میں دیکھتے ہی دیکھتے اس مسلمان قیدی کو اس میں پھینک دیا گیا گوشت پوست جل گیا، ہڈیاں چمکنے لگیں، پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ سے کہا دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور

(۱) تفسیر طبری، سورۃ الحجر آیت نمبر ۹۵ کے تحت، ج۱۷ ص۱۵۵ الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ

ہمارا مذہب قبول کرلو، ورنہ اس دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا، آپ نے بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا کہ ناممکن ہے کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں، اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں اس میں ڈال دو، جب انہیں آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لیے قریب لے جایا گیا تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ انہیں اپنے پاس بلالیا، اس لیے کہ اسے امید ہوگئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات بدل گئے ہیں میری مان لے گا اور میرے مذہب قبول کر کے میرا داماد بن کر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے فائدہ نکلا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہ حق تعالیٰ میں قربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میری جانیں ہوتیں میں سب ایک ایک کر کے اللہ کے راستے میں قربان کر دیتا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا گیا، کھانا پینا بند کر دیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی، بادشاہ نے بلایا اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لیے حلال تو ہوگیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا نہیں چاہتا۔ اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں، آپ نے اسے قبول فرمالیا، اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔ (۱)

---

۱ تفسیر ابن کثیر، سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱۰ کے تحت، ج۴ص ۵۲۱، الناشر: دار الکتب العلمیۃ

ایک لنگڑی خاتون کے متعلق امام شعبی رحمہ اللہ سے استفسار

امام شعبی رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لنگڑی ہے کیا میں اس کو لوٹا سکتا ہوں۔ (یعنی طلاق دے سکتا ہوں؟)

انہوں نے جواب دیا:

إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تُسَابِقَ بِهَا فَرُدَّهَا.

اگر تم نے اس سے دوڑ لگانے کے ارادے سے شادی کی ہے تو اس کو لوٹا دو۔

وساوس میں مبتلا شخص کا داڑھی پر مسح سے متعلق سوال

امام شعبی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے داڑھی پر مسح سے متعلق سوال کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اس کا خلال کر لیا کرو، آدمی نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ تر نہیں ہوگی۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا تو پھر اسے رات سے پانی میں بھگو کر رکھ دیا کرو (تاکہ اچھی طرح تر ہو جائے):

وَسَأَلَ رجل الشَّعبي عَن الْمَسْح على اللِّحْيَة فَقَالَ خلّلها بأصابعك فَقَالَ: أخاف أَلاّ تبُلّها قَالَ الشّعبيّ إِن خفت فانقعها من أَوَّل اللَّيْل.[1]

تم میں سے شعبی کون ہے

امام شعبی رحمہ اللہ ایک عورت کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے، ایک آدمی نے اس وقت امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا: تم میں شعبی کون ہے؟ امام شعبی رحمہ اللہ نے عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ ہے شعبی:

ولقيه رجلٌ وهو واقفٌ مع امرأةٍ يكلّمها، فقال الرجل أيّكما الشّعبيّ؟ فأومأ الشعبيّ إلى المرأة، وقال هذه.[2]

(۱) المراح في المزاح: ج ۱ ص ۸۵ الناشر: دار ابن حزم

(۲) أخبار الظراف والمتماجنين: ص ۲۲ الناشر: دار ابن حزم

دینی اور انگریزی تعلیم کا فرق

ہائے غربت! اسکول ٹیچر نے خود کو پھانسی دے دی:

لاہور (نمائندہ خصوصی) بستی سیدن شاہ اپر مال میں ایک اسکول ٹیچر نے غربت سے تنگ آ کر خود کو پھانسی دے کر خودکشی کر لی، پولیس نے رپورٹ درج کر کے نعش پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوا دی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ متوفی ۴۰ سالہ انوار الحق گورنمنٹ ہائی اسکول باغپورہ میں سیکنڈ شفٹ میں دسویں جماعت کے بچوں کو پڑھاتا تھا، اس کی تین جوان بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ قلیل تنخواہ میں گھر کی گزر اوقات نہ ہوتی تھی، اس نے اپنے مختلف دوست احباب سے قرضہ لے رکھا تھا جو اس سے واپسی کا تقاضا کرتے تھے۔ دو تین ماہ قبل غریب اسکول ٹیچر نے کاروبار بھی کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کا سامنا ہوا۔ (۱)

قارئین محترم: آپ اس جیسی بہت سی خبریں آئے دن اخبارات میں ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں، لیکن اس کے برخلاف یہ خبر نظر سے نہیں گزرتی کہ فلاں مدرسہ کے دینی طالب علم یا فلاں مسجد کے مؤذن یا امام وخطیب نے غربت سے تنگ آ کر خودکشی کر لی، حیرت ہے کہ اس کے باوجود لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اپنی اولاد کو دین نہ سکھاؤ ورنہ یہ کھائیں گے پئیں گے کہاں سے، اور ان سے شادی بیاہ کون کرے گا۔

خلیفہ وقت کا منشاء کے مطابق اشعار نہ ہونے پر شُعراء سے سو رکعتیں پڑھوانا

احمد بن مدبر کی عادت تھی کہ جب کوئی اس کی تعریف کرتا اور اس کی منشاء پر پورا نہ اترتا تو وہ اپنے غلام سے کہتا ہے کہ اسے مسجد لے جاؤ، جب تک یہ سو رکعتیں پوری نہ پڑھ لے اس سے الگ نہ ہونا، جب رکعتیں پوری پڑھ لے تو پھر اس کا راستہ چھوڑ دینا، اس کی اس عادت کی وجہ سے چھوٹے موٹے دیسی شاعر اس کے پاس آنے سے کتراتے تھے اور جو آتے

(۱) روزنامہ نوائے وقت ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء

تھے وہ نہایت پختہ کار اور مضبوط شاعر ہوتے تھے، چناں چہ ایک دن حسین بن عبدالسلام الفرید جو جمل (اونٹ) کے لقب سے مشہور ہیں ان کے پاس آئے، سلام کرنے کے بعد تعریفی اشعار پڑھنے کی اجازت چاہی احمد بن مدبر نے کہا:

أَعَرَفْتَ الشَّرْطَ؟ (کیا میری شرط آپ کو معلوم ہے؟) انہوں نے کہا: ہاں اور پھر یہ اشعار پڑھے:

أَرَدْنَا فِيْ أَبِيْ حَسَنٍ مَدِيْحًا — كَمَا بِالْمَدْحِ تُنْتَجَعُ الْوُلَاةُ
فَقُلْنَا أَكْرَمُ الثَّقَلَيْنِ طُرًّا — وَمَنْ كَفَّاهُ دِجْلَةُ وَالْفُرَاتُ
فَقَالُوْا يَقْبَلُ الْمِدْحَاتِ لٰكِنْ — جَوَائِزُهُ عَلَيْهِنَّ الصَّلَاةُ
فَقُلْتُ لَهُمْ وَمَا تُغْنِيْ صَلَاتِيْ — عِيَالِيْ؟ إِنَّمَا الشَّأْنُ الزَّكَاةُ
فَأَمَّا إِذَا أَبٰى إِلَّا صَلَاتِيْ — وَعَاقَتْنِيْ الْهُمُوْمُ الشَّاغِلَاتُ
فَيَا مَنْ لِيْ بِكَسْرِ الصَّادِ مِنْهَا — لَعَلِّيْ أَنْ تُنَشِّطَنِيْ الصِّلَاتُ

۱...... ہم نے چاہا کہ ابوحسن کی ایسی تعریف کریں جیسے حکمرانوں کی تعریف کر کے مال بٹورا جاتا ہے۔

۲...... ہم نے کہا: وہ تمام جنات وانسانوں سے زیادہ سخی ہے اور دجلہ وفرات کے بہتے دریا اس کے ہاتھ ہیں۔

۳...... انہوں نے کہا: وہ مدح وثناء تو قبول کر لیتا ہے لیکن اس پر انعامات نمازیں ہیں۔

۴...... میں نے کہا: نماز میرے بچوں کو مالدار نہیں کر سکتی، ان کا گزارہ صرف زکاۃ سے ہوگا۔

۵...... پس جب وہ صلاۃ (نماز) ہی پر مصر ہے اور مشغول کرنے والے غموں نے مجھے روک دیا۔

۶...... تو اے کاش کوئی صلوٰۃ (نماز) کے صاد کو زیر دینے کی اجازت مجھے دیتا، تاکہ صلات (عطیات) سے میری زندگی میں کوئی سرگرمی پیدا ہو جاتی۔

ابن المدبر اشعار سن کر مسکرا دیا، اسے حسین بن عبدالسلام کا کلام پسند آیا اور اسے

انعامات سے نوازا۔[1]

انگوٹھی پر شیطان کی شکل کا نقش بنا دیں

امام جاحظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک عورت آئی، میں اس وقت اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا، کہنے لگی: مجھے آپ سے ایک کام ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں اس کے ساتھ چل پڑا، وہ مجھے ایک مصور کی دُکان پر لے آئی اور اسے کہنے لگی: اس جیسا یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی، مجھے اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی، میں نے مصور سے اس کی وضاحت پوچھی تو اس نے کہا: یہ صبح میرے پاس آئی اور اصرار کرنے لگی کہ میں اس کی انگوٹھی پر شیطان کی شکل کا نقش بنا دوں، میں نے اس سے کہا کہ میں نے کبھی شیطان دیکھا ہی نہیں تو اس کی شکل کا نقش کیسے بناؤں؟ اس کے بعد وہ (شیطان کی شکل کا نمونہ دکھانے کے لیے) تجھے لے کر میرے پاس آئی، اور یہاں اس نے جو کہا وہ تو نے خود سن لیا:

فقد روى أن إمرأة طلبت منه أن يصطحبها إلى دكانه أحد الصاغة، فلما وصلت هناك قالت للصائغ مثل هذا ، وانصرفت فسأل الجاحظ الصائغ، ماذا قد عنت المرأة بقولها ذاك، فأجابه بأنها قد طلبت رسم صورة شيطان على فصّ خاتمها، فاصطحبتك لتمثيل صورته وهذا ما يؤكد بشاعة الصورة التي كان عليها.[2]

متوکل کے دور میں ایک شخص کا دعوائے نبوت

متوکل کے زمانے میں ایک آدمی نے دعوائے نبوت کیا، جب وہ اس کے سامنے پیش ہوا تو متوکل نے اس سے کہا: تو نبی ہے؟ اس نے کہا: ہاں متوکل نے کہا: تیرے پاس تیرے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس نے کہا: عربی قرآن میری نبوت کی گواہی دیتا ہے،

(۱) مجانی الأدب في حدائق العرب: الباب التاسع في اللطائف ج۴ص۱۷۰، ۱۷۱

(۲) البخلاء للجاحظ: مقدمة، ص۸ الناشر: مكتبة الهلال

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''إِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللهِ وَالۡفَتۡحُ''

جب نصر اللہ (اللہ کی مدد) اور فتح آئے گی۔

قال فما معجزتك؟ قال ائتوني بامرأة عاقر انكحها تحمل بولد يتكلم في الساعة ويؤمن بي، فقال المتوكل لوزيره الحسن بن عيسى أعطه زوجتك حتى تبصر كرامته، فقال الوزير أما أنا فأشهد انه نبي الله، وإنما يعطي زوجته من لا يؤمن به فضحك المتوكل أطلقه.[1]

میرا نام ''نصر اللہ'' ہے متوکل نے کہا: تیرا معجزہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس ایک بانجھ عورت لاؤ، میں اس سے شادی کروں گا اور اسی وقت بچہ پیدا ہوگا جو باتیں کرے گا اور مجھ پر ایمان لائے گا، متوکل نے اپنے وزیر حسن بن عیسیٰ سے کہا: تو اپنی بیوی اس کے حوالے کردے، ہم اس کی کرامت دیکھنا چاہتے ہیں۔ وزیر نے کہا: میں تو پہلے ہی اس کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، اسے بیوی تو وہ دے جو اسے نبی نہیں مانتا، متوکل ہنس پڑا اور اس سے درگزر کرتے ہوئے صرف نظر کرگیا۔

صحت مندر ہنے کے لیے ایک طبیب کی پُر مغز باتیں

حجاج بن یوسف الثقفی نے ایک طبیب سے کہا: مجھے طب کی پُر مغز بات بتاؤ، اس نے کہا:

لَا تَنۡكِحۡ إِلَّا فَتَاةً، وَلَا تَأۡكُلۡ مِنَ اللَّحۡمِ إِلَّا فَتِيًّا، وَإِذَا تَغَدَّيۡتَ فَنَمۡ، وَإِذَا تَعَشَّيۡتَ فَامۡشِ وَلَوۡ عَلَى الشَّوۡكِ، وَلَا تَدۡخُلۡ بَطۡنَكَ طَعَامًا حَتّٰى تَسۡتَمۡرِئَ مَا فِيۡهِ، وَلَا تَأۡوِ إِلَى فِرَاشِكَ حَتّٰى تَدۡخُلَ الۡخَلَاءَ، وَكُلِ الۡفَاكِهَةَ فِيۡ إِقۡبَالِهَا وَذَرۡهَا فِيۡ إِدۡبَارِهَا۔

شادی صرف نوخیز لڑکی سے کرو، گوشت صرف جوان جانور کا کھاؤ، جب دوپہر کا کھانا کھاؤ تو سو جاؤ، اور جب شام کا کھانا کھاؤ تو چلو اگرچہ تمہیں کانٹوں پر چلنا پڑے، جب تک

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: الباب السادس والسبعون، ص۴۷۷ الناشر: عالم الكتب

پیٹ کی پہلی غذا ہضم نہ کرلو دوسرا کھانا نہ کھاؤ، جب تک بیت الخلاء نہ جاؤ سونے کے لیے بستر پر نہ آؤ، پھلوں کے نئے موسم میں پھل کھاؤ، جب ان کا موسم جانے لگے اس وقت پھل کھانا چھوڑ دو۔ (۱)

مٹی کے آگ پر اَفضلیت کے پندرہ دلائل

۱......آگ کی طبیعت اور اصلیت میں فساد ہے، جو چیز اس کے قریب ہوجاتی ہے جل کر خاکستر ہوجاتی ہے جب کہ مٹی میں یہ بات نہیں ہے۔

۲......آگ کی طبیعت میں تیز طراری اور غصہ ہے جب کہ مٹی میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ مٹی میں استقرار و سکون ہے۔

۳......زمین میں تمام جانداروں کے خوردونوش اور پوشاک کا انتظام ہے جب کہ آگ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

۴......مٹی ہر جاندار کی ہر وقت کی ضرورت ہے اور آگ سے جانور تو بالکل ہی مستغنی ہیں جب کہ انساں کو بھی کئی کئی دن اور کئی کئی ماہ تک آگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

۵......مٹی میں اگر آپ بیج ڈالتے یا پودا لگاتے ہیں تو وہ کئی گنا بڑھا کر آپ کو پیش کر دیتی ہے اور وہی چیز آگ میں ڈال دیں تو وہ جلا دے گی اور ایک ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑے گی۔

۶......آگ اپنے وجود میں محل کی محتاج ہے، یہ بغیر کسی محل کے موجود نہیں ہوسکتی جب کہ مٹی اپنے وجود میں کسی اور محل کی محتاج نہیں ہے۔

۷......آگ مٹی کی محتاج ہے کیوں کہ آگ کا محل بالواسطہ مٹی کے بغیر نہیں ہوسکتا جب کہ مٹی آگ کی محتاج نہیں ہے۔

۸......آگ اس قدر کمزور ہے کہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ اِدھر اُدھر گھومتی ہے، ہوا جس

(۱) المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب الثمانون، ص۴۹۸ الناشر: عالم الکتب

طرف چلتی ہے آگ بھی ادھر ہی کو مائل ہو جاتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آگ سے پیدا شدہ مخلوق پر خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے، خواہشات کے ساتھ ساتھ مغلوب ہو کر وہ اِدھر اُدھر گھوم جاتے ہیں، انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے، اور مٹی ہوا کے ساتھ اِدھر اُدھر نہیں گھومتی۔ لہٰذا مٹی سے پیدا شدہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے اور خواہشات کے ہاتھوں قیدی نہیں بنتا، اللہ تعالیٰ اسے مصطفیٰ (چنا ہوا) اور مجتبیٰ بنا دیتا ہے، ابلیس اور اس کی ذریت اسی غلطی کے نتیجے میں رحمت خداوندی سے دور ہو گئے۔

۹......آگ سے اگرچہ جزوی طور پر نفع تو حاصل ہوتا ہے لیکن حصول نفع کے وقت بھی آگ کو چولہے کی قید میں قید نہ رکھا جائے تو مکان دکانیں اور سب جل کر راکھ ہو جائے گا، جب کہ مٹی میں ایسی بات نہیں ہے۔

۱۰......قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر زمین کا اور اس کے فوائد کا ذکر فرمایا ہے، مثلاً زمین کا بچھونا ہونا، زندہ اور مردہ جانداروں کے لیے ٹھکانا ہونا، راجح الاصل حیوان کا حامل ہونا، پھر زمین پر چلنے پھرنے کی ترغیب عبرت کے لیے دی ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان میں غور و فکر کرنے کی بار بار تلقین کی ہے، آگ کو صرف ایک دو جگہ بطور نافع ذکر کیا گیا ہے ورنہ زمین کے مقابلے میں وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

۱۱......قرآن کریم میں متعدد جگہ زمین کی حسی اور باطنی، ظاہری اور روحانی برکات کا ذکر کیا گیا ہے جیسے:

"اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَ نَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ۝"

جب کہ آگ کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ آگ تو برکات کو ختم کرنے والی ہے۔

۱۲......تمام مساجد اور عبادت خانے زمین پر واقع ہیں جن میں ۲۴ گھنٹے یا کم از کم پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے، اور اگر مسجد حرام کے سوا اور کوئی مسجد روئے زمین پر نہ بھی ہو تو بھی زمین کے فخر کے لیے صرف مسجد حرام ہی کافی تھی جب کہ آگ کو یہ سعادت نصیب نہیں۔

۱۳......زمین میں اللہ تعالیٰ نے مختلف کانیں ودیعت فرمائی ہیں۔ سرسبز وشاداب باغات فصلیں اور لذیذ پھل، لہلاتی کھیتیاں، دریا سمندر، نہریں چشمے وغیرہ یہ سب کچھ زمین میں ہیں، آگ کا ان نعمتوں سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

۱۴......زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ آگ زمین میں ایک خادم کی حیثیت سے ہے جب اس کی ضروت پڑتی ہے استعمال میں لائی جاتی ہے جب ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو بجھا دی جاتی ہے۔

۱۵......ابلیس لعین نے اپنی بصیرت اور بصارت کے نقص کی وجہ سے اپنے آپ کو مٹی سے افضل سمجھا، وہ اگر بنظر انصاف دیکھتا اور غور کرتا تو سمجھ جاتا کہ انسان حقیقت میں دو چیزوں سے مرکب ہے۔

۱......ایک پانی سے جو ہر زندہ کی زندگی کا سبب قریبی ہے جیسا کہ سورۂ فرقان میں اس کی تصریح موجود ہے۔

۲......دوسرا عنصر مٹی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کا مرکز بنایا ہے، اگر ابلیس کی نظر گندھی ہوئی مٹی سے ذرا آگے اس کی ماہیت اور کنہہ پر پڑ جاتی تو حضرت آدم علیہ السلام کا افضل ہونا بھی سمجھ میں آ جاتا۔[1]

(۱) آکام المرجان فی أحکام الجان: الباب السادس والثمانون ص۲۱۴، ۲۱۵ الناشر: مکتبة القرآن.

عورت کا فتنہ اولاد کے فتنے سے زیادہ ہے

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.[1]

مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ جس خطرناک فتنے کا اندیشہ ہے وہ عورتیں ہیں۔

نساء میں دو فتنے اور اولاد میں ایک فتنہ ہے۔

۱......عورتوں میں ایک فتنہ معاشرتی ہے۔

۲......اور دوسرا مالی ہے۔

۱......معاشرتی فتنہ عورت میں یہ ہے کہ شوہر کو قطع رحمی پر ابھارتی اور برانگیختہ کرتی رہتی ہے کہ تمہاری والدہ نے یہ بات کہی ہے، تمہارے والد نے یہ بات کہی ہے، نتیجتاً گھر میں معاشرت خراب ہوتی ہے اور فتنہ برپا ہوجاتا ہے، شادی کے بعد بہن بھائیوں اور والدین سے اچھا سلوک تقریباً ختم ہوجاتا ہے، پھر الگ مکان اور رہن سہن کا مطالبہ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

۲......دوسری بات یہ ہے کہ نان ونفقہ چوں کہ شوہر کے ذمہ واجب ہے تو وہ غریب مجبور ہوتا ہے کسب حرام پر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ میں حلال کما رہا ہوں یا حرام، کتنے لوگوں کو اذیتیں دے دے کر وہ اس کے جائز وناجائز مطالبوں کو پورا کرتا ہے، اس کی عاقبت تباہ ہوجاتی ہے، یہ مالی فتنہ ہے، اولاد میں صرف مالی فتنہ ہے، معاشرتی فتنہ نہیں ہے۔ لہٰذا نساء کا فتنہ اشد واضر ہے اولاد کے فتنے کے مقابلے میں۔[2]

سورہ واقعہ پڑھنے کی فضیلت

۱...... عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ

---

(۱) صحیح البخاری:، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤم المرأۃ، ج۷ص۸ الناشر: دار طوق النجاۃ

(۲) تفسیر محمود: ج۱ ص۳۸۹ جمعیت پبلیکیشنز لاہور

الْوَاقِعَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا.(۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتا ہے، اسے فاقہ ہرگز نہیں آئے گا۔

۲......عن ابن عباس سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ الْوَاقِعَةَ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ يَفْتَقِرْ.(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتا ہے، اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے مختلف موضوعات پر عمدہ اشعار

اُخوت کے بیان میں

أُحِبُّ مِنَ الإِخْوَانِ كُلَّ مُوَاتِيَ ... وَكُلَّ غَضِيضِ الطَّرْفِ عَنْ عَثَرَاتِيْ
يُوَافِقُنِي فِيْ كُلِّ أَمْرٍ أُرِيْدُهُ ... وَيَحْفَظُنِيْ حَيًّا وَبَعْدَ مَمَاتِيْ
فَمَنْ لِيْ بِهٰذَا؟ لَيْتَ أَنِّيْ أَصَبْتُهُ ... لَقَاسَمْتُهُ مَالِيْ مِنَ الْحَسَنَاتِ
تَصَفَّحْتُ إِخْوَانِيْ فَكَانَ أَقَلَّهُمْ ... عَلٰى كَثْرَةِ الإِخْوَانِ أَهْلُ ثِقَاتِيْ

میں نے اپنے ہر خیال بھائی سے انسیت رکھتا ہوں اور ایسے شخص سے جو میری لغزشوں سے چشم پوشی کرے، میرے پسندیدہ کاموں میں وہ میرا معاون ہو، میری زندگی میں میرا محافظ اور مرنے کے بعد میرا خیال رکھے، میں نے اپنے لیے بھائیوں کو تلاش کیا بہت سے ملے لیکن بھروسہ کے قابل بہت کم نکلے، میری اس مشکل کو کون آسان کردے گا۔ کاش وہ مجھے مل جاتا تو میں اپنا مال اس کو بانٹ دیتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:

(۱)،(۲) شعب الایمان للبیہقی: فصل فی فضائل السور والأیات، ج۴ص۱۱۹ الناشر: مکتبۃ الرشد

قَالُوْا یَزُوْرُكَ أَحْمَدُ وَتَزُوْرُهُ　　قُلْتُ الْفَضَائِلُ لَا تُفَارِقُ مَنْزِلَهُ

إِنْ زَارَنِیْ فَبِفَضْلِهِ أَوْ زُرْتُهُ　　فَلِفَضْلِهِ فَالْفَضْلُ فِی الْحَالَیْنِ لَهُ

لوگوں نے کہا کہ امام احمد آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور آپ بھی اُن سے ملنے کے لیے جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مکارم اخلاق اُن سے کہیں بھی الگ نہیں ہوتے۔ اگر وہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائیں تو یہ اُن کی کرم فرمائی ہے، اور میں اُن کی زیارت کے لیے حاضر ہوں تب اُن کے علم وفضل کی وجہ سے۔ دونوں صورتوں میں مقام ورفعت انہیں حاصل ہے۔

اہلِ بیت کی مدح

اہل بیت کی تعریف میں فرماتے ہیں:

یَا آلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ　　فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْآنِ أَنْزَلَهٗ

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ　　مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْكُمْ لَا صَلَاةَ لَهٗ

اے اہل بیت رسول تمہاری محبت قرآن کی وجہ سے فرض ہے، تمہاری جلالت شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہیں ہوئی۔

ایک اور جگہ پر اہل بیت کی مدح سرائی یوں کی گئی ہے۔

یَا رَاكِبًا قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًی　　وَاهْتِفْ بِقَاعِدِ خِیْفِهَا النَّاهِضِ

سَحَرًا إِذَا فَاضَ الْحَجِیْجُ إِلٰی مِنًی　　فَیْضًا كَمُلْتَطَمِ الْفُرَاتِ الْفَائِضِ

إِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ　　فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّیْ رَافِضِیٌّ

اے اونٹ سوار منیٰ میں محصب پر ٹھہر جا اور جب صبح کے وقت حجاج فرات کے بہاؤ کی طرح منیٰ کی طرف بڑھیں تو خیف وناہض والوں سے چل کر کہہ دینا کہ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا رفض ہے تو جنات اور انسان گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

توکل کے بیان میں

إِذَا أَصْبَحْتُ عِنْدِیْ قُوْتُ یَوْمِیْ　　فَخَلِّ الْهَمَّ عَنِّیْ یَا سَعِیْدُ

وَلَا تَخْطِرُ هُمُوْمَ غَدٍ بِبَالِیْ　　فَإِنَّ غَدًا لَهٗ رِزْقٌ جَدِیْدٌ

اے نیک بخت جب میرے پاس ایک دن کی روزی ہو تو پھر میری روزی کی فکر نہ کر اور آئندہ کل کی روزی کی فکر مجھے کبھی نہیں ہوتی، چوں کہ کل کے لیے نئی روزی ہے۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے مجھے وہ منظور ہے، اپنا ارادہ اس پر چھوڑ دیتا ہوں۔

حسد کے بیان میں

وَذِیْ حَسَدٍ یَغْتَابُنِیْ حَیْثُ لَا یَرَی　　مَکَانِیْ وَیُثْنِیْ صَالِحًا حَیْثُ اَسْمَعُ

إِذَا لَمْ عَرَضًا نَفْسًا وَلَمْ تَخْشَ خَالِقًا　　وَتَسْتَحْيِ مَخْلُوْقًا فَمَا شِئْتَ فَاصْنَعْ

حاسد میرے پیٹھ پیچھے تو میری برائیاں کرتے ہیں اور جب میرے سامنے آتے ہیں تو میری بڑی تعریف کرتے ہیں، جب تمھیں اپنی عزت کا خیال نہیں نہ خدا کا خوف ہے اور نہ مخلوق کی شرم ہے تو پھر جو چاہے کرو۔

دنیا کے بیان میں

یَا مَنْ تَعَزَّزَ بِالدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا　　اَلدَّهْرُ یَاْتِیْ عَلَی الْمَبْنِیْ وَالْبَانِیْ

وَمَن یَّکُنْ عَزَّهٗ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا　　فَعَزَّهٗ عَنْ قَلِیْلٍ زَائِلٍ فَانٍ

وَاعْلَمْ بِأَنَّ کُنُوْزَ الْاَرْضِ مِنْ ذَهَبٍ　　فَاجْعَلْ کُنُوْزَكَ مِنْ بِرٍّ وَإِیْمَانٍ

اے دنیا اور دنیا کی زینت پر دھوکہ کھانے والے! یاد رکھو کہ زمانہ مکان اور مکان بنانے والے دونوں کو برباد کرے گا۔ جس کو دنیا کی عزت و وجاہت پسند ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عزت جلد مٹ جانے والی ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کے خزانے تو سونے سے بھرے جاتے ہیں مگر تم اپنا خزانہ ایمان اور نیکی سے بھرو۔

شرافت کے بیان میں

لَعَمْرُكَ مَا الرَّزِیَّةُ فَقْدُ مَالٍ　　وَلَا شَاةٍ تَمُوْتُ وَلَا بَعِیْرٍ

وَلٰکِنْ الرَّزِیَّةَ فَقْدُ قَرمٍ　　یَمُوْتُ لِمَوْتِهٖ بَشَرٌ

تمہاری عمر کی قسم گر جانا کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے، نہ یہ کہ اونٹ اور بکری مر جائے بلکہ سب سے بڑی مصیبت ایک شریف کی موت ہے جس سے ایک جہاں مردہ ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت

امام شافعی رحمہ اللہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس قدر محبت اور چاہت تھی کہ وہ اس بارے میں کوئی بھی غلط لفظ سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ چناں چہ وہ اپنے اشعار میں حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کی طرف داری اس طرح کرتے ہیں:

إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَإِنَّنَا　　رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذَوِي الْجَهْلِ
وَفَضْلُ أَبِيْ بَكْرٍ إِذَا مَا ذَكَرْتُهُ　　رُمِيْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِيْ لِلْفَضْلِ
فَلَا زِلْتُ ذَا رَفْضٍ وَنَصْبٍ كِلَاهُمَا　　بِحُبِّهِمَا حَتّٰى أُوَسَّدَ فِي الرَّمْلِ

جب ہم نے علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کی تو بے شک اس وجہ سے ہم جاہلوں کے نزدیک رافضی ہیں اور جب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتا ہوں تو اس اظہار عظمت کی وجہ سے یہی لوگ مجھے ناصبی کہنے لگتے ہیں۔ پس اس محبت و عظمت کی وجہ سے میں رافضی و ناصبی ہوں اور اسی طرح ایک دن قبر چلا جاؤں گا۔

لالچ کے بیان میں

أَمَتُّ مَطَامِعِيْ فَأَرَحْتُ نَفْسِيْ　　فَإِنَّ النَّفْسَ مَا طَمِعَتْ تَهُوْنُ
وَأَحْيَيْتَ الْقُنُوْعَ وَكَانَ مَيِّتًا　　فَفِيْ إِحْيَائِهٖ عِرْضٌ مَصُوْنُ
إِذَا طَمْعٌ يَحِلُّ بِقَلْبِ عَبْدٍ　　عَلَتْهُ مَهَانَةٌ وَعَلَاهُ هُوْنُ

میں نے طمع چھوڑ کر خود کو آرام پہنچایا۔ نفس میں جس قدر لالچ بڑھتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ قناعت جو مردہ تھی اس کو میں نے جگایا۔ قناعت کی زندگی ہی میں میری عزت کی حفاظت ہے۔ جب انسان کے دل میں لالچ کا جذبہ مستقل گھر کر لیتا ہے، تو پھر وہ انسان روز بروز ذلیل ہی ہو جاتا ہے۔

محنت کے بیان میں

مَا حَكَّ جِلْدَكَ مِثْلُ ظُفْرِكَ فَتَوَلَّ أَنْتَ جَمِيعَ أَمْرِكَ

وَإِذَا قَصَدْتَ لِحَاجَةٍ فَاقْصِدْ لِمُعْتَرِفٍ بِفَضْلِكَ

جب تیرے جسم میں کھجلی ہوتی ہے تو اس کے کھجانے کے لیے تیز ناخن تو ہوتے ہیں اسی طرح کاموں کو خود ہی کرتا رہ اگر کوئی ضرورت پیش ہی آ جائے تو پھر ایسے شخص سے امداد کا خواہاں ہو جو تیری عظمت کا خیال کرتا ہو۔

مصائب پر صبر کے بیان میں

عَوَاقِبُ مَكْرُوْهِ الْأُمُوْرِ خِيَارٌ وَأَيَّامُ شَرٍّ لَا تَدُوْمُ قِصَارٌ

وَلَيْسَ بِبَاقٍ بُوْسِهَا وَنَعِيْمِهَا إِذَا كُرَّ لَيْلٍ ثُمَّ كُرَّ نَهَارٍ

سخت حوادث کا انجام اچھا ہوتا ہے اور مصیبت کے دن چھوٹے ہوتے ہیں جو ہمیشہ نہیں رہتے، دنیا میں رنج و راحت کے دن ایک ہی طرح نہیں رہتے۔ رات کے بعد ہی دن آ تا ہے۔

نیکی کے بیان میں

اَلْمَرْءُ إِنْ كَانَ عَاقِلًا وَرِعًا أَشْغَلُه عَنْ عُيُوْبِ غَيْرِهِ وَرَعُه

كَمَا الْعَلِيْلُ السَّقِيْمُ أَشْغَلُه عَنْ وَجْعِ النَّاسِ كُلِّهِمْ وَجَعُه

جو شخص عقل منداور پرہیز گار ہوتا ہے اس کی نیکی لوگوں کی عیب جوئی سے اس کو روکے رکھتی ہے۔ جس طرح سخت بیمار کو اس کی بیماری تمام لوگوں کی بیماریوں سے غافل کر دیتی ہے۔ (۱)

---

(۱) تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر: ترجمة: محمد بن ادریس بن العباس، ج۱ ۵ ص۴۱۶،۴۱۷، ۴۱۸ الناشر: دار الفکر/ دیوان الامام الشافعي: ص۸۶،۶۶،۵۶،۴۴،۶۴،۳۵،۷۸ الناشر: اسلامی کتب خانه کراتشي

داڑھی رکھنا فطرت ہے

ایک صاحب حضرت مولانا سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ داڑھی رکھنا فطرت کے خلاف ہے کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو داڑھی نہیں ہوتی، حضرت نے فرمایا: پھر تو آپ اپنے دانت بھی توڑ لیجیے کیوں کہ وہ بھی فطرت کے خلاف ہیں، اس لیے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو دانت بھی نہیں ہوتے، قریب میں مولانا عبدالحی صاحب بڈھانوی رحمہ اللہ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے، واہ کیا دندان شکن جواب دیا۔

خارج میں قواعد کا اجراء

میرے استاذ مولانا فتح محمد صاحب رحمہ اللہ ایک طالب علم کی حکایت بیان فرماتے تھے کہ اس نے استاذ سے مختصر المعانی پڑھی تھی، جب ختم کر چکا تو اس نے دوسری کتاب پڑھنی چاہی، استاذ نے کہا امتحان لیکر شروع کراؤنگا، وہ آمادہ ہوگیا۔ مگر استاذ نے متعارف طریق سے امتحان نہیں لیا بلکہ اس نے کہا کہ بازار میں جا کر دیکھو کہ لوگ مختصر المعانی کے قواعد کا استعمال کرتے ہیں یا نہیں، وہ گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ لوگوں کو تو ان قواعد کی ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ طالب علم ابھی اصطلاحی الفاظ کے چکر میں تھا اس پر حقیقت منکشف نہیں ہوئی تھی، اس لیے استاذ نے کہا کہ تم نے مختصر المعانی ابھی نہیں سمجھی، دوبارہ پڑھو۔ چناں چہ اس نے دوبارہ پھر پڑھی، اس کے بعد استاذ نے کہا کہ اب بازار میں جا کر دیکھو، وہ گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ حضرت واقعی کوئی شخص بھی ان قواعد سے خالی نہیں، فرمایا اب تم مختصر المعانی سمجھ گئے۔ (۱)

نیکی میں شوہر کی اعانت کرنے والی

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ

(۱) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۷۵

ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ.[1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سب سے نفع بخش چیز یہ ہے کہ آدمی کو ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل نصیب ہو، اور ایسی ایمان دار بیوی ہو جو اس کی دین پر مدد کرنے والی ہو۔

فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نفع بخش چیزوں کو بیان کیا ہے:

۱......وہ زبان جو اللہ کو خوب یاد کرنے والی ہو۔ یعنی ہر وقت اللہ کی یاد میں لگی ہو اور اس سے رطب اللسان ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی یاد میں، کبھی نماز میں، کبھی تلاوت میں، کبھی درود میں، کبھی استغفار میں، جاگے ہوں تو اللہ کا ذکر، سو رہے ہوں تو اللہ کی یاد میں، بازار میں ہوں تو اللہ کا ذکر، جب دیکھو زبان ذکر الٰہی میں مصروف ہے، اس کی بڑی فضیلت ہے، یہ اللہ کے اولیاء اور مقرب بندوں اور اہل جنت کی پہچان ہے۔ جب کثرت ذکر کی عادت ہو جاتی ہے تو جسمانی کام رکاوٹ نہیں بنتے، وہ ادھر کام بھی کرتے رہتے ہیں اُدھر زبان ذکر اللہ میں مشغول رہتی ہے۔

۲......قلب شاکر: دل شاکر کی بڑی اہمیت ہے، شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے، شکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت صحت اور مال کو اللہ کی نافرمانی میں نہ خرچ کرے۔ گناہ کے اسباب نہ اختیار کرے یہ بھی ناشکری میں داخل ہے۔

۳......تیسری جو اہم چیز اس مقام کے اعتبار سے ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی ایسی بیوی ہو جو شوہر کو اس کے آخرت اور دین کے اُمور میں اعانت کرنے والی ہو۔ مثلاً شوہر جماعت میں جائے، دین کا کام کرے، مدرسہ میں پڑھائے، تو وہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی جانب مالی فائدہ دیکھ کر نہ اُکسائے اور اسے نہ کہے کہ اس میں مالی پریشانی ہوتی ہے اس کو چھوڑ کر

---

(۱) سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن، باب ما جاء في تفسير سورة التوبة، ج۵ص۱۲۸ رقم الحديث: ۳۰۹۴ الناشر: دار الغرب الإسلامي

دنیا کا کوئی کام کرو۔ بہت سی عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شوہر مدرسہ میں مدرس تھا کم تنخواہ ملتی تھی تو اسے چھڑا کر دوسرے دنیاوی کام میں لگوا دیا تا کہ زیادہ مال ملے۔ مثلاً دُکان داری میں لگوا دیا یا بیرون ملک بھیجوا دیا، یہ اس کے دین کے خلاف مدد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شوہر اگر دین و آخرت کے امور کو اختیار کرتا ہو اور اس سے کچھ دنیا کا نقصان معلوم ہوتا ہو تب بھی عورت دینی امور میں لگے رہنے کو کہتی ہو، ہمت بڑھاتی ہو، دنیا کی تنگی اور کمی کی وجہ سے اسے پریشان نہ کرتی ہو، ایسی عورت مرد کے حق میں بہت بہتر ہے اور اسی کی فضیلت ہے۔

جنّت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ. (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو۔ اپنے ناموس وعزت کی حفاظت کرتی ہو اور شوہر کی اطاعت کرتی ہو تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

فائدہ

عورتوں کے لیے کتنی بڑی فضیلت اور مرتبہ کی بات ہے۔ جنت میں داخل ہونے کا کس قدر آسان نسخہ ہے۔ عام طور پر عورتیں نماز میں کوتاہی کرتی ہیں پڑھتی نہیں یا چھوڑ کر پڑھتی ہیں یا سستی سے وقت گزرنے کے بعد پڑھتی ہیں۔ سو نماز کی پابندی کرو، شوہر کی خدمت کرو، مزے سے جنت میں چلی جاؤ۔ شریعت میں عورتوں سے بہت کم اور آسان عمل پر جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے، مردوں کے مقابلہ میں ان سے کم عمل کا مطالبہ ہے، عورتوں کا جنت میں جانا آسان ہے۔ گناہوں سے بچی رہیں، نماز کو نہ چھوڑیں، شوہروں کو خدمت

---

(۱) صحیح ابن حبان: باب معاشرة الزوجین، ذکر إیجاب الجنة للمرأة إذا أطاعت زوجها مع إقامة الفرائض اللہ، ج۹ ص۴۷۱، رقم الحدیث: ۴۱۶۳ الناشر: مؤسسة الرسالة

اور اطاعت سے خوش رکھیں، بس جنت کا ٹکٹ پالیں اور جس دروازے سے چاہیں چلی جائیں۔

زکوۃ نہ دینے والا شخص سخت عذابِ الٰہی میں گرفتار

محمد بن یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابوسِنان رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے گیا، جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا ہمارے ایک پڑوسی کے بھائی کا انتقال ہو چکا ہے، چلیں اس کی تعزیت کرتے ہیں، ہم چل پڑے جب ہم اس کے پاس پہنچے ہمیں دیکھتے ہی اسکی چیخیں نکل گئیں آنسوں تھمتے نہ تھے، ہم نے تعزیت کے کلمات کہے اس نے قبول نہ کیے، بہت تسلی دی مگر کسی قسم کی تسلی قبول نہیں کر رہا تھا، پھر ہم نے پوچھا کیوں روتا ہے کیا بات ہے۔ کہنے لگا میں کیوں نہ روؤں کہ میرے بھائی کو صبح شام عذاب ہو رہا ہے، ہم نے کہا تجھے کیسے پتہ چلا تو کوئی غیب جاننے والا ہے، کہا نہیں بات یہ ہے کہ کل جب ہم نے اس کو دفن کر دیا لوگ تو مٹی ڈال کر واپس آ گئے میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا، اچانک قبر سے آواز آئی کہ مجھے اکیلے قبر میں ڈال دیا میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں، چناں چہ میں نے اس کی قبر کو کھولا دیکھا تو قبر سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے، اس کے گلے میں طوق پڑا ہوا تھا تو بھائی کی محبت میں میں بے تاب ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے طوق کو کھینچنے کی کوشش کی تو میری انگلیاں جل گئیں، وہ ہاتھ بھی اس نے دکھایا چناں چہ میں نے مٹی ڈالی اور بھاگا اب میں کیوں نہ روؤں اس کی حالت پر، ہم نے پوچھا تمھارے بھائی کا کونسا جرم تھا جس کی وجہ سے وہ عذاب میں گرفتار ہے۔ کہنے لگا وہ نماز بھی پڑھتا تھا، روزہ بھی رکھتا تھا، مگر زکوۃ نہیں دیتا تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾“

ہم نے کہا اللہ کے اس قول کی تصدیق ہوگئی۔ ہم وہاں سے نکلے تو سیدھا ابوذر غفاری

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اس آدمی کا قصہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ عبرت کے طور پر کبھی کبھی ایسا واقعہ احوال برزخ کا دکھا دیتے ہیں:

" فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ۝۱۰۴ "

جو شخص عبرت کی آنکھ سے دیکھے تو اسکا اپنا نفع ہے اور جو اندھا ہو جائے تو اس کا وبال اس پر ہے۔(۱)

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے ساتھ معمولی رفاقت کی وجہ سے دل کی دنیا بدل گئی

ایک شامی آدمی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ گیا، میں نے وہاں ایک ایسے حسین وجمیل آدمی کو دیکھا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خاموش میں نے اب تک کسی کو نہیں دیکھا تھا اور نہ اس جیسا بہتر کوئی کپڑا اور نہ اس جیسا بہتر کوئی جانور دیکھا۔ وہ شخص ایک خچر پر سوار تھا، پس میرا دل اس آدمی کی طرف مائل ہو گیا، میں نے اس آدمی کے متعلق لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ پس مجھے بتایا گیا کہ یہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ ہیں۔ پس میں ان کے پاس آیا، حالاں کہ میں ان سے بغض رکھتا تھا، میں نے ان سے کہا کہ آپ ابو طالب کے بیٹے ہیں، انہوں نے کہا نہیں میں ابو طالب کا پوتا ہوں، میں نے کہا میں آپ کو اور آپ کے والد کو اور آپ کے دادا علی بن ابی طالب کو برا بھلا کہتا ہوں، پس جب میری گفتگو ختم ہو گئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

قال أحسبك غريبا قلت أجل قال فمل بنا إلى الدار فإن احتجت إلى منزل أنزلناك، أو إلى مال واسيناك، أو إلى حاجة عاونناك على قضائها، فانصرفت من عنده وما على وجه الأرض أحب إلى منه.(۲)

کہ کیا تم مسافر ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، پھر انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ

---

(۱) الكبائر: الكبير الخامسة، منع الزكاة، ج۱ ص۳۶ الناشر: دار الندوة الجديدة بيروت

(۲) حياة الحيوان: البعوض، فائدة، ج۱ ص۲۰۱ الناشر: دار الكتب العلمية

آ ئیں۔ اگر آپ کو کسی اقامت گاہ کی تلاش ہوتو ہم آپ کے لیے رہائش کا بندوبست کریں گے، اگر مال کی ضرورت ہوتو ہم مدد کریں گے یا کسی اور چیز کی ضرورت ہوتو ہم آپ سے تعاون کریں گے۔ پس میں تھوڑی دیر کے بعد ان کے پاس چلا آیا، اس کے بعد زمین پر مجھے ان سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔

رشتہ داروں پر صدقہ خیرات کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللّٰہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلَی ذَوِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ، وَلَفْظُ ابْنِ خُزَیْمَةَ صَدَقَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.(۱)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا، صدقہ کا ثواب ہے، اور رشتہ داروں پر کرنا صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب ہے، اور ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں کہ رشتہ دار پر صدقہ دوصدقہ کے برابر ہے۔ خیرات کا اور صلہ رحمی کا۔

فائدہ

حدیث پاک میں رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کو دوگنا ثواب بتایا گیا ہے، چوں کہ اس میں صدقہ کے ساتھ قرابت کی رعایت بھی ہے، حدیث پاک میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی فضیلت آئی ہے، عموماً رشتہ داروں کے چوں کہ احوال معلوم ہوتے ہیں اور ان میں بعض اوقات گھریلو زندگی کے اختلافات بھی رہتے ہیں، اس لیے ان پر خرچ کرنے سے طبیعت گریز کرتی ہے اس میں نفس کی مخالفت بھی ہے۔

ناحق مال چھیننے کی وجہ سے عذابِ قبر میں گرفتار

صدقہ بن خالد رحمہ اللہ دمشق کے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ:

(۱) مسند أحمد: ج۲۶ ص ۱۷۱ رقم الحدیث: ۱۶۲۳۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

ہم حج کے لیے گئے تو ہمارا ایک ساتھی راستے میں انتقال کر گیا، ہم نے وہاں آبادی میں سے ایک کدال عاریتاً لے کر اس کی قبر کھودی اور اس مردہ کو اس میں دفن کر دیا۔ دفن کرنے کے بعد یاد آیا کہ کدال قبر میں ہی بھول گئے۔ ہم نے قبر کو پھر کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس مردہ کی گردن اور دونوں ہاتھوں کو اس کدال میں باندھ دیا گیا ہے۔ ہم نے یہ وحشت ناک منظر دیکھ کر قبر کو مٹی سے بند کر دیا اور کدال نہ نکال سکے، کدال کے مالک کو اس کی قیمت دے کر راضی کیا، جب ہم سفر سے لوٹ کر آئے تو اس مردہ شخص کی بیوی سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میرا خاوند ایک شخص کے ہمراہ جا رہا تھا، اس شخص کے پاس مال تھا میرے خاوند نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا تھا اور اسی مال سے حج کے لیے جا رہا تھا۔ (۱)

ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے انبیاء کے نام

حضرت کعب بن اَحبار فرماتے ہیں کہ ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے پیغمبروں کی تعداد تیرہ ہے۔

۱......حضرت آدم علیہ السلام۔
۲......حضرت شیث علیہ السلام۔
۳......حضرت ادریس علیہ السلام۔
۴......حضرت نوح علیہ السلام۔
۵......حضرت سام علیہ السلام۔
۶......حضرت لوط علیہ السلام۔
۷......حضرت یوسف علیہ السلام۔
۸......حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
۹......حضرت شعیب علیہ السلام۔
۱۰......حضرت سلیمان علیہ السلام۔
۱۱......حضرت یحییٰ علیہ السلام۔
۱۲......حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
۱۳......حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حَدثنَا عَن كَعب الأَحبَار أنه قَالَ هم ثَلَاثَة عشر آدم وشيث وَإِدْرِيس ونوح وسام وَلُوط ويوسف ومُوسَى وَشُعَيب وَسليمَان وَيحيى وَعِيسَى وَالنَّبِيّ صَلَّى

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۷۴ الناشر: دار المعرفة

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.(۱)

اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہ ہو تو تجھے تین طلاق

موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی اپنی اہلیہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہیں ہے تو تجھے تین طلاق ہیں۔ ان کی بیوی یہ سن کر ان سے پردہ کرنے لگی اور کہا کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، چناں چہ جب ان کی بیوی پردہ کرنے لگی تو موسیٰ بن عیسیٰ کے لیے رات گزارنا مشکل ہوگیا، جب صبح ہوئی تو خلیفہ منصور سے اس بات کا تذکرہ کیا، یہ سن کر خلیفہ منصور نے تمام فقہائے کرام کو طلب کرکے ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا، تو سوائے ایک فقیہ کے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے تمام فقہاء نے طلاق پڑ جانے پر اتفاق کیا۔ اختلاف کرنے والے فقیہ نے یہ کہا کہ عورت پر طلاق واقع نہیں ہوگی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ“ (تحقیق ہم نے انسان کو سب سے اچھے سانچے میں پیدا کیا ہے) چناں چہ خلیفہ منصور نے کہا کہ آپ کی بات درست ہے نیز منصور نے موسیٰ بن عیسیٰ کی بیوی کو یہ بات بتائی۔(۲)

بادشاہ کے عدل وانصاف کے سبب پیداوار میں حیرت انگیز اضافہ

امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ:

زیاد یا ابن زیاد کے زمانے میں ایک گڑھا پایا گیا جس میں گندم کا ایک دانہ کھجور کے برابر تھا، اس پر لکھا ہوا تھا کہ ”ھٰذَا نَبَتٌ فِیْ زَمَانٍ کُلٌّ یُعْمَلُ فِیْہِ بِالْعَدْلِ“ (یہ اس زمانے کا دانہ ہے جس میں انصاف کو کام میں لایا جاتا تھا) اور ایک روایت میں اس طرح

---

(۱) تلقیح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير: ص۱۳ الناشر: دار الأرقم بيروت

(۲) تفسير قرطبي: سورة التين، آیت نمبر ۴ کے تحت، ج۲۰ ص۱۱۴ الناشر، دار الكتب المصرية، اللباب في علوم الكتاب: سورة التين، آیت نمبر ۴ کے تحت، ج۲۰ ص۴۰۹ الناشر: دار الكتب العلمية

ہے کہ ’’کَانَ یَعْمَلُ فِیْهَا بِطَاعَةِ اللّٰہ‘‘ (یہ اس زمانے کی بات ہے جس میں اللہ کی اطاعت کو کام میں لایا جاتا تھا) (۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے امام احمد کی مسند کے حوالہ سے اس کو اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے بعض بنو امیہ کے خزانوں میں گیہوں کو دیکھا جس کا ایک دانہ کھجور کے برابر تھا، اور وہ گیہوں ایک تھیلی میں تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ:

كَانَ هَذَا يَنْبُتُ فِيْ زَمَنٍ مِّنَ الْعَدْلِ.

یہ عدل والے زمانے میں اگا کرتا تھا۔ (۲)

عارضی حسن و جمال کی خاطر ایمان کا سودا کر دیا

مصر میں ایک شخص بڑا عابد و زاہد تھا، ہمیشہ مسجد میں رہا کرتا تھا، اس پر عبادت کا نور اور ذکر کے انوار معلوم ہوتے تھے، ایک بار اذان دینے کے لیے حسب معمول مسجد کے منارے پر چڑھا اور نیچے ایک عیسائی کا مکان تھا، اس کی نظر اس گھر میں پڑی، اور دیکھا کہ عیسائی شخص کی لڑکی نہایت حسین و جمیل ہے، وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اذان دینے کے بجائے وہاں سے اتر کر اس کے گھر گیا، اس لڑکی نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو کہا کہ میں تجھے چاہتا ہوں، لڑکی نے کہا کہ:

قالت له أنت مسلم وأنا نصرانية وأبى لا يزوجني منك قال لها أتنصر قالت إن فعلت أفعل فتنصر ليتزوجها، وأقام معها في الدار فلما كان في أثناء ذلك اليوم رقى إلى سطح كان في الدار فسقط منه فمات. (۳)

تو تو مسلمان ہے اور میں نصرانی ہوں، میرا باپ کبھی تجھ سے میری شادی نہیں کر سکتا،

(۱) مسند أحمد: ج۱۳ ص۳۳۱ رقم الحديث: ۷۹۴۹ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي: ص۶۵ الناشر: دار المعرفة

(۳) التذكرة للقرطبي: باب ما جاء في سوء الخاتمة وما جاء أن الأعمال بالخواتيم، ص ۱۹۴ الناشر: دار المنهاج

تو اس نے کہا کہ میں نصرانی ہوتا ہوں، الغرض وہ نصرانی ہوگیا اور شادی ہوگئی، اور اسی دن کسی کام سے اس عیسائی کے گھر کی چھت پر چڑھا تو پیر پھسلا اور گر کر اسی حالت کفر میں مر گیا۔

الغرض اپنی خواہشات کی تکمیل بھی نہ کرسکا اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

نیک بختی کی گیارہ علامات

۱......آدمی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت رکھتا ہو۔ ۲......عبادت وتلاوت قرآن اس کا اہم مقصد ہو۔ ۳......غیر ضروری بات بہت کم کرتا ہو۔ ۴......پانچوں نمازوں کا پابند ہو۔ ۵......حرام سے بہت بچنے والا ہو خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ۶......اس کی ہم نشینی نیک لوگوں کے ساتھ ہو۔ ۷......مسکین طبع ہو متکبر نہ ہو۔ ۸......بااخلاق سخی ہو۔ ۹......اللہ کی مخلوق سے ہمدردی رکھتا ہو۔ ۱۰......مخلوق کے لیے نفع رساں ہو۔ ۱۱......موت کو بکثرت یاد کرتا ہو:

إِنَّ عَلَامَاتِ السَّعَادَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ خَصْلَةً أَوَّلُهَا أَنْ يَكُونَ زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ، وَالثَّانِي: أَنْ يَكُونَ هِمَّتُهُ الْعِبَادَةَ وَتِلَاوَةَ الْقُرْآنِ، وَالثَّالِثُ: قِلَّةُ الْقَوْلِ فِيمَا لَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ، وَالرَّابِعُ: أَنْ يَكُونَ مُحَافِظًا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَالْخَامِسُ: أَنْ يَكُونَ وَرِعًا فِيمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ مِنَ الْحَرَامِ، وَالسَّادِسُ: أَنْ تَكُونَ صُحْبَتُهُ مَعَ الصَّالِحِينَ، وَالسَّابِعُ: أَنْ يَكُونَ مُتَوَاضِعًا غَيْرَ مُتَكَبِّرٍ، وَالثَّامِنُ: أَنْ يَكُونَ سَخِيًّا كَرِيمًا، وَالتَّاسِعُ: أَنْ يَكُونَ رَحِيمًا بِخَلْقِ اللهِ تَعَالَى، وَالْعَاشِرُ: أَنْ يَكُونَ نَافِعًا لِلْخَلْقِ، وَالْحَادِي عَشَرَ: أَنْ يَكُونَ ذَاكِرًا لِلْمَوْتِ كَثِيرًا۔(۱)

حسنِ نیت کے سبب ریت کے ٹیلے کے برابر صدقہ کرنے کا ثواب

بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد ریت کے ٹیلے پر سے گزرا دل میں کہنے

(۱) تنبیہ الغافلین: باب الاحتکار، ص ۱۳۹ الناشر: دار ابن کثیر

لگا کہ اگر یہ ٹیلہ آٹے کا ہوتا تو میں بنی اسرائیل کو جو اس وقت قحط میں مبتلا ہیں خوب پیٹ بھر کر کھلاتا، اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی پر وحی فرمائی کہ فلاں شخص سے یہ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے وہ اجر لکھ دیا ہے جو تو ٹیلے کی مقدار آٹا صدقہ کر کے حاصل کرتا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے ایک اچھی نیت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اچھی نیت پر اور مسلمانوں پر شفقت اور مہربانی کے جذبہ پر اسے اجر عطا فرمایا، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لیے شفیق اور مہربان ہو کے رہے۔ (۱)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر جہنّم کی وعید

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى فِي يَدَيَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟، فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟، قُلْتُ لَا ، أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ. (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کا چھلہ دیکھا، پوچھا کیا ہے اے عائشہ! میں نے کہا میں نے آپ کی زینت کے لیے یہ بنوایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا نہیں یا جو اللہ نے چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جہنم جانے کے لیے کافی ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَنَا أَتُعْطِيَانِ زَكَاتَهُ؟ قَالَتْ فَقُلْنَا لَا ، قَالَ أَمَا تَخَافَانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ أَسْوِرَةً مِنْ نَارٍ؟ أَدِّيَا زَكَاتَهُ. (۳)

---

(۱) تنبيه الغافلين: باب الاحتكار، ص ۱۳۹ الناشر: دار ابن كثير

(۲) سنن أبي داود: كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، ج۲ص۹۵، رقم الحديث: ۱۵۶۵ الناشر: المكتبة العصرية

(۳) مسند أحمد: ج۴۵ ص۵۸۶، رقم الحديث: ۲۷۶۱۴ الناشر: موسسة الرسالة

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری خالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ہمارے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ تو ہم نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم خوف نہیں کرتیں کہ اللہ پاک اس کی وجہ سے تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔ لہٰذا ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شیر کو راستے سے ہٹانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ کسی سفر میں تشریف لے جا رہے تھے تو ان کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے ان کی خیریت دریافت کی، آپ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں راستے میں ایک شیر ہے جس نے لوگوں کو خوف ودہشت میں مبتلا کر رکھا ہے، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے اور شیر کے قریب جا کر اس کا کان پکڑ کر اسے راستے سے ہٹا دیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بارے میں بالکل سچ فرمایا ہے کہ واقعی تجھے ابنِ آدم پر ان کے غیر اللہ سے ڈرنے کی وجہ سے ان پر مسلط کر دیا گیا ہے، اگر انسان اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے تو پھر تو اس پر مسلط نہیں، اگر ابنِ آدم (یعنی انسان) اللہ کے علاوہ کسی سے بھی نہ ڈرتا تو وہ اپنے معاملات میں کسی پر بھروسہ نہ کرتا۔ (۱)

عورتوں کے زیادہ جہنّم میں جانے کی وجہ

وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ :يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ

(۱) حياة الحيوان للدميري: الأسد، ج۱ ص۱۱ الناشر: دار الكتب العلمية

الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.[۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا ہے۔لوگوں نے کہا یہ کس وجہ سے، آپ نے فرمایا ناشکری کی وجہ سے۔پوچھا گیا اللہ کی ناشکری کی وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کی ناشکری کی وجہ سے۔ان کے احسان کی ناشکری کرتی ہیں کہ تم پوری زندگی احسان کرتے رہو۔پھر تم سے کوئی (ناراضگی والی) بات ہو جائے تو کہہ دیں گی میں نے ان سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

فائدہ

متعدد احادیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ آپ نے جہنم کو دیکھا تو اس میں اکثر امراء اور زیادہ تر عورتوں کو پایا۔اس کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا کہ اکثر عورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور شوہر کے احسان کو ذرا سی بات پر بھول جاتی ہیں یعنی ناشکری اور احسان فراموشی کا مادہ ان میں زائد ہوتا ہے۔

شوہر سے طلاق مانگنے پر جنّت حرام

عَنْ ثَوْبَانَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا إِمْرَءَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔[۲]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر سے بلا کسی ضرورت شدیدہ و پریشانی کے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب کفران العشیر وھو الزوج، ج۷ص۳۱، رقم الحدیث: ۵۱۹۷، الناشر: دار طوق النجاة

(۲) سنن أبی داود: کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ج۲ص۲۶۸، رقم الحدیث: ۲۲۲۶ الناشر: المکتبة العصریة

فائدہ

طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان عناد اور مخالفت پیدا ہوتی ہے، لڑائی جھگڑے کے علاوہ بہت سے گناہوں کا سبب ہے، تعلقات ٹوٹتے اور خراب ہوتے ہیں، جوڑ اور ربط محمود ہے اور اس کی تاکید ہے توڑ مذموم ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔ اسی وجہ سے طلاق کے مطالبہ پر سخت وعید ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری سے آئے گی۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوگئی گھریلو زندگی میں ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں، سو عورت مارے غصہ کے کہتی ہے کہ ہمیں چھوڑ دیجیے، ہمارا رشتہ ختم کر دیجیے۔ بسا اوقات شوہر غصہ اور غیظ میں ہونے کی وجہ سے کہتا ہے جاؤ۔ بیوی کو ہرگز زبان سے ایسی بات نہ نکالنی چاہیے کہ جہاں مرد کو پریشانی بھگتنی پڑتی ہے وہاں عورت کی زندگی بھی اجیرن بن جاتی ہے، چھوٹے بچے ہوں تو اور پریشانی، بیوی کے لیے دوبارہ شادی کرنا ہندوستان اور پاکستان کے ماحول میں تو بہت ہی مشکل ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت ہر اعتبار سے پریشان ہوجاتی ہے اور بہت سے دوسرے گناہوں کا راستہ نکل جاتا ہے، دین و دنیا دونوں خراب ہوتے ہیں۔ اسی لیے شیطان کوشش کرتا ہے کہ طلاق کی نوبت آجائے اور گناہوں کا دروازہ کھل جائے۔ سو جہاں تک ہو سکے طلاق کی صورت پیدا نہ ہونے دیں۔

لواطت کرنے والے کا انجام

عمرو بن اسلم دمشقی رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

مقام ثغر میں ایک شخص کی موت واقع ہوگئی اور اس کو دفن کردیا گیا، تیسرے دن اتفاق سے اس کو کھودا گیا تو قبر کی اینٹیں سب اپنی جگہ پر تھیں، اس کی لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا یعنی مردہ غائب تھا۔ حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ سے اس واقعہ کا ذکر کے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا:

سمعنا فی حدیث من مات وھو یعمل عمل قوم لوط سار به قبره حتی یصیر

معهم ويحشر يوم القيامة معهم.(۱)

کہ ہم نے ایک حدیث سنی ہے کہ قوم لوط کا عمل کرنے والا شخص جب مر جاتا ہے تو اس کو اس کی قبر سے اُٹھالیا جاتا ہے اور وہ قوم لوط کے ساتھ رہتا ہے اور جب قیامت ہوگی تو وہ ان ہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ہاں دنیا کی قیمت

مالک بن دینار رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مقام جسر سے لے کر خراسان تک کی سرزمین اگر مجھے اونٹ کی ایک مینگنی کے عوض بھی ملے تب بھی مجھے ذرا برابر خوشی نہ ہو۔ کبھی فرماتے کہ اگر مقام جبل سے ابلہ تک اونٹ کی ایک مینگنی یا کھجور کی ایک گٹھلی کے بدلے بھی ملنے سے مجھے کوئی خوشی نہ ہوگی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ اگر میں یہ بات صرف تمہیں سنانے کے لیے کہہ رہا ہوں تو یہ میری انتہائی بدبختی ہوگی:

قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ، يَقُولُ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِنَ الْجِسْرِ إِلَى خُرَاسَانَ بِبَعْرَةٍ، وَرُبَّمَا قَالُوا بِنَوَاةٍ، قَالَ وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِنَ الْجَبَلِ إِلَى الْأُبُلَّةِ بِبَعْرَةٍ، وَرُبَّمَا قَالُوا بِنَوَاةٍ، قَالَ ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَيْنَا فَيَقُولُ وَاللهِ إِنْ كُنْتُ إِنَّمَا أُرِيدُكُمْ لِهَذَا إِنِّي إِذًا لَشَقِيٌّ.(۲)

تین چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.(۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا

(۱) تاریخ مدينة دمشق: ترجمة: عمرو بن اسلم العابد، ج۴۵ ص۴۰۶ رقم الترجمة: ۵۳۱۱

(۲) الزهد لابن أبي الدنيا: ص۷۰، الناشر: دار ابن كثير

(۳) صحیح مسلم: كتاب الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ج۳ص۱۲۵۵

ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ تیسرے صالح اولاد جو اس کے لیے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چُھری دے کر فرمایا اسے ذبح کرو

بعض سلف کا بیان ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بہت گالیاں دیں، میری اس کی ہاتھاپائی بھی ہوگئی، آخر میں گہرے رنج وغم میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا، میں نے رنج کے مارے کھانا بھی نہ کھایا اور سوگیا۔ رات کو خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ فلاں شخص آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے، پوچھا کس کو؟ میں نے کہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھری دی کہ اس سے اس کو ذبح کرو، میں نے چھری لے کر اسے لٹا دیا اور خواب ہی میں ذبح کر دیا، میرا ہاتھ خون سے بھر گیا، میں نے چھری زمین پر ڈالی اور زمین سے پونچھنے لگا تو آنکھ کھل گئی۔ چناں چہ صبح کے وقت اُسی گھر سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے پوچھا، یہ چیخ وپکار کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا، فلاں شخص اچانک مرگیا، صبح کو آکر میں نے اس کو دیکھا تو ذبح کی جگہ نشان موجود تھا۔ (۱)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل عبیداللہ بن زیاد کا انجام

یزید بن زِیاد اور عُمارہ بن عُمیر کی روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا سردار عبیداللہ بن زیاد جب مقتول ہوا تو اس کا اور اس کے ساتھیوں کے سر ایک میدان میں رکھے گئے، اچانک ایک بڑا سانپ نمودار ہوا، تمام لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر منتشر ہوگئے، وہ سانپ تمام سروں میں گھستا اور پھر باہر نکلتا رہا، یہاں تک کہ ابنِ زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہوکر پھر اس کے منہ سے نکلا، پھر منہ کی طرف سے داخل ہو کر نتھنوں سے نکلا، کئی بار اس طرح کر کے وہ چلا گیا، پھر لوٹ کر آیا اور دوسرے سروں کے

(۱) کتاب الروح: المسألة التاسعة عشرة، ص ۱۸۹ الناشر: دار الکتب العلمیة

ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا اور پھر غائب ہو گیا۔ کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں غائب ہو گیا:

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَاءَتْ، قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.(۱)

اکابر میں ایسے چار افراد کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر داڑھی نہیں آئی

قاضی شُریح رحمہ اللہ کے چہرے پر داڑھی اور مونچھ نہیں آئی تھی، اکابر میں ایسے چار افراد گزرے ہیں جن کے چہرے پر بڑھاپے تک بال نہیں آئے تھے۔

۱......عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔

۲......قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔

۳......اَحنف بن قیس رحمہ اللہ (جن کی حلم و بردباری ضرب المثل) ہے۔

۴......قاضی شُریح رحمہ اللہ:

وكان أحد السادات الطلس، وهم أربعة عبد الله بن الزبير، وقيس بن سعد بن عبادة، والأحنف بن قيس، الذى يضرب بحلمه المثل، ورابعهم شريح هذا والله أعلم. والأطلس الذى لا شعر بوجهه.(۲)

قبر کھلتے ہی خوشبو پھیل گئی

ڈیڑھ سال قبل افغانستان میں امریکا کے خلاف لڑتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان کے

(۱) سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبى محمد الحسن بن على بن أبى طالب، ج۵ ص ۶۶۰ رقم الحديث: ۳۷۸۰ الناشر: مصطفى البابى حلبى

(۲) حياة الحيوان: الأرنب، الأمثال، ج۱ ص ۳۹ الناشر: دار الكتب العلمية

مجاہد قاری اللہ نواز سینہ پر گولی لگنے سے شہید ہو گئے تھے۔ بعد ازاں ان کی میت ایک تابوت میں رکھ کر ان کے آبائی گاؤں لائی گئی تھی۔ گزشتہ کچھ دنوں سے ان کی قبر کے اردگرد زمین بیٹھنا شروع ہوگئی، ان کے والدین اور ورثاء نے مقامی علماء سے اجازت لی کہ قبر دوبارہ تعمیر کرائی جائے۔ گزشتہ روز رات کے گیارہ بجے چند لوگوں نے ورثاء کے ساتھ مل کر قبر کھودی تو لکڑی کے تینوں تختے بوسیدہ ہو گئے تھے، صرف نعش کے نیچے والا تختہ صحیح سلامت تھا۔ شہید کا جسم تر و تازہ، چہرہ ہشاش بشاش اور زخم تازہ تھا۔ قبر کھلتے ہی خوشبو پھیل گئی، ان کے ورثاء نے علماء کی موجودگی میں قبر ٹھیک کر کے بند کر دی۔ (۱)

خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کا انجام بد

ملکِ یمن میں ایک شخص کا باغ تھا وہ اس باغ کے پھل کا ایک بڑا حصہ غریبوں مسکینوں میں صرف کرتا تھا، جب وہ مر گیا اور اس کی اولاد اس کی وارث ہوئی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں کو دے دیتا تھا اگر یہ سب باقی رہے تو کس قدر مال میں اضافہ ہوگا، چناں چہ ایک مرتبہ قسم کھا کر یہ کہنے لگے کہ کل صبح چل کر باغ کا پھل ضرور توڑ لیں گے۔ ان شاء اللہ بھی نہ کہا اور سو گئے، صبح اُٹھ کر ایک دوسرے کو چلنے کے لیے پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو، اگر تم نے پھل توڑنا ہے، پھر آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے آئے کوئی مسکین نہ آنے پائے، جب باغ کے پاس پہنچے اور یہ دیکھا کہ باغ تو پورا صاف ہو گیا ہے اور کوئی چیز وہاں موجود نہیں ہے اور ایسا لگ رہا ہے جیسے کھیت کو کاٹ لینے کے بعد جلا کر صاف کر دیا جاتا ہے تو کہنے لگے ہم راستہ بھول کر کسی اور جگہ آ گئے ہیں، پھر جب غور کرنے کے بعد یقین ہوا کہ یہی ہمارے باغ کی جگہ ہے ہم بھولے نہیں ہیں تو کہنے لگے کہ ''بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ'' کہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی ہے، پھر آپس میں ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگے۔

علماء نے تصریح کی ہے کہ ان پر عذاب اسی لیے آیا کہ انہوں نے مساکین کا حق جو

(۱) روزنامہ اسلام ۱۳ اگست ۲۰۰۳ء

اللہ نے فرض کیا ہے وہ ادا نہیں کیا، علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سزا اس سبب سے ہوئی ہے کہ انہوں نے مساکین (کا حق دینے سے) انکار کا ارادہ کیا تھا۔ (۱)

حاصل یہ ہے کہ ہمارے اموال کی تباہی اور دوسروں کا ان پر قبضہ کر لینا یہ سب اس لیے ہوتا ہے کہ زکوٰۃ جیسا اہم فریضہ ہماری کوتاہی و غفلت کی نذر ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی برکت۔ایک غیر مسلم کا مشاہدہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے ''آپ بیتی'' میں اپنے والد حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمہ اللہ اور بعض لوگوں کے حوالے سے یہ واقعہ لکھا ہے جو نہایت ہی حیرت انگیز اور قابل عبرت ہے، وہ یہ کہ ضلع سہارنپور میں ''بہٹ'' سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں، اس کے قرب و جوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اور ان کے پاس مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی، کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آ کر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں، ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سنایا کہ حضور! سب کی کوٹھیاں جل گئیں اور آپ کی بھی جل گئی، وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا اس نے التفات بھی نہیں کیا۔ ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور! سب جل گیا، اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا۔ ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی وہ انگریز کے اس لاپرواہی سے جواب کو سن کر واپس آ گیا، آ کر دیکھا تو واقعی میں سب کوٹھیاں جل

(۱) تفسیر قرطبی، ج۱۸ ص۲۴۰ الناشر: دار الكتب المصرية/ تفسير ابن كثير، ج۸ ص۱۹۷ الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع

چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔ (۱)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے سبب چوروں سے مال کی حفاظت

ایک واقعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے نہایت حیرت انگیز بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مظاہر علوم سہارنپور کے ابتدائی محسنین میں سے ایک صاحب حافظ فضل حق تھے، ان کا تکیہ کلام تھا، اللہ کے فضل سے، ہر بات میں یہی کہا کرتے تھے کہ اللہ کے فضل سے یہ ہوا، اللہ کے فضل سے وہ ہوا۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مولانا محمد مظہر صاحب رحمہ اللہ سے صبح کو یہ عرض کیا کہ حضرت جی! رات تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہوگیا۔ حضرت بھی یہ فقرہ سن کر ہنس پڑے اور دریافت کیا کہ حافظ جی! اللہ کے فضل سے اللہ کا کیا غضب ہوگیا؟ انھوں نے عرض کیا کہ رات میں سو رہا تھا اور مکان میں میں اکیلا ہی تھا، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تین چار آدمی میرے کوٹھے کے کواڑوں کو چمٹ رہے ہیں، میں نے ان سے بیٹھ کر پوچھا کہ اے تم چور ہو؟ کہنے لگے ہاں ہم چور ہیں۔ میں نے کہا کہ سنو، میں شہر کے رؤساء میں سے ہوں اور مدرسہ کا خزانہ بھی میرے پاس ہے، اور سارا کا سارا اسی کوٹھے میں ہے اور یہ تالا جو اس کو لگا رہا ہے چھ پیسہ کا ہے، تمہارے باپ دادا سے بھی نہیں ٹوٹنے کا، تم تو تین چار ہو دس بارہ کو اور بلا لو، اور اس تالے کو توڑتے رہو، یہ ٹوٹنے کا نہیں۔ میں نے حضرت جی (حضرت مولانا مظہر صاحب) سے سن رکھا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ اللہ کی حفاظت میں ہوجاتا ہے، میں نے اس مال کی زکوٰۃ جتنی واجب ہے اس سے زیادہ دے دی، اس لیے مجھے اس کی حفاظت کی ضرورت نہیں، اللہ میاں اپنے آپ حفاظت کریں گے۔ حضرت جی! اللہ کے فضل سے میں تو یہ کہہ کر سو گیا، میں جب پچھلے پہر کو اٹھا تو وہ توڑ رہے تھے، میں نے کہا کہ ارے میں نے تو یہ کہہ دیا تھا کہ دس بارہ کو اور بلا لو، تو اللہ کے فضل سے ٹوٹنے کا نہیں۔ حضرت جی! یہ کہہ کر میں تو اللہ کے فضل سے نماز میں لگ گیا اور جب اذان ہوگئی تو میں ان سے یہ کہہ کر میں تو نماز کو جا رہا

(۱) آپ بیتی: ج ۲ ص ۷۶ دار الاشاعت کراچی

ہوں، تم اس کو لپٹتے رہو۔

پھر حضرت جی! اللہ کے فضل سے وہ سب بھاگ گئے۔ (۱)

مال و دولت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُوری

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی، نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو پھلانگتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ گھر گئے، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت پیش آ گئی کہ آپ اتنے تیزی میں لوگوں کو پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے؟ کچھ دیر بعد واپس آئے، اور دیکھا کہ ان حضرات کو تعجب ہو رہا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ نماز میں مجھے یاد آیا کہ میرے گھر میں ایک سونے کا ٹکڑا رہ گیا ہے، میں نے یہ مکروہ سمجھا کہ وہ مجھے مشغول کر لے، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کہیں وہ میرے پاس رات میں نہ رہ جائے، لہٰذا میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو موت کا انتظار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک صاحب سامنے سے دوڑتے ہوئے جا رہے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹھہرا کر پوچھا کہ بھاگ بھاگ کر کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت بازار جا رہا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ لِيَ الْمَوْتَ قَبْلَ أَنْ تَرْجِعَ فَافْعَلْ.

ارے بھائی! بازار میں کہیں موت بکتی ہو تو ایک عدد میرے لیے خرید کر لانا۔ اللہ اکبر! دیکھئے موت کا کس قدر انتظار لگا ہوا ہے۔ (۳)

---

(۱) آپ بیتی: ج ۲ ص ۷۴، ۷۵ دارالاشاعت کراچی

(۲) سنن نسائی: كتاب السهو، باب الرخصة للامام في تخطي رقاب الناس، ج۳ ص۸۴ رقم الحديث: ۱۳۶۵ الناشر: المطبوعات الاسلاميه حلب

(۳) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۸ الناشر: دارالمعرفة

بادشاہ کے ظلم کی نیّت کے سبب نصف دودھ کا کم ہو جانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بادشاہ محل سے سلطنت کی نگرانی کے لیے نکلا لیکن وہ رعایا سے خوف زدہ تھا، چناں چہ اس نے ایک ایسے شخص کے پاس سکونت اختیار کی جس کے پاس ایک گائے تھی، جب گائے شام کو واپس آئی تو اس شخص نے گائے سے اتنا دودھ دوہا جتنا کہ تیس گائیوں سے دودھ نکلتا ہے، بادشاہ بکثرت دودھ دینے والی گائے کو دیکھ کر دَنگ رہ گیا، نیز اس نے اس آدمی سے گائے چھیننے کا منصوبہ بنایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو گائے چرنے کے لیے چراگاہ کی جانب چلی گئی، پھر جب شام کو واپس آئی تو پہلے دن کے مقابلے میں نصف دودھ نکلا، یہ صورت حال دیکھ کر بادشاہ نے گائے والے کو بلایا اور کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کل تو گائے نے کافی مقدار میں دودھ دیا تھا لیکن آج دودھ کم ہوگیا ہے، کیا گائے آج اسی چراگاہ پر نہیں گئی جس پر کل گئی تھی؟ آخر کیا وجہ ہے؟ گائے کے مالک نے جواب دیا کہ گائے اسی چراگاہ میں چرنے کے لیے گئی تھی لیکن آج ایسا ہوا کہ کل کی حالت دیکھ کر بادشاہ نے اپنی رعایا کے ساتھ ظلم کرنے کا عزم کرلیا تھا، اس لیے اس گائے کا دودھ آج کم نکلا، کیوں کہ جب بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ظلم کرے تو برکت ختم ہو جاتی ہے، یہ عجیب وغریب واقعہ دیکھ کر بادشاہ نے گائے کے مالک سے وعدہ کیا کہ وہ اب گائے کو نہیں چھینے گا۔ چناں چہ تیسرے دن گائے چرنے کے لیے پھر چلی گئی اور جب شام کو واپس آئی تو اس شخص نے اتنا ہی دودھ دوہا جتنا کہ پہلے دن گائے سے دودھ نکلا تھا، بادشاہ نے یہ حالت دیکھ کر عبرت حاصل کی اور انصاف کی روش اختیار کرلی اور کہا کہ واقعی جب بادشاہ یا رعایا ظالم ہو تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اب میں ضرور عدل وانصاف کروں گا اور اب اچھے حالات ہی پر غور وفکر کیا کروں گا۔ (۱)

---

(۱) شعب الإیمان للبیهقي: طاعة أولي الأمر بفصولها، فصل في ذكر ما ورد من التشديد في الظلم، ج۹ ص۴۲ رقم الحديث: ۷۰۲۱ الناشر: مكتبة الرشد

اونٹ کا اپنی فطرتی غیرت کی وجہ سے مالک کو اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا

ایک شخص نے اونٹنی کو ایک کپڑے سے ڈھانپ کر اس کے نوجوان بچے کو اس پر چھوڑ دیا تو وہ اونٹنی کا بچہ اپنی ماں پر (جفتی کرنے کے لیے) چڑھ گیا، جب اس فعل سے فارغ ہو گیا تو اس بچے نے اپنی ماں کو پہچان لیا کہ یہی اس کی ماں ہے۔ تو اس نے اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو ندامت و پیشمانی کی وجہ سے کاٹ لیا، پھر وہ نوجوان اونٹ اس آدمی سے بغض کرنے لگا اور موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کب اس کا خاتمہ کروں، یہاں تک کہ اس اونٹ نے اس آدمی کو مار ڈالا۔ پھر اس فعل پر ندامت کے سبب اس اونٹ نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیا:

انه لا ينزو على أمه قال وقد كان رجل في سالف الدهر ستر ناقة بثوب، ثم أرسل ولدها عليها، فلما عرف ذلك قطع ذكره، ثم حقد على الرجل حتى قتله وآخر فعل مثل ذلك فلما عرف أنها أمه قتل نفسه.[1]

مجاہد کی دُعا سے مردہ گدھا زندہ ہو گیا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ابن ابی خالد کی سند سے بیان کرتے ہیں، وہ ابو سبرہ نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی یمن سے آرہا تھا۔ اثنائے طریق میں اس کا گدھا مر گیا، اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی، اے اللہ! اگر میں دثنیہ سے تیری راہ میں جہاد کرنے اور تیری رضا کے حصول کے لیے آیا ہوں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرے گا اور قبروں سے اُٹھائے گا، آج کسی کا مجھ پر احسان نہ رکھ (کہ میں اس سے سواری مانگوں) میں آپ سے دعا کرتا ہوں، میرے گدھے کو زندہ کر دیجیے، راوی کہتا ہے وہ گدھا کان جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا:

عن ابن أبي خالد عن أبي سبرة النخعي قال أقبل رجل من اليمن فلما كان في بعض الطريق نفق حماره فقام وتوضأ ثم صلى ركعتين ثم قال: اللّٰهم إني

(۱) حياة الحيوان، الإبل: ج ۱ ص ۲۹ الناشر: دار الكتب العلمية

جئت من الدثينة مجاهدا في سبيلك وابتغاء مرضاتك فأنا أشهد أنك تحيي الموتى وتبعث من في القبور لا تجعل لأحد عليّ اليوم منّة أطلب إليك أن تبعث لي حماري قال فقام الحمار ينفض أذنيه.(۱)

دانتوں میں خلال کے لیے تنکا اٹھائے جانے پر ستّر سال سے عذاب میں مبتلا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آواز دی کہ اے قبر والے! اللہ کے حکم سے اُٹھو، تو ایک شخص قبر سے نکلا اور کہا کہ اے روح اللہ! آپ کو مجھ سے کیا کام تھا؟ میں تو ستّر سال سے حساب میں پھنسا ہوا ہوں، ابھی آواز آئی کہ روح اللہ کی آواز کا جواب دو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ستّر سال سے حساب دے رہے ہو یقیناً تمہارے گناہ اور نافرمانیاں بہت ہوں گی، بتاؤ تم کیا کرتے تھے؟

اس نے کہا: اے روح اللہ! اللہ کی قسم! میں لوگوں کی لکڑیاں سر پر اُٹھا کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا کرتا تھا اور اس محنت مزدوری سے حلال کھاتا تھا، اور صدقہ خیرات کیا کرتا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا عجیب بات سنا رہے ہو؟ اپنے سر پر لکڑیاں لے جانے کا کام کر کے حلال کھاتے تھے، صدقہ کرتے تھے اور ستّر سال سے حساب دینے میں لگے ہوئے ہو؟

اس نے کہا:

يا روح الله كان من توبيخ ربي لي أن قال اكتراك عبدي لتحمل له حزمة، فأخذت منها عوداً فتخللت به وألقيته في غير مكانه امتهاناً منك بي، وأنت

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن ادريس بن يزيد بن عبد الرحمن، ج ۱ ص ۲۰۷ الناشر: دار الكتب العلمية

تعلم أني أنا الله المطلع عليك وأراك.[1]

اللہ نے مجھے یہ کہہ کر پکڑ لیا کہ تم نے ایک دفعہ میرے ایک بندے کی لکڑیاں اُٹھائی تھیں تو اس سے تم نے ایک تنکا توڑا تھا اور اس سے دانت میں خلال کر کے اسے لکڑیوں کے درمیان رکھنے کے بجائے پھینک دیا تھا، اور مجھ سے ڈرا نہیں تھا۔ حالاں کہ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں تمہاری اس خیانت کے بارے میں خوب واقف ہوں، اور تمھیں دیکھ رہا ہوں۔

والدہ کی دُعا کے طفیل مردہ بیٹا زندہ ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک انصاری آیا، وہ بیماری سے بوجھل ہو رہا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس کا انتقال ہو گیا۔ اس پر ہم نے چادر ڈال دی، اس کی والدہ بڑی بوڑھی تھیں، وہ اس کے سرہانے کھڑی تھیں، ہمارے ایک ساتھی نے اس کی طرف دیکھا اور کہا، اے بڑھیا، صبر کر اور اس مصیبت پر اللہ سے اجر کی اُمید رکھ، اس نے کہا، کیا بات ہے؟ کیا میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا، جی ہاں، اس نے کہا، کیا تم لوگ سچ کہہ رہے ہو؟ ہم نے کہا، جی ہاں، تو اس نے اللہ کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور کہا، اے اللہ! میں نے اس امید پر اسلام قبول کیا اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کی کہ آپ ہر مصیبت اور سختی میں میری مدد کریں گے، پس آج آپ مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈالیے، راوی کہتے ہیں۔ (اس بڑھیا نے یہ دعا مانگی ہی تھی کہ) اس کے بیٹے نے (زندہ ہو کر) اپنے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور تھوڑی دیر بعد ہی ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔[2]

تحفّظِ عقیدۂ ختمِ نبوت کے سبب آگ کا اثر نہ کرنا

حضرت ابو مسلم خَولانی رحمہ اللہ جن کا نام عبداللہ بن ثُوب رحمہ اللہ ہے اور یہ امت محمدیہ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما

(۱) التذكرة للقرطبي: باب ما جاء في تطاير الصحف عند العرض والحساب، ص۶۱۸ الناشر: دار المنهاج

(۲) صفة الصفوة لابن الجوزي: ج۲ ص۷۳

دیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتشِ نمرود کو گلزار بنادیا تھا، یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اَسود عنسی پیدا ہوا، جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا، اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ ابو مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا جی ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوف ناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرمادیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے، یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ان کو جلا وطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروکار تم سے بدظن ہوجائیں گے، چناں چہ انہیں یمن سے جلا وطن کردیا گیا، یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی یعنی مدینہ منورہ، چناں چہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی، وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ نے جواب دیا یمن سے!۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے صاحب کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابو مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: ان کا نام

عبداللہ بن ثوب ہے، اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرطِ مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا:

وقال الحمد لله الذی لم یمتنی حتی أرانی فی أمة محمد من فعل به ما فعل بإبراهیم خلیل الله.(۱)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔

حیوانات کو میدان محشر میں زندہ کیے جانے پر پانچ دلائل

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے حیوانات کو قیامت کے روز میدان حشر میں زندہ کر کے اُٹھائے جانے پر پانچ دلائل ذکر کیے ہیں۔

دلیل نمبر ۱: قرآن کریم میں ہے:

”وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝“

اور جس وقت وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔

دلیل نمبر ۲: ”وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝“

اور جتنی قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنی قسم کے پرندے ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری ہی طرح کے گروہ نہ ہوں ہم

(۱) أسد الغابة فی معرفة الصحابة: ترجمة ابومسلم الخولانی، ج۶ ص۲۸۲ رقم الترجمة ۶۲۵۴ الناشر: دار الکتب العلمیة، تاریخ مدینة دمشق، ج۲۷ ص ۲۰۱ الناشر: دار الفکر

نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے۔

دلیل نمبر ۳: صحیحین کی حدیث کہ اونٹنی، گائے، بیل، بکرا، بکری کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر قیامت کے روز انہیں نہایت عظیم الجثہ اور موٹا تازہ اُٹھایا جائے گا، اور یہ حیوانات زکوٰۃ نہ دینے والے کو اپنے سینگ اور پاؤں سے مارتے رہیں گے۔

دلیل نمبر ۴: مسند احمد کی حدیث کہ حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں کو ایک دوسرے کو سینگ مارتے دیکھا تو فرمایا اے ابوذر! کیا آپ کو معلوم ہے یہ دونوں ایک دوسرے کو سینگ کیوں مار رہے ہیں؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نفی میں جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب پتہ ہے اور عنقریب (قیامت کے دن) اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔

دلیل نمبر ۵: سورۃ النباء کی آخری آیت:

"وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝۴۰"

اور کہے گا کافر اے کاش! کہ ہوجاتا میں مٹی۔

کی تفسیر میں جو آثار مروی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چوپایوں کو حشر کے دن جمع فرما کر باہم قصاص دلوائیں گے اس کے بعد فرمائیں گے کہ تم سب مٹی بن جاؤ، تو یہ مٹی بن جائیں گے اس وقت کافر لوگ حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم مٹی ہوجاتے۔ (۱)

حسن بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت

علامہ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ محمد بن مؤمل فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ البزاز کو سنا کہ وہ ابو رجاء القاضی سے کہہ رہے تھے کہ جن لوگوں نے حسن بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کا حج کیا میں بھی ان میں شامل تھا، جب ان کی وفات ہوئی تو میں اپنے اونٹ کی دیکھ بھال کی وجہ سے ان کے جنازے میں شریک نہ ہوسکا، پس ایک

(۱) بدائع الفوائد: الدلیل علی حشر الوحوش وجوه، ج۳ص۱۸۳ الناشر: دار الکتاب العربی

شب مجھے وہ خواب میں آئے، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کردی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت کردی جنھوں نے میری نماز جنازہ میں شرکت کی تھی، میں نے کہا کہ میں تو آپ کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا تھا، فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کی مغفرت فرمادی جس نے میرے لیے دعا رحمت کی تھی:

وقال محمد بن المؤمل بن الحسن سمعت أبا يحيى البزاز يقول لأبي رجاء القاضي كنت فيمن حج مع الحسن بن عيسى وقت موته، فاشتغلت بحفظ جملي عن شهوده، فأريته في النوم، فقلت ما فعل الله بك؟ قال غفر لي ولكل من صلى علي قلت فإني فاتتني الصلاة عليك لغيبة عديلي فقال لا تجزع، وغفر لكل من يترحم علي.(۱)

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا رزق حلال کی تلاش کے لیے ملک شام جانا

خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ مُذْ كَمْ نَزَلْتَ بِالشَّامِ قَالَ :مُنْذُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً مَا نَزَلْتُهَا لِجِهَادٍ، وَلَا لِرِبَاطٍ فَقُلْتُ لِأَيِّ شَيْءٍ نَزَلْتَهَا؟ قَالَ لِأَشْبَعَ مِنْ خُبْزٍ حَلَالٍ.(۲)

خلف بن تمیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو ملک شام میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اے ابراہیم! کون سی چیز آپ کو یہاں لے آئی ہے (یعنی آپ کس وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں)؟ تو ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ نہ میں جہاد کرنے کے لیے یہاں آیا ہوں اور نہ جہاد کی تیاری کے لیے، بلکہ میں صرف اس لیے یہاں آیا ہوں تا کہ مجھے کھانے کے لیے رزق حلال میسر آجائے۔

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة : الحسن بن عيسى بن ملسرجس النيسابوري: ج۱۲ ص۲۷ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: ابراهيم بن ادهم ج۷ ص۳۷۳ الناشر: دارالكتاب العربي

خواہشات نفسانیہ کا تعلق تین چیزوں سے ہے

حاتم اصم رحمہ اللہ مشہور ولی اللہ گزرے ہیں، ان کا خواہشات نفسانیہ کے بارے میں ایک قیمتی قول ہے، وہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ حَاتِمٌ: الشَّهْوَةُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْأَكْلِ وَالنَّظَرِ وَاللِّسَانِ فَاحْفَظِ اللِّسَانَ بِالصِّدْقِ وَالْأَكْلَ بِالثِّقَةِ وَالنَّظَرَ بِالْعِبْرَةِ.(١)

یعنی خواہشات نفسانیہ کا تعلق تین چیزوں سے ہے۔ کھانے سے، نظر سے اور زبان سے (یعنی ان تین امور سے خواہشات پیدا ہوتی ہیں)۔

لہٰذا (اے انسان! تو ان خواہشات پر اس طریقے سے قابو پا سکتا ہے کہ) اپنی زبان کی حفاظت کر صدق گوئی کے ساتھ (یعنی جب تو سچ بولے گا تو جھوٹ سے بچا رہے گا)۔

اور اپنے طعام کی حفاظت کر اعتماد اور یقین کے ساتھ (یعنی جب تو پوری تحقیق کے ساتھ رزق حلال کھائے گا تو حرام رزق سے محفوظ رہے گا)

اور اپنی نگاہ کی حفاظت کر عبرت کے ساتھ (یعنی جب تو اپنی نگاہ سے عبرت آموز وسبق آموز چیزیں دیکھے گا تو تو ناجائز اور حرام چیزوں کو دیکھنے سے بچا رہے گا)۔

روضہ رسول سے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو سلام کا جواب

مدرسہ عالیہ فتح پور (دہلی) کے صدر المدرسین مولانا قاضی سجاد حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب انبہٹوی رحمہ اللہ مرحوم مفتی مالیر کوٹلہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے جن کو خدا نے علم ظاہر کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور طہارت باطنی کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ صاحب سلسلہ بزرگ تھے اور تقریباً سو سال کی عمر میں اب (۱۹۵۸ء) سے تقریباً پندرہ سال قبل عالم آخرت کی طرف رحلت فرما ہوئے۔

---

(١) حلية الأولياء: ترجمة: حاتم الأصم، ج٨ص٨٣ الناشر: دار الكتاب العربي

اس خادم کو مرحوم سے شرف نیاز حاصل تھا جب کبھی دہلی تشریف فرما ہوتے اکثر وبیشتر حاضری کی سعادت ہوتی تھی، چوں کہ حضرت شیخ سے بھی اس خادم کو شرف تلمذ حاصل ہے اس تعلق کے لحاظ سے مرحوم سے اثنائے ملاقات حضرت شیخ کا بھی ذکر آجایا کرتا تھا، ایک ملاقات میں مرحوم نے فرمایا کہ ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربار رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دوران قیام مشائخ سے یہ تذکرہ سنا کہ امسال روضۂ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا تو دربار رسالت سے: ''وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ'' (میرے بیٹے وعلیکم السلام)

کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔

مولانا مرحوم نے فرمایا اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا، مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی ہے، دل تڑپ اُٹھا اور اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تا کہ اس محبوب بارگاہ رسالت کی زیارت سے مشرف ہوسکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کرلوں۔

تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنیؒ کا فرزند ارجمند ہے مرحوم نے فرمایا کہ سید صاحب سے ایک گونہ تعارف وتعلق بھی تھا گھر پہنچا ملاقات کی۔ اپنے اس دوست کے سعادت مند سپوت ہندی نوجوان کو ساتھ لے کر گوشہ تنہائی میں چلا گیا اپنی طلب وجستجو کا راز بتایا اور واقعہ کی تصدیق کی، ابتداءً خاموشی اختیار کی لیکن اصرار کے بعد کہا بے شک جو آپ نے سنا صحیح ہے۔ یہ واقع بیان فرمانے کے بعد مولانا مرحوم نے فرمایا: سمجھے؟ یہ ہندی نوجوان کون تھا؟ یہی تمہارے استاد مولانا حسین احمد مدنی تھے۔ (۱)

فرزدق کی مغفرت کا سبب

ایک مرتبہ جنازہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور مشہور شاعر فرزدق دونوں حاضر

(۱) شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ۳۲

تھے، فرزدق نے حضرت حسن بصری سے کہا، ابوسعید! معلوم ہے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج کے جنازہ میں بہترین اور بدترین دونوں جمع ہوگئے ہیں۔ بہترین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور بدترین سے فرزدق کی طرف اشارہ تھا، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا، نہ میں بہترین ہوں، نہ تم بدترین ہو لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اس دن کے لیے کیا تیاری کی ہے اور تمہارے پاس اس دن کے لیے کیا زادِ سفر ہے؟ فرزدق نے برجستہ کہا ''شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله'' وفات کے بعد فرزدق کو خواب میں کسی نے دیکھا، پوچھا، کیا بنا؟ کہا اللہ نے مغفرت فرمادی، دریافت کیا، کس بنا پر؟ کہا، اس کلمہ طیبہ کی بنیاد پر جس کا میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ گفتگو میں حوالہ دیا تھا۔

قال التقى الحسن البصري والفرزدق في جنازة، فقال الفرزدق للحسن أتدري ما يقول الناس يا أبا سعيد يقولون إجتمع في هذه الجنازة خير الناس وشر الناس، قال الحسن، لست بخيرهم ولست بشرهم، ولكن ما أعددت لهذا اليوم قال شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله رؤي في المنام فقيل له ما صنع بك ربك فقال غفر لي، فقيل بأي شيء فقال بالكلمة التي نازعتها الحسن. (۱)

روضہ اَطہر کی زیارت کی نیّت سے سفر

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا سب سے افضل قربت ہے، اسی طرح انبیاء کرام علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے رختِ سفر باندھنا قربت ہے، اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد تین مساجد کے علاوہ کہیں کے لیے رختِ سفر نہ باندھو۔ روایت کے عموم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے سفر کرنا غیر ماذون معلوم ہوتا ہے پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک کے لیے رختِ سفر باندھنا یہ نبی کریم

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: الفرزدق، ج۶ ص۹۸ الناشر: دار صادر بيروت

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کو مستلزم ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرمائے آمین:

فزيارة قبره من أفضل القرب، وشد الرحال إلى قبور الأنبياء والأولياء، لئن سلمنا انه غير مأذون فيه لعموم قوله صلوات الله عليه لا تشدوا الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد فشد الرحال إلى نبينا صلى الله عليه وسلم مستلزم لشد الرحل إلى مسجده، وذلك مشروع بلا نزاع، إذ لا وصول إلى حجرته إلا بعد الدخول إلى مسجده، فليبدأ بتحية المسجد، ثم بتحية صاحب المسجد رزقنا الله وإياكم ذلك آمين.[1]

مکّہ سے مدینہ تک برہنہ پاؤں جانا

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ہیاج بن عبید شافعی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، وہ ہر سال طائف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے، اور راستے میں کچھ بھی نہیں کھاتے تھے، اور ہر سال اہل مکہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ آپ مکہ سے مدینہ تک برہنہ پاؤں چلا کرتے تھے:

ويزور ابن عباس بالطائف كل سنة مرة، لا يأكل في الطريق شيئا، ويزور قبر النبي صلى الله عليه وسلم كل سنة مع أهل مكة، وكان يمشي حافيا من مكة إلى المدينة.[2]

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن ابن امير المؤمنين أبي الحسن على بن أبي طالب، ج۳ ص۴۸۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: هياج بن عبيد أبو محمد الشامي، ج۱۸ ص۳۹۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

شہید کا سر تن سے جدا ہو کر تلاوت کرنے لگا

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین مجاہد نوجوان تھے جو وقتاً فوقتاً سرزمین روم جا کر حملے کر کے واپس آ جاتے تھے، ایک مرتبہ یہ تینوں رومیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے، گرفتاری کے بعد ان کو شاہ روم کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے ان پر اپنا دین پیش کیا، انہوں نے کہا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب قطعاً قبول نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

بادشاہ نے یہ سن کر گرفتار کر کے لانے والوں سے کہا کہ ان کو لے جاؤ، بادشاہ ایک ندی کے پاس ایک چھوٹے سے ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا، اہلکاران کو پکڑ کر ندی کے کنارے پر لے گئے۔ ایک مجاہد کی گردن تن سے جدا کر دی تو اس کا سر ندی میں جا گرا اور گر کر اچانک سب کے برابر میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ (جیسے زندہ انسان کا سر ہوتا ہے) اور اپنا چہرہ سب کی طرف کر دیا اور زبان پر یہ آیات جاری تھیں:

"یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾"

اے نفس مطمئنہ! چل اپنے رب کی طرف اس طرح کہ تو بھی خوش ہونے والا ہے اور تجھے بھی پسند کیا جا رہا ہے۔ پھر داخل ہو جا میرے (مقرب) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

یہ دیکھ کر سب خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (۱)

معمولی ناانصافی کی وجہ سے جسم سے بدبو آنے لگ گئی

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص چالیس سال تک قاضی (جج) کے عہدے پر فائز رہا، جب اس کی وفات قریب آ گئی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں گا، سو اگر میرا انتقال

(۱) من عاش بعد الموت: ص۳۸ الناشر: مؤسسة الکتب الثقافية

ہو گیا تو تم مجھے چار پانچ دن اپنے پاس (گھر میں) ہی رکھ دینا، اگر کسی قسم کا تغیر یا مناسب چیز مجھ سے ظاہر ہوتی نظر آئے تو کوئی مجھے آواز دے۔ چناں چہ اس مرض میں اس کا انتقال ہو گیا، ایک تابوت میں اس کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا گیا، تیسرے دن اس کی بدبو گھر والوں کو پریشان کرنے لگی تو کسی نے آواز دی کہ اے فلاں! یہ بدبو کس چیز کی ہے؟ باذن خداوندی اس کی زبان گویا ہوگئی اور اس کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

فَقَالَ قَدْ وُلِّيتُ الْقَضَاءَ فِيكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَا رَابَنِي شَيْءٌ إِلَّا رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَكَانَ لِي فِي أَحَدِهِمَا هَوًى، فَكُنْتُ أَسْمَعُ مِنْهُ بِأُذُنِي الَّتِي تَلِيهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَسْمَعُ بِالْأُخْرَى، فَهَذِهِ الرِّيحُ مِنْهَا، وَضَرَبَ اللّٰهُ عَلَى أُذُنِهِ فَمَاتَ.(۱)

میں چالیس سال تک تم لوگوں کا قاضی رہا، اس طویل عرصہ میں مجھ سے کوئی ناانصافی والی بات سرزد نہیں ہوئی، البتہ دو شخصوں کے بارے میں مجھ سے کچھ زیادتی ہوگئی وہ اس طرح کہ ان دو میں سے ایک کی طرف دل مائل تھا تو اس کی بات میں نے دیر تک سنی جب کہ دوسرے کی بات کو وہ اہمیت نہ دی اور نہ اتنی زیادہ دیر تک اس کی بات سنی، یہ بدبو اسی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے اس زیادتی والے کان کو بند کر دیا ہے، یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی امانت کی حفاظت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، دونوں کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے، فرمایا: میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی، آنے والے شخص نے کہا امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے، اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے ایک جہادی معرکہ میں جانا پڑا، بیوی بولی، آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ میں نے کہا ''أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِيْ بَطْنِكِ'' (آپ کے

(۱) من عاش بعد الموت: ص۳۸ الناشر: موسسة الكتب الثقافية

پیٹ میں جو کچھ ہے، میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا، ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے، میں اس کی قبر پر گیا، دعا کی اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا، رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی، میں نے رشتے داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ میری بیوی ایک پاک باز اور بڑی نیک خاتون تھی، میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا:

فَإِذَا الْقَبْرُ مُنْفَرِجٌ، وَهِيَ جَالِسَةٌ، وَهَذَا يَدِبُّ حَوْلَهَا، وَنَادَى مُنَادٍ أَلَا أَيُّهَا الْمُسْتَوْدِعُ رَبَّهُ وَدِيعَتَهُ خُذْ وَدِيعَتَكَ، أَمَا وَاللّٰهِ لَوِ اسْتَوْدَعْتَ أُمَّهُ لَوَجَدْتَهَا، فَأَخَذْتُهُ وَعَادَ الْقَبْرُ كَمَا كَانَ فَهُوَ وَاللهِ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ.(۱)

کہ قبر کھلی ہوئی ہے، میری بیوی اس میں بیٹھی ہے، بچہ اس کے پاس ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔ اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے، اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے، میں نے قبر سے بچہ اُٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آ گئی، امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے۔

حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قرآن میں یہ آیت اتری کہ کون ہے جو اللہ کو قرض دے۔ تو حضرت ابو دحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ واقعی ہم سے قرض چاہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو دحداح! جی ہاں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

(۱) كتاب الدعاء للطبراني: باب ما يقول المسافر لمخلفيه عند الوداع، ص٢٦٠ الناشر: دار الكتب العلمية

اپنا ہاتھ لائیے۔

روای کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا، ابودحداح نے کہا کہ میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دے دیا، ان کا ایک کھجوروں کا باغ تھا جس میں چھ سو درخت تھے، اس وقت ان کی بیوی ام دحداح اپنے بچوں کے ساتھ باغ میں تھیں، وہ باغ میں واپس آئے اور آواز دی کہ اے ام دحداح!

يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ قَالَتْ لَبَّيْكَ، قَالَ اخْرُجِي فَقَدْ أَقْرَضْتُهُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ رَبِحَ بَيْعُكَ يَا أَبَا الدَّحْدَاحِ وَنَقَلَتْ مِنْهُ مَتَاعَهَا وَصِبْيَانَهَا وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ. (۱)

انہوں نے فرمایا: جی ابودحداح، حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: باغ سے نکلو کیوں کہ اس کو میں نے اپنے رب کو قرض میں دے دیا، بیوی نے کہا: اے ابودحداح! آپ کی تجارت کامیاب رہی، اور اس کے بعد اپنے سامان اور اپنے بچوں کو لے کر باغ سے نکل آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابودحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی شاداب اور پھل دار درخت ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا خادم کے ذمے کا کام خود کرنا

حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت سلمان آٹا گوندھ رہے تھے۔ اس شخص نے کہا یہ کیا ہے؟ (کہ آپ خود ہی آٹا گوندرہے ہیں) انہوں نے فرمایا (آٹا گوندھنے والے) خادم کو ہم نے کسی کام کے لیے بھیج دیا اس لیے ہم نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ ہم اس کے ذمہ دو کام لگادیں:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى سَلْمَانَ وَهُوَ يَعْجِنُ، فَقَالَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ بَعَثْنَا الْخَادِمَ فِي عَمَلٍ أَوْ قَالَ فِي صَنْعَةٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَجْمَعَ عَلَيْهِ عَمَلَيْنِ.

(۱) تفسیر ابن کثیر: سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۱ کے تحت، ج۸ ص۴۸ الناشر: دار الکتب العلمیة

پھر اس آدمی نے کہا فلاں صاحب آپ کو سلام کہہ رہے تھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کب آئے تھے؟ اس نے کہا اتنے عرصے سے آیا ہوں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم اس کا سلام نہ پہنچاتے تو پھر یہ وہ امانت شمار ہوتی جو تم نے ادا نہیں کی (یعنی تمہارے ذمہ باقی رہتی):

ثُمَّ قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، قَالَ مَتَى قَدِمْتَ؟ قَالَ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ فَقَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تُؤَدِّهَا كَانَتْ أَمَانَةً لَمْ تُؤَدِّهَا.[1]

پانچ چیزوں سے نیکیوں اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے

پانچ چیزیں ہیں ایسی جو شخص ان پر ہمیشگی کرے گا اس کی نیکیوں میں پہاڑوں کی مانند زیادتی کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت کرتے ہیں۔

۱...... وہ شخص جو صدقہ پر ہمیشگی کرتا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

۲...... وہ شخص جو صلہ رحمی کرتا ہے تھوڑی چیز سے ہو یا زیادہ سے۔

۳......وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ پر دوام رکھتا ہے۔

۴......وہ شخص جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور پانی کے استعمال میں اسراف نہیں کرتا۔

۵......وہ شخص جو اپنے والدین کی اطاعت کرتا ہے اور اس پر ہمیشگی کرتا ہے:

خَمْسَةُ أَشْيَاءٍ، مَنْ دَاوَمَ عَلَيْهَا زِيدَ فِي حَسَنَاتِهِ مِثْلَ الْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ، وَيُوَسِّعُ اللّٰهُ عَلَيْهِ رِزْقَهُ أَوَّلُهَا مَنْ دَاوَمَ عَلَى الصَّدَقَةِ، قَلَّتْ أَوْ كَثُرَتْ، وَمَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ، وَمَنْ دَاوَمَ عَلَى الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ دَاوَمَ عَلَى الْوُضُوءِ وَلَمْ يُسْرِفْ فِي صَبِّ الْمَاءِ، وَمَنْ أَطَاعَ وَالِدَيْهِ وَدَاوَمَ عَلَى طَاعَتِهِمَا.[2]

شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کے سلسلہ میں دس

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سلمان الفارسي، ج۱ص۲۰۰ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) تنبيه الغافلين للسمرقندي: باب صلة الرحم، ص۱۳۹ الناشر: دار ابن كثير

آدمیوں پر لعنت برستی ہے۔

۱...... بنانے والے پر۔ ۲...... جس کے لیے بنائی گئی۔ ۳...... اس کے پینے والے پر۔ ۴...... پلانے والے پر۔ ۵...... اسے اُٹھانے والے پر۔ ۶...... جس کے پاس اُٹھا کر لے جائی گئی۔ ۷...... اس کی تجارت کرنے والے پر۔ ۸...... تجارت کروانے والے پر۔ ۹...... بیچنے والے پر۔ ۱۰...... اسی مقصد کے لیے اس کا درخت لگانے والے پر۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی الله عنه لُعِنَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةٌ الْعَاصِرُ لَهَا وَالْمَعْصُورَةُ لَهُ، وَشَارِبُهَا وَسَاقِيهَا وَحَامِلُهَا وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ، وَتَاجِرُهَا وَمُتْجِرُهَا، وَبَائِعُهَا وَمُشْتَرِيهَا، وَشَاتِلُهَا يَعْنِي غَارِسُهَا.[۱]

خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا چراغ اپنے ہاتھ سے درست کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک رات کوئی مہمان آیا، عشاء کی نماز پڑھی تو حسبِ معمول کچھ لکھنے بیٹھ گئے، مہمان بھی پاس بیٹھا تھا چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں اسے اُٹھ کر درست کر دوں، فرمایا مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے، تو اس نے کہا:

أَفَأُنَبِّهُ الْغُلَامَ؟ قَالَ لَا هِيَ أَوَّلُ نَوْمَةٍ نَامَهَا فَقَامَ عُمَرُ وَأَخَذَ الْبَطَّةَ فَمَلَأَ الْمِصْبَاحَ. فَقَالَ الضَّيْفُ قُمْتَ بِنَفْسِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ ذَهَبْتُ وَأَنَا عُمَرُ وَرَجَعْتُ وَأَنَا عُمَرُ، وَخَيْرُ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْ كَانَ مُتَوَاضِعًا.[۲]

پھر میں غلام کو جگا دوں، فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے خود اُٹھے اور چراغ درست کر دیا مہمان کہنے لگا امیر المؤمنین آپ نے خود کیوں تکلیف اُٹھائی، فرمایا میں گیا تو اس وقت بھی عمر تھا لوٹ کے آیا تو بھی وہی عمر ہوں، اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین انسان وہ ہے جو متواضع ہو۔

---

(۱) تنبیه الغافلین: الزجر عن شرب الخمر، ص۱۴۷ الناشر: دار ابن كثیر دمشق

(۲) تنبیه الغافلین: باب الكبر، ص۱۸۷ الناشر: دار ابن كثیر

شیر اور شیرنی کا حضرت دانیال علیہ السلام کو چاٹنا

حضرت دانیال علیہ السلام جس بادشاہ کے زیر حکومت تھے، اس (بادشاہ) کے دربار میں ایک دن نجومیوں اور اہل علم کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور یہ پیشین گوئی کی فلاں رات ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو آپ (یعنی بادشاہ) کے نظام سلطنت کو ختم کر دے گا، یہ بات سنتے ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس رات جو بھی لڑکا پیدا ہوا اُسے قتل کر دیا جائے، چناں چہ جب حضرت دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو شیر کی ایک جھاڑی میں ڈال دیا، اتنے میں شیر اور شیرنی دونوں آگئے اور دونوں حضرت دانیال علیہ السلام کو زبان سے چاٹنے لگے، اور آپ کی حفاظت کرنے لگے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو ظالم بادشاہ سے نجات دی۔ (۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ابوالہیثم کے لیے دعا کرنا

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کو کوڑے مارنے کا واقعہ تاریخِ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے، امام احمد رحمہ اللہ آزمائش میں کامیاب ہوئے تو بعد میں کبھی کبھی فرماتے اللہ ابوالہیثم پر رحم فرمائے، اللہ اس کی مغفرت فرمائے، اللہ اس سے در گزر فرمائے، ان کے بیٹے نے ان سے ایک دن پوچھا کہ یہ ابوالہیثم کون ہیں جن کے لیے آپ دعا کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا، آپ اسے نہیں جانتے ہیں؟ جب بیٹے نے اصرار کیا تو فرمایا: جس دن مجھے کوڑے مارنے کے لیے نکالا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک آدمی میرے کپڑے کھینچ رہا ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو اس نے پوچھا، آپ مجھے جانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا میں مشہور جیب تراش اور ڈاکو ابوالہیثم ہوں، سرکاری ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہے کہ مجھے مختلف اوقات میں اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے ہیں لیکن میں نے حقیر دنیا کی خاطر شیطان کی اطاعت پر پوری استقامت کا مظاہرہ کیا آپ تو دین کے ایک بلند ترین مقصد کے لیے قید ہوئے ہیں، اس لیے کوڑے کھاتے ہوئے دین کی خاطر

---

(۱) حیاۃ الحیوان: الأسد، ج ۱ ص ۱۴ الناشر: دار الکتب العلمیة

رحمان کی اطاعت پر صبر واستقامت سے کام لیجیے گا۔ [1]

شوہر کی اطاعت گزار عورت کے دو بیٹے دوبارہ زندہ ہو گئے

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے شوہر سے بہت اچھا سلوک کیا کرتی تھی، ایک دفعہ اس کے دو بیٹے ایک ساتھ کنوئیں میں گر کر انتقال کر گئے، عورت کے کہنے پر ان دونوں لاشوں کو کنوئیں سے نکالا گیا، ان کو پاک صاف کر کے بستر پر رکھ دیا گیا اور ان کے اوپر ایک بڑا سا کپڑا ڈال دیا گیا، اس کے بعد عورت نے اپنے تمام ملازمین اور گھر والوں کو خبردار کیا کہ جب تک میں نہ بتاؤں تم لوگ ان (فوت شدہ بچوں) کے باپ کو کچھ نہ بتاؤ۔

عورت کا شوہر گھر لوٹا تو اس کے سامنے کھانا رکھا گیا، اس نے کہا کہ میرے دونوں بچے کہاں ہیں؟ عورت نے کہا، وہ سو گئے ہیں، آرام کر رہے ہیں، شوہر نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، یہ کہہ کر اس نے آواز دی۔ اے فلاں! اے فلاں! تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کے اس (شوہر کو رنجیدہ نہ کرنے کے) عمل کی قدردانی کرتے ہوئے اس کے بچوں کی روحیں لوٹا دیں اور انہوں نے اپنے ابو کے بلانے پر فوراً جواب دیا:

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ حَسَنَةَ التَّبَعُّلِ لِزَوْجِهَا فَتَرَدَّى ابْنَانِ لَهَا فِي بِئْرٍ فَمَاتَا، فَأَمَرَتْ بِهِمَا فَأُخْرِجَا وَطُهِّرَا وَنُظِّفَا وَوُضِعَا عَلَى فِرَاشٍ وَسُجِّيَ عَلَيْهِمَا بِثَوْبٍ، ثُمَّ تَقَدَّمَتْ إِلَى خَدَمِهَا وَأَهْلِ دَارِهَا أَنْ لَا يُعْلِمُوا أَبَاهُمَا بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِمَا حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ فَلَمَّا جَاءَ أَبُوهُمَا وُضِعَ الطَّعَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَيْنَ ابْنَايَ؟ قَالَتْ قَدْ رَقَدَا وَاسْتَرَاحَا قَالَ لَا لَعَمْرُ اللهِ، يَا فُلَانُ. وَفُلَانُ، فَأَجَابَا وَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِمَا أَرْوَاحَهُمَا شُكْرًا لِمَا صَنَعَتْ. [2]

---

(۱) مناقب الإمام أحمد بن حنبل لابن الجوزي : الباب التاسع والستون في ذكر خبره مع المعتصم: ص ۳۳۳،۳۳۴ الناشر: دار آفاق الجديدة

(۲) من عاش بعد الموت : ص۵۳ الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية

امیر شریعت رحمہ اللہ کے اخلاق سے متاثر ہوکر پورا گھرانہ مسلمان ہو گیا

مولانا نورالحسن صاحب بخاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں اور راقم الحروف نے بھی یہ واقعہ خود حضرت عطاء اللہ شاہ رحمہ اللہ کی زبانی سنا کہ خیر المدارس جالندھر کے جلسہ میں شریک تھے۔ کھانے کے دسترخوان پر بیٹھے تو سامنے ایک نوجوان بھنگی کو دیکھا، شاہ جی رحمہ اللہ نے کہا کہ آؤ بھائی کھانا کھالو، اس نے عرض کیا، جی میں تو بھنگی ہوں، شاہ جی نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا، انسان تو ہو اور بھوک تو لگتی ہے، یہ کہہ کر خود اُٹھے، اس کے ہاتھ دھلا کر ساتھ بٹھالیا وہ بے چارا تھر تھر کانپتا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ ''جی میں تو بھنگی ہوں'' شاہ جی رحمہ اللہ نے خود لقمہ توڑا، شوربے میں بھگو کر اس کے منہ میں دے دیا، اس کا کچھ حجاب دور ہوا تو شاہ جی نے ایک آلو اس کے منہ میں ڈال دیا، اُس نے جب آدھا آلو دانتوں سے کاٹ لیا تو باقی آدھا خود کھالیا، اسی طرح اس نے پانی پیا تو اس کا بچا ہوا پانی خود پی لیا، وقت گزر گیا، وہ کھانے سے فارغ ہو کر غائب ہو گیا، اس پر رقت طاری تھی، وہ خوب رویا، اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔ عصر کے وقت اپنی نوجوان بیوی جس کی گود میں ایک بچہ تھا لے کر آیا اور کہا، شاہ جی! اللہ کے لیے ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجیے اور میاں بیوی دونوں اسلام لے آئے۔ (۱)

صابر اور شاکر کے لیے جنّت کا وعدہ

عمران بن حطان خارجی کالے رنگ کا تھا لیکن اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی، ایک دن اس کی بیوی اپنے شوہر کو غور سے دیکھنے لگی اور الحمدللہ کہا، تو اس کے شوہر نے پوچھا کیا بات ہے؟

فَقَالَت أبشر فَإِنِّي وَإِيَّاكَ فِي الْجَنَّة قَالَ وَمن أَيْن علمت ذَلِك قَالَت لِأَنَّك أَعْطيت مثلي فَشَكَرت وابتليت سَلَامَته بمثلك فَصَبَرت والصابر والشاكر فِي الْجنَّة. (۱)

(۱) بخاری کی باتیں ص: ۳۰،۲۹ (۲) کتاب الاذکیاء: ص ۲۱۰ الناشر: مکتبۃ الغزالی

اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ آپ اور میں دونوں جنتی ہیں، شوہر نے کہا کہ کیسے؟ عورت نے کہا کہ تجھے مجھ جیسی حسین وجمیل عورت مل گئی تو تم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مجھے آپ جیسا شوہر ملا تو میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں اور شکر کرنے والوں سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

محل کو منہدم کرنے کا سبب

عبدالملک بن مروان ایک دن قصر الامارہ نامی محل میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے مصعب بن زبیر کا سر رکھا ہوا تھا، تو عبدالملک بن عمیر نے عرض کی اے امیر المؤمنین اس سے پہلے میں اور عبداللہ بن زیاد اسی محل میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے سامنے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، پھر ایک دن میں اور مختار بن ابی عبید اسی محل میں بیٹھے ہوئے تھے تو عبیداللہ بن زیاد کا سر کاٹ کر لایا گیا، پھر میں اور مصعب بن عمیر بھی اسی محل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے سامنے المختار کا سر کاٹ کر لایا گیا، پھر آج اس وقت میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں تو مصعب بن زبیر کا سر کٹا ہوا ہمارے سامنے موجود ہے۔ جناب والا میں اس محل کی اس مجلس سے پناہ مانگتا ہوں، یہ سن کر عبدالملک بن مروان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ عبدالملک بن مروان فوراً کھڑا ہوا اور اس نے اس محل کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ (۱)

حاکم کی بدنیتی کا میوہ پر اثر

امام رازی رحمہ اللہ نے ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کا واقعہ نقل کیا ہے، وہ یہ کہ وہ ایک بار شکار کھیلنے نکلا، اور دوڑ لگاتا ہوا آگے نکل گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہو گیا ہے۔ اسے پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور وہاں ایک باغ نظر آیا، وہ اس میں داخل ہوا، دیکھا کہ انار کے درخت ہیں اور ایک لڑکا بھی وہاں موجود ہے، اس نے لڑکے سے کہا کہ ایک انار مجھے دو، اس نے ایک انار دیا، بادشاہ نے اس کو چھیلا اور اس کا رس نکالا، اور اس انار سے

(۱) حیاۃ الحیوان: خلافۃ الولید بن عبد الملک، ج ۱ ص ۹۹ الناشر: دار الکتب العلمیۃ

مزیدار رس لبالب نکلا، بادشاہ کو یہ انار کا باغ بہت پسند آیا، تو دل میں عزم کرلیا کہ یہ باغ اس کے مالک سے چھین لوں گا، پھر اس لڑکے سے کہا کہ ایک اور انار لاؤ، اس نے ایک انار لاکر دیا، جب اس میں سے رس نکالا تو بہت کم رس نکلا اور ساتھ ہی کھٹا بدمزہ بھی۔ نوشیروان نے لڑکے سے کہا:

فقال أيها الصبي لم صار الرمان هكذا؟ فقال الصبي لعل ملك البلد عزم على الظلم، فلأجل شؤم ظلمه صار الرمان هكذا، فتاب نوشروان في قلبه عن ذلك الظلم، وقال لذلك الصبي أعطني رمانة أخرى، فأعطاه فعصرها فوجدها أطيب من الرمانة الأولى، فقال للصبي لم بدلت هذه الحالة؟ فقال الصبي لعل ملك البلد تاب عن ظلمه، فلما سمع نوشروان هذه القصة من ذلك الصبي وكانت مطابقة لأحوال قلبه تاب بالكلية عن الظلم.(۱)

یہ انار ایسا کیوں ہے؟ لڑکے نے جواب میں کہا کہ شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہو، لہٰذا اس کے ظلم کی نحوست سے انار ایسا بدمزہ ہوگیا۔ نوشیرواں نے دل دل میں اس ظلم کے ارادے سے توبہ کی اور لڑکے سے کہا کہ ایک انار اب لے آؤ، اب جو انار لایا تو اس کا رس پہلے سے بھی زیادہ عمدہ تھا، بادشاہ نے کہا کہ اب انار کی حالت کیوں بدل گئی؟ بچہ نے کہا کہ شاید بادشاہ نے توبہ کرلی ہو۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی اور یہ حال دیکھا تو آئندہ کے لیے بالکلیہ گناہوں اور ظلم سے توبہ کرلی۔

بنی اسرائیل کے ایک راہب کا سوءِ خاتمہ

مفسرین کرام نے سورۂ حشر کی ایک آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ کا تذکرہ کیا ہے وہ آیت یہ ہے:

”كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝“

(۱) تفسير كبير: في تفسير قوله مالك يوم الدين، ج۱ ص۲۰۷ الناشر: دار احياء التراث العربي

جسے شیطان کا قصہ ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

آیت کی تفسیر میں علمائے تفسیر نے متعدد واقعات نقل کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب برسہا برس سے اپنی عبادت گاہ میں مشغول عبادت تھا اور لوگ دور دور سے اس کے پاس آتے اور اس کی عبادت کا بڑا شہرہ تھا، اور اسی بستی میں تین بھائی رہتے تھے جن کی ایک نہایت حسین وجمیل بہن تھی جو بیمار تھی۔ ایک بار ان بھائیوں کو ایک سفر درپیش ہوا تو ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بہن کو کہاں چھوڑ جائیں؟ ایک بھائی نے مشورہ دیا کہ فلاں راہب کے پاس چھوڑ دیں گے جو بڑا متقی وعبادت گزار آدمی ہے، اس سے زیادہ قابل اعتماد یہاں کوئی نہیں۔ لہٰذا اس کے پاس چھوڑ دیں گے اور کہنے لگے کہ اگر یہ ہماری بہن مر جائے تو اس کی تجہیز وتکفین کا یہ راہب انتظام کر دے گا اور اگر زندہ رہی تو اس کی حفاظت کرے گا۔ چناں چہ سب مل کر راہب کے پاس پہنچے اور اس سے گزارش کی یہ ہماری بہن بیمار ہے، اور ہمیں ایک سفر درپیش ہے۔ لہٰذا ہم اس کو آپ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں، اگر خدانخواستہ یہ مر جائے تو تجہیز وتدفین کا انتظام کر دیں اور اگر زندہ رہی تو اس کی حفاظت فرمائیں، ہم لوگ واپس آ کر لے جائیں گے۔

راہب نے کہا کہ ٹھیک ہے، یہ لوگ رخصت ہو گئے اور راہب نے اس لڑکی کا علاج معالجہ کیا تو وہ ٹھیک ہو گئی اور اس کا حسن دوبالا ہو گیا، تو راہب کو شیطان نے بہکانا شروع کر دیا کہ اس کے ساتھ زنا کرے، مگر راہب بچتا رہا مگر شیطان اس کو مزین کر کے سامنے لاتا رہتا تھا، یہاں تک کہ وہ راہب ایک بار زنا کے فعل شنیع میں مبتلا ہو گیا اور وہ لڑکی حاملہ ہو گئی، اب شیطان نے اسے شرم دلائی کہ تو نے کیا حرکت کی، یہ نہیں ہونا چاہیے تھا، اگر یہ راز دوسروں کو اور اس کے بھائیوں کو معلوم ہو گیا تو تیری کس قدر رسوائی ہو گی؟ پھر شیطان نے راہب کو اس رسوائی سے بچنے کا یہ علاج بتلایا کہ اس لڑکی کو قتل کر دے تاکہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے اور اس کے بھائی آئیں تو کہہ دینا کہ وہ بیمار تھی اور فوت ہو گئی۔

چناں چہ اس راہب نے اس لڑکی کو قتل کر دیا اور ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا۔ جب اس لڑکی کے بھائی سفر سے واپس ہوئے تو راہب کے پاس اپنی بہن کو لینے آئے، اس نے کہا کہ وہ انتقال کر گئی اور میں نے اس کو قبرستان میں دفن کر دیا ہے، بھائیوں نے سمجھا کہ صحیح ہوگا اور چلے آئے۔ ادھر شیطان نے ان بھائیوں کے خواب میں آ کر کہا کہ تمہاری بہن مری نہیں ہے بلکہ اس راہب نے اس کے ساتھ زنا کرنے کے بعد اس کو قتل کر دیا ہے اور تم کو یقین نہیں آتا تو فلاں درخت کے پاس کھدائی کرو تو تم کو تمہاری بہن کی لاش مل جائے گی، دیکھ لینا۔

سب بھائیوں کے خواب میں جب اسی طرح نظر آیا تو انہوں نے اس خواب کو سچ سمجھ کر درخت کے پاس کھدائی کی اور واقعی وہاں سے ان کی بہن کی مقتول لاش برآمد ہوئی۔ جب شیطان نے اس طرح بھائیوں کو اس واقعہ سے باخبر کیا اور وہ اس پر مطلع ہوئے تو ان کو غصہ آیا اور راہب کو مارنے آئے، اور شیطان نے ادھر جب راہب کو ان کے سامنے رسوا کر دیا اور لوگ اس کو قتل کرنے آئے تو اب راہب سے کہنے لگا کہ دیکھ اب میں ہی تجھے بچا سکتا ہوں، اگر تو میری ایک بات مان لے تو میں اب تیری مدد کروں گا۔ راہب نے کہا کہ اچھا، میں تمہاری بات مانوں گا، شیطان نے کہا کہ مجھے ایک سجدہ کرو میں تجھے بچا لوں گا۔ اس نے سجدہ کیا تو شیطان کہنے لگا کہ میں تجھ سے بری ہوں اور مجھے اللہ رب العالمین کا خوف ہے، ادھر اس راہب کو قتل کر دیا گیا، چناں چہ ایمان اور جان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ (۱)

غیر اللہ کے عشق نے کفر تک پہنچا دیا

ایک شخص دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور اس کی محبت میں گھلنے لگا، یہاں تک کہ بیمار ہو گیا اور بستر کا ہو گیا اور اس کا معشوق یہ حالت دیکھ کر اس سے نفرت کرنے لگا اور اس کے پاس آنے سے رک گیا، اس پر اس عاشق نے درمیان میں کسی کو واسطہ بنایا کہ وہ کسی

(۱) تفسیر طبری: سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۶ کے تحت، ج۲۳ ص۲۹۶، الناشر: مؤسسة الرسالة

طرح اس کو بلا لائے، ایک بار اس معشوق نے وعدہ کرلیا کہ وہ فلاں دن آئے گا، مگر عین وقت پر اس نے انکار کردیا اور کہا کہ اس سے تو میری بدنامی ہوگی، میں ایسی جگہ نہیں آؤں گا، جب لوگوں نے اسے جا کر بتایا کہ تیرے معشوق نے آنے سے انکار کردیا اور وہ واپس ہوگیا تو اس پر موت کی علامت ظاہر ہوئیں اور وہ اپنے معشوق کو خطاب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا:

يَا سَلْمُ يَا رَاحَةَ الْعَلِيْلِ وَيَا شِفَا الْمُدْنَفِ النَّحِيْلِ
رِضَاكِ أَشْهَى إِلَى فُؤَادِي مِنْ رَحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ[1]

اے سلامتی! اے بیمار کی راحت! اور کمزور عشق کے بیمار کی شفاء! تیری خوشنودی میرے نزدیک اللہ خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ لذیذ ہے۔

بس یہ کہنا تھا کہ روح قبض ہوئی اور اسی کفر کی حالت میں مر گیا اور ایک مردار کی محبت میں خدا سے بھی دور ہوگیا۔

دیکھئے! ایک فانی انسان کی محبت کا کیا اثر ہوا کہ خدا کی محبت پر اس کو ترجیح دینے لگا اور اس کی محبت کو خدا کی رحمت سے بھی زیادہ لذیذ و پسندیدہ خیال کرنے لگا اور اسی حالت میں موت واقع ہوگئی۔

عورت سے تسکین جذبات کی تکمیل نے جان لے لی

ایک شخص اپنے گھر کی پچھلی جانب کھڑا تھا کہ ایک لڑکی کا وہاں سے گزر ہوا، اس لڑکی نے اس سے پوچھا کہ حمام منجاب کہاں ہے؟ اس شخص نے اپنے ہی گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حمام منجاب یہی ہے، وہ لڑکی اس کے گھر میں داخل ہوئی تو یہ شخص بھی اس کے پیچھے داخل ہوا، وہ سمجھ گئی کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ لہٰذا اس نے اس پر خوشی و مسرت کا

(۱) التذكرة للقرطبي: باب ما جاء في سوء الخاتمة وما جاء أن الأعمال بالخواتيم، ص۱۹۵
الناشر: دار المنهاج

مظاہرہ کیا اور کہا کہ میں ابھی سب سامان لے کر آتا ہوں، یہ کہہ کر وہ بازار چلا گیا، اور اس لڑکی کو گھر میں بغیر گھر بند کیے چھوڑ گیا، جب واپس ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر سے جا چکی ہے، اس پر وہ اس کی محبت میں بے قرار ہو گیا اور راستوں اور گلیوں میں اس کو تلاش کرنے لگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ:

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ يَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ كَيْفَ الطَّرِيقُ إِلَى حَمَّامِ مِنْجَابِ

اے ایک دن تھکے حال میں یہ کہنے والی کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے

ایک بار وہ اسی طرح کہتا جارہا تھا کہ ایک باندی نے اپنے گھر کے اندر سے اس کا جواب دیا کہ:

هَلَّا جَعَلْتَ سَرِيعًا إِذْ ظَفِرْتَ بِهَا حِرْزًا عَلَى الدَّارِ أَوْ قُفْلًا عَلَى الْبَابِ

یعنی تو نے جب اس کو پایا تھا تو جلدی سے کیوں گھر پر کوئی آڑ یا دروازے پر قفل نہیں لگا دیا؟

یہ سن کر اس کا غم اور بڑھ گیا اور وہ اسی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا، اور اس طرح ایک عورت کی محبت میں اس کا نام لیتے لیتے مر گیا۔ (۱)

کسی کو بدگمانی کا موقعہ نہ دو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں تھے، آپ کی زوجہ محترمہ آپ سے ملنے آئیں، کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد جانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑنے مسجد کے دروازہ تک آئے، تو دو انصاری آدمی وہاں سے گزرے، اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ نے فرمایا: خبردار! یہ صفیہ ہے، (یعنی یہ گمان نہ کرنا کہ کوئی اجنبی عورت میرے پاس آئی ہے بلکہ یہ میری اہلیہ صفیّہ ہے) تو ان دونوں نے کہا کہ سبحان اللہ! یا رسول اللہ (یعنی ہم آپ کے بارے میں کیسے بدگمانی کر سکتے

---

(۱) التذكرة للقرطبي: باب ما جاء أن الميت يحضر الشيطان عند موته وجلساؤه في الدنيا وما يخاف عليه من سوء الخاتمة، ص۱۸۹ الناشر: دار المنهاج

ہیں) اور ان پر یہ بات شاق گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے، اس لیے مجھے خوف ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں بدگمانی نہ پیدا کردے۔(۱)

معلوم ہوا ہے کہ جس طرح کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا گناہ ہے، اسی طرح بدگمانی کا موقعہ فراہم کرنا بھی جائز نہیں، مگر آج لوگ صرف بدگمانی کرنے کو غلط سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ بدگمانی کا موقعہ دینا بھی غلط بات ہے۔

انگریز کے دور میں مسلمانوں پر ظلم وستم

انگریز کے ظلم سے فرعون، نمرود، شداد کی سختیاں بھی کانپ اٹھتی ہیں۔ ابتدءاً جب انگریز نے ہندوستان کے شہروں پر قبضہ کیا تو صرف دہلی کو ۸ دن تک فوج لوٹتی رہی بعد ازاں بمبئی، لکھنؤ، کانپور، الہ آباد، آگرہ، میرٹھ، سیالکوٹ، پشاور میں فوجی غنڈوں سے مسلمانوں کی بے حرمتی کرائی گئی، ہندوستان میں مذہب اسلام پر ڈاکے ڈالے گئے، اسکولوں اور کالجوں میں برسرعام عیسائیت کی تبلیغ ہونے لگی، بازاروں کے بڑے بڑے چوکوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بڑے بڑے پوسٹر لگائے گئے۔ یورپ سے پادری منگوا کر مناظروں کے جلسے کروائے گئے، مذہب اسلام کا تمسخر اڑایا گیا، پیشواؤں پر اعتراضات کیے جاتے تھے، ہندوؤں کو اسلام پر اعتراضات کا موقعہ بہم پہنچایا گیا، ایک وقت ایسا آیا کہ داڑھی والے شخص کو گولی ماردی جاتی تھی، کوئی عالم نیا مدرسہ نہ بنا سکتا تھا، کیوں کہ مدارس عربیہ کو بغاوت کا اڈہ قرار دیا گیا تھا۔ دہلی کی اسلامی یونیورسٹی جس پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ جس نے بڑے بڑے فضلاء میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ جیسی نامور ہستیوں کو پیدا کیا تھا۔ اس کی عمارت کو توپوں سے اڑایا گیا اور زمین ایک ہندو لالہ رام کش کے ہاتھ فروخت کردی۔ مسجد اکبری

(۱) صحیح بخاری: کتاب الاعتکاف، باب زیارۃ المرأۃ زوجها فی اعتکافه، ج ۳ ص ۵۰ رقم الحدیث: ۲۰۳۸ الناشر: دار طوق النجاۃ

جہاں شاہ عبد القادر رحمہ اللہ نے چالیس برس درس قرآن دیا تھا، اس مسجد کو اسی خاطر گرا دیا گیا کہ اس میں قرآن دانی اور آزادی وطن کے علمبردار بیشتر علماء پیدا ہوئے تھے۔ مسجد کی بے حرمتی یہاں تک ہوئی کہ یہاں کلب اور شراب خانہ قائم کیا گیا۔

سی آئی ڈی اتنی سخت تھی کہ اگر کوئی شخص آزادی کا نام لیتا گرفتار کیا جاتا تھا۔ شاہی مسجد لاہور کا واقعہ ہے، ایک روز منٹگمری (ساہیوال) گوجرانوالہ، ضلع شیخوپورہ سے آزادی کے مجاہدین علماء گرفتار کر کے یہاں لائے گئے اور اسی مسجد کے میدان میں تمام کو پھانسی دی گئی۔ وہ مسجد کیا تھی، مجاہدین آزادی کا مقتل تھا۔ اخبار ٹائمز کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ بغاوت ہند کے اعلان کے بعد ۴۸ گھنٹے میں پانچ سو آدمی اسی مسجد میں تختہ دار پر لٹکائے گئے۔ کیا اہل اسلام یا کوئی دوسرا انسان داستان ظلم کی ان اخلاق و دل سوز حرکات پر اب بھی ظالم برطانوی سامراج کی تہذیب کو عوامی زندگی کا آخری سہارا دے گا، اس بدطینت قوم کے تمدن کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا، آپ نے دیکھا ایک طرف ظلم اور دوسری طرف صبر واستقامت بالآخر واضح ہو گیا کہ انگریز نے ظلم کی تاریخ میں ایک عجیب اور انوکھے باب کا اضافہ کیا اور مجاہدین نے صبر واستقامت کی تاریخ کے اوراق کو اپنی بے پناہ قربانیوں سے مزین کر دیا ہے۔ (۱)

بلوائیوں کے وار کو روکتے ہوئے حضرت نائلہ کی انگلیوں کا کٹ جانا

سب سے پہلے جو شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا اس آدمی کا نام کنانہ بن بشر بن عتاب تھا۔ یہ مصر کے چار فسادی گروہوں میں سے ایک کا سردار تھا۔ سب سے پہلے یہی تیل سے جلتی ہوئی مشعل لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھسا تھا، یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ کی انگلیاں کاٹی تھیں، یہ شخص مصر میں ۳۸ھ میں ذلیل و رسوا ہوا تھا اور حضرت عمرو بن العاص

(۱) تاریخ کالا پانی: ص ۱۶، ۱۷

رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔ (۱)

خلفاء کی اپنے اپنے دور میں رائج کردہ اشیاء

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلافت کا متولی ہوا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور سب سے پہلے بیت المال قائم کیا اور قرآن شریف کو مصحف کا خطاب دیا۔

وہ شخص جو سب سے پہلے امیر المؤمنین کہلایا اور درہ ایجاد کیا، سن ہجری مقرر کی، تراویح پڑھنے کا حکم دیا، دیوان خانہ تعمیر کرایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے چراہ گاہیں تعمیر کیں، جاگیریں خوب دیں، جمعہ میں پہلی اذان پڑھوائی، مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، خطبہ پر کپکپی کی وجہ سے قادر نہ ہو سکے، پولیس مقرر کی، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا اور اپنی خدمت کے لیے خواجہ سرا رکھے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس کے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سر کاٹ کر لایا گیا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنے نام کا سکہ رائج کرایا وہ عبدالملک بن مروان ہے۔

جس شخص نے سب سے پہلے اپنا نام لے کر پکارنے کو منع کیا، وہ ولید بن عبدالملک ہے۔

جنھوں نے سب سے پہلے القاب کا اختراع کیا وہ خلفاء بنوعباس ہیں۔

ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ بنی عباس کی طرح بنو اُمیہ نے بھی القاب مقرر کر رکھے تھے۔ میں (علامہ سیوطی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لقب الناصر لدین اللہ اور یزید کا المستنصر اور معاویہ بن

(۱) الکامل فی التاریخ: سنة خمس وثلاثین، ج۲ص۵۵۵ الناشر: دار الکتاب العربی

یزید کا الراجع اور مروان کا المؤتمن باللہ ہے، اسی طرح عبدالملک کا الموفق لامر اللہ، اس کے بیٹے ولید کا المنتقم باللہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا المعصوم باللہ، یزید بن عبدالملک کا القادر بصنع اللہ اور یزید ناقص کا الشاکر لانعم اللہ تھا۔

جس نے سب سے پہلے نجومیوں کو بلایا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اور اپنے غلاموں کو حاکم بنایا اور ان کو عرب والوں سے مقدم کیا وہ منصور ہے۔

جس نے سب سے پہلے غیر مذاہب کے رد میں کتابیں لکھوائیں وہ مہدی ہے۔

جو سب سے پہلے جلوس میں تلواریں اور نیزے وغیرہ لے کر سپاہیوں کے ساتھ چلا وہ ہادی ہے۔

جس خلیفہ کو سب سے پہلے لقب کے ساتھ پکارا گیا اور جو سب سے پہلے لقب کے ساتھ لکھا گیا وہ امین ہے۔

جس نے سب سے پہلے ترکوں کو دیوان میں جگہ دی وہ معتصم ہے۔

جس نے سب سے پہلے ذمی کافروں کا لباس خاص مقرر کیا وہ متوکل ہے۔

جس کو سب سے پہلے ترکوں نے جبراً شہید کیا متوکل ہے اور اسی واقعہ کی تصدیق اس حدیث سے ظاہر ہوئی جس کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ترکوں کو اس سے پہلے چھوڑ دو کہ وہ تم کو چھوڑ دیں کیوں کہ سب سے پہلے وہی ہوں گے جو میری امت کی بادشاہی اور خدا ہی نعمتیں چھین لیں گے۔

جس نے سب سے پہلے چوڑی آستین اور چھوٹی ٹوپیاں استعمال کیں وہ مستعین ہے۔

جس نے سب سے پہلے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا وہ معتز ہے۔

جس پر سب سے پہلے جبر و قہر کیا گیا معتمد ہے، اس کے تمام تصرفات کو روک دیا گیا تھا، جو سب سے پہلے بچپن میں خلیفہ بنایا گیا وہ مقتدر ہے۔ (۱)

(۱) تاریخ الخلفاء: فصل فی فوائد منشورۃ تقع فی التراجم، ص ۲۴، ۲۵

حضرت عبداللہ بن زبیر کا بچپن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کولا جواب کر دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے، انہوں نے جب آپ کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سب بچے بھاگ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگے؟ انہوں نے جواب دیا:

لَمْ يَكُنْ لِيْ جُرْمٌ فَأَفِرَّ مِنْكَ وَلَا كَانَ الطَّرِيْقُ ضَيِّقًا فَأُوَسِّعَ عَلَيْكَ.

میرا کوئی جرم نہیں تھا کہ میں آپ سے ڈر کر بھاگ جاؤں اور نہ راستہ اس قدر تنگ ہے کہ میں (ایک طرف ہٹ کر) اسے آپ کے لیے کشادہ کروں۔ (۱)

مطلب یہ کہ بھاگنے یا ایک طرف ہونے کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ میں نے کوئی سنگین جرم کیا ہو اور مجرم ہونے کی حیثیت سے آپ کی سزا کے خوف سے بھاگ جاؤں، دوسرا یہ کہ راستہ تنگ ہو اور آپ کے گزرنے کی جگہ نہ ہو تو اس صورت میں بھی آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ میں ایک طرف ہو کر آپ کو راستہ دوں، جب یہ دونوں باتیں یہاں نہیں ہیں تو پھر میں کیوں بھاگوں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشعار کی صورت میں عمدہ اخلاق کو بیان کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَكَارِمَ أَخْلَاقٌ مُطَهَّرَةٌ فَالْعَقْلُ أَوَّلُهَا وَالدِّيْنُ ثَانِيْهَا
وَالْعِلْمِ ثَالِثُهَا وَالْحِلْمُ رَابِعُهَا وَالْجُوْدُ خَامِسُهَا وَالْعُرْفُ سَادِيْهَا
وَالْبِرُّ سَابِعُهَا وَالصَّبْرُ ثَامِنُهَا وَالشُّكْرُ تَاسِعُهَا وَاللِّيْنُ عَاشِيْهَا
وَالنَّفْسُ تَعْلَمُ أَنِّيْ لَا أُصَدِّقُهَا وَلَسْتُ أُرْشَدُ إِلَّا حِيْنَ أَعْصِيْهَا

(۱) ربيع الأبرار ونصوص الأخيار: الباب التاسع عشر، ج۲ص۴۷ الناشر: مؤسسة الأعلمي

وَالْعَيْنُ تَعْلَمُ فِيْ عَيْنَيْ مُحَدِّثِهَا مَنْ كَانَ مِنْ حِزْبِهَا أَوْ مِنْ أَعَادِيْهَا
عَيْنَاكَ قَدْ دَلَّتَا عَيْنِيْ مِنْكَ عَلَى أَشْيَاءٍ لَوْ لَا هُمَا مَا كُنْتَ تُبْدِيْهَا

۱...... بلندی اور عزت کے اسباب (درج ذیل) پاکیزہ اخلاق ہیں، نمبر ایک عقل۔ نمبر دو دین۔

۲...... تیسرے نمبر پر عمل ہے، چوتھے نمبر پر حلم (بردباری)، پانچویں نمبر پر سخاوت اور چھٹے نمبر پر عرف وعادت کی رعایت ہے۔

۳...... ساتویں نمبر پر نیکوکاری، آٹھویں نمبر پر صبر واستقامت، نویں نمبر پر شکر اور دسویں نمبر پر نرم خو اور نرم رویہ ہونا ہے۔

۴...... میرا نفسِ امارہ جانتا ہے کہ میں سچ نہیں کہہ رہا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک میں اپنے نفس کی مخالفت نہ کروں مجھے راہ ہدایت نہیں مل سکتی۔

۵...... آنکھ بولنے والے کی آنکھوں میں جھانک کر جان لیتی ہے کہ کون دوست اور کون دشمن ہے۔

۶...... تیری آنکھوں نے میری آنکھوں کو وہ کچھ بتایا ہے کہ اگر تیری آنکھیں نہ ہوتیں تو تُو وہ باتیں زبان سے کبھی نہ بتلا سکتا۔ (۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو دراہم، دنانیر، خوشبوئیں اور سواریاں غرض اپنا سب کچھ مکہ اور مدینہ میں لے آئے، پھر مدینہ پہنچ کر، اپنا سارا سامان ومتاع فقراء اور مساکین پر تقسیم کردیا، ایک بدری انصاری صحابی کے پاس انہوں نے دو ہزار درہم اور کپڑے کے دس جوڑے بھیجے، جب قاصد انعامات لے کر ان کے پاس پہنچا تو انصاری صحابی کو سخت غصہ آیا انہوں نے قاصد سے کہا: کیا معاویہ کو میرے علاوہ کوئی نہیں ملا جسے وہ اپنا یہ حقیر سا عطیہ دیں، جاؤ یہ انہیں واپس لٹا دو۔ قاصد نے کہا: میں انہیں واپس نہیں کرسکتا۔ انصاری صحابی نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا:

---

(۱) أدب الدنيا والدين: فضل العقل، ج۱ ص۲۶ الناشر: مكتبة الحياة

اے بیٹے! میں تجھے اس حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو میرا تجھ پر ہے یہ مال معاویہ کو واپس دے آ، اور اس کے چہرے پر تھپڑ بھی مار، بیٹے نے مال اٹھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو فرمایا: کیا بات ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: میرے باپ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میرے جیسے آدمی کو تم ایسا عطیہ دیتے ہو؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے باپ کے پاس کون سا قاصد گیا تھا؟ بیٹے نے جواب دیا، ''فلاں'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اس کا برا کرے، اس سے غلطی ہوگئی، اس نے کسی اور کا عطیہ آپ کے والد کو دے دیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آواز دے کر کہا: اے غلام! دس ہزار درہم، تیس کپڑے، تیس شاندار جوڑے اور تیس خدام ذرا جلدی لے آ۔ غلام نے فوراً سب حاضر کر دیا، آپ نے فرمایا: بھتیجے! یہ لے جا، اپنے والد کے ہاں میرا عذر بیان کرنا اور اسے بتانا کہ غلطی مجھ سے نہیں قاصد سے ہوئی ہے، بیٹے نے کہا: امیر المؤمنین! آپ جانتے ہیں کہ باپ کا بیٹے پر حق ہوتا ہے اور اس کا ہر حکم قابل اطاعت ہوتا ہے، اس نے مجھے ایک حکم دیا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے کیسا حکم؟ لڑکے نے کہا جب انہوں نے مجھے آپ کے بھیجے ہوئے عطایا دیئے تھے تو یہ کہا تھا کہ میرا تجھ پر جو حق ہے اس کے واسطے معاویہ کے چہرے پر تھپڑ مارنا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سر جھکا کر فرمایا: بھتیجے! اپنے باپ کا حکم پورا کر اور اپنے چچا کے ساتھ نرمی کر، لڑکا آگے بڑھا اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھپڑ مارا اور سامان لے کر واپس چلا گیا۔ (۱)

حجاج بن یوسف کا ادبیت کے سبب دو نشے میں مبتلا افراد کو چھوڑ دینا

حجاج ایک رات گشت پر نکلا اس نے دو آدمیوں کو گرفتار کیا جو نشے میں مبتلا تھے، ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا:

أَنَا ابْنُ الَّذِیْ لَا یَنْزِلُ الدَّهْرَ قِدْرُهٗ ... وَإِنْ نَزَلَتْ یَوْمًا فَسَوْفَ تَعُوْدُ

(۱) طرائف ونوادر من عیون التراث العربی: ص ۱۳۹، ۱۴۰

تَرَی النَّاسَ اَفْوَاجًا اِلٰی ضَوْءِ نَارِہٖ فَمِنْهُمْ قِیَامٌ حَوْلَهَا وَقُعُوْدُ

۱......میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی دیگ ہمیشہ (چولہے پر چڑھی رہتی ہے) زمین پر نہیں اترتی، اگر کبھی لمحہ بھر کے لیے اتر جائے تو دوبارہ فوراً چڑھ جاتی ہے۔

۲......لوگ تجھے اس کی روشن آگ کے گرد فوج در فوج نظر آئیں گے، ان میں سے کچھ کھڑے ہوں گے اور کچھ بیٹھے ہوں گے۔

حجاج سمجھا شاید یہ شہر کے کسی بڑے رئیس اور سخی کا بیٹا ہے۔ پھر اس نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا:

اَنَا ابْنُ مَنْ ذَلَّتِ الرِّقَابُ لَهٗ مَا بَیْنَ مَخْزُوْمِهَا وَهَاشِمِهَا

تَاْتِیْهِ بِالرَّغْمِ وَهِیَ صَاغِرَةٌ یَاْخُذُ مِنْ مَالِهَا وَمِنْ دَمِهَا

۱......میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کے سامنے کیا مخزومی اور کیا ہاشمی، سبھی کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

۲......سب گردنیں ناک رگڑ کر ذلیل ہو کر اس کے سامنے جھکتی ہیں، وہ ان سے خون بھی لیتا ہے اور پیسہ بھی۔

حجاج سمجھا کہ شاید وہ شہر کے کسی بڑے بہادر کا بیٹا ہے، اس نے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ پہلا لوبیا فروش کا جب کہ دوسرا حجام یعنی نائی کا بیٹا ہے، حجاج نے کہا:

اَطْلِقُوْهُمَا لِاَدَبِهِمَا لَا لِنَسَبِهِمَا.

انہیں نسب کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے ادب کی وجہ سے چھوڑ دو۔ (۱)

کسی عرب ماں نے تجھ سے زیادہ سخی نہیں جنا

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ایک آدمی کے پاس آیا اس سے پہلے بھی میں اس کے پاس اس کی سخاوت کی وجہ سے آتا رہتا تھا لیکن اس دن خلاف معمول

(۱) غرر الخصائص الواضحة: الفصل الثاني في الذكاء، ص۲۵۸ الناشر: دار الكتب العلمية

اس کے دروازے پر ایک دربان کھڑا تھا، جس نے مجھے اندر جانے سے روک دیا اور کہا: بخدا اے اصمعی! میں تجھ جیسوں کو اندر جانے سے روکنے کے لیے آج صرف اس وجہ سے دروازے پر کھڑا ہوں کہ اس کی خستہ حالی اور تنگدستی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، میں نے کاغذ کا ٹکڑا لیا اور اس پر یہ شعر لکھا:

إِذَا كَانَ الْكَرِيْمُ لَهُ حِجَابٌ فَمَا فَضْلُ الْكَرِيْمِ عَلَى اللَّئِيْمِ

جب کسی سخی کے دروازے پر دربان کھڑا ہو جائے تو اسے کنجوس پر فضیلت نہیں رہتی۔

میں نے رقعہ دربان کو دے کر کہا: میرا یہ رقعہ اندر پہنچا دو، وہ رقعہ لے کر اندر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہی رقعہ واپس لے آیا، اس کی پشت پر لکھا تھا:

إِذَا كَانَ الْكَرِيْمُ قَلِيْلَ مَالٍ تَسَتَّرَ بِالْحِجَابِ عَنِ الْغَرِيْمِ

جب سخی کا مال کم ہو جاتا ہے تو وہ پردہ ڈال کر قرض خواہ سے چھپنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس رقعہ کے ہمراہ اس نے ایک تھیلی بھی بھیجی جس میں پانچ سو دینار تھے، میں نے سوچا کہ چلو آج امیر المؤمنین کو کوئی تحفہ ہی دے دوں، اور اسے یہ قصہ بھی سناؤں، چناں چہ میں ان کے پاس آیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا: اے اصمعی! کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں جو امیر المؤمنین کے علاوہ تمام زندہ انسانوں میں سب سے زیادہ سخی ہے، انہوں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا آج جس نے میری مہمان نوازی کی ہے پھر میں نے انہیں رقعہ اور دیناروں کی تھیلی دی اور گزشتہ واقعہ بھی سنایا، انہوں نے جب تھیلی دیکھی تو ان کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں ہو گئے، کہنے لگے: اس پر تو بیت المال کی مہر لگی ہے فوراً! اس آدمی کو پکڑ کر میرے حوالے کرو جس نے تمہیں یہ تھیلی دی ہے، میں نے کہا: بخدا امیر المؤمنین! مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کے سرکاری کارندوں کے ساتھ اس پر دھاوا بولوں اور اسے گھبراہٹ میں مبتلا کروں، اس پر انہوں نے اپنے ایک خاص آدمی سے کہا: تم اصمعی کے ساتھ جاؤ، جب اس آدمی کو دیکھو تو زبردستی کیے بغیر پیار سے کہنا کہ امیر المؤمنین کے پاس چلو۔

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس آدمی کو پکڑ کر لائے اور اسے امیر المؤمنین کے سامنے کھڑا کیا تو انہوں نے اس سے کہا: کیا تو وہی نہیں ہے جس نے کل ہماری سواری کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی خستہ حالی کا ذکر کیا تھا کہ تو زمانے کی سختیوں کا شکار ہو چکا ہے اور ہم نے تجھے ایک تھیلی دی تھی تا کہ تیری حالت بہتر ہو، آج اصمعی ایک شعر لے کر تیرے پاس آیا اور وہ تھیلی تو نے اس کو پکڑا دی؟ اس نے کہا: بخدا میں نے اپنی جس خستہ حالی اور زمانے کی سختیوں کا ذکر امیر المؤمنین سے کیا تھا وہ سب صحیح ہے، اس میں کوئی جھوٹ یا فریب نہیں ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آئی، اس لیے میں نے اپنے در پر آنے والے کو اسی طرح واپس کیا جیسے امیر المؤمنین نے مجھے واپس کیا۔

امیر المؤمنین نے کہا: تو کیا خوب جوان ہے، بخدا کسی عرب ماں نے تجھ سے زیادہ سخی نہیں جنا ہوگا۔ پھر امیر المؤمنین نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا، اصمعی کہتے ہیں، میں نے کہا: امیر المؤمنین! مجھے بھی دیجیے میری بات پر وہ مسکرائے پھر میرے متعلق بھی انہوں نے مزید پانچ سو کے ساتھ ہزار پورا کرنے کا حکم دیا، اور اس آدمی کو اپنے مخصوص لوگوں میں شامل کر لیا ہے۔ (۱)

اُمّتِ مسلمہ کے امتِ وسط ہونے پر سات قسم کی منفرد توجیہ

۱...... یہ امت مسلمہ امت وسط ہے۔ یہ شہداء علی الناس ہے یہ لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے برپا ہوئی ہے، یہ انسانیت کو فکری پیمانے اور عملی قدریں عطا کرنے آئی ہے، اسی کی رائے فیصلہ کن ہے، اسی کی قدریں انسانی قدریں ہیں، اسی کے تصورات صحیح تصورات ہیں، اور اسی کی روایات قابل قدر ہیں یہی امت انسانیت کے معاملات میں فیصل ہے، یہی تجھ کو حق بتانے والی اور باطل کو باطل ٹھہرانے والی ہے، اس کو زندگی کا کوئی پیمانہ انسانوں کا مقرر کردہ نہیں، اس کے سارے پیمانے اللہ سبحانہ کے متعین کردہ ہیں، اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانوں پر گواہ ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود

(۱) ثمرات الأوراق في المحاضرات: ص۲۳۲ الناشر: مكتبة الجمهورية العربية

اس پر گواہ ہیں۔ وسط بمعنی حسن اور فضل، وسط بمعنی اعتدال اور قصد، وسط اپنے مادی اور حسی معنی میں ہے۔

۲......امت مسلمہ امت وسط ہے تصور واعتقاد میں۔ چناں چہ نہ تو روحانی تجرد میں غلو کرتی ہے اور نہ مادی زندگی میں سرتاپا غرق ہوتی ہے۔ بلکہ جسم وروح کے حقوق برابر اور فطری طور پر ادا کرتی ہے، روحانی ترقی کے لیے بھی کوشاں رہتی ہے، اور مادی وجسمانی زندگی کا بھی تحفظ کرتی ہے اور بغیر کسی افراط وتفریط کے نہایت اعتدال اور توازن کے ساتھ روحانیت اور مادیت میں ہم آہنگی برقرار رکھتی ہے۔

۳......امت مسلمہ امت وسط ہے فکر وشعور میں۔ یہ نہ علمی جمود کی قائل ہے نہ کورانہ تقلید کی حامل، بلکہ اپنے نظریات اور اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے فکر وتجربے میں لگی رہتی ہے۔ کیوں کہ حکمت مؤمن کی گمشدہ پونجی ہے۔ جہاں سے اسے ملے اسی سے لیتا ہے۔

۴...... امت مسلمہ امت وسط ہے نظام زندگی میں، یہ زندگی کو نہ تو بالکلیہ افکار وخیالات کے حوالے کرتی ہے اور نہ ہی پوری طرح قانون کی گرفت میں دیتی ہے۔ بلکہ لوگوں کے افکار وخیالات کو اچھے رنگ سے پروان چڑھاتی اور معاشرتی نظام کو قانون کی تحویل میں دیتی ہے۔ اس طرح فکر وقانون میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۵......امت مسلمہ امت وسط ہے ارتباط اور تعلق میں، یہ فرد کو کچل کر اور اس کی شخصیت کو ملیامیٹ کر کے اسے جماعت اور ریاست کے وجود میں ضم نہیں کرتی اور نہ ہی فرد کو اس قدر کھلی چھوٹ دیتی ہے کہ اسے اپنی ذات کے سوا کچھ سمجھ نہ آئے بلکہ فرد کی پوشیدہ قوتوں کو ابھار کر اسے شاہراہ ترقی پر لگاتی ہے۔ اور اس کے جداگانہ وجود اور تشخیص کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر چند ایسی قیود لگاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ فردیت کے غلو میں نہ مبتلا ہو جائے، اور اس کے سامنے ایسے بلند مقاصد رکھتی ہے کہ وہ خود بخود خدمت جماعت میں لگا رہے۔ اس طرح فرد کو اس کے فرائض اور واجبات کے ذریعہ معاشرے کا خادم اور معاشرے کو فرد کا محافظ وکفیل بنا دیتی ہے۔

۶...... امت مسلمہ امت وسط ہے جغرافیائی حیثیت سے، چناں چہ جو علاقے آج تک مسلمانوں کے پاس رہے ہیں وہ دنیا کے وسط میں آتے ہیں۔ یہاں سے امت مسلمہ ساری انسانیت کا مشاہدہ کررہی ہے اور اپنی ذہن کی پیداوار ساری دنیا کو فراہم کررہی ہے۔

۷...... امت مسلمہ امت وسط ہے زمانے کے لحاظ سے، کہ اس امت کے وجود میں آنے سے پہلے انسانیت کا دور طفولیت پورا ہوجاتا ہے اور اس کے بعد کا عقلی دور کا امت مسلمہ آغاز کرتی ہے اور انسانیت کو عہد طفولیت کے اوہام وخرافات سے نکال کر اسے روحانی اور عقلی غذا فراہم کرتی ہے۔ اور اس طرح ساری انسانیت کو صحیح اور سیدھے راستے پر گامزن کردیتی ہے۔ (۱)

رخصتی کے وقت ایک عقل مند والدہ کی اپنی بیٹی کو نصیحت

بیٹی! آج تو اس گھر سے جارہی ہے، آج کے بعد تیرا آشیانہ وہ ہوگا جس کی سیڑھیاں تو آج چڑھے گی، ایک ایسے آدمی کے پاس تو جارہی ہے جسے تو نہیں پہچانتی، ایک ایسے ہمسفر کے پاس جس سے تو مانوس نہیں ہے۔ لہٰذا تو اس کے لیے لونڈی بن جا، وہ تیرا غلام بن جائے گا، شوہر کے متعلق میری دس باتیں یاد رکھنا، زندگی بھر تیرے کام آئیں گی۔ پہلی اور دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑے پر صبر کرتے ہوئے اس کی تابعداری کرتی رہنا اور اس کی ہر بات غور سے سن کر اس کی پیروی کرنا، تیسری اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس کی آنکھ اور ناک کی پسند کا خاص خیال رکھنا وہ تیری کوئی قبیح حرکت نہ دیکھنے پائے اور وہ ہمیشہ تجھ سے اچھی خوشبو سونگھے، پانچویں اور چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے سونے اور کھانے کے وقت کا دھیان رکھنا، کیوں کہ مسلسل بھوک آدمی کو شعلے کی مانند بھڑکا دیتی ہے، اور بے آرامی سے وہ غضب ناک ہوجاتا ہے، ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کرنا

(۱) تفسیر فی ظلال القرآن: سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۳ کے تحت، ج۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ الناشر: دار الشروق بیروت

اور خدام اور اس کی اولاد پر شفقت کرنا، اور تیری بقا کا راز اس میں مضمر ہے کہ اس کے مال میں حسن تقدیر (عمدہ میانہ روی) اور اہل وعیال میں حسن تدبیر (عمدہ تربیت) سے کام لینا۔

نویں اور دسویں بات یہ ہے کہ نہ اس کی کسی بات کی نافرمانی کرنا اور نہ اس کے راز سے پردہ اٹھانا کیوں کہ اگر تو اس کی کسی بات کی مخالفت کرے گی تو اس کے غصہ کو بھڑکائے گی اور اگر اس کا راز افشا کرے گی تو اس کی بے وفائی سے محفوظ نہیں رہے گی۔

اور پھر (آخری نصیحت زندگی بھر کے لیے یاد رکھ!) جب وہ غم زدہ ہو تو کبھی اس کے سامنے اترا کر نہ چلنا، اور جب وہ خوش ہو تو کبھی غمگین اور شکستہ دل نہ ہونا۔

(بیٹی نے ان نصیحتوں پر عمل کیا) پھر اس سے مشہور شاعر امرئ القیس کا دادا حارث بن عمرو جیسا جوان پیدا ہوا۔[1]

ایمان کی ٹھنڈک کیسے حاصل ہو؟

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کہیں جانے کے لیے ایک مرتبہ کار میں بیٹھے، خوب گرمی تھی اور لو تھی، حضرت نے فرمایا کہ ایر کنڈیشن چلا دو، ایر کنڈیشن چلا دیا گیا، لیکن کار میں ٹھنڈک نہیں آئی تو حضرت نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے تمہارا ایر کنڈیشن کچھ ناقص ہے؟ ٹھنڈک کیوں نہیں آ رہی ہے تو ڈرائیور نے کہا شاید کار کا کوئی شیشہ کھلا ہوا ہے، جس سے باہر کی گرمی اندر آ رہی ہے، دیکھا تو ایک طرف شیشہ کھلا ہوا تھا، جلدی سے شیشہ بند کر دیا گیا اور تھوڑی سی دیر میں پوری کار ٹھنڈی ہو گئی، گرمی اور لو سے حفاظت ہو گئی، حضرت نے ایک عجیب بات فرمائی، جو قابل وجد ہے، فرمایا کہ اے سی چالو ہونے کے باوجود کار میں ٹھنڈک اس لیے نہیں آئی کہ اس کا ایک شیشہ ذرا سا کھلا ہوا تھا، اسی طرح اگر آنکھ کان، زبان وغیرہ کا شیشہ کھلا ہوا ہو تو دل میں ایمان کی ٹھنڈک داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے اگر ایمان کی ٹھنڈک چاہتے ہو تو آنکھ کان وغیرہ پر پابندی لگانا ہو گا اور ان کو بند رکھنا ہو گا۔

---

(۱) العقد الفريد: قولهم في المناكح، ابن حجر وابن محلم، ج۷ص۹۰ الناشر: دار الكتب العلمية

امام شافعی رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے ان کی والدہ کا خواب دیکھنا

امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ جب حاملہ ہوگئیں تو آپ کی والدہ نے یہ خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ اپنے برج سے نکل کر مصر میں ٹوٹ کر گر گیا، پھر وہ ہر شہر اور ہر ملک میں کمان بن کر واقع ہوا۔ علماءِ معبرین نے یہ خواب سن کر اس کی تعبیر یہ بتائی کہ خواب دیکھنے والی عورت سے ایک زبردست عالم پیدا ہوگا جس کے علم سے خاص طور پر مصر والے فائدہ اٹھائیں گے، پھر اس کے بعد تمام ممالک والے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تقویٰ امانت و دیانت میں قابل اعتماد اور ثقہ ہیں:

أن حملت أم الشافعي به رأت كأن المشتري خرج من فرجها حتى انقض بمصر، ثم وقع في كل بلد منه شظية، فتأول أصحاب الرؤيا أنه يخرج منها عالم يخص علمه أهل مصر، ثم يتفرق في سائر البلدان.[1]

آٹھ قسم کے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے آٹھ چیزوں میں اضافہ ہوتا

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرما دیتے ہیں۔

۱...... جو اغنیاء کے پاس بیٹھتا ہے اس میں دنیا کی محبت اور حرص بڑھا دیتے ہیں:

مَنْ جَلَسَ مَعَ الْأَغْنِيَاءِ، زَادَهُ اللهُ حُبَّ الدُّنْيَا وَالرَّغْبَةَ فِيهَا.

۲...... جو فقراء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں شکر اور اپنی تقسیم پر رضامندی کا اضافہ فرماتے ہیں:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَاءِ، زَادَهُ اللهُ الشُّكْرَ وَالرِّضَا بِقِسْمَةِ اللهِ تَعَالَى.

۳...... جو سلطان کے پاس بیٹھتا ہے اس میں تکبر اور سنگدلی بڑھتی ہے:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السُّلْطَانِ، زَادَهُ اللهُ الْكِبْرَ، وَقَسَاوَةَ الْقَلْبِ.

(۱) تاریخ بغداد، محمد بن ادریس بن العباس، ج۲ ص۵۷ الناشر: دار الکتب العلمية

۴...... جو عورتوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان ہوتا ہے:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ، زَادَهُ اللهُ الْجَهْلَ وَالشَّهْوَةَ، وَالْمَيْلَ إِلَى عُقُولِهِنَّ.

۵...... جو نابالغ لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں غفلت اور مزاح بڑھتا ہے:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْيَانِ، زَادَهُ اللهُ اللَّهْوَ وَالْمِزَاحَ.

۶...... جو فاسق لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں گناہوں پر دلیری و جرأت اور توبہ کرنے میں سستی زیادہ ہوتی ہے:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُسَّاقِ، زَادَهُ اللهُ الْجُرْأَةَ عَلَى الذُّنُوبِ، وَالْمَعَاصِيَ وَالْإِقْدَامَ عَلَيْهَا، وَالتَّسْوِيفَ فِي التَّوْبَةِ.

۷...... جو صلحاء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں طاعات کی رغبت اور حرام سے پرہیز بڑھاتے ہیں:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِينَ، زَادَهُ اللهُ الرَّغْبَةَ فِي الطَّاعَاتِ وَاجْتِنَابَ الْمَحَارِمَ.

۸...... جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں علم اور تقویٰ کا اضافہ فرماتے ہیں:

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ، زَادَهُ اللهُ الْعِلْمَ وَالْوَرَعَ.(۱)

حاسد کا پانچ مصائب میں مبتلا ہونا

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسد سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں کہ دشمن تک اس کا اثر بد پہنچنے سے پہلے خود حسد کرنے والا پانچ آفتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ۱...... مسلسل غم۔ ۲...... ایسی مصیبت جس پر کوئی اجر نہیں۔ ۳...... ایسی قابل مذمت حالت جس پر کبھی تحسین نہیں۔ ۴...... اللہ تعالیٰ حسد کرنے پر ناراض ہوتے ہیں۔ ۵...... توفیق کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں:

لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الشَّرِّ أَضَرَّ مِنَ الْحَسَدِ، لِأَنَّهُ يَصِلُ إِلَى الْحَاسِدِ خَمْسُ عُقُوبَاتٍ،

---

(۱) تنبیہ الغافلین: باب فضل مجالس العلم، ص۴۴۲ الناشر: دار ابن کثیر

قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الْمَحْسُودِ مَكْرُوهٌ.

أَوَّلُهَا: غَمٌّ لَا يَنْقَطِع.

وَالثَّانِي: مُصِيبَةٌ لَا يُؤْجَرُ عَلَيْهَا.

وَالثَّالِثُ: مَذَمَّةٌ لَا يُحْمَدُ بِهَا.

وَالرَّابِعُ: يَسْخَطُ عَلَيْهِ الرَّبُّ.

وَالْخَامِسُ: تُغْلَقُ عَلَيْهِ أَبْوَابُ التَّوْفِيقِ. (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا امیرِ شریعت کے پاؤں دبانا

امیرِ شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ حضرت مدنی کے بارے میں فرماتے ہیں:

میں نہ مولانا کا شاگرد ہوں، نہ مرید، نہ پیر بھائی، ان کے مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے مجھے ان سے محبت وعقیدت ہوگئی تھی، میں ایک مرتبہ لکھنؤ سے گاڑی پر سوار ہوا، میری طبیعت خراب تھی، چادر اوڑھ کر سیٹ پر لیٹ گیا، بخار تھا، اعضاء شکنی تھی، اس لیے کراہتا بھی تھا، مجھے نہیں معلوم کہ کون سا اسٹیشن آیا اور کون مسافر سوار ہوا، بریلی کے اسٹیشن کے بعد ایک شخص نے میرے پاؤں اور کمر دبانا شروع کی، مجھے بہت راحت ہوئی، خاموش لیٹا رہا اور وہ دباتا رہا، مجھے پیاس لگی، پانی مانگا تو اس نے اپنی صراحی سے گلاس پانی کا دیا اور کہا لیجیے میں نے اُٹھ کر دیکھا تو مولانا مدنی رحمہ اللہ تھے، مجھے ندامت ہوئی اور معذرت کی لیکن انہوں نے اس درجہ مجبور کیا کہ پھر لیٹ گیا اور وہ رامپور تک برابر مجھے کو دباتے رہے، پھر میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ (۲)

جنگ میں دھوکہ دینے والے شخص کے متعلق سزا کا اعلان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اس کے امیر کو یہ خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے

(۱) تنبيه الغافلين: باب الحسد، ص ۱۷۸ الناشر: دار ابن كثير

(۲) ماہنامہ الرشید مدنی واقبال نمبر ص: ۱۷۲

کہ تمہارے کچھ ساتھی کبھی موٹے تازے کافر کا پیچھا کررہے ہوتے ہیں وہ کافر دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور خود کو محفوظ کر لیتا ہے تو پھر اس سے تمہارا ساتھی فارسی میں کہتا ہے۔ مترس یعنی مت ڈرو (یہ کہہ کر اسے امان دے دیتا ہے وہ کافر خود کو اس مسلمان کے حوالے کر دیتا ہے) پھر یہ مسلمان اس کافر کو پکڑ کر قتل کر دیتا ہے (یہ قتل دھوکہ دے کر کیا ہے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آئندہ اگر مجھے کسی کے بارے میں پتہ چلا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کسی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کسی مشرک کو امان دے دی اور وہ مشرک اس وجہ سے اس مسلمان کے پاس آ گیا اور پھر مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو (یوں دھوکہ سے قتل کرنے پر) میں اس مسلمان کو ضرور قتل کر دوں گا۔ (۱)

ایک گورکن کا حیرت انگیز واقعہ

ابوالحسین رحمہ اللہ یحیٰی بن معین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں محمد بن بشر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، میں نے یحیٰی بن معین رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا، ہمیں ہمارے قبریں کھودنے والے نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان قبروں میں سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ یہ دیکھا کہ میں نے ایک قبر سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی جیسے مریض کراہتا ہے اور میں نے دیکھا کہ مؤذن اذان دیتا ہے اور وہ قبر والا مؤذن کی اذان کا جواب دے رہا ہے:

سمعت يَحْيَى بْن معين يقول حَدَّثَنِي حفار مقابرنا قَالَ أعجب ما رأيت فِي هذه المقابر أني سمعت أنينا من قبر كأنين المريض وسمعت مؤذنا يؤذن وهو

---

(۱) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: باب في أحكام الجهاد، الأمان، ج۴ص۴۸۴ رقم الحديث: ۱۱۴۴۳ الناشر: مؤسسة الرسالة

يجاب من قبر كما يقول المؤذن.(۱)

ائمہ مجتہدین اوران سے منقول مسائل

یہ اللہ کا بہت بڑا فضل تھا، اور اس امت کی اقبال مندی کہ اس کارِ عظیم (تدوین حدیث، تدوین فقہ، فنِ اسماء الرجال، صحاحِ ستہ وغیرہ) کے لیے ایسے لوگ میدان میں آئے جو اپنی ذہانت، دیانت، اخلاص اور علم میں تاریخ کے ممتاز ترین افراد ہیں۔ پھر ان میں سے چار شخصیتیں امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) امام مالک (م ۱۷۹ھ) امام شافعی (م ۲۰۴) امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) رحمہ اللہ جو فقہ کے چار دبستان فکر کے امام ہیں۔ اور جن کی فقہ اس وقت تک عالم اسلام میں زندہ اور مقبول ہے، اپنے تعلق باللہ، للّٰہیت، قانونی فہم، علمی انہماک اور جذبہ خدمت میں خاص طور پر ممتاز ہیں، ان حضرات نے اپنی پوری زندگی اور اپنی ساری قابلیتیں اس بلند مقصد اور اس اہم خدمت کے لیے وقف کردی تھیں، انہوں نے دنیا کے کسی جاہ واعزاز اور کسی لذت وراحت سے سروکار نہیں رکھا تھا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دوبارہ عہدۂ قضا پیش کیا گیا، اور انہوں نے انکار کیا یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ کے اظہار میں کوڑے کھائے اور ان کے شانے اتر گئے، امام شافعی رحمہ اللہ نے زندگی کا بڑا حصہ عسرت میں گزارا، اور اپنی صحت قربان کردی، امام احمد رحمہ اللہ نے تن تنہا حکومت وقت کے رجحان اور اس کے سرکاری مسلک کا مقابلہ کیا اور اپنے مسلک اور اہل سنت کے طریقہ پر پہاڑ کی طرح جمے رہے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے موضوع پر تن تنہا اتنا کام کیا اور مسائل وتحقیقات کا اتنا بڑا ذخیرہ پیدا کردیا، جو بڑی بڑی منظّم جماعتیں اور علمی ادارے بھی آسانی سے نہ پیدا کرسکتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تراسی ہزار مسائل اپنی زبان سے بیان کیے، جن میں سے اڑتیس ہزار عبادت سے تعلق رکھتے ہیں اور پینتالیس ہزار معاملات سے۔ شمس الائمہ کردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جس قدر مسائل مدون کیے ان کی

(۱) طبقات الحنابلة، ترجمة: يحيىٰ بن معين بن عون، ج۱ ص۴۰۷ الناشر: دار المعرفة

تعداد چھ لاکھ ہے۔ المدونہ میں جو امام مالک رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے چھتیس ہزار مسائل ہیں، کتاب الام جو امام شافعی کے افادات کا مجموعہ ہے، سات ضخیم جلدوں میں ہے، ابوبکر خلال رحمہ اللہ (م ۳۱۱ھ) نے امام احمد رحمہ اللہ کے مسائل چالیس جلدوں میں جمع کیے۔[1]

کم مہر پر حور عین سے نکاح کی دُعا کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو ہلکی پھلکی نماز پڑھتے دیکھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی الْحُوْرَ الْعِیْنَ.

اے اللہ! حورِ عین (جنت کی موٹی موٹی آنکھوں والی اور اپنے حسن و جمال سے حیران کردینے والی حور) سے میری شادی فرما دیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

لَقَدْ أَسَأْتَ النَّقْدَ وَأَعْظَمْتَ الْخِطْبَةَ.

یعنی تو نے مہر تو بہت کم دیا اور منگنی اتنی بڑی عورت سے کرنا چاہتا ہے۔[2]

والدہ کے صدقے کے سبب بیٹے کا شیر کے حملے سے محفوظ ہونا

ایک عورت کا بچہ طویل عرصہ غائب رہا، ایک دن وہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھی، ابھی وہ لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالنے ہی والی تھی کہ ایک فقیر نے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگائی اس نے منہ میں جاتا لقمہ وہیں روک کر لقمہ سمیت پوری روٹی فقیر کو دے دی اور خود بھوکی رہی۔ اسے اپنے بیٹے کی بڑی فکر لگی رہتی اور ہمیشہ اس کی واپسی کی دعائیں کرتی تھی، اس بات کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک دن اس کا بیٹا صحیح سلامت گھر لوٹ آیا۔ اور پھر ایک دن ماں کو راستے کی سختیوں سے آگاہ کیا، اس نے کہا کہ سب سے حیرت انگیز واقعہ

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۱ ص ۸۱، ۸۲ مجلس نشریات اسلام کراچی

(۲) نهاية الأرب في فنون الأدب: ج۴ ص۳ الناشر: دار الكتب الوثائق

مجھے یہ پیش آیا کہ میں فلاں وقت فلاں شہر کے گھنے جنگل میں جارہا تھا کہ ایک دم سامنے سے شیر نمودار ہوا میرا گدھا وہیں رک گیا اور مجھے پھینک کر پیچھے کی جانب دوڑا، شیر نے اپنے پنجے میری پیوند شدہ قمیص میں گاڑھ دیئے تاہم مجھے کوئی خراش تک نہیں آئی، البتہ میرے ہوش اُڑ گئے وہ مجھے گھسیٹتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں لے آیا۔

عین اسی وقت جب وہ میرے سینے پر پنجے رکھ کر چیر پھاڑ نے ہی والا تھا کہ ایک عظیم الخلقت آدمی نمودار ہوا، اس کا چہرہ روشن اور کپڑے سفید تھے، اس نے شیر کو گردن سے پکڑا اور اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور کہا:

قُمْ يَا كَلْبُ! لُقْمَةٌ بِلُقْمَةٍ.

اُٹھ، اے کتے! لقمے کے بدلے لقمہ۔

شیر لڑکھڑا کر اُٹھا اور جنگل کی طرف بھاگ گیا، میں نے آدمی کو دائیں بائیں خوب ڈھونڈا مگر کہیں اس کا نشان نہ ملا، میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا یہاں تک کہ میری کھوئی طاقت واپس آ گئی اور حواس مجتمع ہو گئے، پھر میں نے اپنا جسم ٹٹولا۔ کہیں کوئی زخم یا خراش نہ تھی، میں وہاں سے چل پڑا یہاں تک کہ اپنے قافلے سے جاملا، میں نے ان کو اس بارے میں بتایا تو انہیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ میں شیر کے چنگل سے کیسے بچ گیا، میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ نو وارد آدمی کی اس بات کا کیا مطلب ہے کہ لُقْمَةٌ بِلُقْمَةٍ (لقمے کے بدلے لقمہ)۔

ماں نے اس وقت میں غور کیا تو یہ وہی وقت تھا جب اس نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر فقیر کو صدقہ کیا تھا چناں چہ اس نے بیٹے کو اس کا مطلب سمجھایا۔ (۱)

والد کی خدمت کے عوض دنیا میں نوّے خچر سونے کے لدے ہوئے

امام طاؤس رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے چار بیٹے تھے، باپ بیمار ہو گیا، ایک بیٹے نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم دو باتوں میں سے کوئی ایک بات پسند کر لو، یا تو تم

---

(۱) نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة: ج۲ ص۴۲ الناشر: عالم الكتب بيروت

والد کی مکمل تیمارداری کرو اور اس کی میراث میں سے کچھ نہ لو، یا میں اس کی تیمارداری کرتا ہوں اور مجھے اس کی میراث میں سے کچھ نہ دیا جائے، بھائیوں نے کہا:

مَرِّضْهُ وَلَيْسَ لَكَ مِنْ مِيْرَاثِهِ شَيْءٌ.

آپ ہی اس کی دیکھ بھال کریں، میراث میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اس نے والد کی تیمارداری کرنی شروع کی، یہاں تک کہ والد کا انتقال ہو گیا اور میراث میں سے بھی اسے کچھ نہ ملا۔ ایک رات خواب میں کسی نے اس سے کہا: فلاں جگہ جاؤ، وہاں سو دینار رکھے ہیں، وہ اٹھالو اس نے پوچھا: کیا وہ برکت والے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، صبح ہوئی تو اس نے بیوی سے اس کا ذکر کیا، بیوی نے کہا: ہم بھوک سے مر رہے ہیں اور تجھے برکت کی پڑی ہے، وہ لے آ، اس کی برکت یہی ہے تو اس سے کھائے، پیئے اور زندگی گزارے، مگر وہ نہ مانا، جب اگلی رات ہوئی تو کسی نے خواب میں کہا: فلاں جگہ جاؤ اور دس دینار اُٹھالو، اس نے پوچھا: کیا ان میں برکت ہے؟ جواب ملا، نہیں، صبح اس نے پھر بیوی سے اس کا تذکرہ کیا، بیوی نے وہی پہلا جواب دیا، تاہم شوہر نے اس روز بھی وہ دینار نہ اٹھائے، تیسری رات پھر اس کو خواب آیا، کسی نے کہا: فلاں جگہ سے ایک دینار اٹھالو، اس نے پوچھا: اس میں برکت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، صبح ہوئی تو آدمی وہاں گیا اور دینار اٹھالایا، بعد ازیں وہ بازار گیا وہاں ایک آدمی کے پاس دو مچھلیاں تھیں، اس نے اس سے پوچھا: یہ کتنے کی ہیں؟ آدمی نے کہا: ایک دینار کی، وہ ایک دینار سے دو مچھلیاں خرید کر گھر لے آیا، جب اس نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے دو ایسے خوبصورت قیمتی موتی برآمد ہوئے کہ کسی نے اس سے پہلے اس جیسے نہ دیکھے ہوں گے۔

اس وقت کے بادشاہ کو ویسے ہی ایک موتی کی تلاش تھی، اس نے تمام جوہریوں سے اس بابت معلومات کی مگر کسی کے پاس ویسا موتی نہ تھا، اس لڑکے کے پاس وہ موتی مل گیا لڑکے نے وہ موتی بادشاہ کو سونے سے لدے ہوئے تیس خچروں کے عوض فروخت کر دیا۔ بادشاہ نے جب موتی دیکھا تو اپنے خدام سے کہا: یہ موتی جڑواں ہوتا ہے، تنہا نہیں ہوتا، اس کا جڑواں موتی تلاش کرو، اگرچہ انہیں اس کی دگنی قیمت دینی پڑ جائے، بہرصورت وہ

خرید کر میرے پاس لے آؤ، شاہی خدام اس کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کے پاس اس جیسا دوسرا موتی ہے، ہم اس کی دُگنی قیمت دینے کو تیار ہیں، اس نے کہا: ہاں مگر تم اس کی دگنی قیمت دے دوگے؟ انہوں نے کہا: ہاں تو بیٹے نے وہ موتی دگنی قیمت کے عوض انہیں فروخت کر دیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے والد کی خدمت کا دنیا میں بھی بہتر صلہ عطا فرمایا، اور وقت کا سب سے مال دار انسان بن گیا۔ (۱)

احمد بن مہدی رحمہ اللہ کا ایک خاتون کی پردہ پوشی کرنا

احمد بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات بغداد میں میرے پاس ایک عورت آئی اور کہا:

میں ایک عام عورت ہوں، مجھ پر مشکل گھڑی آپڑی ہے، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ آپ میرا عیب چھپالیں۔

میں نے پوچھا: تیری مشکل کیا ہے؟ کہنے لگی: میرے ساتھ زبردستی زیادتی ہوئی جس کے نتیجے میں میرا حمل ٹھہر گیا ہے، میں نے لوگوں سے کہا ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اور یہ حمل آپ کا ہے، خدا کے لیے مجھے رسوا ہونے سے بچالیجیے اور میرے عیب چھپالیجیے، اللہ آپ کے عیب چھپائے گا، میں چپ رہا اور وہ چلی گئی، میری لاعلمی میں اس کا بچہ پیدا ہوا، محلّہ کے امام مسجد پڑوسیوں کے ساتھ مجھے بچے کی مبارکباد دینے آئے، میں بڑے تپاک سے ان سے ملا اور خوشی خوشی ان کی مبارک باد قبول کی، دوسرے دن میں نے دو دینار امام مسجد کو دیئے اور کہا کہ یہ اس عورت کو دے دو کچھ جدائی ہوگئی ہے اس لیے میں خود اسے نہیں دے رہا، اور ہر ماہ میں امام کے ذریعے عورت کو دو دینار بھیجتا اور کہتا کہ یہ بچے کا خرچہ ہے۔ یونہی دو سال گزرے گئے یہاں تک کہ بچے کا انتقال ہوگیا لوگ میرے پاس تعزیت کرنے آئے، ان کے سامنے میں اپنی ایسی حالت ظاہر کی جو بچہ کی موت پر باپ کی ہونی چاہیے،

(۱) حیاۃ الحیوان الکبریٰ: الطاوس، الحکم، ج۲ص ۱۲۴، ۱۲۵ الناشر: دار الکتب العلمیۃ

کچھ ماہ گزرنے کے بعد ایک رات میرے پاس وہ عورت آئی، اس کے ہاتھ میں وہ دینار تھے جو میں ہر ماہ امامِ مسجد کے واسطے سے بھیجتا تھا، اس نے وہ دینار مجھے واپس کرتے ہوئے کہا:

سَتَرَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا سَتَرْتَنِي.

اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی کرے جیسے تو نے میری پردہ پوشی کی ہے۔

میں نے اس سے کہا: یہ دینار میں نے بچے کو دیئے تھے اب یہ آپ کے ہیں انہیں جیسے چاہو کام میں لے آؤ۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہیں آپ کے کپڑوں پر:

الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى جَسَدِهٖ وَلَا ثِيَابِهٖ. (۲)

راستے کا خوشبو سے معطر ہو جانا آپ کے گزرنے کی خبر دیتا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خصوصیات تھیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستے سے گزرتے تو وہ جسد اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ كَانَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ خِصَالٌ لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقٍ فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ من طيبه، وَلَمْ يَكُنْ مَرَّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ

(۱) المتنظم في تاريخ الأمم والملوك: سنة سبع عشرة وثلاث مائة، ترجمة: احمد بن مهدي، ج۱۳ ص۲۸۴ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: الباب الرابع، الفصل التاسع والعشرون، ج۱ ص۳۲۲

إِلَّا سَجَدَ لَهُ.(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین دن تک ایک شخص کا انتظار کرنا

حضرت عبداللہ بن ابی الحمسا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بعثت (یعنی نبوت ملنے سے پہلے) خرید وفروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ ذرا یہیں ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں، تو میں آپ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا، تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بس اتنا فرمایا کہ تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی:

عَنْ عبد الله عن أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ يَا فَتَى لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ.(۲)

ایک آیت کے رفعِ تعارض کے لیے دیو بند سے گنگوہ کا طویل سفر

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) آپ دیوبند کے سب سے پہلے باضابطہ مفتی تھے،

غمِ آخرت کا قلب پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک شب سونے کے لیے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہوا کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ ''وَاَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَاسَعٰى ﴿۳۹﴾ ''انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لیے غیر کی سعی کار آمد نہ ہوگی، اور حدیث نبوی میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے جس سے تخفیفِ عذاب،

(۱) دلائل النبوة للبيهقي: باب ما جاء في وجود رائحة الطيب، ج٦ص٦٩ (۲) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: الباب الثاني، اما خلقه صلى الله عليه وسلم في الوفاء، ج١ ص١٢٦

رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعت انبیاء وصلحاء، شفاعتِ حفاظ وشہداء سے رفع عذاب اور نجات اور ترقی درجات کا وعدہ دیا گیا ہے، جس سے تو صاف اور نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت وروایت میں کھلا تعارض ہے، فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا، مگر ذہن میں نہ آیا، بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت وروایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہے اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو میں قرآن کی ایک آیت میں خلجان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن کے ایک حصہ پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہوگا تو میرا انجام کیا ہوگا؟ اس دھیان کے آتے ہی فکر آخرت اس جدت سے دامن گیر ہوئی کہ میں اسی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سیدھا گنگوہ کی راہ لی، مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے یہ اشکال حل کروں گا تاکہ میرا ایمان صحیح ہو اور حسنِ خاتمہ کی توقع ہو۔ حالاں کہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے لیے جو دیوبند سے بائیس کوس کے فاصلہ پر ہے، یعنی تقریباً تیس میل اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جب کہ خوفِ آخرت نفس کا حال بن چکا تھا تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی، اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لیے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوئے، صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے۔ حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا، فرمایا کہ کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمٰن، فرمایا تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں اور وہ یہ کہ قرآن تو نفع آخرت کو صرف اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور مؤثر بتلا رہی ہے، جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحتاً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا۔ حضرت وضو کرتے ہوئے برجستہ فرمایا کہ آیت

میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں غیر کے کار آمد نہیں ہوسکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہو جائے، اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک دوسرے کے کام آسکتی ہے اس لیے کوئی تعارض نہیں، فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔ (۱)

سلطنت کی قیمت پانی کا ایک گھونٹ اور پیشاب کے چند قطرے

ایک دن ابن سمّاک رحمہ اللہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کے پاس گئے، خلیفہ کو پیاس لگی، پانی مانگا، پینے ہی لگا تھا کہ ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا۔ امیر المؤمنین ذرا ٹھہر جائیے! پہلے یہ بتائیے کہ اگر پانی آپ کو نہ ملے تو شدت پیاس میں آپ پانی کا ایک پیالہ کس قیمت تک خرید سکیں گے، ہارون الرشید نے کہا نصف سلطنت دے کر لے لوں گا۔ ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا آپ پی لیجیے۔ جب وہ پی چکا تو پھر کہا، اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں رہ جائے اور نہ نکلے تو اس کے نکلوانے کے عوض آپ کیا خرچ کریں گے؟ خلیفہ نے کہا باقی تمام سلطنت دے دوں گا۔

ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا بس یہ سمجھ لیجیے کہ آپ کا تمام ملک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب کی قیمت رکھتا ہے، پس اس پر کبھی تکبر نہ کیجیے اور جہاں تک ہوسکے لوگوں سے یکساں سلوک کیجیے۔ (۲)

زنا کے نو اسباب جن سے قرآن روکتا ہے

زنا کے کئی اسباب ہیں:

۱...... بلا ضرورت شرعیہ اختلاط مرد وزن، اسلام نے حتی الامکان اس کے مواقع کو بہت ہی کم بلکہ نابود کردیا ہے۔

۲...... خلوت میں نامحرموں کی ملاقات پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ج ۱ ص ۳۶، ۳۷، مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) تاریخ الخلفاء: ترجمة: هارون الرشيد، ص ۲۱۶ الناشر: نزار مصطفى الباز

نے ارشاد فرمایا کہ دونا محرم اگر تنہا ہوں گے تو تیسرا وہاں پر شیطان ہوگا یعنی وہ انہیں برائی پر آمادہ کرے گا۔

۳...... عورتوں کی زینت وآرائش پر اور تبرج پر پابندی لگائی گئی ہے وہ گھروں کے اندر محرموں یا خاوندوں کے سامنے زینت کا اظہار کرسکتی ہیں باہر نہیں۔

۴...... حسب استطاعت نکاح کی ترغیب، نکاح کے ساتھ اسباب زنا کم ہوجاتے ہیں، جو لوگ نکاح کی استطاعت نہ رکھیں، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کی طبیعت کا شہوانی جوش حدود شرع سے متجاوز نہ ہونے پائے۔

۵...... نکاحی رکاوٹوں کی ممانعت مثلاً زیادہ حق مہر رکھنے کو برا سمجھا گیا ہے اور اس کی صریح نہی وارد ہے، اسی طرح بچوں کے جوان ہوجانے پر جلدی ان کے نکاح کی فکر کا حکم دیا ہے، مناسب رشتہ مل جانے پر نکاح میں تاخیر کی حرمت بیان فرمائی ہے۔

۶...... نکاح اور عیال داری کی صورت میں مفلسی کے خوف کی ممانعت فرمائی ہے، جس سے کئی قباحتیں مثلاً قتل اولاد وجود میں آتی ہیں۔

۷...... نکاح کے خواہش مند لوگوں کی مالی اور اخلاقی مدد کے احکام دیے گئے ہیں، اس ضمن میں سورہ نور کی صراحتیں بہت واضح ہیں۔

۸...... زنا کے وقوع پر اس کی نہایت شدید سزائیں ہیں تاکہ معاشرہ پاک رہے اور لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

۹...... بے دلیل پاک باز عورتوں کو بدنام کرنے کی ممانعت اور اس پر حد قذف (اسی کوڑوں) کی سزا۔(۱)

بے پردگی کی پندرہ برائیاں اور نقصانات

پردہ میں کس قدر فوائد اور منافع ہیں اور بے پردگی میں کس قدر مضرتیں اور خرابیاں ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱) تفسیر فی ظلال القرآن: ج۵ ص۴۳۵

۱......بے پردگی سے بے غیرتی اور بے حمیتی پیدا ہوتی ہے۔

۲......زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔

۳......اولاد حرام ہوتی ہے۔

۴......حسب اور نسب ضائع ہو جاتا ہے۔

۵......شوہر کو اپنی بیوی پر اطمینان نہیں رہتا تو دل سے کیسے محبت رہے۔

۶......بے پردہ بیوی سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے شوہر کو اس پر یقین نہیں ہوتا کہ یہ میرا ہی بچہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو عورت بے پردہ پھرتی ہو اور غیروں سے میل جول رکھتی ہو، اس کی اولاد پر کیسے یقین ہو سکتا ہے۔

۷......اور جب اس بچہ کا اس کی اولاد ہونا یقینی نہ رہا تو پھر اس کے مرنے کے بعد اس بچہ کا وارث ہونا بھی یقینی نہ رہا، حلال اولاد میراث کی مستحق ہوتی ہے، حرام کا بچہ میراث کا مستحق نہیں ہوتا۔

۸......بے پردہ عورت شوہر کی راحت اور سکون اور اطمینان کا باعث نہیں رہتی، شوہر جب گھر آتا ہے بیوی کو غائب پاتا ہے اور پریشان ہوتا ہے کہ نہ معلوم کہاں ہوگی۔

۹......بے پردہ عورت نہ شوہر کی خدمت کر سکتی ہے اور نہ اس کی اطاعت کر سکتی ہے۔

۱۰......بے پردہ عورت اولاد کی تربیت اور نگرانی بھی نہیں کر سکتی۔

۱۱......بے پردگی باہمی خصومت اور نزاع کا سبب ہے جو بدچلنی کا لازمی نتیجہ ہے۔

۱۲......بے پردگی اپنی آوارگی اور آزادی کی پردہ پوشی کے لیے عورت کو جھوٹ اور مکر وفریب پر آمادہ کرتی ہے، گھر سے باہر جانے کے عجیب عجیب بہانے بناتی ہے۔

۱۳......جس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے، اولاد بھی وہی کرے گی جو ماں کو کرتے دیکھے گی۔

۱۴......جس قدر بے پردگی بڑھتی جائے گی اس قدر بے حیائی اور بے غیرتی بڑھتی جائے گی، جس کا لازمی نتیجہ نحوست ہے، اور خاندان اور محلّہ میں بدنامی اور بے عزتی ہے۔

۱۵......حتی کہ اس گھرانہ سے حیاء اور شرم اور عفت اور عصمت اور غیرت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ (۱)

چلتا پھرتا کتب خانہ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ہمیشہ شاہ صاحب کو چلتا پھرتا کتب خانہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

مجھے جب مسئلہ فقہ میں کوئی دشواری پیش آتی ہے تو کتب خانہ دارالعلوم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اگر کوئی چیز مل گئی تو فبہا ورنہ پھر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے رجوع کرتا ہوں۔ شاہ صاحب جو جواب دیتے، اسے آخری اور تحقیقی پاتا اور اگر حضرت شاہ صاحب نے کبھی یہ فرمایا کہ میں نے کتابوں میں یہ مسئلہ نہیں دیکھا تو مجھے یقین ہوجاتا کہ اب یہ مسئلہ کہیں نہیں ملے گا اور تحقیق کے بعد ایسا ہی ثابت ہوتا۔ (۲)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا بے مثال حافظہ

مقدمہ بہاولپور کے موقع پر جب حضرت شاہ صاحب نے قادنیوں کے کفر پر بے نظیر تقریر فرمائی اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ جو چیز دین میں تواتر سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے، تو قادیانیوں کے گواہ نے اس پر اعتراض کیا! آپ کو چاہیے کہ امام رازی پر کفر کا فتویٰ دیں کیوں کہ "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" میں علامہ بحر العلوم نے لکھا ہے کہ امام رازی نے تواتر معنوی کا انکار کیا ہے۔ اس وقت بڑے بڑے علماء کا مجمع تھا سب کو پریشانی ہوئی کہ فواتح الرحموت اس وقت پاس نہیں ہے اس اعتراض کا جواب کس طرح دیا جائے، مولانا محمد انوری جو اس واقعے کے وقت موجود تھے فرماتے ہیں ہمارے پاس اتفاق سے وہ کتاب نہ تھی، مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر العلوم اور مولانا مرتضیٰ حسن

(۱) معارف القرآن: حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ: ج ٦ ص ٢٦٠، مکتبہ المعارف

(۲) بیس بڑے مسلمان: ص ۳۷۹ مکتبہ رشیدیہ لاہور

صاحب حیران تھے کہ کیا جواب دیں گے لیکن اسی حیرانی کے عالم میں حضرت شاہ صاحب کی آواز گونجی جج صاحب! لکھئے میں نے بتیس سال ہوئے یہ کتاب دیکھی تھی اب ہمارے پاس یہ کتاب نہیں ہے، امام رازی دراصل فرماتے ہیں کہ حدیث "لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَـةٍ" تواتر معنوی کے رتبے کو نہیں پہنچی۔ لہٰذا انہوں نے اس حدیث کے متواتر معنوی ہونے کا انکار فرمایا ہے نہ کہ تواتر معنوی کے حجت ہونے کا، ان صاحب نے حوالہ پیش کرنے میں دھوکے سے کام لیا ہے ان کو کہو کہ عبارت پڑھیں ورنہ میں ان سے کتاب لے کر عبارت پڑھتا ہوں، چناں چہ قادیانی شاہد نے عبارت پڑھی واقعی اس کا مفہوم وہی تھا جو حضرت شاہ صاحب نے بیان فرمایا، مجمع پر سکتہ طاری ہوگیا اور حضرت شاہ صاحب نے فرمایا جج صاحب یہ ہمیں مفحم (لاجواب) کرنا چاہتے ہیں میں طالب علم ہوں میں نے دو چار کتابیں دیکھ رکھی ہیں میں ان شاء اللہ مفحم نہیں ہوں گا۔ (۱)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا منوّر چہرہ دیکھ کر ایک ہندو اسلام لے آیا

مولانا محمد انور فرماتے ہیں کہ مظفر گڑھ کے سفر میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، ملتان چھاؤنی کے اسٹیشن پر فجر کی نماز سے قبل حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ گاڑی کے انتظار میں تشریف فرما تھے، ارد گرد خدام کا مجمع تھا ریلوے کے ایک ہندو بابو صاحب لیمپ ہاتھ میں لیے آرہے تھے، حضرت شاہ صاحب کا منور چہرہ دیکھ کر سامنے کھڑے ہوگئے اور زار و قطار رونے لگے اور پھر یہ زیارت ہی ان کے ایمان کا ذریعہ بن گئی۔ وہ کہتے تھے ان بزرگوں کا روشن چہرہ دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام سچا دین ہے۔ (۲)

مولانا الیاس رحمہ اللہ کا ماہی بے آب کی طرح تڑپنا

مولانا کا سا درد اور بے قراری دیکھنے میں نہیں آئی۔ جس شخص نے نہیں دیکھا وہ تصور

(۱) انوار انوری: ص ۳۲-۳۳۔ اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۹۳ (۲) انوار انوری: ص ۴۰

نہیں کرسکتا، بعض اوقات ماہی بے آب کی طرح تڑپتے، آہیں بھرتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کروں، کچھ ہوتا نہیں، کبھی کبھی دین کے اس درد اور فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ اٹھ کر ٹہلنے لگتے۔ ایک رات والدہ مولانا یوسف صاحب نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی؟ فرمایا:

کیا بتلاؤں؟ اگر تم کو وہ بات معلوم ہوجائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے، دو ہوجائیں۔

بعض اوقات دیکھنے والوں کو ترس آتا اور تسکین دیتے۔ بعض مرتبہ اس جوش کے ساتھ گفتگو کرتے کہ معلوم ہوتا سینہ میں تنور گرم ہے، حمیت اسلامی اور جذبات کا ایک طوفان برپا ہے، زبان ساتھ نہیں دیتی اور الفاظ مساعدت نہیں کرتے۔ بعض مرتبہ پورا درد دل کہنے کے بعد غالب کے مشہور شعر کو بڑی لطیف ترمیم کے ساتھ پڑھتے:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی (۱)

حضرت بنوری رحمہ اللہ کا ایک نشست میں چھبیس پاروں کی تلاوت

فرمایا کرتے تھے کہ جب میں دیوبند میں طالب علم تھا تو ایک روز میں نے فجر کی نماز ایک چھوٹی سی کچی عمارت کی مسجد میں پڑھی، جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تھی۔ نماز کے بعد میں نے اپنی چادر اس کچے فرش پر بچھادی اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی۔ جمعہ کی نماز تک اسی ایک ہی نشست میں ایک ہی ہیئت پر ۲۶ پارے پڑھ لیے اور چوں کہ جمعہ کی نماز کے لیے کسی دوسری مسجد میں جانا تھا، اس لیے پورا نہ کرسکا ورنہ پورا قرآن ختم کرلیتا۔ (۲)

(۱) حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت: ص ۲۱۹

(۲) جمال یوسف ص: ۱۰۳ القاسم اکیڈمی

حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ اور دینِ حق پر استقامت

ایک دن حضرت خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمر نے اُن کو اپنی خاص مسند پر بٹھا کر فرمایا: ایک آدمی کے علاوہ روئے زمین کا کوئی آدمی اس مسند پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ حضرت خبّاب نے اُن سے پوچھا اے امیر المؤمنین! وہ ایک آدمی کون ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا: وہ حضرت بلال ہیں۔ حضرت خبّاب نے کہا نہیں، وہ مجھ سے زیادہ حق دار نہیں (کیوں کہ انہوں نے مجھ سے زیادہ تکلیفیں نہیں اٹھائی ہیں) کیوں کہ مشرکوں میں حضرت بلال کے تعلق والے ایسے لوگ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن کو بچا لیتے تھے۔ میرا تو اُن میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے بچاتے۔ میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ ایک دن مشرکوں نے مجھے پکڑا اور آگ جلا کر مجھے اس میں ڈال دیا۔ پھر ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا اور میں اس زمین سے صرف اپنی کمر کے ذریعہ ہی خود کو بچا سکا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اپنی کمر کھول کر دکھائی جس پر برص کے داغ جیسے نشان پڑے ہوئے تھے:

دخل خبَّاب بن الأرتُ رضي الله عنه على عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فأجلسه على متكئه وقال ما على الأرض أحد أحق بهذا المجلس من هذا إلا رجل واحد قال له خباب من هو يا أمير المؤمنين؟ قال بلال فقال خباب ما هو بأحق مني، إنَّ بلالاً كان له في المشركين من يمنعه الله به، ولم يكن لي أحد يمنعني، فلقد رأيتني يوماً أخذوني فأوقدوا لي نارًا ثم سلقوني فيها، ثم وضع رجلٌ رجله لعى صدري فما اتقيت الأرض أو قال برد الأرض إلا بظهري؛ قال ثم كشف عن ظهره فإذا هو قد برص.(١)

---

(١) حياة الصحابة: الباب الثالث، ج١ ص٣٥١، الناشر: مؤسسة الرسالة

حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا میں کفن ساتھ لے کر جا رہا ہوں

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ راوی ہیں کہ:

تحریکِ ختم نبوت کے دنوں میں حضرت بنوری رحمہ اللہ پر سوز وگداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی، وہ الفاظ کے جامہ تنگ میں نہیں سما سکتی۔ تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرت نے کراچی سے ملتان، لاہور، راولپنڈی، پشاور تک کیا، اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے روانہ ہوئے تو حضرت رحمہ اللہ پر بے حد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن صاحب سے فرما رہے تھے، مفتی صاحب! دعا کیجیے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے، میں کفن ساتھ لے جا رہا ہوں، مسئلہ حل ہو گیا تو الحمدللہ ورنہ شاید بنوری زندہ واپس نہ آئے گا۔

حق تعالیٰ نے آپ کے سوز دروں کی لاج رکھ لی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا۔ (۱)

بالآخر حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ کی جدوجہد، جذبہ، ولولہ، تڑپ اور عمل پیہم کی برکت سے قادیانیت کا قلعہ مسمار ہو گیا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئینی طور پر قادینیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادیانیت کے خلاف ۱۹۷۴ء کو چلائی گئی تحریک کے قائد اوّل اور اس کاروان عزیمت کے سپہ سالار حضرت بنوری رحمہ اللہ ہی تھے اور وہ ساری زندگی اس فتنے کے خلاف سینہ سپر رہے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود زمانہ سے ہم نہیں (۲)

(۱) بینات: ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

(۲) جمال یوسف: ص ۲۵۳

علامہ یوسف بنوری کا شیخ طنطاوی کے سامنے ان کی تفسیر پر اپنی رائے کا اظہار کرنا

علامہ طنطاوی رحمہ اللہ سے حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کا تعارف ہوا تو انہوں نے مولانا رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے میری تفسیر کا مطالعہ کیا ہے؟ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا ہاں اتنا مطالعہ کیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کتاب کے بارے میں رائے قائم کرسکتا ہوں۔
علامہ طنطاوی رحمہ اللہ نے رائے پوچھی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا:

آپ کی کتاب اس لحاظ سے تو علماء کے لیے احسان عظیم ہے کہ اس میں سائنس کی بے شمار معلومات عربی زبان میں جمع ہوگئی ہیں۔ سائنس کی کتابیں چوں کہ عموماً انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لیے علماءِ دین ان سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ آپ کی کتاب علماءِ دین کے لیے سائنسی معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن جہاں تک قرآن کی تفسیر کا تعلق ہے، اس سلسلے میں آپ کے طرزِ فکر سے مجھے اختلاف ہے۔ آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عصر حاضر کے سائنس دانوں کے نظریات کو کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے ثابت کردیا جائے اور اس غرض کے لیے بسا اوقات تفسیر کے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ حالاں کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ سائنس کے نظریات آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ آج آپ جس نظریے کو قرآن کریم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کل وہ خود سائنس دانوں کے نزدیک غلط ثابت ہوجائے۔ کیا اس صورت میں آپ کی تفسیر پڑھنے والا شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ قرآن کریم کی بات (معاذ اللہ) غلط ہوگئی۔

مولانا رحمہ اللہ نے یہ بات ایسے مؤثر اور دل نشین انداز میں بیان فرمائی کہ علامہ طنطاوی رحمہ اللہ متاثر ہوئے اور فرمایا:

أَيُّهَا الشَّيْخُ! لَسْتَ عَالِمًا هِنْدِيًّا وَإِنَّمَا أَنْتَ مَلَكٌ كَرِيْمٌ أَنْزَلَهُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ لِإِصْلَاحِيْ.

حضرت آپ کوئی ہندوستانی عالم نہیں بلکہ آپ فرشتہ ہیں جسے اللہ نے میری اصلاح کے لیے نازل کیا ہے۔(۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک جملے میں شادی کے بعد کے احوال کو بیان کرنا

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقد نکاح کی حقیقت پوچھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً یہ جواب دے دیا:

لُزُوْمُ مَهْرٍ، سُرُوْرُ شَهْرٍ، كُسُوْرُ ظَهْرٍ، هُمُوْمُ دَهْرٍ، نُزُوْلُ قَبْرٍ، مُرُوْرُ حَشْرٍ، دُخُوْلُ جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ.

یعنی شادی کی حقیقت یہ ہے کہ:

۱......اپنے اوپر مہر کا لازم کر لینا جو پہلے لازم نہ تھا۔

۲......اس کے چند دن کی خوشی حاصل ہونا۔

۳......اس کے بعد پیٹھ کا ٹوٹ جانا یعنی دبلا اور کمزور ہو جانا۔

۴......اس کے بعد ہمیشہ کے لیے پریشان ہونا یعنی بیوی بچوں کے کھانے پینے کپڑوں وغیرہ کے انتظامات کا بھاری بوجھ اٹھانے میں مبتلا ہو جانا۔

۵......اس کے بعد قبر کے اندر جانا۔

۶......اس کے بعد حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا۔

۷......اس کے بعد جنت یا جہنم میں سے کسی ایک میں داخل ہو جانا۔

دیکھئے! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مختصر سی عبارت میں انسان کی کل زندگی اور کل انجام کی حقیقت کیسے حسن اسلوب سے مِنْ وعَنْ بیان کر دی ہے جو بالکل ہی حقیقت ہے، وہ شخص یہ جملہ سن کر نہایت متاثر ہوا۔(۲)

---

(۱) ماہنامہ بینات خصوصی نمبر ص: ۵۴۱، ۵۴۲ (۲) مخزن العلم والأدب: ص ۵۸۸

علم کوضائع کرنے والی دو چیزیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ جو کہ تورات کے بھی بڑے عالم تھے، ان سے پوچھا، جب علماء علم کو یاد کرلیں گے اور اچھی طرح سمجھ لیں گے تو پھر کون سی چیز ان کے دلوں سے علم کو لے جائے گی۔ حضرت کعب رحمہ اللہ نے کہا، دو چیزیں۔ ایک تو دنیا کی لالچ، دوسرے لوگوں کے سامنے اپنی حاجتیں لے جانا۔ (۱)

حضرت عاتکہ کا اپنے شوہر کے انتقال پر مرثیہ پڑھنا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن طفیل حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق کے نکاح میں تھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان سے بہت محبت تھی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک باغ اس شرط پر دیا کہ وہ ان کے مرنے کے بعد کسی سے شادی نہیں کریں گی۔ غزوہ طائف میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا تھا جس کا زخم اس وقت تو ٹھیک ہوگیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چالیس دن بعد وہ زخم پھر تازہ ہوگیا جس سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کی بیوی حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

وآليتُ لا تنفك عيني سخينة　　عليك ولا ينفك جلدي أغبرا

مدى الدهر ما غنَّت حمامةُ أيكةٍ　　وما طرد الليلُ الصباحَ المنوَّرا

اور میں نے قسم کھائی ہے کہ زندگی بھر اس وقت تک میری آنکھیں آپ پر گرم آنسو بہاتی رہیں گی (غم کے آنسو گرم ہوتے ہیں) اور میرا جسم گرد آلود رہے گا (یعنی میں زیب وزینت نہیں کروں گی)

جب تک گھنے جنگل کی کبوتری گاتی رہے گی اور رات کے بعد روشن صبح آتی رہے گی یعنی (ہمیشہ روتی رہوں گی)۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شادی کا پیغام دیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ

(۱) حیاۃ الصحابۃ: ج۳ص۲۹۷

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس شرط پر ایک باغ دیا تھا کہ میں ان کے بعد شادی نہ کروں گی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی عالم سے شادی کے بارے میں مسئلہ پوچھ لو، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت عبداللہ کے ورثاء کو باغ واپس کردو اور شادی کرلو۔ چناں چہ انہوں نے وہ باغ واپس کردیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کرلی۔ (۱)

ملک الموت کا خواب میں خلیفہ منصور کو پانچ انگلیوں سے اشارہ کرنا

منصور نے ایک مرتبہ خواب میں ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) کو دیکھا تو منصور نے ملک الموت سے پوچھا کہ میری زندگی کتنی باقی ہے اور میری موت کب ہوگی؟ ملک الموت نے اپنے ہاتھ کی پانچ انگلیوں کو دکھایا اور کچھ نہیں کہا۔ جب صبح بیدار ہوا تو تمام بڑے بڑے علماء کو اپنے پاس بلایا اور اپنا خواب سنا کر تعبیر دریافت کرنے لگا۔

بعض علمائے کرام نے یوں تعبیر کی، پانچ انگلیوں سے پانچ سال حیات کی طرف اشارہ ہوگا، اور بعض نے کہا پانچ مہینہ کی طرف اشارہ ہوگا، اور بعض نے پانچ دن، اور بعض خاموش رہے۔ بہرحال صحیح تعبیر کسی کی طرف سے نہیں ملی۔ اور آخر میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ تعبیر دی، پانچ انگلیوں سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾"

بے شک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا اور نہیں جانتا کوئی شخص وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔

ورأى المنصور فى منامه صورة ملك الموت وسأله عن مدة عمره فأشار بأصابعه الخمس فعبرها المعبرون بخمس سنوات وبخمسة أشهر وبخمسة أيام

(۱) حياة الصحابة: قصة عاتكة بنت زيد بن عمرو، ج۳ص ۵۲۱، ۵۲۲، الناشر: مؤسسة الرسالة

فقال أبو حنيفة رضي الله عنه هو إشارة إلى هذه الآية فإن هذه العلوم الخمسة لا يعلمها إلا الله.[۱]

ایک مجنون کا ہر مرتبہ بادام کے مطالبے کے لیے قرآنی آیات سے استنباط کرنا

ایک ادیب بغداد کے ایک امیر کی مجلس میں تھا، اور اس مال دار کے سامنے بادام سے بھری ہوئی پلیٹ پڑی تھی۔ اچانک ایک مجنون آیا اور کہا: اے امیر یہ کیا چیز ہے؟

امیر نے اس کی طرف ایک بادام پھینک دیا۔

مجنون نے کہا:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ" (دوسرے کا دو جس وقت دونوں غار میں تھے)

امیر نے اس کی طرف دوسرا بادام پھینکا۔

مجنون نے کہا:

"فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ" (سو قوی بنایا ہم نے دونوں کو تیسرے کے ذریعے)

امیر نے اس کو تیسرا دے دیا۔

مجنون نے کہا:

"فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ" (پس لو تم چار پرندوں کو)

امیر نے اس کو چوتھا بادام دیا۔

اس نے کہا:

"خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ" (پانچ تھے چھٹا ان کا کتا)

امیر نے اس کو پانچواں بادام دیا۔

اس نے کہا:

---

(۱) مدارك التنزيل: سورہ لقمان آیت نمبر ۳۴ کے تحت، ج۲ ص ۷۲۳، الناشر: دار الكلم

"فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ" (چھ دنوں میں)

امیر نے اس کو چھٹا بادام دے دیا۔

اس نے کہا:

"سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" (سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر)

امیر نے اس کو ساتواں بادام دے دیا۔

مجنون نے پھر کہا:

"ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ" (آٹھ جوڑیں)

امیر نے اس کی طرف آٹھواں بادام پھینک دیا۔

پھر اس نے کہا:

"وَ کَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ" (اور تھے شہر میں نو افراد)

امیر نے نواں بادام اس کی طرف پھینک دیا۔

اس نے کہا:

"تِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ" (یہ کامل دس ہیں)

امیر نے دسواں بادام دے دیا۔

"اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا" (گیارہ ستارے)

امیر نے اس کو گیارہواں دے دیا۔

اس نے کہا:

"اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا" (مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینہ ہیں)۔

امیر نے بارہواں بادام دے دیا۔

اس نے کہا:

"اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ" (اگر ہوں تم میں سے بیس)

امیر نے اس کو بیس بادام دے دیئے۔

اس نے کہا:

"یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ" (دوسو پر غالب آئیں گے)

امیر نے حکم دے دیا پلیٹ اٹھا کر اس کو دے دو۔

اور کہا: کھاؤ اے زانیہ کے بیٹے۔ اللہ تیرا پیٹ نہ بھرے۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو یہ کام نہ کرتا تو میں یہ آیت پڑھتا:

"وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾"

(ہم نے یونس کو ان کی طرف بھیجا جو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھے)(۱)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علم منطق کی روشنی میں سوال کا جواب دینا

فلاسفہ اور سائنس دانوں کی ایک جماعت نے علماء کرام پر یہ اعتراض کیا ہے کہ تمہارے قرآن میں ہے:

"وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾"

اور البتہ تحقیق ہم نے لکھا زبور میں نصیحت کے بعد بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

اس آیت کے مطابق اس زمین کا مالک یعنی سلطنت مسلمانوں ہی کی ہونی چاہیے۔ اب دنیا میں بہت سے غیر مسلم بھی اس زمین کے مالک یعنی بادشاہ ہیں۔ اس اعتراض کے سامنے سب علماء حیران رہ گئے آخر کار حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے یہی سوال کیا گیا تو آپ نے سنتے ہی جواب دے دیا: "اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾" منطقی قاعدہ کے اعتبار سے قضیہ کا وجود ثابت ہو جاتا ہے اور اس میں ایک فرد یا بعض افراد کی مقدار پایا جانا شرط نہیں ہے جیسا کہ "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾" اس کے معنی یہ ہیں کہ افراد

(۱) التطفیل وحکایات الطفیلین: ص۱۰۶، ۱۰۷، رقم: ۱۰۵ الناشر: دار ابن حزم

انسان خسارہ میں ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ تمام افراد انسان خسارہ میں ہیں یا بعض افراد انسان۔

اس قاعدہ کے مطابق اس زمین کا مالک کسی زمانہ میں کوئی ایک بھی مالک مسلمان ہونا آیت مذکورہ کا مفہوم و معنی ادا ہونے کے لیے کافی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک زمانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام اس تمام روئے زمین کے مالک تھے۔ اور اس وقت اس روئے زمین کی سلطنت میں کوئی غیر مؤمن اور غیر صالح شریک نہیں تھا، یہ جواب سن کر سب سائلین متحیر اور خوب خوش ہو کر تسلیم کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ دیکھئے معقولی علم بھی منقولی علم کی حفاظت کے لیے کس قدر ضروری ہے، اس واقعہ سے ارباب علم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْمَنْطِقَ فَلَا ثِقَةَ لَهٗ فِي الْعُلُوْمِ.

اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں فرق

ان دونوں جملوں میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے ''ارشاد القاری'' میں بحسب بلاغت اس طرح فرق واضح فرمایا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر جا رہے تھے کہ فرعون کے لشکر نے تعاقب کیا۔ بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے تو گھبرائے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ'' اس کلام میں ایک فرق تو یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کو لفظِ رب پر مقدم کیا اور دوسرا یہ کہ رب کی معیت صرف اپنے ساتھ بیان کی اور قوم کو چھوڑ دیا۔

اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب فرمایا ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا'' اس میں لفظ اللہ کو مقدم فرمایا اور مَعَنَا کہہ کر معیت الٰہیہ کو عام رکھا۔ صرف اپنے ساتھ مختص نہیں کیا۔ حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں کا کلام اپنی اپنی جگہ بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے اور اپنے اپنے مواقع ومحل کے عین مناسب ہے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' فرماتے تو کلام میں بلاغت نہ رہتی۔ اسی طرح اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ'' فرماتے تو موقع کے غیر مناسب ہونے کی وجہ سے کلام بلیغ نہ رہتا۔

اب ذرا تفصیل ملاحظہ ہو جس سے ثابت ہوگا کہ ہر نبی کا کلام اپنے موقع میں نہایت بلیغ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اس قدر ضعیف الایمان واقع ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ساتھ جا رہے ہیں اور نبی بھی ایسا کہ اس کے معجزات صرف معقول نہیں بلکہ محسوس ومبصر تھے۔ جس سے کم عقل آدمی بھی یقین حاصل کرسکتا ہے، اس حالت میں ان لوگوں کو اپنی گرفتاری کا وہم تک نہ آنا چاہیے تھا، مگر انہوں نے لشکر فرعون کو دیکھتے ہی وسوسہ تو کیا یقینی طور پر کئی تاکیدات کے ساتھ حکم لگا دیا۔ ''اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ'' لفظ اِنَّا اور لام تاکید اور جملہ اسمیہ لاکر اس یقین کے استحکام کو ظاہر کیا۔

قابلِ غور مقام ہے کہ ایسی قوم جسے اللہ اور رسول کے وعدہ پر اطمینان نہ ہو اور وہ اس کے خلاف کا یقین رکھتی ہو اور اسے تین تاکیدات سے بیان کر رہی ہو کہ ''اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ'' یعنی یقیناً یقیناً پکڑ لیے گئے تو ایسی قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت اور مدد کیسے ہوسکتی ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ'' میں بغرض حصر ''مَعِیَ'' کو مقدم کیا اور ضمیر متکلم مفرد لائے کہ صرف میرے ہی ساتھ میرے رب کی معیت ہے۔ اس کی برکت سے تم بھی بچ جاؤ گے ورنہ تم تو اس لائق ہو کہ فرعون کے ظلم کا شکار ہو جاؤ یا دریا میں غرق ہو جاؤ۔ مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ رب کی معیت صرف میرے ساتھ ہے، تم اس معیت کے لائق نہیں ہو۔ پس اگر ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' فرماتے تو خلافِ مقصود ہوتا اور کلام بلاغت کے معیار سے گر جاتا، اس کے برعکس غار ثور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل تھا، اور بطور وسوسہ جو یہ لفظ زبان پر آیا کہ اگر کفار ذرا جھک کر دیکھیں تو ہمیں پکڑ سکتے ہیں۔

اوّلاً: یہ صرف وسوسہ کے درجہ میں تھا جس پر مؤاخذہ نہیں۔

ثانیاً: اس وسوسہ کا منشا خوف علی النفس نہیں تھا، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف تھا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت اور کمال ایمان کی دلیل ہے، چناں چہ ''لَا تَخَفْ'' کے بجائے ''لَاتَحْزَنْ'' اس کی وضاحت کررہا ہے۔ اس لیے کہ خوف نفس پر ہوتا ہے اور حزن کسی محبوب چیز کے جدا ہونے پر ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر خوف نہیں تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا ہو جانے کا خطرہ تھا، لہٰذا آپ نے ''اِنَّ اللہَ مَعَنَا'' فرما کر واضح فرما دیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان اتنا کامل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی معیت میرے ساتھ ہے، اسی طرح ان کے ساتھ بھی ہے۔ اگر اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ'' فرماتے تو مقصود ادا نہ ہوتا اور کلام میں بلاغت نہ رہتی۔ (۱)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سوار اپنی سواری سے کب اترے گا

حضرت یعلی تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سانحہ شہادت کے تین دن بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت سولی پر لٹکائے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ لاش کے پاس تشریف لائیں وہ اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ قد لمبا تھا اور آنکھوں کی بینائی جواب دے چکی تھی۔ حجاج سے کہنے لگیں: کیا ابھی تک اس شہسوار کو نیچے اتارنے کا وقت نہیں آیا؟ حجاج بولا: (یہ شہسوار کہاں) یہ تو منافق ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بخدا! یہ منافق نہیں تھا بلاشبہ یہ تو نیکوکار تھا دن کو روزہ رکھتا اور رات کو مصلے پر کھڑا رہتا تھا۔ حجاج بولا: اے بڑھیا! واپس لوٹ جا، تیری عقل میں فساد آ گیا ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: بخدا! ایسی بات نہیں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس وقت سے میری عقل میں فساد نہیں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبیلہ ثقیف میں سے ایک کذاب اور ایک مبیر

(۱) ارشاد القاری الی صحیح البخاری: ص ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲ ایچ ایم سعید

(یعنی لوگوں کا قتل عام کرنے والا ہے) ظاہر ہوگا، رہا کذاب سو ہم اسے (مختار ثقفی کو) دیکھ چکے اور مبیر تو تم ہی ہو:

فَجَاءَتْ أُمُّهُ عَجُوزٌ طَوِيلَةٌ مَكْفُوفَةُ الْبَصَرِ فَقَالَتْ لِلْحَجَّاجِ أَمَا آنَ لِهَذَا الرَّاكِبِ أَنْ يَنْزِلَ؟ فَقَالَ الْحَجَّاجُ الْمُنَافِقُ، فَقَالَتْ وَاللهِ مَا كَانَ مُنَافِقًا، إِنْ كَانَ لَصَوَّامًا قَوَّامًا بَرًّا، قَالَ انْصَرِفِي يَا عَجُوزُ، فَإِنَّكِ قَدْ خَرِفْتِ، قَالَتْ لَا وَاللهِ مَا خَرِفْتُ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ، فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَقَدْ رَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَأَنْتَ.(۱)

مسئلہ خلقِ قرآن میں خلیفہ معتصم باللہ کا امام احمد رحمہ اللہ پر ظلم وتشدد

خلیفہ معتصم باللہ جب خلقِ قرآن کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف بدلنے سے عاجز آ گیا تو اس نے ان پر مزید سختی شروع کر دی۔ آلہ تعذیب نصب کروایا، ظالم اور جابر جلاد مقرر کیے اور بے پناہ تشدد کرایا۔ جلاد کے سخت زدوکوب کی وجہ سے امام صاحب کا کندھا مبارک اکھڑ اگیا، پیٹھ مبارک سے خون کے فوارے جاری ہو گئے۔

خلیفہ معتصم آگے بڑھا اور بولا:

يَا أَحْمَدُ، قُلْ هَذِهِ الْكَلِمَةَ وَأَنَا أَفُكُّ عَنْكَ بِيَدِيْ، وَأُعْطِيْكَ وَأُعْطِيْكَ.

احمد! صرف یہ ایک کلمہ کہہ دو (کہ قرآن مخلوق ہے) میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول کر تمہیں آزاد کردوں گا اور تمہیں دنیا جہان کی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا۔

جواب میں امام احمد رحمہ اللہ صرف یہ فرماتے:

هَاتُوْا أَيَةً أَوْ حَدِيْثًا.

قرآن کی کوئی آیت یا حدیث کی کوئی نص اس کی دلیل کے طور پر پیش کردو، میں فوراً اپنی رائے تبدیل کردوں گا۔

خلیفہ معتصم نے دانت پیستے ہوئے جلاد سے کہا: یہ میری بات نہیں مان رہا۔ تمہارے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن الزبير، ج۱ ص۳۳۳ الناشر: دار الكتاب العربي

ہاتھ ٹوٹ جائیں تم نے اس پر زیادہ سختی نہیں کی، اور زیادہ قوت سے مارو! جلاد نے پوری قوت سے کوڑا مارنا شروع کیا۔ امام صاحب کا گوشت پھٹ گیا۔

خون کا فوارہ نکلا، خلیفہ کا ایک درباری عالم آگے بڑھا اور گویا ہوا: احمد بن حنبل! کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ. اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔

پھر کیوں خواہ مخواہ اپنی جان کے درپے ہو اور خلیفہ کی بات نہ مان کر اپنے آپ کو ہلاک کررہے ہو؟

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

اُخْرُجْ، وَانْظُرْ اَیُّ شَیْءٍ وَرَاءَ الْبَابِ؟

باہر نکلو اور دروازے کے باہر دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

اس نے محل کے صحن سے نکل کر جھانکا، دیکھا بے شمار لوگ کاغذ اور قلم پکڑے انتظار کررہے ہیں۔ درباری عالم نے اس مجمع والوں سے پوچھا: کس چیز کے منتظر ہو؟

لوگوں نے کہا:

نَنْظُرُ مَا یُجِیْبُ بِهِ اَحْمَدُ فَنَكْتُبُهُ.

ہم خلق قرآن کے مسئلے میں امام احمد کے جواب کے منتظر ہیں تا کہ اس کو لکھ سکیں۔

وہ درباری عالم واپس آیا اور امام احمد رحمہ اللہ کو جب خبر دی تو امام صاحب نے فرمایا:

اَنَا اُضِلُّ هٰؤُلَاءِ كُلَّهُمْ؟ اَقْتُلُ نَفْسِیْ وَلَا اُضِلُّهُمْ.

کیا میں ان تمام کو گمراہ کردوں؟ اپنے آپ کو قتل کروالینا منظور ہے مگر ان کو گمراہ کرنا منظور نہیں۔

جبل استقامت امام احمد رحمہ اللہ پر اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ (۱)

---

(۱) [illegible]ـب الإمام أحمد لابن الجوزی: ص۳۲۹، ۳۳۰/ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: أحمد بن حنبل، ج۱۱ ص۲۵۳، ۲۵۴، رقم الترجمة: ۷۸ الناشر: مؤسسة الرسالة

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے حسن سے ستائیس سوالات

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ذیل میں دی گئی چیزوں کے متعلق سوال کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ	حضرت حسن رضی اللہ عنہ
۱......اے پیارے بیٹے! راست بازی کیا ہے؟	اے ابا جان! اچھائی سے برائی کو مٹانا راست بازی ہے۔
۲......شرف کیا ہے؟	قبیلہ پروری اور جرأت۔
۳......مروّت کیا ہے؟	عفت و پاک دامنی اور مال کی درستی۔
۴......مہربانی کیا ہے؟	تھوڑے پر نظر رکھنا اور نظر حقارت سے باز رہنا۔
۵......ملامت کیا ہے؟	آدمی کا اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو الزام دینا۔
۶......سماحت (سخاوت) کیا ہے؟	مال داری و تنگ دستی میں خرچ کرنا۔
۷......بخل کیا ہے؟	جو تیرے پاس ہوا سے عظیم سمجھے اور جو خرچ کرے اسے تلف ضائع سمجھے۔
۸...... بھائی چارہ کیا ہے؟	بیماری و تندرستی میں غمگساری کرنا۔
۹......جُبن (سستی) کیا ہے؟	دوست پر بہادری دکھانا اور دشمن سے بھاگ جانا۔
۱۰......غنیمت کیا ہے؟	تقویٰ میں رغبت اور دنیا سے بے رغبتی غنیمت ہے۔
۱۱...... بردباری کیا ہے؟	غصے کو پی جانا اور نفس پر قابو پالینا۔
۱۲......غناء کیا ہے؟	اللہ کے دیئے پر نفس کو راضی رکھنا بے شک اصل غناء تو نفس کا ہے۔
۱۳......فقر کیا ہے؟	نفس کا ہر چیز پر حریص ہونا۔

۱۴......قوت وطاقت کیا ہے؟	لڑائی کی شدت میں اور طاقتوروں کے مقابلہ میں جم جانا۔
۱۵......ذلّت کیا ہے؟	بہادری دکھانے کے وقت گھبرا جانا۔
۱۶......عاجزی کیا ہے؟	داڑھی سے کھیلنا اور باتوں کے دوران تھوک کا کثرت سے آنا۔
۱۷......جرأت کیا ہے؟	ہم عمروں کی موافقت۔
۱۸......تکلف وکلفت کیا ہے؟	لایعنی باتیں کرنا۔
۱۹......بزرگی کیا ہے؟	عزم اور نیک جگہ میں عطاء کرنا اور جرم کی جگہ میں روکنا۔
۲۰......عقل مندی کیا ہے؟	جو کچھ تو نے جمع کیا ہے دل کا اس کا یادرکھنا عقل مندی ہے۔
۲۱......اختلاف کیا ہے؟	دشمنیوں کو آگے رکھنا اور باتوں کو بلند کرنا۔
۲۲......چمک،خوبصورتی کیا ہے؟	اچھے کام کرنا اور برے کام چھوڑنا۔
۲۳......دانش مندی کیا ہے؟	بردباری کرنا اور حاکموں کے ساتھ نرمی کرنا۔
۲۴......بے وقوفی کیا ہے؟	ڈھٹائی کی اتباع اور گمراہوں کی مصاحبت۔
۲۵......غفلت کیا ہے؟	اچھائی کو چھوڑ کر برائی کے پیچھے پڑ جانا۔
۲۶......حرمان کیا ہے؟	تیرا حصہ تجھ کو پیش کردیا جائے اور تو اس کو چھوڑ دے۔
۲۷......سرداری کیا ہے؟	اپنے مال میں حماقت کرنے والا، اپنی عزت کا خیال نہ رکھنے والا جسے گالی دی جائے اور وہ جواب نہ دے اور قبیلے کے معاملہ میں پریشان سردار ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ جوابات سن کر کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوارشاد فرماتے سنا ہے کہ جہالت سے بڑھ کر کوئی فقیر نہیں اور عقل مندی سے بڑھ کر کوئی مال نہیں۔ (۱)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خیر کے کاموں میں سبقت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کر کے رہوں گا۔

لہٰذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے یعنی نصف مال۔ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا مال ومتاع لے کر حاضر خدمت ہو گئے:

وَاَتَى اَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ؟ قَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ لَا اُسَابِقُكَ اِلَى شَيْءٍ اَبَدًا. (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے لیے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں کبھی بھی آپ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور انفاق فی سبیل اللہ

عبدالرحمٰن بن ابی حباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: الحسن بن علي، ج۲ ص۳۵، ۳۶، ۳۷، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: ابوبكر صديق، ج۱ ص۳۲ الناشر: دار الكتاب العربي

وسلم نے جیش عسرت کے موقع پر لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر سو اونٹ بمع ٹاٹ اور پالان وغیرہ کے لازم ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مسلمانوں کو راہ خدا میں مال خرچ کرنے پر ابھارا (چوں کہ یہ سفر انتہائی دور دراز کا تھا اور صحابہ کرام کے پاس زادِراہ کے لیے کچھ سامان سفر نہ تھا) چناں چہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی دوبارہ بولے: مجھ پر سو اونٹ بمع ساز وسامان کے لازم ہیں۔ راوی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (خوشی سے) ہاتھ ہلا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: عثمان پر کوئی گرفت اور مؤاخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کریں۔

خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَثَّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُثْمَانُ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا، ثُمَّ حَثَّ فَقَالَ عُثْمَانُ عَلَيَّ مِائَةٌ أُخْرَى بِأَحْلَاسِهَا، قَالَ ثُمَّ حَثَّ فَقَالَ عُثْمَانُ عَلَيَّ مِائَةٌ أُخْرَى بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا۔[1]

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جیش العسرۃ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔ پھر گئے اور ہزار دینار لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بکھیر کر چلے گئے۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان دیناروں کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فرما رہے ہیں: آج کے بعد عثمان کوئی عمل بھی کریں انہیں کوئی نقصان نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کسبِ حلال

ابوایوب سختیانی کے سلسلہ سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ عمامہ باندھے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے،

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۵۸ الناشر: دار الكتاب العربي

فرمانے لگے ایک بار میں مدینہ میں شدید بھوک کا شکار ہوگیا، جس کی وجہ سے میں مزدوری کی تلاش میں مدینہ کے اطراف میں نکل گیا، وہاں پر کھجور کے عوض ایک خاتون کی میں نے مزدوری کی، ہر ڈول کے عوض ایک کھجور اجرت طے پائی، میں نے سولہ ڈول پانی کے کھینچے حتی کہ میرے ہاتھ شل ہوگئے۔ پھر میں عورت کے پاس گیا اور سولہ کھجوریں لے کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ یہ کھجوریں آج کی میری مزدوری کا عوض ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میرے ساتھ کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔ (۱)

حضرت عثمان بن مَظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی اہلیہ کے اشعار

يَا عَيْنُ جُودِي بِدَمْعٍ غَيْرِ مَمْنُونٍ　　عَلَى رَزِيَّةِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ

عَلَى امْرِءٍ بَاتَ فِي رِضْوَانِ خَالِقِهِ　　طُوبَى لَهُ مِنْ فَقِيدِ الشَّخْصِ مَدْفُونِ

طَابَ الْبَقِيعُ لَهُ سُكْنَى وَغَرْقَدُهُ　　وَأَشْرَقَتْ أَرْضُهُ مِنْ بَعْدِ تَفْتِينِ

وَأَوْرَثَ الْقَلْبَ حُزْنًا لَا انْقِطَاعَ لَهُ　　حَتَّى الْمَمَاتِ فَلَمَّا تَرَقَّى لَهُ شُونِي

اے عثمان بن مظعون کی وفات پر رونے والی آنکھ! وہ ابن مظعون جس نے خالق کی رضا میں راتیں بسر کیں۔ خوش خبری ہو اس مدفون شخص کے لیے بقیع کو بھی خوشخبری ہو کہ اس میں عثمان کا ٹھکانہ بنا، اس کی وجہ سے بقیع کی زمین روشن ومنور ہوگئی۔ اس کی وفات پر ہمارا قلب مسلسل غمزدہ ہے حتی کہ ہم مرجائیں۔ (۲)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی جرأت واستقامت

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں مدینہ کے والی نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا: سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے علاوہ تمام اہل مدینہ نے ولید اور سلیمان کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے، عبدالملک نے جواب لکھا: تلوار کے زور پر ان سے بیعت لو۔ اگر بیعت کرلیں تو فبہا ورنہ

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۱ ص۷۰، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن مظعون، ج۱ ص۱۰۲، الناشر: دار الكتاب العربي

انہیں پچاس کوڑے مارو! اور مدینہ کے بازاروں میں چکر لگواؤ۔ مدینہ میں جب عبدالملک کا خط پہنچا تو موقع غنیمت سمجھ کر سلیمان بن یسار، عروہ بن زبیر اور سالم بن عبداللہ، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ کو خبر دیں کہ والی مدینہ کو عبدالملک بن مروان نے خط لکھا ہے کہ اگر آپ بیعت نہ کریں تو آپ کی گردن اڑا دی جائے، ہم آپ کے دفاع کی خاطر آپ پر تین باتیں پیش کرتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک مان لیجیے۔ اوّل یہ کہ والی نے اتنی بات مان لی ہے کہ عبدالملک کا خط آپ کو پڑھ کر سنایا جائے اور آپ اس کے جواب میں بیعت کا اقرار کریں اور نہ ہی انکار، اس طرح لوگوں میں مشہور ہو جائے گا کہ سعید بن مسیّب نے بیعت کر لی۔ فرمایا: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب کسی چیز کا انکار کر دیتے پھر ساری دنیا لگی رہے اس کا اقرار نہیں کروا سکتی تھی۔ پھر ابن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا ایک بات ہو چکی دو باتیں باقی رہتی ہیں وہ بھی جلدی کر لو۔ کہنے لگے دوسری یہ کہ آپ کچھ دنوں تک گھر ہی میں نشست و برخاست رکھیں اور مسجد کی طرف تشریف نہ لے جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ کو مجلس درس میں تلاش کیا جائے گا تو آپ کو وہاں نہیں پایا جائے گا فرمایا؟ میں مؤذن کو اپنے کانوں سے حی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح کہتے سنتا ہوں لہٰذا میں ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ کہنے لگے: تیسری بات یہ کہ آپ اپنی مجلس سے کہیں اور منتقل ہو جائیں اور والی آپ کو مجلس سے بلوائے گا تو آپ مجلس سے غائب ہوں گے۔ اس طرح وہ پھر آپ سے بیعت لینے کے اصرار سے رُک جائے گا۔ فرمانے لگے: مخلوق سے ڈر کر میں ایک بالشت بھی آگے اور نہ ہی پیچھے ہوں گا۔ یہ حضرات ناامید ہو کر ان کے پاس سے چلنے لگے اور ان کے دیکھا دیکھی سعید بن مسیّب رحمہ اللہ مسجد کی طرف نماز ظہر پڑھنے چل پڑے اور حسب سابق اسی مجلس میں تشریف فرماتے رہے اور درس دیتے رہے۔

والی نے ظہر کی نماز پڑھ کر آپ کو اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین کا خط آیا ہے اور اس میں لکھا ہے: آپ بیعت کر لیں ورنہ ہم آپ کا سر قلم کر دیں گے۔ فرمایا: رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ والی نے جب دیکھا کہ وہ اس کے اصرار کا مثبت جواب نہیں دے رہے تو انہیں کھلی جگہ کی طرف نکال کر لے گیا، ان کی گردن کھینچی گئی اور تلواریں سونت لی گئیں مگر آپ تھے کہ پہاڑ ہلے تو ہلے لیکن ابن المسیب نہ ہلے اور ان کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی اور اپنے مؤقف پر ہی مصر رہے چناں چہ جب والی نے انہیں دیکھا کہ وہ ان کو ذرا ٹس سے مس نہیں کر سکا تو ان کے کپڑے اتروا لیے گئے اور انہیں لنگوٹ پہنایا گیا۔ اس موقع پر فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ میں قتل نہیں کیا جاؤں گا تو اس لنگوٹ میں میری شہرت نہ کی جاتی۔ بالآخر والی نے انہیں پچاس کوڑے مارے اور پھر انہیں مدینہ کے بازاروں میں چکر لگوائے۔ (۱)

کثرتِ مال ترکے میں اس لیے چھوڑا تا کہ تم اپنے دین کو محفوظ رکھو

سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے وفات پائی تو انہوں نے دو یا تین ہزار دینار ورثہ کے لیے ترکہ میں چھوڑے اور فرمایا: میں نے ترکہ میں اتنے سارے دینار صرف اس لیے چھوڑے ہیں تا کہ تم ان کے ذریعے اپنے دین اور حسب کو محفوظ رکھ سکو:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ مَاتَ وَتَرَكَ أَلْفَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِينَارٍ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهَا إِلَّا لِأَصُونَ بِهَا دِينِي وَحَسَبِي. (۲)

اوصاف صحابہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی نگاہ میں

کسی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات بتلا دیجیے۔ حسن بصری رحمہ اللہ رو پڑے اور پھر فرمایا: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت ساری علامات خیر مترشح ہوئیں، بلند پائیگی، درستگی وراست بازی، نمونہ سیرت وصدق، اقتصادیات میں تہی دست، ان کی چال تواضع سے لبریز، جو بات ان کی زبان پر وہی ان کے عمل میں ہوتی تھی، ان کا کھانا اور پینا رزق حلال

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج۲ص۱۷۲،۱۷۳، الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة سعيد بن المسيب، ج۲ص۱۷۳ الناشر: دار الكتاب العربي

وطیب تھا، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری خضوع وخشوع کے ساتھ بجالاتے، ان کا استفادہ محض حق کی خاطر تھا، ان کا عطاء بھی حق کے لیے تھا، اللہ کی راہ میں پیاس کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، ان کے اجسام کمزور تھے، خالق کو راضی رکھتے اگر چہ مخلوق ناراض ہی کیوں نہ ہو، غیض وغضب میں افراط سے کام نہ لیتے تھے۔ ظلم کا سامنا کرتے ہوئے ڈرتے نہیں تھے، قرآنی حکم سے ذرہ برابر بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے، اپنی زبانوں کو ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغول رکھتے تھے۔ جب ان سے مدد طلب کی گئی تو انہوں نے اپنے خون نچھاور کردیے، جب ان سے قرض مانگا گیا انہوں نے اموال کی بارش برسادی، مخلوق کا خوف انہیں کار خیر سے نہیں روک سکتا تھا۔ ان کے دنیوی اخراجات بہت قلیل تھے اور تھوڑی چیز دنیا میں ان کے لیے کافی ہوتی تھی۔ (۱)

یونس بن عُبید رحمہ اللہ نے فرمایا تین باتیں اپنے دامن کے ساتھ باندھ لو

یونس بن عبید رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

تین باتیں میری طرف سے اپنے دامن کے ساتھ باندھ لو۔

۱...... تم میں سے کوئی بھی بادشاہ کے پاس جا کر قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے۔

۲...... تم میں سے کوئی آدمی بھی جوان عورت کو تنہائی میں قرآن کریم نہ پڑھائے۔

۳...... تم میں سے کوئی آدمی بھی اہل بدعت سے حدیث کا سماع نہ کرے۔

ثَلَاثَةٌ احْفَظُوهُنَّ عَنِّي لَا يَدْخُلْ أَحَدُكُمْ عَلَى سُلْطَانٍ يَقْرَأُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ، وَلَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ مَعَ امْرَأَةٍ شَابَّةٍ يَقْرَأُ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ، وَلَا يُمَكِّنْ أَحَدُكُمْ سَمْعَهُ مِنْ أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ. (۲)

چار چیزوں سے قلب مردہ ہوجاتا ہے

محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: چار چیزوں سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: الحسن البصري، ج۲ص۱۵۰ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: يونس بن عبيد، ج۳ص۲۱ الناشر: دار الكتاب العربي

۱...... گناہ پر گناہ کرنا۔

۲...... عورتوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور کثرت سے گفتگو۔

۳...... بے وقوف کے ساتھ جھگڑنا کہ تو اسے گالیاں دے وہ تجھے گالیاں دے۔

۴...... مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ کسی نے پوچھا مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر مال دار، عیش پرست اور ظالم سلطان کے ساتھ مجالست کرنا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ، قَالَ أَرْبَعٌ يُمِتْنَ الْقَلْبَ الذَّنْبُ عَلَى الذَّنْبِ، وَكَثْرَةُ مُثَاقَنَةِ النِّسَاءِ وَحَدِيثُهُنَّ، وَمُلَاحَاةِ الْأَحْمَقِ تَقُولُ لَهُ وَيَقُولُ لَكَ، وَمُجَالَسَةُ الْمَوْتَى، قِيلَ وَمَا مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى؟ قَالَ مُجَالَسَةُ كُلِّ غَنِيٍّ مُتْرَفٍ وَسُلْطَانٍ جَائِرٍ.(۱)

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا انداز

عبدالعزیز بن ابی روّاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا ہوا دیکھا، وہ مجھے چیں بہ جبیں دیکھ کر فرمانے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ اس پھوڑے میں میرے اوپر کیا انعام ہوا؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ پہلے قدرے خاموش ہو گئے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ پھوڑا میری آنکھ کی سیاہی پر نہیں نکالا، نہ میری زبان پر اور نہ میرے آلہ تناسل پر نکالا بلکہ اللہ نے یہ پھوڑا ہاتھ پر نکال کر اس کو میرے لیے ہلکا کر دیا:

رَأَيْتُ فِي يَدِ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ قَرْحَةً فَكَأَنَّهُ رَأَى مَا قَدْ شَقَّ عَلَيَّ مِنْهَا فَقَالَ لِي تَدْرِي مَا عَلَيَّ فِي هَذِهِ الْقُرْحَةِ مِنْ نِعْمَةٍ؟ قَالَ فَسَكَتَ قَالَ حَيْثُ لَمْ يَجْعَلْهَا عَلَى حَدَقَتِي وَلَا عَلَى طَرْفِ لِسَانِي وَلَا عَلَى طَرْفِ ذَكَرِي قَالَ: فَهَانَتْ عَلَيَّ قُرْحَتُهُ۔(۲)

(۱)، (۲) حلية الأولياء: ترجمة: محمد بن واسع، ج۲ص ۳۵۱، الناشر: دار الكتاب العربي

خدا کو شکستہ دلوں کے پاس تلاش کرو

مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: اے میرے رب! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ ارشاد ہوا: مجھے ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس تلاش کیا جاسکتا ہے:

مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ قَالَ مُوسَى عليه السلام يَا رَبِّ أَيْنَ أَبْغِيكَ؟ قَالَ أَبْغِنِي عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ. (۱)

ایک شخص کا جنّت میں سونے کی دو پنڈلیوں کے ساتھ گھومنا

حضرت عبداللہ بن کردوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے مجھ سے اپنا خواب بیان کیا کہ نیند میں، میں نے ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سونے کی ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی، مجھے جنت میں داخل کیا اور مجھے گوشت پوست کی پنڈلیوں کے بجائے سونے کی دو پنڈلیاں عطا فرمائیں جن سے میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلتا پھرتا ہوں۔ میں نے پوچھا تجھے یہ انعام کس چیز کے بدلے میں ملا؟ کہا: میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاتا تھا:

قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ رَأَيْتُ جَلِيسًا لِي فِي الْمَنَامِ فَإِذَا سَاقَاهُ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لَهُ مَا صَنَعَ اللّٰهُ بِكَ؟ فَقَالَ غَفَرَ لِي وَأَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ وَأَبْدَلَنِي بَدَلَ سَاقَيَّ سَاقَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ أَسْرَحُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتُ قُلْتُ بِمَاذَا؟ قَالَ بِعَزْلِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ. (۲)

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الاصل کے حافظ تھے

کتاب الاصل فقہی مسائل سے متعلق حضرت امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: مالك بن دينار، ج۲ص۳۶۴ الناشر: دار الكتاب العربی

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: ابن سيرين، ج۲،ص۲۷۳ الناشر: دار الكتاب العربی

ایک عظیم تصنیف ہے، محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

یہ کتاب حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کو زبانی یاد تھی، اور اسی کو سامنے رکھ کر آپ نے ''کتاب الام'' تصنیف فرمائی تھی:

كتاب الاصل المعروف بالمبسوط وهو الذى يقال عنه ان الشافعي كان حفظه والف الأم على محاكاة الاصل.(۱)

علامہ کوثری رحمہ اللہ کی یہ بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے کیوں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

جالسته عشر سنين و حملت من كلامه حمل جمل.(۲)

میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی خدمت میں دس سال رہا ہوں اور میں نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابوں میں ان کے کلام کو نقل کر کے اٹھایا ہے۔

کتاب الاصل کا مطالعہ کر کے ایک یہودی عالم مسلمان ہوگیا

علامہ کوثری رحمہ اللہ نے کتاب الاصل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک یہودی عالم نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ یہ کہتے ہوئے مسلمان ہوگیا کہ ''هذا كتاب محمدكم الأصغر فكيف كتاب محمدكم الأكبر'' یعنی تمہارے چھوٹے محمد (امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ) کی کتاب کا یہ حال ہے تو تمہارے بڑے محمد (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب (قرآن مجید) کا کیا حال ہوگا؟

واسلم حكيم من اهل الكتاب بسبب مطلعة المبسوط هذا قائلا هذا كتاب محمدكم الأصغر فكيف كتاب محمدكم الأكبر.(۳)

---

(۱) بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: ص ۶۱، الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) مناقب أبي حنيفة للامام الكردري: ص ۴۲۹

(۳) بلوغ الأماني في سيرة الامام محمد بن الحسن الشيباني: ص ۱۹۶، الناشر: دار الكتب العلمية

امام واقدی رحمہ اللہ کے جواب سے نصرانی طبیب مسلمان ہو گیا

شیخ احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی طبیب حاذق ہارون الرشید کے پاس آیا، ایک دن اس نے علی بن حسین واقدی رحمہ اللہ سے مناظرہ کیا، کہنے لگا کہ تم عیسیٰ کے خدا کا جزء ہونے کے منکر ہو حالاں کہ تمہاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک ایسی آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جزء ہیں اور وہ یہ آیت ہے:

"اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ"
بے شک مسیح جو ہے عیسیٰ بن مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں۔ (۱)

امام واقدی رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی "سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا" اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں سب کو اپنی طرف سے، اور فرمایا کہ اس صورت میں تو لازم آئے گا کہ جمیع آشیاء عالم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا جزء ہوں، یہ سن کر وہ طبیب ہکا بکا رہ گیا اور اسی وقت اسلام لے آیا، ہارون الرشید اس پر بہت ہی خوش ہوا اور علامہ واقدی رحمہ اللہ کو انعامات سے نوازا۔ (۲)

شاگرد کی زبان سے ایک پیچیدہ مسئلے کے حل پر استاذ کا فرطِ محبت

مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں دہلی میں ایک صاحب کی اہلیہ تھیں جو بار بار اپنے میکے جاتیں، شوہر نے صورت حال سے تنگ آ کر ایک دن کہا کہ اگر آئندہ تم اپنے باپ کے گھر گئیں تو تمہیں طلاق۔ اتفاقاً اس عورت کے والد کا انتقال ہو گیا، اب اگر یہ گھر جائے تو طلاق واقع ہو، اور اگر نہ جائے تو بھی کیسے، اس لیے کہ والد کا جنازہ ہے، چناں چہ اس صورت حال میں شوہر بہت پریشان ہوا، اور مسئلہ کے حل کے لیے حضرت شاہ عبد العزیز

(۱) ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ

(۲) حاشية الصاوي على تفسير الجلالين: ج۲ ص۸۴، ۸۵، الناشر: دار احياء التراث العربي

محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ بھی شاہ صاحب کی خدمت میں موجود تھے۔ شاہ صاحب نے مسئلہ سن کر فرمایا کہ اگر تمہاری اہلیہ اپنے گھر گئیں تو طلاق ضرور پڑ جائیگی۔ شوہر یہ جواب سن کر رونے پیٹنے لگا، قاضی صاحب نے بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت میرا تو خیال یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی، کیوں کہ باپ کی وفات کے بعد وہ باپ کا گھر رہا ہی نہیں بلکہ بھائیوں کا گھر ہوگیا، جب کہ وقوع طلاق کی شرط باپ کے گھر جانا تھا، شاہ صاحب رحمہ اللہ نے باوجودیکہ استاذ تھے اپنے شاگرد کے اس اختلاف ونکتہ آفرینی کو بہت سراہا اور دل سے قبول کیا۔

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی توجہ سے سینما کی محبت نفرت میں بدل گئی

شیخ محمد شریف صاحب نے ذکر کیا کہ ایک نوجوان مسمی عبدالستار قدم بوسی کا ملتجی ہوا اور اس نے عرض کی کہ حضرت! سینما کو بہت جی چاہتا ہے، طبیعت قطعاً نہیں رکتی۔ حضرت نے چند منٹ خاموشی اختیار کی اور توجہ فرمائی۔ پھر پوچھا، تو عبدالستار نے فوراً عرض کیا کہ حضرت اب تو دل میں نفرت پیدا ہوچکی ہے۔ (۱)

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور کمالِ استغناء

حضرت کے ایک مخلص مرید (جناب عبدالحمید خان صاحب فیروز سنز والے جو آپ کی سوانح حیاتِ مردِ مؤمن کے مصنف بھی ہیں) نے ایک مرتبہ ایک نئی کار حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے یہ عرض کیا کہ کار کے ڈرائیور، مرمت، پیٹرول وغیرہ کے تمام مصارف میں ادا کرتا رہوں گا، مگر حضرت رحمہ اللہ نے اپنی شانِ استغناء کو برقرار رکھتے ہوئے نئی کار قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ (۲)

---

(۱) مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۲۱

(۲) مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۳۵

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ہاتھ پھیرنے سے قاضی صاحب کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا

خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا:

ایک دفعہ میرا بازو ٹوٹ گیا اور علاج کے بعد درد وغیرہ جاتا رہا لیکن میرا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچتا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتاریاں ہوئیں تو ملتان جیل میں میرے بعد حضرت لاہوری رحمہ اللہ بھی گرفتار ہو کر تشریف لائے۔ اور علماء کرام بھی وہاں موجود تھے لیکن حضرت رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نماز پڑھایا کریں۔ میں نے تعمیل حکم میں نمازیں پڑھانی شروع کر دیں۔

ایک دن جماعت میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ عین میرے پیچھے کھڑے تھے، جب سجدے میں گئے تو آپ کی مبارک ٹوپی کی نوک میرے پاؤں کے تلوے میں لگی، مجھ پر یہ واقعہ بڑا شاق گزرا، میں نے اگلی نماز کی جماعت نہ کرائی۔ ایک دو دن کے بعد حضرت نے مجھ کو دوبارہ فرمایا، قاضی صاحب! آپ نماز پڑھایا کریں۔ میں نے ہاتھ کی تکلیف کا عذر کیا اور کہا کہ میرا ہاتھ منہ تک نہیں جاتا۔ یہ سن کر حضرت رحمہ اللہ نے نہایت شفقت سے میرا بازو پکڑا، اپنے دستِ مبارک کو میرے ٹوٹے ہوئے بازو پر پھیرا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ قادر ہے، شفاء اسی کے ہاتھ میں ہے، یہ اور اسی قسم کے چند ایمان افروز کلمات آپ کی زبان سے صادر ہوئے، میں خاموشی سے سنتا رہا، نماز عشاء پڑھی گئی، سونے کا وقت آیا، سب سو گئے۔

پروردگار عالم کی قسم! اگلی صبح کو میں نے نماز کے لیے وضو کیا تو میرے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک تھے (یہ حضرت کی کرامت تھی)۔ جب کہ ماہر سرجن ڈاکٹر امیر الدین صاحب فرما چکے تھے کہ بغیر آپریشن ٹھیک نہیں ہو گا۔ (۱)

(۱) مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۷۴

امام ابو یوسف کا امام مالک سے سجدہ سہو کے متعلق لاجواب سوال

ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہارون رشید کی معیت میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے سجدہ سہو کا مسئلہ دریافت کرنے لگے:

وَقَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ سَهْوُهُ عَنْ نُقْصَانٍ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ؛ لِأَنَّهُ جَبْرٌ لِلنُّقْصَانِ، وَلَوْ كَانَ عَنْ زِيَادَةٍ سَجَدَ بَعْدَ السَّلَامِ؛ لِأَنَّهُ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ إِلَّا أَنَّ أَبَا يُوسُفَ قَالَ لَهُ بَيْنَ يَدَيْ الْخَلِيفَةِ أَرَأَيْتَ لَوْ زَادَ وَنَقَصَ كَيْفَ يَصْنَعُ فَتَحَيَّرَ مَالِكٌ.(۱)

یعنی آپ نے کہا: اگر نقصان کے ساتھ سجدہ سہو ہو تو نقصان کی خاطر سجدہ سہو قبل السلام کیا جائے گا۔ اگر زیادتی کے ساتھ سہو ہو تو شیطان کی ترغیم کے لیے سجدہ سہو بعد السلام کیا جائے گا۔ پھر حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دریافت کیا: اگر کسی کو زیادتی ونقصان دونوں قسم کا سہو ہوا تو وہ کیا کرے گا۔ یعنی آپ کے قول کے مطابق قبل السلام اور بعد السلام دو دفعہ سجدہ کرنا پڑے گا، حالاں کہ سجدہ سہو کے متعلق آپ اور سارے ائمہ متفق ہیں کہ وہ ایک ہی مرتبہ ہے، اب حضرت امام مالک رحمہ اللہ حیرت میں پڑ گئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر کا کل ساز وسامان

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو لوگوں نے اور وہاں کے سرداروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا، وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ۔ لوگوں نے کہا، وہ ابھی آپ کے پاس آ جائیں گے۔ چناں چہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آئے تو سواری سے نیچے اتر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں گلے لگایا۔ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں گھر میں صرف یہ چیزیں نظر آئیں۔ ایک تلوار، ایک ڈھال اور ایک کجاوہ:

لما قدم عمر الشام تلقاه الناس وعظماء أهل الأرض فقال عمر أين أخي قالوا

(۱) المبسوط للسرخسي: باب سجود السهو، ج۱ ص۲۲۰، الناشر: دار المعرفة

من قال أبو عبيدة قالوا الآن يأتيك فلما أتاه نزل فاعتنقه ثم دخل عليه بيته فلم ير في بيته إلا سيفه وترسه ورحله.(۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے گھر میں صرف بیس درہم کا سامان تھا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، ان کو دیکھ کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہوگیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: روتے کیوں ہو ان شاء اللہ حوض کوثر پر تمہاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ سے ملاقات ہوگی۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے جاتے وقت تم سے راضی تھے۔ انہوں نے فرمایا میں فقط اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیتے ہوئے فرمایا تھا: اے لوگوں ایک مسافر کی دنیا کے مساوی تمہارے پاس دنیا ہونی چاہیے۔ لیکن آج ہمارے اردگرد گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: اے سعد! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اللہ کو یاد کرلینا، جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ کو یاد کرلینا اور کوئی شئی تقسیم کرو تب بھی خدا کو یاد رکھنا۔

راوی کہتے ہیں کہ وفات کے بعد ان کے گھر میں فقط بیس درہم کا سامان تھا۔(۲)

تصوّف کی حقیقت دس باتوں پر مشتمل ہے

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے تصوّف کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

تصوّف کی حقیقت دس باتوں پر مشتمل ہے:

---

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: ابو عبيدة عامر بن عبدالله بن الجراح، ج ۱ ص ۱۳۷، الناشر: دار الحديث قاهرة (۲) حلية الأولياء: ترجمة: سلمان فارسي، ج ۱ ص ۱۹۵ الناشر: دار الكتاب العربي

۱...... دنیا کی ہر شئی میں کثرت کے بجائے قلّت پر اکتفاء کرے۔

۲...... اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ عزوجل پر قلب کا اعتماد رکھے۔

۳...... نفلی طاعات کے ساتھ فرض پورا کرنے میں رغبت رکھے۔

۴......دنیا چھوٹ جانے پر صبر کرے اور دستِ سوال اور زبانِ شکوہ دراز نہ کرے۔

۵...... قدرت کے باوجود کسی بھی شئی کے حصول کے وقت (حلال وحرام کی) تمیز رکھے۔

۶...... تمام مشغولیات کے مقابلے میں اللہ کے ساتھ شغل رکھنے کو ترجیح دے۔

۷...... تمام اذکار کے مقابلے میں ذکر خفی کو فوقیت دے۔

۸...... وساوس آنے کے باوجود اخلاص کو ثابت اور پختہ رکھے۔

۹...... شک کی وجہ سے یقین کو متزلزل نہ ہونے دے۔

۱۰......اضطراب اور وحشت کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کے ساتھ انس اور سکون حاصل کرے پس جو شخص ان صفات کا حامل ہو وہ اس نام کا یعنی صوفی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ کاذب ہے۔(۱)

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ اور معاملات میں حیرت انگیز احتیاط

۱......حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس ایک عورت ریشم کا جُبّہ لے کر آئی اور آپ سے کہا، اسے خرید لیجیے۔ آپ نے پوچھا کتنے میں بیچوگی؟ اس نے کہا پانچ سو درہم میں، جب آپ نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس سے مہنگا ہے، خاتون نے کہا آپ مجھے چھ سو درہم دے دیں، آپ نے فرمایا اس سے بھی مہنگا ہے، خاتون نے کہا سات سو درہم دے دیں، آپ نے فرمایا، اس سے بھی مہنگا ہے، تو وہ خاتون کہنے لگی آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں، آپ نے فرمایا میں تم سے حقیقت میں یہ بات کہہ رہا ہوں، یہاں تک کہ آپ نے وہ جبہ خاتون سے ایک ہزار درہم میں خریدا، حالاں کہ وہ اسے پانچ سو درہم میں فروخت کررہی تھی:

(۱) حلیة الأولياء: مقدمة، ج ۱ ص ۲۱، الناشر: دار الكتاب العربي

جَاءَتْ يُونُسَ بْنَ عُبَيْدٍ امْرَأَةٌ بِجُبَّةِ خَزٍّ، فَقَالَتْ لَهُ إِشْتَرِهَا، فَقَالَ بِكَمْ تَبِيعِيهَا؟ قَالَتْ بِخَمْسِمِائَةٍ، قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْ ذَاكَ، قَالَتْ بِسِتِّمِائَةٍ، قَالَ :هِيَ خَيْرٌ مِنْ ذَاكَ، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ ذَاكَ حَتَّى بَلَغَتْ أَلْفًا وَقَدْ بَذَلَتْهَا بِخَمْسِمِائَةٍ.(۱)

۲......ایک عورت ریشم کی ایک منقش چادر یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس لائی اور اسے آپ کے پاس رکھ دیا تا کہ آپ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اسے دیں، آپ نے چادر کو اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد اس عورت سے کہا: کتنے میں بیچوگی؟ اس نے کہا، ساٹھ درہم میں، آپ نے وہ چادر اپنے پڑوسی دکان دار کو دکھائی اور اس کی قیمت کے بارے میں اس کی رائے لی تو اس نے کہا ایک سو بیس درہم اس کی قیمت ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا، میرے خیال میں بھی اس کی قیمت اتنی ہی ہے۔ آپ نے اس عورت سے کہا جاؤ اور اپنے گھر والوں سے ایک سو پچیس درہم میں اسے فروخت کرنے کے بارے میں مشورہ کرلو، اس نے کہا میرے گھر والوں نے مجھے ساٹھ درہم میں فروخت کرنے کا حکم دیا ہے آپ نے دوبارہ فرمایا، واپس چلی جاؤ اور اپنے گھر والوں سے ایک سو پچیس درہم میں فروخت کرنے کا مشورہ کر کے آؤ۔(۲)

فقہاء کا آپس میں ایک دوسرے کو تین باتوں کی وصیّت کرنا

فقہاء آپس میں تین باتوں کی وصیّت کرتے تھے اور بعض اوقات ایک دوسرے کو لکھتے بھی تھے۔

۱......جو اپنی آخرت کے لیے عمل کرے، اللہ اس کی دنیا کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۲......جو اپنے پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے، اللہ تعالیٰ اس کے اعلانیہ حالت کی اصلاح کرتے ہیں۔

۳......جو اپنے اور اللہ کے درمیان تعلق کی اصلاح کرے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کے تعلقات کی اصلاح کرتے ہیں:

(۱)،(۲) حلية الأولياء: ترجمة: يونس بن عبيد، ج۳ص۱۵ الناشر: دار الكتاب العربي

مَنْ عَمِلَ لِآخِرَتِهِ كَفَاهُ اللّٰهُ دُنْيَاهُ، وَمَنْ أَصْلَحَ سَرِيرَتَهُ أَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهُ، وَمَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ أَصْلَحَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ.[1]

سعید بن جُبیر رحمہ اللہ اور حجاج بن یوسف کے درمیان مکالمہ

جب سعید بن جبیر کو لایا گیا تو حجاج بن یوسف نے پوچھا کیا تو ہی شقی بن کسیر ہے؟

سعید......نہیں بلکہ میں سعید بن جبیر ہوں۔

حجاج......نہیں بلکہ تو شقی بن کسیر ہے۔

سعید......میری والدہ میرے نام سے تجھ سے زیادہ واقف تھیں۔

حجاج......محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید......تمہاری مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حجاج......ہاں

سعید......اولاد آدم کے سردار، اپنے بعد والوں میں بھی سب سے بہتر اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے سب لوگوں سے بھی بہتر۔

حجاج......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید...... بالکل سچے اللہ کے خلیفہ، قابل تعریف طریقے سے دنیا سے تشریف لے گئے، نیک بخت طریقے سے زندگی گزاری، بغیر کسی تغیر وتبدل کے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہاج پر برقرار رہے۔

حجاج......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

سعید......حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق وباطل میں فرق کرنے والے، اللہ کے نیک بندے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ساتھی، بغیر کسی تغیر وتبدل کے اپنے دونوں ساتھیوں کے طریقے پر قابل تعریف انداز میں گامزن رہے۔

حجاج......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عون بن عبد الله، ج۴ص۲۴۷ الناشر: دار الكتاب العربي

سعید......ظلماً جبراً شہید کیے گئے، تنگ دستی کی حالت میں لشکر (جیش العرۃ) کو تیار کروانے والے، بئر رومہ نامی کنواں خریدنے والے، جنّت میں اپنا گھر خریدنے والے، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیوں کے شوہر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی وحی کے ذریعے آپ کا نکاح فرمایا۔

حجاج......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، سب سے پہلے بچوں میں اسلام قبول کرنے والے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے شوہر اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے والد۔

حجاج......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید......تو خود ہی جانتا ہوگا۔

حجاج......جا اپنے علم کے ساتھ رات گزار۔

سعید......پھر تو تجھے تکلیف ہوگی خوشی نہ ہوگی۔

حجاج......اپنے علم کے ساتھ رات گزار لے۔

سعید......مجھے معاف رکھ۔

حجاج......اگر میں تمہیں معاف کردوں تو اللہ مجھے کبھی معاف نہ کرے۔

سعید...... مجھے معلوم ہے تو اللہ کی کتاب کا مخالف ہے تو جن معاملات میں اپنی ہیبت اور شوکت سمجھتا ہے وہی کرتا ہے، حالاں کہ یہ معاملات تجھے ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں اور کل تو آئے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔

حجاج......خدا کی قسم میں تجھے ایسے طریقے سے قتل کروں گا کہ اس سے پہلے میں نے کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔

سعید...... جب تو میرے لیے میری دنیا برباد کرے گا تو دراصل تو اپنی آخرت برباد کرے گا۔

حجاج......اولڑکے تلوار اور چمڑا لاؤ۔

فرمایا کہ جب سعید وہاں سے جانے لگے تو ہنس پڑے۔

حجاج......کیا میں نے غلط سنا تھا کہ تم ہنستے نہیں ہو۔

سعید......نہیں۔

حجاج......پھر کیوں ہنسے اور وہ بھی اپنے قتل کے وقت؟

سعید......اللہ تعالیٰ کے خلاف تیری جرأت اور اللہ تعالیٰ کا حلم دیکھ کر۔

حجاج......نے جلاد سے کہا اسے قتل کردو۔

سعید......قبلہ رخ ہوگئے اور یہ دعا پڑھی ...''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۷۹﴾''۔

ان کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا گیا۔ تو سعید نے یہ پڑھا ''فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ''

سو جس طرف بھی تم منہ پھیرو گے تو وہیں اللہ کا رخ ہوگا۔

حجاج......ان کو منہ کے بل لٹا دو۔

سعید...... ''مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ﴿۵۵﴾''

حجاج......اس اللہ کے دشمن کو ذبح کردو، اسے آج ہی قرآن کریم کی آیات یاد آرہی ہیں۔ (۱)

ایک سو سولہ سال کی عمر میں شادی

امام عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سُوید بن غفلہ رحمہ اللہ نے ایک سو سولہ سال کی عمر میں شادی کی اور وہ پیدل چل آتے اور ہمیں جمعہ کی نماز پڑھاتے:

تَزَوَّجَ سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ وَمِائَةِ سَنَةٍ، وَكَانَ يَمْشِي يَأْتِي الْجُمُعَةَ يَؤُمُّنَا. (۲)

---

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سعيد بن جبير، ج۴ص ۲۹۱، ۲۹۲ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: سويد بن غفلة، ج۴ص ۱۷۵ الناشر: دار الكتاب العربي

تیرہ سال مسلسل روزے کی حالت میں ہدایہ کی تصنیف ہوئی

بندے کے ناقص خیال میں ہدایہ کی عظمت ومقبولیت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے جس کو علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے مقدمہ ہدایہ میں بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے۔

وهل هذا القبول بما روى أن صاحب الهداية بنى فى تصنيفها ثلث عشرة سنة، كان صائما فى تلك المدة لما يفطر أصلا، وكان يجتهد أن لا يطلع علىٰ صومه أحد فاذا أتى خادمه بطعام يوم كان يقول له خل ورح فاذا راح كان يطعمه أحد الطلبة أو غيرهم فاذا راى الخادم وجد الإناء فارغا يظن أنه اكله بنفسه.

صاحب ہدایہ تیرہ سال کی طویل مدت تک اس کی تالیف میں مشغول تھے اور برابر اس دوران میں روزہ رکھتے تھے مگر ہمیشہ اس بات کی کوشش فرمایا کرتے تھے کہ ان روزوں کی کسی کو اطلاع نہ ہو جب خادم کھانا لے کر آتا تو رکھوا دیتے، پھر کسی طالب علم کو کھلا دیتے جب خادم آتا برتن خالی پاتا تو یہی سمجھتا کہ انہوں نے خود کھایا ہے۔

اللہ اکبر! اتنی طویل مدت تیرہ سال اور کام اتنا اہم ایسی عظیم الشان کتاب کی تالیف جبکہ مصنّفین کو تصنیف کے وقت ہر قسم کی سہولتیں اور قوت بخش غذاؤں کی فراوانی درکار ہوتی ہے ایسا عظیم وجلیل مجاہدہ فرما رہے ہیں۔

ہم ظاہر بینوں کو تو یہی سمجھ میں آئے گا مگر اللہ والے ہی جانتے ہیں کہ ان کو ان حالتوں میں کیا لذت ملتی ہے اور کس طرح غیب سے ہر طرح کی تائید ہوتی ہے۔

یہاں ایک ماہ کا فرض روزہ بس خدا ہی جانتا ہے کہ کس طرح گزرتا ہے کہ ہر وقت افطاری کی تیاری اور شام کا انتظار رہتا ہے، ہمارے دماغ تیرہ سال تک مسلسل روزوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے، تاریخ نے یہ بے مثل کارنامہ بھی ہم کو سنا دیا۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہدایہ جیسی کتاب مذاہب

اربعہ میں نہیں لکھی گئی، بلکہ ایک شیعہ فاضل کا مقولہ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں بخاری شریف اور ہدایہ کے ہم پلہ کوئی کتاب نہیں۔ نیز فرماتے تھے صاحب ہدایہ کے مرتبہ کو کوئی بڑے سے بڑا فقیہ نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ ان کا علم سینے کا علم تھا اور دوسروں کا علم کتابوں سے ماخوذ تھا۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا۔ کیا آپ فتح القدیر جیسی کتاب تالیف فرما سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں، اور جب پوچھا گیا کہ ہدایہ کی طرح بھی تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اگرچہ چند سطر ہی لکھنا پڑے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا لوہار کی بھٹی دیکھ کر بیہوش ہو جانا

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ ان جلیل القدر ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے رسالت کا مقدس دور تو پایا لیکن شرف صحابیت نہ پا سکے، تاہم وہ اس عہد کی برکات سے مالا مال اور علم وعمل، زہد وتقویٰ کے اعتبار سے ممتاز ترین تابعین میں سے ہیں۔ زہد وتقوی، خاموشی اور خشیت الٰہی آپ کے ممتاز اوصاف تھے۔

ایک دفعہ آپ لوہار کی بھٹی کے پاس سے گزرے تو بھٹی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے:

قال مر الربیع بن خثیم فی الحدادین فنظر الی کیر فصعق.[1]

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی چور کے لیے عجیب دعا

آپ کا ایک بیش قیمت گھوڑا چوری ہو گیا، لوگوں نے کہا کہ چور کے لیے بد دعا کیجیے، آپ نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ غَنِيًّا فَاغْفِرْ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنِهٖ.[2]

اے اللہ اگر وہ چور مالدار ہے تو اسے معاف فرما دے اور اگر وہ فقیر ہے تو اسے مالدار کر دے۔

---

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: الربیع بن خثیم، ج ۲ ص ۳۸، الناشر: دارالحدیث قاهرة

(۲) صفة الصفوة: ترجمة: الربیع بن خثیم، ج۲ ص۳۵، الناشر: دار الحدیث قاهرة

حضرت علقمہ بن مرثد رحمہ اللہ فرماتے ہیں زہد آٹھ تابعین پر ختم ہے، ان آٹھ میں سے ایک ربیع بن خثیم رحمہ اللہ ہیں:

عن علقمة بن مرثد قال انتهى الزهد الى ثمانية من التابعين، منهم الربيع بن خثيم.(۱)

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا چالیس دن تک اپنی خواہش کا اظہار نہ کرنا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے آپ کے زہد کا ایک عجیب وغریب واقعہ ذکر کیا ہے، آپ بھی سنئے، لکھتے ہیں حضرت ربیع رحمہ اللہ پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے آپ تکلیف میں رہنے لگے، ایک دفعہ آپ کو مرغی کا گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، آپ نے چالیس دن تک اس خواہش کو دبائے رکھا، ایک دن اپنی اہلیہ سے فرمایا چالیس دن سے مرغی کا گوشت کھانے کو جی چاہ رہا تھا، لیکن دل کی اس خواہش کو پورا نہیں کیا، اہلیہ نے عرض کیا سبحان اللہ! یہ کون سی ایسی چیز تھی جس سے آپ نے اپنے آپ کو روکے رکھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لیے حلال قرار دیا ہے، خیر اہلیہ نے بازار سے ایک درہم اور دو دانق کی مرغی منگوا کر ذبح کی اور اسے اچھی طرح سے بھونا، روغن روٹیاں پکائیں، دسترخوان لگایا اور آپ کے سامنے پیش کردیا، آپ کھانے کے لیے بڑھے ہی تھے کہ دروازہ پر ایک سائل آیا اور اس نے یہ صدا لگائی:

تَصَدَّقُوْا عَلَيَّ بَارَكَ اللهُ فِيْكُمْ خیرات دو اللہ برکت دے گا۔

آپ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور بیوی سے فرمایا یہ کھانا دسترخوان میں رکھ کر سائل کو دے دو، اہلیہ نے کہا سبحان اللہ! فرمایا جو کہہ رہا ہوں وہ کرو، اہلیہ نے عرض کیا کہ میں سائل کو اس سے بہتر اور اس کی پسندیدہ چیز دے دیتی ہوں، آپ نے فرمایا وہ کیا؟ عرض کیا کہ اس کی قیمت، فرمایا تم نے بہت اچھی بات کہی، جاؤ قیمت لے آؤ، وہ قیمت لے آئیں، آپ

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: الربيع بن خثيم، ج۲ ص۳۴، الناشر: دار الحديث قاهرة

نے فرمایا یہ قیمت بھی دسترخوان میں رکھ لو اور کھانا اور قیمت دونوں سائل کو دے آؤ۔(۱)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھوٹا دعوی کرنیوالی عورت کا انجام

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ایک مکّار عورت اروی بنت اُویس نے یہ جھوٹا دعوی کیا کہ انہوں نے زبردستی اس کی کچھ زمین دبالی ہے، اس پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بددعا کی کہ الٰہی اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کردے، اور اس کو اسی زمین میں موت دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بڑھیا کو دیکھا کہ وہ اندھی ہوگئی تھی، دیواروں کا سہارا لے کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا لے بیٹھی۔ جس زمین کے متعلق اس نے جھوٹا دعوی کیا تھا اس میں ایک کنواں تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ وہ چلتے چلتے اس کنویں میں گری اور مرگئی وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا:

أَنَّ أَرْوَى بِنْتَ أُوَيْسٍ، ادَّعَتْ عَلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَخَاصَمَتْهُ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طُوِّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ اللّٰهُمَّ، إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ.(۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا جان کنی کی کیفیت کو بیان کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں حضرت عمرو بن عاص رضی

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: ربيع بن خثيم، ج۲ ص۳۷، الناشر: دارالحديث، قاهرة

(۲) صحيح مسلم: كتاب الطلاق، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ج۳ص ۱۲۳۱ رقم الحديث: ۱۶۱۰ الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت

اللہ عنہ کی جاں کنی کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ان کے پاس آ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کہا کرتے تھے: میری خواہش ہے کہ میں کسی عقل مند شخص کو جاں کنی کے عالم میں دیکھوں اور اس سے پوچھوں کہ تم موت کو کیسے پا رہے ہو؟ پھر آپ ہمیں بتائیں کہ آپ موت کو کیسا پا رہے ہیں؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَاَنَّمَا اَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْتِ اِبْرَةٍ۔

ایسا لگ رہا ہے جیسے میں سوئی کے ناکے سے سانس لے رہا ہوں۔

پھر کہنے لگے:

اَللّٰهُمَّ خُذْ مِنِّيْ تَرْضَى.

اے اللہ! مجھ سے جو چاہے لے لے، یہاں تک کہ تو مجھ سے خوش ہو جا!

اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا اور کہنے لگے:

اَللّٰهُمَّ أَمَرْتَ فَعَصَيْنَا وَنَهَيْتَ فَرَكِبْنَا، فَلَا بَرِيْءَ فَاَعْتَذِرُ وَلَا قَوِيَّ فَاَنْتَصِرُ وَلٰكِنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

اے اللہ! تو نے حکم دیا مگر ہم نے نافرمانی کی، تو نے معصیت سے روکا مگر ہم نے اس کا ارتکاب کیا، تیرے سوا کوئی براءت دینے والا نہیں کہ میں اس کے سامنے عذر پیش کروں، اور نہ ہی کوئی طاقت والا ہے جس سے مدد طلب کروں، ہاں اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں (اس لیے تیرے ہی سامنے ہم اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے)!۔

یہ بات آپ نے تین دفعہ کہی۔ پھر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جاں کنی کی کیفیت کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے طبقات ابن سعد (۲۶۰/۴) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

عَجَبًا لِّمَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ وَعَقْلُهُ مَعَهُ، كَيْفَ لَا يَصِفُهُ؟

تعجب ہے کہ جاں کنی کے عالم میں مبتلا شخص سوجھ بوجھ رکھتے ہوئے بھی کیوں کر موت کی کیفیت بیان نہیں کر پاتا ہے؟

مگر جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت آن پہنچی اور جاں کنی کے عالم میں ان سے ان کے صاحبزادے نے موت کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ الْمَوْتُ أَجَلُّ مِنْ أَنْ يُوْصَفَ، وَلٰكِنْ سَأَصِفُ لَكَ أَجِدُنِيْ كَأَنَّ جِبَالَ رَضْوَى عَلَى عُنُقِيْ، وَكَأَنَّ فِيْ جَوْفِيْ الشَّوْكَ، وَأَجِدُنِيْ كَأَنَّ نَفَسِيْ يَخْرُجُ مِنْ إِبْرَةٍ.

صاحبزادے! موت کی کیفیت بیان سے باہر ہے، پھر بھی میں تجھ سے بیان کروں گا: ایسا لگتا ہے کہ رضوی کے پہاڑ (رَضوی مدینے سے سات مراحل پر اور ینبع سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے) میری گردن پر رکھے ہوئے ہیں، اور جیسے میرا پیٹ کانٹوں سے بھر گیا ہو، اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔[1]

حجاج بن یوسف اور اعرابی کا مکالمہ

سعید بن عروبہ رحمہ اللہ کا بیان ہے:

حجاج بن یوسف ایک مرتبہ مکہ مکرمہ جا رہا تھا، راستے میں پڑاؤ ڈالا۔ اس نے اپنے دربان سے کہا: دیکھو، اگر کوئی اعرابی (بدو) نظر آئے تو اسے لاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوسکے۔ حجاج کی یہ عادت تھی کہ جب کھانے پر بیٹھتا تو لازماً کسی دوسرے شخص کو بھی دسترخوان پر اپنے ساتھ بٹھاتا۔

دربان کی نگاہ ایک اعرابی پر پڑی جو دو چادریں لپیٹے ہوئے تھا۔ اس نے اعرابی کو مخاطب کر کے کہا: گورنر کی دعوت قبول کرو۔

---

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن العاص بن وائل، ج۳ص۷۵، رقم الترجمة: ۱۵ الناشر: مؤسسة الرسالة

جب اعرابی حجاج کے پاس آیا تو حجاج نے کہا: قریب آ ؤاور میرے ساتھ کھانا تناول کرو۔

اعرابی...... إِنَّهُ دَعَانِيْ مَنْ هُوَ أَكْرَمُ مِنْكَ.

مجھے اس ہستی نے دعوت دے رکھی ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔

حجاج...... کون ہے وہ ہستی؟

اعرابی...... اللہ عزوجل نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی ہے، سو میں روزے سے ہوں۔

حجاج...... اس شدید گرمی میں روزہ؟

اعرابی...... جی ہاں، میں نے اس دن کے لیے روزہ رکھا ہوا ہے جو اس سے کئی گناہ زیادہ گرم ہوگا۔

حجاج...... چلو، آج کھالو، کل روزہ رکھ لینا۔

اعرابی...... عَجِبْتُ لَكَ يَا حَجَّاجُ! أَتَضْمَنُ لِيَ الْبَقَاءَ إِلَى غَدٍ؟

تجھ پر تعجب ہے اے حجاج! کیا کل تک میری زندگی کا تو ضامن ہوسکتا ہے؟

حجاج...... یہ تو میرے بس میں نہیں ہے۔

اعرابی...... پھر تو کیوں آج کا عمل کل پر ڈالنے کی بات کر رہا ہے۔ جس کا اختیار ہی تیرے پاس نہیں ہے؟

حجاج...... یہ بڑا ہی لذیذ اور اچھا کھانا ہے۔

اعرابی...... نہ تو تُو نے کھانا اچھے بنایا ہے اور نہ ہی یہ باورچی کے ہاتھوں کا کمال ہے، بلکہ صحت وعافیت نے اس کی لذت کو دوبالا کیا ہے۔ اگر صحت وعافیت نہ ہو تو پھر کوئی لذیذ سے لذیذ کھانا بھی اچھا نہیں لگتا۔ اے حجاج! میں تجھے اور تیرے کھانے کو چھوڑتا ہوں، تو مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے!

یہ کہہ کر اعرابی چل پڑا اور حجاج کے ساتھ کھانا تناول نہ کیا۔ (۱)

(۱) البیان والتبیین للجاحظ: ج۳ص ۳۱۱ الناشر: مکتبة الهلال بیروت/العقد الفرید: ج۴ص ۳۲ الناشر: دار الکتب العلمیة

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تقدیر کے متعلق سوال

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مسئلہ تقدیر کو مجھے سمجھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا: یہ ایک بہت گہرا سمندر ہے، اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا: یہ اللہ کا ایک راز ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفتیش مت کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا: اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق آسمان وزمین نے تجھے اپنی مرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے مطابق۔ اس نے کہا کہ جس طرح اللہ نے چاہا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا: تو جس طرح وہ چاہے گا اسی طرح تیرا استعمال بھی کرے گا۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل نہ کرنے کا انجام

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلْ بِيَمِيْنِكَ: داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ!

اس آدمی نے کہا:

لَا أَسْتَطِيْعُ: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا (اس نے تکبر سے کہا)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَسْتَطَعْتَ: تو اس ہاتھ سے نہ ہی کھا سکے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ کبھی اپنا ہاتھ اپنے منہ تک نہیں اُٹھا سکا۔ رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی سزا اسے مل گئی۔(۲)

---

(۱) تاریخ الخلفاء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ص۱۴۰، الناشر: نزار مصطفى الباز

(۲) صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ج۳ص۵۹۹، رقم الحديث: ۲۰۲۱ الناشر: دار إحياء التراث العربي

اخلاصِ نیت کے متعلق سلفِ صالحین کے اقوال

۱......حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جمعہ کے دن ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے مجھے اپنا غلام بنانے کے لیے آزاد کیا تھا، یا رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر مجھے غزوہ میں جانے کی اجازت دے دیں۔ چناں چہ انہوں نے اجازت دے دی۔ پس وہ ملک شام کو روانہ ہو گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی:

عَنْ سَعِيْدِ بنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ لَهٗ بِلَالٌ أَعْتَقْتَنِي لِلّٰهِ أَوْ لِنَفْسِكَ؟ قَالَ لِلّٰهِ قَالَ فَائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ فَأَذِنَ لَهٗ، فَذَهَبَ إِلَى الشَّامِ، فَمَاتَ ثَمَّ.(۱)

۲......امام ابو حازم رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ تم جس طرح اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپا کر رکھا کرو:

وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ اكْتُمْ حَسنَاتِكَ كَمَا تَكْتُمُ سَيِّئَاتِكَ.(۲)

۳......امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کام رضائے الٰہی کی خاطر نہ کیا جائے، بلکہ ریاکاری کی خاطر کیا جائے تو وہ ناپید ہو جاتا ہے:

قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ كُلُّ مَا لَا يُرَادُ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ يَضْمَحِلُّ.(۳)

۴......امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو علم خلوصِ نیت کے ساتھ حاصل کیا جائے، اس سے افضل اور اعلیٰ عمل کوئی نہیں ہے:

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: بلال بن رباح، ج۱ص۳۵۷، رقم الترجمة: ۷۶ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حازم سلمة بن دينار، ج۶ص۱۰۰، رقم الترجمة: ۲۴ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الربيع بن خثيم بن عائذ، ج۴ص۲۵۹، رقم الترجمة: ۷۶ الناشر: مؤسسة الرسالة

وَعَنْ سُفْيَانَ، قَالَ مَا نَعْلَمُ شَيْئاً أَفْضَلَ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ بِنِيَّةٍ.(۱)

۵......امام مَعمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان غیر اللہ کی خاطر علم حاصل کرنا چاہے تو علم انکار کر دیتا ہے، اور علم تب حاصل ہوتا ہے جب رضائے الٰہی کی خاطر حاصل کیا جائے:

قَالَ مَعْمَرٌ إِنَّ الرَّجُلَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ، فَيَأْبَى عَلَيْهِ الْعِلْمُ حَتَّى يَكُونَ لِلّٰهِ.(۲)

۶......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتنے ہی اعمال بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن (اخلاص) نیت ان کو بڑا کر دیتا ہے، اور کتنے ہی اعمال بڑے ہوتے ہیں لیکن نیت (میں عدم اخلاص) ان کو حقیر بنا دیتا ہے:

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ رُبَّ عَمَلٍ صَغِيرٍ تُكَثِّرُهُ النِّيَّةُ، وَرُبَّ عَمَلٍ كَثِيرٍ تُصَغِّرُهُ النِّيَّةُ.(۳)

ایک کوّے کے ذریعے زندگی سے مایوس شخص کے لیے خوراک کا انتظام

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں ایک شخص کے ہاں مہمان ٹھہرا جب کھانے کا وقت آیا تو دستر خوان لگایا گیا، کیا دیکھا کہ اچانک ایک کوا آیا اور ایک روٹی اپنی چونچ میں اٹھا کر اڑا، یہ منظر دیکھ کر میں اس کے پیچھے چلنے لگا آخر یہ کیا ماجرا ہے، تو دیکھا وہ کوا ایک جگہ اترا جہاں ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، زندگی سے مجبور ہو کر بے حس پڑا ہوا ہے، تو کوے نے روٹی کو اس کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ شخص روٹی کھانے لگا۔ اس واقعہ سے اللہ کی بے انتہا

---

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري، ج۷ص۲۴۴، رقم الترجمة: ۸۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: معمر بن راشد، ج۷ص۱۷، رقم الترجمة: ۲۷ الناشر: مؤسسة الرسالة

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج۸ص۴۰۰، رقم الترجمة: ۱۱۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

قدرت اور وسعت رحمت کا اندازہ ہوتا ہے:

حکی عن إبراهيم بن أدهم أنه قال كنت ضيفاً لبعض القوم فقدم المائدة، فنزل غراب وسلب رغيفاً، فاتبعته تعجباً، فنزل في بعض التلال، وإذا هو برجل مقيد مشدود اليدين فألقى الغراب ذلك الرغيف على وجهه.(۱)

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا چیونٹی کے ساتھ حُسنِ سلوک

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت شبلی رحمہ اللہ شہر سے گندم خرید کر سر پر اٹھائے اپنے گاؤں لے آئے، گھر آ کر گٹھڑی کو کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی نکل آئی جو پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑنے بھاگنے لگی، آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم کس کس عزیز سے الگ ہوئی ہوگی اس کا دل ان کی جدائی سے تڑپتا ہوگا، ساری رات نہ سو سکے، آخر اسی طرح کپڑا باندھ کر پھر سفر کر کے جہاں سے گندم لائے تھے وہیں لا کر اسی دکان پر کپڑا کھولا اور چیونٹی کو اس کے مستقر پر پہنچایا۔(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اندازِ سخاوت

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) رقم طراز ہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس جب کوئی سائل آتا اور دعائیں دیتا جیسا کہ سائلین کا طریق ہے تو ام المؤمنین بھی اس فقیر کے لیے دعائیں کرتیں، اور بعد میں کچھ خیرات دیتیں، کسی نے کہا ام المؤمنین آپ سائل کو صدقہ بھی دیتی ہو اور جس طرح وہ آپ کو دعا دیتا ہے آپ بھی دعا دیتی ہو۔ فرمایا اگر میں اس کو دعا نہ دوں اور فقط صدقہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا، اس لیے کہ دعا صدقہ سے کہیں بہتر ہے، اس لیے دعا کی مکافات دعا سے کر دیتی ہوں تاکہ میرا صدقہ خالص رہے کسی احسان کے مقابلے میں نہ ہو۔(۳)

---

(۱) تفسیر کبیر: الفصل الثالث فی تفسیر قوله الرحمٰن الرحيم، ج ۱ ص ۲۰۱

(۲) بوستان فارسی: ص ۷۵ (۳) سیرت مصطفیٰ: ج ۱ ص ۳۳۱

ایک غلام کا کتّے کے لیے کھانے کا ایثار کرنا

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہے تھے راستے میں ایک باغ پر گزر ہوا، وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا، اس کی روٹی آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا اور اس غلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی، اس کتّے نے اس کو کھالیا اور پھر کھڑا رہا، اس نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی، کل تین ہی روٹیاں تھیں وہ تینوں کتے کو کھلا دیں، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ غور سے کھڑے دیکھتے رہے جب وہ تینوں ختم ہو گئیں تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ تو فرمالیا تین ہی آیا کرتی ہیں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟ غلام نے کہا حضرت یہاں کتے رہتے نہیں ہیں یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا ایک دن فاقہ کر لوں گا یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے، یہ غلام تو مجھ سے بڑھ کر سخی ہے، یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا سب کو اس کے مالک سے خریدا اور خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس غلام کو ہبہ کر دیا۔ (۱)

بادشاہ کی جان بچانے کے لیے ایک معصوم کے قتل کا حکم

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ کو ایسی خوفناک بیماری تھی کہ ہر طرح کے علاج سے اسے کوئی افاقہ نہیں ہوا، یونان کے حکیموں کی ایک جماعت اس پر متفق ہو گئی کہ اس تکلیف کی کوئی دوا نہیں ہے سوائے اس شخص کے پتے کے جو ان صفتوں سے متصف ہو،

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج ۳ ص ۲۵۸: الناشر: دار المعرفة

بادشاہ نے تلاش کرنے کا حکم کے دیا، ایک دہقان کے لڑکے کو اس صورت پر پایا جو حکیموں نے بتلائی تھی، اس کے ماں باپ کو بلایا اور بہت سا مال دے کر راضی کرلیا، قاضی صاحب نے بھی اس بارے میں فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کی جان بچانے کے لیے رعیت میں سے ایک شخص کا خون بہانا جائز ہے، جلاد نے قتل کا ارادہ کیا، لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا، بادشاہ نے دریافت کیا کہ اس حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ بچوں کا ناز ماں باپ پر ہوتا ہے، دعویٰ قاضی کے پاس لے جاتے ہیں، انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں، اب ماں باپ نے دنیا کی قلیل دولت کے باعث مجھے قتل کے لیے سونپ دیا (یعنی میرے قتل پر راضی ہوگئے) قاضی نے میرے قتل کے جواز کا فتویٰ دے دیا، اور بادشاہ اپنی بھلائی میری ہلاکت میں دیکھتا ہے، ایسی صورت میں سوائے اللہ بزرگ و برتر کے میں کوئی پناہ نہیں دیکھتا، بادشاہ نے کہا کہ میرا ہلاک ہو جانا ایسے بے گناہ بچے کا خون بہانے سے زیادہ بہتر ہے، بادشاہ نے اس کی آنکھوں اور سر کو چوما، سینے سے لگایا اور اسے رہا کر دیا اور اسی ہفتے میں خدا کے فضل و کرم سے بادشاہ نے صحت پالی۔[1]

برکت ختم کرنے والی اشیاء

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تین چیزیں جس گھر میں ہوں گی اس سے برکت اٹھ جائے گی اور وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

۱......فضول خرچی۔

۲......زنا کاری۔

۳......خیانت۔

ثَلَاثٌ لَا تَكُونُ فِي بَيْتٍ إِلَّا نُزِعَتْ مِنْهُ الْبَرَكَةُ السَّرَفُ وَالزِّنَا وَالْخِيَانَةُ.[2]

(۱) گلستان سعدی: ص ۶۰ میر محمد کتب خانہ کراچی

(۲) حلية الأولياء: ترجمة: يحيىٰ بن أبي كثير، ج۳ ص ۶۹ الناشر: دار الكتاب العربي

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی کمر پر بوریوں کے نشانات

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اہل مدینہ میں سو گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے۔

حضرت جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کی کمر پر وہ نشانات دیکھے جو ان تھیلوں کی وجہ سے پڑ گئے تھے جنھیں راتوں کو وہ مساکین کے پاس لے جاتے تھے۔

عمرو بن ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب علی بن حسین (زین العابدین) کا انتقال ہوا اور لوگ ان کو غسل دینے لگے تو ان کی کمر پر نشانات دیکھے تو پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتلایا گیا آٹے کے تھیلے کمر پر لادتے اور فقراء مدینہ میں تقسیم کرتے تھے اس کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ لَمَّا مَاتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَغَسَّلُوْهُ جَعَلُوا يَنْظُرُوْنَ إِلَى آثَارٍ سَوْدَاءَ بِظَهْرِهِ، فَقَالُوا مَا هَذَا؟ فَقِيلَ كَانَ يَحْمِلُ جُرُبَ الدَّقِيقِ لَيْلًا عَلَى ظَهْرِهِ يُعْطِيهِ فُقَرَاءَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.(۱)

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کا دس مختلف خوابوں کی تعبیرات بتلانا

۱......حضرت خالد بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس تھا، ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک کوزے سے پانی پی رہا ہوں اور اس کی دو نلکے ہیں۔ ایک نلکے سے میٹھا پانی آرہا ہے جب کہ دوسرے سے کھارا پانی، ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، تیری اپنی بیوی موجود ہے جب کہ تو اس کی بہن کو اپنے دام میں پھنسانا چاہتا ہے۔

۲......ایک شخص نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی اور کہا: میں نے خواب

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: زين العابدين علي بن الحسين، ج۳ص۱۳۶ الناشر: دار الكتاب العربي

دیکھا کہ پیشاب کے رستے مجھے خون نکل رہا ہے، فرمایا: تم اپنی بیوی سے حائضہ ہونے کی حالت میں صحبت کرتے ہو، کہنے لگے جی ہاں، فرمایا اللہ سے ڈرا اور آئندہ پھر نہیں کرنا۔

۳......ایک شخص نے خواب دیکھا گویا کہ اس کے حجرے میں ایک بچہ چیخ رہا ہے، اس آدمی نے اپنا خواب ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا، جواب دیا اللہ تعالیٰ سے ڈرو چھڑی کے ساتھ مت مارو۔

۴......ایک عورت نے خواب دیکھا کہ وہ ایک سانپ کا دودھ دو رہی ہے اس نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی، جواب میں فرمایا: دودھ فطرت ہے اور سانپ دشمن ہے اس کا فطرت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس عورت کے پاس اہل بدعت نشست و برخاست رکھتے ہیں۔

۵......ابن سیرین رحمہ اللہ نے خواب دیکھا کہ جوزاء ستارہ ثریا سے آگے بڑھ گیا ہے اور ثریا اس کے نقش قدم پر چل پڑا ہے فرمایا: حسن بصری رحمہ اللہ وفات پائیں گے اور ان کے بعد میری موت واقع ہوگی اور وہ مجھ سے افضل ہیں چناں چہ ایسا ہی ہوا۔

۶......ایک شخص نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے خواب کی تعبیر پوچھی کہا: میں نے دیکھا گویا میں جوہر کے جام سے شہد چاٹ رہا ہوں، فرمایا اللہ سے ڈرو قرآن مجید کو دہرانے کی عادت بنالو تم نے قرآن مجید پڑھا اور پھر اسے بھلا دیا ہے۔

۷......ایک شخص نے پوچھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں زمین میں ہل چلا رہا ہوں لیکن اس سے کچھ اگتا نہیں فرمایا: تو اپنی بیوی سے عزل کرتا ہے۔ (یعنی دوران صحبت انزال بیوی کے رحم سے باہر کرتا ہے)۔

۸......ایک شخص نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں کپڑا دھو رہا ہوں لیکن وہ صاف نہیں ہوتا؟ فرمایا: تو نے اپنے بھائی سے قطع تعلقی کر رکھی ہے۔

۹......ایک شخص نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں فضاء میں اڑ رہا ہوں؟ جواب دیا تو

بے شمار آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے۔

۱۰...... ایک آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا، ہشام کہتے میں وہاں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر سنہری تاج رکھا ہوا ہے۔

ابن سیرین رحمہ اللہ نے جواب دیا: اللہ سے ڈرو! تمہارا والد وطن سے دور کہیں پردیس میں پڑا ہے اس کی آنکھوں کی بصارت ختم ہو چکی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تو فوراً اس کے پاس جائے۔

ہشام کہتے ہیں آدمی نے ابھی تک ابن سیرین کو بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ تہبند میں ڈالا اور والد کا خط نکالا۔ واقعۃً اس میں باپ کی بصارت ختم ہونے اور وطن سے دور پردیس میں بے یار و مددگار پڑے ہونے کا ذکر تھا، نیز اسے اپنے پاس آنے کا حکم بھی لکھا تھا۔(۱)

بدصورت عورت کو دیکھ کر بھولے ہوئے گدھے یاد آ گئے

ایک آدمی اپنے گم شدہ دو گدھوں کی تلاش میں نکلا اس نے نقاب اوڑھے ہوئے ایک پردہ نشین عورت کو دیکھا جو اسے بے حد پسند آئی، اس فریفتگی کے عالم میں وہ اپنے گدھوں کو بھول گیا اور اس عورت کے پیچھے ہولیا، کچھ آگے جا کر عورت نے اپنے چہرے سے جو نقاب اُٹھایا تو وہ ایک فَوْهَاءَ (کشادہ دہن) خاتون تھی، اور اس پر مزید جب اس کے دانتوں پر اس کی نظر پڑی تو اسے اس کے بھولے ہوئے گدھے یاد آ گئے، اس نے کہا:

ذَكَّرَنِيْ فُوْكِ حِمَارَيْ أَهْلِيْ.

تیرے منہ نے مجھے میرے گھریلو گدھے یاد دلا دیئے۔

نیز اس نے یہ شعر بھی کہا:

لَيْتَ النِّقَابَ عَلَى النِّسَاءِ مُحَرَّمٌ كَيْلَا تَغُرُّ قَبِيْحَةٌ إِنْسَانَا

ا...... اے کاش عورتوں کے لیے نقاب ڈالنا حرام ہوتا تاکہ بدصورت عورتیں کسی

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: ابن سيرين، ج۲ص۲۷۷،۲۷۸ الناشر: دار الكتاب العربي

انسان کو دھوکہ نہ دے سکتیں۔ (۱)

اگر یہ بلی کا وزن ہے تو گوشت کہاں گیا

ایک آدمی نے تین رطل (تقریباً ڈیڑھ کلو) گوشت خریدا، بیوی سے کہا کہ اسے پکاؤ، اور خود وہ کسی کام سے باہر نکل گیا، بیوی نے اسے پکایا اور سارا گوشت خود ہڑپ کر گئی، خاوند کے لیے کچھ نہ چھوڑا، جب خاوند آیا تو بیوی سے بولا، کھانا لے آ، اس نے جواب دیا، وہ بلی کھا گئی ہے، خاوند نے بلی کو پکڑا کر اسے ترازو میں رکھ کر تولا تو اس کا کل وزن تین رطل تھا، اس نے کہا:

هٰذَا وَزْنُ السِّنَّوْرِ، فَأَيْنَ اللَّحْمُ؟ أَوْ هٰذَا وَزْنُ اللَّحْمِ فَأَيْنَ السِّنَّوْرُ؟

یہ بلی کا وزن ہے تو گوشت کہاں گیا؟ اور اگر یہ گوشت کا وزن ہے تو بلی کہاں گئی؟ (۲)

میلے رومال کو تنور میں ڈالا گیا تو دودھ کی مانند سفید ہو گیا

عباد بن عبد الصمد رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دستر خوان لاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دستر خوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے، تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیوں کہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیا علیہ السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔ (۳)

---

(۱) نهاية الأرب في فنون الأدب: ومن أمثال العرب، ج۳ص۳۰ الناشر: دار الكتب والوثائق

(۲) البخلاء للجاحظ: حكاية جعفر عن ابي عيينة، ص۱۹۰ الناشر: مكتبة الهلال بيروت

(۳) الخصائص الكبرىٰ: في عدم احتراق المنديل، ج۲ص۱۳۴، الناشر: المكتبة الحقانية

امام شافعی کی پراگندہ حالت کو دیکھ کر غلط فہمی میں مبتلا شخص کے متعلق آپ کے اشعار

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے شہر سُــرَّ مَـنْ رَّاٰی کا سفر کیا، جب آپ اس شہر میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ کے کپڑے پرانے پراگندہ اور بال بڑے اور بکھرے ہوئے تھے، آپ ایک شخص سے ملاقات کے لیے آگے بڑھے، اس نے جب آپ کو پراگندہ حال دیکھا تو ماتھے پر تیوری چڑھالی اور اپنے خیال میں آپ کو بھکاری سمجھ کر کہنے لگا:

اِمْضِ اِلٰی غَیْرِیْ کسی اور کے پاس جاؤ!

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری، انہوں نے اپنے غلام سے کہا:

اِیْشِ مَعَکَ مِنَ النَّفْقَةِ؟ تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟

اس نے کہا: دس دینار، آپ نے فرمایا یہ سارے دینار اس کو دے دو، غلام نے دینار اس کو دے دیئے، بعد ازیں امام شافعی رحمہ اللہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے واپس مڑے:

عَلَیَّ ثِیَابٌ لَوْ یُبَاعُ جَمِیْعُهَا بِفَلْسٍ لَکَانَ الْفَلْسُ مِنْهُنَّ اَکْثَرَا
وَفِیْهِنَّ نَفْسٌ لَوْ یُقَاسُ بِمِثْلِهَا نُفُوْسُ الْوَرٰی کَانَتْ اَجَلَّ وَاَخْطَرَا
وَمَا ضَرَّ تَصِلُ السَّیْفَ اِخْلَاقُ غِمْدِہٖ اِذَا کَانَ عَضْبًا حَیْثُ اَنْفَذْتَهٗ بَرَیٰ
فَاِنْ تَکُنِ الْاَیَّامُ اَزْرَتْ بِبِزَّتِیْ فَکَمْ مِنْ حُسَامٍ فِیْ غِلَافٍ مُکَسَّرَا

۱...... میں نے جو کپڑے پہن رکھے ہیں اگر یہ سب ایک پیسے میں بھی فروخت ہو جائیں تو بلاشبہ ایک پیسے کی قیمت ان سے زیادہ ہوگی۔

۲...... مگر ان کپڑوں میں ایک ایسا انسان ہے کہ اگر تمام انسانوں سے اس کا موازنہ کیا جائے تو وہ رتبے میں سب سے عظیم ہوگا۔

۳...... جب تلوار ایسی قاطع ہو کہ تیرے وار کرنے سے وہ کاٹ کر رکھ دے تو نیام کے پرانے ہونے سے اس کی دھار پہ کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۴......اگر گردش زمانہ نے میرے کپڑوں پہ دھبے لگائے ہیں تو کوئی بات نہیں، کتنی تلواریں ہیں جو پھٹی ہوئی میانوں میں ہوتی ہیں، (کیا بوسیدہ اور پھٹی ہوئی میان میں تلوار ہونے سے اس کی کاٹ پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ ہرگز نہیں)(۱)

ایک مالکی عالم نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو خط لکھا جس میں تحریر تھا، اے امام! بتائیے فرض، فرض کا فرض، تتمہ فرض اور بدوں فرض نماز کیا ہیں، نیز ایسی نماز بتائیے جس کا چھوڑنا فرض ہے اور آسمان وزمین کے درمیان ہونے والی نماز کی بھی کچھ وضاحت کیجیے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب لکھا: فرض سے مراد تو پانچ نمازیں ہیں، فرض کا فرض وضو ہے، تتمہ فرض درود شریف کا پڑھنا ہے، بدوں فرض نماز سے مراد قبل از بلوغ بچے کی نماز ہے، جس نماز کا چھوڑنا فرض ہے اس سے مراد نشے کی حالت کی نماز ہے، زمین وآسمان کے درمیان نماز سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز ہے، اور زمین وآسمان کے بیچ پڑھی گئی نماز سے مراد شبِ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔(۲)

کاش کہ اونٹنی کے گلے میں بلی نہ ہوتی

کوفہ میں ایک عورت تھی جس کے شوہر پر تنگی معاش واقع ہوگئی اس نے شوہر سے کہا اچھا ہوتا اگر تم گھر سے نکلتے اور شہروں میں سفر کرکے اللہ کا فضل تلاش کرتے، تو یہ شخص شام کو پہنچ گیا اس نے تین سو درہم کمائے اور ان سے ایک اچھی خوبصورت اونٹنی خریدی مگر وہ بدخو اور بیکار نکلی جس نے اس کو پریشان کردیا اور غصہ سے بھر دیا اور (ساتھ ہی) بیوی کی طرف بھی اس کا غصہ رجوع ہوگیا کہ اسی نے سفر پر مجبور کیا تھا (نہ سفر کرتا نہ یہ مصیبت گلے پڑتی) تو اس نے حلف بالطّلاق کیا کہ میں جس دن کوفہ میں جاؤں گا اس کو ایک درہم میں بیچ ڈالوں گا پھر (جب غصہ دفع ہوگیا تو) نادم ہوا اور (کوفہ پہنچ کر) بیوی کو قصہ سنایا اس نے ایک بلی پکڑ کر اونٹنی کی گردن میں لٹکا دی اور کہا کہ اس کو بازار لے جا اور یہ آواز لگا دے لے لو

(۱) طبقات الشافعية الكبرى للسبكي: ج ا ص ۳۰۲ الناشر: دار هجر للطباعة والنشر

(۲) طرائف ونوادر من عيون التراث العربي: ص ۲۱۷

بلی تین سو درہم میں اور اونٹنی ایک درہم میں اور دونوں ایک ساتھ فروخت ہوں گی، اس نے ایسا ہی کیا تو ایک اعرابی آ کر ناقہ کو سب طرف سے دیکھتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا:

مَا أَحْسَنَكَ مَا أَفْرَهَكَ لَوْلَا هَذَا السِّنَّوْرُ الَّذِيْ فِيْ عُنُقِكَ.

تو کیسی حسین ہے کیسی اچھی ہے اگر تیرے گلے میں بلی پڑی ہوئی نہ ہوتی۔ (۱)

جاحظ کا حجرِ اسود کے بوسہ کی اجازت طلب کرنا

جاحظ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا مکّہ، تو میں نے کہا کیا تو مجھے اجازت دے گی کہ تیرے حجرِ اسود کو بوسہ دوں (رخسار کا تل مراد ہے) اس نے کہا نہیں بغیر زاد و راحلہ ایسا نہیں ہو سکتا (حج بغیر سفر کے مصارف اور سواری پر قدرت کے فرض نہیں ہوتا اسی طرح یہ بھی بغیر اداء مہر ونکاح شرعی حرام ہے):

قَالَ الجاحظ أَيْضا رَأَيْت امْرَأَة جميلَة فَقلت مَا اسْمك قَالَت مَكَّة فَقلت أَتَأْذَنِينَ لي أَن أقبل الْحجر الأسود مِنْك قَالَت لَا إِلَّا بالزاد وَالرَّاحِلَة. (۲)

نجاشی بادشاہ کے سامنے حضرت جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کی ایمان آفروز تقریر

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَيُّهَا الْمَلِكُ! ہم جاہل تھے، بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کا ارتکاب کرتے تھے، قرابتوں کو قطع کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے، قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا، ہم جاہلیت کی اس وحشت کا شکار تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا، ایسا پیغمبر کہ جس کا حسب اور جس کا نسب، جس کا صدق اور جس کی دیانت، جس کی امانت اور جس کی عفت، سب سے ہم خوب واقف ہیں، اس نے ہمیں توحید ربانی اور عبادت الٰہی کی دعوت دی، ہم اور ہمارے آباء واجداد جن بے جان پتھروں اور

(۱) كتاب الأذكياء: ص۱۰۳ الناشر: مكتبة الغزالي

(۲) كتاب الأذكياء: ص۲۱۷ الناشر: مكتبة الغزالي

بتوں کی پرستش کرتے تھے ان سب کو چھوڑ دینے کی ہدایت کی، بات کی سچائی اور امانت کی ادائیگی، اپنوں کے ساتھ صلہ رحمی اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک، حرام کاموں سے رکنے اور فساد وخونریزی سے بچنے کی تاکید کی اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، صرف اسی کی عبادت کریں اور نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور روزہ رکھیں۔ چناں چہ ہم نے ان کی تصدیق کی، ان پر ایمان لائے اور اللہ کی جانب سے وہ جو کچھ لے کر آئے اس کی پیروی کی، سو اب ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، شرک سے بچتے ہیں، حلال ہی حلال سمجھتے ہیں اور حرام سے رکتے ہیں، جس کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی، اس نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں اپنے دین کے متعلق طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا، وہ چاہتی ہے کہ ہم پھر سے ان بتوں کی عبادت شروع کردیں، پھر خبائث کو حلال سمجھنے لگیں اور ایک بار پھر اس رسومات میں مبتلا ہوجائیں۔ جب اس نے ہم پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے، زمین ہم پر تنگ کردی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہونے لگے تو ہم آپ کے دیار کی طرف نکل آئے، آپ کی ہمسائیگی میں رغبت کی اور سب کو چھوڑ کر نگاہِ پسند آپ پر ٹھہرائی۔

یہ حق کی نوا تھی جو دل سے نکلی تھی اور دل پر جا لگی تھی، نجاشی کی آنکھیں اشکبار ہوگئی تھیں، اس کی شاہانہ نظریں اسلام کی روشنی دیکھ چکی تھیں، اس کا دل اسلام کی حقانیت کا گواہ بن چکا تھا اور اس کی زبان "أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله" کہہ کر اپنے لیے سعادت ابدی کا اعلان کرچکی تھی۔ (۱)

بیٹی کے انتقال پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کلمات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سفر کی حالت میں بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا پھر فرمانے لگے ایک پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے

(۱) السيرة النبوية لابن هشام: إحضار النجاشي للمهاجرين وسؤاله لهم عن دينهم وجوابهم عن ذلك، ج ۱ ص ۳۳۶ الناشر: مصطفى البابي حلبي

پردہ دے دیا، ایک ذمہ داری تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہلکا کر دیا، اور اجر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف چلایا ہے پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ہم نے وہی کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ'' اور صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ (۱)

کسی شخص کی تعریف کس وقت درست ہے

ایک تابعی کی ایک آدمی نے ان کے سامنے تعریف کی، یہ کہنے لگے اے اللہ کے بندے تو نے میری تعریف کس وجہ سے کی ہے کیا تو نے مجھے غصہ کی حالت میں بردبار پایا ہے، کہنے لگا نہیں کہا۔ کیا تو نے کسی سفر میں میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے اچھے اخلاق والا دیکھا ہے، وہ بولا نہیں۔ کیا پھر کوئی امانت رکھ کر میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے امین پایا ہے، اس شخص نے جواب دیا نہیں۔ فرمانے لگے پھر تو بہت افسوس کی بات ہے کسی شخص کو دوسرے کی تعریف اس وقت تک زیبا نہیں جب تک ان تین باتوں میں پرکھ نہ لے:

وَذُكِرَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ التَّابِعِينَ مَدَحَهُ رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَمْدَحُنِي؟ أَجَرَّبْتَنِي عِنْدَ الْغَضَبِ فَوَجَدْتَنِي حَلِيمًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ أَجَرَّبْتَنِي فِي السَّفَرِ فَوَجَدْتَنِي حَسَنَ الْخُلُقِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَجَرَّبْتَنِي عِنْدَ الْأَمَانَةِ فَوَجَدْتَنِي أَمِينًا؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا لِأَحَدٍ أَنْ يَمْدَحَ أَحَدًا مَا لَمْ يُجَرِّبْهُ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ. (۲)

ابوجہل ملعون کا انجام

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ:

میں ایک دفعہ مقام بدر سے گزر رہا تھا اچانک ایک آدمی گڑھے سے نمودار ہوا، اس کی گردن میں زنجیر تھی، اس نے مجھے پکارا، اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دے۔ پتہ نہیں کہ اس

(۱) تنبیہ الغافلین: باب الصبر علی المصیبة، ص۲۵۹ الناشر: دار ابن کثیر

(۲) تنبیہ الغافلین: باب کظم الغیظ، ص۲۰۷ الناشر: دار ابن کثیر

نے مجھے پہچان کر میرا نام لیا یا مجھے عبداللہ کہہ کر پکارنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے لوگ ہر اجنبی شخص کو اسی طرح پکارا کرتے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ایک دوسرا آدمی بھی اسی گڑھے سے نکلا، اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا، اس دوسرے شخص نے مجھے پکار کر کہا، اے عبداللہ! اس کو پانی نہ پلانا کیوں کہ یہ کافر ہے، اس کے بعد اس دوسرے آدمی نے اپنے کوڑے سے پہلے شخص کو مارنا شروع کیا، یہاں تک کہ مارتے مارتے اس کو گڑھے میں پہنچایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے ایسا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذَاكَ عَدُوُّ اللهِ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، وَذَاكَ عَذَابُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.(۱)

جو شخص گڑھے سے پہلے نمودار ہوا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابوجہل تھا اسی طرح اس کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

آدم علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان ۶۱۵۵ سال کا فاصلہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سن فیل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء یوم دوشنبہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا درمیان حصہ ۵۷۱ سال ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا اور موسیٰ علیہ السلام کا درمیانی زمانہ ۱۷۱۶ سال ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درمیانی زمانہ ۵۴۵ سال ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور طوفان نوح کا درمیانی زمانہ ۱۰۸۱ سال ہے، طوفان نوح اور حضرت آدم علیہ السلام کا درمیانی زمانہ ۲۲۴۲ سال ہے۔ اس حساب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ۶۱۵۵ سال کی مدت ہوتی ہے۔(۲)

---

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج۳ص۵۷ رقم الحديث: ۴۲۹۲ الناشر: مكتبة القدسي قاهرة

(۲) تاریخ ملت: ج۱ ص ۳۴ ادارہ اسلامیات لاہور

چار کام جو سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے کیے

۱......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے مہمان نوازی کی۔

۲......سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنا ختنہ کیا۔

۳......سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنی مونچھیں تراشیں۔

۴......سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن کے چہرے پر سفید بال نظر آئے، انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب یہ کیا ہے؟ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وقار ہے (یعنی متانت اور سنجیدگی کی چیز ہے) اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا وقار اور بڑھا دیجیے۔(۱)

خلیفہ منصور کا علمِ حدیث سے شغف

محمد بن سلام جمحی فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کوئی تمنا باقی رہ گئی ہے۔ منصور نے کہا کہ یہ تمنا باقی ہے کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھوں اور اصحاب حدیث میرے اردگرد ہوں، لکھنے والا کہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے آپ نے کس کا ذکر کیا۔ دوسرے دن جب وزراء اور اہلکاروں کے لڑکے قلمدان اور کاپیاں لے کر اس کے پاس آئے تو کسی شخص نے کہا: لیجیے یہ مراد بھی آپ کی پوری ہوگئی۔ منصور نے کہا کہ:

فقال لستم بهم، إنما هم الدّنسة ثيابهم، المشققة أرجلهم، الطويلة شعورهم، برد الآفاق، ونقلة الحديث.(۲)

یہ لوگ وہ نہیں ہیں، اُن کے تو کپڑے میلے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے پیر ننگے،

(۱) تفسير ابن كثير: سورة البقرة آیت نمبر ۱۲۴ کے تحت، ج ۱ ص ۴۰۹، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع

(۲) تاريخ الخلفاء: المنصور أبو جعفر، ص ۱۹۸، الناشر: نزار مصطفى الباز

سر کے بال بڑھے ہوئے خود مسافر اور ان کا کام نقل حدیث ہوتا ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید اور اہلِ علم کا احترام

حضرت ابومعاویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ہارون رشید کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھا جب ہم کھانا کھا چکے تو (چوں کہ ابومعاویہ نابینا تھے) معمول کے موافق ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلائے، جب میں ہاتھ دھو چکا تو ہارون رشید نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ کس نے دھلائے ہیں، میں نے کہا مجھے معلوم نہیں، ہارون رشید نے کہا کہ محض تعظیم علم کی وجہ سے میں نے خود آپ کے ہاتھ دھلائے ہیں:

وعن أبي معاوية أيضًا قال أكلت مع الرشيد يومًا، ثم صبّ على يدي رجل لا أعرفه، ثم قال الرشيد تدري من يصب عليك؟ قلت لا قال أنا إجلالًا للعلم.[1]

حضرت سلیمان علیہ السلام سے بات کرنے والی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کوفہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا جو چاہو مجھ سے سوال کرو؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے اور اس وقت (امام صاحب) کم عمر تھے۔ پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے لوگوں سے کہا کہ تم حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سوال کرو کہ وہ چیونٹی جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی نر تھی یا مادہ؟ پس لوگوں نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی سوال پوچھا۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

فقال من قوله تعالى قَالَتْ ولو كانت ذكرا لقال قال نملة، لأن النملة مثل الحمامة والشاة، في وقوعها على الذكر والأنثى.[2]

(۱) تاریخ الخلفاء: هارون الرشيد: ترجمة: ص ۲۱۱، الناشر: نزار مصطفى الباز

(۲) حياة الحيوان: النمل، ج۲ص ۵۰۱ الناشر: دار الكتب العلمية

حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کرنے والی چیونٹی مادہ تھی، ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا قرآن کریم میں لفظ قَالَتْ صیغہ مؤنث استعمال ہوا ہے کیوں کہ اگر نر چیونٹی ہوتی تو اللہ تعالیٰ قَالَ کا لفظ استعمال فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں صحابہ کے اوصاف

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی بنیاد ہیں، دین کے اوّل پھیلانے والے ہیں، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دین حاصل کیا اور ہم لوگوں تک پہنچایا، یہ وہ مبارک جماعت ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور پیارے رسول کی مصاحبت کے لیے چنا اور اس کی مستحق ہے کہ اس مبارک جماعت کو نمونہ بنا کر اس کی اتباع کی جائے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ. (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جسے دین کی راہ اختیار کرنی ہے تو ان کی راہ اختیار کرے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں کیوں کہ آزاد آدمی (دین میں) فتنہ سے محفوظ نہیں ہوتا، (اور وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے) اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، جو اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے۔ قلوب ان کے پاک تھے، علم ان کا گہرا تھا، تکلف اور تصنع ان میں کالعدم تھا۔ اللہ جل شانہ نے انہیں اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور دین کی اشاعت کے لیے چنا تھا، اس لیے ان کی فضیلت اور

---

(۱) مشكاة المصابيح: باب الإعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، ج۱ ص۶۷، الناشر: المكتب الإسلامي بيروت

برگزیدگی کو پہچانو، ان کے نقش قدم پر چلو اور طاقت بھر ان کے اخلاق اور ان کی سیرتوں کو مضبوط پکڑو، اس لیے کہ وہی لوگ ہدایت کے سیدھے راستے پر تھے۔

ناجی فرقہ وہ ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے نقش قدم پر چلے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو کچھ بنی اسرائیل پر آیا وہ سب کچھ میری اُمت پر ضرور آئے گا (اور دونوں میں ایسی مماثلت ہوگی) جیسے کہ دونوں جوتے ایک دوسرے کے برابر کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلم کھلا زنا کیا ہوگا تو میری اُمت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو اس کام کو کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، اور ایک فرقہ کے علاوہ باقی تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو اس راستے پر چلے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

خلفائے راشدین کی سنتوں پر عمل پیرا رہنے کی تاکید

عَنِ العِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ وَعَظَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ

(۱) سنن الترمذي: أبواب الإيمان، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد، ج۴ص۳۲۲ الناشر: دار الغرب الإسلامي

صَلاَةِ الغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنهَا العُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنهَا القُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هَـذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلاَلَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.(۱)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسا مؤثر وعظ بیان فرمایا کہ جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا یہ وعظ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ جانے والے کا (آخری) وعظ ہوا کرتا ہے، لہٰذا آپ ہمیں کن خاص باتوں کی تاکید فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس بات کی وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور امیر کی بات سنو اور مانو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو، کیوں کہ تم میں سے میرے بعد جو بھی زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو ایسی صورت میں میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرتے رہنا اور اسے تھامے رکھنا اور دانتوں سے مضبوط پکڑے رکھنا، اور نئی نئی باتوں سے بچنا کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں صحابہ کرام کے اوصاف

عن عبد الله بن عمر، قال من كان مستنا فليستن بمن قد مات، أولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا خير هذه الأمة، أبرها قلوبا، وأعمقها علما، وأقلها تكلفا، قوم اختارهم الله لصحبة نبيه صلى الله عليه وسلم ونقل دينه، فتشبهوا بأخلاقهم وطرائقهم فهم أصحاب محمد صلى الله عليه

(۱) سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ج۴ص ۳۴۱

الناشر: دار الغرب الإسلامي

وسلم، كانوا على الهدى المستقيم والله رب الكعبة.(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی کسی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اُن لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو دنیا سے جا چکے ہیں۔ اور یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، جو کہ اس اُمت میں سب سے بہترین اور سب سے زیادہ نیک دل اور سب سے زیادہ گہرے علم والے اور سب سے کم تکلّف برتنے والے تھے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے چن لیا ہے۔ لہٰذا ان جیسے اخلاق اور ان جیسی زندگی گزارنے کے طریقے اپناؤ۔ ربّ کعبہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام صحابہ ہدایتِ مستقیم پر تھے۔

چار پشتیں صحابی

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی چار پشتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یعنی صحابی ہوں، مگر وہ خوش قسمت گھرانا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے، آپ کے والد ابوقحافہ اور ان کے بیٹے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن کے بیٹے ابوعتیق کہ جن کا نام محمد ہے، یہ سب صحابی ہیں:

عن موسى بن عقبة قال لا نعلم أربعة أدركوا النبي صلى الله عليه وسلم وأبناء هم إلا هؤلاء الأربعة أبو قحافة، وابنه أبو بكر الصديق، وابنه عبد الرحمن، وأبو عتيق ابن عبد الرحمن واسمه محمد.(۲)

ناموں میں معانی کی تاثیر کا اثر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج۱ ص۳۰۵ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) تاريخ الخلفاء: ترجمة: أبو بكر الصديق، ص۸۸ الناشر: نزار مصطفى الباز

کہا: جمرہ (چنگاری) آپ نے پوچھا: باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: شہاب (شعلہ) آپ نے قبیلہ کا نام دریافت کیا اس نے کہا: حرقہ (آگ) آپ نے کہا: کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا: حرہ (گرم پتھریلی زمین) آپ نے پوچھا: وہ کہاں واقع ہے؟ اس نے کہا: لظی (شعلہ والی آگ) میں آپ نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کی خبر گیری لو کہیں وہ جل نہ گئے ہوں، وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہے اور سب جل گئے:

قال عمر بن الخطاب لرجل ما اسمك؟ قال جمرة، قال ابن من؟ قال ابن شهاب قال ممن؟ من الحرقة، قال أين مسكنك؟ قال الحرة، قال بأيها؟ قال بذات لظى، فقال عمر أدرك أهلك فقد احترقوا، فرجع الرجل فوجد أهله قد احترقوا.(۱)

اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کو ذلیل کرنے کے لیے مکھیوں کو پیدا کیا ہے

خلیفہ مامون الرشید نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو کس لیے پیدا فرمایا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بادشاہوں کو ذلیل کرنے کے لیے، پس مامون ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ مکھی میرے جسم پر بیٹھی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، جی ہاں جب آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ مکھی آپ کے جسم کے اس حصہ پر بیٹھی ہے جہاں کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آپ کے سوال کا جواب منکشف فرمادیا۔ خلیفہ مامون الرشید نے کہا کہ اللہ کی قسم آپ نے بہت عمدہ جواب دیا ہے:

أن المأمون سأله فقال لای شیء خلق اللہ الذباب؟ فقال مذلة للملوك فضحك المأمون وقال رأيته وقد وقع علی جسدی فقال نعم ولقد سألتنی عنه وما عندی جواب فلما رأيته قد سقط منك بموضع لا يناله منك أحد فتح اللہ لی فيه بالجواب فقال للہ درك.(۲)

---

(۱) تاريخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ص۱۰۲، الناشر: نزار مصطفى الباز

(۲) حياة الحيوان: السمك، ج۱ ص۴۹۱، الناشر: دار الكتب العلمية

کیا عمر تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ قصہ سنایا اور فرمایا: میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ میں اندر جا کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف لنگی باندھی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔ اس وجہ سے آپ کے جسمِ اَطہر پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے ہیں اور مٹھی بھر ایک صاع (ساڑھے تین سیر) جَو اور کیکر کے پتے (جو کھال رنگنے کے کام آتے ہیں) ایک کونے میں پڑے ہوئے ہیں، اور ایک بغیر رنگی ہوئی کھال لٹکی ہوئی ہے۔ (اتنا کم سامان دیکھ کر) میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَالِي لَا أَبْكِي وَهٰذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ، وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى وَذٰلِكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَصَفْوَتُهُ وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ، فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا.(۱)

کیوں روتے ہو؟ اے ابن الخطّاب! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ چٹائی کے نشانات آپ کے جسمِ اَطہر پر پڑے ہوئے ہیں اور گھر کی کُل کائنات یہ ہے جو مجھے نظر آرہی ہے۔ ادھر کسریٰ اور قیصر تو پھلوں اور نہروں (دنیا کی فراوانی) میں ہوں اور آپ اللہ کے نبی اور بر گزیدہ بندے ہو کر آپ کی یہ حالت۔ آپ نے فرمایا: اے ابن الخطّاب! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا۔

---

(۱) شعب الإيمان للبيهقي: ج۳ص۴۷، رقم الحديث: ۱۳۷۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیخین کو دیکھ کر مسکرانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام مہاجرین اور انصار بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آتے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (عظمت کی وجہ سے) نگاہ نہ اٹھاتا۔ یہ دونوں حضرات آپ کی طرف دیکھتے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے۔ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکراتے۔ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں حضرات سے بہت تعلق اور بہت زیادہ مناسبت تھی):

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وهم جُلُوسٌ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَيْهِ بَصَرَهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ لَهُمَا.(۱)

حضرت مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا مدرسین کو حکیمانہ سرزنش

ایک مرتبہ انہوں نے محسوس کیا کہ بعض حضرات مدرسین دارالعلوم کے مقررہ وقت سے کچھ دیر میں آتے ہیں تو آپ نے حاکمانہ محاسبہ کے بجائے یہ معمول بنالیا کہ روزانہ دارالعلوم کا وقت شروع ہونے پر دارالعلوم کے دروازے کے قریب ایک چارپائی ڈال کر اس پر بیٹھ جاتے اور جب کوئی استاد آتے تو سلام ومصافحہ اور دریافت خیریت پر اکتفا فرماتے، زبان سے کچھ نہ کہتے کہ آپ دیر سے کیوں آئے۔ اس حکیمانہ سرزنش نے تمام مدرسین کو وقت کا پابند بنادیا۔ البتہ صرف ایک مدرس اس کے بعد کچھ دیر سے آتے تھے۔ ایک روز جب وہ وقت مقررہ کے کافی بعد مدرسہ میں داخل ہوئے تو سلام اور دریافت

(۱) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: فصل في عادة الصحابة في تعظيمه صلى الله عليه وسلم، ج۲ ص۳۸ الناشر: دار الفكر

خیریت کے بعد انہیں پاس بٹھا کر فرمایا۔ مولانا! میں جانتا ہوں کہ آپ کے مشاغل بہت ہیں، ان کی وجہ سے دار العلوم پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے، ماشاء اللہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے اور میں ایک بے کار آدمی ہوں، خالی پڑا رہتا ہوں، آپ ایسا کریں اپنے گھریلو کام مجھے بتلا دیا کریں، میں خود جا کر ان کو انجام دے دیا کروں گا تا کہ آپ کا وقت تعلیم کے لیے فارغ ہو جائے۔ اس حکیمانہ طرز خطاب کا اثر ہونا تھا، وہ ہوا اور وہ مدرس آئندہ ہمیشہ کے لیے وقت کے پابند ہو گئے۔ (۱)

مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ اور دنیا سے بے رغبتی

مولانا سعید احمد اکبر آبادی رقم طراز ہیں:

مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کا نام بچپن سے سنتا آیا تھا، ان کے علم وفضل اور مجاہدانہ کارناموں کا ذکر لوگ بڑے جوش وخروش سے کرتے تھے اور ان کو سن سن کر دل میں جذبہ اور ولولہ اٹھتا تھا کہ اے کاش مولانا اس زندگی میں کہیں مل جائیں اور آنکھیں ان کے دیدار سے منور ہوں۔ آخر خدا نے دل میں یہ مراد پوری کی اور اچانک سنا کہ مولانا تیس برس کی جلا وطنی کے بعد ہندوستان تشریف لا رہے ہیں اور جہاز سے کراچی اتر کر سیدھے دلی تشریف لائیں گے۔

اب ایک ایک گھڑی گنی شروع کر دی اور مولانا کی آمد سخت بے چینی سے انتظار ہونے لگا، آخر وہ دن بھی آ گیا۔ ہم سب لوگ مولانا کے استقبال کے لیے دلی اسٹیشن پر پہنچے۔ علماء اور ملک کے زعماء جس طرح رہتے تھے، اس کے پیش نظر میں نے اس وقت مولانا کی نسبت جو تخیل قائم کیا تھا، وہ یہ تھا کہ عمامہ سر پر ہوگا جبہ زیب تن ہوگا، فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے ہوں گے، ایک خادم کم از کم ہمراہ ضرور ہوگا، دو تین بھاری بھاری سوٹ کیس، ایک بھاری بیڈنگ، دو تین تھرماس کی بوتلیں، تین چار بھاری اور وزنی ناشتہ دان ساتھ ہوں گے، چہرہ پر تمکنت اور وقار ہوگا۔

---

(۱) اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۱۱۱

لیکن جب ٹرین پہنچی تو یہ تمام تخیلات اوہامِ باطلہ ثابت ہو کر رہ گئے۔ لوگ پلیٹ فارم پر ادھر ادھر فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے درجوں میں گھومتے پھر رہے ہیں کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک صاحب ننگے سر، صرف کھدر کا کرتہ اور پاجامہ پہنے اور ایک سفید کھدر کی چادر گلے میں ڈالے ہوئے ایک دم میں تھرڈ کلاس سے پھدک کر پلیٹ فارم پر آ کھڑے ہوئے۔ پہچاننے والوں نے پہچانا اور ان کی طرف لپکنا شروع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ یہی مولانا عبیداللہ سندھی ہیں، سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔ عمر پینسٹھ اور ستّر سال کے درمیان ہوگی۔ مگر جسم مضبوط اور تھکا ہوا، آنکھوں میں غیر معمولی چمک، پیشانی پر مجاہدانہ عزم وہمت کے کس بل، آواز میں طنطنہ اور چہرہ پر بزرگانہ معصومیت کے ساتھ ایک ایسا جلال کہ گویا ایک سپاہی ایک میدانِ جنگ سے منتقل ہو کر ایک دوسرے میدانِ جنگ کی طرف آ گیا اور اس نے ایک دوسرا اور نیا مورچہ سنبھال لیا ہے۔ لوگوں کو تلاش ہوئی کہ مولانا کا سامان اتاریں مگر وہاں سامان کہاں تھا۔ جو کچھ مولانا کے جسم پر تھا، بس وہی ان کا سامان تھا اور باقی خدا کا نام۔ میں نے دنیا میں علماء بھی دیکھے ہیں اور درویش بھی، تارکین دنیا بھی دیکھے اور کسانوں اور مزدوروں کے غم میں مرنے والے بھی، لیکن دنیا اور اس چیزوں سے اس درجہ بے تعلقی، بے نیاز اور مکمّل قسم کا قلندر آج تک نہ کوئی دیکھا ہے اور نہ شاید دیکھوں گا۔ (۱)

مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے ایک جملے سے تین شیر راستے سے ہٹ گئے

مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ پچیس سال جلاوطن رہے مگر انگریز کے ہاتھ نہ آئے، لکھا ہے کہ افغانستان میں جا رہے تھے تو سڑک پر تین شیر کھڑے تھے۔ شیر غرانے لگے، کچھ ڈر محسوس کیا، پھر ان کو کانوں سے پکڑ کر فرمایا:

او شیرو! میں اسلام کے مشن کے لیے آزادی کی جنگ لڑ رہا ہوں اور تم انگریز کتے کی

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص ۴۱۰ مکتبہ رشیدیہ لاہور

طرح میرا راستہ روک کر کھڑے ہو۔ ہٹ جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو جانے دو۔ اتنا کہنا تھا کہ شیر گدھے کی طرح راستے سے ہٹ گئے۔ عبید اللہ کلمہ پڑھتا ہوا وہاں سے گزر گیا یہ کرامت نہیں تو کیا ہے؟(۱)

مولانا سندھی رحمہ اللہ کا حضرت مدنی رحمہ اللہ کے جوتے سیدھے کرنا

مولانا سندھی رحمہ اللہ کس قدر متواضع اور خلوص سے بھرے ہوئے تھے ایک دفعہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مولانا سندھی رحمہ اللہ سے ملنے جامعہ ملیہ تشریف لائے، مولانا سندھی رحمہ اللہ نے انہیں بڑی محبت اور عزت واحترام سے اردگرد ماحول دکھایا (اس مقام سے ہمایوں کا مقبرہ پرانا قلعہ اور دوسری تاریخی عمارتیں نظر آتی تھیں) پھر دونوں بزرگوں نے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی، مولانا مدنی رحمہ اللہ جانے لگے تو مولانا سندھی دروازے کی طرف لپکے اور آپ کے جوتے سیدھے کرنا چاہتے تھے، مولانا مدنی نے فرمایا حضرت! آپ کیا کرتے ہیں مجھے گناہ گار نہ کیجیے لیکن مولانا سندھی رحمہ اللہ ان کے جوتے سیدھے کیے بغیر نہ رہے۔(۲)

حضرت منصور رحمہ اللہ اور فرعون کے اَنَا الْحَقُّ کہنے میں فرق

حضرت منصور رحمہ اللہ کے اَنَا الْحَقُّ کہنے کا راز یہ ہے کہ وہ اَنَا الْحَقُّ خود نہ کہہ رہے تھے بلکہ اس وقت ان کی وہ حالت تھی جیسے شجرۂ موسیٰ علیہ السلام سے آواز آئی تھی ''اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ'' گو آواز درخت ہی سے نکل رہی تھی چناں چہ خود نص میں تصریح ہے ''نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیِٔ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰی'' تو کیا درخت خود کہہ رہا تھا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ؟ ہرگز نہیں ورنہ درخت کا رب ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ آواز درخت میں سے نہیں نکلی تھی۔ بعینہ صوت حق تھی اور یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوت ہی مسموع ہوئی تھی جو سمتِ خاص اور مکانِ خاص کے ساتھ مقید تھی۔ اس کو حق

(۱) خطبات دین پوری: ج ۱ ص ۴۱۵

(۲) مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم وافکار: ص ۱۱۱

تعالیٰ نے وادی ایمن اور بقعہ مبارک اور من الشجرۃ کے ساتھ مقید کیا ہے ورنہ کلام حق بعید سے ہوتا تو ان قیود سے مقید نہ ہوتا۔ پس ماننا پڑے گا کہ وہ آواز تو شجرہ ہی کی تھی اور اسی میں سے نکلی تھی مگر حق تعالیٰ کی طرف سے تھی اور شجرہ خود متکلم نہ تھا۔ جیسے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے "فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ" کہ جب ہم قرآن پڑھا کریں تو آپ قرآن کا اتباع کیجیے۔ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی صوت کو سنتے تھے اور خدا تعالیٰ صوت سے منزہ ہیں پھر قرأت کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں قرأت جبرائیل کو قرأت حق کہا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ بحکم حق قرأت کرتے تھے۔ ایسے ہی یہاں بھی قول شجرہ کو قول حق کہا جاتا ہے کیوں کہ اس نے جو کچھ کہا تھا بحکم حق کہا تھا پس یوں ہی حضرت منصور رحمہ اللہ کے اَنَا الْحَقُّ کو اللہ تعالیٰ کا قول کہنا چاہیے کیوں کہ غلبہ حال میں کلام حق ان کی زبان سے نکلتا تھا وہ بھی متکلم، بحکم حق تھے اور خود متکلم نہ تھے۔ چناں چہ ایک بزرگ کے واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ایک بزرگ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ منصور نے اپنے کو خدا کہا تھا اور فرعون نے بھی وہ تو مقبول ہو گئے اور یہ تو مردود ہو گیا اس کی کیا وجہ ؟ جواب ارشاد ہوا کہ منصور نے اپنے کو مٹا کر اَنَا الْحَقُّ کہا تھا اور فرعون نے خدا کو مٹا کر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا تھا اس کا یہی مطلب ہے کہ منصور نے جو کچھ کہا تھا خود نہ کہا تھا کیوں کہ وہ خودی کو مٹا چکے تھے۔ اسی کو مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

گفت فرعون اَنَا الْحَقُّ گشت پست   گفت منصور اَنَا الْحَقُّ گشت مست

لعنت اللہ آں انا رادر قفا   رحمت اللہ ایں انا رادر وفا

یعنی فرعون نے بھی اَنَا الْحَقُّ کہا یعنی میں حق خدا ہوں، وہ نتیجہ میں نیچے گرا یعنی دریا میں ڈوب کر مرا اور حضرت منصور رحمہ اللہ نے بھی اَنَا الْحَقُّ کہا وہ تو مست ہوا، یعنی مقبول ہوا (دونوں کے اَنَا الْحَقُّ کے اندر بہت فرق ہے) یہی وجہ ہے کہ اس فرعون کے اَنَا الْحَقُّ میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس منصور کے اَنَا الْحَقُّ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ملی ہے۔

امام المعقولات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے ان دونوں کے اَنَا الْحَقُّ میں معقولات کے قواعد کی رو سے ایک عجیب فرق بیان فرمایا کہ فرعون نے محمول کو

موضوع میں فنا کیا۔ پس فرعون کا قول اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں اَنَا موضوع ہے۔ رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی محمول ہے۔ محمول کو فنا کر کے موضوع کے اندر داخل کیا۔ پس معنی یہ ہوں گے لَا شَیْءَ مِنَ الْاَرْبَابِ اِلَّا اَنَا یعنی میرے علاوہ کوئی رب ہو ہی نہیں سکتا، اور منصور رحمہ اللہ نے موضوع کو محمول میں فنا کیا، پس اَنَا الْحَقُّ کے یہ معنی ہوں گے اَنَا لَا شَیْءَ اِلَّا الْحَقُّ یعنی میں کوئی چیز ہی نہیں ہوں، سب کچھ اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تو بذات خود فنا ہوں مگر اللہ کا سایہ بن کر پھر رہا ہوں چناں چہ اس کی کافی تائید اس حدیث قدسی سے ہوتی ہے۔ لَا یَزَالُ عَبْدِیْ...... یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بندہ نفلی عبادتوں کی وجہ سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور حضرت منصور رحمہ اللہ کثرت نوافل اور مجاہدہ کے ذریعہ اس حدیث قدسی کا عین مصداق بنے ہیں۔

تین چیزیں کمال کی علامت ہیں

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں تین چیزیں انسان کے کمال کی علامت ہیں۔ مصیبت کے وقت کسی سے شکوہ نہ کرنا، اپنا دکھ دوسروں پر عیاں نہ کرنا اور بزرگی کا دعویٰ نہ کرنا:

ثَلَاثٌ مِنْ مِلَاكِ أَمْرِ ابْنِ آدَمَ لَا تَشْكُ مُصِيبَتَكَ، وَلَا تُحَدِّثْ بِوَجَعِكَ، وَلَا تُزَكِّ عَنْ نَفْسِكَ بِلِسَانِكَ.(۱)

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کا صبر وتحمّل اور دنیا میں اس کا صلہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا، بیمار ہوگیا۔ چناں چہ اسی بیماری میں وہ بچہ گھر میں انتقال کر گیا، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے ڈھانپ دیا اور شوہر کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ تمہارے بیٹے کا

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: أبو درداء، ج۱ ص۲۲۳، الناشر: دار الكتاب العربي

انتقال ہو چکا ہے، چناں چہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گزشتہ روز کی طرح حسب دستور بچے کا حال پوچھا کہنے لگیں، وہ پہلے کی بہ نسبت اچھے حال میں ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے آگے کھانا بڑھا دیا، چناں چہ رات کو دونوں آرام سے بستر پر سو گئے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نسوانی خواہش بھی پوری کی، جب سحری کا وقت ہوا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اے ابوطلحہ! مجھے بتاؤ اگر فلاں آدمی کے گھر والوں نے کسی سے کوئی چیز عاریۃً (ادھار) مانگ لائی ہو اور وہ اس سے پوری طرح نفع لے چکے ہوں اور پھر واپسی کے لیے اس چیز کا جب مطالبہ کیا جائے تو ان پر گراں گزرے؟ ابوطلحہ کہنے لگے لینے والوں نے واپسی کے معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ بولیں تیرا بیٹا ہم نے اللہ سے عاریۃً لیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے واپس لے لیا ہے۔ چناں چہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، پھر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوطلحہ! اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات کی ہم نشینی میں برکت کرے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو نعم البدل کے طور پر عبداللہ بن ابوطلحہ کی شکل میں بچہ عطا فرمایا۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد میں نے مسجد میں ان کے سات بیٹے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے:

قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَلَمْ تَرَ آلَ فُلَانٍ اسْتَعَارُوا عَارِيَةً فَتَمَتَّعُوا بِهَا فَلَمَّا طُلِبَتْ مِنْهُمْ شَقَّ عَلَيْهِمْ قَالَ مَا أَنْصَفُوا قَالَتْ فَإِنَّ ابْنَكَ كَانَ عَارِيَةً مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ قَبَضَهُ فَحَمِدَ اللهَ وَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ غَدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا طَلْحَةَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا فَحَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْمَسْجِدِ سَبْعَةً كُلُّهُمْ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْآنَ.(۱)

(۱) حلية الأولياء، ترجمة: ام سليم، ج۲ص۵۹ الناشر: دار الكتاب العربي

ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کی عمل کرتے وقت کیفیت

حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میں جنت کو اپنے سامنے کھلی آنکھوں دیکھ لوں تو میں اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہیں کروں گا اور اگر جہنم کو اپنے سامنے کھلی آنکھوں دیکھ لوں تب بھی میں اپنے عمل میں ذرہ کی بیشی نہیں کروں۔ (یعنی ان کا عمل علی وجہ الکمال تھا جیسا کہ جنت جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں)

لَوْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ عِيَانًا مَا كَانَ عِنْدِي مُسْتَزَادٌ وَلَوْ رَأَيْتُ النَّارَ عِيَانًا مَا كَانَ عِنْدِي مُسْتَزَادٌ.(۱)

اسماء الرجال کے بارے میں چشم پوشی کو سب سے سخت عمل پایا

جریر بن حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شعبہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک روز میں نے انہیں خواب میں دیکھا، میں نے ان سے سوال کیا کہ سب سے سخت عمل آپ نے کون سا پایا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اسماء الرجال کے بارے میں چشم پوشی کو میں نے سب سے سخت پایا:

جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ شُعْبَةَ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ أَيُّ الْأَعْمَالِ وَجَدْتَ أَشَدَّ عَلَيْكَ؟ قَالَ التَّجَوُّزُ فِي الرِّجَالِ.(۲)

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو پانچ باتوں کی نصیحت

امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے وصیت فرمائی:

پانچ آدمیوں کے ساتھ نہ رہنا اور نہ ان سے باتیں کرنا اور نہ راستے میں ان کے ساتھ گفتگو کرنا میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہوجاؤں وہ پانچ اشخاص کون ہیں؟ انہوں نے کہا:

فاسق کے ساتھ نہ اٹھنا نہ بیٹھنا اس لیے کہ وہ تجھے ایک لقمہ یا اس سے بھی کم کے

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: أبو مسلم الخولاني، ج۲ص۱۲۷ الناشر: دار الكتاب العربي

(۲) حلية الأولياء:ترجمة: شعبة بن الحجاج، ج۷، ص۱۵۲ الناشر: دار الكتاب العربي

بدلے میں بیچ دے گا، میں نے کہا ایک لقمہ سے کم سے کیا مراد ہے فرمایا: وہ لقمہ کی طمع کرے گا پھر اس سے بھی محروم رہے گا، میں نے کہا: محترم! دوسرا کون ہے فرمایا: بخیل کے پاس نہ اٹھنا بیٹھنا اس لیے کہ وہ ایسے وقت میں مال روک لے گا تجھ سے جب تجھ کو حاجت ہوگی۔ میں نے کہا: تیسرا کون ہے؟ فرمایا: جھوٹے کے ساتھ میل ملاپ نہ رکھنا اس لیے کہ وہ شراب کی طرح ہے قریب کو دور اور دور کو قریب کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: والد بزرگوار! چوتھا کون ہے؟ فرمایا: احمق سے بچنا اس لیے کہ وہ چاہے گا کہ تجھے نفع پہنچائے وہ تمھیں نقصان دے بیٹھے گا، میں نے کہا: پانچواں؟ رشتہ داری کا تعلق ختم اور قطع کرنے والوں کے ساتھ میل جول نہ رکھنا اس لیے کہ ایسے شخص کو میں نے کتاب اللہ میں تین مقامات پر ملعون پایا ہے۔(۱)

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فراست

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر سہیل بن عمرو، حارث بن ہشام، ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہم اور قریش کے معززین جمع ہیں اور ملاقات کے لیے بلاوے کے منتظر ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت صہیب رومی، بلال بن رباح رضی اللہ عنہم اور بعض غلام جو بدر میں شریک تھے، ملاقات کے لیے آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان کو کہہ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو فوراً ملاقات کے لیے اندر بلوالیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس بات سے سخت سیخ پا ہوئے کہ ان غلاموں کو تو ملاقات کے لیے فوراً اجازت مل گئی جب کہ ہمیں انتظار میں بٹھا دیا گیا ہے۔ اور ہماری طرف نظر التفات بھی نہیں کی گئی۔ وہ ابھی اس قسم کی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جو اپنے وقت کے نہایت دانا، عاقل، سمجھ دار اور خطیب آدمی تھے۔ انہوں نے شرکاء کو مخاطب کیا اور فرمایا:

أَيُّهَا الْقَوْمُ، إِنِّيْ وَاللّٰهِ! قَدْ أَرَى الَّذِيْنَ فِيْ وُجُوْهِكُمْ، فَإِنْ كُنْتُمْ غِضَابًا فَاغْضَبُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ.

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: محمد بن علي الباقر، ج۳ص۱۸۴ الناشر: دار الكتاب العربي

اے قوم! اللہ کی قسم! میں نے تمہارے چہروں پر غصے اور ناراضگی کی علامتیں دیکھی ہیں۔ دیکھو! غصہ و ناراضگی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر کرو۔

دُعِيَ الْقَوْمُ وَدُعِيْتُمْ، فَأَسْرَعُوْا وَأَبْطَأْتُمْ.

قوم کو دعوت حق دی گئی اور تمہیں بھی یہ دعوت ملی تھی، ان کمزور لوگوں نے اس دعوت کو فوراً قبول کرلیا مگر تم نے تاخیر کی اور ان کے مقابلے میں پیچھے رہ گئے۔

أَمَا وَاللّٰهِ لِمَا سَبَقُوْكُمْ بِهِ مِنَ الْفَضْلِ أَشَدُّ عَلَيْكُمْ فَوْتًا مِنْ بَابِكُمْ هٰذَا، الَّذِيْنَ تُنَافِسُوْنَ عَلَيْهِ.

جس فضیلت (ایمان) کے ذریعے یہ فقراء تم لوگوں پر سبقت کر چکے ہیں، اس کا فوت ہو جانا تمہارے اس دروازے میں پہلے داخل نہ ہونے سے زیادہ افسوس ناک ہے، جس میں داخلے کے لیے تم مقابلہ کر رہے ہو۔

پھر فرمایا:

أَيُّهَا الْقَوْمُ، إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ سَبَقُوْكُمْ بِمَا تَرَوْنَ، وَلَا سَبِيْلَ لَكُمْ وَاللّٰهِ إِلَى مَا سَبَقُوْكُمْ إِلَيْهِ، فَانْظُرُوْا هٰذَا الْجِهَادَ فَالْزَمُوْهُ، عَسَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرْزُقَكُمْ شَهَادَةً.

اے لوگو! یہ فقراء جس نعمت کے ذریعے تم پر سبقت کر چکے ہیں اور تمہیں معلوم ہے، اللہ کی قسم! جس چیز کی طرف وہ تم پر سبقت لے گئے ہیں، وہاں تک تمہاری رسائی ناممکن ہے، اس لیے تم جہاد سے خود کو مربوط کرلو، ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت دے دے (اور تم بھی اعلیٰ درجات کے مستحق بن سکو)۔

یہ کہہ کر حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور چل دیئے۔(۱)

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: سهيل بن عمرو القرشي، ج۲ص۵۸۵، رقم الترجمة: ۲۳۲۶ الناشر: دار الكتب العلمية

قربِ قیامت کی پانچ اہم نشانیاں

ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا:

أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِىْ سَمِعَهُ مِنْهُ.

لوگو! میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، ہوسکتا ہے کہ میرے بعد کوئی شخص آپ کو ایسا نہ ملے جس نے اس حدیث کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ.	قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ:
يُرْفَعَ الْعِلْمُ.	علم اُٹھ جائے گا (ختم ہوجائے گا)۔
وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ.	جہالت عام ہوجائے گی۔
وَيَفْشُوَ الزِّنَا.	زنا عام ہوجائے گا۔
وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ.	شراب پی جائے گی۔
وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ.	مرد ختم ہوجائیں گے (کم ہوجائیں گے)۔
وَتَبْقِي النِّسَاءُ.	عورتیں باقی رہ جائیں گی (زیادہ ہوجائیں گی)
حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ إِمْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.	یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی نگرانی ایک ہی مرد کرے گا

یعنی جنگ وجدال اور حادثات وغیرہ میں مردوں کی موت زیادہ ہونے کے سبب عورتیں زیادہ ہوں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کی ذمے داری ایک مرد کے اوپر ہوگی (۱)

(۱) صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب یقل الرجال ویکثر النساء، ج۲ص۷۸۷، رقم الحدیث: ۵۲۳۱ الناشر: قدیمی کتب خانه

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی حیرت انگیز سخاوت

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ عراق کے شہر مرو میں قیام پذیر تھے، اکثر و بیشتر حج کرتے۔ ان کے عزیز، رشتہ دار اور دوست اس بات کی تمنا کرتے کہ ان کے ہمراہ حج کے لیے جائیں، خود مخیرّ تھے، حجاج پر خوب خرچ کرتے۔ ایک سال حج کے موقع پر لوگ ان کے پاس آئے اور عرض کیا: حضرت! آپ حج پر جانا چاہتے ہیں، ہمیں بھی ساتھ لے لیں۔ فرمایا: ٹھیک ہے اپنا زادِ راہ میرے پاس جمع کروا دو۔ ان کا زادِ راہ لے لیا اور اس کو ایک بڑے صندوق میں ڈال کر تالا لگا دیا، پھر کرائے پر سواریاں لے کر مرو سے بغداد تک گئے، اس دوران سارے قافلے کو عمدہ کھانا پینا مہیا کیا۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے پھل اور میوہ جات مہیا کیے، یہاں تک کہ بغداد پہنچ گئے۔ پھر قافلے کو لے کر پوری شان وشوکت کے ساتھ بغداد سے نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ہر ایک کو فرداً فرداً بلوا کر پوچھا کہ تمہارے گھر والوں نے مدینۃ الرسول سے کیا تحفے تحائف لانے کے لیے کہا تھا؟

لوگ بتلانے لگے کہ فلاں فلاں چیز لانے کے لیے کہا تھا، ان کو وہ چیزیں خرید کر دے دیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچے، حج کے بعد پھر فرداً فرداً ہر ایک سے پوچھا کہ مکہ مکرمہ سے کیا کیا تحائف لانے کے لیے کہا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں فلاں چیز، تو ہر ایک کو اس کی پسند کی چیز خرید کر دیں، مکہ سے مرو تک وہ مسلسل اخراجات کرتے رہے۔ جب ادائیگی حج کے بعد مرو واپس آئے اور دو تین دن کے بعد حجاج کی تھکاوٹ دور ہوگئی تو ایک بڑی دعوت کی اور تمام حجاج کو کپڑے بھی دیئے۔ اس کے بعد انھوں نے صندوق منگوا کر اسے کھولا اور اس میں سے ہر آدمی کی زادِ راہ والی تھیلی نکالی جس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا وہ اس کو واپس کر دی۔

یہ تھی ہمارے سلف صالحین کی عظیم سخاوت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کی ایک مثال۔ (۱)

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عبدالله بن المبارك بن واضح الحنظلي، ج۸ص۳۸۵،۳۸۶، رقم الترجمة: ۱۱۲ الناشر: مؤسسة الرسالة

۱۹۲۹ء میں دو صحابہ کرام کے اجساد کو منتقل کرنے کا حیرت انگیز واقعہ

اس وقت عراق میں بادشاہت تھی، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کی قبریں اس وقت یہاں (جامع مسجد سلمان رضی اللہ عنہ کے احاطے میں) نہیں تھیں، بلکہ یہاں سے کافی فاصلے پر دریائے دجلہ اور مسجد سلمان کے درمیان کسی جگہ واقع تھیں۔

۱۹۲۹ء میں بادشاہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ اس سے فرمار ہے ہیں کہ ہماری قبروں میں پانی آرہا ہے۔ اس کا مناسب انتظام کرو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دریائے دجلہ اور قبروں کے درمیان کسی جگہ گہری کھدائی کر کے دیکھا جائے کہ دجلہ کا پانی اندرونی طور پر قبروں کی طرف رس رہا ہے یا نہیں، کھدائی کی گئی لیکن پانی رسنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے، چنانچہ بادشاہ نے اس بات کو خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

لیکن اس کے بعد پھر غالباً ایک سے زیادہ مرتبہ وہی خواب دکھائی دیا، جس سے بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی اور اس نے علماء کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس وقت عراق کے کسی عالم نے بھی بیان کیا کہ انہوں نے بھی بعینہٖ یہی خواب دیکھا ہے۔ اس وقت مشورے اور بحث و تمحیص کے بعد رائے یہ قرار پائی کہ دونوں بزرگوں کی قبر کھود کر دیکھا جائے اور اگر پانی وغیرہ آرہا ہو تو ان کے جسموں کو منتقل کیا جائے، اس وقت کے علماء نے بھی اس رائے سے اتفاق کر لیا۔

قبروں کو کھودنے کیلئے حکومتِ عراق نے زبردست اہتمام کیا، اس کے لیے ایک تاریخ مقرر کی تاکہ لوگ اس عمل میں شریک ہوسکیں۔ اتفاق سے وہ تاریخ ایامِ حج کے قریب تھی جب ارادے کی اطلاع حجاز پہنچی تو وہاں حج پر آئے ہوئے لوگوں نے حکومتِ عراق سے درخواست کی کہ اس تاریخ کو قدرے مؤخر کر دیا جائے تاکہ حج سے فارغ ہو کر جو لوگ عراق آنا چاہیں۔ وہ آسکیں چنانچہ حکومتِ عراق نے حج کے بعد کی ایک تاریخ مقرر کر دی۔

کہا جاتا ہے کہ مقررہ تاریخ پر نہ صرف اندرون عراق بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی خلقت کا اس قدر اژدحام ہوا کہ حکومت نے سب کو یہ عمل دکھانے کے لیے بڑی بڑی اسکرینیں دور دور تک نصب کیں، تاکہ جو لوگ براہ راست قبروں کے پاس یہ عمل نہ دیکھ سکیں وہ ان اسکرینوں پر اس کا عکس دیکھ لیں۔

اس طرح یہ مبارک قبریں کھولی گئیں اور ہزار ہا افراد کے سمندر نے یہ حیرت انگیز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تقریباً تیرہ صدیاں گزرنے کے باوجود دونوں بزرگوں کی نعش ہائے مبارک صحیح سالم اور تر و تازہ تھیں۔ ایک غیر مسلم ماہر امراض چشم وہاں موجود تھا، اس نے نعش مبارک کو دیکھ کر بتایا کہ ان کی آنکھوں میں ابھی تک وہ چمک موجود ہے جو کسی مردے کی آنکھوں میں انتقال کے کچھ دیر بعد بھی موجود نہیں رہ سکتی، چنانچہ وہ شخص یہ منظر دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

نعش مبارک کو منتقل کرنے کے لیے پہلے سے مسجد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قریب جگہ تیار کر لی گئی تھی وہاں تک لے جانے کے لیے نعش مبارک کو جنازے پر رکھا گیا۔ اس میں لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور ہزار ہا افراد کو کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس طرح اب ان دونوں بزرگوں کی قبریں موجودہ جگہ پر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب انصاری فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اس زمانے میں اخبارات کے اندر اس کا بڑا چرچا ہوا تھا اور بہت سے غیر مسلم بھی یہ واقعہ خاص طور پر دیکھنے کے لیے آئے تھے وہ اس اثر انگیز منظر سے نہ صرف بہت متاثر ہوئے بلکہ بہت سے لوگوں نے اس منظر کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور اپنے دین کی حقانیت کے ایسے معجزے کبھی کبھی دکھلاتے ہیں:

"سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ"

ہم ان کو آفاق میں بھی اور خود ان کے وجود میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے، تاکہ ان پر یہ

بات واضح ہو جائے کہ یہی دین حق ہے۔ (۱)

حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر، دلیر اور میدان جنگ میں اگلی صفوں میں لڑنے والے مجاہد تھے، ان کا نام سمّاک بن اَوس بن خرشہ ہے۔ غزوہ اُحد میں ان کے بہادری کے کارنامے اسلامی تاریخ کا حصہ ہیں۔ انہوں نے بدر واُحد کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت فرمائی۔ اُحد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَأْخُذُ هٰذَا السَّيْفَ بِحَقِّهٖ؟

اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا۔

لوگ اس کے لیے آگے بڑھے لیکن آپ نے انہیں تلوار نہیں دی۔ اتنے میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا:

وَمَا حَقُّهٗ؟ اس کا حق کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تَضْرِبَ بِهِ الْعَدُوَّ حَتّٰى يَنْحَنِيَ.

حق یہ ہے کہ اس سے دشمن کو اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔

چناں چہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے تلوار لی اور لال پٹی سر پر باندھ کر اکڑتے ہوئے دشمن کی صف میں جا گھسے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چال دیکھ کر فرمایا:

إِنَّهَا لَمِشْيَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ إِلَّا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِثْلَ هٰذَا الْمَوْطِنِ.

یہ ایسی چال ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، مگر اس مقام پر نہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے اور

---

(۱) جہان دیدہ: ص/ ۵۵ تا ۵۸ ادارۃ المعارف کراچی

مسیلمہ کذاب ان کا لیڈر بن گیا، چناں چہ ان مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ مرتدین کی سرکوبی کے لیے جو لشکر روانہ ہوا، اس میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یمامہ کے مقام پر بنوحنیفہ کے مرتدین سے جو جنگ ہوئی، اس میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے بہادری کے وہی جوہر دکھائے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دکھائے تھے۔

یمامہ میں ایک بڑے باغ کے درمیان قلعہ تھا، جس میں مرتدین جمع تھے، وہ قلعہ بند ہو کر لڑائی کر رہے تھے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی شخص قلعہ کے اندر کود جائے اور قلعے کا دروازہ کھول دے تاکہ مجاہدین قلعے میں داخل ہوسکیں۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کسی طرح مجھے اُٹھا کر قلعے کے اندر اتار دو تاکہ میں دروازہ کھول سکوں۔ ساتھیوں نے تامل کیا کہ انہیں اکیلا دشمن کے نرغے میں چھوڑا جائے۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے اپنے مطالبے کو دہرایا، جب ادھر سے انکار ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور ساتھیوں کو مجبور کیا کہ انہیں لازماً قلعہ کے اندر اتارا جائے۔ چناں چہ سپاہیوں نے ان کو اُٹھا کر قلعے میں اتارا۔ جب انہوں نے دیوار سے چھلانگ لگائی تو ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ مگر ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے ٹانگ کی قطعاً پروانہ کی۔ اپنی تلوار اٹھائی اور مرتدین سے اکیلے ہی قلعے میں اندر لڑائی شروع کر دی، وہ لڑتے لڑتے دشمنوں کو دروازے کی طرف لے آئے اور اچانک دروازہ کھول دیا ادھر مسلمان دروازہ کھلنے کے منتظر تھے۔ وہ طوفان کی طرح اندر داخل ہوئے۔ ادھر ابودجانہ رضی اللہ عنہ اپنی ٹانگ کے درد کو چھپائے مسلسل لڑتے رہے۔ لڑائی کے دوران ان کی ٹانگ کثرت حرکت کی وجہ سے اور زیادہ خراب ہوگئی اور درد میں بے تحاشا اضافہ ہوگیا۔

ادھر مرتدین ان کی تاک میں تھے۔ بالآخر یہ بہادر مجاہد زمین پر گر پڑے، کثرت سے خون بہنے کی وجہ سے وہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے اور رہتی دنیا تک تاریخ کے سنہرے

اوراق میں اپنا نام رقم کر گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ (۱)

جس جگہ موت لکھی ہے وہاں انسان خود پہنچ جاتا ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ایک وزیر کے ساتھ مجلس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک شخص نہایت خوبصورت حلیے میں، عمدہ پوشاک پہنے، اعلیٰ وضع قطع کے ساتھ مجلس میں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد وزیر نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا:

مَنْ هٰذَا الَّذِیْ کَانَ مَعَكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ؟

اللہ کے نبی! یہ ابھی جو شخص آپ کے پاس آیا کون تھا؟

ارشاد ہوا:

إِنَّ الَّذِیْ کَانَ مَعِیْ هُوَ مَلَكُ الْمَوْتِ.

میرے پاس جو شخص بیٹھا تھا ملک الموت تھا۔

جیسے ہی وزیر نے موت کے فرشتہ کا ذکر سنا، اس کا رنگ فق ہو گیا، جسم کپکپانے لگا۔ عرض کرنے لگا:

أَرْجُوْكَ أَیُّهَا الْمَلِكُ أَنْ تَأْمُرَ الرِّیْحَ أَنْ تَحْمِلَنِیْ إِلَی بِلَادِ الْهِنْدِ، فَمَا کَانَ لِیْ أَنْ أَجْلِسَ فِیْ مَکَانٍ جَلَسَ فِیْهِ مَلَكُ الْمَوْتِ.

حضرت! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے ہندوستان پہنچا دے۔ میرے لیے ممکن نہیں کہ میں اس جگہ بیٹھوں جہاں ملک الموت بیٹھا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی درخواست قبول کر لی، ہوا کو حکم دیا اس نے وزیر کو ہندوستان منتقل کر دیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ملک الموت دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں

---

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: أبو دجانة سماك بن خرشة، ج۶ص۹۲، رقم الترجمة: ۵۸۶۳ الناشر: دار الكتب العلمية

حاضر ہوا، وزیر نظر نہ آیا۔ پوچھا: آپ کا وزیر کدھر گیا ہے؟ ارشاد فرمایا:

حَمَلَتْهُ الرِّيْحُ إِلَى بِلَادِ الْهِنْدِ خَوْفًا مِنْكَ.

تیرے ڈر اور خوف کی وجہ سے ہوا نے اس کو ہندوستان پہنچا دیا ہے۔

ملک الموت کہنے لگا: جب تھوڑی دیر پہلے آپ کی مجلس میں آیا تھا تو اس شخص کو آپ کی مجلس میں دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ فلاں وقت پر اس شخص کی ہندوستان کے فلاں علاقے میں جان قبض کرنا ہے اور یہ ہندوستان سے ہزار میل دور آپ کے پاس بیٹھا ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ الزَّمَانَ وَلَا الْمَكَانَ.

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ (تقدیر میں لکھے ہوئے) وقت اور جگہ کو بدلتا نہیں۔

بہر حال میں وقت مقررہ پر ہندوستان پہنچا تو یہ شخص اس جگہ موجود تھا اور اب میں اس کی روح قبض کر کے آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ (۱)

امام طاؤس رحمہ اللہ کی خلیفہ وقت کے سامنے حق گوئی

خلیفہ ہشام بن عبدالملک حج کے لیے مکّہ مکرمہ آیا ہوا تھا، ایک دن اہل مکہ سے کہا کہ کوئی صحابی رسول اگر زندہ ہیں تو ان سے ملنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ کہا گیا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفات پا چکے ہیں۔ کہنے لگا: اچھا تابعین میں سے کوئی، چناں چہ حضرت طاؤس بن کیسان یمانی رحمہ اللہ مکہ میں موجود تھے۔ لوگ گئے اور ان کو خلیفہ کے پاس لے آئے۔ جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تو اپنے جوتے قالین کے کنارے سے لگا کر اتارے اور اس کو امیر المؤمنین کہنے کے بجائے نام لیکر پکارا:

السلام علیکم! پھر اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔

ہشام کے چہرے پر غصے کے آثار دکھائی دیئے۔ اس وقت کا دستور تھا کہ خلیفہ کو

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الاول ج۴ص ۴۲۸ الناشر: دار المعرفة بيروت

نہایت عزت واحترام کے ساتھ امیر المؤمنین کہہ کر کنیت کے ساتھ پکارا جاتا تھا، لیکن حضرت طاوس رحمہ اللہ نے کنیت کی بجائے اس سے کہا:

کَیْفَ أَنْتَ یَا هِشَامُ؟

ہشام، تم کیسے ہو؟

اب تو ہشام کو اور زیادہ غصہ آیا اور آپے سے باہر ہو کر بولا:

یا طَاوُوسُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟

اے طاوس! آپ کو ایسا کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟

حضرت طاوس رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَمَا صَنَعْتُ؟

میں نے کیا کیا ہے؟

اب خلیفہ ہشام کے غصے میں اور اضافہ ہو گیا۔

بولا: پہلی غلطی یہ کہ آپ نے قالین کے کنارے سے لگا کر اپنے جوتے اتارے (یہ ادب کے خلاف ہے) دوسری غلطی یہ کہ آپ نے مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا اور مجھے میری کنیت سے پکارنے کی بجائے میرے نام سے پکارا ہے۔ مزید یہ کہ آپ نے کہا: اے ہشام! تم کیسے ہو؟ بھلا حکمرانوں کو ایسے پکارا جاتا ہے؟ اور اس پر بھی طرہ یہ کہ میری اجازت کے بغیر میرے پاس آ کر بیٹھ گئے؟

حضرت طاوس رحمہ اللہ نے فوراً جواب دیا: ہاں، میں نے تمہارے پاس داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے اتارے، مگر سنو! میں تو ہر روز پانچ مرتبہ اپنے رب تعالیٰ کے گھر کے دروازے پر جوتے اتارتا ہوں اور وہ کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوا۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا، تو بات یہ ہے کہ تمام لوگ تو تمہاری خلافت سے راضی نہیں ہیں اور نہ ہی تمام مسلمان تمہیں امیر المؤمنین مانتے ہیں۔ لہٰذا اس میں جھوٹ کا احتمال تھا، اس لیے میں نے تمہیں امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں کنیت کے ساتھ کیوں نہیں پکارا اور نام لے کر کیوں پکارا ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے دوستوں (نبیوں) کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: یاداود، یا یحییٰ، یا موسیٰ

اور اپنے بدترین دشمن کا کنیت سے ذکر کیا اور کہا:

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں)

رہا تمہارا یہ کہنا کہ میں بغیر اجازت کے تمہارے پاس آ کر بیٹھ گیا، تو سنو! میں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَانْظُرْ إِلَى رَجُلٍ جَالِسٍ وَحَوْلَهُ قَوْمٌ قِيَامٌ.

اگر تو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہے تو اس آدمی کو دیکھ لے جو بیٹھا ہوا ہو اور اس کے ارد گرد لوگ ادب کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اس لیے میں کھڑا رہنے کے بجائے بیٹھ گیا۔

خلیفہ ہشام بن عبدالملک لا جواب ہو گیا اور غصہ ضبط کرنے کے کچھ دیر بعد بولا: ''عِظْنِي'' آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔

حضرت طاوس رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: إِنَّ فِي جَهَنَّمَ حَيَّاتٍ كَالْقِلَالِ وَعَقَارِبَ كَالْبِغَالِ تَلْدَغُ كُلَّ أَمِيرٍ لَا يَعْدِلُ فِي رَعِيَّتِهِ.

میں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم میں پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح لمبے تڑنگے سانپ ہوں گے اور خچروں کی طرح بڑے بڑے بچھو ہوں گے، جو رعایا کے ساتھ عدل و انصاف نہ کرنے والے امیر کو ڈسیں گے۔ (۱)

حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی شانِ استغناء

ایک مخلص خادم کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے اس بیان کی تحقیق کے لیے ایک دفعہ

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: طاوس، ج۲ ص۵۱۰ الناشر: دار صادر بيروت

جب کہ شاہ صاحب وضو کر رہے تھے، آپ کی اچکن سے چالیس روپے نکال لیے۔ بعد میں منتظر رہا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کہیں چوری کی شکایت کریں مگر معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کو اس گمشدگی کا پتہ نہیں۔ چند ماہ گزرنے کے بعد وہ رقم پھر آپ کے جیب میں ڈال دی تو بھی آپ کو اس اضافے کا پتہ نہ چل سکا۔ میں نے جب پوری بات بتائی تو آپ نے بڑے تعجب سے فرمایا:

بھائی! پچیس سال سے جماعت کے ساتھ ہو، ابھی تک تمہیں میرے ایمان کا پتہ نہیں چلا۔ دولت انسان کی خدمت کے لیے ہے مخدوم بننے کے لیے نہیں۔ مال جمع کرنے اور گننے میں لذت محسوس کرنا اہل جہنم کا نشان ہے۔(۱)

بیوی کا شوہر کو جہنمی کہنا

ایک مرتبہ میاں بیوی کے باہم ناراضگی اور نااتفاقی کے سلسلہ میں عورت اپنے شوہر سے کہنے لگی: ''اَنْتَ نَارِیٌّ، اَنْتَ جَهَنَّمِیٌّ'' یعنی تو دوزخی ہے اور جہنمی ہے۔ شوہر نے اس کے جواب میں کہا: ''اَنَا اِنْ كُنْتُ نَارِيًّا كَمَا قُلْتِ لِیْ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا''۔ اس کے بعد شوہر اس زمانہ کے سارے مفتیان کرام وعلمائے عظام میں سے ایک ایک کے پاس گیا اور اپنا واقعہ سنا کر وقوعِ طلاق یا عدم وقوعِ طلاق کا مسئلہ دریافت کرتا رہا مگر کوئی جواب دے نہ سکا۔ سب متحیر اور حیران رہ گئے کیوں کہ اس شخص کا جنتی یا جہنمی ہونے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون جانتا ہے اور جنتی اور جہنمی ہونے کا تعلق موت کے بعد اور آخرت کے ساتھ ہے اور وقوع طلاق یا عدم وقوع کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ آخر کار اس شخص نے بغداد جا کر غالباً حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کچھ دیر خوب غور وفکر کے بعد اس سے پوچھا: کیا تو نے اپنی پوری زندگی میں صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے کسی گناہ اور خواہش نفسانی سے اپنے آپ کو روک لیا تھا؟

اس شخص نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا: میں ایک مرتبہ ایک باغ میں میوہ خریدنے کی

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص۸۶۶ مکتبہ رشیدیہ لاہور

غرض سے گیا، وہاں ایک حسینہ عورت نے مجھے اپنی طرف تخلیہ میں دعوت دی تو میں نے خواہشات اور جوانی کے غلبہ ہونے کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنے آپ کو خواہشاتِ نفسانی سے بچا کر وہاں سے جلدی واپس آ گیا۔ یہ واقعہ سن کر امام صاحب نے ''وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝'' پڑھ کر طلاق واقع نہ ہونے کا فیصلہ دیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ہارون الرشید کے ساتھ بھی پیش آیا، دیکھئے تفصیلا:(۱)

حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی اذانِ فجر تک سحر بیانی

خان محمد خان لوندخوڑ نے سنایا کہ میں نے نہ تو شاہ جی کو دیکھا ہوا تھا اور نہ ان کا خاص معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی ان سے جدا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازہ کے پاس سے گزرا تو شاہ جی تقریر کر رہے تھے۔ میں بڑے ضروری کام میں تھا، اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی اتنی شہرت ہے، اسے پانچ منٹ سن لوں۔ میری عادت یہ ہے کہ میں جلسہ میں ایک جگہ نہیں بیٹھ سکتا، خود اپنے جلسے میں بھی گھوم پھر کر دیکھتا اور سنتا ہوں۔ میں پانچ منٹ تک شاہ جی کی تقریر سنتا رہا۔ پھر سوچا، تھوڑی دیر اور سن لوں۔ ان کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا اور ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام ہی بھول گیا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان بلند ہوئی۔ شاہ جی نے تقریر کے خاتمہ کا اعلان کیا تو مجھے خیال آیا کہ اوہو، ساری رات ختم ہوگئی، یہ شخص تقریر نہیں کر رہا، جادو کر رہا ہے۔(۲)

ایک دفعہ شاہ جی علی گڑھ کے کسی جلسہ میں تقریر کرنے تشریف لے گئے، کالج کے طلباء نے تقریر سننے سے انکار کر دیا، ہنگامہ برپا کیا کہ تقریر سننا محال ہوگیا۔ شاہ جی نے دیکھا کہ بچے برافروختہ ہیں، کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو فرمایا:

---

(۱) وفیات الأعیان: ج۴ص ۳۰۲، الناشر: دار صادر بیروت

(۲) بیس بڑے مسلمان: ص ۸۹۸ مکتبہ رشیدیہ لاہور

اچھا بیٹا! قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ لیتا ہوں اور جلسہ تمہارے احترام میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

طلبہ خاموش ہوگئے۔شاہ جی نے انتہائی دل سوزی سے نیم خورد آواز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا، چشم وگوش ودرو دیوار جھوم گئے۔تلاوت ختم ہوئی تو فرمایا، بیٹا! کیا خیال ہے، اس کا ترجمہ بھی کروں۔آواز آئی ضرور! ترجمہ بھی کر دیجیے۔

اب ترجمہ شروع ہوا، پھر ترجمے کی تفسیر وتشریح کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔شاہ جی نے تقریر ختم کی۔طلبہ نے شور مچایا، شاہ جی! خدا کے لیے کچھ اور بیان کیجیے، فرمایا، بیٹا! کبھی پھر آؤں گا تو تقریر سناؤں گا۔(۱)

سلف کے متعلق سوال پر حسن بصری رحمہ اللہ کا بہترین جواب

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے حجاج بن یوسف سے ملاقات کی تو حجاج نے دریافت کیا: آپ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو تجھ سے زیادہ شریر کے سامنے مجھ سے زیادہ بہتر شخص نے کہا تھا۔

حجاج نے کہا: وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ہیں، جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: (جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے) ”قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝“ یعنی اچھا تو بتا کہ پہلے لوگوں کا حال کیا ہوا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ“

ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر اعمال میں محفوظ ہے۔پس علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کا علم بھی اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔یہ سن کر حجاج بالکل دم بخود ہوکر ہکا بکا سا رہ گیا:

(۱) بیس بڑے مسلمان: ص۸۹۹۔مکتبہ رشیدیہ لاہور

قال له الحجاج ههنا، فأجلسه قريبا منه، وقال ما تقول في علي وعثمان؟ قال أقول قول من هو خير مني عند من هو شر منك، قال فرعون لموسى قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى، قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لا يَضِلُّ رَبِّي وَلا يَنْسَى، علم علي وعثمان عند الله.[۱]

امیرِ شریعت اور ظرافتِ طبع

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ گجرات تحصیل کھاریاں گاؤں ہیپل میں خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمایا کہ جنت میں اہل جنت جو مانگیں گے وہ ملے گا، جو چاہیں گے حاضر کر دیا جائے گا۔ تو ایک سیدھے سادے دیہاتی نے سوال کیا کہ شاہ جی! آپ فرماتے ہیں کہ جنت میں میری ہر چاہت پوری کر دی جائے گی تو میں حقے کا عادی ہوں، میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا، تو اگر میرے دل میں حقہ کا کش لگانے کی خواہش پیدا ہوئی تو کیا مجھے حقہ دیا جائے گا؟

شاہ جی نے جواب دیا، کیوں نہیں بابا جی! آپ کو حقہ ضرور دیا جائے گا مگر اس کے لیے آگ آپ کو جہنم سے جا کر لانی پڑے گی۔

اس جواب پر پورا مجمع کشت زعفران بن گیا۔[۲]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا عطاء اللہ کے سر پر دستار باندھو

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رسول خان رحمہ اللہ نے جو بہت بڑے محدث تھے، فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں۔

---

(۱) جمهرة خطب العرب: ج۲ص۴۹۵، الناشر: المكتبة العلمية

(۲) شاہراہ عشق کے مسافر: ص۱۹۱

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک سنہری طشت میں آسمان سے) ایک دستار مبارک لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو، میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لیے بہت سارا کام کیا ہے۔ (۱)

امیرِ شریعت تلاوت کر رہے تھے پرندے خاموش اور سانپ جھوم رہے تھے

میاں عبدالصمد لاہور اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان آنکھوں نے پو پھٹتے سورج کی چمک بھی دیکھی، چڑھتے ماہتاب کو بھی دیکھا مگر جو لطف بخاری کے چہرے میں تھا، کہیں بھی نہیں تھا۔ چہرہ کیا تھا، بقعہ نور تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے سب سے مشکل تقریر رسالت پر ہے، ایک دن جوش میں کہا، عربی مجھ سے ہے اور میں عربی سے ہوں، گھر کا ہر فرد قرآن مجید کا حافظ ہے۔

۴۶ء میں جب الیکشن کا زمانہ تھا، مجلس احرار کے جنرل سیکرٹری مولوی مظہر علی اظہر تھے۔ شاہ صاحب کشمیر میں تھے، شاہ صاحب رحمہ اللہ الیکشن کے سخت مخالف تھے۔ وہ الیکشن کو فرنگ کی دی ہوئی لعنت سمجھتے تھے۔ ہم لوگ شاہ صاحب کو لینے کشمیر گئے۔ رات کو ملاقات ہوئی بات کوئی نہ ہوئی، صبح ہم نے تلاش کیا پتہ چلا کہ فلاں جھیل کی پہاڑی کے اوپر صبح کی نماز پڑھ کر چلے جاتے اور کافی دیر کے بعد واپس آتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے کیا نقشہ دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں، ابھی سفیدی مکمل طور پر ظاہر نہ ہوئی تھی، چھ بجے کا وقت تھا۔ پہاڑ کے درمیان جھیل کی دوسرے طرف ایک اور پہاڑی ہے جہاں سے پانی بہتا ہے، مگر خاموشی کے ساتھ۔ زمین، آسمان سب خاموش ہیں، شاہ صاحب محوِ تلاوت ہیں با آواز بلند۔

کوئی انسان نہیں، ہم نے ان آنکھوں سے نظارہ کیا۔ سامنے کی پہاڑی پر جم غفیر

(۱) تقاریر مجاہد ملت: ص ۷۔ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان: ص ۱۸۲

سانپ ہی سانپ تھے۔ چھوٹے بڑے، درمیانے، ایک بڑا سانپ بھی پھن پھیلائے جھوم رہا تھا۔ ہم وہیں رک گئے، سانسیں بھی روک لیں اور بیٹھ گئے، شاہ صاحب قرآن پڑھتے رہے سانپ جھومتے رہے، ہم نے درختوں پر نگاہ ڈالی، جانور بھی خاموش ہیں۔

ادھر شاہ صاحب نے پون گھنٹے بعد تلاوت ختم کی اور سانپوں نے پہلے سر کو پہاڑی پر رکھا جیسے سجدہ ریز ہوں، پھر آہستہ آہستہ چلے گئے۔ پرندے بھی خدا کی حمد وثناء کے گیت گاتے اڑ گئے۔

اب جب بھی میں کبھی مری اور آزاد کشمیر کی پہاڑیوں پر نظر ڈالتا ہوں، سیاہ پہاڑوں پر شام سرمئی آنچل پھیلاتی ہے، سورج اپنا تمام درو بام پر لٹا دیتا ہے تو وہ نورانی چہرہ بھی میری آنکھوں کی پتلیوں میں اور دماغ و دل کے گوشوں میں چمکتا نظر آتا ہے۔

شاہ صاحب نے ہماری طرف دیکھا اور کہا:

کامریڈ! دیکھا تم نے؟ میں اگر پہاڑوں کو قرآن سناؤں تو ریزہ ریزہ کر دوں، سمندر کو برف بنا دوں، ہوا کو ساکت کر دوں، مگر میری قوم نے میرے سر کے بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل دی، مگر میں ان کے دلوں کی سیاہی کو نہ دھو سکا۔

ہم نے آنے کا مقصد بیان کیا۔ بادل نخواستہ تحسین کے بعد تیاری کر لی۔ (۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو گورنری سے معزول کرنے کے لیے ناکام سازش

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے علاقے پر گورنر مقرر کیا تھا۔ یہ چوں کہ اپنی سختی میں مشہور تھے، اس لیے بحرین کے لوگوں نے نہ انہیں قبول کیا اور نہ ہی وہ ان سے راضی تھے۔ سوچ بچار شروع ہوئی کہ ان کو کیسے گورنری سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ مشورہ ہوا کہ ان کی کوئی شکایت کی جائے۔ اب کیا شکایت ہو؟ اگر شکایت کا ثبوت نہ ہوا تو دوبارہ ان ہی کو گورنر مقرر کر دیا جائے گا۔

(۱) ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۷، شمارہ ۱۱۔ ختم نبوت کے محافظ: ص ۱۰۰

کافی غور وخوض کے بعد وہاں کے ایک سردار نے کہا: ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے، اگر اسے استعمال کرلو تو کبھی بھی ان کو دوبارہ گورنر بنا کر اس علاقہ میں نہیں بھیجا جائے گا۔

لوگوں نے کہا: بتاؤ! کیا ترکیب ہے؟

سردار نے کہا: میرے پاس ایک لاکھ درہم جمع کرو۔ میں یہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ مغیرہ نے بیت المال سے یہ رقم چرا کر میرے پاس رکھوائی ہے۔ اس طرح ان پر چوری کا الزام لگے گا اور ان کو گورنری سے ہٹا دیا جائے گا اور دوبارہ واپس بھی نہ آئیں گے۔

مخالفین نے ایک لاکھ درہم اکٹھے کر کے سردار کے پاس جمع کرا دیے اور وہ یہ درہم لے کر مدینہ آ گیا۔

سردار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کے گورنر نے یہ ایک لاکھ درہم بیت المال سے نکال کر مجھے دیئے ہیں کہ اپنے پاس رکھوں، اس طرح وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو بلوالیا اور ان سے پوچھا: یہ شخص کیا کہہ رہا ہے؟ اور اس کا جواب تمہارے پاس کیا ہے؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

كَذَبَ أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، إِنَّمَا كَانَتْ مِائَتَيْ أَلْفٍ.

اللہ آپ کو صحیح سالم رکھے، یہ شخص جھوٹا ہے، ایک لاکھ نہیں بلکہ دو لاکھ درہم میں نے اسے دے رکھے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مغیرہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اہل وعیال اور ذاتی ضروریات کے لیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سردار سے پوچھا: اب تم کیا کہتے ہو؟ یہ تو دو لاکھ تھے، تم ایک لاکھ کی بات کر رہے ہو، دوسرا لاکھ کدھر ہے؟

وہ نادم اور شرمندہ ہو کر کہنے لگا: اللہ آپ کا بھلا کرے! مغیرہ نے اصل میں مجھے کوئی مال نہیں دیا تھا، نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ دراصل یہ تو ان کے خلاف ایک سازش تیار کی گئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم کیا کہتے ہو اور تم نے ایسا کیوں کہا کہ یہ دو لاکھ تھے؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اَلْخَبِيْثُ كَذَّبَ عَلَيَّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُخْزِيَهُ.

اس خبیث نے میرے اوپر جھوٹ باندھا، اس لیے میں نے چاہا کہ اس کو رسوا کروں۔ ورنہ میں نے کوئی رقم کسی کو نہیں دی تھی۔ (۱)

حضرت عُمیر بن حُمام رضی اللہ عنہ اور شوقِ شہادت

جنگ بدر میں جب مشرکینِ مکہ اسلام اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

قُوْمُوْا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ.

جنت کی طرف اُٹھ کھڑے ہو جس کی چوڑائی سارے آسمان اور زمین ہیں۔

یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا (شہادت کے عوض) آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے برابر جنت ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت عمیر بن حمام کہنے لگے: بخ بخ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ بخ بخ کہنے پر تجھے کس بات نے ابھارا؟

حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: المغيرة بن شعبه بن أبي عامر، ج۶۰ص۳۰، رقم الترجمة: ۷۵۹۱ الناشر: مؤسسة الرسالة

نے یہ جنت کی امید میں کہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا۔ تم جنت والوں میں سے ہو۔

اس کے بعد حضرت عمیر بن حمام اپنے ترکش سے کھجوریں نکال کر کھانے لگے، پھر شوق شہادت میں کہنے لگے:

لَئِنْ أَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى آكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهٖ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ.

اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ زندگی بڑی ہی طویل ہو جائے گی۔

چناں چہ انہوں نے بقیہ ساری کھجوریں پھینک دیں اور آگے بڑھ کر مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (۱)

اللہ کی ناراضگی کی علامت

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بندہ پر اللہ کی ناراضگی کی نشانی یہ ہے کہ اسے بے فائدہ کاموں میں مشغول دیکھو۔

عَلَامَةُ مَقْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْعَبْدِ أَنْ تَرَاهُ مُشْتَغِلًا بِمَا لَا يَعْنِيْهِ. (۲)

ہر ایک باندی کا اپنی طرف رغبت دلانے کے لیے دلیل پیش کرنا

ایک شخص کے سامنے دو جاریہ پیش کی گئیں ایک کنواری تھی دوسری ثیبہ، اس شخص کو کنواری کی طرف رغبت ہوئی تو ثیبہ نے کہا اس کی طرف آپ کیوں راغب ہوئے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک ہی دن رات کا فرق ہے۔ کنواری نے جواب دیا "وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" (اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہارے شمار کے حساب سے ہزار سال کے برابر ہے) اس پر اس کو دونوں ہی پسند آ گئیں تو دونوں ہی کو خرید لیا۔

---

(۱) صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ج۳ص۵۰۹، رقم الحديث، ۱۹۰۱ الناشر: دار إحياء التراث العربي

(۲) بستان العارفين: ج۱ ص ۵۱ الناشر: دار الريان للتراث

عرض علی رجل جاریتان بکرٌ وثیبٌ، فاختار البکر، فقالت الثیب ما بینی وبینها إلا یومٌ، فقالت البکر "وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ" فاشتراهما.(۱)

چوہے کا اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لیے دراہم پیش کرنا

ابوبکر بن الحضنہ ابوطالب المعروف بابن الدلو سے نقل کرتے ہیں اور وہ ایک نیک صالح شخص تھے، مقام نہر طابق میں رہتے تھے، وہ ایک رات بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تنگدست تھا تو ایک بڑا چوہا نکلا اور اس نے گھر میں دوڑنا شروع کر دیا، پھر دوسرا نکل آیا اور دونوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور میرے سامنے ایک طشت تھا میں نے ان میں سے ایک پر اسے الٹا کر دیا تو دوسرا چوہا آیا اور طشت کے گرد پھرنے لگا اور میں خاموش (دیکھ رہا) تھا پھر وہ اپنے بل میں گھسا اور منہ میں ایک کھرا دینار لے کر نکلا اور اس کو میرے سامنے ڈال دیا، میں لکھنے میں مشغول رہا اور وہ ایک گھڑی تک بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا پھر واپس گیا اور دوسرا دینار لے کر آیا اور پھر کچھ دیر بیٹھا، یہاں تک کہ چار یا پانچ دینار لے کر آیا اور اس مرتبہ ہر بار سے زیادہ دیر تک بیٹھا رہا پھر واپس گیا اور ایک چمڑے کی خالی تھیلی کھینچ کر لایا جس میں یہ دینار رکھے ہوئے تھے اور اس کو ان دیناروں کے اوپر رکھ دیا، تو میں سمجھ گیا کہ اب اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو میں نے طشت اٹھا دیا تو دونوں بھاگ کر بل میں گھس گئے اور میں نے دینار لے لیے۔(۲)

جب انسان اللہ کا مُطیع ہو تو کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع ہوتی ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جنگل کے ایک چرواہے سے کہا کہ مجھے دودھ یا پانی چاہیے، چرواہے نے کہا کہ دونوں چیزیں موجود ہیں،

---

(۱) أخبار الظراف والتماجنين: ص ۱۴۸ الناشر: دار ابن حزم

(۲) كتاب الأذكياء: ص ۲۳۵ الناشر: مكتبة الغزالي

آپ کون سی چیز پسند فرمائیں گے؟ میں نے کہا پانی: اس نے اپنی لاٹھی ایک پتھر پر ماری پتھر سے چشمہ پھوٹ پڑا، میں نے پانی پیا:

فَإِذَا هُوَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ.

وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

میں حیران رہ گیا، چرواہے نے کہا: لَا تَتَعَجَّبْ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَطَاعَ مَوْلَاهُ أَطَاعَهُ كُلُّ شَيْءٍ تعجب نہ کرو بے شک بندہ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو ہر شئی اس کی اطاعت کرتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ شہر مدائن میں ایک مہمان آیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مہمان کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے اور جنگل میں گئے وہاں بہت سارے ہرن اور پرندے دیکھے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لِيَأْتِيَنِي ظَبْيٌ وَطَيْرٌ مِّنْكُنَّ سَمِيْنَانِ فَقَدْ جَاءَنِي ضَيْفٌ وَأُحِبُّ إِكْرَامَهُ فَجَاءَ كِلَاهُمَا.

تم میں سے ایک موٹا ہرن اور ایک موٹا پرندہ میرے پاس آجائے کیوں کہ میرا مہمان آیا ہوا ہے جس کی میں تعظیم اور اکرام کرنا چاہتا ہوں (یعنی گوشت کھلانا چاہتا ہوں) پس ایک ہرن اور ایک پرندہ دونوں (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس) آگئے۔

مہمان بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا سبحان اللہ، اے سلمان! آپ کے لیے پرندے (اور ہرن) مسخر کردیے گئے ہیں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَفَتَعَجَّبُ مِنْ هٰذَا، هَلْ رَأَيْتَ عَبْدًا أَطَاعَ اللّٰهَ فَعَصَاهُ شَيْءٌ.

آپ اس بات سے متعجب ہوئے ہیں (یعنی تعجب کی کوئی بات نہیں) کیا آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور پھر مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندہ کی اطاعت نہ کرے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مخلوق میں سے ہر چیز اس کی اطاعت

کرتی ہے۔[1]

تجارت کے لیے سات نبوی اصول

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ سب سے پاکیزہ پیشہ ان تاجروں کا پیشہ ہے کہ جب وہ بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، اور جب انہیں امانت دار بنایا جائے اور امانت ان کے سپرد کی جائے تو خیانت نہ کریں، اور جب وہ وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں، اور جب وہ کسی سے کوئی چیز خریدیں تو اس چیز کی ناجائز مذمت نہ کریں (یعنی اس چیز کو خواہ مخواہ ناقص قرار نہ دیں)، اور جب وہ کوئی چیز بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں، اور جب ان پر کوئی قرض وغیرہ واجب الاداء ہو تو وہ ٹال مٹول نہ کریں، اور جب ان کا کوئی حق قرض وغیرہ کسی کے ذمہ واجب الاداء ہو تو وہ حق وصول کرنے میں سختی نہ کریں:

عن معاذ بن جَبَلٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِينَ إِذَا حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا، وَإِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا، وَإِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَإِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وَإِذَا بَاعُوا لَمْ يُطْرُوا، وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوا، وَإِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا.[2]

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجار کے لیے سات اصول ذکر فرمائے۔

۱......سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا۔

۲......امانت دار ہونا اور خیانت سے احتراز کرنا۔

۳......وعدہ پورا کرنا اور وعدہ خلافی سے اجتناب کرنا۔

۴......دوسرے تاجروں کی چیزوں کی بے جا تنقیص و مذمت نہ کرنا۔

---

(۱) المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية: ج۱ ص ۲۶۵ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) شعب الايمان للبيهقي: باب حفظ اللسان عما لا يحتاج إليه، ج۲ ص ۴۸۸ رقم الحديث: ۴۵۱۳ الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع

۵......اپنی چیزوں کی بے جا تعریف سے بچنا۔

۶......قرض کی ادائیگی میں حتی الوسع عجلت کرنا اور ٹال مٹول نہ کرنا۔

۷......قرض داروں سے قرض وصول کرنے میں نرم رویہ اختیار کرنا اور سختی وشدت سے پرہیز کرنا۔

یہ سات اصول کتنے مبارک اور جامع ونافع ہیں۔ اگر تجار ان سب اصولوں پر عمل پیرا ہوجائیں تو ان کی تجارت میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی۔

ہدہد کا سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر کی دعوت کرنا

ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری تنہا کی؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ پورے لشکر کی، فلاں جزیرہ میں فلاں دن۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں پہنچ گئے تو ہدہد نے فضا میں اڑ کر ایک ٹڈی کا شکار کیا اور اس کو توڑ مروڑ کر دریا میں ڈال دیا، اور کہا کہ اے اللہ کے نبی اگر گوشت تھوڑا ہے تو شوربا بہت ہے، سب کھاؤ جس کو گوشت نہ ملے شوربا تو مل ہی جائے گا۔ سلیمان علیہ السلام ایک سال تک (جب اس دعوت کو یاد کرتے تو) ہنستے رہتے:

أن الهدهد قَالَ لِسُلَيْمَان عَلَيْهِ السَّلَام أُرِيد أن تكون فِي ضيافتي قَالَ سُلَيْمَان أنا وحدي قَالَ لَا بل الْعَسْكَر كُله فِي جَزِيرَة كَذَا فِي يَوْم كَذَا فَمضى سُلَيْمَان إِلَى هُنَاكَ فَصَعدَ الهدهد إِلَى الجو فصاد جَرَادَة وخنقها ورمى بهَا فِي الْبَحْر وَقَالَ يَا نَبِي الله إِن كَانَ اللَّحْم قَلِيلا فالمرق كثير فَكُلُوا من فَاتَهُ اللَّحْم ناله المرق فَضَحِك سُلَيْمَان وَجُنُوده من ذَلِك حولا كَامِلا.(۱)

شیر کا حضرت شیبان راعی رحمہ اللہ کا تابعدار ہونا

یزید بن ابی زرقاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے

(۱) کتاب الأذکیاء: ص ۲۳۷ الناشر: مکتبة الغزالي

ہوئے سنا کہ میں اور شیبان راعی رحمہ اللہ (یہ بہت بڑے بزرگ تھے) پیدل حج کے لیے نکلے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک مقام پر اچانک ہمارے سامنے شیر آ گیا، میں نے شیبان سے کہا کہ آپ اس شیر کو دیکھ رہے ہیں جو ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ اب کیا ہوگا؟

شیبان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اے سفیان! آپ ڈریں نہیں، پھر شیبان رحمہ اللہ نے شیر کو ڈانٹا، شیر مانوس ہو کر کتے کی طرح دم ہلاتا ان کے پاس آ گیا، شیبان نے اس کا کان پکڑ کر پیار سے کھینچا۔

میں نے کہا اے شیبان! یہ کیا ریاکاری اور شہرت حاصل کرنے کا طریقہ ہے؟ شیبان نے فرمایا اے ثوری! تجھے کون سی شہرت نظر آ رہی ہے؟ (یعنی اس میں کون سی شہرت ہے) اگر مجھے شہرت ناپسند نہ ہوتی تو میں مکہ شریف تک اپنا سامان اس شیر کی پشت پر لاد کر لے جاتا۔

شیر کا تابعدار ہونا حضرت شیبان راعی رحمہ اللہ کی کرامت تھی، شیبان راعی رحمہ اللہ بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں:

زَیْدُ بْنُ أَبِی الزَّرْقَاءِ، قَالَ سَمِعْتُ الثَّوْرِیَّ، یَقُولُ خَرَجْتُ حَاجًّا أَنَا وَشَیْبَانُ الرَّاعِی، مُشَاةً فَلَمَّا صِرْنَا بِبَعْضِ الطَّرِیقِ إِذَا نَحْنُ بِأَسَدٍ قَدْ عَارَضَنَا فَقُلْتُ لِشَیْبَانَ أَمَا تَرَی هَذَا الْکَلْبَ قَدْ عَرَضَ لَنَا؟ فَقَالَ لِی لَا تَخَفْ یَا سُفْیَانُ ثُمَّ صَاحَ بِالْأَسَدِ فَبَصْبَصَ وَضَرَبَ بِذَنَبِهِ مِثْلَ الْکَلْبِ فَأَخَذَ شَیْبَانُ بِأُذُنِهِ فَعَرَکَهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذِهِ الشُّهْرَةُ؟ فَقَالَ لِی وَأَیُّ شُهْرَةٍ تَرَی یَا ثَوْرِیُّ؟ لَوْلَا کَرَاهِیَةُ الشُّهْرَةِ مَا حَمَلْتُ زَادِی إِلَی مَکَّةَ إِلَّا عَلَی ظَهْرِهِ.(۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی

ایک یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طعن دیا تم نے اپنے نبی کو دفن بھی نہیں کیا تھا (کہ امارت پر جھگڑنے لگے) یہاں تک کہ انصار نے کہا کہ ہم میں سے امیر ہوگا اور تم نے

(۱) حلیة الأولیاء: ترجمة: سفیان الثوری، ج۷ ص۶۸ الناشر: دار الکتاب العربی

کہا ہم میں سے ہوگا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابھی دریا کے پانی سے تمھارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھی کہ تم نے (بت پرستوں کو بت کی پوجا کرتے ہوئے دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے) کہنا شروع کردیا تھا کہ اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایسا ہی معبود بنادے جیسا کہ ان کا معبود ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حاضر جوابی کو سن کر وہ یہودی لاجواب ہوگیا۔)

ومن الجد المفحم أن رجلا من اليهود قال للإمام علي رضي الله عنه ما دفنتم نبيكم حتى قال الأنصار منا أمير ومنكم أمير فقال الإمام أنتم ما جفت أقدامكم من ماء البحر حتى قلتم يا موسى اجعل لنا إلها كما لهم آلهة.(۱)

اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض شخص

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے دوران عرض کیا کہ یا اللہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض تیرے ہاں کون ہے؟ ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام جس شخص کا دل متکبر ہے، زبان سخت ہے، یقین کمزور اور ہاتھ بخیل ہے:

وَذُكِرَ أَنَّ مُوسَى، صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ، نَاجَى اللّٰهَ تَعَالَى فَقَالَ يَا رَبِّ مَنْ أَبْغَضُ خَلْقِكَ إِلَيْكَ؟ قَالَ يَا مُوسَى مَنْ تَكَبَّرَ قَلْبُهُ، وَغَلُظَ لِسَانُهُ، وَضَعُفَ يَقِينُهُ، وَبَخِلَتْ يَدُهُ.(۲)

اللہ سے نہ مانگنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تنبیہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سن اٹھارہ ہجری میں پورے جزیرۂ عرب میں بڑا سخت قحط پڑا، جس کی وجہ سے لوگ مرنے لگے، حتیٰ کہ جانوروں کے جسم میں خون تک خشک ہوگیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ مصر میں اناج وغلہ کی پیداوار خوب ہورہی ہے، آپ نے وہاں کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ

(۱) ثمرات الأوراق في المحاضرات: ج۱ ص۱۵۳ الناشر: مكتبة الجمهورية العربية

(۲) تنبيه الغافلين: باب الكبر، ص۱۸۵ الناشر: دار ابن كثير

یہاں حجاز میں غلہ کی کمی ہے اور مصر میں اس کی فروانی ہے، اس لیے تم یہاں والوں کے لیے غلہ روانہ کرو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ:

آپ مطمئن رہیں، میں اونٹوں پر لدوا کر اتنا غلہ بھیجوں گا کہ اگر پہلا اونٹ مدینہ میں ہوگا تو آخری اونٹ مصر میں ہوگا۔

غرض یہ کہ غلہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم فرمایا اور لوگ آ آ کر غلہ لے جا رہے تھے۔ ایک صحابی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ جو جنگل میں رہتے تھے، انہوں نے جب غلہ کے بارے میں سنا تو چاہا کہ وہ بھی آ کر غلہ لے جائیں، ان کے پاس ایک بکری تھی، اس کو ذبح کیا کہ کچھ کھا پی کر چلیں، مگر اس بکری میں خون کا ایک قطرہ تک نہ نکلا، یہ دیکھ کر وہ صحابی رو پڑے اور اسی حالت میں ان کو نیند آ گئی اور سو گئے، خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا:

أَبْشِرْ بِالْحَيَا، ائْتِ عُمَرَ فَاقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ إِنَّ عَهْدِي بِكَ وَفِيُّ الْعَهْدِ شَدِيدُ الْعَقْدِ، فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا عُمَرُ.(۱)

حیات کی خوش خبری سنو اور عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ میں نے تم سے ایک عہد لیا تھا اور تم وعدہ کے پورا کرنے میں سخت اور پکے ہو، پس عقل سے کام لو، عقل سے کام لو۔

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور ان کے خادم سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کے لیے اجازت لو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر خود باہر تشریف لائے، انہوں نے ساری بات آپ کو بتائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے، اور باہر نکل کر لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ

(۱) تاریخ طبری: سنة ثماني عشرة، ذكر القحط وعام الرمادة، ج۴ص۹۹،۱۰۰ الناشر: دار إحياء التراث العربي

کیا میرے طرزِ عمل میں آپ حضرات کوئی بات بری اور مکروہ دیکھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صورتِ حال بیان کی تو بعض صحابہ نے کہا کہ آپ کی غلطی یہ ہے کہ آپ نے قحط سالی کے اس موقعہ پر اللہ سے مانگنے کے بجائے، اپنے گورنر سے غلہ طلب کیا اور اللہ سے استسقاء (پانی طلب) نہیں کیا، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں آئی، اور اس پر آپ کو تنبیہ کی گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے، پھر آپ نے نمازِ استسقاء پڑھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا فرمائی، اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ بادل منڈلا رہا ہے یکایک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔(۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی کی طرف ہر معاملہ میں رجوع کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ ہی حاجت روا، اور مشکل کشا ہے۔ کوئی نبی وولی، کوئی پیر وفقیر، کوئی مولوی وعالم، کوئی شیخ وصوفی، نہ کسی کی بگڑی بنا سکتا ہے نہ کسی کی حاجت روائی کرسکتا ہے اور نہ دستگیری کرسکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کو سزا دینے کی مختلف صورتیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول "لَأُعَذِّبَنَّهُ" (کہ میں ضرور اس کو سزا دوں گا)

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو ان کے مناسب حال سزا دیتے تھے تاکہ ان کے ہم جنس سزا سے عبرت حاصل کریں۔

۱...... حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو یہ سزا دیتے تھے کہ ان کے پر اور ان کی دم نوچ دیتے تھے اور ان کو دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ اب اس حالت میں پرندہ نہ تو چیونٹیوں سے اپنا بچاؤ کرسکتا تھا اور نہ کیڑے مکوڑے سے اپنی حفاظت کرسکتا تھا۔

۲...... پرندے کو تارکول لگا کر دھوپ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

(۱) البداية والنهاية: سنة ثماني عشرة، طاعون عمواس، ج۷ ص۱۰۴ الناشر: دار إحياء التراث العربي

۳..... پرندے کو چیونٹیوں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا اور چیونٹیوں اس کو کھا جاتی تھیں۔

۴..... پرندے کو (بطور سزا) پنجرے میں بند کر دیا جاتا تھا۔

۵..... پرندے اور اس کے ہم جنسوں میں (بطور سزا) تفریق کر دی جاتی تھی۔

۶..... پرندے کے لیے (بطور سزا) دوسری جنس کے پرندوں کے ساتھ سکونت اختیار کرنا لازم قرار دیا جاتا یا غیر ہم جنس کے ساتھ پرندے کو (بطور سزا) پنجرہ میں قید کر دیا جاتا۔

۷..... پرندے کے لیے (بطور سزا) اپنے ہم جنسوں کی خدمت لازم کر دی جاتی تھی۔

۸..... پرندے کا جوڑا (بطور سزا) کسی بوڑھے (پرندے) کے ساتھ لگا دیا جاتا تھا۔ (۱)

مامون الرشید کا ایک خارجی سے مکالمہ

خلیفہ مامون کے پاس ایک خارجی داخل ہوا، اس سے مامون نے پوچھا کہ ہم سے ہمارے خلاف ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اس نے کہا: قرآن پاک کی آیت، مامون نے کہا کون سی آیت، اس نے کہا:

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝"

مامون نے کہا کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف کی آیت ہے، اس نے کہا: اجماع امت سے۔ مامون نے کہا کہ:

قال فكما رضيت بإجماعهم في التنزيل فارض بإجماعهم في التأويل، قال صدقت. (۲)

جب تم تنزیل آیت میں اجماع امت سے متفق ہو تو تاویل میں بھی ان کے موافق ہونا چاہیے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ السلام علیک یا امیر المؤمنین۔

(۱) حياة الحيوان: النمل، ج۲ص۵۱۶ الناشر: دار الكتب العلمية

(۲) تاريخ الخلفاء: ترجمة: المامون ابو العباس، ص۲۳۴، الناشر: نزار مصطفى الباز

ابن طولون کا بنان حمّال رحمہ اللہ کو خونخوار شیر کے سامنے ڈالنا

بنان حمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں، اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے، عوام وخواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی، اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے، وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں، حمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی، ابن طولون تاب سخن نہ لاسکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انہیں خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے، انسان اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کے لیے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے، سزا کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا، اس کے جذبہ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی، بنان حمال کو خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا، شیر لپکا پھر رک کر ان کے جسم کو سونگھنے لگا، دیکھنے والے ان کے جسم کے چیر پاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے لیکن جب دیکھا کہ شیر انہیں کچھ نہیں کہہ رہا، تب انہیں اس کے سامنے سے اُٹھا دیا، اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا، شیر کے سونگھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ فرمانے لگے میں اس وقت درندے کے جوٹھے کے متعلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک:

كَانَ سَبَبُ دُخُولِي مِصْرَ حِكَايَةَ بَنَانٍ وَذٰلِكَ أَنَّهُ أَمَرَ ابْنَ طُولُونَ بِالْمَعْرُوفِ فَأَمَرَ أَنْ يُلْقَى بَيْنَ يَدَيِ السَّبُعِ فَجَعَلَ السَّبُعُ يَشُمُّهُ وَلَا يَضُرُّهُ فَلَمَّا أُخْرِجَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ السَّبُعِ قِيلَ لَهُ مَا الَّذِي كَانَ فِي قَلْبِكَ حِينَ شَمَّكَ السَّبُعُ؟ قَالَ كُنْتُ أَتَفَكَّرُ فِي اخْتِلَافِ النَّاسِ فِي سُؤْرِ السَّبُعِ وَلُعَابِهَا.(١)

ایک بڑھیا کی دربار سلطان میں تاریخی دلیری

سلطان محمود رحمہ اللہ کے زمانہ میں کوچ بلوچ کرمان کے پہاڑی جرگوں کے قزاقوں نے رباط اور دیر گچھن (اصفہان) میں ڈاکہ ڈالا، ایک بڑھیا کا مال واسباب بھی لٹ گیا، اس نے سلطان سے فریاد کی:

---

(١) حلية الأولياء: ترجمة: بنان البغدادي، ج١٠ ص٣٢٤ الناشر: دار الكتاب العربي

آپ خدا کی طرف سے ہمارے محافظ ونگہبان ہیں، یا میرا مال دلائیے یا اس کا معاوضہ عطا کیجیے۔

سلطان نے کہا کہ معلوم نہیں دیر کھمن کہاں ہے! بڑھیا بولی، اے سلطان! اس قدر ملک فتح کرو کہ ان کے جغرافیہ سے واقفیت رہ سکے اور ان کا انتظام ہو سکے۔

سلطان نے اس جواب کو تسلیم کر کے پھر کہا یہ لوگ کہاں سے آئے تھے اور کون تھے۔ بڑھیا نے کہا کوچ بلوچ کے ڈاکو تھے جو کرمان کے قریب ہے، سلطان نے کہا وہ ملک تو میری سرحد سے باہر ہے اس کا میں کیا انتظام کرسکتا ہوں۔

بڑھیا نے کہا کیا اسی عدل وانصاف پر شہنشاہی کا دعویٰ ہے، وہ بادشاہ کیا جو اپنی سلطنت کا انتظام نہ کر سکے، اور وہ چرواہا کیسا جو اپنی بکریوں کو بھیڑیئے سے نہ بچا سکے۔ اس میں میرا تنہا اور ضعیف ہونا اور آپ کو فوج اور لشکر رکھنا دونوں برابر ہیں۔

سلطان محمود نے جب بڑھیا کے یہ جواں مردانہ کپکپا دینے والے کلمات سنے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس کو بہت کچھ دے دلا کر رخصت کیا اور ابوعلی الیاس امیر کرمان کو لکھا کہ مفسدوں اور ڈاکوؤں کو گرفتار کر کے ہمارے حضور میں بھیج دو یا مال ڈکیتی برآمد کر کے قزاقوں کو پھانسی دے دو تا کہ آئندہ وہ میرے ملک میں لوٹ مار نہ کر سکیں۔ ورنہ یاد رکھو کرمان بمقابلہ سومنات بہت نزدیک ہے۔

امیر کرمان سلطان کے خوف سے ایک جرار فوج لے کر گیا، دس ہزار بلوچی قتل ہوئے اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ امیر ابوعلی نے سب سامان غزنی بھجوا دیا، سلطان نے منادی کرادی کہ جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے وہ آ کر اپنا مال پہچان لیں، تمام ملک سے لوگ آتے تھے اور اپنا مال پہچان کر لے جاتے تھے، سلطان نے ایک اور کام یہ کیا کہ ملک سے ہر قسم کی خبریں منگوانے کے لیے پرچہ نویس مقرر کر دیئے تا کہ حاکموں کے ظلم وستم اور تغافل اور ملک کے حالات کی خبر ملتی رہے۔

ایک بڑھیا کی آزادی اور جرأت نے ملک کو کس قدر فائدہ پہنچایا کہ ڈاکوؤں سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی اور چھینا ہوا مال بھی واپس آ گیا۔ (۱)

تنازعہ ہارون الرشید ونصرانی اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کا اندیشہ عاقبت

امام ابویوسف رحمہ اللہ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ قَطُّ وَاللّٰهِ مَا جُرْتُ فِيْ حُكْمٍ قَطُّ وَمَا أَخَافُ عَلٰى نَفْسِيْ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ كَانَ مِنِّيْ.

بخدا میں نے کبھی زنا نہیں کیا، نہ فیصلے میں کبھی ناانصافی کی، مجھے اپنے متعلق کچھ اندیشہ نہیں، البتہ ایک حرکت مجھ سے ایسی سرزد ہوگئی، جس کے مؤاخذہ کا مجھے اندیشہ ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کون سی حرکت؟ آپ نے فرمایا: ہارون الرشید نے مجھے کہا تھا کہ میں لوگوں کے ہر قسم کے مسائل کا بغور جائزہ لے کر اس کی موجودگی میں ان پر فرمان شاہی کی مہر لگایا کروں، میری عادت یہ تھی کہ میں ایک دن پہلے ان کے کاغذات لے کر ان کی چھان پھٹک کرتا، ایک مرتبہ ان کاغذات میں ایک نصرانی (عیسائی) کا مقدمہ تھا، جس سے اس نے زمین کے سلسلہ میں امیر المؤمنین ہارون الرشید کے ظلم کے شکایت کی تھی، اس کا کہنا تھا کہ امیر المؤمنین نے اس کی زمین غصب کی ہے، میں نے اس کو قریب بلا کر کہا:

آج کل یہ زمین کس کے قبضہ میں ہے؟ اس نے کہا:

امیر المؤمنین کے قبضے میں ہے، میں نے پوچھا اس کی آمدنی کون لیتا ہے؟ اس نے کہا امیر المؤمنین، ہر مرتبہ سوال کرنے سے میرا مقصد یہ ہوتا کہ وہ امیر المؤمنین کو چھوڑ کر کسی دوسرے فریق کا نام لے، مگر وہ ہر مرتبہ امیر المؤمنین کا ہی نام لیتا اور کہتا کہ میرا جھگڑا فقط امیر المؤمنین سے ہے۔

بہرحال میں نے اس سے روایتی پوچھ گچھ کے بعد اس کے کاغذات لوگوں کے عام کاغذات میں رکھ دیئے، پھر جب اگلے روز کچہری لگی تو میں نے ایک ایک کا نام لے کر

(۱) نظام الملک طوسی حصہ دوم: ص ۲۵۶

لوگوں کو بلانا شروع کیا یہاں تک کہ اس نصرانی کا نمبر بھی آ گیا، میں نے اسے بلایا، اس کا مدعی امیر المؤمنین کو پڑھ کر سنایا، انہوں ے جواب دیا یہ زمین ہمیں منصور سے وراثت میں ملی ہے، میں نے نصرانی سے کہا: سن لیا تو نے کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، مگر آپ امیر المؤمنین سے قسم لیں میں نے ہارون سے کہا کیا آپ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں اور فوراً حلف اُٹھایا میں نے شرعی ضابطے کے مطابق فیصلہ ہارون کے حق میں کر دیا اور نصرانی چلا ہو گیا۔

اس کے بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک لمبی آہ لے کر کے فرمایا: بس مجھے اسی کا خطرہ ہے، کہیں پکڑا نہ جاؤں، لوگوں نے آپ سے کہا، اس میں خطرے کی کون سی بات ہے؟ آپ کو جو کرنا چاہیے تھا آپ نے وہی کیا ہے، کوئی جرم نہیں کیا، آپ نے فرمایا نہیں، مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے ہارون کو نصرانی کے ساتھ برابر کے درجے مجلس خصومت (کٹہرے) میں کھڑا نہیں کیا اور تقاضائے انصاف اس فرق کی اجازت نہیں دیتا۔ (۱)

مردار کتے سے بندھے ناچار بت کو دیکھ کر صحابی کا قبول اسلام

عقبہ ثانیہ (۱۲ نبوی) کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والے لوگ مدینہ واپس چلے آئے تو انہوں نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز کر دیا، ان کی قوم میں کچھ عمر رسیدہ لوگ اپنے قدیم دین، شرک و بت پرستی پر قائم تھے، من جملہ ان کے عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھے۔ ان کا شمار خاندان بنی سلمہ کے اشراف واعیان میں ہوتا تھا، اس نے اپنے گھر میں مناۃ نامی لکڑی کا ایک بت تراش رکھا تھا۔

جیسا کہ اس وقت کے رؤسا کا وطیرہ تھا کہ وہ گھروں میں بت رکھتے تھے، اس کا بیٹا معاذ جو عقبہ میں بیعت کر چکا تھا اور معاذ بن جبل جب اسلام کے دائرہ میں داخل ہو چکے تو وہ رات کو عمرو بن جموح کے بت کو اٹھا کر کسی غلاظت والے گڑھے میں اوندھا پھینک دیتے۔ عمرو صبح کو تلاش کرتا اور اسے گم پا کر کہتا افسوس! آج رات ہمارے خدا پر کس نے ظلم

(۱) حسن التقاضي في سيرة الامام أبي يوسف القاضي: ص ۱۱۰ الناشر: دار الكتب العلمية

برپا کیا ہے، پھر اسے تلاش کرتا، دھودھلا کر، خوشبو لگا کر کہتا کہ واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے تو میں اس کو رسوا کن سزا دوں۔

معاذ پھر حسب سابق اسے کسی گڑھے میں پھینک آتے اور وہ صبح کو نکال لاتا۔ بالآخر تنگ آ کر عمرو بن جموع نے اس کے گلے میں تلوار لٹکا کر کہا واللہ! معلوم نہیں ہوتا کہ تیرے ساتھ یہ قبیح حرکت کون کرتا ہے، اگر تجھ میں کوئی خیر وخوبی ہے تو اپنی حفاظت خود کر، یہ تلوار تیرے پاس موجود ہے۔

شام ہوئی تو عمرو سو گئے۔ معاذ نے حسب عادت بت کو پکڑ کر تلوار کو اس کی گردن سے اتارا اور ایک مردار کتے کی لاش سے اس کو باندھ کر بنی سلمہ کے ایسے ویران کنویں میں پھینکا جو غلاظت سے بھرا پڑا تھا، صبح عمرو بن جموح نے جب اسے نہ پایا تو اس کی تلاش میں نکلا، اور اس کو ایک غلاظت سے بھرپور ویران کنویں میں مردار کتے سے بندھا ہوا منہ کے بل گرا ہوا پایا، تو اس کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر اس کا مردہ ضمیر بیدار ہو گیا، اس نے اپنے ہم قوم مسلمانوں سے اسلام سے متعلق گفتگو کی اور خود بھی اللہ کے فضل وکرم سے مسلمان ہو کر اسلامی اصولوں کا پابند ہو گیا، اس نے اللہ کا شکر اور بت کی مذمت اس طرح سے کی کہ:

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ إِلٰهًا لَمْ تَكُنْ   أَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِي قَرَنْ
أُفٍّ لِمَلْقَاكَ إِلٰهًا مُسْتَدَنْ   الْآنَ فَتَّشْنَاكَ عَنْ سُوءِ الْغَبَنْ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ   اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ
هُوَ الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنْ قَبْلِ أَنْ   أَكُونَ فِي ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ(۱)

واللہ! اگر تو خدا ہوتا تو کنویں کے اندر کتے کے ہمراہ نہ ہوتا۔ افسوس! کہ تو مخدوم اور خدا ہوتے ہوئے بھی گر پڑا ہے۔ اب ہمیں تیرے بارے میں بدترین فریب کی تحقیق ہوئی۔

سب تعریف ہے اللہ کی جو بلند رتبہ، احسانات والا، رزق دینے والا، اعمال وافعال کی جزا دینے والا ہے۔ وہی ذات ہے جس نے مجھے قبر کی تاریکی میں بند اور گروی ہونے سے قبل نجات بخشی۔

(۱) البداية والنهاية: قصة بيعة العقبة الثانية، ج۳ص۱۶۶ الناشر: دار الفكر

ایک خاتون کا اپنے شوہر کے فراق میں اشعار پڑھنا

حضرت ابنِ جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھے ایسے شخص نے بتائی جسے میں سچا سمجھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ایک رات مدینہ کی گلیوں میں) گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُه وَأَرَّقَنِي أَنْ لاَّ حَبِيْبَ أُلاَعِبُه

یہ رات لمبی ہوگئی ہے اور اس کے کنارے کالے پڑ گئے، اور مجھے اس وجہ سے نیند نہیں آ رہی ہے کہ میرا کوئی محبوب نہیں جس سے میں کھیلوں۔

فَلَوْلاَ حِذَارُ اللّٰهِ لاَ شَيْءَ مِثْلُه لَزُعْزِعَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُه

اگر اس اللہ کا ڈر نہ ہوتا جس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے، تو اس تخت کے تمام کنارے حرکت کر رہے ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ چند مہینوں سے میرا خاوند سفر میں گیا ہوا ہے اور میں اس کی بہت زیادہ مشتاق ہو چکی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا برائی کا ارادہ تو نہیں؟ اس عورت نے کہا: اللہ کی پناہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے آپ کو قابو میں رکھو، میں ابھی اس کے پاس قاصد کے ذریعے پیغام بھیج دیتا ہوں۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلانے کے لیے آدمی بھیج دیا اور خود (اپنی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے کہا: میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے، تم میری وہ پریشانی دور کر دو۔ اور وہ یہ ہے کہ کتنے عرصہ میں عورت اپنے خاوند کی مشتاق ہو جاتی ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر جھکا لیا شرم وحیاء کی وجہ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حق بات کو بیان کرنے سے اللہ نہیں شرماتے ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تین مہینے ورنہ چار مہینے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تمام علاقوں

میں) یہ خط بھیجا کہ لشکروں کو (گھر سے باہر) چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔(۱)

محمد نام کے چار جلیل القدر محدثین کا واقعہ

تیسری صدی ہجری میں مصر میں چار محدثین بہت مشہور ہوئے، چاروں کا نام محمد تھا اور چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۱......محمد بن نصر مروزی۔ ۲......محمد بن جریر طبری۔ ۳......محمد بن المنذر۔ ۴......محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہم اللہ۔

ان کا ایک عجیب واقعہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ یہ چاروں حضرات مشترک طور سے حدیث کی خدمت میں مشغول تھے، بسا اوقات ان علمی خدمات میں انہماک اس قدر بڑھتا کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی۔ ایک دن چاروں ایک گھر میں جمع ہو کر احادیث لکھنے میں مشغول تھے، کھانے کو کچھ نہیں تھا، بالآخر طے پایا کہ چاروں میں سے ایک صاحب طلب معاش کے لیے باہر نکلیں تا کہ غذا کا انتظام ہو سکے۔ قرعہ ڈالا گیا تو حضرت محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کے نام نکلا، انہوں نے طلب معاش کے لیے نکلنے سے پہلے نماز پڑھی اور دعا کرنی شروع کر دی۔

یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور مصر کے حکمران احمد بن طولون رحمہ اللہ اپنی قیام گاہ میں آرام کر رہے تھے، ان کو سوتے ہوئے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ فرما رہے تھے کہ: محدثین کی خبر لو! ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

ابن طولون رحمہ اللہ بیدار ہوئے تو لوگوں سے تحقیق کی کہ اس شہر میں محدثین کون ہیں؟ لوگوں نے ان حضرات کا پتہ دیا، احمد بن طولون رحمہ اللہ نے اسی وقت ان کے پاس ایک ہزار دینار بھجوائے اور جس گھر میں وہ خدمت حدیث میں مشغول تھے اسے خرید کر وہاں ایک مسجد بنوادی اور اسے علم حدیث کا مرکز بنا کر اس پر بڑی جائیدادیں

---

(۱) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱٦ ص۵۷۳، رقم الحديث: ۴۵۹۱۷ الناشر: مؤسسة الرسالة

وقف کردیں۔ (۱)

علامہ زمخشری اور نسفی رحمہما اللہ کے درمیان علمی گفتگو

علامہ عمر نسفی رحمہ اللہ علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔

دروازے پر دستک دی، علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے پوچھا: کون؟

موصوف نے جواب دیا عمر۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے کہا۔ اِنْصَرِفْ۔

منصرف ہوجاؤ یعنی واپس ہوجاؤ۔ آپ نے فرمایا ''عُمَرُ لَا یَنْصَرِفُ''۔ عمر منصرف نہیں ہوتا یعنی لفظ عمر غیر منصرف ہے۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے جواب میں کہا ''اِذَا نُکِّرَ صُرِفَ''۔

جب نکرہ ہو تو منصرف ہوجاتا ہے، یعنی میں آپ کو پہچانتا نہیں ہوں، اس لیے لفظ عمر یہاں نکرہ ہے اور نکرہ غیر منصرف نہیں بن سکتا ہے، غیر منصرف بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، غیر منصرف کو نکرہ لایا جائے تو وہ منصرف بن جاتا ہے، تو علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے بتلادیا کہ آپ غیر منصرف نہیں بلکہ منصرف ہو لہٰذا لوٹ جاؤ، (یہ سلف کا دور تھا کہ آپس کی گفتگو بھی علمی ہوا کرتی تھی)۔

میں ہاتھی دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں

امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی موجود رہتی تھی جو امام مالک رحمہ اللہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس جاری تھی کہ اچانک شور کی آواز سنی کہ مدینہ میں ہاتھی آیا ہے، پس مجلس کے تمام لوگ ہاتھی کو دیکھنے کے لیے چلے گئے لیکن یحییٰ بن یحییٰ لیثی اندلسی رحمہ اللہ نہیں گئے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس عجیب وغریب جانور کو دیکھنے کے لیے کیوں نہیں گئے حالاں کہ آپ

(۱) البداية والنهاية: سنة أربع وتسعين ومائتين، ترجمة: محمد بن نصر المروزي، ج٦ص ١٢١

الناشر: المكتبة الحقانية بشاور

کے ملک میں یہ جانور نہیں ہوتا۔ یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ میں اپنے ملک سے صرف اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں اور آپ سے علم حاصل کروں، ہاتھی دیکھنے کے لیے نہیں آیا۔ پس امام مالک رحمہ اللہ یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ کا جواب سن کر متعجب ہوئے اور آپ نے ان کا نام عاقل اہل اندلس رکھا۔ حصول علم کے بعد یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ اندلس کی طرف واپس ہوئے تو ان کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی ان کے علم وکمالات کی شہرت پھیل چکی تھی۔ چنانچہ یحییٰ بن یحییٰ تمام اہل اندلس کے مرجع بن گئے اور وہاں پر آپ کے علم وشہرت کے ساتھ ساتھ مالکی مذہب بھی مشہور ہو گیا اور مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی وہ تمام روایتیں جو یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ اندلسی رحمہ اللہ نے روایت کیں وہ سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہو گئیں۔ یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ اس زمانے میں تمام عوام وخواص میں مقبول تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ (۱)

---

(۱) حياة الحيوان: الفيل، التعبير، ج۲ص۳۱۹، الناشر: دار الكتب العلمية